تنبیہ الغافلین

مؤلف

سید العرفا قدوۃ الصلحاء

نصر بن محمد بن ابراہیم ابو اللیث السمرقندی قدس سرہ

مترجم

عبد النصیر علوی جامعہ اشرفیہ لاہور

ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸- اردو بازار لاہور۔ پاکستان

مکتبۃ العلم
۱۸- اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان
Ph:7211788-7231788

نام کتاب .... تنبیہ الغافلین مترجم

تصنیف .... سیدنا الفقیہ قدوۃ العلماء نصر بن محمد بن ابراہیم ابو اللیث السمرقندی رحمہ اللہ

مترجم .... مولانا عبد النصیر علوی

تخریج .... الشیخ زہیر شفیق کبی

طابع .... خالد مقبول

مطبع .... افضل شریف پرنٹرز

ملنے کے پتے

- مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7224228
- مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور 7221395
- مکتبہ جویریہ ۱۸ - اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان 7211788

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

فہرست

مقدمہ مترجم

کتاب ''تنبیہ الغافلین باحادیث سید الانبیاء والمرسلین'' آیات قرآنی واحادیث نبوی ﷺ اور اقوالِ سلف رحمۃ اللہ علیہم کا مجموعہ ہے جو ایسے مسلمان کی ضرورت ہے جو روزمرہ ہفتہ وار، مہینے بلکہ سال بھر کے اعمال و وظائف میں حق بات کی جستجو رکھتا ہے۔ نہ صرف عام مسلمان کے لیے بلکہ خطبائے عظام کے لیے بھی ایک نادر نمونہ ہے۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ چوتھی صدی کے عظیم فقیہ ہیں جو کہ امام الہدی کے لقب سے مشہور ہیں۔ ابو جعفر ہندوانی، ابوالقاسم صفار، محمد بن الفضل بن اشرف بخاری جیسے شیوخ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ اور کتبِ کثیرہ علمی ورثہ میں چھوڑیں۔ جن میں سے مشہور کتاب ہذا ''عیون المسائل''، ''تاسیس النظائر''، ''مقدمۃ الصلوٰۃ''، ''الفتاوی''، ''خزانۃ الفقہ''، ''عقوبۃ اہل الکبائر''، ''شرح الجامع الصغیر''، ''تفسیر القرآن''، ''بستان العارفین'' اور ''النوازل'' ہیں۔

اِس کتاب کے اگرچہ متعدد تراجم ہو چکے ہیں لیکن کسی بھی ترجمے میں تخریج کو شامل نہیں کیا گیا اور فضائل کی کتاب پر تخریج کا کام جتنا کٹھن ہے اُس کا اہلِ علم حضرات ہی کو اندازہ ہے لیکن ہماری اسی محنت نے اس نسخے کو باقی تمام نسخوں کی نسبت مدلل و مکمل بنا دیا ہے۔ بقول امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس میں بہت سی موضوع روایات ہیں تو اُن پر مطلع کرنا اَمر ضروری ہے۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر اس ترجمہ کی اہم خصوصیت تخریج احادیث اور موضوع احادیث کی طرف اشارہ ہے تاکہ قاری موضوعات پر مطلع ہو سکے۔

واللہ اسال ان اکون قد وفقت فی عملی ھذا، وان ینفع بہ کل من قرأہ، وأن أکون قد اصبت الحق فیما ترجمتہ

محمد عبد النصیر علوی

عرضِ مؤلّف

الحمد الذی ھدانا لکتابه، و فضلنا علی سائر الأمم بأکرم انبیائه حمدًا یستجلب المرغوب من اضائه، ویستعطف المخزون من عطائه، ویجعلنا من الشاکرین لنعمائه، والعارفین لأولیائه وآلائه، وصلی اللّٰه علی سیدنا محمد، رسوله المصطفی، ونبیه المجتبی، وعلی آله وعترته الطیبین وعلی أصحابه وأمته اجمعین۔

فقیہ زاہد عالم باعمل نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ وہ شخص کہ جسے اللہ نے معرفتِ ادب اور علمی حصہ عطا کیا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ وعظ میں غور کرے اور صلحاء کی سیرت اور اُن لوگوں کی سیرت جو کہ ذاتِ باری تعالیٰ کے لیے محنت و کوشش کرنے والے ہیں کا مطالعہ کرے۔ جیسا کہ قرآن میں وارد ہے۔

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ......﴾ [النحل:۱۲۵]

''اپنے ربّ کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلائیے۔''

حدیث میں بھی آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو وعظ فرمانے کے لیے وقت مقرر فرماتے تاکہ ہم لوگوں کو تنگی محسوس نہ ہو۔

(بخاری ۶۸۔ مسلم ۲۸۲۱۔ ترمذی ۲۸۵۵)

اِس کتاب میں میں نے کچھ مواعظ اور احکام جمع کیے ہیں جو کہ قاری کے لیے

شافی ہیں۔میری اس کے لیے وصیت یہی ہے کہ وہ انہیں جب پڑھے تو پہلے اپنے نفس کی فکر کرے پھر اس کے بعد کسی دوسرے کے احتساب کی فکر کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور اس بارے میں احادیث بھی وارد ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ ۝٧٩﴾

[آل عمران: ٧٩]

''یعنی ہو جاؤ تم ربّ والے، اس وجہ سے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے ہو۔''

مفسرین فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم لوگوں کو کتاب اللہ کی تعلیم دیتے ہو اُس پر خود بھی عمل پیرا ہو جاؤ۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ [فاطر: ٢٨]

''اللہ سے صرف اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔''

اللہ نے نبی ﷺ سے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَأَنذِرْ ۝٢﴾ [المدثر: ١، ٢]

''اے چادر اوڑھنے والے، اُٹھ اور لوگوں کو ڈرا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

''آپ (ﷺ) نصیحت کرتے رہئے کیونکہ نصیحت کرنا ایمان والوں کے لیے سود مند ہے۔''

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''گھڑی بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔'' (علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے موضوعات میں سے شمار کیا ہے۔ ۳/۱۴۴)

جو شخص مواعظ اور اسلاف کی سیرت کو فراموش کر دے تو وہ دو چیزوں میں سے

ایک میں ضرور مبتلا ہوگا۔ یا تو تھوڑے عمل پر ہی اکتفا کرے گا، اور یہ خیال کرے گا کہ وہ بھی بھلائیوں کی طرف سبقت لے جانے والوں میں سے ہے، یا کچھ کوشش کرے گا اور اسے بہت زیادہ سمجھے گا، اور اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر خیال کرے گا جس سے اس کا عمل باطل ہو جائے گا اور ختم ہو جائے گا۔ اگر انہیں بھی دیکھے تو طاعات کی طرف رغبت بڑھے گی اور درجات میں سابقین کے درجے سے اپنے آپ کو چھوٹا جانے گا۔

پس اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں پاکیزہ اعمال اور عظیم برکات کی توفیق بخشے۔ انہ منان قدیر

باب : ۱

اِخلاص

شرکِ اصغر ☆

فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ اس باب کے ذیل میں فرماتے ہیں:

حضرت عاصم بن محمود بن لبید سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خوف شرکِ اصغر کا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ شرکِ اصغر کیا ہے؟ فرمایا: ریاکاری جس روز اللہ تعالیٰ بندوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ دیں گے تو فرمائیں گے۔ چلے جاؤ اُنہیں کی طرف جنہیں دکھانے کے لیے تم دُنیا میں عمل کرتے تھے اور دیکھو کہ کیا تم اُن کے پاس بھلائی پاتے ہو۔ (رواہ الامام احمد ۲۳۵۲۳)

فوائد ☆ یہ بات انہیں اس لیے کہی جائے گی کہ ان کا عمل دنیا میں دھوکہ کے لیے تھا، تو ان سے قیامت کے دن بھی یونہی معاملہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ﴾

[سورۃ النساء: ۱۴۲]

"بے شک منافق اللہ تعالیٰ سے دھوکہ کا معاملہ کرتے ہیں وہ بھی ان سے یہی معاملہ کرنے والا ہے"۔

یعنی انہیں اُن کے دھوکہ کا بدلہ دے گا کہ ان کے اعمال کو باطل کر دے گا اور ان سے کہے گا کہ جن کے لیے تم نے عمل کیا۔ انہیں کے پاس جاؤ میرے پاس تو تمہارے اعمال کی جزا نہیں کیونکہ تم نے خالص میری رضا کے لیے یہ عمل نہ کیا۔ بندے کو اس کے عمل کا ثواب تو اسی صورت میں ملتا ہے جب وہ خالص رضائے خداوندی کے حصول کے لیے عمل کرے گا۔ اگر اس میں غیر کو بھی شریک کرے تو اس کا بدلہ دینے سے اللہ کو کوئی سروکار نہیں۔

حدیثِ قدسی ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ارشاد خداوندی ہے: میں شرک سے شرکاء سے بڑھ کر بے نیاز ہوں۔ میں اس عمل سے بری ہوں کہ جس میں میرا غیر بھی شریک ٹھہرایا گیا ہو۔ (مسلم شریف ۲۹۸۵۔ ابن ماجہ ۴۲۰۲۔ احمد ۹۳۴۶)

ایک قول یہ ہے کہ میں اس عمل سے بری ہوں اور ایک یہ ہے کہ میں اس عامل سے بری ہوں۔

فوائد ☆ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اسی عمل کو قبول فرماتے

ہیں جو خالص اسی کی رضا کے لیے ہو اور جو ایسا نہ ہو اسے قبول نہیں فرماتے اور ایسے عمل پر کوئی ثواب نہیں اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا﴾ [سورة بنی اسرائیل: ۱۸]

یعنی جو شخص اپنے عمل کے ساتھ دنیا کا طالب ہے اور آخرت کے ثواب کا امیدوار نہیں تو ہم اسے دنیا میں سے جتنا چاہیں دے دیتے ہیں۔ یعنی جسے ہم ہلاک کرنا چاہتے ہیں یا جسے ہم دینا چاہتے ہیں دنیاوی سامان جو ہم چاہیں نہ کہ اس کی خواہش کے مطابق۔ پھر آخرت میں ہم نے اس کے لیے جہنم واجب کر دی ہے اس میں وہ داخل ہوگا کہ اپنے آپ کو بھی ملامت کر رہا ہوگا اور غیر کو بھی اور رحمت خداوندی سے دور کیا ہوگا۔

﴿وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا﴾ [بنی اسرائیل: ۱۹]

یعنی جس نے اعمال صالحہ آخرت کے لیے اور رضائے خداوندی کے حصول کیلئے کئے اور عمل کے ساتھ ساتھ وہ مؤمن بھی ہے کیونکہ بغیر ایمان عمل قابل قبول نہیں تو یہی لوگ ہیں جو عمل کرتے ہیں اور آخرت کے ثواب کے طالب ہیں۔ اور ریاءِ دُنیاوی کے لیے عمل نہیں کرتے ان کا عمل مقبول ہوگا۔

﴿كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا﴾

[بنی اسرائیل: ۲۰]

''دنیا میں ہم کافر اور مؤمن دونوں کی اپنے رزق سے مدد کرتے ہیں اور تیرے رب کے رزق سے کوئی محروم نہیں خواہ مؤمن ہو یا کافر، نیک ہو یا بد۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا کہ جو رضائے خداوندی کے حصول کے لیے عمل نہ کرے اس کے لیے آخرت میں کوئی ثواب نہیں اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جس نے رضائے خداوندی کے حصول کے لیے عمل کیا تو اس کا عمل مقبول ہے اور جب اللہ کی رضا کے علاوہ کے لیے عمل کیا تو اس عمل سے سوائے مشقت اور تھکاوٹ کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

حدیث ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ انہیں روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ملتا اور کتنے ہی راتوں کو قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ ان کے ہاتھ سوائے شب بیداری اور تھکاوٹ کے کچھ نہیں آتا۔ (ابن ماجہ ۱۶۹۰۔ امام احمد ۸۸۵۰)

کسی دانا نے کیا خوب کہا ☆

اس شخص کی مثال جو اچھے اعمال ریا کاری اور شہرت کے لیے کرتا ہے اس شخص کی مانند ہے جو بازار میں نکلے اور اپنی ہتھیلی کو کنکریوں سے بھر لے، تو لوگ کہیں گے ارے دیکھو اس کی ہتھیلی کتنی بھری ہوئی ہے! جب کہ اسے لوگوں کی اس بات اور واہ واہ کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں اگر وہ کوئی چیز خریدنا چاہے تو اسے نہ ملے، اسی طرح جو ریا کاری اور شہرت کے لیے عمل کرتا ہے اسے لوگوں کی واہ واہ کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا اور آخرت میں اس کے لیے کوئی ثواب نہیں۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾

[الفرقان: ۲۳]

''یعنی جو اعمال اللہ کی رضا کے لیے نہ کیے جائیں تو ہم ان کے ثواب کو اکارت کر دیتے ہیں اور انہیں ہم اس غبار کی طرح کر دیتے ہیں جس کے ریزے فضا میں پھیلے ہوئے ہوں، اور سورج کی روشنی میں نظر آئیں۔''

حدیث ☆

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں صدقہ کرتا ہوں اور رضائے خداوندی کا خواہش مند ہوتا ہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ میرا اچھا تذکرہ ہو۔ تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ [سورۃ الکھف: ۱۱۰]

''یعنی جو شخص رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے یا جو ثوابِ خداوندی کا طلبگار ہے تو اسے چاہئے کہ وہ خالص رضائے خداوندی کے لیے عمل کرے اور کسی کو شریکِ خداوندی نہ ٹھہرائے۔'' (تفسیر طبری ۳۲/۱۶)

سات، سات کے بغیر بیکار ☆

ایک دانا کا قول ہے کہ جو شخص سات عمل سات کے بغیر کرے تو اسے کوئی فائدہ نہیں۔

① خوف پر عمل کرے لیکن بچے نہ۔ یعنی یہ تو کہے کہ مجھے عذاب خداوندی کا خوف ہے لیکن گناہوں سے نہ بچے تو اس کو اس بات کا کوئی فائدہ نہیں۔

② طلب کے بغیر اُمید باندھے رکھے۔ یعنی یہ تو کہے کہ میں ثواب خداوندی کا امیدوار ہوں لیکن اس ثواب کو اعمال صالحہ سے طلب نہ کرے۔ تو اسے کچھ فائدہ نہیں۔

(۳) نیت تو کرے لیکن قصد نہ کرے۔ یعنی صرف دل ہی دل میں نیک اعمال کرنے کی نیت کرے اور قصداً کچھ نہ کرے تو اس کی نیت کا کوئی فائدہ نہیں۔

(۴) دُعا تو کرے لیکن عمل کی کوشش نہ کرے۔ یعنی اللہ سے بھلائی کی توفیق کی دعا تو کرے لیکن محنت اور کوشش نہ کرے۔ تو اسکی دعاء اسے نفع نہ دے گی۔ اسے چاہئے کہ توفیق خداوندی کے حصول کے لیے عملی کوشش بھی کرے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

[العنکبوت: ٦٩]

''یعنی جولوگ ہماری اطاعت میں کوشش کرتے ہیں اور ہمارے دین میں محنت کرتے ہیں تو ہم انہیں ان کی توفیق سے بھی نوازتے ہیں۔''

(۵) استغفار و توبہ تو کرے لیکن ندامت نہ ہو۔ یعنی زبان سے تو ((استغفر اللّٰہ)) کہے لیکن گناہوں پر دِل میں پشیمان نہ ہو۔ تو یہ زبانی استغفار اس کے کسی کام کا نہیں یعنی بغیر ندامت کے۔

(۶) ظاہر میں لگا رہے جب کہ باطن کی خبر نہ ہو۔ یعنی اپنے کو ظاہری طور پر تو درست کرے لیکن باطنی اعتبار سے نفس پر کوئی توجہ نہ دے تو یہ ظاہری اصلاح کسی کام کی نہیں۔

(۷) عمل تو محنت سے کرے لیکن بغیر اخلاص کے کرے اور رضائے خداوندی کا طالب نہ بنے تو بغیر اخلاص کے اس کے اعمال اسے کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ یہ محض اپنے آپ کو ہی دھوکہ دینا ہوگا۔

ارشاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے جو حصول دنیا کے لیے گھوڑ دوڑ کی طرح نمودار ہوں گے۔ جب کہ ایک روایت میں ہے کہ دنیا کے عوض دنیا کھائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا کے مال میں کھینچا تانی کریں گے۔ بھیڑ کی کھال جیسا نرم و ملائم لباس پہنیں گے، انکی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں اور دِل بھیڑیوں کے دلوں کی طرح ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے کہیں گے کہ تمہیں میرے بارے میں دھوکہ ہوا ہے یا مجھے جرأت دکھاتے ہو۔ (جرأت کہتے ہیں کہ انسان اپنے آپ کو بغیر غور وفکر کے بہادر سمجھے۔) میری ذات کی قسم! کہ میں انہیں ایسے فتنہ میں مبتلا کر دوں گا کہ حکیم و دانا لوگ حیران رہ جائیں گے۔

(جامع ترمذی ۲۴۰۴ باختلافِ الفاظ)

فوائد ☆ حضرت ابو صالح سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! میں کوئی عمل کرتا ہوں تو اُسے چھپاتا ہوں پھر جب کسی کو اس کے بارے

میں علم ہوتا ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے تو کیا اس میں میرے لئے اجر ہوگا؟ فرمایا: اس میں تیرے لئے دو اجر ہیں۔ ایک اجر چھپانے کا اور دوسرا اجر اعلانیہ کا۔

(ترمذی ۲۳۸۴، ابن ماجہ ۴۲۲۶)

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا اس کے عمل پر مطلع ہو، اور اس کی پیروی کرے تو اسے دو اجر ملیں گے۔ ایک عمل کا اجر، دوسرا اقتداء (پیروی) کا اجر۔ جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: جس نے کوئی نیک طرح ڈالی اسے اس کا بھی اجر ملے گا اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی، اور جس نے کوئی برا کام شروع کیا تو اس پر اپنے عمل بد کا وبال بھی ہوگا اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والے کا وبال بھی۔

(مسلم ۱۰۱۷، بلفیہ ہذا اللفظ۔ جامع ترمذی ۲۶۷۵۔ نسائی ۲۵۵۴، احمد ۱۸۳۶۷، دارمی ۵۱۱)

اور جب اسے اس بات کی خوشی ہوئی کہ دوسرے کو اس کے عمل صالح کا پتہ چل گیا اس غرض سے نہیں کہ وہ اس کی پیروی کرے گا تو اس کے ثواب کے اکارت چلے جانے کا اندیشہ ہے۔

اخلاص کا ثمرہ ☆

حضرت ابو حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرشتے کسی بندہ خدا کے عمل کو اوپر لے کر جاتے ہیں اور اسے خوب بڑھا چڑھا رہے ہوتے ہیں اور اس کی خوبیاں بیان کرتے ہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اسے لے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں القاء فرماتے ہیں کہ تم میرے بندے کے عمل کے محافظ تھے اور اس کے دل کا نگران میں تھا۔ میرے اس بندے نے یہ کام میری رضا کے لیے نہیں کیا تم اسے جہنم میں لکھ لو۔

اور کسی ایسے بندے کا عمل لے کر جاتے ہیں کہ جس کی تحقیر کر رہے ہوتے ہیں اور اسے بہت کم سمجھ رہے ہوتے ہیں اور اسے جہاں تک چاہت خداوندی ہوتی ہے لے جاتے ہیں تو انہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم میرے بندے کے عمل کے محافظ تھے اور میں اس کے دل کا نگران تھا۔ میرے اس بندے نے یہ کام میری رضا کے لیے کیا ہے اسے نیکوکاروں کے دفتر میں لکھ لو۔

فوائد ☆ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تھوڑا عمل جو رضائے خداوندی کے لیے ہو اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جو رضائے خداوندی کے لیے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس تھوڑے کو اپنے فضل سے زیادہ کردیں گے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا﴾

[سورۃ النساء: ۴۰]

''اگر ایک نیکی ہوگی تو اسے کئی گنا کردینگے اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کریں گے۔''

باقی وہ عمل کثیر جو رضائے خداوندی کے لیے نہ ہو تو اس پر کوئی ثواب نہیں اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔''

ریاکار کا ٹھکانہ ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مجھے فقہاء کی ایک جماعت نے بتایا کہ حضرت شمیر اصبحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص کے گرد لوگ اکٹھے ہیں تو میں نے دریافت کیا یہ صاحب کون ہیں؟ تو لوگ کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں ان کے قریب ہو گیا جب کہ آپ لوگوں کو حدیث بیان کر رہے تھے۔ جب وہ خاموش ہو گئے اور تنہا ہو گئے تو میں نے ان سے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اور اسے یاد کیا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے بیان کیا ہو اور آپ نے اسے سمجھا ہو تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بیٹھ جاؤ میں تمہیں ایسی حدیث سناتا ہوں کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور میرے علاوہ وہاں کوئی نہ تھا۔ پھر ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اور کچھ دیر کے بعد جب افاقہ ہوا تو چہرہ پونچھا اور کہنے لگے: کہ میں تمہیں ایسی حدیث سناؤں گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کی۔ پھر دوسری بار غشی آئی اور کافی دیر کے بعد افاقہ ہوا پھر چہرہ پونچھ کر کہنے لگے۔ میں تمہیں ایسی حدیث سناؤں گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کی۔ پھر تیسری بار غشی آئی اور کافی دیر کے بعد افاقہ ہوا اور اپنا چہرہ پونچھ کر کہنے لگے: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے تو تمام امتیں گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوں گی۔ سب سے پہلے جس شخص کو بلایا جائے گا وہ، وہ ہوگا جس نے قرآن یاد کیا ہوگا اور دوسرے نمبر پر وہ جو راہِ خداوندی میں شہید ہوا ہوگا تیسرا وہ جو مالدار ہوگا۔

تو اللہ تعالیٰ قاری قرآن سے کہیں گے۔ کیا میں نے تجھے علم نہیں دیا تھا جو میں نے اپنے رسولوں پر نازل کیا تو وہ کہے گا کیوں نہیں اے میرے رب! تو ارشاد ہوگا کہ تو نے اس پر کیا عمل کیا تو وہ کہے گا کہ میں صبح و شام اس میں لگا رہا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو تو چاہتا تھا کہ لوگ تجھے قاری قرآن کہیں۔ پس تو کہا گیا اور مالدار سے ارشاد ہوگا جو مال میں نے تجھے دیا تھا تو نے اس کا کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں اس سے صلہ رحمی کرتا اور صدقہ کرتا رہا تو ارشاد ہوگا کہ تو جھوٹ بولتا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ بلکہ تو تو یہ چاہتا تھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں سخی ہے پس لوگوں نے تجھے سخی کہہ دیا اور پھر اس شخص کو بلایا جائے گا کہ جو راہِ خداوندی میں مارا گیا ہوگا تو اس سے ارشاد خداوندی ہوگا تو کیوں قتل کیا گیا؟ تو وہ کہے گا میں تیری راہ میں جہاد کرتا رہا حتیٰ کہ شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے اور فرشتے بھی

کہیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ بلکہ تو تو چاہتا تھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں بہادر و جری ہے اور تجھے کہہ دیا گیا۔ پھر حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے گھٹنے پر مارا اور کہا: اے ابو ہریرہؓ! مخلوق خداوندی میں سے یہ پہلے افراد ہوں گے کہ جن کے ساتھ قیامت کے دن جہنم کی آگ سلگائی جائے گی۔

(جامع ترمذی ۲۳۸۲۔ مستدرک حاکم ۱/ ۴۱۸، ۴۱۹)

یہ بات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو وہ بری طرح روئے اور کہا سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے پھر اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [سورۃ ھود: ۱۵۔۱۶]

''جو لوگ دنیا کی زینت اور زندگانی چاہتے ہیں تو ہم اُن کے اعمال ان کو دنیا میں بھگتا دیں گے اور اس میں کچھ نقصان نہیں کیا جائے گا۔ پس وہ لوگ ہیں کہ جن کے لیے آخرت میں کچھ نہیں سوائے آگ کے، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ اکارت گیا اور جو کمایا تھا وہ باطل ہو گیا۔''

عبداللہ بن حنیف انطاکی کہتے ہیں کہ جب بندہ قیامت کے دن اپنے عمل کا ثواب چاہے گا تو اللہ تعالیٰ کہیں گے کیا میں نے تجھے تیرا ثواب نہیں دے دیا؟ کیا ہم نے تیرے لیے مجلس وسیع نہ کی؟ کیا تو اپنی دنیا میں سرداری نہ کرتا رہا؟ کیا ہم نے تجھے خرید و فروخت کی رخصت نہ دی؟ کیا تجھے اس جیسی اور سہولتیں اور آسائشیں نہ دیں؟

مخلص کون ☆

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ مخلص کون ہوتا ہے کہنے لگے جو اپنی بھلائیوں کو اسی طرح چھپائے جس طرح برائیوں کو چھپاتا ہے۔

اخلاص ☆

اور کسی سے پوچھا گیا: اخلاص کی انتہا کیا ہے؟ فرمایا: کہ تجھے لوگوں کے منہ سے اپنی تعریف بھلی معلوم نہ ہو۔

ذوالنون مصری سے پوچھا گیا کہ کسی شخص کے بارے کیسے معلوم ہو کہ اللہ کا برگزیدہ بندہ ہے؟ فرمایا: چار چیزوں سے معلوم ہوگا:

① جب وہ راحت و سکون ترک کر دے۔
② جو کچھ موجود ہو وہ دے دیں یعنی جو کچھ تھوڑا بہت موجود ہو۔

③ مرتبہ کی پستی کو پسند کرے (۴) تعریف اور ندامت اسے برابر لگے۔

عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت کی طرف لے جانے کا حکم ہوگا جب وہ اس کے قریب پہنچیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور اس کے محلات اور ان انعامات کو دیکھیں گے جن کا وعدہ ہوا تھا تو آواز آئے گی کہ انہیں اس جنت سے ہٹا دیا جائے ان کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ تو وہ ایسی حسرت اور ندامت کے ساتھ واپس لوٹیں گے کہ اوّلین اور آخرین میں سے کوئی یوں نہ لوٹا ہوگا تو وہ کہیں گے اے ہمارے رب کاش کہ آپ ہمیں جہنم میں ان انعامات کو دکھائے بغیر ہی بھیج دیتے جو آپ نے اپنے بندوں کے لیے تیار کیے ہیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: میں تمہارے ساتھ یونہی چاہتا تھا کیونکہ جب تم تنہا ہوتے تھے تو میرا سامنا بڑے بڑے گناہوں کے ساتھ کرتے اور جب لوگوں سے ملتے تو متواضع بن جایا کرتے تھے۔ تم لوگوں کو ایسے اعمال دکھاتے تھے جو تمہارے دلی عزائم کے برعکس ہوتے تھے۔ تم لوگوں سے ڈرتے تھے لیکن میرا خوف تمہیں نہ تھا۔ تم نے لوگوں کا جلال محسوس کیا مگر میرے جلال کا تمہیں احساس نہ ہوا۔ تم نے لوگوں کی وجہ سے تو کوئی گناہ چھوڑا لیکن میری وجہ سے کوئی گناہ نہ چھوڑا۔ سو آج تمہیں اپنا دردناک عذاب چکھاؤں گا ساتھ ساتھ میں تمہیں اپنے عظیم ثواب سے بھی محروم کروں گا۔ (اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے)۔

(۳/۱۶۲، بیہقی ۵/۶۸۰۹)

جنت ریاکار پر حرام ہے ☆

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اس میں ایسی چیزیں پیدا فرمائیں جو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا خیال آیا۔ پھر جنت سے فرمایا: بات کر تو اس نے کہا: مؤمنین کامیاب ہوئے تین مرتبہ کہا۔ پھر کہا: میں ہر بخیل، منافق اور ریاکار پر حرام ہوں۔

(تفسیر ابن کثیر ۳/۳۸۱)

ریاکار کی علامتیں ☆

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ریاکار کی چار نشانیاں ہیں:

① جب تنہا ہو تو سست ہو۔

② جب لوگوں کے ساتھ ہو تو چستی دکھائے۔

③ جب اس کی تعریف کی جائے تو مزید کام کرے۔

④ اور جب مذمت کی جائے تو پہلا بھی چھوڑ دے۔

اعمال کا قلعہ☆

شقیق بن ابراہیم زاہد فرماتے ہیں کہ تین چیزیں اعمال کا قلعہ ہیں:

(۱) یہ ظاہر کرے کہ یہ عمل اللہ کی توفیق سے ہوا۔ یوں تکبر ٹوٹ جائے گا۔

(۲) عمل سے مقصود رضائے خداوندی بنائے تاکہ خواہش ختم ہو جائے۔

(۳) اللہ سے عمل کے ثواب کا طالب بنے نہ کہ لالچ اور ریا کا۔ ان باتوں سے اس کے اعمال میں اخلاص پیدا ہوگا۔

فوائد☆عمل کے اللہ کی طرف سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ یقین کرے کہ اللہ ہی نے اسے اس عمل کی توفیق بخشی ہے۔ کیونکہ جب یہ یقین کرے گا تو شکر ادا کرے گا اور تکبر پیدا نہ ہوگا۔

رضائے خداوندی چاہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس عمل کو دیکھے کہ اگر تو اس عمل میں رضائے خداوندی ہے تو اسے کرے ورنہ نہ کرے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی خواہش نفس کے لیے عمل کرنے والا بن جائے۔ اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ﴾ [یوسف: ۵۳]

''یعنی نفس ہی برائی اور خواہشات کا حکم دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ سے عمل کے ثواب کا طالب بننے کا مطلب یہ ہے کہ خالص رضائے خداوندی کے لیے عمل کرے اور لوگوں کی واہ واہ کی پرواہ نہ کرے، جیسا کہ کسی دانا کا قول ہے کہ عامل کو چاہئے کہ وہ اپنے عمل میں چرواہے سے ادب سیکھے۔ تو پوچھا گیا ایسا کیوں؟ تو فرمایا: کہ چرواہا جب اپنی بکریوں کے پاس نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنی نماز پر اپنی بکریوں کی زبانی تعریف کا خواہش مند نہیں ہوتا۔ اسی طرح عامل کو بھی چاہئے کہ وہ لوگوں کے دیکھنے کی پرواہ نہ کرے۔ وہ چاہے تنہا ہو اور چاہے لوگوں میں دونوں حالتوں میں اللہ ہی کے لیے عمل کرے اور لوگوں کی تعریف کا طالب نہ رہے۔

عمل کی اصلاح کیسے ہو؟

کسی حکیم کا قول ہے کہ عمل کی اصلاح کے لیے چار چیزوں کی ضرورت ہے:

(۱) شروع کرنے سے پہلے علم کی۔ کیونکہ بغیر علم کے عمل درست نہیں ہو سکتا۔ جب عمل بغیر علم کے ہوگا تو اس کا نقصان اس کی اصلاح سے زیادہ ہوگا۔

(۲) آغاز میں نیت کی، کیونکہ بغیر نیت کے عمل درست نہیں ہو سکتا جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ہر آدمی کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔

(بخاری شریف ۵۴ مسلم ۱۹۰۷۔ ابوداؤد ۲۲۰۱۔ ترمذی ۱۶۴۷۔ ابن ماجہ ۴۲۲۷۔ احمد ۱۶۳)

نماز، روزہ، حج اور دیگر عبادات نیت ہی کے ساتھ درست ہوتی ہیں۔ پس اصلاحِ عمل کے

لیے آغاز میں نیت کی ضرورت ہے۔

(۳) دورانِ عمل صبری۔ یعنی سکون اور اطمینان سے عمل کی ادائیگی تک صبر کرے۔

(۴) عمل سے فارغ ہوکر اخلاص کی، کیونکہ بغیر اخلاص عمل قابل قبول نہیں۔

اگر آپ کا عمل اخلاص کے ساتھ ہوگا تو عنداللہ مقبول ہوگا اور لوگوں کے قلوب بھی آپ کی طرف میلان رکھیں گے۔

تسخیر خلائق کا بہترین نسخہ ☆

ہرم بن حیان فرماتے ہیں: کہ جب بندہ اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے دل اس کی طرف متوجہ فرما دیتے ہیں اور اسے ان کی محبت ومودت سے نوازتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبرائیل سے کہتے ہیں میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر، تو جبرائیل علیہ السلام اہل آسمان سے کہتے ہیں، تمہارا رب فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو، پس اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس کی مقبولیت اہل زمین میں بھی پھیلا دی جاتی ہے۔ (بخاری شریف ۳۲۰۹، مسلم شریف ۲۶۳۷۔ ترمذی شریف ۳۱۰۱۔ احمد ۷۳۰۶، ۸۹۸۴) اور جب اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں پھر یہ سب بھی ناراض ہوجاتے ہیں۔

صالح کون ☆

شقیق بن ابراہیم زاہد سے کسی نے دریافت کیا: لوگ مجھے نیک اور صالح کہتے ہیں مجھے کیسے علم ہوگا کہ میں صالح ہوں یا نہیں؟ تو شقیق رحمہ اللہ نے فرمایا: اپنے باطن کو صلحاء کے سامنے ظاہر کرو اگر وہ پسند کریں تو سمجھ لو کہ صالح ہو ورنہ نہیں۔

دوسرا طریقہ ہے یہ کہ اپنے دل کے سامنے دنیا پیش کرو اگر وہ اسے ٹھکرا دے تو یقین کرلو کہ تم صالح ہو۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ نفس کے سامنے موت کو لاؤ، اگر وہ اس کی تمنا کرے تو یقین کرلو کہ تم صالح ہو ورنہ نہیں۔ جب یہ تین اوصاف تم میں جمع ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہارے اعمال میں کہیں ریاکاری داخل ہوکر تمہارے اعمال کو فاسد نہ کر ڈالے۔

مؤمن کون؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مؤمن کون ہے؟ صحابہؓ کہنے لگے کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں تو فرمایا: کہ مؤمن وہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ اس کے کانوں کو پسندیدہ باتوں سے نہ بھر دیں اس پر موت طاری نہ ہو۔ اگر

کسی بندے نے اللہ کی رضا کے لیے کوئی نیک کام کیا کسی کوٹھڑی میں جو کہ ستر کوٹھڑیوں کے اندر ہو ہر ایک کا دروازہ لوہے کا ہو۔ بھی اللہ تعالیٰ اسے عمل کی خلعت سے نوازتے ہیں کہ لوگ اس کا چرچا کرتے ہیں اور زیادہ بڑھاتے ہیں۔

پوچھا گیا: کہ اے اللہ کے رسول بڑھاتے کیسے ہیں؟ فرمایا: کہ مؤمن اپنے عمل میں اضافہ کو پسند کرتا ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا تم فاجر کو جانتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: کہ جب تک اللہ اس کے کانوں کو ناپسندیدہ باتوں سے بھر نہ دے اس پر موت طاری نہ ہوگی اگر بندہ کوئی گناہ کا کام کسی کوٹھڑی میں کرے جو ستر کوٹھڑیوں کے اندر ہو اور ہر ایک کو لوہے کا دروازہ لگا ہو تو بھی اللہ تعالیٰ اسے اس کے عمل کی چادر پہناتے ہیں اور لوگ اس کے بارے میں باتیں کرتے ہیں اور اسے مزید بڑھاتے ہیں۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول بڑھاتے کیسے ہیں؟ فرمایا کہ فاجر اپنے فجور کے اضافے کو پسند کرتا ہے۔

تین باتیں ☆

عوف بن عبداللہ فرماتے ہیں: کہ نیک لوگ ایک دوسرے کو اپنے خطوط میں تین باتیں لکھا کرتے تھے:

① جو کوئی آخرت کے لیے عمل کرتا ہے اللہ اس کی دنیا کے معاملے کے کفیل بن جاتے ہیں۔

② جو کوئی اللہ کے ساتھ اپنے معاملات درست کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لوگوں کے ساتھ معاملات کی اصلاح فرما دیتے ہیں۔

③ جو کوئی اپنے باطن کی اصلاح کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کی اصلاح فرما دیتے ہیں۔

حامد اللفاف فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی ہلاکت کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے تین چیزوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

① اسے علم کی دولت سے مالا مال فرماتے ہیں لیکن علماء کے عمل سے اسے روک دیتے ہیں۔

② اسے صلحاء کی صحبت تو عطا فرماتے لیکن ان کے حقوق کی معرفت سے محروم کر دیتے ہیں۔

③ اس پر نیکیوں کا دروازہ تو کھول دیتے ہیں لیکن اسے اخلاص سے دور کر دیتے ہیں۔

فوائد ☆ فقیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ایسا اس کی نیت کے فساد اور باطن کے خبث کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر نیت درست ہو تو اللہ تعالیٰ عمل کی دولت سے بھی بہرہ ور فرماتے ہیں اور اخلاص عمل اور صلحاء کی حرمت کی معرفت سے بھی نوازتے ہیں۔

اللہ کو دھوکہ نہ دو ☆

فقیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک معتبر شخص نے جبلہ یحصبی سے نقل کرتے ہوئے بتایا کہ ہم

عبدالملک بن مروان کے ساتھ ایک جنگ میں شریک تھے،تو ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھی تھا جو رات کو بہت کم سوتا تھا۔ کتنے دن تک ہمیں اس کی معرفت حاصل نہ ہو سکی۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ وہ تو ایک صحابی رسول ہیں۔انہوں نے ہمیں جو باتیں بتائیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول کل روزِ قیامت نجات کیسے ہوگی؟ فرمایا: اس بات سے کہ ہم اللہ کو دھوکہ نہ دیں۔

پوچھا: کہ اللہ کو ہم کیسے دھوکہ دے سکتے ہیں؟ فرمایا: تو اللہ کے حکم پر عمل کرے اور اس میں رضا کسی اور کی چاہے اور ریا کاری سے بچو کیونکہ یہ شرک ہے اور ریا کار کو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے چار القاب سے پکارا جائے گا۔ اے کافر، اے فاسق، اے دھوکہ باز، اے نقصان اٹھانے والے۔ تیرا عمل اور تیرا اجر دونوں باطل ہو گئے۔

آج تیرا کوئی حصہ نہیں۔ ارے دھوکہ باز! جس کے لیے تو عمل کرتا تھا آج اس سے اپنے عمل کے اجر کا طالب بن۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ فرمانے لگے: ہاں قسم ہے۔ اس ذات کی کہ جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، ہاں اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو میں نے اسے قصداً نہیں کہا۔ پھر یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ﴾ [النساء: ۱۴۲]

''بلاشبہ منافق لوگ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا اُن کو دینے والا ہے''۔

فوائد ☆ فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی آخرت میں اپنے عمل کے ثواب کا طالب ہے اسے چاہیے کہ وہ بغیر ریاکاری کے خالص اللہ کی رضا کے لیے عمل کرے۔ پھر اس عمل کو بھول جائے تاکہ تکبر و عجب اس کے عمل کو باطل نہ کر دے۔ اس لیے کہ کہا جاتا ہے کہ نیکی کی حفاظت اس کے کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔

نیکی کی حفاظت ☆

ابوبکر واسطی فرماتے ہیں: کہ نیکی کی حفاظت عمل سے زیادہ مشکل ہے۔ اس کی مثال شیشے کی سی ہے کہ جلد ٹوٹ جاتا ہے اور پھر اصلاح کے قابل نہیں رہتا۔

اسی طرح عمل کو جب ریاکاری اور عجب چھوتے ہیں تو توڑ ڈالتے ہیں اور جب بندہ کسی کام کا ارادہ کرے اور ریاکاری بھی خوب ہو تو اگر اسے اپنے دل سے نکال سکتا ہو تو کوشش کرے، اگر ایسا نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ عمل کر کے ریاکاری کی وجہ سے نہ چھوڑے اور ریاکاری جو کچھ ہو گئی اس پر استغفار کرے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اگلے عمل میں اخلاص کی توفیق عطا فرما دیں گے۔

ضرب المثل ہے کہ جب سے ریا کار مر گئے دنیا خراب ہوگئی، کیونکہ نیکی کے کام کرتے تھے۔ مثلاً چھاؤنیاں، سرائیں اور مساجد بناتے اور لوگوں کا فائدہ ہوتا۔ اگر چہ وہ ریا کے لیے ہوتے۔ بسا اوقات کسی مسلمان کی دعا سے انہیں فائدہ ہو جاتا۔ جیسا کہ کسی پرانے آدمی سے منقول ہے کہ اس نے ایک چھاؤنی بنوائی اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ نامعلوم کہ میرا یہ عمل اللہ کے لیے ہے یا نہیں۔ تو خواب میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ اگر تیرا یہ عمل اللہ کے لیے نہیں تو تیرے حق میں جو مسلمانوں کی دعا ہے وہ اللہ کے لیے ہے تو اس سے وہ خوش ہو گیا۔

منافقین کا کچھ تو فائدہ ☆

حذیفہ بن یمانؓ کے پاس ایک شخص کہنے لگا: اے اللہ منافقین کو ہلاک کر دے، تو حضرت حذیفہ نے کہا: اگر وہ مر گئے تو تم دشمن کے مقابلے میں آدھے بھی نہ رہو گے۔ یعنی وہ تمہارے ساتھ جنگ کے لیے جاتے ہیں اور دشمن سے لڑتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ منافقین کی خدمت سے مؤمنین کی تائید و نصرت فرماتے ہیں اور مؤمنین کی دعاء سے منافقین کی مدد فرماتے ہیں۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرائض کی بابت اختلاف ہے۔ کچھ کا کہنا ہے کہ فرائض چونکہ تمام مخلوق پر فرض ہیں۔ سو ان میں ریا کاری کو دخل نہیں ہو سکتا۔ جب کسی نے اپنے اوپر فرض عمل کو ادا کیا تو اس میں ریا کاری داخل نہیں ہو سکتی اور بعض کا کہنا ہے کہ فرائض وغیرہ میں بھی ریا کاری داخل ہو سکتی ہے۔ فقیہ فرماتے ہیں: کہ میرے نزدیک اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر لوگوں کو دکھانے کے لیے فرائض ادا کرے، اگر دکھلاوا مقصود نہ ہوتا تو اسنے ادا ہی نہ کرتا۔ یہ تو پکا منافق ہے اور یہ ان لوگوں میں سے ہے کہ جن کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ [سورة النساء: ١٤٥]
''منافقین جہنم کے نچلے خانے میں ہوں گے۔''

کیونکہ اگر اسکی توحید صحیح خالص ہوتی تو اسے فرائض کی ادائیگی سے نہ روکتی، لیکن اگر وہ فرائض کو لوگوں کی موجودگی میں اچھے اور عمدہ طریقے سے ادا کرتا ہے اور تنہائی میں ناقص تو اسے اجر بھی ناقص ملے گا اور اس زیادتی کا کوئی ثواب نہ ہوگا اور اسکے بارے میں بھی اس سے پوچھا جائیگا۔ (واللہ اعلم)

باب ۲:

موت کی ہولناکی اور سختی

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ کی ملاقات و پسند کرتا ہے یعنی دار آخرت کی طرف لوٹنے کو

(محبت کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن جب حالت نزع میں ہو کہ جب ایمان قابل قبول نہیں ہوتا تو اس وقت اسے اللہ کی رضامندی اور جنت کی بشارت دی جاتی ہے تو موت اس کے نزدیک زندگی سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے)۔ تو اللہ تعالیٰ بھی پھر اس کی ملاقات کو پسند فرماتے ہیں۔ (یعنی اس پر اپنا فضل اور اپنے انعامات کی کثرت فرماتے ہیں۔ ہم نے اس کی یوں تفسیر اس لیے کی کہ محبت میلان نفس کا نام ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں تو اسے اس کے ثمرہ پر محمول کیا جائے گا......) اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں۔ (بخاری شریف ۶۵۰۷، ۶۵۰۸، مسلم ۲۶۸۳۔ ۲۶۸۴۔ ۲۶۸۵۔ ترمذی ۱۰۶۶، ۱۰۶۷۔ نسائی ۱۸۳۴، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷۔ ابن ماجہ ۴۲۶۴۔ احمد ۸۵۷۷۔ دارمی ۲۶۳۸)

کیونکہ کافر جب اپنے لیے تیار شدہ سزا کو دیکھتا ہے تو اپنی گمراہی پر رونے لگتا ہے اور مرنے کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں۔ یعنی اسے اپنی رحمت سے دور اور سزا دینے کا ارادہ فرماتے ہیں۔ ناپسندیدگی سے مراد مشقت نہیں کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں۔

فوائد ☆ امام نووی فرماتے ہیں: کہ حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ان کا اللہ کی ملاقات کو پسند کرنا اللہ کے ان کو پسند کرنے کا سبب ہے اور نہ ان کی ناپسندیدگی خدا کی ناپسندیدگی کا سبب ہے بلکہ مقصود تو ان کے وصف کو بیان کرنا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ ان کی ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اس وقت وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند فرماتے ہیں۔ وضاحت اس کی یہ ہے کہ محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور بندے کا اپنے رب سے محبت کرنا تابع ہے اس محبت خداوندی کے اور اسی سے منعکس ہے جیسے دیوار پر پانی کا عکس ظاہر ہوتا ہے۔

اس کی تائید حضور ﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اسے اپنی ذات کے ساتھ مشغول فرما لیتے ہیں۔ قرآن میں ﴿یُحِبُّھُمْ﴾ کے لفظ کو ﴿یُحِبُّوْنَہٗ﴾ سے پہلے لانے میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

اللہ ہمیں بھی ملاقات کی محبت سے نوازے۔

پھر صحابہؓ نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ناپسندیدگی نہیں۔ لیکن جب مؤمن کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتہ اللہ کی طرف سے اسے ملنے والے امکانات کی خوشخبری اس کے پاس لاتا ہے تو اس صورت میں کوئی چیز اس کے نزدیک اللہ کی ملاقات سے زیادہ محبوب نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتے ہیں اور فاجر یا کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ اسے اس کے انجام بد سے ڈراتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں۔

اسرائیلی روایات کی بابت ارشاد نبوی (ﷺ)☆

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کے واقعات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ انکے واقعات بہت عجیب ہیں۔ (یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو بخاری شریف میں ۳۴۶۱ ہے ترمذی ۲۶۶۹۔ ابوداؤد ۳۶۶۲۔ احمد ۶۴۸۶، ۶۴۸۹، ۱۰۱۲۵۔ دارمی ۵۴۱)

موت کی کڑواہٹ☆

پھر اس کے بعد یہ بیان فرمایا: کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایک قبرستان پر آئی تو کہنے لگے۔ کیوں نہ ہم نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کریں کہ وہ کسی مردے کو نکال دے اور وہ ہمیں موت کے بارے میں بتائے۔ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھ کر دعا کی، چنانچہ اس دوران ایک شخص نے قبر میں سے سر نکالا، آدھا سفید آدھا سیاہ، اور کہنے لگا۔ ارے تم کیا چاہتے ہو؟ بخدا مجھے مرے نوے سال گذر چکے ہیں اور موت کی کڑواہٹ ابھی تک محسوس ہوتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ابھی موت طاری ہوئی ہو۔ تم اللہ سے دعا کرو کہ مجھے اصلی حالت پر واپس لوٹا دے اور اس کی آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان تھا۔ (امام احمد نے اسے کتاب الزہد صفحہ ۲۳ پر نقل کیا ہے۔ جب کہ مسند کی روایت میں سند کا اختلاف ہے)

موت کی سختی کی مقدار☆

حضرت حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن پر موت کی سختی اور شدت تلوار کی تین سو ضربوں کے مثل ہوتی ہے۔ (ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ (۳۹۵/۲، ۳۹۶) ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ (۳۶۵/۲) لمعالجة مالك الموت اشد من الف ضربة بالسيف)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جسے موت کا یقین ہے اور اسے اس بات کا یقین بھی ہے کہ وہ ضرور آکر رہے گی تو اسے چاہئے کہ وہ اعمال صالحہ کر کے اور اعمال سیئہ سے اجتناب کر کے اس کی تیاری کرے کیونکہ نا معلوم کہ وہ کب آجائے۔ نبی کریم ﷺ نے موت کی شدت اور سختی کو اپنی امت کو اس بات کی نصیحت کرنے کے لیے بیان کیا تا کہ وہ اس کی تیاری کریں اور دنیا کی سختیوں پر صبر کریں۔ کیونکہ دنیا کی سختیوں پر صبر کرنا موت کی سختیوں پر صبر کرنے سے آسان ہے کیونکہ موت کی سختی عذاب آخرت کا ایک حصہ ہے اور آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت ہے۔

عبداللہ بن مسور الہاشمی سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ مجھے کوئی نادر علم سکھائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے رأس العلم کے بارے میں کیا کیا ہے؟ کہنے لگا رأس العلم کیا ہے؟ فرمایا: کیا تو اپنے رب عزوجل کو پہچانتا ہے؟ کہنے لگا۔ ہاں! ارشاد [illegible] تب تو نے اس کے حق کی ادا [illegible] کے لئے کیا سیکھ لیا؟ کیا موت کو

جانتا ہے؟ کہنے لگا جی ہاں! فرمایا: اس کے لیے کیا تیاری کی؟ کہنے لگا، جو اللہ نے چاہا۔ کہا! جاؤ پہلے انہی کو پختہ کرو، پھر آؤ تا کہ میں تمہیں نادر علم سکھاؤں۔ جب وہ شخص چند سالوں کے بعد آیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھو، جو چیز اپنے لیے پسند نہیں کرتے اسے اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی پسند نہ کرو اور جسے اپنے لیے پسند کرو اسے اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی پسند کرو اور یہی نادر علم ہے۔

پس آپ ﷺ نے بیان فرمایا: کہ موت کی تیاری رأس العلم ہے پس سب سے پہلے اس میں مشغول ہونا چاہیے۔

عبداللہ بن مسور الہاشمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا﴾ [سورۃ الانعام: ۱۲۵]

''سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راہ یاب کرنا چاہتے ہیں تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کشادہ فرما دیتے ہیں اور جسے بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اس کے سینے کو بہت زیادہ تنگ کر دیتے ہیں۔''

پھر فرمایا: جب نور اسلام دل میں داخل ہوتا ہے تو اسے وسیع اور کشادہ کر دیتا ہے۔ پوچھا گیا: کیا اس کی کوئی علامت ہے؟ فرمایا: ہاں! دھوکے والے گھر سے بیزاری اور دار خلود کے ساتھ تعلق اور موت سے قبل اس کی تیاری۔

پانچ کو پانچ سے قبل غنیمت جانو☆

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت فرماتے ہوئے کہا: پانچ چیزوں کو پانچ سے قبل غنیمت سمجھو۔

① جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔
② تندرستی کو بیماری سے پہلے۔
③ فراغت کو مشغولیت سے پہلے۔
④ مالداری کو تنگدستی سے پہلے۔
⑤ زندگی کو موت سے پہلے۔

(حاکم ۔۴/۳۰۶۔قال: و هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه)

تشریح ☆: آپ ﷺ نے ان پانچ میں بہت سا علم سمو دیا کیونکہ بندہ جوانی میں جن اعمال پر قادر ہوتا ہے بڑھاپے میں ان پر قادر نہیں ہوتا اور نوجوان جب کسی گناہ کا عادی ہو جاتا ہے تو بڑھاپے میں

اسے چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پس نوجوان کو چاہیے کہ وہ جوانی میں اچھے اعمال کی عادت ڈالے تاکہ بڑھاپے میں انہیں آسانی سے کر سکے۔ باقی صحت بیماری سے پہلے، کیونکہ تندرست آدمی اپنے مال اور نفس میں اپنے حکم کو نافذ کر سکتا ہے۔ پس تندرست کو چاہیے کہ وہ اپنی تندرستی کو غنیمت جانے اور اپنے مال اور بدن میں اعمال صالحہ کی کوشش کرے۔ کیونکہ جب بیمار ہو گا تو اس کا بدن نیکی سے کمزور پڑ جائے گا اور اس کا ہاتھ اس کے مال میں صرف ثلث (تہائی) کی حد تک ہی چل سکے گا۔

فراغت کو مشغولیت سے پہلے، یعنی رات میں فارغ ہوتا ہے اور دن میں مصروف ہو تو فراغت کے دوران رات کے وقت نماز پڑھے اور مشغولیت کے وقت دن میں روزہ رکھے۔ خصوصاً موسم سرما میں جیسا کہ آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مؤمن کے لیے موسم سرما غنیمت ہے اس کی راتیں لمبی ہوتی ہیں چنانچہ نماز میں لگا رہتا ہے اور دن چھوٹے ہوتے ہیں چنانچہ روزہ رکھتا ہے۔ (کشف الخفاء ۲/۶، بالفاظ مختلفہ)

ایک روایت میں ہے، رات لمبی ہے اسے سو کر چھوٹا نہ کر، اور دن روشن ہے اسے اپنے گناہوں سے تاریک نہ کر۔

مالداری کو تنگدستی سے پہلے کا مطلب یہ ہے جب تو اللہ کی عطا کردہ غذا سے راضی ہے تو اس کو غنیمت جان اور لوگوں کے مال کی طمع نہ کر اور زندگی کو موت سے پہلے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی جب تک زندہ ہوتا ہے عمل کرنے پر قادر ہوتا ہے اور جب مر جاتا ہے تو اس کا عمل اس سے منقطع ہو جاتا ہے پس مؤمن کو چاہیے کہ وہ فانی ایام کو ضائع نہ کرے اور باقی ایام سے فائدہ اٹھائے۔

کسی دانا نے کیا خوب کہا ☆

ایک حکیم کا مقولہ ہے کہ بچپن کھیل میں، جوانی مستی میں، بڑھاپا سستی میں گزارا تو خدا پرستی کب ہو گی۔ یعنی جب بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیلتا رہا اور جوانی میں لہو و لعب میں مشغول رہا اور بڑھاپے میں کمزور ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کے لیے کب عمل کرے گا؟ یعنی مرنے کے بعد اللہ کے لیے عمل نہیں کر سکتا۔

زندگی کے ایام میں اس کی کوشش کر سکتا ہے اور ملک الموت کی آمد کی تیاری کر سکتا ہے اور اسے ہر گھڑی یاد رکھے کیونکہ وہ تجھ سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔

ملک الموت اور مؤمن ☆

حضرت علیؓ سے مروی ہے آپ ﷺ نے ملک الموت کو ایک انصاری کے سرہانے کے قریب کھڑے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھی کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا کیونکہ یہ مؤمن ہے تو ملک الموت نے جواب دیا اے محمد ﷺ خوش ہو جائیے میں ہر مؤمن کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا

ہوں بخدا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میں کسی ابن آدم کی روح قبض کرتا ہوں اور اس کے اہل خانہ میں سے کوئی چیخ مارتا ہے تو میں کہتا ہوں یہ چیخ و پکار کیسی ہے بخدا نہ تو ہم نے اس پر ظلم کیا اور نہ ہی وقت سے پہلے اس کی روح قبض کی اور نہ ہی ہم نے اس کی تقدیر کو جلدی کیا ہم نے اس کی روح قبض کرنے میں کوئی گناہ نہیں کیا اگر تم اللہ کے فیصلے پر راضی ہو تو اجر پاؤ گے اور اگر تم ناراض ہو کر واویلا کرو گے تو گنہگار ہو گے اور اس کا وبال تم پر ہو گا۔ تمہاری رضامندی کا خیال رکھنا ہمارے ذمے نہیں اور ہم تو تمہارے پاس دوبارہ لوٹ کر آئیں گے لہٰذا دھیان سے رہو۔ خشکی اور تری میں کوئی قصبے اور دیہات والے نہیں ہیں کہ جن کے چہروں کو میں صبح و شام میں پانچ مرتبہ غور سے نہ دیکھتا ہوں، میں ان کے چھوٹے اور بڑوں کو جانتا ہوں اور انہیں ان سے بڑھ کر جانتا ہوں اللہ کی قسم! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں کسی مچھر کی روح اللہ کے حکم کے بغیر قبض کرنا چاہوں تو میں اس پر قادر نہیں۔

ہنسو مت ☆

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ہنستے دیکھا تو فرمایا: اگر تم خواہشات اور لذتوں کو توڑنے والی چیز کا کثرت سے ذکر کرتے تو تم اس حالت میں نہ ہوتے پھر فرمایا: لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کا کثرت سے ذکر کرو۔

(ترمذی ۲۳۰۷)

پھر فرمایا: قبر یا تو جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (ترمذی ۲۴۶۰)

موت ☆

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب سے کہا: کعب ہمیں موت کے متعلق بتاؤ تو آپ نے فرمایا: موت ایک خاردار درخت کی طرح ہے جسے انسان کے پیٹ میں داخل کر دیا گیا ہو اور ہر کانٹا اس کی ایک ایک رگ کو پکڑ لے پھر ایک مضبوط آدمی اس درخت کو کھینچے اور کچھ حصہ درخت کا کٹ جائے اور کچھ باقی رہے۔

حضرت سفیان ثوری کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے سامنے موت کا تذکرہ ہوتا تو کئی دن تک بے حس پڑے رہتے اور جب ان سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا جاتا تو کہتے مجھے معلوم نہیں۔

قول خرد ☆

ایک دانا کا قول ہے۔ عقلمند کو تین چیزیں نہیں بھولنی چاہئیں۔ (۱) دنیا کا فانی ہونا اور اس کی کیفیت کا ختم ہو جانا۔ (۲) موت (۳) وہ مصائب و آفات جن سے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں۔

چار چیزوں کی قدر

حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چار چیزوں کی قدر چار آدمی ہی جانتے ہیں:

① جوانی کی قیمت بوڑھے ہی جانتے ہیں۔

② عافیت کی قدر و قیمت مصیبت زدہ ہی جانتے ہیں۔

③ صحت کی قدر و قیمت بیمار ہی جانتے ہیں۔

④ زندگی کی قدر و قیمت مُردوں ہی کو معلوم ہوتی ہے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ اس حدیث کے موافق ہے جس کو ہم نے ذکر کیا۔ پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو۔

موت کی کیفیت بیان سے بالاتر ہے☆

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے فرماتے ہیں: کہ میرے والد اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص پر کہ جس پر موت طاری ہو اور وہ اپنی عقل اور زبان کے باوجود موت کی کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا۔ کہتے ہیں جب ان کی موت کا وقت آیا اور ان کی عقل اور زبان بھی سالم تھی تو میں نے ان سے کہا ابا جان! آپ کہا کرتے تھے کہ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کی عقل اور زبان کی موجودگی میں اس پر موت طاری ہو تو وہ اس کی کیفیت کو بیان نہ کرے تو کہنے لگے۔ اے میرے بیٹے! موت اپنی کیفیت کے بیان سے بالاتر ہے لیکن میں کچھ تھوڑا سا بیان کر دیتا ہوں۔ اللہ کی قسم! یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میرے کندھے پر رضوی (مدینہ میں ایک پہاڑ کا نام ''معجم البلدان'') پہاڑ رکھ دیا گیا ہو اور گویا میری روح سوئی کے ناکے سے نکل رہی ہو اور میرے پیٹ میں عوسج درخت کے کانٹے ہوں اور آسمان کو زمین پر رکھ دیا گیا ہو اور میں ان دونوں کے درمیان ہوں پھر فرمانے لگے میرے بیٹے مجھ پر تین قسم کی حالتیں آئی ہیں۔ ابتداء میں، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا سب سے زیادہ خواہش مند تھا ہائے ہلاکت! کہ اگر میں اُس وقت مر جاتا۔ پھر اللہ نے مجھے اسلام کی دولت سے نوازا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لشکروں کے اوپر امیر مقرر کیا ہائے کاش کہ میں اس وقت مر جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو پالیتا۔ اس کے بعد ہم دنیاوی معاملات میں مشغول ہو گئے معلوم نہیں اللہ کے پاس میرا کیا حال ہوگا۔ میں ابھی ان کے پاس سے اُٹھا نہیں تھا کہ انتقال فرما گئے۔

قول اور عمل کا تضاد☆

شقیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قول کے اعتبار سے چار چیزوں میں لوگ میرے موافق ہیں اور عمل میں مخالف:

① کہتے تو یہ ہیں کہ ہم اللہ کے غلام ہیں لیکن عمل آزاد لوگوں والا کرتے ہیں۔
② کہتے تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے رزق کا کفیل وضامن ہے لیکن ان کا دل دنیا میں سے کچھ حاصل کیے بغیر مطمئن نہیں ہوتا۔
③ یہ تو کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے لیکن پھر دنیا کے لیے مال جمع کرتے ہیں۔
④ اس بات کے قائل تو ہیں کہ موت سے کوئی راہ فرار نہیں لیکن کام یوں کرتے ہیں جیسے انہیں مرنا نہیں۔

تین چیزیں ☆

حضرت ابودرداء سے مروی ہے۔ایک روایت حضرت ابوذر سے منقول ہے۔جب کہ ایک روایت میں سلمان فارسی کا نام ہے لیکن مشہور ابوذر سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ تین چیزوں پر مجھے اس قدر تعجب ہوا کہ مجھے ان پر ہنسی آنے لگی اور تین چیزوں پر مجھے اس قدر غم ہوا کہ میں رونے لگا۔وہ تین چیزیں جن پر مجھے ہنسی آئی ان میں سے پہلی یہ ہے کہ:

① دنیا کا طالب جب کہ موت اس کی طالب ہے۔یعنی دنیا سے لمبی امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے اور آخرت کی کوئی فکر نہیں۔
② وہ خود تو غافل ہے لیکن اس سے غفلت نہیں برتی جارہی یعنی وہ موت سے غافل ہے جب کہ قیامت اس کے سامنے ہے۔
③ منہ کھول کر ہنس رہا ہے اور یہ معلوم نہیں کہ اللہ اس سے راضی ہے یا ناراض۔باقی وہ تین چیزیں جنہوں نے مجھے رلا دیا۔
 ① دوستوں کی جدائی۔یعنی آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی وفات۔
 ② موت کے طاری ہونے کے وقت کی گھبراہٹ۔
 ③ رب کے سامنے قیام معلوم نہیں کہ میرا رب مجھے جنت کا حکم دے گا یا جہنم کا۔

ارشادِ محمد رسول اللہ ﷺ ☆

آنحضرت ﷺ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: کہ موت کی بابت جو کچھ تم جانتے ہو اگر چوپائے بھی جان لیں تو تمہیں یہ اچھا خاصا موٹا تازہ گوشت کھانے کو نہ ملتا۔(کشف الخفاء ۲/۲۰۲)

تین اعزاز اور سزائیں ☆

ابوحامد لفاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص موت کو بکثرت یاد کرتا ہے اسے تین اعزاز حاصل ہوتے ہیں:

① توبہ میں جلدی۔

③ روزی میں قناعت۔
④ عبادت میں چستی

اور جو شخص موت کو بھولتا ہے اسے تین چیزوں سے سزا ملتی ہے:

① توبہ میں تاخیر۔
② کفایت کر جانے والی روزی پر عدم رضامندی۔
③ عبادت کے اندر سستی۔

موت کی سختی ☆

منقول ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے تو کوئی کافر کہنے لگا آپؑ تازہ تازہ مرنے والے مردے کو زندہ کرتے ہیں ممکن ہے کہ ابھی وہ مرا ہی نہ ہو ہمارے سامنے اس مردے کو زندہ کریں جو گذشتہ زمانے میں مرا ہو۔ آپ نے ان سے کہا: تم جسے چاہتے ہو چن لو تو کہنے لگا کہ کہ آپؑ ہمارے لیے سام بن نوحؑ کو زندہ کریں تو آپؑ ایک قبر کے پاس گئے تو دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی اور سام بن نوحؑ کو زندہ کر دیا تو اس کا سر اور داڑھی سفید ہو چکی تھی تو ان سے کہا گیا یہ سفیدی کیسی آپ کے زمانے میں تو یہ نہ ہوتی تھی تو وہ کہنے لگے جب میں نے پکار سنی تو میں سمجھا کہ قیامت قائم ہو گئی تو قیامت کی ہولناکی کی وجہ سے میری داڑھی اور سر کے بال سفید ہو گئے تو ان کو پوچھا گیا۔ آپ کو فوت ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا تو کہنے لگے ۴ ہزار سال اور ابھی تک میں موت کی سختیوں کو محسوس کر رہا ہوں۔

شہداء کی خصوصیت ☆

منقول ہے کہ جو مؤمن بھی مرتا ہے تو اس کے سامنے زندگی اور دنیا کی طرف دوبارہ لوٹنے کو پیش کیا جاتا ہے تو شہداء کے علاوہ ہر کوئی موت کی سختی کی وجہ سے اس کو ناپسند کرتا ہے باقی شہداء چونکہ موت کی سختی کو نہیں چکھتے۔ چنانچہ وہ لوٹنے کی تمنا کرتے ہیں تا کہ وہ دوبارہ جہاد کر کے شہید ہوں۔

چار چیزوں میں مشغولیت ☆

ابراہیم بن ادھم سے منقول ہے کہ ان سے درخواست کی گئی کہ آپ تشریف رکھیں تا کہ ہم آپ کے واقعات سن سکیں تو وہ کہنے لگے میں چار چیزوں میں مشغول ہوں اگر مجھے ان سے فرصت ہوتی تو میں تمہارے ساتھ بیٹھتا۔ پوچھا گیا وہ کیا ہیں تو وہ کہنے لگے:

① میں یوم میثاق کے بارے میں سوچتا ہوں کہ جب بنو آدم سے میثاق لیا گیا تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا کہ یہ جنت میں ہوں گے مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ جہنم میں ہوں گے ان کی بھی **مجھے کوئی پرواہ نہیں۔** (احمد: ۱۷۰۰۰) معلوم نہیں میں کس گروہ میں سے تھا۔

۲) میں سوچتا ہوں کہ ماں کے پیٹ میں جب اللہ تعالیٰ بچے کی تخلیق کو مکمل فرما کر جب اُس میں روح پھونک دیتے ہیں تو اس پر مقرر فرشتہ درخواست کرتا ہے کہ اے میرے رب! یہ بدنصیب ہے یا خوش نصیب۔ معلوم نہیں اس وقت میرے بارے میں کیا ارشاد ہوا ہوگا۔

۳) موت کا فرشتہ جب میری روح قبض کرنے لگے گا تو وہ پوچھے گا اے رب یہ مسلمانوں کے ساتھ ہے یا کافروں کے ساتھ معلوم نہیں کہ میرے بارے میں کیا جواب دیا جائے گا۔

۴) میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں سوچتا ہوں:

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ﴾ [سورۃ یٰسین: ۵۹]

''آج کے دن اے مجرمو الگ ہو جاؤ'' معلوم نہیں میں کس گروہ میں سے ہوں گا۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خوشخبری ہے اس شخص کے لیے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ عطا فرمائی اور اُسے غفلت کی نیند سے بیدار کیا اور اسے اپنے آخرت کے معاملے میں غور وفکر کی توفیق بخشی۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارا خاتمہ بشارت کے ساتھ بالخیر فرمائیں۔ کیونکہ مؤمن کو موت کے وقت اللہ کی طرف سے بشارت ملتی ہے اور وہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾

''یعنی جو لوگ اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور اس پر ثابت قدم رہے۔''

اور ایک معنی یہ ہے کہ انہوں نے فرائض کو ادا کیا اور محرمات سے بچے۔

یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ قولاً ثابت قدم رہنے کی طرح فعلاً بھی ثابت قدم رہے اور بعض کا کہنا ہے کہ سنت اور جماعت پر ثابت قدم رہے: ﴿تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ثابت قدم رہے، تو موت کے وقت فرشتے ان کے پاس بشارت لے کر آتے ہیں: ﴿أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا﴾ یعنی ان سے کہتے ہیں کہ تم اپنے سامنے موجود دنیاوی معاملات سے مت ڈرو۔

﴿وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ﴾ [سورۃ فصلت: ۳۰]

''یعنی تم اس جنت پر خوش ہو جاؤ کہ جس کا اللہ نے تم سے اپنے پیغمبر کی زبانی وعدہ کیا تھا۔''

موت کے وقت کی بشارت ☆

منقول ہے کہ موت کے وقت بشارت پانچ طرح کی ہوگی:

۱) عام مومنین کے لئے، ان سے کہا جائے گا تم عذاب کی ہمیشگی سے مت ڈرو۔ یعنی تم ہمیشہ

عذاب میں نہیں رہو گے اور انبیاء اور نیک لوگ تمہاری شفاعت کریں گے اور ثواب کے فوت ہو جانے کا غم مت کرو اور جنت کی بشارت لو کہ تم لوٹ کر وہیں جاؤ گے۔

۲) مخلصین کے لیے، انہیں کہا جائے گا تم اپنے اعمال کے رد کئے جانے کا غم بھی نہ کرو کیونکہ تمہیں دوگنا ثواب ملے گا اور توبہ کے بعد جو کچھ تم نے کیا اس کا خوف نہ کرو۔

۳) توبہ کرنے والوں کے لیے، ان سے کہا جائے گا تم اپنے گناہوں سے مت ڈرو کیونکہ وہ بخش دیئے گئے ہیں اور توبہ کے بعد ثواب کے نہ ملنے کا غم بھی نہ کرو۔

۴) زاہدوں کے لیے، ان سے کہا جائے گا کہ حشر اور حساب کا خوف نہ کھاؤ اور ثواب کی زیادتی میں کمی کا غم نہ کھاؤ اور بغیر حساب اور کتاب کے جنت کی خوشخبری لو۔

۵) ان علماء کے لیے جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتے تھے اور علم پر عمل بھی کیا، ان سے کہا جائے گا قیامت کی ہولناکیوں سے مت ڈرو تمہارے کئے کا اجر ملے گا اور تمہارے اور تمہاری اقتداء کرنے والوں کے لیے جنت کی بشارت ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص جس کا آخری معاملہ بشارت کا ہو کیونکہ یہ بشارت مؤمن اور نیکوکار کے لیے ہوگی اس پر ملائکہ اتریں گے تو وہ ملائکہ سے کہیں گے تم کون ہو ہم نے تم سے زیادہ خوب رو اور خوشبو والا نہیں دیکھا تو وہ کہیں گے: ﴿نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ﴾ ہم تمہارے محافظ فرشتے ہیں جو تمہارے اعمال لکھتے تھے۔

﴿فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ (فصلت: ۳۱)
''یعنی دنیا کی زندگی میں محافظ اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں۔''

خواب غفلت سے بیدار ہو جائیے ☆

عقلمند کو چاہئے کہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو۔ خواب غفلت سے بیداری کی چار نشانیاں ہیں:

۱) دنیاوی معاملات میں قناعت اختیار کرے اور سستی سے کام نہ لے۔
۲) دینی معاملات میں حرص کرے اور جلدی کرے۔
۳) دین کا معاملہ علم اور کوشش سے کرے۔
۴) مخلوق کے معاملے میں خیر خواہی اور حسن سلوک کو اپنائے۔

بہترین شخص کون؟

منقول ہے کہ بہترین شخص وہ ہے جس میں پانچ خصلتیں ہوں:

۱) اپنے رب کی عبادت میں توجہ کرتا ہو۔
۲) مخلوق کا نفع اس میں ظاہر ہو۔

③ لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوں۔

④ لوگوں کی چیزوں سے مایوس ہو۔

⑤ موت کے لیے مستعد و تیار ہو۔

فوائد ☆ میرے بھائی! ہم مرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور موت سے کوئی فرار نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ [سورۃ زمر: ۳۰]

''آپ کو مرنا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے۔''

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ﴾

[سورۃ احزاب: ۱۶]

''آپ فرما دیجئے اگر تم موت اور قتل سے بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔''

پس مسلمان کو چاہئے کہ موت کے آنے سے قبل اس کی تیاری کرے۔

﴿فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ﴾ [سورۃ البقرہ: ۹۴، ۹۵]

''اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو لیکن وہ اپنے اعمال کی وجہ سے ہرگز موت کی تمنا نہ کریں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ سچا موت کی تمنا کرتا ہے اور جھوٹا اپنے عمل بد کی وجہ سے موت سے بھاگتا ہے کیونکہ سچا مؤمن موت کے لیے مستعد ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے ملنے کی خواہش کرتا ہے جیسا کہ حضرت ابودرداء سے مروی ہے فرماتے ہیں میں فقر کو پسند کرتا ہوں کہ اپنے رب کے سامنے عاجز بنا رہوں اور مرض کو پسند کرتا ہوں کہ میرے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور موت کو پسند کرتا ہوں کہ رب کو ملنے کی خواہش دل میں ہے۔

موت بہتر ہے ☆

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انسان اچھا ہو یا برا ہو موت اس کے لیے بہتر ہی ہے اگر وہ انسان نیک ہوا تو ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ﴾ [آل عمران: ۱۹۸]

''اور ہے جو کچھ اللہ کے پاس وہ نیکوکاروں کے لیے بہتر ہے۔''

اور برا ہو تو اس کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْا اِثْمًا وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ﴾

[آل عمران: ۱۷۸]

''ہم انہیں اس لیے مہلت دے رہے ہیں کہ وہ گناہوں میں بڑھتے جائیں اور ان کے لیے ذلت آمیز عذاب ہے۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت مؤمن کی سواری ہے۔ (کشف الخفا ۲/۲۸۳۔ بلفظ۔ موت الفجاء ۃ راحۃ للمؤمن)

افضل مؤمن ☆

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کہ مؤمنین میں سے افضل کون ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ان میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہے پھر سوال کیا گیا۔ کون سا مؤمن دانا ہے تو ارشاد ہوا: ان میں سے موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا اور اس کے لیے سب سے اچھی تیاری کرنے والا۔

(ابن ماجہ ۴۲۵۹، حاکم ۴/۵۴۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو تابع کرے اور مرنے کے بعد کے لیے عمل کرے اور عاجز شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگا دے اور اللہ پر امیدیں باندھتا رہے (ترمذی ۲۴۵۹ وقال حدیث حسن۔ ابن ماجہ ۴۲۶۰۔ ابن ماجہ ۱۶۵۰۱) یعنی مغفرت کی تمنا کرے۔

باب: ۳

کافر اور مؤمن کی موت اور قبر کے حالات

عذابِ قبر اور اُس کی سختی ☆

حضرت براء بن عازب سے مروی ہے فرماتے ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے جنازے کے لیے نکلے جب ہم قبر پر پہنچے تو قبر ابھی تیار نہ ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے تھے (یعنی ہم اس طرح سکون سے بیٹھ گئے کہ جیسے ہم بے حس و حرکت ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کرید رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔ دو تین مرتبہ ایسا فرمایا، پھر فرمایا: کہ مومن بندہ جب دنیا سے قطع تعلق کر کے عالم آخرت کی طرف پیش قدمی

کرتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں جن کے چہرے سورج کی طرح چمک رہے ہوتے ہیں وہ اپنے ساتھ جنت کا کفن اور اور جنت کی حنوط (ایک خوشبو جو مردے کو لگائی جاتی ہے) لاتے ہیں اور تا حد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت آتے ہیں اور اس بندے کے سرہانے بیٹھ کر ارشاد فرماتے ہیں: اے نفس مطمئنہ اللہ کی مغفرت اور رضوان کی طرف نکل۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ روح یوں نکل کر بہتی ہے جیسے مشکیزے سے پانی کا قطرہ نکل کر بہتا ہے۔ وہ فرشتے اس کو لیتے ہیں اور اسے ملک الموت کے ہاتھ میں پل بھر کے لیے بھی نہیں چھوڑتے کہ اسے اس کفن اور حنوط میں رکھتے ہیں اور اس روح سے سطح ارض پر پائی جانے والی مشکوں میں سے سب سے زیادہ خوشبودار مشک کی مہک اٹھنے لگتی ہے۔ فرشتے اسے لے کر چڑھتے ہیں اور فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گذرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں یہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟ تو وہ جواب دیتے ہیں فلاں بن فلاں کی روح ہے اسے بہترین نام لے کر پکارتے ہیں۔ پھر اسے آسمانِ دنیا تک لے کر پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں۔ پس جب اس کے لیے دروازہ کھلتا ہے تو ہر آسمان پر موجود فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں اور اس کے اعزاز میں اگلے آسمان تک اس کے ساتھ جاتے ہیں اور یوں کرتے کرتے ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اس کے اعمال نامے کو علیین میں رکھو اور اسے زمین کی طرف لوٹا دو۔ میں نے اسے اسی میں سے پیدا کیا اور اسی میں لوٹا رہا ہوں اور اسی سے دوبارہ نکالوں گا۔ پس روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ پس دو فرشتے اس کے پاس آکر پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں۔ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں جو شخص تمہاری طرف مبعوث ہوا تھا اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ تو وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ پھر وہ اس سے پوچھیں گے تیری معرفت کیا ہے؟ تو وہ کہے گا میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی تو ایک آواز آئے گی۔ میرے بندے نے سچ کہا۔ اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور اسے جنت کا لباس پہناؤ اور جنت کا دروازہ اس کی طرف کھول دو کہ اس کی خوشبو اور ہوا اس کی طرف آئے اور تا حد نگاہ اس کی قبر کو کشادہ کر دو اس کے پاس ایک خوشبو اور خوش رو شخص آئے گا۔ تو وہ کہے گا ان چیزوں پر خوش ہو جاؤ یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تو بندہ پوچھے گا: تو کون ہے تو وہ کہے گا میں تیرا نیک عمل ہوں۔ پھر وہ کہے گا اے رب قیامت قائم کر دے تاکہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ جاؤں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کافر آدمی جب دنیا سے قطع تعلقی کر کے دار آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو سیاہ چہروں والے فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ان کے ساتھ مسوح ہوتا ہے۔ (بالوں سے بنا ہوا ایک لباس مراد اس سے کفن ہے) تو وہ تا حد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں تو ملک الموت تشریف لاتے ہیں

اوراس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں۔اور کہتے ہیں اے خبیث نفس اللہ کی ناراضگی کی طرف نکل۔ پھر وہ اس کے پورے جسم میں پھیل جاتی ہے۔پس وہ اسے یوں کھینچتے ہیں جیسے لوہے کی کنڈی کو بھیگی اون میں سے کھینچا جاتا ہے۔جس سے اس کی رگیں اور پٹھے کٹ جاتے ہیں۔ جب ملک الموت اسے پکڑتے ہیں تو فرشتے اسے ان کے ہاتھ میں پل بھر کے لیے بھی نہیں رہنے دیتے اور اسے پکڑ کر اس بالوں کے کپڑے میں رکھتے ہیں تو اس سے مردار کی بو کے بھبھو کے اُڑنے لگتے ہیں۔اسے لے کر چڑھتے ہیں تو فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گذرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں یہ بری روح کس کی ہے؟ تو وہ کہتے ہیں فلاں بن فلاں کی روح ہے۔اس کا تذکرہ برے نام سے کرتے ہیں۔ یوں چڑھتے چڑھتے اسے آسمان دنیا تک لے چلتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں تو دروازہ نہیں کھولا جاتا تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ [سورۃ اعراف: ٤٠]

''ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے کے اندر سے نہ داخل ہو جائے۔''

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: اس کا اعمال نامہ سجین میں لکھ لو اور پھر اس کی روح کو پھینک دیا جائے گا۔

﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ [سورۃ حج: ٣١]

''جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اس کی بوٹیاں نوچ لیں تو ہوا نے اسے دور کسی جگہ پر جا پھینکا۔''

یعنی اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔دو فرشتے اس کے پاس آ کر بیٹھتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے۔وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا پھر وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا پھر وہ کہتا ہے۔افسوس میں نہیں جانتا۔ وہ اس سے پوچھتے ہیں: اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تم میں مبعوث ہوئے تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ تو آسمان سے ایک آواز آتی ہے میرے بندے نے جھوٹ بولا اس کے لیے جہنم کا بچھونا بچھا دو اور جہنم کی طرف اس کا ایک دروازہ کھول دو کہ جہنم کی تپش اس کی طرف داخل ہو اور اس پر قبر اس قدر تنگ ہو جائے گی کہ اس کی پسلیاں باہم پیوست ہونے لگیں گی اس کے پاس ایک آدمی آئے گا جو بدصورت بدبودار اور بدبودار ہو گا تو وہ کہے گا اس سے کہ بشارت قبول کر اس چیز کی جو تجھے ناگوار ہے۔ بس یہی تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے

وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ اس سے پوچھے گا تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا میں تیرا برا عمل ہوں تو یہ کافر شخص پکارے گا اے رب! قیامت قائم نہ کیجیو۔ اے رب قیامت قائم نہ کیجیو۔ (ابوداؤد ۴۷۵۳۔ احمد ۱۷۸۰۳)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب مؤمن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے اس کے پاس ریشمی کپڑا لاتے ہیں کہ جس میں مشک اور ریحان کی گٹھیاں ہوتی ہیں اور اس کی روح کو یوں نکالتے ہیں جیسے آٹے سے بال نکالتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے اے نفس مطمئنہ تو اپنے رب کی طرف لوٹ جا اس کی رحمت اور رضا کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی اور اس کی روح کو نکال کر اس مشک اور عنبر پر رکھا جاتا ہے اور ریشمی کپڑا اس پر لپیٹ کر اسے علیین میں پہنچا دیا جاتا ہے اور کافر کی موت کا جب وقت آتا ہے تو فرشتے بالوں کا کپڑا لاتے ہیں جس میں انگارے ہوتے ہیں زور سے کھینچ کر اس کی روح نکالتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے: اے خبیث نفس! نکل اپنے رب کی طرف کہ تو اس سے ناراض اور وہ تجھ سے۔ نکل اللہ کے عذاب کی طرف، اس کی روح نکال کر انگاروں پر رکھی جاتی ہے اور اس سے کسی چیز کے ابلنے کی آواز آنے لگتی ہے اس کپڑے کو اس پر لپیٹ کر اسے سجین میں پہنچا دیا جاتا ہے۔
(نسائی ۱۸۳۳۔ حاکم ۱/۳۵۲، ۳۵۳)

قبر کی اندرونی کیفیت ☆

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مؤمن کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر کی لمبائی ۷۰ گز کشادہ ہو جاتی ہے اور اس پر پھول بکھیر دیے جاتے ہیں اور ریشمی پردے ڈالے جاتے ہیں اور اگر اس کو کچھ قرآن بھی آتا ہو تو اس کا نور کافی ہو جاتا ہے ورنہ اس کی قبر میں سورج کے مثل نور کی روشنی ہو جاتی ہے اور اس کی مثال اس دلہن کی مثل ہوتی ہے جو سوئی ہوتی ہے اور اسے وہی جگاتا ہے جو اہل خانہ میں سے اسے سب سے عزیز ہوتا ہے اور وہ یوں بیدار ہوتی ہے جیسے اس کی نیند پوری نہیں ہوئی اور کافر پر اس کی قبر اس قدر تنگ کی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں اس کے پیٹ میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ بختی خراسانی اونٹوں کی گردنوں کے مثل اس پر سانپ چھوڑے جاتے ہیں جو اس کی ہڈیوں پر موجود تمام گوشت ہڑپ کر جاتے ہیں اور اس پر گونگے بہرے اندھے عذاب کے فرشتے مسلط کیے جاتے ہیں جن کے پاس لوہے کے گرز ہوتے ہیں وہ گرز اس پر برساتے ہیں اور اس کی آواز ہی نہیں سنتے کہ اس پر رحم کریں اور نہ ہی اسے دیکھ پاتے ہیں کہ اس پر شفقت کریں اور اسے صبح و شام جہنم کا منظر دکھایا جاتا ہے۔

فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی عذاب قبر سے بچنا چاہتا ہے۔ اسے چاہیے کہ چار چیزیں

اپنے پلے باندھ لے اور چار چیزوں سے بچے۔ جن چار چیزوں کا اختیار کرنا لازمی ہے۔ وہ یہ ہیں:

① نمازوں کی پابندی۔

② صدقہ۔

③ تلاوت قرآن۔

④ تسبیح۔

کیونکہ یہ اشیاء اس کی قبر کو منور اور کشادہ کردیں گی۔

جن چار اشیاء سے بچنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہیں:

① جھوٹ۔

② خیانت۔

③ چغلی

④ پیشاب۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے پیشاب سے بچو کہ قبر کا عمومی عذاب اس کی وجہ سے ہوتا ہے۔
(حاکم ۱/۱۸۴)

چار ناپسند چیزیں ☆

اور آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے: کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری چار چیزیں ناپسند ہیں:

① نماز میں فضول کام۔

② قرآن میں فضول حرکت۔

③ روزے کے دوران بے حیائی کے کام۔

④ قبرستان میں ہنسنا۔

دھوکہ مت کھائیے ☆

محمد بن سماک سے منقول ہے کہ ایک دفعہ ایک قبرستان کو دیکھ کر فرمانے لگے۔ ان قبروں کا سکوت تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ کیا معلوم کہ ان میں کس قدر غمزدہ ہیں اور نہ ان کی یکسانیت سے دھوکہ کھانا نہ معلوم ان میں کس قدر تفاوت ہو عقلمند کو چاہئے کہ وہ قبر میں داخل ہونے سے پہلے اس کو بکثرت یاد کرے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو قبر کو کثرت سے یاد کرتا ہے وہ جنت کا باغیچہ پائے گا اور جو اسے بھول جاتا ہے، وہ جہنم کا گڑھا پائے گا۔

قولِ حیدر رضی اللہ عنہ ☆

منقول ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو موت یقینی ہے اس سے فرار نہیں۔ اگر اس کے سامنے کھڑے رہے تو پکڑے گی اگر بھاگو گے تو پالے گی موت تمہاری پیشانیوں پر کندہ ہے سونجات کی فکر کرو جلدی کرو جلدی! تمہارے پیچھے تمہاری تلاش میں ایک چیز سرگرم ہے۔ وہ جو کہ قبر ہے یاد رکھو کہ قبر یا تو جنت کا باغیچہ ہے یا جہنم کا گڑھا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ قبر دن میں تین مرتبہ پکار کر کہتی ہے۔ میں تاریکی کا گھر ہوں میں وحشت کا مقام ہوں میں کیڑوں کا مسکن ہوں یاد رکھو اس دن سے آگے ایک اور دن ہے جو اس دن سے زیادہ سخت ہے کہ جس دن بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور بڑے مدہوش ہو جائیں گے۔

﴿وَتَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾

[سورۃ حج: ۲]

''اور تمام دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی اور حاملہ عورتیں اپنے حملوں کو گرا دیں گی اور لوگ نشے کی حالت میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے۔''

یاد رکھو اس دن کے آگے آگ ہے جس کی تپش بہت زیادہ ہے اور گہرائی بہت ہے اور اس کا زیور لوہا ہے اور اس کا پانی پیپ ہے وہاں رحمت خداوندی مفقود ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ مسلمان زار و قطار روئے پھر حضرت علیؓ نے فرمایا: اس دن کے آگے جنت ہے جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے جو متقین کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں دردناک عذاب سے بچائے اور ہمیں اور تمہیں اپنی نعمتوں کے مقام یعنی جنت میں ٹھکانہ عطا فرمائے۔

پسندیدہ اور ناپسندیدہ ☆

اُسید بن عبدالرحمن سے منقول ہے: فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ مؤمن جب مر جاتا ہے اور اسے اٹھا کر لے جایا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے کر چلو اور اسے جب زمین میں رکھا جاتا ہے تو زمین کہتی ہے۔ جب تو میری پشت پر تھا تو میں تجھ سے محبت کرتی تھی اور آج تو مجھے سب سے زیادہ محبوب اور جب کافر مرتا ہے اور اسے اٹھا کر لے جایا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھے لوٹا دو اور جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اسے کہتی ہے جب تو میری پشت پر چلتا تھا تو میں تجھے ناپسند کرتی تھی اور آج تو مجھے سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے

آخرت کی پہلی منزل ☆

حضرت عثمان بن عفانؓ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک قبر پر ٹھہرے اور رونے لگے تو ان سے کہا گیا کہ آپ جنت اور جہنم کا تذکرہ کرتے ہیں اور نہیں روتے اس سے رونے لگ پڑے؟ تو کہنے لگے آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: کہ قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے اگر اس میں کامیاب ہو گیا تو بعد والے مراحل اس سے آسان ہیں اور اگر اس میں ناکام ہو گیا تو بعد والے مراحل اس سے سخت ہیں۔

(ترمذی ۲۳۰۸۔ ابن ماجہ ۴۲۶۷۔ احمد ۴۲۵۔ حاکم ۴/ ۳۳۰، ۳۳۱)

سیاہ سانپ......عمل ☆

عبداللہ بن محمود المغولی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ ہم حج کے ارادے سے نکلے۔ ہمارے ساتھ ہمارا ایک ساتھی بھی تھا جب ہم سنگلاخ زمین پر پہنچے جہاں پر ایک قبیلہ آباد تھا تو وہ مر گیا تو ہم نے اس کی تجہیز وتکفین کی اور ہم نے اس کی قبر کھود کر لحد بنائی تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سیاہ سانپ ہے جس نے قبر کو بھر رکھا ہے تو ہم نے اس کو چھوڑ دیا اور دوسری جگہ کھودائی کی تو وہاں بھی ہم نے دیکھا کہ سیاہ سانپ نے لحد کو بھر رکھا ہے تو ہم نے اس کو چھوڑ کر تیسری جگہ کھدوائی کی وہاں بھی ایسا ہی تھا تو ہم اس کو چھوڑ کر آپ کے پاس آئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس کا عمل ہے جو وہ کیا کرتا تھا۔ جاؤ اور اسے کسی ایک میں دفن کر دو۔ بخدا اگر تم ساری زمین بھی کھود ڈالو تو تم اس سانپ کو اس میں پاؤ گے اور اس کی قوم کو بھی اس کے بارے میں بتاؤ۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو اس میں دفن کر دیا جب ہم واپس پلٹے تو ہم اس کے اہل کی طرف گئے اس کے اس سامان کو لے کر جو ہمارے پاس تھا تو ہم نے اس کی بیوی سے پوچھا وہ کیا کرتا تھا تو وہ کہنے لگی وہ گندم بیچتا تھا۔ بقدر ضرورت گندم لیتا اور اس میں اتنا بھس اور مٹی کے چھوٹے تنکے وغیرہ ڈال دیتا۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ واقعہ دلیل ہے اس بات کی کہ خیانت بھی عذاب قبر کا سبب ہے اور اس واقعے میں عبرت ہے زندوں کے لیے کہ وہ خیانت سے بچیں۔

قبر کی پکار ☆

منقول ہے کہ قبر دن میں پانچ مرتبہ پکارتی ہے۔ پہلی پکار میں کہتی ہے۔ اے ابن آدم! تو میری پشت پر چلتا پھرتا ہے اور تیرا ٹھکانا میرا پیٹ ہے۔ دوسری مرتبہ وہ کہتی ہے اے ابن آدم! تو میری پشت پر طرح طرح کے کھانے کھاتا ہے اور میرے پیٹ میں تجھے طرح طرح کے کیڑے

کھائیں گے اور تیسری مرتبہ کہتی ہے۔ اے ابن آدم! تو میری پشت پر ہنستا ہے اور میرے پیٹ میں تو روئے گا اور چوتھی مرتبہ کہتی ہے۔ اے ابن آدم! تو میری پشت پر خوش ہوتا ہے اور تو میرے پیٹ میں غمگین ہوگا اور پانچویں مرتبہ کہتی ہے۔ اے ابن آدم! تو میری پشت پر گناہ کرتا ہے اور میرے پیٹ میں تجھے عذاب ہوگا۔

عذابِ قبر کا سبب ☆

حضرت عمرو بن دینار سے مروی ہے فرماتے ہیں: مدینہ میں ایک شخص تھا جس کی بہن مدینہ کے دوسرے کونے میں رہتی تھی۔ وہ بیمار ہوئی اور یہ اس کی عیادت کے لیے جاتا تھا۔ پھر وہ مر گئی اس نے اس کے کفن دفن کا انتظام کیا۔ دفنانے کے بعد جب اپنے گھر لوٹا تو اسے یاد آیا کہ وہ اپنی تھیلی بھول آیا ہے۔ تو اس نے اپنے ایک ساتھی سے مدد مانگی وہ دونوں قبر پر آئے قبر کھودی اور تھیلی مل گئی تو وہ شخص اپنے ساتھی سے کہنے لگا۔ ذرا ہٹو کہ میں دیکھ لوں کہ میری بہن کس حالت میں ہے تو اس نے قبر سے کچھ مٹی ہٹائی تو دیکھا کہ قبر آگ سے روشن ہے تو اس نے فوراً پیچھے ہٹ کر قبر کو برابر کر دیا۔ تو وہ لوٹا اپنی ماں کی طرف اور پوچھا مجھے بہن کے بارے میں بتائیے وہ کیا کرتی تھی۔ تو ماں کہنے لگی تو کیوں پوچھتا ہے۔ وہ تو مر چکی ہے کہنے لگا نہیں مجھے بتائیے تو وہ کہنے لگی کہ تیری بہن نماز کو مؤخر کرتی تھی اور پڑھتی تو کامل طہارت کے ساتھ نہ پڑھتی اور پڑوسیوں کے دروازوں پر جاتی جب وہ سو رہے ہوتے اور کان لگا کر ان کی باتوں کو سنتی تاکہ چغلی کرتی پھر اور یہی اس کے عذاب قبر کا سبب ہے۔ جو عذاب قبر سے بچنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ غیبت سے بچے اور دیگر گناہوں سے بچے تاکہ اسے عذاب نہ ہو اور منکر نکیر کے سوالات اس کے لیے آسان ہو جائیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾

[سورۂ ابراھیم: ۲۷]

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات سے دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے۔''

ثابت قدمی ☆

حضرت براء بن عازب حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں: کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان سے قبر کے اندر سوال کیا جائے تو وہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں تو یہی ارشادِ باری تعالیٰ کا مفہوم ہے۔

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾

[سورۃ ابراھیم: ۲۷]

(بخاری ۱۳۶۹۔ مسلم ۷۱-۲۸۔ نسائی ۲۰۵۷۔ ابوداؤد ۴۷۵۰۔ ابن ماجہ ۴۲۶۹۔ احمد ۱۷۷۵۱)

اور یہ ثابت قدمی مخلص اور فرمانبردار مؤمن کے لیے تین طرح سے ہے:

① ملک الموت کو دیکھتے وقت۔

② منکر نکیر کے سوال کے وقت۔

③ قیامت کے دن حساب و کتاب کے وقت۔

ملک الموت کو دیکھنے کے وقت ثابت قدمی تین طرح سے ہے:

① کفر سے بچاؤ اور اس وقت تک توحید پر استقامت کی توفیق کہ جب اس کی روح نکلے اسلام کی حالت میں۔

② فرشتے اس کو رحمت کی بشارت سنائیں۔

③ وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھے۔

قبر کے اندر ثابت قدمی تین طرح سے ہے:

① اللہ تعالیٰ اسے درست بات کی تلقین فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ منکر نکیر کو وہ جواب دیتا ہے جو اس کے رب کو پسند ہو۔

② اس سے خوف اور ہیبت ختم ہو جاتی ہے۔

③ وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھتا ہے اور اس کی قبر جنت کا باغ بن جاتی ہے۔

حساب کتاب کے وقت ثابت قدمی تین طرح سے ہے:

① سوال کی دلیل کی تلقین فرماتے ہیں۔

② حساب آسان ہو جائے گا۔

③ اس کی لغزشیں اور خطائیں معاف کر دی جائیں گی۔

ایک قول یہ ہے کہ ثابت قدمی چار موقعوں پر ہے:

① موت کے وقت۔

② قبر میں کہ جب وہ بلاخوف، خطر جواب دے۔

③ حساب کے وقت۔

④ پل صراط پر بھی جب وہ تیز بجلی کی طرح گذر جائے۔

قبر میں سوال کی کیفیت ☆

قبر میں سوال کی کیفیت کیا ہوگی؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے اور مختلف روایات ہیں کچھ کا کہنا ہے کہ سوال روح سے ہوگا جسد سے نہیں۔ اس صورت میں روح جسم میں سینے تک داخل ہوگی اور ایک قول یہ ہے کہ روح جسم اور کفن کے درمیان ہوگی۔ اس قسم کا مضمون روایات میں منقول ہے اہل علم کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ انسان قبر کے سوال کا اقرار کرے البتہ اس کی کیفیت کی ٹوہ میں نہ لگے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ ہی اس کی کیفیت کو جانتا ہے۔ جب ہم وہاں جائیں گے تو مشاہدہ کرلیں گے جو کوئی منکر نکیر کے سوال کا انکار کرتا ہے تو اس کا انکار دو صورتوں سے خالی نہیں۔

اس کو عقلا جائز نہ مانے کہ یہ خلاف طبیعت ہے۔ یا عقلاً جائز تو مانے لیکن اس کو ثابت نہ مانے اگر وہ اس کو عقلا جائز نہیں مانتا تو اس قول سے نبوت معطل اور باطل ہو جاتی ہے کیونکہ رسول انسان تھے اور ان کی طبیعت دوسرے انسانوں کی طبیعت کی طرح تھی۔ انہوں نے ملائکہ کو دیکھا ان پر وحی اتری موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر پھٹا ان کا عصا اژدھا بنا یہ سب کچھ خلاف طبیعت ہے تو ان باتوں کا منکر جہاں سے اسلام میں داخل ہوا تھا وہیں سے نکل جائے گا اور اگر وہ یہ کہے کہ عقلاً ممکن تو ہے لیکن نقلا ثابت نہیں تو ہم نے جو روایات نقل کردی ہیں اس میں سننے والے کے لیے قناعت ہے اور کتاب اللہ میں بھی اس پر دلیل موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى﴾ [سورة طٰه: ۱۲۴]

''جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لیے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے۔''

مفسرین کی جماعت کا کہنا ہے کہ مَعِيْشَةً ضَنْكًا سے مراد عذاب قبر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ﴾

[سورة ابراهيم: ۲۷]

قبر میں سوالات ☆

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مومن جب قبر میں داخل ہوتا ہے تو دو فرشتے اس کی قبر میں آتے ہیں تو وہ اسے بٹھاتے اور اس سے سوال کرتے ہیں اور جب وہ

لوگ لوٹ کر جاتے ہیں تو وہ ان کے قدموں کی آہٹ بھی سنتا ہے۔ وہ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔ اسلام میرا دین ہے اور محمد ﷺ میرے نبی ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں اللہ تجھے ثابت قدم رکھے ٹھنڈی آنکھوں سو جا۔ اور یہی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ﴾

[سورة ابراهيم: ۲۷]

یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھتا ہے حق بات پر ﴿وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ﴾ اور کافروں کو حق بات کی توفیق نہیں دیتا اور جب کافر یا منافق قبر میں داخل ہوتا ہے تو دونوں اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے۔ میں نہیں جانتا تو وہ کہتے ہیں تو نے جانا ہی نہیں اور اسے گرز مارا جاتا ہے۔ جس کی آواز جن وانس کے علاوہ تمام مخلوقات سنتی ہیں۔

(مسلم ۲۸۷۱۔ ترمذی ۳۱۲۰)

منکر اور نکیر ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جب قبر میں تیرے پاس دو فرشتے منکر اور نکیر آئیں گے۔ نیلی اور سیاہ آنکھوں والے دو فرشتے جن کے دانت زمین کو کریدتے ہوں گے اور وہ اپنے بالوں کے اندر روندتے ہوئے آئیں گے۔ بجلی کی سی کڑک کی ان کی آواز ہوگی اور بجلی کی سی چمک کی ان کی آنکھیں ہوں گی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا میرے پاس یہی عقل ہوگی جو میرے پاس اب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے پھر میں اللہ کے حکم سے ان کے لیے کفایت کر جاؤں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: عمر کو توفیق مل گئی۔

اعمال تحفظ کرتے ہیں ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ موت کے وقت ہر میت کی ایسی آواز ہوتی ہے۔ جسے انسان کے علاوہ ہر جاندار سنتا ہے اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔ جب اسے قبر کی طرف لے جایا جاتا ہے اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے مجھے جلدی لے کر چلو اور اگر وہ نیک نہ ہو تو کہتا ہے مجھے جلدی مت لے کر جاؤ اگر تمہیں پتہ چل جائے کہ جو میرے آگے برائیاں ہیں تو تم مجھے جلدی لے کر نہ چلو اور جب اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے سیاہ رنگ اور نیلی آنکھوں والے آتے ہیں تو وہ اس کے سرہانے کی طرف سے آنا چاہتے ہیں تو نماز کہتی ہے میری طرف سے تم نہیں آسکتے کتنی ہی راتے اس نے اس موقع سے بچنے کے لئے جاگ کر گزاری تھیں۔

وہ پاؤں کی طرف سے آنا چاہتے ہیں تو والدین کی طرف سے حسن سلوک آ کر کہتا ہے کہ ہماری طرف سے نہیں آ سکتے یہ اس موقعہ سے بچنے کے لیے ہمارے لیے چلتا پھرتا مشقتیں اٹھاتا تھا۔ سو وہ دائیں طرف سے آنا چاہتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے میری جانب سے نہیں آ سکتے۔ وہ اسی مقام سے بچنے کے لیے مجھے صدقہ کرتا تھا۔ چنانچہ وہ بائیں جانب سے آنا چاہتے ہیں تو روزہ کہتا ہے میری جانب سے بھی نہیں آ سکتے اسی مقام سے بچنے کے لیے وہ بھوکا پیاسا رہتا تھا۔ پس اسے یوں جگایا جائے گا جیسے سوتے کو جگایا جاتا ہے۔ پس اس سے کہا جائے گا۔ اس ذات کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کہ جو وہ ارشادات فرمایا کرتے تھے، جن پر تو عمل پیرا تھا۔ وہ پوچھے گا کن کے متعلق کہتے ہو تو کہا جائے گا محمد ﷺ کے متعلق تو وہ پکار اٹھے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں دونوں فرشتے اس سے کہیں گے تو نے ایمان کی حالت میں زندگی گذاری اور اسی ایمان کی حالت میں تجھ پر موت طاری ہوئی۔ اس کی قبر اس کے لیے کشادہ کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات و کرامات حسب منشاء اس پر بکھیر دیئے جائیں گے۔ ہم اللہ سے توفیق اور حفاظت کے دعا گو ہیں اور یہ کہ وہ ہمیں گمراہ کن خواہشات اور غفلت سے محفوظ فرمائے اور ہمیں عذاب قبر سے اپنی پناہ میں رکھے کیونکہ آپ ﷺ اس عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے۔

عذابِ قبر ☆

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں: کہ مجھے عذاب قبر کے بارے میں کچھ علم نہ تھا کہ ایک یہودیہ عورت میرے پاس آئی اس نے کچھ مانگا تو میں نے دیا تو وہ کہنے لگی اللہ تعالیٰ تجھے عذاب قبر سے بچائے تو میں نے سمجھا کہ یہ بھی یہود کی خرافات میں سے ہے۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے میں نے آپ ﷺ سے فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: عذاب قبر حق ہے۔ (بخاری ۱۰۴۹)

موت کی تیاری ☆

ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ عذاب قبر سے اللہ کی پناہ چاہے اور قبر میں داخل ہونے سے پہلے اعمال صالحہ کے ذریعہ اس کی تیاری کرے۔ کیونکہ جب تک دنیا میں ہے یہ کام آسان ہے قبر میں داخل ہونے کے بعد تمنا کرے گا کہ اسے ایک نیکی کرنے کی اجازت دی جائے تو اسے اجازت نہ دی جائے گی تو حسرت اور ندامت میں ہی رہے گا۔ عقلمند کو چاہئے کہ وہ مردوں کے حالات میں غور و فکر کرے کیونکہ مردے یہ تمنا کرتے ہیں کہ انہیں دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے یا انہیں ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کی اجازت مل جائے یا ایک تسبیح کی اجازت مل جائے مگر یہ اجازت کہاں تو وہ زندوں پر تعجب کرتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی کے ایام غفلت اور لاپرواہی میں ضائع کر رہے ہیں اے میرے بھائی! اپنی زندگی کو ضائع نہ کر یہ اصلی سرمایہ ہے جب تک تو اصل سرمایہ پر قادر ہوگا تو نفع پر

بھی قادر ہوگا کیونکہ آخرت کا مال آج بڑا سستا ہے تو کوشش کر اور آخرت کے مال کو سستے داموں خرید لے پھر ایک دن آئے گا کہ یہ مال بہت مہنگا ہو جائے گا تو اس دن یہ سستے داموں خریدا ہوا مال کام آئے گا۔ کیونکہ اس دن اسے تو حاصل نہ کر سکے گا۔ پس ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں تنگدستی اور حاجت مندی کے اس دن کی تیاری کرنے کی توفیق دے اور ہمیں ان نادم لوگوں میں سے نہ کردے جو لوٹنا چاہیں گے تو ایسا نہ ہو سکے گا۔

اے تمام جہانوں کے رب ہم پر اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر موت کی سختیوں اور قبر کی سختی کو آسان کردے کیونکہ وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے وہی ہمارے لیے بہترین کارساز اور کافی ہے۔ برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کی توفیق اسی کی ذات سے ہے۔ جو بلند اور عظیم ہے۔

باب : ٤

قیامت کی ہولناکیاں اور گھبراہٹیں

حبیب حبیب کو یاد کرے گا ☆

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی حبیب قیامت کے دن اپنے حبیب کو یاد کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تین جگہوں پر تو ایسا نہ ہو سکے گا:

① میزان عمل کے وقت جب یہ جاننا چاہے گا کہ اس کا اعمال نامہ ہلکا ہے یا بوجھل۔
② اعمال ناموں کے دینے کے وقت نہ معلوم دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا بائیں میں۔
③ اس وقت جب جہنم کی آگ سے گردن نکلے گی اور لوگوں کا احاطہ کر کے کہے گی مجھے تین قسم کے لوگوں پر مقرر کیا گیا ہے:

① اس پر جس نے اللہ کے علاوہ کسی خدا کی عبادت کی۔
② ہر متکبر اور سرکش پر۔
③ ہر اس شخص پر جو یوم حساب کا منکر تھا۔

ان سب کو گھیر کر جہنم کی گہرائیوں میں پھینک دے گی۔ جہنم کا ایک پل ہے کہ جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے۔ اس کے اوپر لوہے کے کانٹے وغیرہ ہیں لوگ اس پر سے گذریں گے تیز رفتار بجلی کی طرح اور تیز آندھی کی طرح پس کوئی تو صحیح سلامت بچ جائے گا اور کچھ خراشیں کھا کر زخمی ہو جائیں گے اور کچھ اوندھے منہ جہنم میں گر پڑیں گے۔ (ابوداؤد ۴۷۵۵۔ احمد ۲۳۶۴۹)

نفخۂ صور ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے مردوں کے مادہ منویہ کو برسائیں گے تو لوگ یوں اُگیں گے جیسے سبزہ اُگتا ہے۔ (بخاری ۴۹۳۵۔ مسلم ۲۹۵۵)

صور ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی تخلیق کر چکے تو صور کو پیدا کیا اور اسرافیل کو تھما دیا۔ حضرت اسرافیل اس صور کو منہ میں تھامے عرش کی طرف نگاہیں اٹھائے ہوئے حکم کے انتظار میں ہیں۔ فرماتے ہیں: میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صور کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نور کا ایک سینگ ہے۔ میں نے کہا وہ کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا دائرہ بہت بڑا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا اس کے دائرے کی وسعت آسمانوں اور زمین کی وسعت کی طرح ہے۔ اس میں تین مرتبہ پھونکا جائے گا۔ (تفسیر طبری ۸۵/۱۷)

ایک روایت میں دو نفخوں کا ذکر ہے۔ ایک نفخہ ہلاک کا اور دوسرا دوبارہ اٹھانے کا۔

حضرت کعب کی روایت میں دو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں تین نفخوں کا ذکر ہے:

① گھبراہٹ۔
② بے ہوش ہونے کا۔
③ دوبارہ اٹھنے کا۔

اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو پہلی مرتبہ نفخ کا حکم دیں گے تو اس میں پھونک ماریں گے تو آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات گھبرا جائیں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللّٰهُ﴾ [سورة نمل: ۸۷]

”جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان و زمین کی تمام مخلوقات گھبرا جائیں گی مگر جسے اللہ چاہے۔“

زمین ہلنے لگے گی اور ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو چھوڑ دے گی ہر حاملہ اپنے حمل کو گرا دے گی اور لوگ نشے میں مدہوش دکھائی دیں گے حالانکہ ایسا نہ ہوگا لیکن اللہ کا عذاب بڑا غضب ناک ہوگا بچے بوڑھے ہو جائیں اور شیاطین ڈر کے مارے بھاگتے پھریں گے۔ ارشاد باری

تعالیٰ ہے:

﴿یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾

[سورۃ حج: ۱،۲]

جب تک اللہ چاہے گا وہ اسی حالت میں رہیں گے اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دیں گے کہ وہ بیہوش کرنے کے لیے صور میں پھونک ماریں۔ اہل زمین اور آسمان بے ہوش یعنی مر جائیں گے جب تک اللہ چاہے گا مرے رہیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ﴾ [سورہ زمر: ۶۸]

''اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو اہل زمین اور آسمان والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے۔''

شہداء کی ارواح کی نفی کی گئی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت استثناء سے مراد ہیں اللہ تعالیٰ ملک الموت سے کہیں گے کہ میری مخلوق میں سے کون بچا ہے حالانکہ خود جانتے ہیں تو وہ کہیں گے اے رب آپ زندہ ہیں آپ پر موت طاری نہیں ہوسکتی۔ جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عرش اٹھانے والے فرشتے اور میں باقی رہ گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ ملک الموت کو ان کی روح کو قبض کرنے کا حکم دیں گے۔ کلبی اور مقاتل کی روایت میں یوں ہی ہے۔

ملک الموت کی موت ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ جبرائیل، میکائیل اسرافیل اور عرش اٹھانے والے فرشتے سب مر جائیں وہ سب مر جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے اے ملک الموت میری مخلوق میں سے کون باقی رہا۔ وہ کہیں گے آپ کی ذات زندہ ہے اس پر موت طاری نہیں ہوسکتی۔ آپ کا یہ کمزور بندہ ملک الموت باقی ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔ اے ملک الموت کیا تو نے میرے اس ارشاد کو نہیں سنا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ [سورۃ النساء: ۸۵]

''ہر جی کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔''

اور تم بھی میری مخلوق میں سے ہو میں نے خاص مقصد کے لیے تجھے پیدا کیا۔ لہٰذا اب مر جاؤ

تو وہ مر جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ انہیں حکم ہوگا کہ اپنی روح قبض کر لیں۔ چنانچہ وہ جہنم اور اور جنت کے درمیان ایک جگہ آ کر اپنی روح قبض کر لیں گے اور ایسی چیخ ماریں گے کہ اگر یہ ساری مخلوقات زندہ ہوتیں تو یہ ساری مر جاتیں اور کہیں گے کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ روح نکالتے وقت اتنی تکلیف اور سختی ہوتی ہے تو میں مؤمنین کی روح نکالتے وقت بہت نرمی کرتا پھر وہ مر جائیں گے اور مخلوق میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ حقیر دُنیا سے کہیں گے۔ بادشاہ کہاں ہے اور شہزادے کہاں ہیں اور متکبر کہاں ہیں اور ان کے صاحبزادے کہاں ہیں اور کہاں ہیں وہ لوگ جو نعمتیں میری کھایا کرتے تھے اور عبادت غیروں کی کیا کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ خود ہی ارشاد فرمائیں گے آج بادشاہت کس کی ہے کوئی جواب نہ دے گا تو خود ہی جواب میں ارشاد فرمائیں گے۔ آج اللہ واحد قہار کی بادشاہت ہے۔

بعث بعد الموت ☆

پھر اللہ بارش کو برسنے کا حکم فرمائیں گے تو آسمان مردوں کے مادہ منویہ کی طرح چالیس دن تک بارش برسائے گا حتی کہ وہ پانی ہر چیز پر بارہ ہاتھ چڑھ جائے گا پھر اللہ اس پانی سے سبزے کے اُگانے کی طرح مخلوقات کو پیدا کریں گے حتی کہ ان کے جسم مکمل ہو جائیں گے اور وہ پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔ اسرافیل اور عرش اٹھانے والے فرشتے زندہ ہو جائیں تو وہ زندہ ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دیں گے کہ وہ صور پھونکیں۔ پھر ارشاد ہوگا کہ جبرائیل اور میکائیل زندہ ہو جائیں تو وہ دونوں اللہ کے حکم سے زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ روحوں کو پکاریں گے انہیں لا کر صورتوں میں رکھ دیا جائے گا پھر اللہ اسرافیل کو حکم دیں گے کہ وہ دوبارہ اٹھانے کے لیے صور میں پھونک ماریں جس سے روحیں شہد کی مکھیوں کی طرح نکل کر آسمان اور زمین کے درمیان خلا کو بھر دیں گے اور پھر روحیں زمین میں جسموں میں منتقل ہو جائیں گی۔ زمین اس دن پھٹ جائے گی پھر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے زمین جس سے کھل کر پھٹ جائے گی وہ میں ہوں گا۔ (بخاری ۲۴۱۲۔ ترمذی ۳۶۱۱۔ ابوداؤد ۴۶۷۳۔ احمد ۱۵)

ایک اور روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کو زندہ کریں گے تو وہ براق اور جنتی لباس لے کر آپ ﷺ کی قبر پر اتریں گے۔ آپ ﷺ سے زمین پھٹ جائے گی۔ تو آپ ﷺ جبرائیل کی طرف دیکھ کر پوچھیں گے۔ اے جبرائیل! کون سا دن ہے؟ تو وہ فرمائیں گے آج یوم قیامت ہے۔ یہ یوم صاعقہ اور یوم قارعہ (کھٹکھٹانے والی) ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیل! اللہ نے میری امت کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا تو جبرائیل کہیں گے۔ آپ ﷺ کے لیے بشارت ہے کہ سب سے قبل زمین آپ ﷺ سے پھٹی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دیں گے کہ وہ

صور میں پھونک ماریں کہ سب منتظر کھڑے ہو جائیں گے۔ دوبارہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف لوٹتے ہیں فرمایا: کہ لوگ تیزی سے اپنے رب کی طرف اپنی قبروں سے نکلیں گے اور وہ ننگے پاؤں اور ننگے بدن ہوں گے اور ستر سال ایک ہی جگہ کھڑے ہوں گے نہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف التفات فرمائیں گے اور نہ ہی فیصلہ کریں گے۔ رو رو کر ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے تو وہ خون کے آنسو رونے لگیں گے اور ان کو اس قدر پسینہ آئے گا کہ کچھ کی تھوڑیوں تک اور کچھ کے منہ تک داخل ہو جائے گا۔

میدان محشر ☆

پھر انہیں میدان حشر کی طرف لایا جائے گا ارشاد باری تعالیٰ میں اسی کا تذکرہ ہے۔

﴿مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ﴾ [سورۃ قمر: ۸]

''یعنی دیکھتے ہوئے تیزی سے بھاگتے جائیں گے۔''

جب جن وانس وغیرہ تمام مخلوقات جمع ہو جائیں گی تو وہ آسمان سے ایک شدید آہٹ سنیں گے۔ جس سے گھبرا جائیں گے اور آسمان پھٹے گا اور آسمان دنیا کے فرشتے اتریں گے اور صف بندی کر لیں گے تو لوگ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس ہمارے رب کی طرف سے ہمارے حساب کا حکم ہے۔ وہ کہیں گے نہیں وہ ابھی آئے گا۔ پھر دوسرے آسمان کے فرشتے اتر کر پہلے آسمان والوں کے پیچھے صف بنائیں گے۔ پھر تیسرے آسمان کے فرشتے اتریں گے۔ حتیٰ کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے دوگنے تگنے اتریں گے اور اہل دنیا کے گرد کھڑے ہو جائیں گے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ضحاک سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کو حکم دیں گے کہ وہ پھٹ جائے اور اس کے تمام فرشتے زمین پر اتر کر زمین اور اس پر موجود چیزوں کا احاطہ کر لیں۔ پھر دوسرے پھر تیسرے پھر چوتھے پھر پانچویں پھر چھٹے پھر ساتویں آسمان کے فرشتے اتریں گے۔ حتیٰ کہ فرشتوں کی سات صفیں باہم پیوست ہوں گی اور اہل زمین جس طرف بھی جائیں گے فرشتوں کی صف پائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانفُذُوا ۚ لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ﴾ [سورۃ رحمٰن: ۳۳]

''اے جن وانس کے گروہ اگر تم میں اتنی طاقت ہے کہ تم زمین وآسمان کی حدود سے باہر نکلو تو نکلو اور تم بغیر طاقت کے نہیں نکل سکتے۔''

﴿يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنزِيلًا﴾

[سورۃ فرقان: ۲۵]

''جس دن آسمان ایک بادل سے پھٹ جائے گا اور فرشتے آسمان سے بکثرت اتاریں جائیں گے۔''

خطاب خداوندی ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے جن وانس کے گروہ میں نے تمہارے ساتھ خیر خواہی کی یہ تمہارے اعمال تمہارے اعمال ناموں میں موجود ہیں جو کوئی اس میں بھلائی پائے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور جو اس کے علاوہ کچھ پائے تو اپنے نفس کو ملامت کرے۔ (کشف الخفا ۱/۲۵۰)

پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم دیں گے تو اس سے ایک لمبی سیاہ باتیں کرتی ہوئی گردن نکلے گی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يَا بَنِيْ اٰدَمَ اَلَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ﴾ [سورۃ یٰس: ٦٠ تا ٦٤]

''اے اولاد آدم! کیا میں نے تم کو تاکید نہ کردی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے اور وہ تم میں سے ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا۔ سو کیا تم نہیں سمجھتے تھے کہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا آج اپنے کفر کے بدلے اس میں داخل ہو۔''

تو تمام امتیں گھٹنوں کے بل گر جائیں گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰى اِلٰى كِتَابِهَا﴾ (الجاثیہ: ۲۸)

''اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرقے کو دیکھیں گے کہ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے ہر فرقہ اپنے اعمال کی طرف بلایا جائے گا۔''

فیصلہ ☆

پھر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ کریں گے۔ وحشی جانوروں اور چوپاؤں میں فیصلہ فرمائیں گے۔ حتیٰ کہ بے سینگ بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلوایا جائے گا۔ پھر انہیں حکم ہوگا۔ مٹی ہو جاؤ اس موقعہ پر کافر کہے گا۔ ﴿يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا﴾ (سورۃ نبا: ٤٠) ''کاش کہ میں مٹی ہو جاتا۔'' پھر بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے۔

حساب کتاب ☆

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ قیامت کے دن لوگوں کو یونہی اٹھا کر جمع کیا جائے گا۔ جس طرح ان کی ماؤں نے انہیں ننگے پاؤں اور ننگے بدن جنا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: مرد اور عورتیں دونوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے! وہ تو ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھے پر مارا اور کہا اے ابو قحافہ کی بیٹی لوگ اس دن دیکھنے سے غافل ہوں گے۔ ان کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوں گی۔ چالیس سال تک کھڑے رہیں گے نہ کھائیں گے نہ پئیں گے۔ کسی کا پسینہ قدموں تک، کسی کا پنڈلی تک ہوگا کسی کو اتنے لمبے قیام کی وجہ سے لگام کی طرح پسینہ منہ تک آ رہا ہوگا۔ تو فرشتے اللہ کے عرش کے گرد کھڑے ہوں گے اللہ ایک منادی کو حکم دیں گے تو وہ پکارے گا فلاں عورت کا بیٹا فلاں کہاں ہے لوگ اس پکار پر اپنے سر اٹھائیں گے تو وہ پکارزدہ شخص اس مجمع سے نکل کر رب العلمین کے سامنے جا کر کھڑا ہوگا۔ اصحاب مظالم کے سامنے ایک ایک آدمی کو بلایا جائے گا۔ اس کی نیکیوں میں سے اس شخص کو دیا جائے گا کہ جس پر اس نے ظلم کیا ہوگا۔ اس دن نہ دینار ہوگا نہ درہم مگر نیکیاں لی جائیں گی اور برائیاں لوٹا دی جائیں گی۔ پس مظلوم لوگ اس کی نیکیاں لیتے جائیں گے۔ جب اس کی کوئی نیکی باقی نہ رہے گی تو مظلوموں کی برائیاں اسے دے دی جائیں گی۔ جب وہ اپنی نیکیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے گا تو اسے کہا جائے گا تو اپنے ٹھکانے ھاویہ (یعنی جہنم) کی طرف لوٹ جاؤ آج کچھ ظلم نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بہت جلدی حساب لینے والا ہے۔ یعنی جلدی ہی بدلہ دے دیتا ہے۔ اس دن ہر مقرر فرشتہ ہر نبی رسول اور شہید حساب کی تیزی کو دیکھ کر یہ گمان کرے گا کہ آج اسی کی نجات ہے جس کی اللہ حفاظت کرے۔

(بخاری ۲۵۲۷۔ مسلم ۲۸۵۹۔ نسائی ۲۰۸۳۔ ابن ماجہ ۴۲۷۶۔ احمد ۳۲۱۳۱)

محشر میں سوالات ☆

حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے قدم اپنی جگہ سے ہلانے سے پہلے اس سے تین باتیں پوچھی جائیں گی:

① جسم کی طاقت کہاں صرف کی۔
② اپنے علم پر کس قدر عمل کیا۔
③ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ (ترمذی ۲۴۱۷۔ دارمی ۵۳۶)

کوئی کسی کے کام نہ آئے گا ☆

حضرت عکرمہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: کہ ایک باپ قیامت کے دن بیٹے کو پکڑ کر کہے گا میں دنیا میں تیرا باپ تھا اے میرے بیٹے تو بیٹا اس کی تعریف کرے گا تو وہ کہے گا آج مجھے اپنے

میرے بیٹے تیری نیکیوں میں سے تھوڑی سی نیکی کی ضرورت ہے امید ہے کہ اس سے میری نجات ہو جائے گی تو بیٹا کہے گا مجھے بھی اپنی جان کا اسی طرح خطرہ ہے، جس طرح آپ کو اپنی جان کا خطرہ ہے۔ میں آپ کو کچھ نہیں دے سکتا۔ پھر وہ اپنی بیوی سے کہے گا۔ اے فلاں عورت دنیا میں، میں تیرا خاوند تھا تو وہ اس کی اچھی تعریف کرے گی تو وہ اس سے کہے گا کہ میں تجھ سے ایک نیکی کا مطالبہ کرتا ہوں کہ تو مجھے دے دے تاکہ میں اس مصیبت سے نجات پالوں تو وہ کہے گی۔ میں تو ایسا نہیں کر سکتی۔ مجھے بھی اپنی ذات کا خوف دامن گیر ہے۔ جس طرح آپ کو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى﴾

[سورۃ فاطر: ۱۸]

''یعنی جو شخص گناہوں کے بوجھ سے لدھا ہوگا۔ اس کے گناہوں کا بوجھ کوئی نہ اٹھائے گا اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہوگا۔''

کافر کا پسینہ ☆

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کافر کا پسینہ اس دن کی طوالت کی وجہ سے اس کے منہ کی لگام کی طرح ہوگا حتیٰ کہ وہ کہے گا۔ اے میرے رب! مجھ پر رحم کر چاہے جہنم کی طرف ہی بھیج دے۔

مقبول دُعا ☆

فقیہ ابوجعفر فرماتے ہیں: کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر نبی کو ایک مقبول دعا عطا کی گئی ہے جسے انہوں نے دنیا میں ہی استعمال کرلیا۔ میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن کے لیے محفوظ کر رکھا ہے۔ آگاہ رہو کہ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور اس میں فخر کی کوئی بات نہیں اور حمد کا جھنڈا قیامت کے دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ جس کے نیچے آدم اور دوسرے انسان ہوں گے۔ اس میں بھی فخر کی بات نہیں۔

(احمد ۱۰۵۲۴)

شفاعت ☆

پھر فرمایا: قیامت کے دن مصائب اور غم لوگوں میں شدت پکڑ لیں گے۔ لوگ آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے انسانیت کے باپ ہماری شفاعت کیجئے، اپنے رب کے آگے تاکہ وہ فیصلہ کریں تو کہیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں۔ میں اپنی بھول کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا تھا۔ مجھے

آج خود اس کی فکر لگی ہوئی ہے۔ جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس کیونکہ وہ پہلے رسول ہیں تو وہ نوح کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اپنے رب کے ہاں ہماری سفارش کریں تا کہ وہ فیصلہ کریں تو وہ کہیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں۔ میری دعا کی وجہ سے اہل زمین غرق ہو گئے تھے اور آج مجھے اپنی فکر لگی ہوئی ہے لیکن تم ابراہیم کے پاس جاؤ اللہ نے انہیں اپنا خلیل بنایا ہے تو وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش کر دیجئے وہ کہیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں۔ میں نے اسلام میں تین ایسی باتیں کہی تھیں جو خلاف واقعہ تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ تین باتیں تھیں جو انہوں نے اللہ کے دین کی خاطر کی تھیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ﴾

[سورۃ صافات: ۸۸،۸۹]

''سو ابراہیم نے تاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور کہنے لگے۔ میں بیمار ہونے کو ہوں۔''

دوسری بات:

﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا﴾ [سورۃ انبیاء: ٦٣]

''کہ نہیں بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ حرکت کی۔''

تیسرا اُن کا اپنی بیوی کے متعلق یہ کہنا کہ یہ میری بہن ہے۔ (دینی نسبت سے) آج مجھے اپنی فکر لگی ہے لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس اللہ نے ان سے براہِ راست کلام فرمایا تھا۔ وہ جائیں گے موسیٰ علیہ السلام کے پاس کہ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش کر دیں۔ تا کہ وہ فیصلہ کر دیں تو وہ کہیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں مجھ سے بلاقصد ایک قتل ہو گیا تھا اور آج مجھے اپنی فکر لگی ہے لیکن تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ وہ عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور درخواست کریں گے کہ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش کیجئے۔ تا کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میرا یہ مقام نہیں۔ مجھے اور میری والدہ کو قوم نے اللہ کے سوا معبود بنا لیا اور مجھے آج اپنی فکر لگی ہوئی ہے لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کسی آدمی کے پاس مال ہو اور اس نے اسے تھیلی میں ڈال کر اٹھا رکھا ہو اور اس پر مہر لگی ہو تو تھیلی کے اس مال کو مہر توڑے بغیر حاصل کیا جا سکتا ہے تو وہ کہیں گے نہیں تو وہ کہیں گے۔ محمد ﷺ پر انبیاء کا خاتمہ ہوا اور آج وہ موجود ہیں اللہ نے ان کے اگلے اور

پچھلے گناہ معاف کر دیئے ان کے پاس جاؤ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں ان سے کہوں گا۔ ہاں ہاں یہ میرا کام ہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہیں اور پسند فرمائیں۔ اجازت فرمادیں چنانچہ آپ ﷺ حسب منشاء خداوندی انتظار فرمائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمانا چاہیں گے تو ایک پکار ہوگی کہاں ہے محمد ﷺ اور ان کی امت! ہم ہیں آخری اس دنیا میں اور قیامت میں حساب میں سب سے پہلے ہوں گے۔ میں اور میری امت کھڑے ہوں گے۔ دوسری امتیں ہمارے لیے راہ کشادہ کر دیں گی۔ چنانچہ ہم گذریں گے جبکہ ہمارے اعضائے وضو طہارت کے اثر سے چمکتے ہوں گے۔ لوگ ہمیں کہیں گے یہ امت تو سارے کے سارے نبی لگتے ہیں۔ پھر میں جنت کے دروازے کی طرف بڑھ کر اس کو کھلواؤں گا تو پوچھا جائے گا کہ کون ہے تو میں کہوں گا محمد ﷺ اللہ کا رسول ﷺ۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا جائے گا اور میں اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں گا اور ایسی تعریف کروں گا جو نہ مجھ سے پہلے کسی نے کی، نہ میرے بعد کوئی کرے گا تو کہا جائے گا اپنا سر اٹھایئے جو کہیں گے سنا جائے گا جو مانگیں گے دیا جائے گا۔ جس کی شفاعت کریں گے قبول کی جائے گی۔ چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان کا ذرہ ہوگا میں اسکی شفاعت کرونگا۔ یعنی لا الہ الا اللہ اور اَنّ مُحمدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کی شہادت کے ساتھ یقین بھی ہوگا۔

(بخاری ۳۳۴۰۔ مسلم ۱۹۴۔ ترمذی ۲۴۳۴۔ احمد ۹۲۵۰)

خوف کی باتیں ☆

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور حضرت کعب احبار لوگوں سے گفتگو فرما رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے کعب احبار ہمیں خوف کی باتیں سنائیں۔ تو وہ کہنے لگے بخدا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جب سے اللہ نے انہیں پیدا کیا وہ کھڑے ہیں ان کی کمریں نہیں جھکیں اور کچھ سجدہ ریز ہیں صور پھونکے جانے سے پہلے وہ اپنا سر نہیں اٹھائیں گے اور وہ سب کے سب کہتے ہیں: ((سبحانك اللهم وبحمدك ما عبدناك حق عبادتك وحق ماينبغي لك ان تعبد)) ''اے اللہ! ہم آپ کی پاکیزگی اور حمد و ثنا بیان کرتے ہیں ہم آپ کی عبادت کا حق ادا نہ کر پائے جیسا آپ کی شان معبودیت کے لائق ہے۔'' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت کے دن جہنم قریب کی جائے گی اس میں چنگاریوں اور کھولنے کی آواز ہوگی۔ جب وہ قریب آ جائے گی تو وہ ایک ہولناک آواز

نکالے گی۔ جس سے تمام انبیاء اور شہداء گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے ہر نبی صدیق اور شہید کہے گا۔ اے اللہ! میں تجھ سے صرف اپنی بابت سوال کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کو بھول جائیں گے اور کہیں گے اے رب میں تیرا خلیل ابراہیم ہوں۔

اے ابن خطاب! اگر آپ کے پاس اس دن ستر نبیوں کا عمل بھی ہوا تو آپ یہ خیال کریں گے کہ آپ کی نجات ممکن نہیں۔ لوگ سن کر رو رو کر نڈھال ہونے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ حالت دیکھی تو فرمایا: اے کعب! اب خوشخبری سنائیں تو فرمانے لگے: تمہارے لیے بشارت ہے اللہ کی تین سو تیرہ شریعتیں ہیں اگر کوئی بندہ ان میں سے کوئی ایک بھی حکم اخلاص کے ساتھ لے کر آ سکے گا تو اللہ اس کو جنت میں داخل کریں گے بخدا اگر تم کو رحمت خداوندی کی حقیقت معلوم ہو جائے تو تم عمل میں سست پڑ جاؤ۔

پندِ فقیہ ☆

اے میرے بھائی اس دن کے لیے اعمال صالحہ اور گناہوں سے اجتناب کے ذریعے تیاری کرو، کیونکہ عنقریب تو قیامت کا دن دیکھے گا اور اپنی عمر کے ضائع ہو جانے پر نادم ہوگا اور یہ بھی یقین کر کہ جب تو مر جائے گا تو بس تیری قیامت قائم ہوگئی۔ جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں: تم قیامت قیامت پکار رہے ہو حالانکہ قیامت تو تم میں سے ایک کی موت ہے۔ حضرت علقمہ بن قیس کے بارے میں منقول ہے کہ کسی آدمی کے جنازہ میں تھے تو جب اسے دفن کر دیا گیا تو اس کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے اس شخص کی قیامت قائم ہو چکی۔ ایسا اس لیے کہا کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اپنے معاملے کو دیکھ لیتا ہے اور کوئی عمل نہیں کر سکتا۔ پس یونہی ہو گیا جیسے وہ قیامت میں حاضر ہو گیا۔ موت کے ساتھ اس کا عمل ختم ہو گیا۔ جس حالت میں مرا تھا۔ اسی طرح قیامت کے دن کھڑا ہوگا۔ پس خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس کا خاتمہ بھلائی پر ہوا۔

تین طرح کے حالات ☆

ابوبکر واسطی فرماتے ہیں: حالات تین طرح کے ہیں:

① زندگی کی حالت۔

② موت کے وقت کی حالت۔

③ قیامت کے دن کی حالت۔

زندگی کی حالت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں بسر کرے اور موت کے وقت اسکی روح لا الہ الا اللہ کی شہادت کے ساتھ نکلے اور صحیح حالت قیامت کے دن بشارت والی ہے کہ قبر سے نکلے گا تو اس کے پاس جنت کی بشارت دینے والا آ جائے گا۔

قولِ رازی ☆

یحییٰ بن معاذ رازیؒ کے بارے میں منقول ہے: کہ انہوں نے ایک مجلس میں اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی:

﴿یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا﴾ [سورۃ مریم: ۸۵،۸۶]

''یعنی جس دن ہم متقیوں کو رحمٰن کی طرف سوار کر کے لائیں گے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف پیدل اور پیاسا ہانکیں گے۔''

کہنے لگے۔ لوگو! ذرا صبر کرو۔ کل قیامت کو تمہیں محشر کی طرف ٹولیوں کی صورت میں اکٹھا کیا جائے گا اور تم ہر طرف سے فوج در فوج آؤ گے اور اللہ کے سامنے اکیلے کھڑے ہو گے اور جو کچھ کر رہے ہو اس کے بارے میں تفصیلاً پوچھا جائے گا اور اولیاء کو رحمٰن کی طرف سوار کر کے لے جایا جائے گا اور نافرمانوں اور گنہگاروں کو جہنم کی طرف پیدل لے جایا جائے گا اور گروہ در گروہ جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ یہ سب اس وقت ہوگا جب زمین کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ آپ کا رب اور فرشتے صف در صف آئیں گے اور جہنم کو اس دن سراپا عذاب و ہلاکت بنا کر لایا جائے گا۔

نصیحتِ فقیہ ☆

میرے بھائیو! اس دن بڑی ہلاکت درپیش ہے ایسے دن کی ہلاکت جو پچاس ہزار سال کا ہو گا۔ قریب آنے والا دن، زلزلے کا دن، قیامت کے دن کی ہلاکت، حسرت و ندامت والے دن کی ہلاکت یہ بڑا سخت دن ہوگا۔ جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔ وہ باز پرس کا دن ہوگا۔ محاسبہ کا دن اور موازنہ کا دن ہوگا۔ سوالات کا دن، زلزلے کا دن، چیخ و پکار کا دن، رہنے والی چیز کا دن، کھڑ کھڑانے والی چیز کا دن، وہ یوم نشور ہے اور ایسا دن ہے کہ جس دن انسان اپنے اعمال کو دیکھے گا۔

وہ سود و زیاں کا دن ہے۔ جس دن لوگ مختلف جماعتوں کی شکل میں اپنے اعمال دیکھنے کیلئے آئیں گے، اور وہ ایسا دن ہے کہ جس سے بہت سے چہرے سیاہ اور بہت سے روشن ہوں گے۔ اور اس دن کو تعلق والا کسی دوسرے کے کام نہ آئے گا۔ اس دن کوئی حیلہ کام نہ آئے گا۔ کوئی والد اپنے بیٹے کے اور نہ کوئی بیٹا اپنے والد کے کام آسکے گا۔ جس دن سختی عام پھیلی ہوئی ہوگی اس دن ظالموں کا عذر فائدہ نہ دے گا اور ان کے لیے لعنت اور برا گھر ہے۔ اس دن ہر شخص اپنی ہی طرف داری میں گفتگو کرے گا۔ جس دن تمام دودھ پلانے والیاں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل گرا دیں گی اور تم لوگوں کو نشہ کی سی حالت میں دیکھو گے۔ حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب ہی سخت چیز ہے۔

اے دانا☆

مقاتل بن سلیمان فرماتے ہیں: کہ سو برس تک لوگ اپنے پسینوں میں شرابور قیامت کے دن کھڑے رہیں گے۔ پھر سو سال تک تاریکی میں سرگرداں رہیں گے۔ سو سال تک ایک دوسرے میں گڈمڈ ہوں گے اور کہا جائے گا۔ قیامت کے دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے لیکن مخلص مؤمن کے لیے یہ ساعت کے مثل گزر جائے گا، اے دانا وعقل مند تجھے دنیاوی مصائب پر اللہ کی فرمانبرداری میں صبر کرنا چاہئے تاکہ قیامت کے دن کی تکالیف سہنا آسان ہو جائے اور اللہ ہی درستگی کی توفیق بخشنے والا ہے۔

باب : ۵

جہنم اور اہل جہنم

آگِ جہنم☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ کی آگ ایک ہزار برس تک جلائی گئی تو وہ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار سال تک دھونکی گئی تو سفید ہوگئی، پھر ایک ہزار برس تک جلائی گئی تو سیاہ ہوگئی۔ چنانچہ وہ اب رات کی طرح سیاہ ہے۔

(ترمذی ۲۵۹۱۔ ابن ماجہ ۴۳۲۰)

میں کیسے نہ روؤں☆

یزید بن مرثد کے بارے میں منقول ہے: وہ ہمیشہ روتے رہتے تھے، ان سے اس کی بابت پوچھا گیا تو فرمانے لگے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یوں ڈرایا ہوتا کہ گناہ کر کے تو ہمیشہ حمام میں قید رہے گا تو بھی مجھ پر لازم تھا کہ میرے آنسو نہ تھمنے پائیں، تو اب جب کہ مجھے اس آگ سے ڈرایا گیا ہے کہ جسے تین ہزار سال تک دھونکا گیا ہے۔ تو میں کیسے نہ روؤں۔

سانپ اور بچھو☆

حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے فرماتے ہیں: کہ جہنم میں بختی اونٹوں کی گردنوں جیسے سانپ اور سیاہ خچروں جیسے بچھو ہوں گے۔ جہنمی دوزخ سے ان سانپوں کی طرف بھاگیں گے تو وہ سانپ انہیں اپنے ہونٹوں سے پکڑ لیں گے اور سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخنوں تک کی کھال اُتار ڈالیں گے۔ پھر وہ ان سے بچنے کے لیے دوبارہ آگ ہی کی طرف اُمڈیں گے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دوزخ میں اونٹ کی گردن جیسے سانپ ہوں گے۔ کسی ایک کو اگر ڈس لیں گے تو چالیس برس تک وہ اس کی شدت میں مبتلا رہے گا اور دوزخ میں خچروں جیسے بچھو ہیں کسی ایک کو اگر کاٹ لیں گے تو وہ چالیس سال تک اس کے درد کو محسوس کرے گا۔ (حاکم ۴/۵۹۳۔ احمد ۱۷۰۵۲)

دنیا کی آگ اور جہنم کی آگ سے موازنہ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: کہ دنیا کی آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے اور اسے بھی اگر دو دفعہ سمندر سے نہ گزارا جاتا تو تم اس (آگ) سے کچھ نفع نہ اٹھا سکتے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آگ (دنیا کی) خود جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔

سب سے ہلکا عذاب☆

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تمام دوزخیوں میں سے ہلکے عذاب والا وہ شخص ہے جس کے پاؤں میں آگ کے جوتے ہوں گے جس کی وجہ سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح جوش مارتا ہوگا اس کے کان اور دانت وغیرہ گویا آگ کے بن رہے ہیں۔ آنکھوں کی پلکوں سے گویا آگ کی لپٹیں نکل رہی ہیں۔ پیٹ کی آنتیں نکل کر لاتوں میں آ گریں گی۔ وہ خیال کرے گا کہ سب سے زیادہ عذاب مجھے ہو رہا ہے حالانکہ وہ سب دوزخیوں میں سے ہلکے عذاب والا ہوگا۔

(بخاری ۶۰۷۷۔ مسلم ۳۱۳۔ ترمذی ۲۵۲۹۔ احمد ۱۷۶۶۴)

جہنمیوں کی حالتِ زار☆

حضرت عبداللہ بن العاص سے مروی ہے فرماتے ہیں: کہ جہنمی لوگ دوزخ کے داروغہ مالک کو پکاریں گے۔ وہ چالیس برس تک انہیں جواب نہ دے گا۔ پھر یوں کہے گا: ﴿إِنَّكُمْ مَّاكِثُونَ﴾ [زخرف: ۷۷] ''تمہیں ہمیشہ یوں ہی رہنا ہے۔'' پھر وہ اپنے رب کو پکاریں گے:

﴿رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ﴾ [مؤمنون: ۱۰۷]

''اے ہمارے رب! ہم کو اس سے نکال لیجئے۔ پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو بے شک ہم پورے قصوروار ہیں۔''

پس اللہ تعالیٰ ان کو اتنی مدت تک جواب نہ دیں گے جو کہ دنیا کی پوری مدت کا دوگنا ہوگی۔ اس کے بعد انہیں جواب دیا جائے گا:

﴿اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ﴾ [مؤمنون: ۱۰۸]

''اس میں راندے پڑے رہو مجھ سے بات مت کرو۔''

صحابی فرماتے ہیں: کہ بخدا اس کے بعد وہ لوگ ایک کلمہ تک نہ نکالیں گے۔ بس اس کے بعد

دوزخ میں ان لوگوں کی چیخ و پکار ہوگی۔ ان کی آوازیں گدھوں کی آوازوں جیسی ہوں گی۔ جن کے اول کو زفیر اور آخر کو شہیق کہتے ہیں۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں: اے میری قوم! کیا تمہیں اس سے چھٹکارا مل سکتا ہے یا اس پر صبر کر سکتے ہو۔ اے قوم! اللہ تعالیٰ کی اطاعت تمہارے لیے بہت آسان ہے۔ لہٰذا اسی کو اختیار کرو۔ کہتے ہیں کہ دوزخی لوگ ہزار برس تک آہ و بکا کر کے جب کچھ فائدہ نہ دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے کہیں گے دنیا میں مصائب و آفات پر بھی صبر کرتے تو نجات مل جاتی۔ چنانچہ ہزار برس تک صبر کریں گے مگر جب بھی عذاب میں کچھ تخفیف نہ ہوگی تو کہیں گے:

﴿سَوَآءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِن مَّحِيصٍ﴾ [ابراھیم: ۲۱]

''ہمارے حق میں دونوں صورتیں برابر ہیں۔ خواہ ہم پریشان ہوں، خواہ ہم صبر کریں ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔''

پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ہزار سال تک اپنی پیاس کی وجہ سے اور عذاب کی شدت سے بارش کی درخواست کرتے رہیں گے۔ تاکہ ان کی پیاس میں اور شدید گرمی میں کچھ کمی ہو سکے۔ ہزار برس گڑگڑاتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ یہ کیا چاہتے ہیں؟ وہ عرض کریں گے یا اللہ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ یہ بارش کی درخواست کر رہے ہیں۔ اس پر ایک سرخ بادل نمودار ہوگا وہ خیال کریں گے کہ شاید بارش ہوگی لیکن ادھر سے خچروں جیسے بچھو گریں گے ایک بھی اگر کسی کو ڈس لے گا تو وہ ہزار برس تک اس کے درد کی تکلیف کو محسوس کرے گا۔ پھر وہ ہزار برس تک اللہ تعالیٰ سے بارش مانگیں گے تو ایک سیاہ بادل آئے گا۔ جسے دیکھ کر یہ سمجھیں گے کہ بارش والا بادل ہے مگر ان پر اونٹوں کی گردنوں جیسے سانپوں کی بارش ہوگی کہ اگر کوئی کاٹے گا تو ہزار سال تک اس کے درد سے افاقہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں یہی مراد ہے:

﴿زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ﴾ [النحل: ۸۸]

''یعنی ہم ایک سزا پر دوسری سزا ان کے فساد کے سبب بڑھائیں گے۔''

یعنی ان کے کفر اور اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات چاہتا ہے اور اس کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں دنیا کی تکالیف اور سختیوں پر صبر کرے۔ معاصی سے اور دنیا کی خواہشات اور لذات سے خوب پرہیز کرے۔ ''کیونکہ جنت کے گرد مصائب اور تکالیف کا اور دوزخ کے گرد لذات و خواہشات کا احاطہ کیا گیا ہے۔'' (ترمذی ۲۵۸۳۔ نسائی ۳۷۰۳۔ احمد ۸۰۴۸) جیسا کہ حدیث میں

ہے۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے ۔

وفی الشیب ما ینھی الحلیم عن الصبا

اذا استو قدت نیرانہ فی عذارہ

''بڑھاپے میں ایک سبق ہے جو اسے بچپن کی غفلتوں سے روکتا ہے جب کہ اس کے آثار اس کے رخساروں پر نمودار ہونے لگتے ہیں۔''

وأیّ امرا یرجو من العیثق غبطۃ

اذا اصفر عود الزرع بعد اخضرارہ

''کون شخص ہے کہ جو اس وقت قابل رشک زندگی کی امید نہیں رکھتا جب کہ کھیتی کا تنا سرسبز رہنے کے بعد زرد پڑ چکا ہو۔''

تجنب لخدن السوء واحذر وصالہ

وان لم تطق عنہ محیصا فدارہ

''برے ساتھی سے بچ اور اس سے ملاقات سے پرہیز کر، اگر گریز نہ کر سکے تو اس کی مدارات کر۔''

وجاور قرین الصدق واحذر مرائہ

تنل منہ صفو الود مالم تمارہ

''سچے دوست کا قرب اختیار کر اور اس سے جھگڑا کرنے سے ڈر تو اس کی خالص محبت کو جا پہنچے گا، اگر اس سے نہ لڑے۔''

وجاور اذ جاورت حراً او امرأ

کریما کریم الجد تعلو بجارہ

''دوستی کرنی ہو تو کسی شریف آدمی سے کر، ایسے خوش نصیب اور کریم سے جس سے تجھے بھی الفت و منزلت حاصل ہو۔''

فمن یصنع المعروف مع غیر اھلہ

یحدہ وراء البحر اوفی قرارہ

''جو کوئی نا اہل کے ساتھ بھلائی کرتا ہے تو وہ اس کا صلہ سمندر کے پار یا اس کی تہہ

میں پائے گا۔“

والله في عرض السماوات جنة
ولكنها محفوفة بالمكاره

”اللہ کی جنت آسمانوں کی وسعت میں ہے لیکن اس کے گرد آفات و مصائب کا گھیرا ہے۔“

جنت اور جہنم کے گرد حصار☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ جنت اور اس کی ان نعمتوں کو دیکھو جو میں نے اہل جنت کے لیے تیار کی ہیں۔ تو واپس پلٹ کر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی۔ تیری عزت کی قسم! جو بھی اس کے متعلق سن پائے گا وہ ضرور اس میں داخل ہوگا۔ پھر اس کے گرد مصائب کا احاطہ کر دیا گیا۔ پھر ارشاد ہوا: کہ اب جاؤ اور دیکھو تو پلٹ کر فرمانے لگے۔ تیری عزت کی قسم! جو بھی اس کے متعلق سنے گا اس میں داخل نہ ہوگا۔ پھر جہنم کی طرف بھیجا اور کہا کہ جاؤ اور اس کے اہل کے لیے جو کچھ تیار کیا گیا ہے اسے دیکھو۔ واپس پلٹے تو کہنے لگے تیری عزت کی قسم! جو کوئی اس کے متعلق سنے گا اس میں داخل نہ ہوگا۔ پھر اس کے گرد شہوات کی باڑ لگا دی گئی۔ پھر حکم ہوا کہ جاؤ اور اب دیکھو۔ تو جب واپس پلٹے تو فرمانے لگے تیری عزت اور جلال کی قسم! کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی باقی نہ بچے اور سب اس میں داخل ہو جائیں۔

ارشاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ☆

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: تم دوزخ کی جس چیز کا چاہو ذکر کرو مگر تم جس چیز کا ذکر بھی کرو گے وہ حقیقت میں اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگی۔

حضرت میمون بن مہران سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: کہ جب آیت مبارکہ:

﴿وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ [حجر: ۴۳]

”اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے۔“

نازل ہوئی تو حضرت سلمان نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور نکل گئے اور بھاگ گئے۔ تین دن تک کسی کے ہاتھ نہ آئے پھر بڑی مشکل سے لایا گیا۔

جہنم کی کیفیت ☆

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں ایک دن خلاف وقت تشریف لائے اور رنگ بدل رہا تھا۔ حضور ﷺ نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں ایسے وقت میں حاضر ہوا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے جہنم کو دھونکنے اور پھونک مارنے کا حکم دیا اور جسے یہ یقین ہے کہ جہنم برحق اور آگ برحق ہے قبر کا عذاب برحق ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت بڑا ہے، اس کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہونی چاہئیں جب تک کہ وہ دوزخ سے مامون نہ ہو جائے۔ اس پر حضور ﷺ نے کہا کہ جبرائیل کچھ جہنم کا تذکرہ کرو۔ کہا اللہ تعالیٰ نے جب جہنم کو پیدا کیا تو اسے ہزار برس تک دھونکا گیا۔ حتی کہ سرخ ہوگئی، پھر ہزار برس تک آگ اس میں جلائی گئی حتی کہ وہ سفید ہوگئی پھر آگ ہزار برس تک جلائی گئی کہ وہ سیاہ ہوگئی۔ چنانچہ اب وہ سیاہ اور تاریک ہے۔ اس کی لپٹیں اور انگارے کبھی نہیں بجھتے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر سوئی کے سوراخ کے بقدر جہنم کو اہل دنیا کے لیے کھول دیا جائے تو سب کے سب اس کی حرارت سے بھسم ہو جائیں۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر دوزخیوں کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا زمین و آسمان کے درمیان لٹکا دیا جائے تو تمام کے تمام اہل زمین اس کی بدبو اور حرارت سے ختم ہو جائیں۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اگر اس زنجیر میں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے (سورۃ حاقہ آیت نمبر ۳۲ میں) ایک ہاتھ بھر کی مقدار کسی پہاڑ پر رکھ دی جائے تو پہاڑ پگھل جائے اور وہ ساتویں زمین تک پہنچ جائے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اگر ایک آدمی کو مغرب میں عذاب دیا جائے تو اس کی شدت سے مشرق کا آدمی جل جائے۔ اس کی گرمی بہت سخت ہے اور اس کی گہرائی بہت ہی دور تک ہے اس کے زیورات لوہے کے ہیں۔ اس کا مشروب کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہے اس کے کپڑے آگ کے ٹکڑے ہیں۔

جہنم کا دروازہ ☆

اس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لیے عورتوں اور مردوں کا الگ الگ حصہ ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا وہ دروازہ ہمارے ان دروازوں کی طرح ہیں؟ تو عرض کیا نہیں وہ کھلے ہوئے ہیں اور اوپر نیچے ہیں۔ ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ستر برس کی مسافت ہے۔ ان میں سے ہر دروازہ ساتھ والے دروازے سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔ اللہ کے دشمنوں کو جہنم کی طرف لایا جائے گا۔ اس کے دروازے پر پہنچیں گے تو دوزخ کے پیادے طوق اور زنجیریں لے کر ان کا

استقبال کریں گے۔ زنجیر اس کے منہ میں ڈالی جائے گی اور پیچھے سے نکل آئے گی۔ اس کے بائیں ہاتھ کو گردن میں طوق کی طرح باندھا جائے گا اور دائیں کو دل کے قریب داخل کر کے کندھوں کے درمیان سے نکالا جائے گا اور اسے زنجیروں میں جکڑ دیا جائیگا۔ ہر آدمی کو اسکے شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں باندھ کر منہ کے بل کھینچا جائے گا۔ فرشتے لوہے کے ہتھوڑے لے کر انہیں ماریں گے۔

﴿كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا﴾ [الحج: ۲۲]

''جب بھی وہ لوگ اس سے باہر جانا چاہیں گے تو پھر اس میں دھکیل دیئے جائیں گے۔''

جہنم کے دروازوں کے مکین☆

نبی کریم ﷺ نے پوچھا ان دروازوں کے اندر رہنے والے کون لوگ ہوں گے۔ عرض کیا سب سے نچلے دروازے میں منافق ہوں گے اور عیسیٰؑ سے مائدہ کا معجزہ مانگ کر پھر کفر کرنے والے اور فرعون کا لشکر ہوگا۔ اس وادی کا نام ہاویہ ہے۔ دوسرے دروازے میں مشرکین ہوں گے اس کا نام جحیم ہے۔ تیسرے دروازے میں صابی لوگ ہوں گے اس کا نام سقر ہے۔ چوتھے میں ابلیس اور اس کے پیروکار ہوں گے اور مجوسی۔ اس کا نام لظیٰ ہے۔ پانچویں میں یہود ہوں گے اس کا نام حطمہ ہے۔ چھٹے میں نصاریٰ ہوں گے اس کا نام سعیر ہے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام شرم کے مارے چپ ہو گئے تو آپ نے کہا: ''کیا تم مجھے ساتویں دروازے والوں کے بارے میں نہیں بتاؤ گے۔'' تو عرض کرنے لگے۔ وہاں پر آپ کی امت کے کبیرہ گناہوں والے ہوں گے جو توبہ کئے بغیر یونہی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ یہ سن کر حضور ﷺ غش کھا کر گر گئے۔ جبرائیل نے آپ کا سر مبارک اپنی گود میں رکھ لیا۔ حتیٰ کہ آپ کو افاقہ ہوا۔ تو فرمانے لگے۔ جبرائیل میرے لیے یہ بات بڑی مصیبت اور غم کی ہے۔ کیا میری امت سے بھی کوئی شخص جہنم میں داخل ہوگا؟ عرض کیا ہاں آپ ﷺ کی امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکبین۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر پھر روئے اور جبرائیل بھی رونے لگے۔ حضور ﷺ اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے اور لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی۔ صرف نماز کے لیے باہر تشریف لاتے اور نماز پڑھا کر اندر تشریف لے جاتے اور کسی سے بات کئے بغیر نماز شروع فرما دیتے اور اللہ کے حضور گریہ زاری کرتے رہتے۔ دو دن یونہی گزر گئے۔ تیسرے روز حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دروازے پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ السلام علیکم یا اہل بیت الرحمۃ۔ کیا حضور ﷺ تک رسائی ممکن ہے؟ کوئی جواب نہ آیا۔ تو وہ ایک طرف ہو کر رونے لگے۔ پھر حضرت عمرؓ حاضر ہوئے اور دار رحمت پر کھڑے ہو کر حضرت ابوبکر کی طرح سلام کیا اور اجازت چاہی تو کوئی جواب نہ آیا۔ وہ بھی ایک طرف کھڑے ہو کر رونے لگے۔ پھر حضرت سلمان فارسیؓ حاضر ہوئے سلام عرض کیا: السلام علیکم یا اہل

بیت الرحمۃ کیا حضور آقائے نامدار تک رسائی ہوسکتی ہے؟ کوئی جواب نہ آیا۔ وہ بھی روتے ہوئے آگے بڑھتے اور کبھی کھڑے ہوجاتے حتیٰ کہ حضرت فاطمہ کے گھر پہنچے دروازے پر کھڑے ہو کر السلام علیکم! یا بنت رسول اللہ ﷺ کہا۔ حضرت علی موجود نہ تھے۔ پھر کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ کی صاحبزادی۔ اللہ کے رسول نے لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ صرف نماز کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ اس کے علاوہ نہ کسی سے کلام کرتے ہیں اور نہ کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عباء اوڑھی اور نکل کھڑی ہوئیں۔ حضور ﷺ کے دروازے پر کھڑے ہو کر سلام عرض کیا اور کہنے لگیں۔ اے اللہ کے رسول میں فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوں۔ حضور ﷺ سجدے میں پڑے رو رہے تھے۔ حضور ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور کہا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک فاطمہ کیا بات ہے۔ تم نے بھی مجھ سے پردہ کشی کر لی۔ ان کے لیے دروازہ کھولو، دروازہ کھول دیا گیا۔ آپ اندر تشریف لائیں اور حضور ﷺ کی حالت دیکھ کر زاروقطار رونے لگیں۔ آپ ﷺ کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔ رونے کی وجہ سے چہرے کی کھال گل چکی تھی۔ گوشت شدت غم سے ڈھل چکا تھا۔ عرض کرنے لگیں۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی حکم نازل ہوا؟ ارشاد فرمایا: فاطمہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے۔ انہوں نے مجھے جہنم کے ابواب کی تفصیل سنائی اور یہ کہ ان میں اوپر والے دروازے میں میری امت کے کبیرہ گناہوں والے ہوں گے۔ پس اسی بات نے مجھے رلایا اور رہتا ہے غم کیا ہے۔

حضرت فاطمہؓ نے عرض کی وہ لوگ کیسے داخل ہوں گے فرمایا: کہ انہیں فرشتے دوزخ کی طرف لے جائیں گے ان کے چہرے سیاہ نہیں ہوں گے نہ آنکھیں نیلی ہوں گے اور نہ ان کے مونہوں پر مہریں لگی ہوں گی اور نہ انہیں شیطانوں کے ساتھ جمع کیا جائے گا اور نہ انہیں طوق وسلاسل میں جکڑا جائے گا۔ کہنے لگیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ تو فرشتے انہیں جہنم کی طرف کیسے لے جائیں گے۔ ارشاد فرمایا: کہ مردوں کو داڑھیوں اور عورتوں کو چوٹی کے بالوں سے اور پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر۔ سو میری امت کے کتنے بوڑھے ہوں گے جنہیں داڑھیوں سے پکڑ کر جہنم میں داخل کیا جائے گا اور وہ اپنے بڑھاپے اور کمزوری کی دہائی دیتے ہوں گے اور کتنے خوبصورت نوجوان ہوں گے جنہیں داڑھیوں سے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا اور وہ اپنی خوبصورتی اور جوانی کا ماتم کرتے ہوں گے اور میری امت کی کتنی عورتیں ہوں گی جنہیں پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا اور وہ اپنی رسوائی اور بے پردگی کا شور مچاتی ہوں گی۔ حتیٰ کہ ان سب کو دوزخ کے فرشتہ مالک کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔ وہ ان لوگوں کو دیکھ کر فرشتوں سے پوچھے گا۔ یہ کون ہیں میرے پاس اس عجیب کیفیت کے بدبخت لوگ تو کبھی نہ آئے۔

یہ کون لوگ ہیں جن کے نہ تو چہرے سیاہ ہیں نہ آنکھیں نیلی، نہ ان کے مونھوں پر مہر لگی ہوئی ہے اور نہ انہیں شیطانوں کے ساتھ باندھا گیا ہے۔ ان کی گردنوں میں طوق وسلاسل بھی نہیں۔ فرشتے کہیں گے کہ ہمیں یونہی حکم ہوا ہے کہ ان کو اس طرح آپ کے پاس لے آئیں تو مالک فرشتہ ان لوگوں سے مخاطب ہوکر کہے گا۔ اے شقی لوگو! تم کون ہو۔

(ذکره الالبانی فی السلسلة الضعیفة ۲/۳۱۱، ۳۱۲ وقال: موضوع)

مالک کے ساتھ جہنمیوں کی گفتگو☆

ایک روایت میں ہے کہ جب انہیں فرشتے لے جارہے ہوں گے تو وہ کہیں گے "وامحمداہ" جب مالک کو دیکھیں گے تو ہیبت کے مارے حضور کا نام بھول جائیں گے۔ وہ ان سے پوچھے گا تم کون ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم اس کے ماننے والے ہیں جو ہمارے پاس قرآن لایا تھا۔ ہم اس امت میں سے ہیں جو رمضان کے روزے رکھتی تھی تو مالک کہے گا کہ قرآن تو محمد ﷺ پر نازل ہوا وہ آپ کا نام مبارک سنیں گے تو پکار اٹھیں گے کہ ہم محمد ﷺ کی امت میں سے ہیں تو مالک پوچھے گا کیا قرآن میں اللہ کی معصیت و نافرمانی سے روکنے والی کوئی چیز تمہیں نظر نہ آئی؟ پھر جب انہیں جہنم کے کنارے پر کھڑا کرے گا، آگ کی طرف اور اس کے پیادوں کی طرف لے جانے لگے گا تو وہ کہیں گے اے مالک! ہمیں اجازت دے کہ ہم اپنی بدحالی پر آنسو بہالیں تو وہ اجازت دے گا تو یہ خوب روئیں گے حتی کہ آنسو ختم ہونے کے بعد خون کے آنسو نکالنے لگیں گے۔ مالک کہے گا کہ یہ رونا بھی کیا خوب اور عجیب ہے مگر افسوس کہ دنیا میں ہوتا، کیونکہ یہی رونا اگر دنیا میں اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے ہوتا تو آج کبھی تمہیں آگ نہ چھوتی۔ پھر مالک پیادوں سے کہے گا انہیں پکڑ پکڑ کر آگ میں ڈال دو۔ چنانچہ جب انہیں آگ میں ڈالا جائے گا تو سب بیک زبان لا الہ الا اللہ کہیں گے جس سے آگ واپس ہو جائے گی۔ مالک کہے گا اے آگ ان کو پکڑ وہ کہے گی میں کیسے پکڑوں یہ لا الہ الا اللہ کہہ رہے ہیں۔ مالک کہے گا کہ ہاں عرش والے کا یونہی حکم ہے، تب وہ انہیں پکڑ لے گی۔ کسی کو لاتوں تک، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو پہلوؤں تک اور کچھ ایسے ہوں گے جن کو گلے تک پکڑ لے گی اور جب اس سے بھی آگے چہرے کا رخ کرے گی۔ تو مالک کہے گا ان کے چہروں کو مت جلا کیونکہ انہوں نے دنیا میں کبھی رحمٰن کے لیے سجدے بھی کئے ہیں اور ان کے دلوں کو بھی نہ جلانا کیونکہ بسا اوقات وہ رمضان میں پیاسے رہ چکے ہیں۔ پس جب تک اللہ کو منظور ہوگا وہ اس میں رہیں گے۔ اور یا ارحم الراحمین یا حنان یا منان پکارتے رہیں گے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ امت محمدیہ ﷺ کے گنہگاروں کو دوزخ سے نکالنے کا فیصلہ فرمائیں گے تو

جبرائیل علیہ السلام سے کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمانوں کا کیا حال ہے۔ عرض کریں گے اے اللہ! آپ سے بڑھ کر کوئی جان سکتا ہے! ارشاد ہو گا وہاں جا کر دیکھو ان کا کیا حال ہے؟ جبرائیل علیہ السلام جائیں گے اور مالک کا رخ کریں گے۔ وہ جہنم کے درمیان میں آگ کے منبر پر بیٹھے ہوں گے۔ جبرائیل کو دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جائیں گے اور پوچھیں گے آپ اس جگہ کیسے آ گئے؟ تو وہ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان لوگوں کا کیا حال ہے؟ مالک جواب دے گا کہ ان کا حال بہت ہی برا اور ان کا ٹھکانہ انتہائی تنگ ہے۔ آگ نے ان کے جسموں اور گوشت کو بھسم کر ڈالا ہے۔ البتہ ان کے چہرے اور دل محفوظ ہیں جن میں نور ایمان جگمگا رہا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کہیں گے ذرا ڈھکنا ہٹایئے۔ میں بھی انہیں ایک نظر دیکھ لوں۔ مالک خازنوں کو حکم دیں گے اور وہ ڈھکنا اتار دیں گے۔ جب نافرمان، جبرائیل اور ان کی حسن صورت کو دیکھیں گے تو یقین کر لیں گے کہ یہ عذاب کے فرشتوں میں سے نہیں تو پوچھیں گے۔ یہ اللہ کا بندہ کون ہے؟ ہم نے اس سے بڑھ کر حسین تو کبھی نہیں دیکھا۔ مالک جواب دیں گے۔ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ جو اپنے رب کے ہاں بہت معزز و مکرم ہیں جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وحی لایا کرتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک سنتے ہی سب چیخ اٹھیں گے اور کہیں گے اے جبرائیل! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمارا سلام عرض کیجئے گا اور کہئے گا کہ ہمارے گناہوں نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ کر دیا ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری بدحالی کی اطلاع کیجئے گا۔ جبرائیل واپس بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں گے۔ ارشاد ہو گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا کیا حال دیکھا؟ عرض کریں گے۔ یا اللہ بہت ہی برے حال اور تنگ جگہوں میں ہیں۔ ارشاد ہو گا: انہوں نے تجھ سے کچھ کہا بھی۔ عرض کریں گے۔ جی ہاں! یا اللہ انہوں نے مجھ سے یہ درخواست کی کہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا سلام پہنچاؤں اور ان کی بدحالی کی خبر دوں۔ ارشاد ہو گا کہ جاؤ سلام پہنچاؤ اور خبر دو۔ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ سفید موتی کے ایک خیمہ میں تشریف فرما ہوں گے جس کے ۴ ہزار دروازے ہوں گے ہر دروازے کے دونوں کواڑ سونے کے ہوں گے۔ عرض کریں گے اے محمد! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گنہگاروں کے پاس سے آیا ہوں۔ جنہیں دوزخ میں عذاب ہو رہا ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارا حال سخت خراب اور ٹھکانہ انتہائی تنگ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرش کے نیچے حاضر ہو کر سجدہ ریز ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی وہ توصیف کریں گے جو کسی نے کبھی نہ کی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے سر اٹھایئے جو مانگیں گے وہ ملے گا، جو سفارش کریں گے قبول کی جائے گی۔ عرض کریں گے۔ اے باری تعالیٰ! میری امت کے کچھ بدنصیب لوگ جن کے متعلق آپ کا فیصلہ ہو چکا اور وہ مبتلائے عذاب ہیں۔ آپ ان کے بارے میں

میری سفارش قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے آپ کی سفارش منظور ہے۔ تشریف لے جائیے اور ہر لا اله الا الله پڑھنے والے کو نکلوائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جائیں گے مالک فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ادب سے کھڑا ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے مالک میرے بدنصیب امتیوں کا کیا حال ہے؟ عرض کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حال سخت خراب اور انتہائی تنگ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے کہ دروازہ کھولو۔ اور پردہ ہٹاؤ۔ جب دوزخی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں گے تو سب مل کر چیخ اٹھیں گے۔ عرض کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگ نے ہمارے جسم بھسم کر دیئے ہیں اور جگر پھونک دیئے ہیں۔ آپ ان سب کو نکالیں گے جب کہ وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں لے کر جنت کے دروازے پر ایک نہر کی جانب چلیں گے جس کا نام نہر حیوان ہے۔ اس میں غسل کریں گے تو وہ نوجوان مردوں کی شکل میں نکلیں گے۔ سرمگیں آنکھیں، اور چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور پیشانیوں پر الجهنميون عتقاء الرحمن من النار لکھا ہوگا۔ کہ وہ جنتی ہیں جنہیں آگ سے آزاد کیا گیا ہے۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ دوسرے دوزخی جب دیکھیں گے کہ مسلمان سب دوزخ میں سے نکال لئے گئے ہیں تو وہ حسرت سے کہیں گے اے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے اور ہم بھی دوزخ سے نکلتے۔

یہی وہ بات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ [الحجر: ۲] (ترمذی: ۲۵۶۲)

''کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے کہ کیا خوب ہوتا کہ اگر وہ مسلمان ہوتے۔''

موت کی موت ☆

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کو ایک خاکستری رنگ کے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور کہا جائے گا اے اہل جنت کیا تم موت کو جانتے ہو تو وہ اسے دیکھیں گے اور پہچان جائیں گے اور پھر کہا جائے گا اے اہل جہنم کیا موت کو پہچانتے ہو تو وہ دیکھیں گے اور پہچان جائیں گے۔ پھر اسے جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا۔ اے اہل جنت تم ہمیشہ رہو گے اب موت نہیں اور اے اہل جہنم تم پر بھی دوام ہے اب موت نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ کا مفہوم ہے:

﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ﴾ [مریم: ۳۹]

''اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جب کہ آخری فیصلہ کر دیا جائے گا۔'' (بخاری: ۴۷۳۰، مسلم: [illegible]، ترمذی: [illegible]، احمد: [illegible])

اتراؤ مت ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی گناہ گار کو کسی نعمت پر اترانا نہیں چاہیے کیونکہ اس کے پیچھے ایک مسلسل متلاشی ہے اور وہ جہنم ہے۔

﴿كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا﴾ [بنی اسرائیل: ۹۷]

''جب بھی کچھ ہلکا ہوا تو اور بھڑکا دیا جاتا ہے۔'' (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

باب: ٦

جنت اور اہلِ جنت

جنت کیسی ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول جنت کس چیز کی بنی ہے؟ فرمایا: پانی سے۔ ہم نے عرض کی ہمیں اس کی عمارت کے بارے میں بتائیے۔ فرمایا: ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک چاندی کی ہے۔ اور گارا کستوری کا۔ اس کی مٹی زعفران اور سنگریزے موتی اور یاقوت کے ہیں۔ جو کوئی اس میں داخل ہوگا ہمیشہ کے لیے نعمتوں میں ہوگا کبھی تنگی نہ ہوگی نہ اس پہ موت طاری ہوگی نہ اس کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ اس کی جوانی ڈھلی ہوگی۔ پھر فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ① عادل حکمران ② روزہ دار جب افطار کرے۔ ③ مظلوم کی پکار کیونکہ پردے ہٹ جاتے ہیں اور رب ذوالجلال اسے دیکھ کر فرماتے ہیں میری عزت اور جلال کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ تھوڑی بعد ہی کیوں نہ ہو۔

(ترمذی ۲۵۲۶۔ احمد ۸۳۹۲۔ دارمی ۲۷۰۰)

جنت کا درخت ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سایہ میں سو سال تک بھی چلتا رہے تو وہ ختم نہ ہو اور پڑھو ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ﴾ [واقعہ: ۳۰] پڑھو ''وہاں کا سایہ بڑا لمبا ہوگا'' اور جنت میں ایسی نعمتیں ہوں گی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے خیال و وہم و گمان میں آئیں اور اگر چاہو تو اس سے پہلے یہ آیت پڑھو:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ [سجدہ: ۱۷]

''سو کسی شخص کو خبر نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانہ

غیب میں موجود ہے۔''

اور جنت میں ایک کوزے کی جگہ دنیا اور اس کی کل کائنات سے بہتر ہے۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ [آل عمران: ۱۸۵]

''تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو وہ پورا کامیاب ہوا۔'' (بخاری ۳۲۵۳۔ ترمذی ۳۲۹۲۔ ابن ماجہ ۴۳۳۵۔ احمد ۴۷۱/۲۔ ۹۴۲۷۔ دارمی ۲۷۱۶)

جنتی حور ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ جنت میں ایک حور ہے جس کا نام لعبہ ہے جو مشک، عنبر، کافور اور زعفران کے عناصر اربعہ سے بنی ہے۔ اس کا جوہر نہر حیوان کے پانی سے تیار کیا گیا ہے۔ رب عزت نے اسے کُن فرمایا تو وہ وجود میں آ گئی۔ تمام حوریں اس کی مشتاق ہیں۔ اگر ایک بار سمندر میں تھوک دے تو اس کا پانی میٹھا ہو جائے۔ اس کے سینے پر لکھا ہوا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میرے جیسی حور اسے مل جائے تو اسے میرے رب کی اطاعت میں لگے رہنا چاہئے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں: جنت کی زمین چاندی اور مٹی مشک کی ہے۔ اس کے درختوں کی جڑیں چاندی اور شاخیں لؤلؤ اور زبرجد کی ہیں۔ پتے اور پھل اس سے نیچے ہوں گے۔ جو کوئی کھڑا ہو کر کھانا چاہے تو دقت نہیں جو کوئی بیٹھ کر کھانا چاہے تو اسے بھی کوئی تکلیف نہیں اور جو بہت کھانا چاہے تو اس کے لیے بھی کوئی حرج نہیں۔

پھر یہ آیت پڑھی:

﴿وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا﴾ [الدھر: ۱۴]

''یعنی اس کے پھل بالکل قریب ہوں گے حتیٰ کہ کھڑا اور بیٹھا آسانی لے سکے گا۔''

جنتی لوگ ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل فرمائی ہے کہ اہل جنت حسن و جمال میں یوں بڑھتے رہیں گے جیسا کہ وہ دنیا میں بڑھاپے کی طرف بڑھتے رہتے ہیں۔

دیدار خداوندی ☆

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہوں گے تو ایک آواز آئے گی۔ اے اہل جنت! اللہ کے ہاں تمہارے ساتھ کیا ہوا ایک وعدہ باقی ہے جسے وہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہیں گے وہ کیا وعدہ ہے کیا اس نے

ہمارے میزان عمل کو بھاری نہیں فرمایا اور چہروں کو سفید نہیں کیا اور جنت میں داخل نہیں کیا اور ہمیں دوزخ سے نجات نہیں عطا کی؟ فرمایا: پھر پردہ اٹھا دیا جائے گا اور وہ ذات باری تعالیٰ کو دیکھیں گے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اہل جنت کو حاصل ہونیوالی نعمتوں میں سے کوئی نعمت بھی دیدار خداوندی سے زیادہ محبوب نہ ہوگی۔ (ترمذی ۲۵۵۲۔ ابن ماجہ ۱۸۷۔ احمد ۱۸۱۷۷)

جمعہ کی ایک ساعت ☆

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: کہ جبرائیل حضور ﷺ کی خدمت میں ایک صاف شفاف آئینہ لائے جس میں ایک سیاہ نکتہ تھا آپ ﷺ نے سوال کیا جبرائیل سفید آئینہ کیا ہے۔ عرض کیا یہ جمعہ ہے اور سیاہ نکتہ ساعت ہے جو جمعہ میں آتی ہے اور یہ فضیلت صرف آپ کو اور آپ کی امت کو ہی نصیب ہوئی ہے۔ دوسرے لوگ آپ کے تابع ہیں۔ اس دن میں ایک ساعت اور گھڑی ایسی ہے کہ جس خوش نصیب کو وہ مل جائے تو جس بھلائی کی بھی اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے وہ قبول ہوتی ہے (بخاری ۹۳۵۔ مسلم ۸۵۷۔ ترمذی ۴۹۱۔ نسائی ۱۴۱۴۔ ابن ماجہ ۱۱۳۷۔ احمد ۶۸۵۴۔ مالک ۲۲۱۔ دارمی ۱۵۲۳) اور جس برائی سے بھی پناہ مانگے وہ اسے عطا ہوتی ہے؟ اور یہ دن ہمارے ہاں یوم المزید کے نام سے معروف ہے۔

یوم المزید ☆

آپ ﷺ نے پوچھا کہ یوم المزید کیا ہے۔ عرض کیا اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس میں ایک وادی بنائی ہے جس میں مشک کا ایک ٹیلہ ہے جب جمعہ کا دن ہوگا تو اس کے پاس منبر بچھائے جائیں گے۔ جن پر انبیاء تشریف فرما ہونگے۔ کچھ سونے کے ہونگے جن میں یاقوت وزبرجد جڑے ہونگے۔ ان پر صدیقین، شہداء، صالحین بیٹھیں گے اور بالا خانوں والے بھی اتر آئیں گے اور ان حضرات کے پیچھے اس ٹیلہ پر بیٹھ جائیں گے اور سب اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اس کی حمد وثنا کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ میں تم سے راضی ہوں کہ اسی رضا نے تمہیں میرے گھر میں ٹھکانہ دیا اور میرا اکرام تمہیں نصیب ہوا پھر ایک تجلی ہوگی اور ان سب حضرات کو دیدار خداوندی نصیب ہوگا۔ اہل جنت کو جمعہ سے بڑھ کر کوئی دن بھی محبوب نہ ہوگا کہ جس میں انہیں مزید، مزید اعزاز نصیب ہوگا۔

جنت کے کھانے اور مشروبات ☆

ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہیں گے۔ میرے اولیاء کو کچھ کھلاؤ۔ چنانچہ تمام طرح کے کھانے لائے جائیں گے تو وہ تمام میں ایک نئی لذت پائیں گے۔ کھانا کھا چکنے

کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے میرے بندوں کو کچھ پلاؤ۔ چنانچہ مختلف مشروبات پلائے جائیں گے اور ایک ذائقہ دوسرے ذائقہ سے مختلف ہوگا۔ جب پی چکیں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں۔ میں نے اپنا وعدہ جو تمہارے ساتھ کیا تھا وہ سچ کر دکھایا۔ اب مجھ سے جو مانگو گے میں عطا کروں گا۔ اہل جنت عرض کریں گے اے اللہ ہم آپ کی رضامندی کے طلب گار ہیں۔ دو یا تین مرتبہ کہیں گے پھر ارشاد ہوگا میں تم سے راضی ہو گیا اور میرے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔ آج میں تمہیں وہ اعزاز بخشوں گا جو تمام اعزازوں سے بڑھ کر ہوگا۔ چنانچہ پردے ہٹ جائیں گے پھر خوب جی بھر کر دیدارِ خداوندی سے مشرف ہوں گے اور سجدے میں گر جائیں گے۔ جب تک اللہ کو منظور ہوگا وہ سجدے میں رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے اپنے سر اٹھاؤ یہ عبادت کا مقام نہیں پھر وہ جنت کے تمام انعامات بھول جائیں گے رب کا دیدار ہر نعمت سے زیادہ انہیں محبوب ہوگا پھر وہ پلٹ جائیں گے۔ تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا مشک کے سفید ٹیلے پر چلے گی تو ان کے سروں اور گھوڑوں کی پیشانیوں پر مشک بکھیر دے گی۔ جب وہ اپنے اہل کی طرف پہنچیں گے تو ان کی بیویاں انہیں اس حسن سے زیادہ حسن میں دیکھیں گے جس میں انہوں نے انہیں چھوڑا تھا تو کہیں گی تم تو پہلے سے زیادہ حسن کے ساتھ واپس پلٹے ہو۔

دیدارِ خداوندی کی کیفیت ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حجاب کے ہٹنے کا مطلب ہے کہ وہ پردہ جو ان جنتیوں پر ہوگا وہ ہٹ جائے گا۔ جس کی وجہ سے وہ دیدارِ خداوندی سے محروم تھے۔ باقی یہ کہ وہ رب کو دیکھیں گے تو بعض علماء کا کہنا ہے کہ وہ ایسے اکرام کو دیکھیں گے جو انہوں نے پہلے نہ دیکھا ہوگا۔ جب کہ اکثر اہل علم کا کہنا ہے یہ ظاہری مراد ہے کہ وہ باری تعالیٰ کو بلا کیفیت و بلا تشبیہ دیکھیں گے جیسے دنیا میں اسے بلا تشبیہ پہچانتے ہیں۔

اہل جنت کا حال ☆

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اہل جنت ۳۳ برس کے مرد اور عورت کی مانند ہوں گے۔ ان کے قد ان کے جد اعلیٰ حضرت آدم کے قد کے مطابق ۶۰ ہاتھ ہوں گے۔ جوان ہوں گے بدن پر نہ بال ہوں گے اور نہ داڑھی ہوگی۔ آنکھیں سرمگیں ہوں گی ان پر ستر جوڑے ہوں گے ہر جوڑا ہر لمحہ ستر رنگ بدلے گا۔ اپنا چہرہ بیوی کے چہرے میں دیکھ سکے گا اور اس کے سینے اور اس کی پنڈلی میں اور اس کی بیوی اپنا چہرہ اس جنتی کے چہرے، سینے اور پنڈلی میں دیکھ سکے گی۔ انہیں نہ تھوک آئے گی نہ بلغم اور وہ ہر قسم کی تکلیف اور کراہت سے پاک ہوں گے۔ (ترمذی ۲۵۳۹۔ ۲۵۳۷)

ایک حدیث میں ہے کہ جنتی عورت اگر اپنی ہتھیلی آسمان سے نیچے کی طرف کر دے تو زمین و آسمان کا درمیان سب کا سب منور ہو جائے۔ (ترمذی ۱۶۵۱۔ احمد ۱۱۹۸۴)

جنتی کی طاقت ☆

حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے فرماتے ہیں: کہ ایک کتابی شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے ابو القاسم! کیا اہل جنت آپ کے گمان میں کھائیں اور پئیں گے۔ فرمایا: ہاں! قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے ان میں سے ایک آدمی کے کھانے، پینے اور جماع کی قوت سو آدمیوں کے برابر ہوگی۔ (ترمذی ۲۵۳۶)

فرمایا: جو آدمی کھاتا، پیتا ہے تو اسے قضائے حاجت بھی پیش آتی ہے لیکن جنت پاکیزہ ہے اس میں ایسی مشقت نہ ہوگی۔ فرمایا: جنتی کی حاجت اس کا پسینہ ہوگا کہ جو مشک کی خوشبو کی مانند ہوگا۔

(احمد ۱۸۴۶۹۔ دارمی ۲۷۰۴)

جنت کے درخت اور پھل وغیرہ ☆

حضرت مغیث بن سمی اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ﴾ [سورۃ الرعد ۲۹] کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے۔ جنت کے ہر مکان پر اس کا سایہ ہے۔ اس کی ہر شاخ میں ہر قسم کے پھل ہوں گے۔ اس پر بختی اونٹ کی مثل بڑے بڑے پرندے ہوں گے۔ جب کوئی جنتی پرندے کی خواہش کرے گا تو اسے بلائے گا اور وہ پرندہ اس کے دستر خوان پر آ حاضر ہوگا اور اس کے ایک حصے کے پارچے بنا کر نمک لگا کر سورج میں خشک کر کے کھائے گا اور دوسرے کو بھون کر پھر وہ دوبارہ پرندہ بن کر اڑ جائے گا۔

جنتی لوگ ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ چودہویں کے چاند کی مانند ہوں گے۔ ان کے بعد والے لوگ اس کے سب سے روشن ستارے کی مانند ہوں گے۔ پھر ان کے بعد درجہ بدرجہ ہوں گے۔ نہ انہیں پیشاب کی حاجت ہوگی نہ پاخانے کی، نہ تھوک آئے گی اور نہ بلغم۔ ان کی کنگھیاں سونے کی اور انگیٹھیاں عود کی ہوں گی۔ پسینہ کستوری کا ہوگا۔ سب کے اخلاق شخص واحد کے اخلاق کی مانند ہوں گے اور ان کا قد ان کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کے قد کی مانند ساٹھ ہاتھ ہوگا۔

(بخاری ۳۲۴۵۔ مسلم ۲۸۳۴۔ ترمذی ۲۵۳۷۔ ابن ماجہ ۴۳۳۳۔ احمد ۸۱۹۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت

جوان ہوں گے ان کی داڑھیاں نہ ہوں گی اور سر کے علاوہ آنکھوں کی ابروں اور پلکوں کے سوا کوئی بال نہ ہوگا یعنی نہ بغلوں کے بال ہوں گے نہ زیر ناف۔ ان کا قد حضرت آدم کے قد کی مثل ساٹھ ہاتھ ہوگا اور عیسیٰ کی مانند عمر ۳۳ برس۔ رنگ سفید اور کپڑے سبز ہوں گے۔ جنتی اپنے سامنے دستر خوان بچھائے گا تو پرندہ آ کر کہے گا اے اللہ کے ولی! میں نے سلسبیل کے چشمہ سے پانی پیا اور عرش کے نیچے باغات میں چرا، اور فلاں فلاں پھل میں نے کھایا ایک حصہ کا ذائقہ پکا ہوا اور دوسری کا بھنا ہوا۔ جنتی اس میں بے حسب ہمت کھائے گا۔ اور جنتی پر ستر لباس ہوں گے ہر ایک کا رنگ مختلف ہوگا۔

جنتی کی انگوٹھیاں ☆

انگلیوں میں دس انگوٹھیاں ہوں گی۔ پہلی پر لکھا ہوگا:

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ﴾ [الرعد: ٢٤]

''تم صحیح سلامت رہو گے بسبب تمہاری استقامت کے۔''

دوسری پر لکھا ہوگا:

﴿ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ﴾ [الحجر: ٤٦]

''تم سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔''

تیسری پر لکھا ہوا ہوگا:

﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ [الزخرف: ٧٢]

''اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم مالک بنا دیئے گئے ہو اپنے اعمال کے عوض میں۔''

چوتھی پر لکھا ہوگا۔

تمہارے سب غم دور کر دیئے جائیں گے۔

پانچویں پر لکھا ہوگا:

''ہم نے تمہیں لباس اور زیورات پہنائے۔''

چھٹی پر لکھا ہوگا:

''ہم نے حور عین سے تمہارا نکاح کر دیا۔''

ساتویں پر لکھا ہوا ہوگا:

''تمہارے لیے ان جنتوں میں وہ نعمتیں ہیں جن کو جی چاہے اور آنکھیں لذت پائیں اور تم یہاں ہمیشہ رہو گے۔''

آٹھویں پر لکھا ہوا ہوگا:

''تمہیں انبیاء اور صدیقین کی رفاقت نصیب ہوئی۔''

نویں پر لکھا ہوگا:

''تم ایسے جوان ہوئے ہو کہ تم پر بڑھاپا نہ آئے گا۔''

دسویں پر لکھا ہوگا:

''تمہیں ایسا پڑوس ملا ہے کہ جہاں سے تکلیف کی آمد نہیں۔''

پانچ کام☆

فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص ان اعزازات کا حامل بننا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ پانچ کام پابندی سے کرے:

① اپنے نفس کو تمام معاصی سے روکے رکھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾ [النازعات: ٤٠]

''اور اس نے نفس کو خواہشات سے روکے رکھا سو جنت اس کا ٹھکانہ ہوگا۔''

② تھوڑی سی دنیا پر راضی ہو جائے کیونکہ حدیث میں ہے کہ جنت کی قیمت ترک دنیا ہے۔

③ ہر نیک کام کی خواہش کرے اور کوئی نیکی کا موقع نہ گنوائے۔ شاید کہ وہ نیکی اس کی مغفرت اور وجوب جنت کا سبب بن جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ [الزخرف: ٧٢]

''اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم اپنے اعمال کے عوض مالک بنا دیئے گئے۔''

ایک اور آیت ہے:

﴿جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [الاحقاف: ١٤]

''کہ انہیں یہ بدلہ اپنے اعمال کی وجہ سے دیا جائے گا۔''

اور انہیں یہ سب کچھ جو حاصل ہوگا وہ ان کی طاعت میں کوششوں کی وجہ سے ہوگا۔

④ صالحین اور اہل خیر سے محبت کرے اور ان کی صحبت اختیار کرے۔ کیونکہ ان میں سے کسی ایک کی بھی بخشش ہوئی تو وہ اپنے احباب اور ہم نشینوں کی سفارش کرے گا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بھائی چارہ خوب پیدا کرو کیونکہ قیامت میں ہر بھائی کو سفارش کا موقع ملے گا۔

⑤ کثرت سے دعا کرے کہ اللہ اسے جنت نصیب کرے اور اس کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

کسی دانا نے کیا خوب کہا:

ثواب کا یقین رکھتے ہوئے نیکی کی طرف مائل ہونا جہالت ہے اور اعمال سے ثواب دینے

لینے کے بعد ان کے لیے کوشش نہ کرنا عجز ہے اور جنت کی راحت وہی شخص پا سکے گا جس نے دنیا میں راحت حاصل نہ کی ہوگی۔ غنا اور تونگری انہیں کو حاصل ہوگی جنہوں نے بقدر ضرورت تھوڑی سی دنیا پر کفایت کی اور فضول اور زائد کو چھوڑ دیا۔

زاہد کا قصہ☆

ایک زاہد کا قصہ ہے کہ وہ روٹی کے بغیر سبزی اور نمک کھالیا کرتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا: بس آپ اسی پر گزارہ کرتے ہیں فرمانے لگے۔ میں اپنی دنیا جنت کے لیے بنا رہا ہوں اور تم اسے بیت الخلا کے لیے بنا رہے ہو۔ یعنی تم کو مرغوب کھانے کھا کر بیت الخلا تک پہنچنا ہے اور میں جو کچھ بھی کھاتا ہوں وہ اس لیے کہ عبادت و اطاعت کے لیے سہارا بنے اور آخر کار جنت تک پہنچ سکوں۔

مفت میں داخلہ☆

ابراہیم بن ادہم کے بارے میں آتا ہے کہ وہ حمام میں جانے لگے تو حمام والے نے روک دیا اور کہنے لگا کہ اجرت کے بغیر نہیں جا سکتے۔ حضرت ابراہیم رونے لگے اور فرمایا: اے اللہ مجھے شیاطین کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں مل رہی تو انبیاء اور صدیقین کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مفت میں کیسے مل جائے گی۔

جنت کا ثمن☆

منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بعض انبیاء پر اپنی وحی نازل فرمائی اس میں یہ بات ملتی ہے کہ اے انسان تو بھاری قیمت دے کر دوزخ خریدتا ہے لیکن سستے داموں جنت کا سودا نہیں کرتا۔ وضاحت اس کی یوں ہے کہ فاسق آدمی فساق کے لیے دو سو خرچ کر ڈالتا ہے اور یہ اس کے لیے آسان ہوتا ہے تو وہ دوزخ کو مہنگے داموں خریدتا ہے۔ اگر وہ اللہ کی خاطر ایک دو درہم کی ضیافت کرے اور کسی ضرورت مند کو اس کی دعوت دے تو یہ اس پر گراں ہوگا اور یہی جنت کا ثمن ہے۔

آسان سودا☆

ابو حازم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر جنت میں وہی شخص داخل ہو سکتا ہے جو دنیا کی تمام مرغوب و محبوب چیزوں کو چھوڑے تو جنت کے مقابلے میں یہ بات آسان ہے۔ اسی طرح اگر جہنم سے نجات صرف اسی کو ملے جو دنیا کی تمام مشقتوں کو برداشت کرے گا تو یہ بات اس کے مقابلے میں آسان ہے۔ ایسا کیوں نہیں بلکہ تو تو اپنی محبوب چیز کا ہزارواں حصہ چھوڑ کر بھی جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔ اور مشقت کا ہزارواں حصہ جھیل کر بھی جہنم سے نجات پا سکتا ہے۔

جنت کا مہر ☆

یحییٰ بن معاذ رازی فرماتے ہیں کہ دنیا کو چھوڑنا مشکل ہے اور جنت کو چھوڑنا اس سے زیادہ مشکل اور جنت کا مہر ترک دنیا ہے۔

حضرت انس بن مالک نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ سے تین مرتبہ جنت مانگتا ہے تو جنت کہتی ہے اے اللہ! اسے جنت میں داخل کردے اور جو شخص آگ سے تین مرتبہ پناہ مانگتا ہے تو آگ کہتی ہے اے اللہ! اسے آگ سے پناہ دے۔

(ترمذی ۲۵۷۲۔ نسائی ۵۴۲۶۔ ابن ماجہ ۴۳۴۰۔ احمد ۱۲۱۲۵)

پس ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں جہنم سے بچائے اور جنت میں داخل کرے۔ اگر جنت میں احباب کی ملاقات کے سوا کچھ نہ ہوتا تب بھی وہ خوشگوار اور بہترین تھی اب جب کہ اس میں ہر قسم کے انعامات اور اکرام ہیں تو اس کا کیا کہنا۔

جنت کے بازار ☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بازار ہیں کہ جن میں خرید و فروخت نہیں۔ لوگ ان میں گروہ در گروہ جمع ہوں گے اور دنیا کا حال اور رب کی عبادت کی کیفیت کا تذکرہ کریں گے۔ اور دنیا کے فقراء اور اغنیاء کا ذکر کریں گے اور موت کی کیفیت کیسی تھی اور کیسے وہ طویل آزمائش کے بعد جنت تک پہنچے۔

پل صراط ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام لوگ پل صراط پر ہوں گے اور وہ جہنم کے گرد کھڑے ہوں گے۔ پھر وہ اپنے اعمال کے مطابق اس پر سے گزریں گے۔ کوئی تو بجلی کی سی تیزی سے گزر جائے گا اور کوئی ہوا کی مانند اور کوئی پرندے کی اڑان کی مانند اور کوئی عمدہ گھوڑے کی رفتار سے، اور کوئی عمدہ اونٹ کی رفتار سے اور کوئی دوڑتے ہوئے، حتیٰ کہ آخری شخص جو گزرے گا وہ دونوں قدموں کے انگوٹھے رکھ کر گزرے گا اور پل صراط بھی ٹیڑھا ہو جائے گا۔ اس کی دھار تلوار کی سی ہوگی اور اس پر قتاد درخت کے کانٹے ہوں گے۔ اس کے دونوں کناروں پر ملائکہ ہوں گے جو ہاتھوں میں لکڑیاں لیے لوگوں کو ان سے کھینچ رہے ہوں گے۔ کچھ گذر جائیں گے اور نجات پائیں گے اور کئی گذر جائیں گے لیکن خراشیں کھا کر اور کچھ زخمی ہو کر دوزخ میں گر جائیں گے۔ اور فرشتے کہیں گے۔ اے اللہ سلامتی، سلامتی۔

آخری جنتی ☆

ایک آدمی گزرے گا جو کہ سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا۔ جب پل صراط پار کرے

گاتو اس کے سامنے جنت کا ایک دروازہ ہوگا تو اسے جنت میں کوئی جگہ دکھائی نہ دے گی۔ جب اسے دیکھے گا تو کہے گا۔ اے میرے رب مجھے یہاں ہی اتار دیجیے۔ اس سے ارشاد ہوگا۔ اگر تجھے یہاں اتار دیں گے تو شاید کہ تو اور بھی کچھ مانگنے لگے۔ تو کہے گا نہیں تیری عزت کی قسم! چنانچہ اسے وہیں ٹھہرا دیا جائے گا۔ پھر وہاں سے جنت کی منزلیں دیکھے گا تو اپنی اس جگہ کو ادنیٰ سمجھ کر عرض کرے گا۔ اے اللہ! مجھے وہاں پر ٹھکانہ عطا فرمائیں تو ارشاد ہوگا۔ اگر وہاں ٹھکانہ دے دیا تو اور تو کچھ نہ مانگے گا۔ تو کہے گا نہیں تیری عزت کی قسم اور کچھ نہ مانگوں گا۔ تو وہاں ٹھکانہ مل جائے گا۔ یوں اسے چوتھی مرتبہ بلند درجہ پر پہنچا دیا جائے گا۔ جب چوتھی مرتبہ بلند مرتبہ ملے گا تو ہر اس چیز کو جو عطا کی گئی اسے ادنیٰ خیال کرے گا۔ تو خاموش ہو جائے گا اور کچھ نہ مانگے گا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے؟ اب مانگتا نہیں؟ تو کہے گا بہت مانگ لیا اب تو حیا آنے لگ گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔ تجھے دنیا کے برابر بلکہ اس کے دس گنا دیا ہے اور یہ تمام اہل جنت میں سے کم مرتبہ کا درجہ ہوگا۔ (احمد ۳:۰۷-۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب اس واقعہ کو بیان فرماتے تو آپ اس قدر روتے کہ آپ کے دندان مبارک کچلیوں تک ظاہر ہو جاتے۔

دُنیا کی عورت ☆

ایک حدیث میں ہے کہ دنیا کی عورتیں جو جنت میں جائیں گی تو انہیں ان کے اعمال کے سبب حور عین پر فضیلت حاصل ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ﴾

[واقعة : ۳۵،۳۸]

''ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا ہے کہ وہ کنواریاں ہیں محبوبہ ہیں ہم عمر ہیں۔ یہ سب چیزیں اصحاب الیمین یعنی داہنے ہاتھ والوں کے لیے ہیں۔''

باب : ۷

رحمتِ خداوندی (جس کا اُمیدوار بنا جائے)

رحمت کا ایک حصہ ☆

حضرت سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: اللہ نے رحمت کے سو اجزاء کیے ہیں۔ ان میں سے ۹۹ اپنے پاس روک لئے

جب کہ ایک حصہ زمین پر بھیج دیا۔ اسی ایک حصہ کی وجہ سے مخلوق میں رحم کا مادہ ہے حتی کہ گھوڑا بھی اپنے بچے سے اپنے کھر کو اٹھالیتا ہے کہ کہیں اسے لگ نہ جائے۔

(بخاری شریف ۶۰۰۰۔ مسلم ۲۷۵۲۔ دارمی ۲۶۶۶)

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں۔ صرف ایک رحمت اہلِ دنیا پر اتاری ہے وہ بھی ان کی پوری زندگیوں پر محیط ہے۔ اس ایک رحمت کو قیامت کے دن قبض فرمالیں گے اور اسے ۹۹ رحمتوں سے ملا کر مکمل سو کر کے اپنے اولیاء اور اہل اطاعات کو عطا کریں گے۔ (احمد ۱۰۲۵۶)

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمنین کو رحمت خداوندی کے بارے بتا دیا تا کہ وہ اللہ کی عطا کردہ رحمت پر اس کا شکریہ ادا کریں اور اعمال صالحہ کریں کیونکہ اس کی رحمت کا امیدوار اس کی رحمت کو حاصل کرنے کے لیے محنت اور کوشش کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [اعراف: ۵٦]

''اللہ کی رحمت نیکو کاروں کے قریب ہے۔''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۤءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾

[الکھف: ۱۱۰]

مزید ارشاد ہے:

﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾

''یعنی میری رحمت ہر چیز کے حصے میں آئی ہے۔''

ابلیس کا فخر ☆

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آیت: رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ نازل ہوئی تو ابلیس نے فخر کرتے ہوئے کہا کہ میں بھی ایک شیٔ ہوں تو میرا بھی رحمت میں سے حصہ ہے اور یہود و نصاریٰ بھی فخر کر کے اترانے لگے۔

پھر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ [اعراف: ۱۵۷]

''یعنی میری رحمت انہی لوگوں کے لیے ہوگی جو شرک سے بچتے ہوں گے اور زکوۃ ادا کرتے ہوں گے اور جو اللہ کی آیات کی تصدیق کرتے ہوں گے۔''

ابلیس رحمت خداوندی سے مایوس ہو گیا اور یہود و نصاریٰ کہنےلگے ہم شرک سے بچتے اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور آیات خداوندی پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ﴾ [اعراف: ۱۵۷]

''یعنی جو محمد ﷺ کی بھی تصدیق کرتے ہیں۔''

تو یہود و نصاریٰ بھی مایوس ہو گئے اور رحمت خداوندی صرف مؤمنین کے لیے باقی بچ گئی تو مؤمن کو چاہیے کہ وہ اللہ کی عطا کردہ ایمان کی دولت پر اس کا شکر بجالائے اور مؤمنین میں اپنا نام بھی درج کرائے اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی کا طلب گار رہے۔

اسلام......رحمت ☆

جیسا کہ یحییٰ بن معاذ رازی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! آپ نے ہم پر ایک رحمت نازل کر دی اور اس کا آپ نے ہم پر کرم کر دیا جو کہ اسلام ہے۔ جب آپ ہم پر سو رحمتیں نازل فرمادیں گے تو ہم آپ کی مغفرت کی کیسے امید نہ رکھیں۔

یہ جنت پھر کس کی؟

انہی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے اے اللہ! اگر آپ کا ثواب فرمانبرداروں کے لیے اور رحمت گناہگاروں کے لیے ہو تو میں اگرچہ فرمانبردار نہیں ثواب کا امیدوار ہوں۔ میں گنہگار ہوں اور تیری رحمت کا طلبگار ہوں۔ ایک دعا یوں منقول ہے۔ اے اللہ آپ نے جنت کو پیدا فرمایا اور اسے اپنے اولیاء کے لیے ولیمہ قرار دیا اور کفار کو اس سے مایوس کر دیا اور ملائکہ کو پیدا فرمایا جو کہ جنت کے محتاج نہیں اور آپ بھی اس سے مستغنی ہیں تو یہ جنت اگر آپ ہمیں عطا نہ کریں گے تو کس کے لیے ہوگی۔

خوف......ذریعہ معافی ☆

حضرت ابو سعید خدری حضور ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص جنت میں داخل ہوگا جس نے کوئی عمل نہ کیا ہوگا جب اس کی موت کا وقت آیا تو اپنے اہل سے کہا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا اور میری راکھ پیس کر آدھی سمندر میں اور آدھی خشکی میں ڈال دینا۔ چنانچہ جب وہ مر گیا تو انہوں نے یونہی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر اور خشکی کو اس کے جمع کرنے کا حکم صادر فرمایا اور فرمایا: تجھے کس کام نے ایسا کرنے پر اکسایا تو کہنے لگا اے میرے رب آپ کے خوف

نے تو اس بات پر اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیا۔

(بخاری شریف ۳۴۷۸۔ مسلم ۲۷۵۷۔ احمد ۱۰۶۷۴)

رحمت سے مایوس نہ ہوں☆

ایک صحابی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم ہنس رہے تھے فرمایا: کیا تم ہنستے ہو جب کہ آگ جہنم تمہارے سامنے ہے۔ بخدا میں تمہیں ہنستا ہوا نہ دیکھوں پھر جب آپ پلٹے تو گویا ہمارے سروں پر گدھ تھے۔ پھر اپنے اُلٹے پاؤں پلٹے اور فرمایا: جبرائیل آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ بندے میری رحمت سے مایوس نہ ہوں۔

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۙ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ﴾

[حجر: ۴۹، ۵۰]

''اے پیغمبر! میرے بندوں کو بتادو کہ میں بڑا بخشنے والا اور مہربان ہوں اور یہ کہ میرا عذاب درد دینے والا عذاب ہے۔''

رحمتِ خداوندی کا عجیب واقعہ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ کسی بندے کے گناہ کو معاف کردینا اللہ کے لیے کوئی بڑا کام نہیں۔ پچھلی امتوں میں ایک شخص تھا کہ اس نے ۹۹ جانوں کو قتل کیا۔ پھر ایک راہب کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں نے ۹۹ لوگوں کو قتل کیا، کیا میرے لئے توبہ کا راستہ ہے؟ اس نے کہا نہیں تو حد سے بڑھ گیا اس نے اس راہب کو بھی قتل کرڈالا۔ پھر ایک اور راہب کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے۔ تو وہ راہب کہنے لگا تو نے حد سے تجاوز کیا باقی مجھے معلوم نہیں۔ البتہ یہاں دو بستان ہیں۔ ایک کا نام بصری اور دوسری کا نام کفرۃ ہے۔ بصری والے اہل جنت والے اعمال کرتے ہیں اور ان میں غیر نہیں ٹھہرتا۔ باقی اہل کفرۃ تو وہ جہنم والے اعمال کرتے ہیں اور ان میں بھی غیر نہیں ٹھہرتا۔ سو اگر تو بصری بستی میں چلا جائے اور نیک اعمال کرے تو تیری توبہ میں کوئی شک نہیں۔ چنانچہ وہ شخص چلا گیا ابھی وہ ان دونوں بستیوں کے درمیان ہی پہنچا تھا کہ اسے موت نے آلیا۔ تو اس میں ملائکہ عذاب اور ملائکہ رحمت جھگڑنے لگے۔ تو ملائکہ نے اپنے رب سے پوچھا تو انہیں حکم ہوا کہ دونوں بستیوں سے موازنہ کرو جس کے زیادہ قریب ہو انہیں میں سے شمار کرلو۔ تو انہوں نے جب موازنہ کیا تو اسے اہل بصری کے قریب پایا صرف ایک پورے کے بقدر تو اسے اہل بصری میں لکھ لیا۔

(بخاری شریف ۳۴۷۰۔ مسلم ۲۷۶۶۔ ابن ماجہ ۲۶۲۶۔ احمد ۱۰۷۲۷)

چار آیات تمام دنیا سے بہتر ☆

فقیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سورۃ النساء کی چار آیات مسلمانوں کے لیے تمام دنیا سے بہتر ہیں۔ ایک:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا عَظِيْمًا﴾ [سورة النساء: ٤٨]

''اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے اور جس نے خدا کا شریک مقرر کیا اس نے بڑا بہتان باندھا۔''

دوسری آیت:

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء: ٦٤]

''اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے بخشش طلب کرتے تو خدا کو معاف کرنے والا اور مہربان پاتے۔''

تیسری آیت:

﴿إِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا﴾ [سورة النساء: ٣١]

''اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے اجتناب رکھو گے تو ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے۔''

چوتھی آیت:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِاللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [سورة النساء: ١١٠]

''اور جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر خدا سے بخشش مانگے تو خدا کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا۔''

شفاعت کن کے لیے☆

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کے لیے ہوگی۔ جس نے اس کی تکذیب کی اسے حاصل نہ ہوگی۔ (ترمذی ۲۴۳۵، ۲۴۳۶۔ ابوداؤد ۴۷۳۹۔ احمد ۱۲۷۴۵ ان سب نے حدیث کا پہلا حصہ روایت کیا ہے)۔

جنت میں داخلہ.....صرف رحمت کے ذریعہ☆

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میرے دوست جبرائیل علیہ السلام ابھی میرے پاس سے تشریف لے گئے ہیں۔ فرمارہے تھے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر مبعوث فرمایا۔ اللہ کا ایک بندہ ہے جس نے پانچ صد سال تک اللہ کی عبادت کی ایک ایسے پہاڑ پر کہ جس کی لمبائی چوڑائی ۳۰×۳۰ گز تھی اور ۴ ہزار فرسخ تک ہر جانب سے سمندر نے اس کا احاطہ کر رکھا تھا۔ اللہ نے اس کے لیے انگلی کی چوڑائی کے بقدر ایک میٹھے پانی کا چشمہ جاری کر دیا جو کہ پہاڑ کے نچلے حصے میں رکھا ہوا تھا اور ایک انار کا درخت جو ہر روز انار نکالتا تھا۔ شام کو نیچے اتر کر وہ وضو کرتا اور انار کھاتا۔ پھر نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا اور اپنے رب سے دعا کرتا کہ سجدہ کی حالت میں اس کی روح قبض ہو اور زمین اور کسی چیز کو اس کی صبح کا راستہ نہ بنائے حتی کہ سجدہ کی حالت میں اسے اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔

جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں: کہ جب ہم اوپر نیچے آتے جاتے تو اسے سجدہ کی حالت میں ہی پاتے۔ ہمیں یقین ہے کہ قیامت کے دن اسے اٹھا کر رب کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔ میرے اس بندے کو میری رحمت کے واسطے جنت میں داخل کر دو تو وہ کہے گا نہیں بلکہ میرے عمل کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہیں گے۔ میرے بندے پر میری نعمتوں اور اس کے عمل کا حساب لو۔ تو آنکھ کی نعمت ہی اس کی پانچ صد سالہ عبادت پر محیط ہو جائے گی اور باقی جسم یونہی بچ جائے گا تو ارشاد ہوگا۔ میرے بندے کو جہنم میں داخل کر دو تو اسے جب جہنم کی طرف ہانکا جائے گا تو وہ پکارے گا۔ اے رب! اپنی رحمت کے وسیلے مجھے جنت میں داخل کر دے۔ تو ارشاد ہوگا اسے لوٹاؤ۔ چنانچہ وہ رب کے سامنے کھڑا ہوگا تو اس سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے۔ اے میرے بندے تو تو کچھ نہ تھا پھر تجھے کس نے پیدا کیا؟ تو وہ کہے گا اے رب آپ نے۔ پھر ارشاد ہوگا۔ تو کیا یہ تیرے عمل کی وجہ سے تھا یا میری رحمت کی وجہ سے؟ تو وہ کہے گا۔ نہیں آپ کی رحمت کے صدقے تھا۔ تو

ارشاد ہوگا کس نے تجھے پانچ صد سال تک میری عبادت کی طاقت عطا کی؟ تو وہ کہے گا اے رب آپ نے۔ تو ارشاد ہوگا کس نے تجھے سمندر کے وسط میں پہاڑ پر اتارا اور نمکین پانی سے تیرے لیے میٹھا پانی نکالا اور یہ ہر رات تیرے لیے انار نکالے۔ جبکہ وہ تو سال میں ایک مرتبہ نکلتے ہیں۔ اور تو نے مجھ سے سوال کیا کہ میں تیری روح سجدے کی حالت میں قبض کروں تو میں نے کر دی۔ یہ سب کچھ کس نے کیا؟ تو وہ کہے گا۔ اے رب آپ نے تو ارشاد ہوگا۔ یہ سب میری رحمت کی وجہ سے تھا اور اپنی رحمت سے ہی میں تجھے جنت میں داخل کرتا ہوں تو جبرائیل نے فرمایا یہ چیزیں اللہ کی رحمت سے ہی ہیں۔
(حاکم ۴/۲۵۰)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کے وقت اگر مسلمان کے دل میں خوف اور رجا اکٹھی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور وہ چیز عطا کرتے ہیں کہ جس کی وہ امید کرتا ہے اور اس چیز سے ہٹا دیتے ہیں جس سے وہ ڈرتا ہے۔
(ترمذی ۹۸۳۔ ابن ماجہ ۴۲۶۱) مفہوم روایت کیا ہے نہ کہ الفاظ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل کی وجہ سے نجات نہ پائے گا۔ صحابہؓ نے پوچھا: کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی؟ فرمایا: ہاں! میں بھی۔ مگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیں گے۔ سو قریب رہو اور درستگی اختیار کرو صبح و شام اور رات کی کچھ تاریکی میں میانہ روی سے محنت میں لگے رہو منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔ (بخاری ۵۶۷۳۔ مسلم ۲۸۱۶۔ نسائی ۴۹۴۸۔ ابن ماجہ ۴۲۰۱)

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو مشکل نہیں۔ خوشخبری سناؤ نفرت نہ پھیلاؤ۔ (بخاری شریف ۶۹، ۱۵۲۵۔ مسلم ۱۷۳۲، ۱۷۳۴۔ ابوداؤد ۴۸۳۵، ۴۰۲۹، ۳۳۲۵، ۳۲۲۹، ۱۱۸۸۳، ۱۲۶۹۸، ۱۸۷۵۱)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قیامت تک لوگوں پر رحمت خداوندی کا نزول ہوتا رہے گا۔ حتیٰ کہ ابلیس اپنا سر اٹھائے گا جب اللہ کی رحمت کی کشادگی اور منافقین کی سفارش دیکھے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قیامت کے دن ایک منادی آواز لگائے گا: اے امت محمد یہ تمہارے ذمہ جس قدر میرے حقوق تھے وہ میں نے معاف کر دیے البتہ باہمی حقوق ایک دوسرے کو معاف کر دو اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

کب اُمید باندھے☆

فضیل بن عیاض فرماتے ہیں: جب تک آدمی تندرست ہو تو خوف بہتر ہے اور جب بیمار ہو

کر اعمال سے عاجز آ جائے تو امید باندھنا بہتر ہے۔ یعنی جب آدمی تندرست ہو تو خوف بہتر ہے کہ وہ طاعات میں لگا رہے اور معاصی سے بچتا رہے، اور جب بیمار پڑ جائے اور اعمال سے عاجز آ جائے تو امید بہتر ہے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت ابو داؤد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی کی۔ اے داؤد! گنہگاروں کو خوشخبری دیجئے اور صدیقین کو ڈرایئے۔ تو وہ کہنے لگے میں گنہگاروں کو کیسے خوشخبری دوں اور صدیقین کو کس چیز سے ڈراؤں۔ تو ارشاد ہوا: کہ گنہگاروں کو خوشخبری دیں کہ کسی گناہ کو معاف کر دینا میرے لیے مشکل نہیں اور صدیقین کو ڈرائیں کہ وہ اپنے اعمال پر عجب نہ کرنے لگیں۔

کیونکہ جب میں کسی کا حساب کروں گا تو اسے ہلاک کر ڈالوں گا۔ بعض اہل کتاب سے یہ روایت منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میں اللہ ہوں، سلطنت کا مالک ہوں، بادشاہوں کے دل میرے قبضے میں ہیں جو قوم ان سے راضی ہو جائے تو بادشاہوں کے دل ان کے لیے رحمت ہوتے ہیں اور جس قوم پر سخت ہوں ناراض ہوں اس قوم کے لیے ان کے دل عذاب ہیں۔ بادشاہوں کی لعنت میں اپنے آپ کو مشغول مت کرو اور میری جناب میں توبہ کرو کہ یہ تمہارے لیے آسان ہے۔

اگر علم ہو جائے تو......☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی مؤمن کو اللہ کی سزا کا علم ہو جائے تو کوئی اس کی جنت کی لالچ نہ کرے اور جس کافر کو اللہ کی رحمت کا علم ہو جائے تو وہ کبھی رحمت خداوندی سے مایوس نہ ہو۔ (اسی معنی کی روایت بخاری شریف رقم ۶۴۶۹۔ مسلم شریف ۲۷۵۵ اور قریب قریب الفاظ کے ساتھ۔ ترمذی شریف ۳۵۴۲۔ احمد ۸۷۹۹)

مسلمان کو عذاب نہ ہوگا......☆

ابو یعلی الحسین بن محمد النیسابوری فرماتے ہیں: کہ احمد بن سہیل فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن اکثم کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا اے یحییٰ! آپ کے ساتھ رب نے کیا معاملہ کیا؟ تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بلایا اور کہا اے بڑے بڈھے تو نے جو کچھ کیا سو کیا۔ میں نے عرض کی اے اللہ اس حدیث کا کیا ہوا جو آپ سے منقول ہے۔ فرمایا: کون سی حدیث تو میں نے کہا۔ مجھے عبدالرزاق نے بتایا نقل کرتے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہ آپ کا ارشاد ہے جو کوئی اسلام کی حالت میں بوڑھا ہوتا ہے اور اسے میں عذاب دینا چاہتا ہوں تو اسے

عذاب دیتے ہوئے مجھے حیاء آتی ہے۔(کشف الخفاء ۲/۲۸۴ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ان الله يستحي ان يعذب شيبه شابت في الاسلام) اور میں بوڑھا ہوں

تو ارشاد ہوا: سچ کہا عبدالرزاق نے، معمر نے، زہری نے، عروہ نے، عائشہ نے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، جبرائیل نے اور میں نے۔ اے یحییٰ! جو اسلام کی حالت میں بڈھا ہو جائے میں اسے عذاب نہیں دیتا۔ پھر مجھے جنت کا پروانہ دے دیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے تھے۔ تو پوچھا: اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: کہ جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کی حالت میں بڈھے ہونے والے کو عذاب دینے سے حیاء محسوس کرتے ہیں تو اس کو کیا ہوا کہ جو اسلام کی حالت میں بڈھا ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے حیاء نہ کرے۔(سابقہ حدیث میں تحقیق گذر چکی)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ بوڑھے شخص کو چاہئے کہ وہ اس اکرام کو پہچانے اور اللہ کا شکر ادا کرے اور اللہ سے حیاء کرے اور کراماً کاتبین سے حیاء کرے اور معاصی سے بچے اور طاعات خداوندی میں لگا رہے۔ کیونکہ جب کھیتی کے کٹنے کا وقت قریب آ جاتا ہے تو انتظار نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح نوجوان کو بھی چاہئے کہ وہ اللہ سے ڈرے، معاصی سے بچے، اور فرمانبرداری والے کام کرے۔ کیونکہ نامعلوم کب اس کی موت آ جائے۔ کیونکہ نوجوان جب اطاعت خداوندی میں لگا رہے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے عرش کے نیچے سایہ دیں گے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

سات لوگ عرش تلے ہوں گے☆

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: سات لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش تلے سایہ دیں گے کہ جب اسکے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا:

① عادل حکمران۔

② عبادت باری تعالیٰ میں زندگی گزارنے والا نوجوان۔

③ وہ شخص کہ جس کا دل مسجد سے ہی لگا رہے کہ جب اس سے نکلے تو واپس اسی کی طرف پلٹ جائے۔

④ وہ لوگ جو اللہ کے لیے باہم محبت کریں اسی کی خاطر اکٹھے ہوں اور اسی کی خاطر جدا ہوں۔

⑤ وہ شخص کہ جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اُسکی آنکھیں آنسوؤں سے ڈگمگانے لگیں۔

⑥ وہ شخص کہ جو اس قدر چھپا کر صدقہ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ اس کے داہنے

ہاتھ نے کیا کیا۔

⑦ وہ شخص کہ جسے حسین وجمیل عورت اپنی طرف مائل کرے تو وہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ (بخاری شریف ۶۶۰، ۱۴۲۳، ۶۸۰۶۔ مسلم ۱۰۳۱، ۲۵۶۶۔ ترمذی ۱۳۰۶، ۲۳۹۱۔ نسائی ۵۳۸۵۔ احمد ۵۰۱، ۹۳۳۳، ۸۱۰۱، ۸۴۷۶۔ مالک ۱۵۰۰، ۱۵۰۱۔ دارمی ۲۴۷۵، ۲۶۳۹) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

باب : ۸

اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر

سرعام گناہ......☆

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ خواص کے عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عوام کو عذاب نہ دیں گے۔ لیکن جب یہ کہ سرعام گناہ ہونے لگیں اور کوئی روک ٹوک نہ کرے تو سب کے سب سزا کے مستحق ہوں گے۔

نیک لوگوں کو سزا......☆

منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون کی طرف وحی کی کہ میں آپ کی قوم میں سے چالیس ہزار نیک لوگوں کو ہلاک کرنے والا ہوں اور ساٹھ ہزار برے لوگوں کو تو انہوں نے درخواست کی۔ اے اللہ یہ تو ہیں ہی برے لیکن ان اچھے لوگوں کا کیا جرم؟ تو ارشاد ہوا: یہ میرے غضب کی وجہ سے غضب میں نہ آئے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے۔

اگرچہ......☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی کا حکم دو۔ اگرچہ تم اس پر عمل نہ کرو اور برائی سے روکو اگرچہ تم خود اس سے باز نہ آؤ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو نیکی کی راہیں کھولنے والے اور برائی کی راہیں مسدود کرنے والے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ جو برائی کی راہیں کھولتے اور نیکی کی راہیں مسدود کرتے ہیں۔ پس خوشخبری ہے اس شخص کے لیے کہ جس کے قبضے میں اللہ نے نیکی کی چابیاں رکھیں اور ہلاکت ہے اس شخص کے لیے کہ جس کے ہاتھ پر اللہ نے برائی کی چابیاں رکھیں۔ (ابن ماجہ ۲۳۷) یعنی جو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے تو یہ نیکی کی چابی ہے اور وہ برائی کی راہ مسدود کرتا ہے اور وہ مؤمن ہے جیسا کہ ارشاد باری

تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [سورۃ توبہ: ٦٧]

سب سے بہترین عمل ☆

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کا ارشاد ہے: کہ سب سے بہترین عمل نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور فاسق سے بغض رکھنا ہے۔ جو نیکی کا حکم دے گویا وہ مؤمن کی پشت پناہی کرتا ہے اور برائی سے روکنے والا منافق کو ذلیل کرتا ہے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ مکہ میں تھے کہنے لگا۔ کیا آپ کا یہ کہنا ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو کہنے لگا کہ اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا۔ کہنے لگا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: صلہ رحمی۔ کہنے لگا پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ تو کہنے لگا اللہ کے ہاں سب سے زیادہ ناپسندیدہ عمل کون سا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ کہنے لگا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قطع تعلقی۔ کہنے لگا پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نیکی سے روکنا اور برائی کا حکم دینا۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ جب تو کسی قاری کو دیکھے کہ وہ اپنے پڑوسیوں میں محبوب ہو اور اس کے ساتھی اس کی تعریف کریں تو جان لے کہ اس نے حق تبلیغ ادا نہ کیا۔

نہی عن المنکر نہ کرنے کی سزا ☆

حضرت عبداللہ بن جریر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قوم میں بھی کوئی آدمی معاصی کا ارتکاب کرے اور وہ اسے روک سکیں لیکن نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان سب کو موت سے پہلے عذاب میں مبتلا کر دیں گے۔ (احمد ۱۸۳۹۶، ۱۸۴۹۱)

فوائد ☆ یعنی جب غلبہ اہل صلاح کو حاصل ہو۔ پس انہیں چاہئے کہ جب معاصی سرعام ہونے لگیں تو وہ مرتکبین معاصی کو روکیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی تعریف یوں کی ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ [آل عمران: ۱۱۰]

بعض نے اس کا معنی یوں کیا کہ تم لوح محفوظ میں بہترین امت قرار دیئے گئے ہو۔ اللہ نے تمہیں لوگوں کی خاطر پیدا کیا تا کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ پس نیکی تو وہ ہے جو کتاب اللہ اور عقل کے موافق ہو۔ اور برائی وہ ہے جو کتاب اللہ اور عقل کے مخالف ہو۔ ایک دوسری آیت میں ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [آل عمران: ١٠٤]

یہاں یہ لام لام امر ہے۔ یعنی تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہئے کہ جو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کئی قوموں کی مذمت بیان فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾

[المائدہ: ٦٣]

''یعنی ان کے علماء فقہاء نے انہیں بری باتوں اور حرام کھانے سے نہ روکا۔ ان کا یہ فعل بہت برا تھا۔''

یعنی جن برائیوں کا وہ لوگ ارتکاب کرتے تھے باہم ایک دوسرے کو ان سے روکتے نہیں تھے اور ان کا یہ عمل بہت ہی برا تھا۔ ایک اور آیت میں ہے:

﴿لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ [مائدۃ: ٦٣]

''کیوں نہیں منع کرتے ان کے درویش اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے بہت ہی برے عمل ہیں جو وہ کر رہے ہیں''۔

نیکی کا حکم کیسے کرے؟

نیکی کے حکم کرنے والے کو چاہئے کہ اگر وہ کر سکے تو خفیہ طور پر ایسا کرے تا کہ اس کی نصیحت اور وعظ زیادہ مؤثر ہو۔ حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے بھائی کو علانیہ طور پر نصیحت کی تو اس نے اس پر عیب لگایا اور جس نے خفیہ طور پر نصیحت کی تو اس نے اسے مزین کر دیا۔ اگر خفیہ طور پر نصیحت مؤثر اور کارگر نہ ہو تو علانیہ طور پر کرے اور اہل خیر اور اہل صلاح سے مدد طلب کرے تا کہ وہ اسے برائی سے روکیں۔ کیونکہ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو اہل معاصی ان پر غالب آ جائیں گے اور ان

سب کو عذاب ہونے کا اندیشہ ہے کہ وہ سب کے سب ہلاکت میں پڑ جائیں۔

لوگوں کی مثال ☆

حضرت شعبی کے بارے میں آتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر کو یہ فرماتے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا: کہ اللہ کے حقوق میں سستی کرنے والا، حقوق کو ضائع کرنے والا اور ان پر عمل پیرا ہونے والا' ان کی مثال ان تین شخصوں کی سی ہے کہ جو کسی کشتی میں سوار تھے تو انہوں نے اس کی منزلیں باہم تقسیم کرلیں۔ ایک کے حصے میں سب سے اوپر والا حصہ، ایک کے حصے میں درمیان والا حصہ اور ایک کے حصے میں سب سے نچلا حصہ آیا۔ اسی دوران ایک آگے بڑھا تو انہوں نے پوچھا کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگا کہ میں اپنی جگہ میں سوراخ کرتا ہوں تاکہ پانی میرے زیادہ قریب ہو جائے۔ اور دیگر حاجات کے لیے بھی آسانی رہے۔

ان میں سے ایک نے کہا کہ چھوڑ دو اسے، اللہ اس پر لعنت کرے اپنے حصے میں جو چاہے سوراخ کرے۔ ایک نے کہا۔ اسے نہ چھوڑ دیہ سوراخ کرے گا تو خود بھی ہلاک ہوگا اور ہمیں بھی ہلاکت میں ڈالے گا۔ اگر وہ اس کا ہاتھ روک لیں گے تو وہ بھی بچ جائے گا اور دوسرے بھی اور اگر انہوں نے اس کا ہاتھ نہ پکڑا تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔

(بخاری شریف ۲۴۹۳، ۲۶۸۶۔ امام احمد ۱۷۶۸۵)

کہیں ایسا نہ ہو...... ☆

حضرت ابودرداء سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ تم نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر کسی ظالم بادشاہ کو مسلط کر دیں کہ جو نہ تمہارے بڑے کی پرواہ کرے اور نہ چھوٹے پر رحم کرے۔ تمہارے بہترین اور نیک لوگ دعا کریں اور ان کی دعا قبول نہ ہو۔ مدد طلب کریں اور مدد نہ کی جائے۔ مغفرت طلب کریں اور معافی نہ دی جائے۔

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ اللہ تم پر عذاب مسلط کر دے پھر تم دعا کرتے رہو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو۔

(ترمذی ۲۱۶۹۔ وقال هذا حديث حسن۔ امام احمد ۲۲۲۱۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ میری امت جب ظالم کو ظالم کہنے سے خوف کھانے لگے تو ان سے الگ ہو جاؤ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو زبان سے اور اگر اس کی طاقت بھی نہ رکھے تو دل ہی میں برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔ (مسلم ۴۹۔ ابوداؤد ۱۱۴۰، ۴۳۴۴۔ ترمذی ۲۱۷۲۔ ابن ماجہ ۱۲۷۵، ۴۰۱۳۔ احمد ۱۰۶۵۱، ۱۰۷۲۳، ۱۱۰۳۴، ۱۱۰۹۰)

فوائد ☆ یعنی اہل ایمان کا کمزور ترین فعل ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ ہاتھ سے بدلنا امراء و سلاطین کا کام ہے اور زبان سے علماء کا اور دل سے عوام کا کام ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ جو جس پر قادر ہو اسے چاہئے کہ اسے بدل ڈالے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص نیکی کا حکم دے اسے چاہئے کہ وہ اس کے ذریعے رضائے خداوندی کا طالب بنے اور دین کی سر بلندی کا اپنی شہرت نہ چاہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین کی سر بلندی چاہے گا تو اللہ نہ صرف اس کی مدد کرے گا بلکہ اسے توفیق بھی دے گا اور نفسی شہرت کا معاملہ ہوا تو اللہ اسے رسوا کر ڈالے گا۔

اگر خواہش نفس بھی شامل عمل ہو گئی تو......☆

حضرت عکرمہ سے منقول ہے کہ ایک شخص ایک درخت کے پاس سے گزرا جس کی عبادت کی جاتی تھی تو وہ ناراض ہو کر کہنے لگا۔ یہ درخت اللہ کے علاوہ پوجا جاتا ہے پھر کلہاڑا لیا اور گدھے پر سوار ہوا اور درخت کو کاٹنے کے لیے اس کی طرف چل دیا۔ ابلیس راستے میں اسے انسانی شکل میں ملا اس سے کہنے لگا۔ کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہنے لگا۔ میں نے ایک درخت دیکھا ہے کہ جسے اللہ کے علاوہ پوجا جاتا ہے اور میں نے اللہ سے وعدہ کیا ہے کہ میں گدھے پر سوار ہو کر کلہاڑی لوں اور اسے کاٹنے کیلئے چل دوں۔ تو ابلیس نے اس سے کہا تجھے کیا ہوا چھوڑ اسے اور اسکی پرستش کرنے والوں کو اللہ ان پر لعنت کرے۔ وہ دونوں جھگڑنے لگے اور تین مرتبہ ان کی جھڑپ ہوئی۔ جب ابلیس بے بس ہو گیا اور اسے اپنے قول سے باز نہ کرا سکا تو ابلیس نے اس سے کہا لوٹ جا میں تجھے روزانہ کے چار درہم دوں گا وہ ہر روز تیرے بستر کے کنارے پڑے ہوں گے تو انہیں اٹھا لینا۔ اس نے کہا کیا تو واقعی ایسا کرے گا تو اس نے کہا: ہاں۔ میں ہر دن کی ضمانت دیتا ہوں تو وہ شخص اپنے گھر لوٹ آیا اور تین دن یا دو دن تک یونہی پاتا رہا جب تک اللہ نے چاہا پھر ایک دن جب صبح کی تو بستر کا ایک کونہ اٹھایا اور کچھ نہ پایا۔ پھر دوسرے دن بھی یونہی ہوا۔ جب اس نے درہم کو موجود نہ پایا تو کلہاڑی لی اور گدھے پر سوار ہوا تو ابلیس اسے انسان کی شکل میں ملا اور کہنے لگا کہاں کا ارادہ ہے؟ کہنے لگا ایک درخت ہے جس کی لوگ پوجا کرتے ہیں میں اسے کاٹنا چاہتا ہوں تو ابلیس نے اس سے کہا۔ تو ایسا نہ کر سکے گا۔ پہلی مرتبہ جب تو نکلا تھا تو تو نے اللہ کیلئے غضب کیا تھا۔ اگر اہل آسمان اور اہل زمین سب کے سب اکٹھے ہو جاتے تو

تجھے نہ روک سکتے لیکن اب کی بار تو اپنے نفس کیلئے نکلا ہے بایں طور کہ تجھے درہم نہ ملے۔ پس اب اگر تو آگے بڑھا تو ہم تیری گردن کچل ڈالیں گے تو وہ اپنے گھر واپس پلٹ گیا اور درخت کا ارادہ ترک کر دیا۔

نیکی کا حکم کرنے والے کے لیے پانچ ضروری چیزیں ☆

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو آدمی نیکی کا حکم دیتا ہے اسے پانچ چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے:

① علم۔ کیونکہ جاہل اچھی طرح امر بالمعروف نہیں کر سکتا۔

② اس سے مقصود رضائے خداوندی اور غلبہ دین ہو۔

③ جسے حکم دے اس سے شفقت، محبت اور نرمی کا معاملہ کرے اور سخت تند خو نہ بنے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو جب فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا:

﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا﴾ [طه: ٤٤]

''اس سے نرمی سے بات کرنا۔''

④ وہ بردبار اور حلیم ہو۔ اسلئے کہ حضرت لقمان علیہ السلام کے قصے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ﴾

[لقمان: ١٧]

⑤ جو حکم دے اس پر خود بھی عمل کرے تاکہ اسے عار نہ دلائی جائے اور اس ارشاد باری تعالیٰ کا مصداق نہ بنے:

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ﴾ [بقره: ٤٤]

''کیا تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔''

خطباء..... گرفتار عذاب ☆

حضرت انس بن مالک حضور سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: معراج کی رات میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ جو اپنے منہ قینچیوں سے کاٹ رہے تھے تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے آپ کی امت کے خطباء کہ جو لوگوں کو نیکی کا حکم دے کر خود کو بھول جاتے تھے اور کتاب تو پڑھتے تھے لیکن عقل و شعور سے عاری تھے۔ (امام احمد ۱۱۸۶۶، ۱۲۲۳۹۱، ۱۲۹۴۰، ۱۳۰۲۷۔ ہیثمی نے مجمع الزوائد ۷/۲۷۶ میں تین طریقوں سے روایت کیا ہے) یعنی کتاب اللہ کو پڑھتے تھے لیکن اس پر عمل نہ کرتے تھے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں: کہ تورات میں لکھا ہے: اے انسان! تو مجھے یاد کرتا ہے اور بھول

جاتا ہے لوگوں کو میری طرف بلاتا ہے اور خود بھاگ جاتا ہے۔ تیرا کیا ہوا عمل باطل ہے۔

حضرت ابو معاویہ فزاری حضور ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آج رب نے تمہارے سامنے تمہارے طریقے کو واضح کر دیا ہے جب تک تم پر دو سختیاں نہ آئیں: ① زندگی کی سختی اور ② جہالت کی سختی۔ آج نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہو۔ اور عنقریب تم اس سے پھر جاؤ گے جب دنیا کی محبت تم میں ظاہر ہو جائے گی۔ تو پھر تم نہ اچھائی کا حکم دو گے اور نہ برائی سے روکو گے اور غیر اللہ کی راہ میں جہاد کرو گے۔ اس دن خفیہ اور علانیہ طور پر کتاب اللہ پر کاربند، سابقین اولین مہاجرین اور انصار میں سے ہوں گے۔

ہجرت کی فضیلت ☆

حضرت حسن حضور ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو دین کی خاطر ایک سرزمین سے دوسری کی طرف نکل جائے اگرچہ ایک بالشت بھر ہی کیوں نہ ہو تو اس کے لیے جنت لازم ہے اور وہ حضرت ابراہیم اور ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا ساتھی ہوگا۔ یعنی حضرت ابراہیم نے سرزمین حران سے شام کی طرف ہجرت فرمائی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾

[العنکبوت: ۲٦]

''میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جو غالب، حکمت والا ہے۔''

﴿وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ﴾ [الصافات: ۹۹]

یعنی رب کی اطاعت اور رضا کی طرف اور آپ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ جو شخص ایسی زمین میں ہو کہ جہاں معاصی کا ارتکاب ہوتا ہو اور وہاں سے اللہ کی رضا کی خاطر نکلے تو اس نے حضرت ابراہیم اور حضرت محمد کی اقتداء کی لہٰذا جنت میں ان کا رفیق ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾

''یعنی اللہ کی اطاعت اور رسول کی طرف ہجرت کر کے اپنے گھر سے نکلے۔''

﴿ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾

[نساء: ۱۰۰]

یعنی اللہ پر اس کا ثواب لازم ہے۔ جو کہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے: جو مسلمان اپنے گھر کو اللہ اور اسکے رسول کی خاطر چھوڑتا ہے اور اپنی

سواری کی رکابوں میں پاؤں رکھے اگر چہ ایک قدم ہی کے لیے کیوں نہ ہو۔ پھر اس پر موت طاری ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے مہاجرین کا اجر عطا فرمائیں گے اور جو مسلمان بھی اللہ کی راہ میں اپنے گھر سے نکلے پھر قتال سے پہلے ہی اس کی سواری اسے کچل ڈالے یا اسے کوئی زہر پلایا جائے یا کسی بھی صورت مر جائے تو وہ شہید شمار ہوگا اور جو مسلمان بھی اللہ کے گھر کی طرف نکلے پھر وہاں پہنچنے سے پہلے اس پر موت آ جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو لازم کر دیتے ہیں۔ (اسی معنی کی ایک روایت ابوداؤد ۲۴۹۹۔ امام احمد ۱۵۸۱۸ میں ہے)

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص اللہ کے فرائض کی ادائیگی کر سکتا ہو اور ہجرت نہ کرے تو یہیں ٹھہرنے میں کوئی حرج نہیں اور ان لوگوں کے گناہوں کو برا خیال کرے تو وہ قابل عذر ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: کہ آدمی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ جب وہ کسی برائی کو دیکھے اور اسے بدل نہ سکتا ہو تو وہ دل ہی میں یہ جان لے کہ یہ ناپسندیدہ ہے۔ ایک صحابی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر تم میں سے کوئی برائی دیکھے اور اسے روک نہ سکتا ہو تو تین مرتبہ یوں کہے اے اللہ اگر یہ برائی ہے تو اس پر میرا مواخذہ نہ کیجئے۔ اگر وہ یوں کہہ لے تو اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ثواب ملے گا۔

اپنا خیال کرو☆

حضرت ابوامیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں: کہ میں نے ابوثعلبہ الخشنی سے اس آیت کے بارے میں پوچھا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ﴾ [المائدہ: ۱۰۵]

''اے ایمان والو! اپنی جانوں کی حفاظت کرو۔''

تو فرمایا: تو نے اس کے بارے میں واقف کار سے پوچھا ہے میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو فرمایا: اے ابوثعلبہ نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو اور جب تو دنیا کو دیکھے کہ اسے ترجیح دی جا رہی ہے اور راور بخل اور حرص کی اطاعت ہو رہی ہے اور ہر ذی رائے کو اپنی رائے پر اتراتا دیکھے تو اپنے نفس کا خیال کر کیونکہ اس کے بعد صبر کا زمانہ ہے اور اس دین اس چیز کو تھامنے والے کے لیے پچاس عاملوں کا اجر ہے کہ جس پر تم کاربند ہو۔ تو صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ان میں سے پچاس عاملوں کا اجر ہم میں سے یا ان میں سے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ تم میں سے پچاس عاملوں کا اجر ہوگا۔

(ترمذی ۳۰۵۸۔ ابوداؤد ۴۳۴۱۔ ابن ماجہ ۴۰۱۴)

حضرت قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق کو یہ فرماتے سنا: تم اس آیت کو پڑھتے ہو اور صحیح مراد نہیں لیتے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا﴾[المائدہ:۱۰۵]

''کہ جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔''

اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جس قوم میں بھی معاصی کا ارتکاب ہوتا ہو اور وہ اسے نہ روکتے ہوں تو اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں گرفتار کردے۔

(اسی معنی کی ایک روایت امام ترمذی ۲۱۶۸، ۳۰۵۷۔ ابوداؤد نے ۴۳۳۸۔ ابن ماجہ نے ۴۰۰۵۔ احمد ۱، ۳۰ پر نقل کی ہے)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا: یہ وہ زمانہ نہیں لیکن جب خواہشات کی کثرت ہو جائے اور جھگڑا محبوب ہو جائے تو یہ آدمی پر لازم ہے کہ اس کا اپنا نفس اپنے دین کی فکر کرے۔

باب : ۹

توبہ

توبہ کا انعام ☆

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے فرمایا: اے رب تو نے مجھ پر ابلیس کو مسلط کیا۔ میں اسے تیرے بغیر نہیں روک سکتا۔ تو ارشاد ہوا: تمہارا کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا مگر اس پر میں ابلیس کے فریب سے حفاظت کے لیے فرشتے مقرر کروں گا اور اس کے برے ہم نشینوں سے حفاظت کے لیے۔ فرمایا: اللہ جی مزید اضافہ فرما دیجئے۔ تو ارشاد ہوا: نیکی کا اجر دس گنا بلکہ اس سے زیادہ ہوگا جب کہ برائی کا بدلہ اس کے مثل بلکہ میں اسے مٹا دوں گا۔ فرمایا: اللہ جی! مزید اضافہ فرما دیجئے۔ تو ارشاد ہوا: جب تک روح جسم میں ہوگی توبہ قابل قبول ہوگی۔ فرمایا: اللہ جی مزید اضافہ فرما دیجئے۔ تو ارشاد ہوا:

﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ [زمر:۵۳]

''کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا، خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔''

وحشی کا قبول اسلام☆

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ وحشی جو کہ حضرت حمزہ کا قاتل تھا اس نے مکہ میں رسول اللہ کو خط لکھا: میں اسلام لانا چاہتا ہوں لیکن قرآن کی یہ آیت میرے اسلام سے مانع ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا﴾

[الفرقان: ٦٨]

''یعنی جس نے نہ تو قتل کیا ہو، نہ زنا اور نہ شرک۔''

کیونکہ میں نے یہ تینوں کام کیے ہیں تو کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ﴾ [الفرقان: ٧٠]

''یعنی جس نے توبہ کی ایمان لایا' اعمالِ صالحہ کیے تو اللہ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل ڈالے گا۔''

تو یہ آیت وحشی کو لکھ کر بھیجی گئی تو اس نے جواب میں لکھا اس آیت میں ایک شرط ہے اور وہ عمل صالح ہے اور معلوم نہیں کہ میں عمل صالح پر قادر بھی ہو سکوں یا نہ۔ تو ارشاد ہوا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

[النساء: ٤٨]

''یعنی شرک کے علاوہ جس گناہ کو اللہ چاہے بخش دے۔''

تو اسے بھی وحشی کی طرف لکھ کر بھیجا گیا تو اس نے جواب میں لکھا: اس آیت میں بھی ایک شرط ہے۔ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرنا چاہیں گے یا نہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ [زمر: ۵۳]

''کہہ اے میرے بندو جنہوں نے زیادتی کی اوپر جانوں اپنی کے مت ناامید ہو رحمت اللہ کی سے تحقیق اللہ بخشتا ہے گناہ سارے تحقیق وہی ہے بخشنے والا مہربان''۔

تو اسے بھی وحشی کی طرف لکھ بھیجا گیا تو اس نے اس میں کوئی شرط نہ پائی تو مدینہ آیا اور مسلمان ہو گیا۔ (اسی معنی کی ایک روایت ابوداؤد نے ۴۲۷۳ پر نقل کی ہے)

غرغرہ موت سے پہلے پہلے توبہ کرلو☆

عبداللہ بن سفیان فرماتے ہیں: کہ محمد بن عبداللہ اسلمی نے مجھے لکھا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں مدینہ میں صحابہ کی ایک جماعت کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک صحابی نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا: جس نے اپنی موت سے آدھا دن قبل توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ کو قبول کرے گا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔ کہا: ہاں۔ تو ایک اور صحابی نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو اپنی موت سے ایک لمحہ قبل بھی تائب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے۔

ایک اور صحابی نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا: جو غرغرہ موت سے پہلے تائب ہوا اللہ تعالیٰ اس کی بھی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔ (حاکم ۴/۲۵۸)

محمد بن مطرف سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ابن آدم کا ستیاناس ہو کہ گناہ کرتا ہے اور مجھ سے معافی کا خواستگار ہوتا ہے تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں پھر گناہ کرتا ہے اور مغفرت کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں۔ اس کا ستیاناس ہو تو وہ گناہ کا پیچھا چھوڑتا ہے اور نہ ہی وہ میری رحمت سے مایوس ہوتا ہے۔ اے فرشتو! تم گواہ رہنا میں نے اسے معاف کر دیا۔

توبہ کا ثمرہ☆

حضرت معتب بن سمی فرماتے ہیں کہ پہلی امتوں میں سے ایک شخص تھا کہ جو معاصی کا ارتکاب کیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ جا رہا تھا کہ اس نے اپنی پہلی زندگی کے بارے میں سوچا، تو کہنے لگا اللہ جی معاف کر دیجئے۔ اس نے تین مرتبہ یوں کہا، تو اسی حالت میں اس پر موت آ گئی تو اللہ نے اسے معاف فرمایا۔

میرے بندوں کی تین حالتیں ہیں☆

حضرت مکحول فرماتے ہیں: کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ملکوت سماوات کی طرف جا رہے تھے تو آپ نے ایک شخص کو زنا کرتے دیکھا تو اس کے لیے بددعا کی اور اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔ پھر ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا اس کے لیے بھی بددعا کی تو اللہ نے اسے بھی ہلاک کر دیا۔ پھر ارشاد ہوا: اے ابراہیم، میرے بندوں کو چھوڑ دے میرے بندوں کی تین حالتیں ہیں۔

① یہ کہ وہ توبہ کرے اور میں اس کی توبہ کو قبول کر لوں۔
② یہ کہ اس سے اولاد پیدا ہو جو میری عبادت کرے۔
③ اس پر بدبختی غالب آ جائے اور وہ جہنم رسید ہو۔

فوائد: فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ یہ حدیث اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں تو بندے کو رحمت خداوندی سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ [یوسف: ۸۷]

''یعنی اللہ کی رحمت سے صرف کافر ہی مایوس ہوتے ہیں۔''

ایک اور روایت میں ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْ عَنِ السَّيِّئَاتِ﴾ [الشوریٰ: ۲۵]

''جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور گناہوں کو بخشتا ہے۔''

گناہ پر اصرار نہ ہو☆

تو عقل مند کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اللہ سے توبہ کرے اور گناہ پر مصر نہ ہو۔ کیونکہ گناہ سے رکنے والا مصر نہ ہوگا۔ اگر چہ دن میں ستر مرتبہ ہی کیوں نہ کرے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مغفرت طلب کرے وہ گناہوں پر اصرار کرنے والا نہیں اگر چہ دن میں ستر مرتبہ ہی کیوں نہ کرے۔

(ابوداؤد ۱۵۱۴۔ ترمذی ۳۵۵۹۔ قال و هذا حديث غريب)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول☆

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بخدا میں دن میں سو مرتبہ اللہ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔

(احمد ۱۸۸۹۱)

نماز توبہ☆

حضرت علی بن ابی طالب کا ارشاد ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سنتا تو اللہ تعالیٰ مجھے جتنا چاہتے اس سے نفع دیتے اور جب کوئی دوسرا مجھ سے بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا اگر وہ قسم کھا لیتا تو میں اس کی تصدیق کرتا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی بندہ گناہ کرے پھر اچھی طرح وضو کرے، اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے توبہ واستغفار کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔

(ابوداؤد ۱۵۲۱۔ ترمذی ۳۰۰۶۔ ابن ماجہ ۱۳۹۵۔ احمد ۲، ۹، ۴۷، ۵۳)

پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء: ۱۱۰]

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت پڑھی:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾ [آل عمران: ۱۳۵، ۱۳۶]

''اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور خدا کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔ ایسے ہی لوگوں کا صلہ پروردگار کی طرف سے بخشش اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ بستے رہیں گے اور اچھے کام کرنے والوں کا بدلہ بہت اچھا ہے۔''

اللہ کا وعدہ ☆

حضرت حسن بصری حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو نیچے اتارا تو کہنے لگا۔ تیری عزت اور عظمت کی قسم! میں بنی آدم میں تفرقہ ڈالوں گا حتیٰ کہ آپ اس کی روح کو اس کے جسم سے الگ کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میری عزت وعظمت کی قسم! میں نے اپنے بندے سے توبہ نہ ہٹاؤں گا یہاں تک وہ غرغرہ موت میں مبتلا ہو جائے۔

(احمد ۱۰۸۱۴، ۱۰۹۴۰)

انعامات کی بارش ☆

ابو امامہ الباہلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صاحب یمین صاحب شمال کا محافظ ہے۔ جب بندہ کوئی نیک عمل کرتا ہے تو صاحب یمین اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے اور جب وہ برائی کرتا ہے تو صاحب شمال اسے لکھنا چاہتا ہے تو صاحب یمین اسے کہتا ہے رک جا تو وہ چھ یا سات ساعتیں ٹھہرتا ہے اگر وہ اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو وہ کچھ نہیں لکھتا اگر مغفرت طلب نہیں کرتا تو وہ اس کی ایک برائی لکھ دیتا ہے۔

فوائد ☆ فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آپ ﷺ کے اس ارشاد کے موافق ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ (ابن ماجہ ۴۲۵۰)

ایک اور روایت میں ہے کہ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو جب تک کوئی دوسرا گناہ نہیں کرتا تو اس کا پہلا گناہ نہیں لکھا جاتا پھر جب کوئی دوسرا گناہ کرتا ہے تو تیسرے گناہ کے کرنے تک اس کا گناہ نہیں لکھا جاتا۔ جب پانچ گناہ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور وہ ایک نیکی کرتا ہے تو پانچ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ان پانچ کو پانچ گناہوں کے مقابلے میں رکھا جاتا ہے۔ تو اس پر ابلیس چیختا ہے اور کہتا ہے میں اس بنی آدم پر کیسے قابو پاؤں۔ میری ساری کوشش اس کی ایک نیکی باطل کر دیتی ہے۔

باب التوبہ ☆

حضرت صفوان بن عسال المرادیؓ رسول اللہ سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ مغرب کی جانب ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے توبہ کے لیے پیدا کیا۔ جس کی چوڑائی ستر سال یا چالیس سال کی مسافت ہے جو ہمیشہ کھلا رہتا ہے اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک کھلا رہے گا۔ (ترمذی ۳۵۳۵۔ احمد ۱۷۳۹۹)

سعید بن مسیبؒ اللہ کے ارشاد: ﴿فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا﴾ [بنی اسرائیل: ۲۵] "بے شک وہ رجوع کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ اس شخص کے بارے میں ہے کہ جو گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری سے پوچھا گیا [illegible] کب تک؟ تو فرمایا میں نہیں جانتا مگر یہ کہ مومنین کے اخلاق میں سے ہے۔

عارف کے چھ کام ☆

ایک دانا کا قول ہے عارف کے چھ کام ہیں:

① جب اللہ کے عفو و درگزر کا ذکر ہو تو فخر کرے۔

② جب اپنے نفس کا ذکر ہو تو حقیر جانے۔

③ جب اللہ کی آیات میں غور کرے تو عبرت پکڑے۔

④ جب کسی خواہش نفس یا معصیت کا ارادہ پیدا ہو تو کنارہ کشی اختیار کرے۔

⑤ اور جب اللہ کے عفو کا ذکر ہو تو خوش ہو۔

⑥ جب اپنے گناہوں کا ذکر ہو تو معافی طلب کرے

ایک نوجوان کی توبہ ☆

فقیہ [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] سے مروی ہے کہ حضرت [illegible]

تشریف لائے جب کہ وہ رو رہے تھے تو پوچھا اے عمر تم کیوں رو رہے ہو؟ کہا اے اللہ کے رسول ﷺ دروازہ پر ایک نوجوان تھا جس نے میرا دل جلا دیا اور وہ رو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اسے میرے پاس لاؤ۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ روتا ہوا اندر آیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا اے نوجوان تو کیوں رو رہا ہے؟ کہنے لگا اے اللہ کے رسول میرے گناہوں کی کثرت نے مجھے رلایا اور اللہ کی ذات کے مجھ پر اپنے غضب کا مجھے خوف ہے۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو نے اے نوجوان اللہ کے ساتھ شرک کیا؟ کہنے لگا نہیں۔ فرمایا کیا تو نے کسی شخص کو ناحق قتل کیا؟ کہنے لگا نہیں۔ فرمایا تو اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ اگرچہ وہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے برابر ہوں اور بلند پہاڑوں کے برابر ہوں۔ کہنے لگا اے اللہ کے رسول میرے گناہ ساتوں آسمانوں، زمینوں اور بلند و بالا پہاڑوں سے بھی زیادہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے گناہ بڑے ہیں یا کرسی؟ کہنے لگا میرے گناہ بڑے ہیں۔ پوچھا تیرے گناہ بڑے ہیں یا عرش؟ کہنے لگا میرے گناہ بڑے ہیں۔ پوچھا تیرے گناہ بڑے ہیں یا اللہ؟ کہنے لگا اللہ کا عفو بڑا ہے۔ فرمایا بے شک اللہ بڑا اور اجل ہے۔ فرمایا بڑے گناہ کو صرف اللہ عظیم ہی بخش سکتے ہیں۔ فرمایا مجھے اپنے گناہوں کے بارے میں بتا! کہنے لگا میں آپ ﷺ سے اے اللہ کے رسول حیا محسوس کرتا ہوں۔ پھر کہا مجھے اپنے گناہوں کے بارے میں بتا! کہنے لگا اے اللہ کے رسول میں کفن چور ہوں سات سال سے کفن چوری کر رہا ہوں کہ انصار کی ایک لڑکی فوت ہوئی۔ میں نے اس کی قبر کھودی اسے بے کفن کیا پھر میں زیادہ دور نہ گیا تھا کہ مجھ پر شیطان غالب آ گیا میں واپس چلا اور میں نے اس سے مباشرت کر لی ابھی میں تھوڑی دور گیا تھا کہ لڑکی اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی تیرا ناس ہو اے نوجوان کیا تو روز جزا کے فیصلے سے نہیں شرماتا جس دن رب جل وجلالہ فیصلے کے لیے اپنی کرسی رکھیں گے اور مظلوم کو ظالم سے حق دلوائیں گے تو نے مجھے مردوں کے لشکر میں عریاں کر چھوڑا اور اللہ کے سامنے مجھے ناپاک حالت میں کھڑا کر دیا۔

یہ سنتے ہی حضور ﷺ اچھل کھڑے ہوئے اور اس کی گدی میں ایک ہاتھ مارا اور فرمایا اے فاسق تو تو اس آگ کے لائق ہے۔ یہاں سے چلا جا۔

وہ نوجوان چالیس دن تک توبہ کرتا رہا۔ جب چالیس دن پورے ہوئے تو اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہنے لگا اے محمد ﷺ آدم اور حوا کے الٰہ اگر تو نے مجھے معاف کر دیا تو محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو بتلا دیجئے ورنہ آسمان سے آگ بھیجئے کہ وہ مجھے جلا ڈالے اور مجھے آخرت کے عذاب سے بچا۔ راوی فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ السلام علیک یا محمد ﷺ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ رب سراپا سلامتی ہے وہ اس سے ہی سلامتی ہے اور اس کی طرف سلامتی کا مرجع ہے۔ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کیا آپ

نے مخلوق کو پیدا کیا؟ فرمایا نہیں۔ بلکہ اس ذات نے مجھے اور دیگر مخلوق کو پیدا کیا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کیا آپ انہیں رزق دیتے ہیں؟ کہا نہیں۔ بلکہ اللہ مجھے اور ان کو رزق دیتا ہے۔ کہنے لگے اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کیا آپ انکی توبہ قبول کرتے ہیں۔ کہا نہیں۔ بلکہ اللہ ہی انکی اور میری توبہ کو قبول کرتا ہے۔ کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے کو معاف فرما دیجئے کیونکہ میں نے اس کی توبہ قبول کر لی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس نوجوان کو بلایا اور کہا کہ اللہ نے انکی توبہ کو قبول کر لیا ہے۔

فوائد: فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عقل مند کو چاہئے کہ وہ اس حدیث سے عبرت پکڑے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زندہ کے ساتھ زنا کرنا تو مردہ کے ساتھ زنا کرنے سے بڑا گناہ ہے۔ اور سچی توبہ کرے کیونکہ نوجوان نے جب سچی توبہ کی تو اللہ نے اسے معاف کر دیا۔

توبہ بقدر گناہ ہو☆

اور چاہئے کہ اس کی توبہ بقدر گناہ ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾ [سورة التحريم: ٨]

"اے ایمان والو تم اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو۔"

فرمایا کہ توبۃ النصوح کہتے ہیں کہ دل سے نادم ہو اور زبان سے استغفار کرے اور دوبارہ نہ کرنے کا عہد کرے۔

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ زبان سے استغفار کرنے والا اور گناہوں پر اصرار کرنے والا شخص یوں ہے گویا وہ اپنے رب کے ساتھ مذاق کرتا ہے۔

استغفار کیسے کرے؟

رابعہ بصریہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ فرمایا کرتی تھیں۔ ہمارے استغفار کے لیے بھی بہت زیادہ استغفار کی ضرورت ہے۔ یعنی جب زبانی طور پر استغفار کرے اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کی نیت کرے جب ایسا کرے گا تو اللہ اس کے گناہ کو معاف فرما دیں گے اگرچہ اس کا گناہ بڑا ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر حد سے زیادہ رحیم ہے۔

میرا رب تو مجھ سے ناراض نہیں ہوتا......

کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ تھا اس کے سامنے ایک عابد کا تذکرہ ہوا تو بادشاہ نے اسے بلایا اور اپنے پاس ٹھہرنے کو کہا۔ عابد نے اس سے کہا اے بادشاہ آپ نے بہت خوب کہا لیکن اگر میں کسی دن آپ کے گھر میں داخل ہوں اور آپ مجھے اپنی لڑکی کے ساتھ کھیلتا ہوا پائیں تو آپ کیا کریں گے؟ بادشاہ غصے میں آ گیا اور کہنے لگا اے فاجر تیری یہ کہنے کی جرات کیسے ہوئی؟ تو عابد

نے اس سے کہا میرا رب بڑا کریم ہے اگر وہ ایک دن میں میرے ستر گناہ بھی دیکھے تو نہ تو مجھ سے ناراض ہوتا ہے اور نہ مجھے اپنے در سے دھتکارتا ہے اور نہ مجھے اپنے رزق سے محروم کرتا ہے۔ تو میں کیوں اس کا در چھوڑوں اور اس کے دروازے سے چمٹوں جو مجھ پر ناراض ہوتا ہے قبل اسکے کہ میں اسکی نافرمانی کروں۔ پس یہ حال ہوگا جب تو مجھے اپنی نافرمانی میں دیکھے گا۔ یہ کہہ کر عابد چلا گیا۔

گناہ کی دو قسمیں ہیں☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں گناہ کی دو قسمیں ہیں:

① ایک وہ گناہ جو بندے اور رب کے درمیان ہوتا ہے۔

② ایک وہ گناہ جو بندے اور دیگر بندوں کے درمیان ہوتا ہے۔

پس جو گناہ تیرے اور رب کے درمیان ہے پس اس کی توبہ تو زبان سے استغفار ہے اور دل میں ندامت اور دوبارہ نہ کرنے کا عہد ہے۔ اگر دوبارہ کر لیا تو مغفرت سے قبل اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ ہاں اگر کوئی فرض چھوڑ دیا تو جب تک اسکی ادائیگی نہ کرے گا توبہ کارگر نہ ہوگی۔ پھر نادم ہو اور استغفار کرے۔ باقی رہا وہ گناہ جو تیرے اور بندوں کے درمیان ہے تو جب تک تو انکو راضی نہیں کر لیتا توبہ فائدہ مند نہ ہوگی۔

بندے کے استغفار پر ابلیس کا واویلا☆

ایک تابعی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ گنہگار جب گناہ کرے پھر ہمیشہ نادم رہے اور استغفار کرتا رہے حتی کہ جنت میں داخل ہو۔ تو شیطان کہتا ہے کاش کہ یہ گناہ کرتا ہی نہ۔

بہتر ضرور مگر......

حضرت ابوبکر واسطی فرماتے ہیں کہ ہر چیز میں خوب غور و فکر بہتر ہے۔ مگر تین وقت اچھا نہیں:

① نماز کے وقت۔

② میت کو دفن کرنے کے وقت۔

③ معصیت سے توبہ کرتے وقت۔

توبہ کیسے معلوم ہو☆

کسی کا قول ہے آدمی کی توبہ چار چیزوں سے معلوم ہوتی ہے:

① اپنی زبان کو فضول گوئی، غیبت اور جھوٹ سے باز رکھے۔

② اپنے دل میں کسی کے لیے حسد اور دشمنی نہ رکھے۔

③ برے ساتھیوں کی ہم نشینی ترک کر دے۔

④ موت کے لیے تیار رہے اور گذشتہ گناہوں پر نادم اور استغفار کرتا رہے اور رب کی اطاعت

میں مصروف رہے۔

تائب کی علامات ☆

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ کیا تائب کے لیے کوئی علامت ہے کہ جس سے پتہ چل جائے کہ اس کی توبہ قبول ہوگئی؟ فرمایا: ہاں۔ چار علامتیں ہیں:

① وہ برے ساتھیوں سے قطع تعلق رکھے اور صلحاء سے تعلق قائم کرے اور اس کا حال ظاہر ہو۔

② ہر گناہ سے کنارہ کشی اختیار کرے اور طاعات پر قائم رہے۔

③ دنیا کی ہر راحت سے منہ موڑے اور دل سے انہیں نکال دے اور ہر وقت آخرت کا غم اسکے دل میں ہو۔

④ جس رزق کا اللہ ضامن ہے اس سے اپنے دل کو فارغ اور جس کا حکم دیا ہے اس میں مشغول رکھے۔

جب اس میں یہ چار علامات ہوں تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا تذکرہ قرآن نے یوں کیا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ [البقرہ: ۲۲۲]

''اللہ توبہ اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔''

لوگوں پر کیا لازم ہے ☆

لوگوں پر اس کے بارے میں چار چیزیں لازم ہیں:

① اس سے محبت کریں کیونکہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔

② اس کے لیے دعا کریں کہ اللہ اسے توبہ پر ثابت قدم رکھے۔

③ اسے اس کے گزشتہ گناہوں کی وجہ سے عار نہ دلائی جائے۔

④ اس کی ہم نشینی اختیار کریں اور اس سے مذاکرہ کریں۔

چار اکرام ☆

اللہ تعالیٰ اسے چار اکرامات سے نوازتے ہیں:

① اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے یوں پاک کرتے ہیں جیسے اس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو۔

② اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں۔

③ اللہ تعالیٰ اس پر شیطان کو مسلط نہیں ہونے دیتے اور اس سے اسکی حفاظت کرتے ہیں۔

④ اسے دنیا سے نکلنے سے پہلے ہی خوف سے محفوظ فرما دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَٰئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ﴾ [فصلت: ۳۰]

''ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا''۔

حضرت خالد بن معدان فرماتے ہیں جب تو اون جنت میں داخل ہوں گے تو کہیں گے؟ کیا ہمارے رب نے ہم سے وعدہ نہ کیا تھا کہ ہم جنت میں داخل ہونے سے پہلے جہنم میں وارد ہوں گے تو ان سے کہا جائے گا تم اس میں سے گذر کر آئے ہو اور وہ بجھی ہوئی تھی۔

حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک عورت پر حد رجم جاری کی۔ پھر اسکی نماز جنازہ پڑھی۔ تو کسی صحابی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ نے اس پر حد رجم بھی جاری کی اور نماز جنازہ بھی پڑھی۔ تو فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی تھی کہ اگر ایسا ستر مرتبہ بھی کرتی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے۔

(مسلم ۱۶۹۵، ۱۶۹۶ـ ترمذی ۱۴۳۵ـ نسائی ۱۹۳۱ـ ابوداؤد ۴۴۴۰، ۴۴۴۲ـ احمد ۱۹۰۱۵، ۱۹۰۵۶، ۱۹۰۷۹، ۱۹۰۶۲، ۲۱۸۷۱ـ دارمی ۲۲۲۱، ۲۲۲۲)

مومن کو عار دلانا ☆

آپ ﷺ کا ارشاد ہے جس نے کسی مومن کو کسی گناہ پر عار دلایا تو وہ اس کے کرنے والے کی طرح ہے۔ اللہ پر حق ہے اس بات کا کہ وہ اسے بھی اس میں مبتلا کرے اور جس نے کسی مومن کو کسی جرم کا عار دلایا یوں وہ دنیا سے جانے سے پہلے اس کا ارتکاب کرے گا اور اس کی وجہ سے رسوا ہو گا۔ (اسی معنی کی ایک روایت ترمذی میں ہے ۲۵۰۵ نمبر پر حدیث غریب ہے لیس اسنادہ متصل)

فوائد: فقیہ فرماتے ہیں: مومن نہ تو گناہ کا قصد کرتا ہے اور نہ جان بوجھ کر کرتا ہے اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ [الحجرات: ۷]

''اور کفر فسق اور عصیان سے تم کو نفرت دے دی''۔

اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ مومنین کے نزدیک معصیت مبغوض ہے تو مومن جان بوجھ کر معصیت نہیں کرتا لیکن غفلت کی حالت میں اس کا ارتکاب اس سے ہو جاتا ہے تو جب وہ توبہ کر لے تو اس پر اسے عار دلانا جائز نہیں۔

توبہ کے بعد گناہ ختم ☆

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور حفاظت کرنے والے فرشتوں نے اس کے جو برے اعمال لکھے ہوتے ہیں وہ ان سے بھلا دیتے ہیں اور زمین کی اس جگہ کو بھی بھلا دیتے ہیں اور آسمان کی جگہ کو بھی

تا کہ وہ قیامت کے دن آئے تو کوئی بھی چیز اس پر گواہ نہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخلوق کی تخلیق سے چار ہزار سال قبل سے عرش کے گرد لکھا ہوا ہے:

﴿وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی﴾ [طٰہٰ ۸۲]

''جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے اور اعمال صالح کر کے ہدایت یافتہ ہو جائے تو میں اسے معاف کرنے والا ہوں۔''

باب: ۱۰

توبہ کے بیان میں دوسرا باب

باب التوبۃ (۲)

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کے دروازہ کا ذکر کیا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول توبہ کا دروازہ کیا ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: توبہ کا دروازہ مغرب کے پیچھے ہے اس کے سونے کے دو کواڑ ہیں کہ جن پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہیں۔ دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے کہ جسے تیز رفتار گھوڑے سے پار کیا جائے۔ جب سے اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اس وقت سے لے کر اس دن کی صبح تک کہ جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا یہ دروازہ کھلا ہوا ہے۔ جو بندہ بھی اللہ کے دربار میں توبہ نصوح کرتا ہے تو اس کی توبہ اس دروازے سے داخل ہوتی ہے۔ حضرت معاذ بن جبل نے پوچھا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا اے اللہ کے رسول توبہ النصوح کیا ہے؟ فرمایا کہ بندہ اپنے گناہ پر پشیمان ہو اور اللہ سے دوبارہ نہ کرنے کا عہد کرے۔ پھر سورج اور چاند اس دروازہ میں غروب ہوں گے۔ پھر دونوں کواڑ باہم مل جائیں گے تو ایسے ہو جائے گا جیسے کوئی شگاف نہ تھا۔ اس وقت کسی بندے کی توبہ قبول نہ ہو گی اور نہ اس کی کوئی نیکی اس کے لیے سود مند ہو گی جسے اس نے اسلام کی حالت میں کیا ہو۔ ہاں مگر وہ جو پہلے ہی سے محسن اور نیکوکار ہو۔ کیونکہ عمل تو اس سے پہلے بھی جاری وساری تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ کا یہی مفہوم ہے۔

﴿یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْۤ اِیْمَانِهَا خَیْرًا﴾ [سورۃ الانعام ۱۵۷]

''جس دن آئے گی ایک نشانی تیرے رب کی کام نہ آئے گا کسی کے اس کا ایمان اس کو جو کہ پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں بھلائی نہ کی تھی''

توبۃ النصوح ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد دوبارہ گناہ نہ کرے۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں: کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور ہر کسی کی توبہ قابل قبول ہے' سوائے تین بندوں کے:

① ابلیس جو کہ کفار کا سردار ہے۔

② قابیل بن آدم جو کہ غلط کاروں کا سردار ہے۔

③ وہ شخص جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو۔

فرماتے ہیں توبہ کا دروازہ توبہ کرنے والوں کے لیے کھلا ہے جو کہ مغرب کی جانب سے چالیس سال کی مسافت پر ہے۔ جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوتا اس وقت تک بند نہ ہوگا۔

توبہ صبح وشام پکارتی ہے ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: توبہ ہوا میں معلق ہے صبح وشام پکارتی ہے بھاگتی نہیں۔ جو مجھے گلے لگائے گا اسے عذاب نہ ہوگا۔ ہمیشہ وہ یونہی رہتی ہے حتی کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔ جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو اٹھ جائے گی۔

فوائد ☆ ان احادیث میں توبہ کی ترغیب ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی مؤمنین کو توبہ کی طرف بلایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

[سورۃ النور: ۳۱]

''اے مؤمنو! تم سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

یعنی تاکہ تم اس کے عذاب سے بچ جاؤ اور اس کی رحمت حاصل کرلو۔ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ توبہ ہر بھلائی کی کنجی ہے اور مومن کی فلاح توبہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو توبہ کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا تُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾

''اے ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں پکی توبہ کرو۔''

پھر ان کے لیے توبہ میں جو اعزاز و اکرام ہے اسے بیان کیا:

﴿عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ﴾

''یعنی تمہارے گناہوں کو بخش دے۔''

﴿وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ [التحریم: ۸]

یعنی تمہیں آخرت میں ایسے باغات عطا کرے گا کہ جن کے کمروں، رہائش گاہوں اور درختوں کے نیچے سے نہریں بہتیں ہوں۔

اور بتایا کہ اللہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً﴾

جو لوگ کبیرہ گناہ کرتے ہیں۔''

﴿أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ﴾

''یا صغیرہ گناہ کرتے ہیں۔''

یہاں اَوْ بمعنی واؤ ہے۔ معنی یہ ہے کہ جو صغیرہ اور کبیرہ دونوں قسم کے گناہ کرتے ہیں۔

﴿ذَكَرُوا اللَّهَ﴾ اور معصیت پر اللہ سے ڈرتے ہیں۔''

﴿فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا﴾

[آل عمران: ۱۳۵]

''پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے''۔

یعنی اپنے گناہوں پر ڈٹے نہیں رہتے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ گناہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ☆

حضرت سعید بن ابی بردہ اپنے والد اور دادا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے مغفرت اور توبہ کرتا ہوں۔

(مسلم ۲۷۰۲۔ ترمذی ۳۲۵۹۔ ابوداؤد ۱۵۱۵۔ ابن ماجہ ۳۸۱۵۔ احمد ۹۴۳۱، ۱۷۵۷۵، ۲۲۲۵۰، ۲۲۲۸۲۔ دارمی ۲۶۰۷)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ کی جناب میں توبہ کرو۔ میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم ۲۷۰۴ قریب قریب الفاظ آئے ہیں) تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم توبہ اور استغفار کر رہے ہیں حالانکہ آپ کے سابقہ اور آئندہ گناہ معاف کئے جا چکے ہیں تو وہ شخص جسے معلوم نہیں کہ اس کی مغفرت ہوگی یا نہیں وہ کیوں نہ ہر وقت توبہ کرے اور ہمیشہ اس کی زبان

استغفار میں کیوں نہ مشغول رہے۔

توبہ میں جلدی کیجیے ☆☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ عزوجل کے اس قول میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ﴾ [القیامۃ: ۵]

اپنے گناہوں کو مقدم اور توبہ کو مؤخر کرتا ہے کہتا ہے میں توبہ کرلوں گا حتی کہ موت آ جاتی ہے اس شری حالت میں اور وہ اسی شر پر مرجاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسرفون ہلاک ہوئے۔ مسرف کہتے ہیں اس شخص کو کہ جو کہے میں عنقریب توبہ کرلوں گا۔ ہر انسان کو چاہئے کہ وہ ہر وقت توبہ کرے۔ حتی کہ جب موت آئے تو وہ تائب ہو کر مرے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ تو توبہ قبول کرنے والے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ﴾

[شوریٰ: ۲۵]

''اور وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے''۔

توبہ کیا ہے؟

یعنی جب وہ توبہ کرتے ہیں یا لوٹتے ہیں تو ان کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔ توبہ کہتے ہیں کہ اپنے گناہ پر پشیمان ہو دل سے، زبان سے استغفار کرے۔ اور دوبارہ نہ کرنے کا عہد کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے کہا ((استغفر الله العظيم الذی لا اله الّا هو الحی القيوم واتوب اليه)) تین مرتبہ تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ ((یہ حدیث موقوف ہے۔ معروف حدیث یہ ہے۔

من قال سبحان الله وبحمده فی یوم مرة حطت خطاياه وان كانت مثل زبد البحر (ترمذی ۳۴۶۶۔ احمد ۱۰۲۰۶))

حضرت ابو قلابہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو ملعون قرار دیا تو اس نے مہلت طلب کی اور اسے مہلت دی تو کہنے لگا۔ جب تک بندے کی جان نہ نکل جائے گی تیری عزت کی قسم میں اس کے سینے سے نہ نکلوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں اپنے بندے سے توبہ کو دور نہ کروں گا۔

حتی کہ وہ مر جائے۔

اللہ کی رحمت اور اپنے بندوں پر مہربانی دیکھئے کہ انہیں ان کے گناہوں کے باوجود مؤمنین کے لقب سے نوازا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النور: ۳۱]

''اے ایمان والو تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ''۔

اور توبہ کے بعد ان سے محبت کی بابت ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ [البقرہ: ۲۲۲]

''یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں پاک صاف رہنے والوں سے''۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (ابن ماجہ: ۴۲۵۰)

توبہ کب تک؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے کسی آدمی نے کہا میں نے گناہ کیا ہے تو حضرت علی نے فرمایا اللہ سے توبہ کر پھر دوبارہ گناہ نہ کر۔ کہنے لگا کہ میں نے کیا پھر دوبارہ کیا۔ فرمایا اللہ سے توبہ کر اور دوبارہ نہ کر۔ کہنے لگا کہ میں نے سہ بارہ کیا فرمایا اللہ سے توبہ کر اور دوبارہ نہ کر۔ کہنے لگا کب تک؟ فرمایا جب تک شیطان تھک نہ جائے۔

حضرت مجاہد اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ﴾ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جَهَالَة سے مراد جان بوجھ کر ہے۔

﴿ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ﴾ [النساء: ۱۷]

''فرمایا کہ موت کے علاوہ ہر چیز قریب ہے''۔

رحمتِ خداوندی ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ میں نے گناہ کیا یا کہتا ہے کہ میں نے گناہ کیا مجھے معاف فرما دیجئے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بندے نے گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا رب اس کے گناہ کو معاف کرتا ہے اور پکڑ بھی کر سکتا ہے تو میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ (امام احمد ۷۶۰۷)

یہ سب محمدﷺ کی امت کیلئے ہے۔ جب کہ گزشتہ امتوں سے جب کوئی گناہ سرزد ہوجاتا تو حلال چیز حرام ہو جاتی اور جب کوئی گناہ کرتا تھا تو اس کے دروازے پر یا جسم پر لکھا جاتا تھا کہ فلاں بن فلاں نے فلاں گناہ کیا اور اسکی توبہ یہ ہے۔ اس امت پر معاملہ اللہ نے آسان کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء: ۱۱۰]

''اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا اور بڑی رحمت والا پائے گا''۔

تو مسلمان کو چاہیے کہ وہ صبح و شام توبہ کرے۔

جو توبہ نہ کرے وہ ظالم ☆

حضرت مجاہد فرماتے ہیں جو صبح و شام توبہ نہ کرے تو وہ ظالم ہے۔ بندے کو چاہیے کہ وہ ہر وقت توبہ کرے اور پانچ نمازوں کی پابندی کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کو بندوں کے کبیرہ گناہوں کے علاوہ تطہیر قرار دیا ہے۔

نماز...... کفارۂ ذنوب ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول باغ میں مجھے ایک عورت ملی تو اسے میں نے اپنے پاس بلا لیا۔ اس کا بوسہ لیا اور زنا کے علاوہ سب کچھ کیا۔ ایک لحہ آپ ﷺ خاموش رہے پھر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ﴾

''یعنی اللہ کے لیے دن کے اطراف یعنی فجر، ظہر، عصر کی نماز پڑھے اور ﴿زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ﴾ یعنی مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے۔''

﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾

''یعنی یہ پانچ نمازیں انکے درمیان کے گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں جو کبائر کے علاوہ ہوں۔''

﴿ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾ [هود: ۱۱۴]

''یہ توبہ کرنے والوں کیلئے توبہ ہے۔'' آپ ﷺ نے اسے بلایا اور یہ آیت پڑھی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے اللہ کے رسول کیا یہ اسی کے لیے خاص ہے یا سب کے لیے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں سب کے لیے ہے۔ (بخاری شریف ۵۲۶، ۴۶۸۷۔ مسلم ۲۷۶۳۔ ترمذی ۳۱۱۲، ۳۱۱۴۔ ابن ماجہ ۱۳۹۸، ۴۲۵۴۔ احمد ۱/ ۴۰۹۶، ۳۶۶۱، ۴/ ۲۳۴، ۴۰۶۴، ۹۶، ۲۱/ ۲۲۵۹۴)

شیطان کا واویلا ☆

حضرت حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر آدمی پر دو فرشتے مقرر ہیں۔ صاحب یمین صاحب شمال کا امین ہے۔ جب بندہ کوئی برا کام کرتا ہے تو صاحب شمال کہتا ہے میں اسے لکھ لوں؟ تو وہ کہتا ہے اسے چھوڑو جب تک کہ پانچ گناہ نہ کر لے۔ جب وہ پانچ کر لیتا ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ کیا میں لکھ لوں؟ فوراً کہتا ہے ابھی ٹھہرو اسے نیکی کرنے دو۔ جب وہ کوئی نیک کام کرتا ہے تو صاحب یمین کہتا ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایک نیکی کا بدلہ دس مثل ہے تو آیئے ہم پانچ کے بدلے میں پانچ گناہوں کو مٹا دیں اور پانچ نیکیاں لکھ دیں تو شیطان چیختا ہے اور کہتا ہے میں ابن آدم کو کیسے پکڑوں۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات عشاء کی نماز کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ باہر نکلا کہ ایک عورت راستے میں کھڑے کہہ رہی تھی اے ابو ہریرہؓ میں نے بہت بڑا گناہ کیا کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ تو میں نے پوچھا کیا گناہ کیا ہے؟ کہنے لگی میں نے زنا کیا اور اپنے ولد الزنا کو قتل کر ڈالا۔ تو میں نے کہا تو ہلاک ہوئی اور ہلاک کیا۔ بخدا تیرے لیے توبہ نہیں۔ فرماتے ہیں کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی اور میں چلا گیا پھر میں نے دل میں سوچا کہ میں نے فتویٰ لگا دیا جب کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ہیں؟ صبح کے وقت میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور کہا اے اللہ کے رسول گذشتہ رات ایک عورت نے مجھ سے یوں یوں پوچھا اور میں نے اسے یہ جواب دیا۔ تو آپ ﷺ نے کہا: ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ اے ابو ہریرہؓ تو ہلاک ہوا اور تو نے ہلاک کیا۔ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو اس آیت سے کیا ناواقف تھا:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ...... فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [الفرقان: ٦٨، ٧٠]

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی پرستش نہیں کرتے اور نہیں قتل کرتے اسے جسے اللہ نے منع فرما دیا ہے مگر جس کا قتل حق پر ہو اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ جا پڑا گناہ میں اسے قیامت کے دن دگنا عذاب ہو گا اور خوار ہو کر اس میں پڑے رہے گا مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور کچھ نیک کام کیا تو اللہ تعالیٰ

ایسے لوگوں کی برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

فرماتے ہیں میں آپ ﷺ کے پاس سے گیا اور میں مدینہ کی گلیوں میں دوڑ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کون مجھے اس عورت کا بتائے گا کہ جس نے گزشتہ رات مجھ سے یوں پوچھا تھا جب کہ بچے کہہ رہے تھے ابو ہریرہؓ پاگل ہو گئے۔ جب رات ہوئی تو اس سے اسی جگہ ملا اور میں نے اللہ کے رسول کی بات بتلائی کہ اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہے۔ اس نے خوشی سے چیخ ماری اور کہنے لگی میرا ایک باغ ہے میں نے اسے اپنے گناہ کے کفارہ کے طور پر مساکین کے لیے صدقہ کیا۔ (تفسیر طبری ۲۷/۱۹)

تشریح آیت ☆

اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ...... فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [الفرقان: ۶۸، ۷۰]

بعض کا کہنا ہے کہ بندہ جب کسی گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اسکے گزشتہ گناہ نیکیاں بن جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب بندہ اپنا نامہ اعمال دیکھے گا تو اس کے ابتداء میں گناہ اور آخر میں نیکیاں پائے گا۔ پھر جب نامہ اعمال کے ابتداء کی طرف پلٹے گا تو سب کی سب نیکیاں پائے گا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ رسول اللہ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں اور یہی ارشاد باری تعالیٰ کا معنی ہے: ﴿فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾ یعنی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے کہ برے عمل سے نیک عمل کی طرف پھیر دیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے برے اعمال کی جگہ نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمادیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [الفرقان: ۷۰]

میرے بھائی یقین کرلو کہ کفر سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ﴾ [الانفال: ۳۸]

"یعنی اگر کفر سے باز آجائیں تو ان کے لیے توبہ کی گنجائش ہے۔"

تو اس کے علاوہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔

توبہ......چاہے گناہ کس قدر ہی بڑا کیوں نہ ہو☆

حضرت حسن حضور ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اس قدر گناہ کرے کہ زمین وآسمان کے درمیان کا حصہ بھر جائے پھر اللہ سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ (ابن ماجہ ۴۲۴۸)

وعدۂ خداوندی ☆

حضرت یزید رقاشی سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے منبر رسول ﷺ پر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: بشر میں سے سب سے زیادہ معزز شخصیت حضرت آدم علیہ السلام قیامت کے دن تین گناہوں کی معافی کے درخواستگار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔ اے آدم! اگر میں جھوٹوں پر لعنت نہ کرتا اور جھوٹ کو مبغوض نہ کرتا اور اس پر ڈراتا نہ ﴿وَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾[السجدہ: ۱۳] تو آج آپ کی تمام اولاد پر میں رحم کھاتا۔ اے آدم میں آپ کی اولاد میں سے کسی کو جہنم میں داخل نہ کرتا اور نہ اسے جہنم میں عذاب دیتا مگر یہ کہ جس کے بارے میں مجھے علم ہو کہ اگر اسے میں دنیا میں بھیج دوں تو یہ دوبارہ وہی برائی کرے جو پہلے کرتا رہا۔ پھر توبہ بھی نہ کرے۔ اے آدم میں نے آپ کو اپنے اور آپ کی اولاد کے درمیان حکم بنایا ہے۔ لہٰذا ان کے پاس کھڑے ہو جایئے اور دیکھئے جو آپ کی طرف ان کے اعمال آئے ہیں۔ جس کے ایک مثقال بھی راجح ہوں تو اس کے لیے جنت ہے۔ یہ اس لیے کہ تا کہ آپ جان لیں کہ میں جہنم میں صرف ظالم ہی کو داخل کروں گا۔

دیوان تین ہیں ☆

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا دیوان تین ہیں:

① دیوان جسے اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمائیں گے۔

② دیوان کہ جسے معاف فرمادیں گے۔

③ دیوان جس کا کچھ نہ چھوڑیں گے۔ وہ دیوان کہ جس کو معاف نہ فرمائیں گے وہ شرک باللہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾ [المائدہ: ۷۲]

''بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شریک قرار دے گا اس پر اللہ تعالیٰ جنت کا داخلہ حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے''۔

باقی رہا وہ دیوان کہ جسے اللہ معاف فرمادیں گے وہ بندے کا اپنی ذات پر ظلم ہے اس میں کہ

جو اس کے اور رب کے درمیان ہے۔ وہ دیوان کے جس میں اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑیں گے وہ بندوں کا باہم ظلم ہے۔ (امام احمد ۲۴۸۳۸)

انصاف باری تعالیٰ ☆

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حق داروں کو ان کے حقوق دے دیئے جائیں گے۔ حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے قصاص دلوایا جائے گا۔ (مسلم ۲۵۸۲۔ ترمذی ۲۴۲۰۔ احمد ۶۹۰۶، ۷۶۵۵، ۸۹۶۵)

فوائد ☆ بندے کو چاہئے کہ وہ مقابل کو رضامند کرنے کی کوشش کرے اور جب گناہ اسکے اور اللہ کے درمیان ہو تو اللہ تعالیٰ رحیم ہیں جب مغفرت طلب کی جائے تو وہ معاف فرماتے ہیں اور جب گناہ بندے اور دیگر بندوں کے درمیان ہو تو لامحالہ اس کا مطالبہ ہوگا اور استغفار سودمند نہ ہوگا اور نہ ہی توبہ جب تک کہ خصم راضی نہ ہوا گر وہ دنیا میں راضی نہ ہوا تو قیامت کے دن اسکی نیکیوں میں سے لے گا۔

مفلس کون ☆

جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میری امت میں سے مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا مفلس ہم میں سے وہ ہے کہ جس کے پاس نہ درہم ہو، نہ دینار اور نہ کوئی ساز و سامان۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا مفلس وہ ہے کہ جو قیامت کے دن نماز، روزہ لائے گا اور اس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی۔ کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا، اس کا بدلہ اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ جب اسکی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور اسکے ذمے حقوق ختم نہ ہوں گے تو مظلومین کے گناہ اسے دیئے جائیں گے پھر اسے جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ (مسلم ۲۵۸۱۔ ترمذی ۲۴۱۸۔ حدیث حسن صحیح۔ امام احمد ۷۶۸۶) اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں توبہ کی توفیق دے اور اس پر ثابت قدم رکھے۔

عمل سے زیادہ مشکل ثابت قدمی ہے ☆

کیونکہ توبہ پر ثابت قدم رہنا توبہ سے زیادہ مشکل ہے۔ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس بات سے بچو کہ کوئی نیکی کا کام کر کے اسے چھوڑ دو کیونکہ کوئی ایسا نہیں کہ جو توبہ کر کے پھر گناہ کرے اور کامیاب ہو جائے توبہ کرنے والے کو چاہئے کہ اپنی موت اپنے سامنے رکھے تا کہ توبہ پر ثابت قدم رہے اور گزشتہ گناہوں کی فکر کرے اور کثرت سے استغفار کرے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور جو توبہ کی توفیق بخشی اس پر بھی اور قیامت کے دن کے ثواب کی فکر کرے۔ کیونکہ جو آخرت کے ثواب کی فکر کرتا ہے۔ نیکیوں میں رغبت کرتا ہے اور جو عذاب کی فکر کرتا ہے گناہوں سے کنارہ کشی کرتا ہے۔

صحفِ موسیٰؑ ☆

حضرت ابو ذر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ہمیں صحف موسیٰ کی تعلیمات کے بارے میں بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چھ کلمات ہیں:

① مجھے تعجب ہے اس پر کہ جسے جہنم کا یقین ہے پھر وہ کیسے ہنستا ہے؟

② تعجب ہے اس پر کہ جسے حساب کا یقین ہے کہ وہ کیسے برائیاں کرتا ہے؟

③ تعجب ہے اس پر کہ جسے تقدیر پر یقین ہے وہ کیسے کوشش کر کے تھکتا ہے؟ ایک روایت میں ہے کہ پھر وہ کیوں غمگین ہوتا ہے۔

④ تعجب ہے اس پر کہ جو دنیا اور اس کے اہل کے الٹنے پلٹنے کو دیکھتا ہے پھر اس پر مطمئن ہوتا ہے۔

⑤ تعجب ہے اس پر کہ جسے جنت کا یقین ہے پھر وہ نیکیاں نہیں کرتا۔ ((لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ))

گویا......امام بن گیا ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک دن وہ کوفہ کے مضافات میں گزر رہے تھے کہ ایک جگہ فساق لوگ اکٹھے تھے اور شراب نوشی کر رہے تھے۔ ان میں ایک گویا تھا جس کا نام زاذان تھا۔ وہ بانسری بجا رہا تھا اور گانا گا رہا تھا۔ اس کی آواز خوبصورت تھی۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے کان میں اس کی آواز پڑی تو فرمایا یہ آواز کتنی خوبصورت ہے اگر اس سے قرآن کی تلاوت کی جائے اور سر پر چادر لی اور چل دیے۔ زاذان نے جب سنا تو پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ آپؐ کے صحابی ہیں۔ کہنے لگا کیا کہہ رہے تھے؟ لوگوں نے کہا کہہ رہے تھے کتنی خوبصورت آواز ہے اگر قرآن کی تلاوت کے لیے ہوتی تو اس پر ہیبت طاری ہوگئی کھڑا ہوا بانسری زمین پر پٹخ کر توڑ ڈالی اور تیزی سے نکلا اور حضرت عبداللہ کو جالیا اور رومال اپنی گردن میں ڈالا اور حضرت عبداللہ کے سامنے رونے لگا حضرت عبداللہ نے اسے گلے لگا لیا اور دونوں رونے لگے پھر حضرت عبداللہ نے کہا میں اس سے کیوں نہ محبت کروں کہ اس سے اللہ بھی محبت کرتا ہے؟ اس نے گناہوں سے توبہ کی اور حضرت عبداللہ کے ساتھ رہنے لگا۔ حتیٰ کہ اس نے قرآن سیکھا اور قرآن کا کچھ حصہ یاد کیا اور علم حاصل کیا۔ حتیٰ کہ علم میں امام بن گئے۔ بہت سی احادیث انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہیں۔

بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت کا واقعہ ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے سنا کہ بنی اسرائیل میں ایک

فاحشہ عورت تھی جو لوگوں کو اپنے حسن کی وجہ سے اپنے اوپر مفتون کرتی ۔ اس کے گھر کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا ۔ جو بھی اس کے گھر کے آگے سے گزرتا اسے دروازے کے سامنے تخت پر بیٹھا دیکھتا ۔ جو بھی اسے دیکھتا عاشق ہو جاتا ۔ جب اندر داخل ہونا چاہتا تو دس دینار یا زیادہ حاضر کرنا ضروری ہوتا ۔ پھر وہ اندر داخل ہونے کی اجازت دیتی ۔ ایک دن ایک عابد وہاں سے گزرا تو اس کی نگاہ گھر پر پڑی اور وہ تخت پر بیٹھی ہوئی تھی تو وہ اس پر عاشق ہو گیا ۔ وہ زاہد نفس سے لڑتا رہا اور اللہ سے دعا کرتا رہا کہ اللہ اس کے دل سے اس کی محبت کو زائل کر دے ۔ لگاتار اپنے نفس پر مشقت ڈالتا رہا ۔ حتی کہ اس نے گھر کا سامان بیچا اور جس رقم کی ضرورت تھی انہیں اکٹھا کیا اور اس کے دروازے پر آیا اور اس نے ان کو اس کے وکیل کے سپرد کرنے کا حکم دیا اور اپنی آمد کا ایک وقت مقرر کیا ۔ اس وقت میں وہ اس کے پاس آیا وہ بن سنور کر اپنے گھر میں تخت پر بیٹھی تھی ۔ عابد اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ تخت پر بیٹھ گیا جب اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اور پھیلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا تدارک اپنی رحمت اور اس کی سابقہ عبادت سے کیا ۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ اس حالت میں مجھے اپنے عرش پر دیکھ رہا ہے ۔ میں حرام کام میں مبتلا ہوں جب کہ میرے سارے اعمال باطل ہو جائیں گے ۔ اس پر ہیبت طاری ہو گئی ۔ اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور رنگ بدل گیا ۔

جب عورت نے اس کا بدلا ہوا رنگ دیکھا تو کہنے لگی تمہیں کیا ہوا؟ کہنے لگا مجھے اپنے رب سے ڈر لگتا ہے مجھے جانے کی اجازت دو کہنے لگی تیرا ناس ہو بہت سے لوگ تو اس چیز کی تمنا کرتے ہیں کہ جسے تو نے پا رکھا ہے تو کس چیز کو چاہتا ہے؟ اس نے عورت سے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں ۔ جو مال میں نے تجھے دیا ہے وہ تیرے لیے حلال ہے مجھے جانے کی اجازت دو ۔ اس نے اس سے کہا لگتا ہے تو نے یہ کام کبھی نہیں کیا کہنے لگا نہیں ۔

تو عورت نے کہا تو کہاں سے آیا ہے؟ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ فلاں قصبے سے ہے اور اس کا نام یہ ہے ۔ تو اس نے اسے جانے کی اجازت دے دی ۔ وہ واویلا کرتے ہوئے اس کے پاس سے گیا اور اپنے آپ پر روتا رہا اور اپنے سر پر خاک ڈالتا رہا ۔ اس عابد کی برکت سے عورت پر ہیبت طاری ہو گئی ۔ اس نے اپنے دل میں کہا اس شخص نے یہ گناہ پہلی مرتبہ کیا اور اس پر اسے اتنا خوف ہوا ۔ میں تو یہ گناہ کئی سال سے کر رہی ہوں ۔ جس رب سے یہ ڈرتا ہے وہی میرا رب ہے ۔ مجھے چاہئے کہ میں زیادہ ڈروں ۔ اس نے توبہ کر لی اور لوگوں سے اپنا دروازہ بند کر دیا اور پرانے کپڑے پہن لیے اور عبادت میں لگ گئی ۔ جب تک اللہ نے چاہا وہ عبادت کرتی رہی ۔ اپنے دل میں کہنے لگی اگر میں اس شخص تک پہنچ گئی تو شاید کہ وہ مجھ سے نکاح کرے تو میں اس کے پاس رہوں ۔ تو میں اس سے دین کا علم حاصل کروں اور وہ اللہ کی عبادت میں میرا معاون ہو ۔ چنانچہ اس نے تیاری کی اور

اپنے ساتھ مال واسباب اور خدام لیے اور اس بستی تک جا پہنچے اور اس کے بارے دریافت کیا عابد کو بتایا گیا کہ ایک عورت آئی ہے اور آپ کا پوچھ رہی ہے تو عابد اس کی طرف گیا جب عورت نے اسے دیکھا تو اپنے چہرے سے پردہ ہٹایا تا کہ وہ اسے پہچان لے چنانچہ عابد نے اسے دیکھ کر چہرے سے پہچان لیا اور اسے اس کے اور اپنے درمیان والا معاملہ یاد آ گیا۔ اس نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح نکل گئی۔ جب کہ عورت غم زدہ تنہا رہ گئی اور کہنے لگی اس کی خاطر میں آئی تھی اور یہ مر گیا کیا اس کا کوئی رشتہ دار ہے کہ جو عورت کا محتاج ہو؟ تو لوگ کہنے لگے کہ اس کا ایک صالح بھائی ہے لیکن اس کے پاس مال نہیں۔ کہنے لگی کوئی حرج نہیں میرے پاس اتنا مال ہے کہ جو اسے بے نیاز کر دے گا۔ اس کا بھائی آیا اور اس نے شادی کر لی۔ اس سے سات بچے پیدا ہوئے اور سب کے سب بنی اسرائیل کے انبیاء بنے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (کسی فاحشہ عورت سے انبیاء علیہم السلام کی ولادت اگرچہ وہ تائب ہو جائے محل نظر ہے اور نصوصِ صریحہ کے مخالف بھی!)۔

باب: ۱۱

حقوقِ والدین

والدین کی ناراضگی ربّ کی ناراضگی ☆

فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس مؤمن کے والدین ہوں اور وہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اور کوئی ایک اس سے ناراض ہو تو اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ راضی ہو جائے۔ پوچھا گیا اگرچہ وہ ظالم ہو۔ کہا ہاں اگرچہ ظالم ہی کیوں نہ ہو۔

یہی حدیث مرفوع طور پر بھی کچھ زیادتی کے ساتھ مروی ہے کہ وہ ان دونوں کے ساتھ اگر برا سلوک کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے جہنم کے دروازے کھول دیتا ہے اگر ایک کے ساتھ کرے تو ایک دروازہ۔

موسیٰ علیہ السلام کو وصیتِ خداوندی ☆

مصنف فرماتے ہیں کہ حضرت عطا سے مروی ہے کہ موسیٰ نے کہا اے اللہ مجھے نصیحت فرمائیے تو ارشاد ہوا۔ میں تجھے اپنی ذات کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر کہا: اے اللہ مجھے وصیت فرمائیے پھر ارشاد ہوا کہ میں تجھے تیری ماں کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر کہا مجھے وصیت فرمائیے۔ ارشاد ہوا میں تجھے تیری ماں کی وصیت کرتا ہوں پھر کہا اے اللہ مجھے وصیت فرمائیے۔ ارشاد ہوا میں تجھے تیرے باپ کی وصیت کرتا ہوں۔

خدمتِ والدین جہاد سے افضل ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میں

جہاد میں جانا چاہتا ہوں آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے والدین زندہ ہیں کہنے لگا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور ان کی خدمت کرو۔ (بخاری ۳۰۰۴،۵۹۷۲۔ مسلم ۲۵۴۹۔ ترمذی ۱۶۷۱۔ نسائی ۳۰۵۲۔ ابوداؤد ۲۵۲۹۔ احمد ۶۲۵۷، ۶۴۷۴، ۶۵۲۰، ۶۵۶۲، ۶۷۶۵)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا اللہ کی راہ میں جہاد سے افضل ہے اس لیے کہ آپ نے جہاد کے چھوڑنے اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم فرمایا اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ جب تک آدمی کو اس کے والدین اجازت نہ دیں اس کے لیے جہاد میں جانا جائز نہیں۔ جب تک کہ اذن عام نہ ہو اور والدین کی اطاعت جہاد کی طرف جانے سے افضل ہوگی۔

حسن سلوک کے زیادہ مستحق کون ☆

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد اور دادا سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں پھر پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں پھر پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں پھر پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیرا باپ پھر قریبی رشتہ دار جو زیادہ قریبی ہو۔ (بخاری ۵۹۷۱۔ مسلم ۲۵۴۸۔ ابن ماجہ ۲۷۰۶، ۳۶۵۸۔ احمد ۷۹۹۴، ۸۷۲۰، ۸۸۵۰)

حضرت زید بن علی اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ کو اف سے کم درجے کی کسی نافرمانی کا علم ہو جاتا تو اس سے بھی روکتا۔ پس نافرمان جو چاہے عمل کرے وہ ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا اور فرمانبردار جو چاہے کرے وہ ہرگز جہنم میں داخل نہ ہوگا۔

فوائد ☆ فقیہ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں خدمت والدین کو بیان نہ فرماتے اور اسکی وصیت اور حکم نہ فرماتے تو پھر بھی عقل اس بات کی مقتضی تھی کہ ان کی حرمت واجب ہو اور عقلمند پر لازم تھا کہ وہ انکی خدمت کرے اور انکے حقوق کو ادا کرے۔ کیوں نہ ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام کتب میں اس کو بیان فرمایا تورات میں، انجیل میں، زبور میں اور فرقان حمید میں اور تمام کتابوں میں اس کا حکم دیا اور تمام انبیاء کی طرف وحی کی اور انہیں والدین کی تعظیم و احترام اور انکے حقوق پہچاننے کا حکم دیا اور اپنی رضا کو والدین کی رضا قرار دیا اور اپنی ناراضگی کو ان کی ناراضگی پر محمول کیا۔ کہا جاتا ہے تین آیات تین آیات کے ساتھ مل کر نازل ہوئیں ایک کو دوسری کے بغیر اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے:

① ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ [البقرہ: ۴۳]

''پس جس نے نماز پڑھی لیکن زکوۃ ادا نہ کی تو اس کی نماز قابل قبول نہیں۔''

④ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾[المائدہ: ۹۲]

''جس نے اللہ کی اطاعت کی اور رسول کی اطاعت نہ کی تو اس کی اطاعت قابل قبول نہیں۔''

③ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَنِ اشْكُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْكَ﴾ [لقمان: ۱۴]

''کہ تو میری اور اپنے والدین کی شکر گزاری کیا کر''۔

''جس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور والدین کا شکر ادا نہ کیا تو وہ قابل قبول نہیں۔''

اس پر دلیل یہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کی لعنت ان کی اولاد کی جڑ کو کاٹ دیتی ہے جب وہ نافرمانی کرے۔ جس نے اپنے والدین کو راضی کیا سو اس نے اپنے خالق کو راضی کیا جس نے اپنے والدین کو ناراض کیا پس اس نے اپنے خالق کو ناراض کیا۔ جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو پایا اور انکی فرمانبرداری نہ کی تو وہ جہنم میں داخل ہوگا اور اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔

افضل عمل ☆

آپ ﷺ سے پوچھا گیا: سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا پھر والدین کی فرمانبرداری کرنا، پھر اللہ کی راہ میں جہاد۔

(بخاری ۵۳۴ـ مسلم ۸۵ـ نسائی ۶۰۷ـ احمد ۳۷۷۶ـ دارمی ۱۱۹۷)

والدین کا ادب ☆

حضرت فرقد ا سنجی فرماتے ہیں: میں نے کسی کتاب میں پڑھا کہ جب والدین موجود ہوں تو اولاد کے لیے ان کی اجازت کے بغیر بات کرنا جائز نہیں۔ نہ ان کے آگے چلے نہ دائیں، نہ بائیں مگر جب وہ اسے بلائیں تو پھر ان کی پکار کا جواب دیں۔ پیچھے چلے جیسے غلام آقا کے پیچھے چلتا ہے۔ (امام بخاری نے الادب المفرد میں صفحہ ۱۰ پر ذکر کیا ہے)

حضرت ابوہریرہؓ نے دو آدمیوں کو دیکھا ایک سے کہا ان کا آپ سے کیا تعلق ہے؟ کہنے لگا میرے ابا ہیں تو فرمایا انہیں نام لے کر مت بلاؤ نہ ان کے آگے چلو اور نہ ان کے مقابل بیٹھو۔

کیا میں نے حق ادا کر دیا؟

منقول ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول میری والدہ

بڑھاپے کی وجہ سے اپاہج ہو گئی ہیں میں انہیں اپنے ہاتھ سے کھلاتا پلاتا ہوں اور اپنے کندھے پر اٹھاتا ہوں کیا میں۔ نے انکا حق ادا کر دیا۔ فرمایا: نہیں۔ ایک فیصد بھی نہیں لیکن تو نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اللہ تجھے تھوڑے کا زیادہ بدلہ دے گا۔

ملعون کون؟

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ الحکمۃ میں لکھا ہے۔ جس نے والد پر لعنت کی وہ ملعون ہے؟ جس نے ماں پر لعنت کی وہ ملعون ہے۔ جس نے راستے سے روکا یا اندھے کو راستے سے بھٹکایا وہ ملعون ہے جس نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا وہ ملعون ہے۔ جس نے اپنی اور غیر کی زمین کی حد بندی کو بدل ڈالا وہ ملعون ہے۔ یا علامات حرم کو لعن ابا لعن امہ یعنی ماں باپ کو لعنت کرنے کا معنی یہ ہے کہ کوئی ایسا عمل کرے کہ جس کی وجہ سے اسکے ماں باپ کو لعن طعن کیا جائے۔

والدین کو گالی دینا ☆

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ پوچھا گیا کہ والدین کو کیسے گالی دے سکتا ہے؟ فرمایا: کسی کے والد کو گالی دے تو وہ اس کی ماں یا باپ کو گالی دے۔

(بخاری ۵۹۷۳۔ مسلم ۹۰۔ احمد ۶۲۲۳، ۶۵۴۵، ۶۷۰۹، ۶۷۳۴)

زبان پر کلمہ جاری نہ ہوا ☆

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک نوجوان تھا جس کا نام علقمہ تھا۔ بہت محنتی اور بہت صدقہ کرنے والا تھا۔ وہ بہت زیادہ بیمار ہو گیا۔ اس کی بیوی نے آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرا خاوند حالت نزع میں ہے۔ تو میں نے آپ کو اس کی کیفیت سے واقف کرنا چاہا۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال اور حضرت علی، حضرت سلمان اور حضرت عمار سے کہا کہ علقمہ کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ کس حال میں ہے؟ چنانچہ وہ اس کے پاس گئے تو انہوں نے اس سے کہا لا الہ الا اللہ پڑھئے۔ چنانچہ اس کی زبان پر نہ آئے۔ پھر جب انہیں اس کی موت کا یقین ہونے لگا تو حضرت بلالؓ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تاکہ اس کے بارے میں بتائیں۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا اس کے والدین ہیں؟ تو بتایا گیا کہ والد تو وفات پا چکے البتہ بوڑھی والدہ ہیں۔ تو فرمایا: اے بلال علقمہ کی والدہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرا سلام پیش کرو اور ان سے کہو کہ اگر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ سکتی ہیں تو ٹھیک ورنہ یہیں رہے حضور ﷺ آپ کے پاس آ رہے ہیں۔ اسے بتایا تو وہ کہنے لگیں میری جان ان کی جان پر فداء مجھے جانا چاہئے۔ لاٹھی پکڑی اور چل پڑیں جب حضور ﷺ کے پاس آئیں تو سلام کیا اور آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور آپ ﷺ کے سامنے

بیٹھ گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ سچ بولئے گا اور اگر جھوٹ بولا تو وحی آ جائے گی۔ علقمہ کا حال کیسا تھا؟ کہنے لگیں اے اللہ کے رسول اتنی نمازیں پڑھتا اور اتنے روزے رکھتا اور سارے کے سارے درہم گنے بغیر صدقہ کر دیتا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہارا اور اس کا تعلق کیسا تھا؟ فرمانے لگیں اے اللہ کے رسول میں اس سے ناراض تھی۔ آپؐ نے پوچھا ایسے کیوں تھا؟ کہنے لگیں۔ وہ اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا اور بعض باتوں میں اس کی اطاعت کرتا اور میری نافرمانی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اس کی ماں ناراض ہوئی تو اس کی زبان لا الٰہ الا اللہ کی شہادت سے محروم ہو گئی۔ پھر حضرت بلالؓ سے کہا: جاؤ بہت ساری لکڑیاں جمع کرو تا کہ اسے میں آگ میں جلاؤں کہنے لگیں اے اللہ کے رسول! میرے بیٹے اور گوشہ جگر کو آپ میرے سامنے آگ میں جلائیں گے۔ میرا دل اس منظر کو کیسے برداشت کر پائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام علقمہ اللہ کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔ اگر آپ کو اس بات سے خوشی ہو کہ اللہ اسے معاف کر دے تو آپ اس سے راضی ہو جائیں۔ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے نہ اس کی نماز، نہ اس کا صدقہ اس کے لیے سودمند ہے جب تک تم اس سے ناراض ہو۔ اس نے ہاتھ اٹھائے اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول آسمانوں میں اللہ اور آپ ﷺ اور حاضرین گواہ رہیں کہ میں علقمہ سے راضی ہو گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بلال جاؤ اور دیکھو کیا علقمہ کی زبان لا الٰہ الا اللہ کہہ رہی ہے شاید کہ ام علقمہ رسول اللہ ﷺ سے حیا کرتے ہوئے دل کی بات نہ کہہ رہی ہو۔ حضرت بلال گئے جب دروازے تک پہنچے تو حضرت علقمہ کو لا الٰہ الا اللہ کہتے سنا۔ جب آئے تو کہنے لگے اے لوگو! ام علقمہ ناراض ہو گئی تو اس کی زبان کلمہ شہادت میں اٹک گئی اور وہ راضی ہوئیں تو چل پڑی۔ اور وہ اسی دن مر گئے آپ ﷺ تشریف لائے ان کے غسل تکفین کا حکم دیا اور نماز پڑھائی پھر ان کے سر پر کھڑے ہو کر فرمایا اے مہاجرین و انصار کے گروہ جس نے اپنی ماں پر بیوی کو ترجیح دی سو اس پر اللہ کی لعنت اس کے فرائض اور نوافل قابل قبول نہیں۔

(علامہ شوکانی نے اسے الفوائد المجموعہ صفحہ ۲۳۱ میں ذکر کیا ہے اور فرماتے ہیں: رواہ العقیلی عن عبداللہ بن ابی اوفی مرفوعًا وفی الاسناد متروک وکذاب ولہ طرق اخری)

تشریح آیت ☆

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾

یعنی آپ کے ربّ نے حکم دیا کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو یا اس کے علاوہ کسی کی توحید بیان نہ کرو۔ یعنی معصیت میں کسی کی اطاعت نہ کرو لیکن اللہ جو حکم دے اس پر عمل کرو اور

والدین کے ساتھ احسان کرو یعنی ان کے ساتھ فرمانبرداری اور نرمی والا معاملہ کرو۔

((اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ)) ''وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں ((اَحَدُھُمَا اَوْ کِلَاھُمَا)) والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں ((فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ)) ان کے سامنے گھٹیا بات مت کرو۔ یا معنی یہ ہے کہ جب والدین بوڑھے ہو جائیں اور وہ اپنے پیشاب پاخانہ میں محتاج ہو جائیں تو اس پر ناک مت چڑھاؤ، انہوں نے بھی بچپن میں تمہارے پیشاب پاخانے کو صاف کیا اور تمہاری بہت حفاظت ونگہبانی کی۔ ((وَلَا تَنْھَرْھُمَا)) ان کے سامنے سخت بات مت کرو۔ ((وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا)) بلکہ ان کے سامنے نرم بات کرو۔ ((وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ)) یعنی ان کے تابع اور ان کے آگے مہربان ہو جاؤ۔ ((وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا)) یعنی جب وہ فوت ہو جائیں تو ان کے لیے دعائے مغفرت کرو۔ یعنی اولاد پر لازم ہے کہ وہ زندگی میں والدین کا حق پہچانے اور موت کے بعد بھی کہ ہر نماز کے بعد ان کے لیے دعائے مغفرت کرے یا یہ معنی ہے کہ ان کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کرے۔

﴿کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا﴾ [بنی اسرائیل: ۲۳، ۲۴]

جیسے ان دونوں نے بچپن سے لے کر میرے جوان ہونے تک مجھے پالا پوسا تو انہیں میری طرف سے اس کا بدلہ مغفرت کی صورت میں دے۔

پانچ مرتبہ والدین کے لیے دُعا☆

ایک تابعی فرماتے ہیں جس نے ہر روز پانچ مرتبہ والدین کے لیے دعا کی چنانچہ اس نے ان کا حق ادا کر دیا۔ کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ﴾ [لقمان: ۱۴]

تو اللہ کا شکر تو یہ ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرے اور اس طرح والدین کا شکر یوں بجا لائے کہ ان کے لیے دن میں پانچ مرتبہ دعا کرے پھر فرمایا: ﴿رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِکُمْ﴾ یعنی اگر تم والدین کے فرمانبردار ہو تو اللہ ضرور تمہیں اس کا اجر دے گا۔

﴿فَاِنَّهٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا﴾ [بنی اسرائیل: ۲۵]

یعنی اگر تم نے ان کے حقوق میں کوئی کوتاہی کی تو توبہ کرو، کیونکہ اللہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

اولاد پر والدین کے حقوق☆

منقول ہے کہ اولاد پر والدین کے دس حقوق ہیں:

① جب ان میں سے کسی کو کھانے کی ضرورت ہو تو انہیں کھانا کھلائے۔

② اگر کپڑوں کی ضرورت ہو تو بقدر استطاعت کپڑے مہیا کرے۔ اللہ کے قول: ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ [لقمان: ١٥] کے بارے میں ایک حدیث میں آتا ہے۔ حسن معاشرت سے مراد یہ ہے کہ جب وہ بھوکے ہوں تو انہیں کھانا کھلائے اور جب کپڑوں کی ضرورت ہو تو کپڑے مہیا کرے۔

③ جب ان میں سے کسی کو خدمت کی ضرورت ہو تو ان کی خدمت کرے۔

④ جب وہ بلائیں تو فوراً حاضر ہو۔

⑤ جب وہ کسی کام کا حکم دیں تو تعمیل کرے بشرطیکہ کسی معصیت اور غیبت کا حکم نہ ہو۔

⑥ نرمی کے ساتھ بات کرے سخت انداز میں بات نہ کرے۔

⑦ ان کا نام لے کر انہیں نہ بلائے۔

⑧ ان کے پیچھے چلے۔

⑨ انکے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے کرے اور انکے لیے وہی ناپسند کرے جو اپنے لیے کرے۔

⑩ جب بھی دعا کرے تو ان کے لیے مغفرت کی دعا ضرور کرے نوح کے واقعہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ﴾ [نوح: ٢٨] "اے میرے رب میری مغفرت فرما اور میرے ماں باپ کی بھی"۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول منقول ہے:

﴿رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ [ابراهيم: ٤٠، ٤١]

"اے ہمارے رب میری مغفرت فرما دیں اور میرے ماں باپ کی بھی اور کل مؤمنین کی حساب قائم ہونے کے دن"۔

وفات کے بعد والدین کی رضا کیسے حاصل ہو☆

ایک صحابی فرماتے ہیں والدین کے لیے دعا نہ کرنا اولاد کی تنگی گزران کا سبب ہے۔ پوچھا گیا: کیا ان کی وفات کے بعد انہیں خوش کیا جا سکتا ہے؟ تو فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ انہیں تین چیزوں سے راضی کر سکتے ہیں:

① اولاد نیک ہو۔ کیونکہ اس کے صالح ہونے سے زیادہ کوئی چیز انہیں محبوب نہیں۔

② ان کے اعزہ واقرباء اور دوستوں سے صلہ رحمی کرے۔

③ ان کے لیے دعائے مغفرت کرے اور ان کی طرف سے صدقہ کرے۔

موت کے بعد بھی عمل ☆

حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل تین ذریعوں کے علاوہ سے منقطع ہو جاتا ہے:

① صدقہ جاریہ۔
② وہ علم جس سے فائدہ ہو۔
③ نیک اولاد جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔

(مسلم ۱۶۳۱۔ترمذی ۱۳۷۶۔نسائی ۳۵۵۱۔ابوداؤد ۲۸۸۰۔احمد ۸۴۸۹۔دارمی ۵۵۸)

وفات کے بعد حسن سلوک ☆

جن کے ساتھ تیرے باپ کا تعلق تھا ان کے ساتھ قطع تعلقی نہ کر اس سے تیرے نور کو جلاء ہو گی اور تیری محبت تیرے باپ کی محبت ہے۔ (الادب المفرد ص ۹)

آپ کا ارشاد ہے:

بنوسلمہ کا ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے والدین وفات پا چکے ہیں کیا مجھ پر ان کے ساتھ حسن سلوک باقی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ ان کے لیے دعائے مغفرت، ان کے وعدہ کو پورا کرنا، ان کے دوستوں کا اکرام، ان کے ساتھ صلہ کر جن کے ساتھ ان کی وجہ سے تعلق تھا۔

(ابوداؤد ۵۱۴۲۔۱۵۵۔ابن ماجہ ۳۶۶۴۔احمد ۱۵۴۷۹۔الادب المفرد صفحہ ۹)

باب : ۱۲

والد پر اولاد کے حقوق

والدین پر اولاد کے حقوق ☆

حضرت ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والدین پر اولاد کے تین حقوق ہیں:

① جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام اچھا رکھیں۔
② جب عقلمند ہوں تو انہیں کتاب اللہ کی تعلیم دیں۔
③ جب شادی کی عمر کو پہنچیں تو ان کی شادی کریں۔

ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس اپنے بیٹے کو لایا اور کہنے لگا میرا یہ بیٹا میری نافرمانی کرتا ہے۔

تو حضرت عمرؓ نے لڑکے سے کہا کیا تو اپنے والدین کی نافرمانی میں اللہ سے نہیں ڈرتا۔ تجھ پر تیرے والد کا یہ حق ہے۔ تو لڑکے نے کہا اے امیر المؤمنین کیا والدین پر اولاد کا کوئی حق نہیں؟ فرمایا: ہاں۔

① والدین کو چاہئے کہ کسی گھٹیا عورت سے شادی نہ کرے کہ اس کی وجہ سے اسے عار دلایا جائے۔

② اس کا اچھا نام رکھے اور کتاب اللہ کی تعلیم دے۔

تو بیٹے نے کہا بخدا میری ماں شریف زادی نہیں وہ تو وہ ہے کہ جسے اس نے چار سو درہم میں خریدا۔ اور نہ میرا نام اچھا رکھا۔ میرا نام اس نے جعل رکھا (نر چمگادڑ) اور کتاب اللہ کی تو ایک آیت کی بھی مجھے تعلیم نہ دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے تم کہتے ہو کہ میرا بیٹا نافرمان ہے تم نے اس کی نافرمانی سے پہلے اس کی نافرمانی کی۔ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

بیٹا باپ کو مارتا ہے☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو حفص بیکندی جو کہ سمرقند کے علماء میں سے تھے، کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا میرا بیٹا مجھے مارتا ہے اور تکلیف پہنچاتا ہے۔ فرمایا: سبحان اللہ! بیٹا باپ کو مارتا ہے۔ کہنے لگا۔ جی ہاں! پوچھا: کیا تو نے اسے قرآن کی تعلیم دی؟ کہنے لگا نہیں۔ پوچھا: وہ کیا کرتا ہے؟ کہنے لگا کاشت کاری۔ پوچھا: کیا تجھے معلوم ہے کہ وہ تجھے کیوں مارتا ہے؟ کہنے لگا نہیں۔ کہا: شاید کہ صبح کے وقت جب وہ کھیت کی طرف جاتا ہو اور وہ گدھے پر سوار ہو اور جو اس کے ہاتھ میں ہو اور کتا اس کے پیچھے ہو اور وہ قرآن اچھا نہ پڑھ سکتا ہو۔ اور اس وقت تو اس کے سامنے آجاتا ہو اور وہ تجھے گائے بیل سمجھ کر مارنے لگتا ہو اللہ کا شکر ادا کر کہ اس نے تیرا سر نہیں پھوڑ دیا۔

میں بھی اپنے باپ کو اِس جگہ پر مارا کرتا تھا☆

حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں: کہ ایک شخص اپنے والد کو ایک خاص جگہ پر مارتا تھا۔ تو پوچھا گیا: یہ کیا ہے؟ تو باپ نے کہا: اسے چھوڑ دو میں بھی اپنے باپ کو اس جگہ پر مارا کرتا تھا۔ مجھے اپنے بیٹے کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔ یہ بھی مجھے اس جگہ مارتا ہے۔ یہ اس کا بدلہ ہے اور اس پر کوئی ملامت نہیں۔

ایک دانا کا قول ہے: جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی اسے اپنی اولاد سے کوئی شے حاصل نہ ہوگی۔ اور جو معاملات میں مشورہ نہیں کرتا وہ اپنی ضرورت تک نہیں پہنچ سکتا اور جو اپنے اہل کی مدارات نہیں کرتا اس کی زندگی کا مزہ ختم ہو جاتا ہے۔

فرمانبرداری میں اعانت☆

حضرت شعبی فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ رحم کرے اس والد پر کہ

جس نے فرمانبرداری میں اپنے بیٹے کی اعانت کی۔ یعنی اسے کوئی ایسا حکم نہ دیا کہ جس میں نافرمانی کا اندیشہ ہو۔ (کشف الخفاء ۱/۵۱۴ ابوالشیخ نے الثواب میں ضعیف سند کے ساتھ نقل کیا ہے)

ایک صالح کا معمول ☆

ایک صالح کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو کوئی حکم نہ دیتے تھے۔ جب کوئی ضرورت ہوتی تو کسی اور کو کہہ دیتے۔ ان سے پوچھا گیا: تو کہنے لگے میں ڈرتا ہوں کہ میں اپنے بیٹے کو کوئی حکم دوں اور وہ میری نافرمانی کر کے مستحق عذاب بن جائے اور میں اپنے بیٹے کو آگ میں نہیں جلا سکتا۔ خلف بن ایوب کے بارے میں بھی اسی طرح مروی ہے۔

مروت کس کے لیے ☆

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نے والدین کی فرمانبرداری کی اور صلہ رحمی اور ساتھیوں کا اکرام کیا اسے مروت مل گئی۔ اپنے اہل اور اولاد اور خدمتگاروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ دین حاصل کیا' مال کی اصلاح کی اور ضرورت سے زائد مال خرچ کیا، زبان کی حفاظت کی اور گھر میں رہا یعنی اپنے کام میں جتا رہا اور لوگوں کی ہم نشینی اختیار نہ کی تو اسے مروت مل گئی۔

خوش بختی کی علامات ☆

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے چار چیزیں آدمی کی خوش بختی کی علامت ہیں:

① جس نے مسجد تعمیر کی تو اس کا اجر ملتا رہے گا جب تک ایک آدمی بھی اس میں نماز پڑھتا رہا۔
② جس نے نہر جاری کی تو جب تک اس میں پانی جاری رہے گا لوگ اس سے پیتے رہیں گے اسے اجر ملتا رہے گا۔
③ جس نے خوبصورت کر کے قرآن لکھا تو جب تک اسے پڑھا جاتا رہے گا اسے اجر ملتا رہے گا۔
④ جس نے پانی کے حصول کیلئے چشمہ نکالا تو جب تک وہ رہے گا اسے اجر ملتا رہے گا۔
⑤ جس نے کوئی پودا لگایا تو جب تک لوگ اور پرندے اس کا پھل کھاتے رہیں گے اسے اجر ملتا رہیگا۔
⑥ اور اسی طرح جس نے کوئی نشان منزل گاڑا۔
⑦ جس نے اولاد چھوڑی کہ جو اس کے لیے اس کے پیچھے دعائے مغفرت کرتی رہے یعنی جب اولاد نیک ہو اور باپ نے اسے قرآن اور علم سکھایا تو اس کے والد کو اس کا اجر ملے گا اور اولاد کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی اور جب والد نے اسے قرآن کی تعلیم نہ دی اور اسے فساق کا طریقہ سکھایا تو اس کا وبال اس کے والد پر ہوگا اور اولاد کے وبال میں کچھ کمی نہ آئے گی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب انسان فوت ہو جاتا

ہے تو اس کا عمل تین چیزوں سے منقطع نہیں ہوتا:

① صدقہ جاریہ سے۔

② وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔

③ نیک اولاد جو اس کے لیے بھلائی کی دعا کرے۔ (تخریج پہلے ہو چکی ہے)

باب : ۱۲

صلہ رحمی

صلہ رحمی کر☆

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوایوب سے مروی ہے کہ ایک اعرابی (بدو) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی لگام پکڑ لی اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس چیز کے بارے میں بتایئے جو مجھے جنت کے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر۔ نماز قائم کر اور زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر۔ (بخاری ۱۳۹۶۔ مسلم ۳۔ نسائی ۴۶۴۔ احمد ۲۲۴۳۷)

قطع رحمی کرنے والے کی قوم پر رحمت نہیں ہوتی ☆

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرفہ کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس وہ شخص نہ بیٹھے جس نے قطع رحمی کی وہ اٹھ جائے سوائے ایک شخص کہ جو حلقہ کے آخر میں بیٹھا تھا کوئی نہ اٹھا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آ گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا وجہ ہے تیرے علاوہ کوئی یہاں سے نہیں اٹھا؟ تو کہنے لگا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جب آپ کی بات کو سنا تو اپنی خالہ کے پاس گیا جس نے مجھ سے قطع تعلقی کر رکھی تھی تو کہنے لگی کیسے آنا ہوا؟ کیا بات ہے؟ تو میں نے اسے آپ کا فرمان سنایا تو اس نے مجھ سے معافی چاہی اور میں نے اسے معاف کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت خوب، بیٹھ جاؤ۔ یاد رکھو جس قوم میں قطع تعلقی کرنے والا ہو ان پر رحمت نازل نہیں ہوتی۔ (الترغیب والترہیب ۳/۳۴۵)

فوائد ☆ فقیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قطع رحمی بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے اس سے اور اس کے ساتھیوں ہم مجلسوں سے رحمت مانع ہے۔ پس مسلمان کو چاہیئے کہ وہ قطع رحمی سے توبہ کرے اور اللہ سے مغفرت طلب کرے، صلہ رحمی کرے۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی حدیث میں بتایا کہ صلہ رحمی بندے کو اللہ کے قریب اور جہنم سے دور کر دیتی ہے۔

سب سے بڑھ کر نیکی ☆

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: کوئی نیکی ثواب میں صلہ رحمی سے زیادہ نہیں ہے اور نہ ہی

کوئی گناہ ایسا ہے جو اس بات کے زیادہ لائق ہو کہ اللہ اس کے کرنے والے کو دنیا میں جلدی سزا دے ساتھ اس عذاب کے جو اس کے لیے آخرت میں ہوگا۔ سوائے سرکشی اور قطع رحمی کے۔

(ترمذی ۲۵۱۱۔ ابن ماجہ ۴۲۱۱۔ احمد ۱۹۵۰۳)

فضیلت حاصل کرو☆

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میرے کچھ قریبی رشتہ دار ہیں جو میرے ساتھ قطع تعلقی کرتے ہیں میں معاف کرتا ہوں اور وہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں میں اچھا سلوک کرتا ہوں وہ میرے ساتھ بدخوئی کرتے ہیں کیا میں انہیں اس کا بدلہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ تب تو تم سب شریک ہو جاؤ گے لیکن فضیلت حاصل کر اور ان سے صلہ رحمی کر۔ اللہ کی طرف سے ہمیشہ تیرا مددگار مقرر رہے گا جب تک تو اسی حالت پر رہے گا۔ (مسلم ۲۵۵۸۔ احمد ۶۶۴۸،۶۶۱۳ عن ابی ہریرۃ بلفظ اٰخر وقال الہیثمی فی مجمع الزوائد ۵۴/۸ رواہ احمد و فیہ حجاج بن ارطاۃ وھو مدلس)

جنتیوں کے اخلاق☆

کہا جاتا ہے کہ تین چیزیں جنتیوں کے اخلاق میں سے ہیں جو کہ شریف النفس آدمی ہی میں پائی جاتی ہیں:

① برا سلوک کرنے والے کے ساتھ احسان کرنا۔
② ظلم سے درگزر کرنا۔
③ محروم کرنے والے کو عطا کرنا۔

حضرت ضحاک بن مزاحم سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے:

﴿يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ﴾ [الرعد: ۳۹]

کہ آدمی جس کی زندگی کے صرف تین دن باقی ہوں جب وہ صلہ رحمی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں تیس سال کا اضافہ فرما دیتے ہیں اور جو آدمی قطع رحمی کرتا ہے اور اس کی زندگی کے تیس سال باقی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ۳ دن کر دیتے ہیں۔

تقدیر کو بدلنے والی چیز☆

حضرت ثوبان رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: تقدیر صرف دعا ہی سے بدلتی ہے اور عمر میں اضافہ صرف نیکی ہی کرتی ہے اور گناہ کی وجہ سے انسان رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

(ترمذی ۲۱۳۹ وقال حدیث حسن غریب۔ ابن ماجہ ۹۰، ۴۰۳۳۔ احمد ۲۱۳۵۲، ۲۱۳۷۹، ۲۱۴۰۲)

زیادتی عمر ☆

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو اپنے رب سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے تو اس کی عمر میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور اس کا مال کثیر اور اسکے اہل میں اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ زیادتی عمر میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ حدیث ظاہراً اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صلہ رحمی سے عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ مقررہ مدت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُھُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ [النحل: ٦١]

''سو جس وقت ان کی میعادِ معین آ جائے گی اس وقت نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے''۔

لیکن عمر کی زیادتی کا معنی یہ ہے کہ موت کے بعد تک اس کے لیے ثواب لکھا جاتا ہے جب ثواب لکھا جاتا ہے تو گویا اس کی عمر بڑھا دی گئی۔

حضرت قتادہؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے ڈر اور صلہ رحمی کر۔ کیونکہ دنیا میں یہ دیرپا اور آخرت میں بہتر ہے۔

کہا جاتا تھا جب وہ تیرے قریب ہو تو چل کر نہ جا اور نہ اسے اپنا مال دے کیونکہ اس نے تمہارے ساتھ قطع تعلقی کی۔ اللہ کے نازل کردہ ایک صحیفہ میں ہے اے ابن آدم اپنے مال کے ذریعے صلہ رحمی کر۔ اگر تو بخل کرے یا تیرا مال کم پڑ جائے تو چل کر جا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: صلہ رحمی کرو اگرچہ سلام کے ساتھ ہو۔ (مجمع الزوائد ۸/۱۵۲ میں ہے کہ اس میں ایک راوی یزید بن عبداللہ ہے جو کہ ضعیف ہے)

تین چیزیں ☆

حضرت میمون بن مہران فرماتے ہیں: تین چیزوں میں مسلمان اور کافر برابر ہیں۔

① جب تو معاہدہ کرے تو اسے پورا کرے۔ خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ کیونکہ عہد تو اللہ کیلئے ہے۔

② تیرے اور جس کسی درمیان قرابت ہو اسے قائم کر خواہ مسلمان ہو یا کافر۔

③ جو تیرے پاس امانت رکھوائے اسے ادا کر خواہ کافر ہو یا مسلمان۔

تورات کا مضمون ☆

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کے لیے سمندر پھاڑا۔ تورات میں یہ لکھا ہوا ہے اپنے رب سے ڈر، اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کر۔

کر، صلہ رحمی کر، تیری عمر دراز ہو گی، تیرا معاملہ آسان ہو گا، اور تیری مشکل ٹل جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی جگہ صلہ رحمی کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ﴾ [النساء: ۱]

''یعنی ارحام کے معاملے میں اللہ سے ڈرو صلہ رحمی کرو قطع رحمی نہ کرو۔''

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ﴾ [بنی اسرائیل: ۲۶]

''یعنی انہیں ان کے صلہ اور احسان کا حق دو۔''

ایک اور آیت میں ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾

''اللہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ کی بشارت کا حکم دیتا ہے اور لوگوں کے ساتھ احسان اور درگذر کا حکم دیتا ہے۔''

﴿وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى﴾ ''اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔'' تین چیزوں کا حکم دیا۔ تین چیزوں سے روکا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَیَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ﴾ ﴿الْفَحْشَآءِ﴾ سے مراد گناہ، اَلْمُنْكَر سے مراد جو شریعت اور سنت سے ثابت نہ ہو، اَلْبَغْیِ سے مراد لوگوں پر تسلط حاصل کرنا۔ ﴿یَعِظُكُمْ﴾ یعنی ان تینوں چیزوں کا تمہیں حکم دیتا ہے اور تین چیزوں سے روکتا ہے۔

﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ [النحل: ۹۰]

''تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

مکارم اخلاق کی تعلیم ☆

حضرت عثمان بن مظعون فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے دوست تھے۔ میں آپ ﷺ سے حیاء کرنے کی وجہ سے اسلام لایا کیونکہ آپ ﷺ مجھے دعوت دیتے تھے۔ چنانچہ میں اسلام لے آیا۔ اسلام نے میرے دل میں قرار پکڑا۔ میں ایک دن حضور ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ ﷺ نے مجھ سے منہ موڑ لیا جیسے دوسری جانب سے گفتگو فرما رہے ہوں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور یہ آیت پڑھی:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى﴾ [النحل: ۹۰]

''بے شک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان کا اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں''۔

اس سے میں خوش ہو گیا اور میرے دل میں اسلام مضبوط ہو گیا۔ میں آپ ﷺ کے پاس سے اٹھا اور آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کے پاس آیا اور ان سے کہا میں تمہارے بھتیجے کے پاس تھا کہ ان پر یہ آیت اتری۔ حضرت ابو طالب نے کہا: محمد ﷺ کی اتباع کرو کامیاب ہو جاؤ گے اور راہ یاب ہو جاؤ گے۔ بخدا میرا بھتیجا مکارم اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔ چاہے وہ جھوٹا ہے یا سچا بہر حال تمہیں بھلائی کی طرف بلاتا ہے۔ یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ کو ان کے اسلام کا شوق پیدا ہوا۔
ان کے پاس آئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسلام لانے سے انکار کر دیا۔
تو یہ آیت اتری:

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾

[القصص: ٥٦]

''آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے''۔
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صلہ رحمی کا ذکر کیا ہے۔ ایک اور آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ﴾[محمد: ٢٢]

''اے منافقو! تم سے عجب نہیں کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے ان کو بہرا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔''

یعنی جو قطع رحمی کرتے ہیں۔ (امام احمد ۲۷۷۰،۲۴۰/۷ بغیر ہذہ الالفاظ) کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب رحم کو پیدا کیا تو فرمایا: اَنَا الرَّحْمٰنُ وَاَنْتَ الرَّحِم جس نے تجھے توڑا میں اس سے قطع تعلق کروں گا اور جس نے تجھے جوڑا میں اس سے صلہ رحمی کروں گا۔
منقول ہے کہ رحم عرش کے ساتھ معلق صبح و شام پکارتا ہے۔ اے رب جو مجھے قائم رکھے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر اور جو مجھے توڑے تو اس کے ساتھ قطع تعلق کر۔ (یہ ترمذی کی حدیث نمبر ۱۹۰۷ کا ٹکڑا ہے۔ قال اللہ تبارك و تعالیٰ : انا اللہ وانا الرحمن خلقت الرحم، وشققت لها من اسمي، فمن وصلها وصلته ومن قطعها بتته ابوداؤد ۱۶۹۴ـ احمد ۱۵۷۱،۱۵۸۹،۱۵۹۰،۱۵۹۴، ۱۵۹۵،۱۰۰۶۴)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: جو لوگ علم ظاہر کریں اور عمل نہ کریں اور زبان درازی کریں، دلوں میں بغض رکھیں۔ قطع رحمی کریں تو اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔

قطع تعلقی کی سزا ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سلیم کہتے ہیں مکہ میں ایک خراسانی شخص تھا جو کہ نیک تھا اور لوگ اس کے پاس امانتیں رکھوایا کرتے تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے اس کے پاس دس ہزار دینار امانت رکھوائے اور وہ شخص اپنے کام سے چلا گیا۔ وہ شخص جب مکہ آیا تو خراسانی مر چکا تھا تو اس نے اس کے اہل و اولاد سے مال کے بارے میں پوچھا تو انہیں معلوم نہ تھا تو اس شخص نے مکہ کے فقہاء سے پوچھا جو کہ اس دن اکٹھے ہوئے تھے کہ میں نے فلاں کے پاس دس ہزار دینار امانت رکھوائے تھے وہ مر گیا۔ میں نے اس کی اولاد اور اہل سے پوچھا انہیں معلوم نہیں۔ تم کیا فیصلہ کرتے ہو؟ وہ کہنے لگے ہمیں امید ہے کہ وہ خراسانی اہل جنت میں سے ہوگا۔ جب تہائی یا نصف رات گزر چکی تو وہ چاہ زمزم پر آیا۔ اس میں جھانکا اور پکارا اے فلاں بن فلاں میں امانت رکھوانے والا ہوں۔ ایسا اس نے تین راتوں تک کیا کوئی جواب نہ آیا۔ اس نے آ کر فقہاء کو بتایا تو وہ کہنے لگے: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ہمیں خطرہ ہے کہ وہ اہل جہنم میں سے نہ ہو جائے۔ یمن جاؤ وہاں ایک وادی ہے جسے برھوت کہا جاتا ہے جس میں ایک کنواں ہے جب تہائی یا نصف رات گذر گئی تو اس میں جھانک کر اس نے کہا اے فلاں بن فلاں میں امانت رکھوانے والا ہوں۔ جب اس نے ایسا کیا تو پہلی ہی پکار پر جواب ملا تو وہ کہنے لگا تیرا ناس ہو تجھے یہاں کس نے بھیج دیا تو نیک تھا؟ تو وہ کہنے لگا میرے گھر والے خراسان میں تھے میں نے ان سے قطع تعلقی کی حتی کہ میں مر گیا تو اس کے بدلے میں مجھے اللہ نے اس جگہ پھینک دیا۔ باقی تیرا مال وہ اسی طرح ہے میں نے تیرا مال اپنے بیٹے کے سپرد نہ کیا میں نے اسے فلاں گھر میں دفن کر دیا تو میرے بیٹے سے کہیو کہ وہ تجھے میرے گھر میں داخل کر دے گا پھر گھر میں جا کر کھدائی کرنا تمہیں تمہارا مال مل جائے گا۔ تو وہ واپس پلٹا چنانچہ اس نے اپنا مال صحیح سلامت پایا۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ اپنے رشتہ داروں کے قریب موجود ہو تو اسے چاہئے کہ ان کے ساتھ تحفے تحائف اور ملاقات کے ذریعہ صلہ رحمی کرے اگر مال کے ساتھ تعلق نہیں جوڑ سکتا تو ملاقات اور کاموں میں ہاتھ بٹا کر تعلق جوڑے رکھے اگر غائب ہو یعنی موجود نہ ہو تو خط و کتابت کے ذریعے تعلق استوار کیے رکھے۔ اگر ان کے پاس جا سکتا ہو تو جانا افضل ہے۔

صلہ رحمی میں دس خصلتیں ☆

صلہ رحمی میں دس اچھی خصلتیں ہیں:

① اس میں اللہ کی رضا ہے کیونکہ اللہ نے اس کا حکم دیا۔

② لوگوں کو خوش کرنا ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ بہترین عمل مؤمن کو خوش کرنا ہے۔

③ اس میں ملائکہ کی خوشی ہے کیونکہ وہ صلہ رحمی سے خوش ہوتے ہیں۔
④ اس سے مسلمان اس کی تعریف کریں گے۔
⑤ اس سے ابلیس کو دکھ اور غم پہنچتا ہے۔
⑥ عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔
⑦ رزق میں برکت ہوتی ہے۔
⑧ مُردوں کو خوش کرتا ہے کیونکہ آباؤ اجداد صلہ رحمی اور قرابت سے خوش ہوتے ہیں۔
⑨ مؤدت میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جب خوشی وغمی کا موقع ہوتا ہے تو سب اکٹھے ہوتے ہیں اس کی مدد کرتے ہیں اس سے مؤدت بڑھتی ہے۔
⑩ موت کے بعد اجر میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ لوگ جب بھی اس کی موت کے بعد اس کی اچھائیاں بیان کرتے ہیں تو اس کے لیے دعاء کرتے ہیں۔

عرش کے سایہ تلے کون ☆

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں: تین قسم کے لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ تلے ہوں گے۔

① صلہ رحمی کرنے والا اسکی عمر بھی لمبی کردی جاتی ہے اور قبر اور رزق میں بھی کشادگی کردی جاتی ہے۔
② وہ عورت کہ جس کا خاوند یتیم بچے چھوڑ کر مر جائے پھر وہ ان کی پرورش کرتے کرتے انہیں مالداری تک پہنچادے یا وہ مر جائیں۔
③ وہ آدمی جو کھانا پکا کر یتیموں اور مساکین کی دعوت کرے۔

دو محبوب قدم ☆

حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو قدم ایسے ہیں کہ بندے کے اقدام سے اللہ خوش ہوتا ہے۔

① فرض نماز کی طرف قدم۔
② قریبی رشتہ دار کی طرف قدم۔

پانچ چیزیں ☆

کہا جاتا ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر بندہ ان پر مداومت کرے تو اس کی نیکیوں میں بلند پہاڑوں کے مثل اضافہ ہوتا ہے اور اس کے رزق کو اللہ کشادہ کرتا ہے۔

① جو ہمیشہ صدقہ خیرات کرے چاہے کم کرے یا زیادہ کرے۔

② جو ہمیشہ صلہ رحمی کرے چاہے کم کرے یا زیادہ کرے۔
③ جو ہمیشہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔
④ جو وضو پر مداومت اختیار کرے اور پانی بہانےمیں اسراف بھی نہ کرے۔
⑤ جو والدین کی اطاعت مداومت کے ساتھ کرے۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

باب : ۱۴

پڑوسی کے حقوق

سات بد بخت لوگ ☆

فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ تو ان کی طرف دیکھیں گے اور نہ ہی انہیں پاک صاف کرنا چاہیں گے۔ اور ان سے ارشاد ہوگا جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔

① فاعل اور مفعول یعنی لوطی فاعل اور لواطت کرانے والا مفعول۔
② مشت زنی کرنے والا جلق کا مریض۔
③ چوپائے سے وطی کرنے والا۔
④ عورت کی پچھلی جانب وطی کرنے والا۔
⑤ عورت اور اس کی بیٹی سے جماع کرنے والا۔
⑥ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والا۔
⑦ اپنے پڑوسی کو تکلیف پہنچانے والا کہ جب تک توبہ کی تمام شرائط کا لحاظ رکھ کر توبہ نہ کرے حتیٰ کہ لوگ اُسے ملامت کریں۔

مسلمان کب ہوگا ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بندہ مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ لوگ اس کی زبان، ہاتھ اور قلب سے محفوظ نہ ہو جائیں اور جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کے بوائق سے محفوظ نہ ہو جائے۔

ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول، بوائق کیا ہے؟ فرمایا: اس کا ظلم۔ (امام احمد ۳۴۹)

حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسی کے ذمے

دوسرے پڑوسی کا اکرام یوں ہی ہے جیسے ماں کی خدمت.

یہودی پڑوسی کی ضیافت ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا: بکری ذبح کرو اور ہمارے یہودی پڑوسی کو کھلاؤ۔ پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا: اے لڑکے جب بکری ذبح ہو جائے تو ہمارے یہودی پڑوسی کو کھلا دینا تو لڑکے نے کہا: آپ کے یہودی پڑوسی کی وجہ سے آپ نے ہمیں تکلیف دی۔ تو آپ نے کہا: تیرا ناس ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پڑوسی کے بارے میں اس قدر نصیحت کی کہ ہمیں خیال ہونے لگا کہ آپ اسے وارث بھی بنا چھوڑیں گے۔

حضرت ابو شریح کعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ یا تو اچھی بات کرے یا خاموش رہے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ ایک دن اور رات تک عمدہ کھانا اور تین دن تک ضیافت ہے۔ اور جو اس کے بعد ہو وہ صدقہ۔ (بخاری ۶۰۱۸۔ مسلم ۴۷، ۴۸۔ ترمذی ۲۵۰۰۔ ابوداؤد ۵۱۵۴۔ احمد ۶۳۳۲، ۹۲۲۳، ۱۵۷۷۵۔ مالک ۱۴۵۴)

پڑوسی کے حقوق ☆

حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول پڑوسی کے ذمے پڑوسی کا کیا حق ہے؟ فرمایا:

① اگر وہ تجھ سے قرض مانگے تو اسے قرض دے۔
② اگر تجھے پکارے تو جواب دے۔
③ اگر بیمار ہو تو عیادت کرے۔
④ اگر مدد مانگے تو مدد کرے۔
⑤ اسے کوئی مصیبت لاحق ہو تسلی دے۔
⑥ اگر کوئی بھلائی پہنچے تو مبارکباد دے۔
⑦ اگر مر جائے تو جنازے میں شریک ہو۔
⑧ اگر وہ نہ ہو تو اس کے گھر اور مال کی حفاظت کرے۔
⑨ اپنی کم ظرفی کی وجہ سے اسے تکلیف نہ دو البتہ ہدیہ دے کر اس کا ازالہ کرو۔
⑩ اپنی عمارت اس کی طرف نہ بڑھاؤ جب تک کہ اس کی رضامندگی نہ ہو۔ (ہیثمی نے مجمع الزوائد

۸/۱۰۵ میں تقریباً انہی الفاظ کے ساتھ معاویہ بن صدیق سے روایت کیا اور کہتے ہیں۔ رواہ الطرانی وفیہ ابوبکر الهذلی وھو ضعیف)

حضرت ابوہریرہؓ حضور ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جبرائیل نے مجھے اس قدر پڑوسی کے بارے میں کہا کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ یہ اسے وارث بھی بنا کر چھوڑیں گے۔ (بخاری ۶۰۱۴۔ مسلم ۲۶۲۵)

ارشادِ نبوی ﷺ ☆

حضرت ابوہریرہؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

① ورع اور تقویٰ اختیار کر سب سے زیادہ عبادت گزار بن جائے گا۔

② قناعت اختیار کر سب سے زیادہ شاکر بن جائے گا۔

③ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اسے دوسرے مسلمانوں کے لیے بھی پسند کر مؤمن بن جائے گا۔

④ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھی معاشرت اختیار کر مسلمان بن جائے گا۔

⑤ کم ہنس کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ (ترمذی نے ان الفاظ کے علاوہ سے روایت کیا ہے۔ ۲۳۰۵۔ ابن ماجہ نے آخری حصہ نقل کیا ہے ۴۱۹۳ اور مکمل ۴۲۱۷۔ احمد ۸۰۷۷)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا﴾

''یعنی اللہ کو ایک جانو اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔''

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾

''والدین کے ساتھ احسان کرو۔''

﴿وَذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ﴾

''قریبی رشتہ داروں سے ساتھ صلہ رحمی اور ہدیہ کے ذریعہ احسان کرو یتامیٰ اور مساکین کے ساتھ صدقہ اور اچھی بات سے احسان کرو۔''

((وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى)) وہ پڑوسی کہ جس کا تیرے ساتھ تعلق ہو اس کے ساتھ احسان کرو۔ ((وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ)) یعنی اس پڑوسی کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو کہ جس کے تیرے ساتھ روابط نہیں ﴿وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ [النساء: ۳۶] یعنی راہ گذر مہمان جو تیرے پاس ٹھہرے۔

پڑوسی تین قسم کے ہیں ☆

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: پڑوسی تین طرح کے ہیں:

① ایک وہ جس کے تین حقوق ہیں۔

② وہ جس کے دو حق ہیں۔

③ جس کا ایک حق ہے۔

وہ پڑوسی جس کے تین حقوق ہیں وہ قریبی مسلمان پڑوسی ہے اور جس کے دو حق ہیں وہ مسلمان پڑوسی ہے اور جس کا ایک حق ہے وہ ذمی پڑوسی ہے۔

یعنی جب پڑوسی قریبی ہو اور مسلمان ہو تو اس کا ۱) ایک حق قرابت ہے ۲) حق اسلام ۳) پڑوسی کا حق۔

اور جس پڑوسی کے دو حق ہیں وہ مسلمان پڑوسی ہے اس کا (۱) حق اسلام اور (۲) پڑوس کا حق ہے اور وہ پڑوسی کہ جس کا صرف ایک حق ہے وہ ذمی پڑوسی ہے کہ صرف پڑوس کا حق ہے۔ (ہیثمی نے مجمع الزوائد ۸/۱۶۴ پر نقل کیا ہے کہ عن جابر بن عبداللہ وقال رواه البزار عن شیخه عبدالله بن محمد الی هو وضاع)

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل محمد ﷺ نے مجھے تین نصیحتیں کیں:

① سن اور اطاعت کر اگر چہ وہ ناک کٹے ہوئے غلام ہی کی کیوں نہ ہو۔

② جب شوربہ بناؤ تو پانی زیادہ ڈالو پھر اپنے پڑوسی کے اہل خانہ کو اپنا شوربہ دو۔

③ وقت پر نماز ادا کرو۔ (ان الفاظ کے علاوہ سے مسلم نے نقل کیا ہے۔ ۶۴۸، ۱۸۳۷۔ ترمذی ۱۸۳۳۔ ابن ماجہ ۳۳۶۲۔ داری ۱۱۹۹، ۱۹۸۹)

کہا جاتا ہے کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اسکے تین پڑوسی اس کی شکایت لے کر آئیں۔ آپؐ نے فرمایا: اسے تکلیف نہ پہنچاؤ اس کی تکلیف پر صبر کر دموت جدائی کے اعتبار سے کافی ہے۔

اچھی معاشرت ☆

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: اچھی معاشرت یہ نہیں کہ پڑوس کو تکلیف نہ پہنچائی جائے بلکہ اچھی معاشرت تو یہ ہے کہ پڑوسی کی تکلیف پر صبر کیا جائے۔

حضرت عمرو بن عاص فرماتے ہیں: صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں کہ جو اس کے ساتھ تعلق استوار کرے جو اس سے تعلق جوڑ ے، اور جو قطع تعلقی کرے اس سے تعلق ختم کر ڈالے۔ یہ تو منصف ہے۔ اور تعلق جوڑنے والا وہ ہے جو اس سے تعلق جوڑے کہ جو اس کے ساتھ قطع تعلقی کرے اور جو اس پر ظلم کرے اس کے ساتھ مہربانی کرے۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کو چاہیے کہ پڑوسی کی تکلیف پر صبر کرے اور کسی صورت میں بھی اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور اس کا پڑوسی اس سے محفوظ ہو اور اس کا پڑوسی اس سے تین چیزوں سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

① ہاتھ سے ② زبان سے ③ شرمگاہ سے۔

زبان کی حفاظت یہ ہے کہ کوئی ایسی بات نہ کرے کہ جب پڑوسی آئے تو خاموش ہو جائے یا اس کے پڑوسی تک اس کی بات پہنچے تو شرم محسوس کرے۔

ہاتھ کی حفاظت یہ ہے کہ اس کا پڑوسی بازار میں ہو اور اسے یاد آئے کہ وہ تھیلی تو گھر بھول آیا تو اسے اس کا خطرہ نہ ہو اور کہے کہ تیرا اور میرا گھر برابر ہیں۔

شرمگاہ کی حفاظت یہ ہے کہ اگر اس کا پڑوسی سفر پر جائے اور اسے یہ بات پہنچے کہ اس کا پڑوسی اس کے گھر میں داخل ہوا ہے تو اس کا دل مطمئن رہے اور وہ پریشان نہ ہو۔

جاہلیت میں مستحب اخلاق ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ تین قسم کے اخلاق جاہلیت میں مستحب تھے اور مسلمانوں کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔

① اگر مہمان آئے تو اس کی خوب آؤ بھگت کرے۔
② اگر کسی کی بیوی ادھیڑ عمر ہوئی تو اسے اس خوشی سے طلاق نہ دینا کہ وہ بے کار پڑی رہے۔
③ اگر پڑوسی پر قرض ہو یا اسے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ کوشش کر کے اس کا قرض ادا کرے اور اسے اس مصیبت سے نکالے۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسی پڑوسی کے ساتھ قیامت کے دن لگ کر کہے گا: اے رب تو نے میرے اس بھائی پر فراخی اور وسعت فرمائی اور مجھ پر تنگی کی تھی۔ میں بھوکا شام بسر کرتا اور یہ شکم سیر ہو کر۔ آپ اس سے پوچھیں کہ اس نے مجھ پر اپنا دروازہ کیوں بند کیا تھا اور مجھے اس نعمت سے کیوں محروم رکھا جس کی آپ نے اس پر وافر مقدار میں نعمت کی تھی۔

حیاء کی علامات ☆

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دس چیزیں حیاء کی علامت ہیں:

① آدمی یا عورت جو اپنے لیے تو دعا کریں لیکن اپنے والدین اور مسلمانوں کے لیے دعا نہ کریں۔
② وہ آدمی جو قرآن تو پڑھے لیکن ہر روز سو آیات کی تلاوت نہ کرے۔
③ وہ آدمی جو مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت پڑھے بغیر نکل آئے۔

④ وہ آدمی جو قبرستان سے گزرے اور مردوں کو نہ سلام کرے اور نہ انکے لیے دعا کرے۔
⑤ وہ شخص جو جمعہ کے دن کسی شہر میں داخل ہوا اور جمعہ پڑھے بغیر باہر نکل آئے۔
⑥ وہ آدمی یا عورت کہ جن کے محلے میں کوئی عالم آئے اور وہ اس کے پاس دین کی بات سیکھنے کے لیے نہ جائیں۔
⑦ دو آدمی ساتھی بنیں اور وہ ایک دوسرے کا نام نہ پوچھیں۔
⑧ وہ آدمی کہ اسے کوئی دعوت دے اور وہ اس کی ضیافت کی دعوت پر نہ جائے۔
⑨ وہ نوجوان جو بے کار نوجوانی گزار دے اور علم وادب حاصل نہ کرے۔
⑩ وہ آدمی جو شکم سیر ہو اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور اسے کچھ کھانے کو نہ دے۔

تکمیل معاشرت☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اچھی معاشرت کی تکمیل چار چیزوں سے ہوتی ہے:
① جو کچھ پاس موجود ہو اس کے ذریعے مواسات کرے۔
② جو کچھ اس کے پاس نہ ہو اس کی طمع ولالچ نہ کرے۔
③ اس سے تکلیف دور کرے۔
④ اس کی تکلیف پر صبر کرے۔

باب: ۱۵

شراب نوشی پر زجر وتوبیخ

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عرفہ فرماتے ہیں قیامت کے دن شراب نوش آئیں گے کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے، آنکھیں نیلگوں ہوں گی، زبان سینے پر لٹکی ہو گی اور لعاب بہہ رہا ہو گا جو بھی اسے دیکھے گا بدبو کی وجہ سے گھن محسوس کرے گا۔ شراب نوشوں کو سلام نہ کرو، اور جب وہ بیمار ہوں ان کی عیادت نہ کرو جب وہ مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔ (ابن عراق کنانی نے تنزیہ الشریعہ میں ۲/۲۳۰ پر نقل کیا ہے۔ وقال اخرجه عبدالرزاق فی المصنف وصاحب مسند الفردوس)

مسروق فرماتے ہیں کہ شراب نوش بت پرست کی طرح ہے اور شراب نوش لات اور عزیٰ کی پرستش کرنے والے کی طرح ہے۔ یعنی اگر وہ شراب کو حلال سمجھے اور حضرت کعبؓ فرماتے ہیں آگ کا پیالہ پینا میرے لیے شراب کے پیالے سے زیادہ محبوب ہے۔

شراب ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور نشہ آور چیز حرام ہے۔ جس نے دنیا میں شراب پی لی وہ مرگیا اور وہ مسلسل پیتا تھا اور اس نے توبہ بھی نہ کی تو آخرت میں اسے شراب نصیب نہ ہوگی۔ (مسلم ۲۰۰۳۔ ترمذی ۱۸۶۱۔ نسائی ۵۴۸۸، ۵۴۸۹، ۵۴۹۰، ۵۶۰۵۔ ابوداؤد ۳۶۷۹۔ ابن ماجہ ۳۳۹۰۔ احمد ۴۵۹۹، ۴۷۲، ۵۵۵۷)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ یعنی خواہ پکی ہوئی ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نشہ آور چیز تھوڑی ہو یا زیادہ حرام ہے۔ (ترمذی ۱۸۰۵۔ نسائی ۵۵۱۳۔ ابوداؤد ۳۶۸۱۔ ابن ماجہ ۳۳۹۲، ۳۳۹۳، ۳۳۵۴۔ احمد ۵۳۹۰، ۶۲۸۱، ۶۳۸۷، ۱۱۵۲، ۱۴۱۸۶) ایک روایت میں ہے کہ جو ۱۶ ارطل کہ نشہ آور کردے اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پکی ہوئی شراب پینا زیادہ بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ شراب نوش تو صرف گناہ گار اور فاسق ہوتا ہے اور پکی ہوئی شراب پینے والا اندیشہ ہے کہ کافر ہو جائے کیونکہ شراب نوش جانتا ہے کہ شراب حرام ہے اور پکی ہوئی شراب پینے والا نشہ آور چیز کو حلال سمجھ کر پیتا ہے اور مسلمانوں کا اجماع ہے اس بات پر کہ نشہ آور چیز خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ وہ حرام ہے اور جو حرام کو حلال سمجھے وہ بالاجماع کافر ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: اے لوگو! شراب سے بچو کیونکہ یہ خرابیوں کی جڑ ہے۔ تم سے پہلے ایک عابد تھا جس کا مسجد میں بہت آنا جانا تھا اسے ایک بری عورت ملی اس عورت نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اسے گھر میں داخل کرو اور دروازہ بند کردیا اس کے پاس شراب کا ایک برتن تھا اور ایک بچہ تھا۔ تو وہ کہنے لگی میں تجھے نہ چھوڑونگی جب تک تو شراب کا پیالہ نہ پئے یا مجھ سے زنا نہ کرے یا اس بچے کو قتل نہ کرے ورنہ میں چیخوں گی اور کہوں گی یہ میرے گھر میں داخل ہوا پس کون تیری تصدیق کرے گا۔ آدمی کمزور پڑ گیا اور کہنے لگا زنا تو میں نہ کروں گا اور نہ ہی بچے کو قتل کروں گا۔ تو اس نے شراب کا پیالہ پی لیا تو کہنے لگا اور دے تو اس نے مزید دیا۔ بخدا وہ پیتا رہا حتی کہ اس نے عورت سے زنا بھی کیا اور بچے کو بھی قتل کردیا۔

حضرت عثمان فرماتے ہیں: اس سے بچو یہ خرابیوں کی جڑ ہے بخدا جب کسی آدمی کے دل میں

شراب اور ایمان جمع ہو جائیں تو اندیشہ ہے کہ ایک دوسرے کو ختم کر دیں۔

(نسائی ۵۵۷۶ مسند الامام احمد ۵۹۰۲)

فوائد ☆ یعنی شراب نوش جب نشہ کی حالت میں ہو تو کلمہ کفر کہہ بیٹھے اور اس کی زبان اس کی عادی ہو جائے اور اندیشہ ہے کہ موت کے وقت اس کی زبان سے کلمہ کفر جاری ہو جائے اور دنیا سے کفر کی حالت میں جائے اور ہمیشہ ہمیشہ آگ میں رہے کیونکہ عموماً بندے کا ایمان موت کے وقت نکل جاتا ہے اور یہ اس کے گناہوں کا نتیجہ ہوتا ہے جو اس نے زندگی میں کیے ہوتے ہیں تو وہ حسرت وندامت میں ہی رہتا ہے۔

حضرت ضحاک فرماتے ہیں وہ شخص کہ جو اس حالت میں مرا کہ وہ کثرت سے نشہ کرنے والا تھا تو قیامت کے دن وہ جب اٹھایا جائے گا تو وہ نشہ کی حالت میں ہوگا۔

چار قسم کے لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکیں گے ☆

حضرت قتادہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا ہے کہ چار قسم کے لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکیں گے حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے بھی آتی ہے۔ ① بخیل۔ ② احسان جتلانے والا۔ ③ شراب نوشی کا عادی۔ ④ والدین کا نافرمان۔

قیامت کے دن شراب نوش کی حالت ☆

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن شراب نوش اپنی قبر سے مردار سے زیادہ بدبودار ہو کر نکلے گا اور گلاس گردن میں لٹک رہا ہوگا اور پیالہ اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس کی کھال اور گوشت کے درمیان کا حصہ سانپوں اور بچھوؤں سے بھرا ہوا ہوگا اسے آگ کا جوتا پہنایا جائے گا اور اس کا دماغ کھول اٹھے گا اور وہ اپنی قبر کو جہنم کا گڑھا پائے گا اور جہنم میں وہ ہامان اور فرعون کا ساتھی ہوگا۔

شرابی سے قطع تعلقی ☆

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے شراب خور کو ایک لقمہ بھی کھلایا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر سانپ اور بچھو مسلط کر دیں گے اور جس نے اس کی ضرورت کو پورا کیا گویا اس نے اسلام کے منہدم کرنے میں تعاون کیا۔ جس نے اسے قرض دیا گویا اس نے ایک مؤمن کو قتل کیا۔ جس نے اس کی ہم نشینی اختیار کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اندھا اٹھائیں گے کہ وہ کوئی راستہ نہ پائے گا۔ شراب نوش سے شادی نہ کرو۔ اگر بیمار ہو جائے تو عیادت نہ کرو۔ اگر گواہی دے تو گواہی قبول نہ کرو۔ قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے مجھے برحق مبعوث کیا شراب نوش

تورات، زبور، انجیل اور قرآن سب میں ملعون ہے۔ جس نے شراب پی اس نے ان تمام باتوں کا انکار کیا جو اللہ نے اپنے انبیاء پر اتاریں۔ شراب کو حلال صرف کافر ہی سمجھتا ہے۔ جس نے شراب کو حلال سمجھا دنیا اور آخرت دونوں میں، میں اس سے بری ہوں۔ (تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ ۲/۲۳۲)

شراب تورات میں بھی حرام ہے ☆

حضرت عطاء بن یسار سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت کعب احبار سے پوچھا کیا تورات میں شراب حرام ہے؟ فرمایا: ہاں۔ یہ آیت: ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ﴾ [المائدہ: ۹۰] تورات میں بھی مکتوب ہے۔ بیشک ہم نے حق کو نازل کیا تا کہ باطل کو مٹا دے اور اس کے ساتھ کھیل، دف، بانسری کا بجانا اور شراب ختم ہو جائے ہلاکت ہے شراب خور کے لیے۔ اللہ نے اپنی عزت اور جلال کی قسم کھائی ہے کہ جو اس کی تحریم کو دنیا میں پامال کرے گا قیامت میں پیاسا رہے گا۔

پوچھا گیا: کہ حظیرۃ القدس کیا ہے؟ فرمایا: اللہ، قدس ہے اور حظیرۃ سے مراد جنت ہے۔

شراب میں دس خصلتیں ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شراب نوشی سے بچو کیونکہ اس میں دس بری باتیں ہیں:

① کیونکہ جب شراب پیے گا تو مجنوں کی طرح ہو جائے گا۔ وہ بچوں کے لیے ہنسنے کی چیز اور عقلمندوں کے ہاں مذموم ہو جائے گا۔ ابن ابی الدنیا سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے نشئیوں کو بغداد کی گلیوں میں پیشاب کرتے دیکھا پھر وہ اسے پونچھ کر یہ دعا پڑھتے: ﴿اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ﴾ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں میں سے کر دے اور منقول ہے کہ ایک نشئی نے راستے میں الٹی کر دی تو ایک کتے نے اس کے منہ اور داڑھی کو چاٹنا شروع کر دیا تو وہ کتے سے کہنے لگا اے میرے آقا رومال خراب نہ کر۔

② یہ مال کو ضائع اور عقل کو خراب کر دیتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول، شراب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کیونکہ وہ مال کو ضائع اور عقل کو خراب کر دیتی ہے۔

③ شراب بھائیوں اور دوستوں کے درمیان دشمنی کا ذریعہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ……﴾ [المائدہ: ۹۱]

''شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے تم میں دشمنی ڈالنا چاہتا ہے۔''

④ شراب نوشی اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ﴾ [المائدہ: ۹۱]

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے رب ہم رک گئے۔

⑤ شراب نوشی زناء کا باعث بنتی ہے کیونکہ شراب نوش اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اور اسے معلوم بھی نہیں ہوتا۔

⑥ یہ ہر شر کی کنجی ہے کیونکہ جب شراب پی لے تو ہر گناہ آسان ہو جاتا ہے۔

⑦ شراب نوش محافظ فرشتوں کو فسق و فجور کی مجلس میں لے جا کر اذیت پہنچاتا ہے اور بد بو سنگھا کر بھی اور جو کوئی تکلیف نہ دے اسے تکلیف دینا مناسب نہیں۔

⑧ وہ اپنے اوپر اسّی کوڑے لازم کر لیتا ہے اگر دنیا میں نہ لگے تو آخرت میں سب لوگوں کے سامنے آگ کے کوڑے لگیں گے کہ آباء اور دوست احباب دیکھ رہے ہوں گے۔

⑨ وہ اپنے اوپر آسمان کا دروازہ بند کر لیتا ہے کیونکہ چالیس دن تک نہ اس کی نیکیاں اوپر جاتی ہیں اور نہ دعا۔

⑩ وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے کیونکہ اندیشہ ہے کہ موت کے وقت وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ آخرت کی سزائیں بھگتنے سے پہلے یہ دنیاوی سزائیں ہیں۔

آخرت کی سزائیں وہ تو لاتعداد ہیں جیسے کھولتا ہوا پانی، شجر زقوم اور ثواب سے محرومی۔ چنانچہ عقل مند کے لیے مناسب نہیں کہ وہ طویل لذت چھوڑ کر تھوڑی سی لذت حاصل کرے۔

اہل جنت پر انعام ☆

حضرت مقاتل بن سلیمان سے اس ارشاد باری تعالیٰ کے بارے میں منقول ہے:

﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ إِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا﴾ [مریم ۸۵، ۸۶]

''یعنی جب نیکوکاروں کو رحمٰن کی طرف اور مجرموں کو جہنم کی طرف لایا جائے گا۔''

فرمایا: اہل جنت کو اکٹھا کیا جائے گا جب وہ جنت کے دروازے تک پہنچ جائیں گے تو وہاں ایک درخت ہوگا جس کے نیچے سے دو چشمے جاری ہوں گے وہ ایک چشمے سے پانی پئیں گے ان کے پیٹ کی گندگی نکل جائے گی پھر دوسرے چشمے پر آئیں گے اور اس میں غسل کریں گے اور ان کی کھال پر جو میل کچیل ہوگی وہ سب ختم ہو جائے گی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ﴾ [الزمر: ۷۳]

پھر ان کے پاس سرخ یاقوت کے عمدہ اونٹ لائے جائیں گے۔ جن کے پاؤں سونے کے ہوں گے کہ جن میں موتی اور یاقوت جڑے ہوں گے۔ ان کی لگام لؤلؤ کی ہوگی۔ ہر ایک دو لباس پہنے گا اگر ان کا ایک لباس بھی اہل زمین پر آشکارا ہو جائے تو نور ہی نور ہو جائے اور ہر ایک کے ساتھ حفاظت کرنے والے فرشتے ہوں گے جو انہیں جنت میں ان کی رہائش گاہوں کے بارے میں بتائیں گے جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو چاندی کا ایک محل ظاہر ہوگا جس کا بالائی حصہ سونے کا ہوگا جب وہ اس تک پہنچیں گے تو خدمتگار لڑکے جو بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح ہوں گے ان کا استقبال کریں گے اور ان کے پاس زیورات اور لباس ہوں گے اور چاندی کے برتن اور سونے کے گلاس ہوں گے۔ ملائکہ انہیں سلام پیش کریں گے تو وہ انہیں جواب دیں گے پھر وہ داخل ہوں گے جب وہ ان مہمان نوازیوں اور اکرام کو دیکھے گا کہ جو اللہ نے اس کے لیے تیار کر رکھی ہوں گی، ٹھہرنے کی تیاری کرے گا تو محافظ فرشتہ کہے گا کیا چاہتے ہو؟ کہے گا میں اللہ کی مہربانی وعنایت کو حاصل کرنا چاہتا ہوں یعنی ٹھہرنا چاہتا ہوں تو وہ اسے بتائیں گے ابھی چلو آگے تمہارے لیے اس سے بہتر ہے۔ پھر جب چلے گا تو ایک سونے کا محل ظاہر ہوگا جس کا بالائی حصہ لؤلؤ کا ہوگا تو خدمتگار لڑکے جو بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح ہوں گے اور چاندی کے برتن اور سونے کے گلاس اٹھائے ہوئے اس کا استقبال کریں گے وہ اسے سلام کریں گے تو وہ ان کے سلام کا جواب دے گا۔ جب وہ اترنا چاہے گا تو محافظ فرشتہ کہے گا آگے چلئے آپ کے لیے آگے اس سے بہتر ہے۔ جب وہ چلے گا تو ایک محل دکھائی دے گا جو سرخ یاقوت کا ہوگا اس کا اندرونی حصہ صاف وشفاف ہونے کی وجہ سے باہر سے نظر آئے گا۔ جب وہ قریب آئے گا تو جس طرح پہلے دو محلوں میں خدمتگار لڑکوں نے استقبال کیا ادھر بھی یونہی استقبال کریں گے۔ وہ اسے سلام کریں گے وہ ان کے سلام کا جواب دے گا جب اندر داخل ہوگا تو حور العین اس کا استقبال کرے گی جو ستر لباس اوڑھے ہوئے ہوگی ہر لباس دوسرے سے مختلف ہوگا ہر جوڑ پر لباس ہوگا۔ سو سال کی مسافت سے اس کی خوشبو آ رہی ہوگی۔ جب اس کے چہرے کی طرف دیکھے گی تو صاف وشفاف ہونے کی وجہ سے اسے اس میں اپنا چہرہ دکھائی دے گا۔ جب اس کے سینے کی طرف دیکھے گا تو کپڑوں کے باریک ہونے کی وجہ سے اس کا جگر دکھائی دے گا اور اس کی ہڈی اور جلد کی باریکی کی وجہ سے پنڈلی کا گودہ نظر آئے گا، اور وہ ایک فرسخ لمبے اور ایک فرسخ چوڑے گھر میں ہوگی اس پر چار ہزار سونے کے کواڑ ہوں گے۔ اس میں سونے کے فرش ہوں گے جن میں لؤلؤ جڑے ہوں گے اور اس میں ایک تخت ہوگا جس پر بچھونا ہوگا اور وہ دنیا کے ستر کمروں کے برابر ہوگا جب وہ

بیٹھے گا اور پھل کی چاہت کرے گا تو پھل اس کی طرف چل کر آئے گا اور وہ اسے کھالے گا۔ یا اس کا تخت اسے لے جائے گا اور وہ اسے کھائے گا۔ یہ سب ان متقین کا ثواب ہے جو شراب نوشی سے بچتے اور فواحش سے باز آتے تھے۔

اہل جہنم کے عذاب کی ایک جھلک ☆

فرمایا: اور جہنمیوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا جب وہ قریب پہنچیں گے تو دروازے کھولے جائیں گے۔ فرشتے لوہے کے آنکھوں کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے۔ جب وہ جہنم میں داخل ہوں گے تو ہر عضو کو عذاب ہوگا کوئی سانپ ڈس رہا ہوگا یا آگ جلسا رہی ہوگی یا فرشتہ مار رہا ہوگا۔ جب فرشتہ مارے گا تو چالیس سال کی مقدار وہ آگ میں رہے گا۔ پھر شعلہ اسے اٹھائے گا اور فرشتہ اسے مارے گا اور وہ آگ میں بلند ہوگا۔ جب اس کا سر ظاہر ہوگا تو ایک اور ضرب لگائے گا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ [النساء: ٥٦]

''یعنی کہ جب جلد پک جائے گی تو مزید عذاب کے لیے اللہ تعالیٰ نئی جلد سے اسے بدل دیں گے۔''

فرمایا: ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ دن میں ستر مرتبہ ان کی جلد بدلی جائے گی۔ جب انہیں پیاس لگے گی تو پانی مانگیں گے تو کھولتا ہوا پانی لایا جائے گا جب اپنے چہرے کے قریب کرے گا تو اس کے چہرے کی کھال گر جائے گی۔ پھر جب اسے منہ میں داخل کرے گا تو داڑھیں اور مسوڑھے گر جائیں گے پھر جب پیٹ میں داخل ہوگا تو آنتیں کٹ جائیں گی اور کھال پک جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ﴾

''اور اس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں سب گل جائیں گی اور ان کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے''۔

پس جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے انہیں عذاب دیں گے۔ پھر داروغہ جہنم کو بلائیں گے۔

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِنَ الْعَذَابِ﴾ [غافر: ٤٩]

''کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے عذاب میں سے ایک دن کم کردے۔''

تو کوئی جواب نہ آئے گا۔ پھر چالیس سال تک مالک کو بلائیں گے تو کوئی جواب نہ ملے گا۔

پھر کہیں گے ہم نے جہنم کے فرشتوں اور مالک کو پکارا تو انہوں نے ہماری پکار کا جواب نہ دیا تو آؤ جزع فزع کریں چنانچہ وہ جزع فزع کریں گے اس کا انہیں جب کوئی فائدہ نہ ہوگا تو کہیں گے آؤ صبر کریں اور صبر بھی جب انہیں کوئی فائدہ نہ دے گا تو کہیں گے:

﴿سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَالَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ﴾ [ابراهيم: ۲۱]

''چاہے صبر کریں چاہے جزع فزع کریں کوئی چھٹکارے کی راہ نہیں۔''

فوائد ☆ یہ عذاب کفار کا ہوگا لیکن مسلمان جب شراب نوشی کرے اور اس دوران اس کی زبان سے کلمہ کفر جاری ہو جائے تو اندیشہ ہے کہ اس کا ایمان موت کے وقت فوت ہو جائے۔ پس وہ بھی کافروں میں سے ہو جائے سو مسلمان کو چاہئے کہ وہ شراب نوشی سے بچے۔ شراب نوش سے بھی تعلق استوار نہ کرے کیونکہ جب وہ شراب نوشوں میں اٹھے بیٹھے تو خدشہ ہے کہ اسے بھی اس کا غبار پہنچ جائے اور چاہئے کہ قیامت کی ہولناکیوں کی فکر کرے تاکہ اس کا دل شراب نوشی کی طرف مائل نہ ہو اور نہ ہی شراب نوشوں کی صحبت کا خیال آئے۔

شراب بتدریج سزاؤں کا ذریعہ ☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھرتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جب دوسری بار پیتا ہے تو محافظ فرشتے اس سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ جب تیسری مرتبہ پیتا ہے تو ملک الموت اس سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ جب چوتھی بار پیتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قطع تعلق کر لیتے ہیں اور جب پانچویں بار پیتا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم منہ موڑ لیتے ہیں اور چھٹی بار جب پیتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں اور ساتویں بار جب پیتا ہے تو اسرافیل علیہ السلام تعلقات ختم کرتے ہیں اور جب آٹھویں بار پیتا ہے تو میکائیل علیہ السلام اس سے بری ہو جاتے ہیں اور جب نویں بار پیتا ہے تو آسمان اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور دسویں بار زمین اس سے روٹھ جاتی ہے اور گیارہویں مرتبہ سمندر کی مچھلیاں اس سے قطع تعلق کر لیتی ہیں اور بارہویں مرتبہ سورج اور چاند روٹھ جاتے ہیں۔ تیرہویں مرتبہ آسمان کے ستارے کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور چودہویں مرتبہ مخلوقات اس سے قطع تعلق کر لیتی ہیں اور پندرہویں مرتبہ جنت کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں اور سولہویں مرتبہ آگ کے دروازے اس پر کھول دیئے جاتے ہیں۔ سترہویں مرتبہ عرش اٹھانے والے فرشتے اس سے تعلق توڑ لیتے ہیں اور اٹھارہویں مرتبہ اس سے کرسی تعلق ختم کر لیتی ہے اور انیسویں مرتبہ عرش اس سے روٹھ جاتا ہے اور جب بیسویں مرتبہ پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بری ہو جاتے ہیں۔

شراب نوشی......قبولیتِ نماز میں مانع ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: جس نے اپنے پیٹ میں شراب ڈالی تو سات دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اگر اس کی عقل ختم ہو جائے تو چالیس دن نماز قبول نہیں ہوتی۔ اگر مر جائے تو کافر مرے، اگر توبہ کرے تو اللہ توبہ قبول کرے اگر دوبارہ شراب پیے تو اللہ کو حق حاصل ہے کہ اسے جہنمیوں کی پیپ پلائے۔ (اس معنی کی ایک روایت مسلم نے ۲۰۰۲ پر نقل کی ہے اور انہیں الفاظ کے ساتھ نسائی نے ۵۵۷۵ پر نقل کی ہے۔

ابوداؤد ۳۶۸۰۔ احمد ۲۶۳۲۱)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب ایک مرتبہ شراب پیتا ہے تو اس کی نماز اور روزہ قبول نہیں ہوتے اور نہ ہی دیگر اعمال چالیس دن قبول ہوتے ہیں اور جب دوسری بار پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز، روزہ اور دیگر عبادات کو اسی دن تک قبول نہیں فرماتے اور جب تیسری بار پیتا ہے تو ایک سو بیس دن تک اور جب چوتھی بار پیتا ہے تو اسے قتل کر دو کیونکہ وہ کافر ہے اور اللہ کو حق حاصل ہے کہ اسے طینۃ الخبال پلائے۔ پوچھا گیا: طینۃ الخبال کیا ہے؟ فرمایا: اہل جہنم کی پیپ۔

(تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ ۲/ ۲۲۹۔ مسند احمد ۱۹۷۰۸ اسی معنی میں)

گناہ کی چابی ☆

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گناہوں اور خطاؤں کو ایک ہی جگہ میں رکھا جاتا ہے اور ان کی چابی شراب نوشی ہوتی ہے۔ (اسی معنی میں سنن ابن ماجہ ۳۳۷۱) یعنی شراب نوشی کر کے اپنے اوپر معاصی کا دروازہ کھول لیتا ہے۔

ایک صحابیؓ فرماتے ہیں: جس نے اپنی شریف زادی کا نکاح شراب نوش کے ساتھ کر دیا گویا اس نے اسے زنا کی طرف ہانکا۔ مطلب یہ ہے کہ شراب نوش جب نشہ میں ہوتا ہے تو طلاق کا تلفظ بہت کرتا ہے تو اس پر اس کی بیوی حرام ہو گئی اور اسے معلوم بھی نہیں ہوتا یا یہ کہ شرابی بت پرستوں کے مشابہ ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے شراب نوش کو رجس کہا ہے اور اس سے رکنے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ﴾ [المائدہ: ۹۰]

"گندی باتیں شیطان کا کام ہیں ان سے الگ رہو"۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ﴾ [الحج: ۳۰]

''تو تم لوگ گندگی سے یعنی بتوں سے کنارہ کش رہو''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص صبح کے وقت شراب پیتا ہے گویا اس نے شام تک شرک کیا اور جس نے رات کو شراب پی گویا اس نے صبح تک شرک کیا۔

مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں جب شراب نوش مر جائے تو اسے دفن کر کے مجھے قید کر لو پھر اس کی قبر کھول کر دیکھو اگر وہ قبلے سے ہٹا ہوا نہ ہو تو مجھے قتل کر دو۔

شراب نوشی جنت میں شراب سے محروم کر دیتی ہے ☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت کا سرچشمہ اور جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے بھیجا کہ میں بانسریوں اور طبلوں اور جاہلیت کی رسومات کو ختم کر دوں۔ میرے رب نے اپنی عزت کی قسم کھائی کہ جو میرا بندہ دنیا میں شراب نوشی کرے گا قیامت کے دن اسے شراب سے محروم کر دیا جائے گا اور جو بندہ اسے چھوڑ دے گا اسے اللہ اپنی جنت میں پلائے گا۔ (احمد ۲۱۱۹۰)

حضرت اوس بن سمعان فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا میں نے اس کو تورات میں پچیس جگہ حرام پایا ہلاکت ہے شراب نوش کے لیے اور اللہ کو حق حاصل ہے کہ جو بندہ بھی دنیا میں شراب خوری کرے اسے جہنمیوں کی پیپ پلائے۔

لہو ولعب سے دور رہنے والوں پر انعام ☆

حضرت محمد بن منکدر فرماتے ہیں: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا میں اپنے آپ کو لہو ولعب اور شیطان کی بانسریوں سے روکتے تھے انہیں مشک کے باغات میں رکھو پھر ملائکہ سے ارشاد ہو گا انہیں میری حمد و ثناء کی آواز سناؤ اور انہیں بتاؤ کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم۔

گانا..... نفاق کو یوں بوتا ہے ☆

حضرت ابو وائل شقیق بن اسلمہ کو ایک دعوت ولیمہ میں مدعو کیا گیا آپ نے وہاں لہو ولعب کرنے والوں کو دیکھا تو فرمایا: میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا گانا دل میں نفاق کو یوں بوتا ہے جیسے پانی کھیتی کو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سلمی فرماتے ہیں: شام کے کچھ لوگوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں شراب نوشی کی اور کہنے لگے کہ یہ ہمارے لیے حلال ہے اسلئے کہ ارشاد باری ہے:

﴿لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا ...﴾ [المائدہ: ۹۳]

'' ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں وہ کھاتے پیتے ہوں''۔

حضرت معاویہ نے ان کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ انہیں فساد سے قبل میرے پاس بھیجو، جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے مشورہ کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اے امیر المومنین انہوں نے اللہ پر افتراء کیا ہے اور دین میں ایسا کام کیا کہ جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا تو ان کی گردنیں مار ڈالو۔ حضرت علیؓ خاموش تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: میرا خیال ہے کہ ان سے توبہ کراؤ اگر توبہ نہ کریں تو گردنیں مار ڈالو اور اگر توبہ کریں تو اسی کوڑے لگاؤ۔ چنانچہ ان سے توبہ کا کہا گیا تو انہوں نے توبہ کر لی اور اسی کوڑے لگائے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب شراب کی تحریم کی آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ نے پوچھا: ہمارے ان بھائیوں کا کیا بنے گا جو شراب نوشی میں ہی مر گئے تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا﴾

[المائدۃ: ۹۳]

یعنی جنہوں نے حرمت شراب سے پہلے شراب نوشی کی ان پر کوئی گناہ نہیں۔

(مسلم ۱۹۸۰۔ حاکم ۴/۱۴۳)

باب: ۱۶

جھوٹ بولنے پر زجر و توبیخ

سچ بولو جھوٹ سے بچو☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچ بولو کیونکہ سچ نیکی طرف ہدایت کرتا ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھلاتی ہے۔ آدمی مسلسل سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق کا مرتبہ پا لیتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور جہنم کی طرف اور آدمی مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا قرار دیا جاتا ہے۔

(بخاری ۶۰۹۴۔ مسلم ۲۶۰۷۔ ترمذی ۱۹۷۱۔ ابوداؤد ۴۹۸۹۔ ابن ماجہ ۴۶، ۳۴۵۶، ۳۶۵۲، ۳۸۹۹۔ دارمی ۲۵۹۹)

منافق کی علامات ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تین علامتوں کی وجہ سے منافق کو پہچانو:

① جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔
② جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔
③ جب معاہدہ کرتا ہے تو دھوکہ دیتا ہے۔

(بخاری ۳۳۔ مسلم ۵۹۔ ترمذی ۲۶۳۱۔ نسائی ۴۹۳۵۔ احمد ۹۳۳۱، ۹۳۳۴، ۸۷۹۴، ۱۰۵۰۴)

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: اس کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے یہ قول ارشاد فرمایا:

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ (الی قوله تعالی) وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ﴾ [التوبہ: ۷۵، ۷۷]

حضرت لقمان حکیم سے پوچھا گیا: اس مقام تک آپ کو کس چیز نے پہنچایا۔ فرمایا: ① سچ بولنے نے ② امانت داری کرنے نے ③ اور فضول گوئی چھوڑنے نے۔

مؤمن جھوٹا نہیں ہو سکتا ☆

حضرت صفوان بن سلیم فرماتے ہیں کہ پوچھا گیا اے اللہ کے رسول کیا مؤمن بزدل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا مؤمن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا مؤمن جھوٹا ہو سکتا ہے۔ فرمایا: نہیں۔ (امام مالک ۱۵۷۱)

جنت کی ضمانت ☆

حضرت عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی چھ چیزوں کی مجھے ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں:

① جب بات کرو تو سچ بولو۔
② جب وعدہ کرو تو وفا کرو۔
③ جب امانت رکھوائے جاؤ تو خیانت نہ کرو۔
④ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔
⑤ نگاہیں نیچی رکھو۔
⑥ اپنے ہاتھ قابو میں رکھو۔ (امام احمد ۲۱۶۹۵)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ بھلائیوں کو جمع فرمایا:

① فرمایا جب بات کرو تو سچ بولو تو یہ کلمۃ التوحید وغیرہ میں داخل ہوگا۔ یعنی جب لا الٰہ الا اللہ کی

گواہی دی تو وہ لوگوں کے ساتھ گفتگو میں سچا ہو گیا۔

(۲) فرمایا جب وعدہ کرو تو وفا کرو تو جو وعدہ اللہ اور بندے کے درمیان ہے اسے پورا کرے اور وہ وعدہ جو بندے کے اور لوگوں کے درمیان ہے اسے بھی پورا کرے۔ اللہ کے ساتھ بندے کا وعدہ تو یہ ہے کہ مرتے دم تک ایمان پر ثابت قدم رہے اور لوگوں کے ساتھ وعدہ یہ ہے کہ جو بھی ان کے ساتھ وعدہ کرے اسے پورا کرے۔ ایک وہ جو بندے اور اللہ کے درمیان ہے۔ اور دوسرے وہ ہے جو لوگوں اور بندے کے درمیان ہے جو اللہ اور بندے کے، درمیان ہے وہ فرائض ہیں جو اللہ نے بندے پر لازم کر رکھے ہیں اور وہ بندے کے پاس اللہ کی امانت ہیں۔ اور اس پر لازم ہے کہ وہ انہیں وقت پر ادا کرے۔

(۳) جو امانت لوگوں اور بندے کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ اسکے پاس کسی آدمی نے اپنا مال یا بات یا اور کوئی چیز امانت رکھوائی تو اس پر لازم ہے کہ اس امانت کو پورا کرے۔

(۴) فرمایا اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو یہ حفاظت دو طرح سے ہے۔ (۱) اپنی شرمگاہ کو حرام اور شبہ سے بچائے۔ (۲) اپنی شرمگاہ کی اس قدر حفاظت کرے کہ کسی کی اس پر نگاہ نہ پڑے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ دیکھنے والے، اور دکھانے والے پر لعنت کرتے ہیں سو مسلمان کو چاہئے کہ استنجاء کے وقت اپنے نفس کی حفاظت کرے تاکہ وہ مرد اور عورتیں کہ جن کا دیکھنا حرام ہے ان سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر سکے۔

(۵) اور فرمایا: نگاہیں نیچی رکھ یعنی عورتوں کی شرمگاہوں اور ان کے وہ محاسن جن کی طرف دیکھنا جائز نہیں ان سے نگاہیں نیچی رکھ۔ اور دنیا کی طرف رغبت کی نگاہ نہ دوڑاؤ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ﴾ [طه: ۱۳۱]

''اپنی نگاہ ان لوگوں کی چیزوں کی طرف نہ بڑھاؤ کہ جنہیں ہم نے دنیا میں خوش عیشی آزمائش کے طور پر عطا کی۔''

(۶) فرمایا: اپنے ہاتھوں کو قابو میں کرو یعنی حرام مال وغیرہ سے روکو۔

حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص ایک بات کیا کرتا تھا چنانچہ وہ منافق ہو گیا۔ اور یہی بات میں تم سے دن میں دس مرتبہ سنتا ہوں۔ یعنی جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو یہ اس کے نفاق کی علامت ہے۔ تو مسلمان کو چاہئے کہ اپنے آپ کو منافقت کی علامات سے بچائے رکھے۔ کیونکہ جب آدمی جھوٹ کی عادت بنالیتا ہے تو اللہ کے نزدیک وہ جھوٹا لکھ

دیا جاتا ہے۔ اس پر اس کا وبال تو ہوتا ہی ہے اس کی پیروی کرنے والے کا وبال بھی ہوگا۔

مختلف لوگوں کے عذاب اور جزا کی کیفیت ☆

حضرت سمرہ بن جندب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو ہماری طرف رخ کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھتے کیا تم میں سے کسی نے رات کوئی خواب دیکھا؟ تو جس کسی نے دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا، ایک صبح آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے رات کو کوئی خواب دیکھا؟ ہم نے کہا نہیں۔ فرمایا لیکن میں نے دیکھا ہے۔ میرے پاس دو شخص آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے چلو۔ تو میں ان کے ساتھ چل دیا وہ مجھے میدانی جگہ لے آئے اور وہاں ایک سیدھے لیٹے ہوئے شخص کے پاس آئے اور دوسرا ایک چٹان پر کھڑا تھا۔ وہ اس کی طرف ایک چٹان لڑھکاتا جو لڑھکتی ہوئی اس کا سر پھاڑ دیتی۔

تو وہ اس کے پیچھے ہو لیتا اور اسے پکڑتا اور جب لوٹتا تو اس کا سر پہلے کی طرح صحیح سلامت ہوتا تو میں نے کہا سبحان اللہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: چلو میں ان کے ساتھ چل دیا تو ہم ایک شخص تک پہنچے جو گدی کے بل پڑا تھا اور دوسرا ہاتھ میں لوہے کا زنبور لیے کھڑا تھا جب اس کے چہرے کی ایک جانب آگ آتی تو اس کے باچھوں پر اس زور سے مارتا کہ وہ اس کی گدی اور منخرہ تک جا پہنچتا۔ پھر دوسری جانب مڑ کر یونہی کرتا۔ جب اس سے فارغ ہوتا تو پہلی جانب درست ہو چکی ہوتی تو پھر یونہی کرتا تو میں نے کہا سبحان اللہ یہ کیا ہے؟ کہنے لگے آگے چلو۔ تو ہم چلے اور ایک ایسی عمارت تک پہنچے جس کا بالائی حصہ تنور کی طرح اور نچلا حصہ کشادہ تھا۔ تو میں نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں۔ نیچے سے ایک شعلہ آتا اور جب وہ جلتا تو وہ اس زور سے اوپر اٹھتے کہ باہر نکلنے کے قریب ہو جاتے۔ جب بجھ جاتا تو دوبارہ نیچے چلے جاتے۔ پھر جب وہ شعلہ آتا تو چیختے تو میں نے کہا سبحان اللہ یہ کیا ہے؟ کہنے لگے آگے چلتے جائیے تو ہم چلتے چلتے ایک کشادہ چوڑی نہر پر جا پہنچے جس کا پانی خون کی طرح سرخ تھا۔ اس میں ایک شخص تیر رہا تھا۔ نہر کے کنارے ایک شخص بہت سے پتھر جمع کیے بیٹھا وہ تیراک آتا اور اپنا منہ کھولتا تو وہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ تو میں نے پوچھا سبحان اللہ یہ کیا ہے؟ کہنے لگے چلتے جائے تو ہم ایک ایسے شخص تک جا پہنچے کہ اس کے اردگرد آگ تھی وہ اسے بھڑکاتا اور دوڑتا۔ تو میں نے پھر پوچھا سبحان اللہ یہ کیا ہے؟ مجھ سے کہنے لگے چلتے جائیے۔ تو ہم چلتے چلتے ایک باغ تک پہنچے کہ جس میں بہاریں ہر کلی تھی۔ باغ کے عین وسط میں ایک لمبا شخص تھا اور اس کے اردگرد بہت سے لڑکے تھے۔ اتنے زیادہ کہ تم نے کبھی نہ دیکھے ہوں۔ میں نے پوچھا سبحان اللہ یہ کیا ماجرا ہے؟ کہنے لگے چلتے جائیے چنانچہ ہم چلتے چلتے ایک بہت بڑے درخت تک پہنچے

کہ اس سے بڑا اور زیادہ خوبصورت میں نے درخت نہ دیکھا۔ ہم اس پر چڑھے تو ہم ایک شہر تک پہنچے کہ جس کی عمارتیں ایک اینٹ سونے کی اور دوسری چاندی کی تھی۔ ہم نے شہر کا دروازہ کھلوایا تو دروازہ کھول دیا گیا اور ہم اس میں داخل ہوئے۔ اس سے نکال کر وہ مجھے ایک گھر میں لے گئے جو اس سے زیادہ خوبصورت تھا۔ ابھی میری نگاہ دوڑ ہی رہی تھی کہ ایک سفید محل نظر آیا جیسے سفید دیوی ہو۔ کہنے لگے یہ آپ کا گھر ہے میں نے کہا کیا میں اس میں داخل ہو جاؤں کہنے لگے ابھی تو نہیں البتہ اس میں داخل آپ ہوں گے۔ پھر میں نے پوچھا کہ آج کی رات میں نے ایسی عجیب وغریب چیزیں دیکھیں کہ جو میں نے پہلے نہ دیکھیں۔ تو وہ کہنے لگے کہ وہ پہلا شخص کہ جو اپنا سر پتھر سے پھوڑ رہا تھا وہ، وہ تھا جو قرآن پڑھتا اور پھر اس کا انکار کرتا اور فرض نمازیں ادا نہ کرتا اور سویا رہتا۔ جس شخص کی باچھیں گدی تک چیری جا رہی تھیں وہ، وہ شخص تھا کہ جو اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹ بولتا اور اس کا جھوٹ دنیا میں پھیل جاتا اور جو لوگ آپؐ نے تنور میں دیکھے وہ زانی مرد اور عورتیں تھیں اور جو شخص نہر میں نہا رہا تھا وہ سود خور تھا اور جو آگ کے گرد دوڑ رہا تھا وہ جہنم کا داروغہ مالک تھا اور وہ لمبا شخص جو آپ نے باغ میں دیکھا وہ حضرت ابراہیمؑ تھے اور ان کے گرد وہ تمام بچے تھے جو اپنی فطرت پر پیدا ہوئے۔ وہ گھر جس میں آپ پہلے داخل ہوئے وہ عام مومنین کا گھر تھا اور دوسرا گھر شہداء کا تھا۔ میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل۔ ایک شخص نے پوچھا مشرکین کی اولاد کا کیا بنے گا؟ فرمایا: مشرکین کی اولاد بھی حضرت ابراہیمؑ کے پاس ہوگی۔ (قریب قریب الفاظ کے ساتھ بخاری میں رقم ۱۳۸۶، ۷۰۴۷ میں ہے۔ امام احمد ۱۹۳۰۶)

مشرکین کے بچے☆

مشرکین کے بچوں کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض جنتیوں کے خدمتگار ہوں گے اور بعض جہنمی ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سب سے ......

فقیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے سب سے سچا کلام، کلام اللہ ہے اور سب سے اشرف ومعزز بات اللہ کا ذکر ہے۔ سب سے بڑا اندھا دل کا اندھا ہے اور جو چیز کم ہو اور کفایت کر جائے وہ زیادہ اور غافل کر دینے والی چیز سے بہتر ہے۔ سب سے بری ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔ بہترین مالداری نفس کی مالداری ہے۔ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ شراب برائیوں کا منبع ہے۔ عورتیں شیطان کے جال ہیں۔ جوانی جنون کا ایک حصہ ہے۔ سب سے بری کمائی سود کی کمائی ہے۔ سب سے بڑی غلطی جھوٹی زبان ہے۔

جھوٹ درست ہے مگر تین چیزوں میں ☆

حضرت ابو حصین حضور ﷺ کا قول نقل فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: صرف تین چیزوں میں جھوٹ درست ہے:

① جنگ میں کیونکہ وہ تو ہے ہی سراسر دھوکہ۔

② وہ آدمی جو دو کی صلح کروانا چاہے۔

③ وہ آدمی جو میاں بیوی کے درمیان صلح کرانا چاہے۔

(ترمذی ۱۹۳۹ وقال ہذا حدیث حسن۔ امام احمد ۲۶۳۱۵، ۲۶۳۲۶)

ایک تابعی فرماتے ہیں: سچ اولیاء کی زینت ہے اور جھوٹ بدبختوں کی علامت۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِيْنَ صِدْقُهُمْ﴾ [المائدة: ۱۱۹]

یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا''۔

﴿يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ [التوبة: ۱۱۹]

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْ جَاۤءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ لَهُمْ مَا يَشَاۤءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ [الزمر: ۳۳، ۳۴]

''اور جو لوگ سچی بات لے کر آئے اور اس کو سچ جانا تو یہ لوگ پرہیز گار ہیں وہ جو کچھ چاہیں گے ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس سب کچھ ہے''۔

اور جھوٹوں کی مذمت بیان فرمائی اور ان پر لعنت کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ﴾ [الذاريات: ۱۰]

''یعنی جھوٹوں پر لعنت ہو''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الصف: ۷]

''اس سے زیادہ ظالم کون کہ جسے اسلام کی طرف بلایا جائے اور وہ خدا پر جھوٹ باندھے اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا''

باب : ۱۷

غیبت

غیبت کیا ہے؟

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ تو صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: جب تو اپنے بھائی کا تذکرہ ایسے الفاظ میں کرے کہ جو اسے ناپسند ہو تو یہ تو نے اس کی غیبت کی۔ پوچھا گیا: اگر میرے بھائی میں وہ برائی ہو جو میں کہہ رہا ہوں پھر؟ فرمایا: اگر اس میں وہ برائی تھی تو یہ غیبت ہے اگر وہ برائی نہ تھی پھر بہتان ہے یعنی تو نے اس پر بہتان لگایا۔ (مسلم ۲۵۸۹۔ ترمذی ۱۹۳۴۔ وقال ہذا حدیث حسن صحیح۔ ابوداؤد ۴۸۷۴۔ امام احمد ۶۸۴۹۔ دارمی ۲۵۹۸)

یہ بھی غیبت ہے ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متقدمین میں سے کسی کا قول ہے کہ وہ فرماتے ہیں اگر میں یہ کہوں کہ فلاں کے کپڑے چھوٹے یا لمبے ہیں تو یہ غیبت ہے۔ تو اگر میں اس کی ذات کے بارے میں بات کروں تو پھر کیا ہوگا؟

حضرت ابن ابی نجیح فرماتے ہیں ایک پست قد عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی جب وہ چلی گئی تو حضرت عائشہ نے کہا کتنے چھوٹے قد کی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: تو نے غیبت کی۔ حضرت عائشہ نے کہا میں نے تو ایسی بات کی جو اس میں تھی۔ فرمایا: تو نے اس کے عیب کو بیان کیا۔

(امام احمد ۲۳۸۹۸، ۲۴۵۲۶)

غیبت کی سزا ☆

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جو کہ اپنے پہلو سے گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پھر ان سے کہا گیا کھاؤ اس کے بدلے جو تم اپنے بھائیوں کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ تو میں نے پوچھا اے جبرائیل! کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے غیبت کرنے والے ہیں۔

(ابوداؤد ۴۸۷۸۔ امام احمد ۱۲۸۶۱)

تم نے گوشت کھا تو لیا ☆

فقیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ابا کو بیان کرتے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے

کہ اصحاب صفہ مسجد میں تھے اور زید بن ثابت مسجد میں انہیں آپ کی احادیث سنا رہے تھے تو آپ کے پاس گوشت لایا گیا تو صحابہ نے زید بن ثابت سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جائیے اور کہئے کہ ہم نے اتنے دنوں سے گوشت نہیں کھایا تاکہ آپ ہماری طرف کچھ گوشت بھیج دیں۔ جب حضرت زید بن ثابت ان کے پاس سے آئے تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ زید بھی حضور ﷺ کے ساتھ یونہی ملتے ہیں جیسے ہم تو وہ کیسے بات کریں گے۔

جب حضرت زید حضور ﷺ کے پاس گئے اور پیغام پہنچایا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں کہو کہ تم نے ابھی گوشت کھا تو لیا۔ حضرت زید نے واپس آ کر انہیں بتایا تو وہ کہنے لگے۔ بخدا ہم نے تو اتنے دنوں سے گوشت نہیں کھایا۔ تو انہوں نے واپس پلٹ کر حضور ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: انہوں نے ابھی کھایا ہے۔ پھر پلٹے اور انہیں بتایا تو وہ سب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا تم نے ابھی تو اپنے بھائی کا گوشت کھایا اور گوشت کے ذرات تمہارے دانتوں میں ہیں۔ تم تھوکو تاکہ گوشت کی سرخی دیکھ سکو۔ چنانچہ انہوں نے خون تھوکا۔ تو توبہ کی اور اس کام سے پلٹ کر معذرت کی۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک بدبودار ہوا چلی تو آپ نے فرمایا: کچھ منافق لوگوں نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ بدبودار ہوا چلی۔

(امام احمد: ۱۴۲۵۷)

کیا وجہ ہے؟

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں غیبت کی بو ظاہر ہو جاتی تھی اور آج نہیں ہوتی؟ تو انہوں نے فرمایا کیونکہ آج غیبت بہت ہوتی ہے اور ناک اس سے بھر چکے ہیں اور انہیں بو نہیں آتی۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک شخص دباغت کرنے والی جگہ جاتا ہے تو وہ بدبو کی شدت کی وجہ سے وہاں نہیں ٹھہر سکتا اور اس میں رہنے والے اسی جگہ کھاتے پیتے ہیں اور انہیں یہ بو نہیں آتی۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ انکے ناک اسی سے بھر چکے ہوتے ہیں اور یہی معاملہ آج غیبت کا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا واقعہ ☆

حضرت سدی فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ کچھ لوگوں کے ہمراہ سفر میں تھے جن میں حضرت عمر بھی تھے۔ انہوں نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اور خیمے تان کر کھانا کھایا جب کہ حضرت سلمان سو گئے۔ کسی نے کہا یہ بندہ تو یہی چاہتا ہے کہ اس کے پاس خیمے لگے ہوں اور کھانا پکا ہوا آئے۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت سلمان سے کہا کہ حضور کے پاس جائیے اور ہمارے لیے سالن مانگئے وہ

حضور ﷺ کے پاس گئے اور کہا تو آپ ؐ نے فرمایا: ان سے کہو کہ انہوں نے سالن کھالیا ہے تو حضرت سلمان نے ان سے کہا تو وہ کہنے لگے۔ نہیں تو ابھی تک ہم نے کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی ہم نے حضور ﷺ سے جھوٹ بولا۔ تو وہ حضور ﷺ کے پاس گئے۔ تو حضور ﷺ نے ان سے کہا تم نے اپنے ساتھی کا سالن کھالیا تھا جب تم نے یوں یوں کہا اور وہ سو رہا تھا۔ پھر یہ آیت پڑھی:

﴿يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾

''اے ایمان والو گمان سے بچو کیونکہ بعض دفعہ وہ گناہ ہوتا ہے۔''

گمان سے بچو☆

سفیان ثوری فرماتے ہیں: جو گناہ ہے وہ تو وہ ہے کہ جس کا آپ اظہار بھی کر دیں۔ اور جس کا اظہار نہ کریں بلکہ دل ہی دل میں ہو تو یہ گمان گناہ نہیں۔

﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ [الحجرات: ۱۲]

''اور اپنے بھائی کے عیب تلاش نہ کرو اور جس طرح تم اپنے مردہ بھائی کے گوشت کو کھانا پسند نہیں کرتے اسی طرح اس کے پیچھے اس کا برا تذکرہ نہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت: ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ......﴾ ''اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس کو تم ناگوار سمجھتے ہو''۔ کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں: یہ آیت دو صحابیوں کے بارے میں اتری اور وہ یوں کہ آپ ؐ نے سفر میں ہر دو مالدار آدمیوں کے ساتھ ایک کم مال والے شخص کو کر دیا۔ تاکہ وہ ان کے ساتھ کھانا کھائے اور منزل پر ان سے آگے ہو اور ان کے لیے جگہ اور مناسب چیزوں کو مہیا کرے اور حضرت سلمان کو بھی دو آدمیوں کے ساتھ ملا دیا۔ جب ایک جگہ پڑاؤ کیا تو حضرت سلمان نے ان کے لیے جگہ تیار نہ کی۔ تو وہ دونوں کہنے لگے نبی کریم ﷺ کے پاس جائیے اور بچا کھچا سالن مانگیے۔ چنانچہ حضرت سلمان گئے تو ایک نے ان کے جانے کے بعد دوسرے سے کہا اگر یہ کسی کنویں تک جائے تو اس کا پانی کم پڑ جائے جب انہوں نے حضور ﷺ کے پاس پہنچ کر پیغام پہنچایا تو حضور ﷺ نے کہا کہ ان سے کہو کہ تم نے سالن کھا تو لیا ہے۔ حضرت سلمان نے آ کر انہیں بتایا تو وہ کہنے لگے ہم نے تو سالن نہیں کھایا؟ تو آپ ؐ نے فرمایا میں گوشت کی سرخی تمہارے مونہوں میں دیکھ رہا ہوں۔ تو وہ کہنے لگے ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں اور نہ ہی آج ہم نے گوشت کھایا۔ تو آپ ؐ نے دونوں سے فرمایا: تم دونوں نے اپنے بھائی کی غیبت کی۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم

مردار گوشت کھاؤ کہنے لگے نہیں تو فرمایا: جس طرح مردار گوشت کھانا پسند نہیں کرتے تو غیبت بھی نہ کیا کرو۔ کیونکہ جس نے غیبت کی گویا اس نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ [الحجرات: ۱۲]

''اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس کو تم ناگوار سمجھتے ہو''۔

نیکیاں ہدیہ کی ہیں...... ☆

حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ فلاں نے آپ کی غیبت کی ہے۔ تو آپ نے اس کی طرف کھجوروں کا ٹوکرا بھیجا اور کہا کہ مجھے پتہ چلا کہ آپ نے مجھے اپنی نیکیاں ہدیہ کی ہیں تو میں نے اس کے بدلہ دینا چاہا۔ میری معذرت قبول فرمائیے کیونکہ میں مکمل بدلہ نہیں دے سکتا۔

روٹی سے پہلے گوشت ☆

حضرت ابراہیم بن ادھم کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کی ضیافت کی جب وہ کھانے کے لیے بیٹھ گئے تو ایک شخص پر چڑھ دوڑے تو حضرت ابراہیم نے کہا ہم سے پہلے لوگ گوشت سے پہلے روٹی کھایا کرتے تھے اور تم نے گوشت کو روٹی سے پہلے شروع کر دیا۔

غیبت کے بدلے نیکی ☆

حضرت ابو امامہ باہلی کے بارے میں آتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب بندے کو اعمال نامہ دیا جائے گا تو اس میں وہ اپنی نیکیاں دیکھے گا جنہیں اس نے کیا نہ ہوگا تو کہے گا اے میرے رب یہ کہاں سے آ گئیں تو ارشاد ہوگا یہ اس کے بدلے میں ہے کہ جو لوگوں نے تیری غیبت کی اور تجھے معلوم نہ تھا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم فرماتے ہیں: اے جھوٹے تو نے دنیا میں اپنے دوستوں کے ساتھ بخل کیا اور آخرت میں دشمنوں پر سخاوت کی۔ تو اپنے بخل پر معذور نہیں اور نہ اپنی سخاوت پر محمود ہے۔

ایک دانا کا قول ہے کہ غیبت قراء کا میوہ، منافق کی ضیافت، عورتوں کی چراگاہ، لوگوں کے کتوں کا سالن، اور متقین کا کوڑا ہے۔

چار چیزیں ☆

حضرت انس بن مالک حضور ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا: چار چیزیں روزہ توڑ دیتی ہیں اور وضو باطل اور عمل کو منہدم کر دیتی ہیں: (۱) غیبت۔ (۲) جھوٹ۔ (۳) چغلی۔ (۴) عورت کی ان جگہوں پر دیکھنا کہ جنہیں دیکھنا جائز نہیں اور یہ برائی کی جڑوں کو سیراب کرتی ہیں

جیسے پانی درخت کی جڑوں کو اور شراب نوشی سب گناہوں سے بڑھ کر ہے۔ (ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔۲/۱۰۹ اور علامہ شوکانی نے الفوائد المجموعہ صفحہ ۹۴ پر پانچ چیزوں کا تذکرہ کیا)

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں میں نے انبیاء کی کتب میں پڑھا جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مراوہ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا۔ اور جو اس پر مصر ہو کر مراوہ سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوگا۔

تم بقیہ ستر بھی کھول دو گے ☆

حضرت عیسیٰ بن مریم نے اپنے ساتھیوں سے کہا اگر تم ایک سوئے ہوئے شخص کے پاس سے گزرو کہ ہوا نے اس کے کپڑے اڑا کر اس کا ستر کھول دیا تو تمہارا کیا خیال ہے کہ تم اس کا ستر ڈھانپو گے؟ وہ کہنے لگے کیوں نہیں۔ فرمایا: نہیں تم بقیہ حصہ بھی ستر کا کھول دو گے۔ کہنے لگے سبحان اللہ بھلا ہم بقیہ کیوں کھولیں گے؟ فرمایا: کیا تمہارے سامنے کسی آدمی کا تذکرہ کیا جائے اسکی برائیوں کا تذکرہ نہ کرو گے؟ تو تم اس کے بقیہ ستر کو بھی کھول دو گے۔

خنزیر کا گوشت کھاؤ ☆

حضرت خالد ربعی فرماتے ہیں کہ میں جامع مسجد میں تھا کہ لوگ کسی کی غیبت کر رہے تھے۔ تو میں نے انہیں روکا تو وہ اس سے رک کر کسی اور کی کرنے لگے۔ پھر وہ اس کی کرنے لگے تو کسی بات میں میں نے بھی کچھ کہہ دیا۔ تو اس رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس ایک لمبا سیاہ شخص آیا اور اسکے پاس ایک تھال تھا کہ جس میں خنزیر کے گوشت کا ایک ٹکڑا تھا اور مجھ سے کہنے لگا۔ کھاؤ، میں نے کہا خنزیر کا گوشت کھاؤں بخدا میں تو نہیں کھاؤنگا۔ اس نے مجھے بری طرح جھڑکا اور کہنے لگا جو تو نے کھایا وہ اس سے بدتر ہے۔ اسے میرے منہ میں ٹھونسنے لگا حتی کہ میں اپنی نیند سے بیدار ہو گیا۔ بخدا میں نے تین یا چار دن تک کھانا نہیں کھایا لیکن میرے منہ میں اس گوشت کا ذائقہ اور بو آتی رہی۔

......لیکن تیرا مسلمان بھائی تجھ سے نہ بچ سکا ☆

حضرت سفیان بن حسین فرماتے ہیں کہ میں الیاس بن معاویہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص گزرا اور میں نے اس کی کوئی بات کی تو الیاس نے کہا خاموش ہو جاؤ پھر سفیان نے مجھ سے کہا: کیا تو نے رومیوں سے جہاد کیا؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا ترکوں سے جہاد کیا؟ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا۔ رومی اور ترکی تجھ سے بچ گئے لیکن تیرا مسلمان بھائی نہ بچ سکا۔ پھر میں نے دوبارہ ایسا نہ کیا۔

تین چیزیں ☆

حضرت حاتم زاہد فرماتے ہیں کہ تین چیزیں جس مجلس میں ہوں رحمت باری اس سے ہٹ

جاتی ہے۔

① دنیا کا تذکرہ۔
② لوگوں کی غیبت۔
③ ہنسی۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی فرماتے ہیں اگر مؤمن کو تجھ سے تین چیزیں ملیں تو تو محسنین میں سے ہوگا۔

① اگر تو اسے نفع نہ دے تو اس کو نقصان بھی نہ پہنچا۔
② اگر خوش نہ کر سکے تو غمگین بھی نہ کر۔
③ اگر تعریف نہ کر سکے تو مذمت بھی نہ کر۔

فرشتوں کی ہم نشینی اور گفتگو☆

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ابن آدم کے کچھ فرشتے ہم نشین ہیں جب وہ اپنے کسی بھائی کا اچھا تذکرہ کرتا ہے تو وہ فرشتے کہتے ہیں تیرے لیے بھی یہی خوبی ہو اور جب کسی کا برا تذکرہ کرتا ہے تو وہ فرشتے کہتے ہیں اے ابن آدم تو نے ستر بند کا ستر کھولا اپنے گریبان میں جھانک اور اللہ کا شکر ادا کر کہ جس نے تیری ستر پوشی کی۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کے بارے میں آتا ہے کہ انہیں ایک دعوت میں مدعو کیا گیا جب بیٹھ گئے تو کہنے لگے فلاں نہیں آیا۔ تو ایک شخص نے کہا فلاں بھاری بھرکم ہے۔ تو حضرت ابراہیم نے کہا: میرے ساتھ ایسا میرے پیٹ کی وجہ سے ہے جب میں کھانے میں آیا تو میں نے مسلمان کی غیبت سنی اور چلے گئے اور تین دن تک کھانا نہ کھایا۔

تین نہ کر سکو تو تین کرو☆

ایک دانا کا قول ہے کہ اگر تین کام نہ کر سکو تو تین کرو۔

① اگر نیک کام نہ کر سکو تو برائی سے باز آؤ۔
② اگر لوگوں کو فائدہ نہ پہنچا سکو تو انہیں تکلیف بھی نہ دو۔
③ اگر روزہ نہ رکھ سکو تو لوگوں کا گوشت مت کھاؤ۔

حضرت وہب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں غیبت کو چھوڑنا میرے لیے جب سے دنیا پیدا ہوئی اس وقت سے لے کر فنا ہونے تک سب کچھ اس کا ہو۔ اس سے زیادہ بہتر ہے۔ اور پھر میں اس سب کو اللہ کی راہ میں صدقہ کروں۔ اور نگاہ نیچی رکھنا ہر اس چیز کہ جسے اللہ نے حرام کر دیا میرے لیے دنیا اور اس کی موجودات کے مالک ہونے' پھر انہیں اللہ کی راہ میں صدقہ کر دینے سے بہتر ہے۔ پھر یہ آیت

مبارکہ تلاوت کی:

﴿وَلَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا﴾ [الحجر: ۱۲]

''اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کرے''۔

اور یہ آیت پڑھی:

﴿قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ﴾ [النور: ۳۰]

''آپ مسلمانوں مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں''۔

غیبت کرنے والے کی توبہ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں غیبت کرنے والے کی توبہ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ کیا اس کی توبہ جس کی غیبت کی اس کے معاف کئے بغیر ہو جاتی ہے؟ تو بعض کہتے ہیں ہو جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں جب تک وہ شخص جس کی اس نے غیبت کی وہ معاف نہ کرے نہیں ہوتی۔ یہ ہمارے نزدیک دو طرح پر ہے۔

① اگر جس کی اس نے غیبت کی اس تک یہ بات پہنچ گئی تو اس سے معاف کئے بغیر توبہ نہ ہوگی۔

② اور اگر اس تک یہ بات نہیں پہنچی تو اللہ کے حضور توبہ استغفار کرے اور دوبارہ ایسا نہ کرنے کا عہد کرے۔

حل نکالیے☆

مروی ہے کہ ایک شخص حضرت ابن سیرین کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے غیبت کی ہے میرے لیے کوئی حل نکالیے۔ فرمایا: جسے اللہ نے حرام قرار دیا اسے میں کیسے جائز قرار دوں۔ گویا استغفار اور توبہ کی طرف اشارہ کیا۔ ساتھ ساتھ معافی بھی مانگے۔ اگر اس شخص تک نہیں پہنچی تو اس کی توبہ تو محض یہ ہے کہ اللہ کے حضور توبہ استغفار کرے اور اسے نہ بتلائے۔ اور یہ بہتر ہے کہ اس کے دل میں کہیں یہ بات نہ آجائے۔

توبہ کا طریقہ☆

اگر اس نے اس پر بہتان لگایا ہو تو پھر یہ توبہ نہیں۔ پھر تین جگہ توبہ کی ضرورت ہے:

① ان لوگوں کے پاس جائے کہ جن کے سامنے اس پر بہتان تراشا تھا اور کہے میں نے تمہارے سامنے فلاں کا تذکرہ یوں یوں کیا تھا جان لو کہ میں جھوٹا ہوں۔

② اس شخص کے پاس جائے کہ جس پر بہتان لگایا تھا اور اس سے معافی مانگے۔

③ اللہ کے حضور توبہ استغفار کرے۔ بہتان سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔ کیونکہ سب گناہوں میں ایک

توبہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب کہ بہتان میں تین جگہ توبہ مانگنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ نے بہتان کو کفر کے ساتھ ذکر فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ [الحج: ۳۰]

''بچو تم بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات سے''۔

کہا گیا ہے کہ غیبت صرف معلوم لوگوں کی ہوتی ہے۔ اگر کسی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہے کہ وہ بخیل لوگ ہیں تو یہ غیبت نہ ہوگی۔ کیونکہ ان میں برے اور نیک سب ہیں اور معلوم ہے کہ سب مراد ہیں۔ اور اس سے رکنا ہی بہتر ہے۔

ایک زاہد کا واقعہ ☆

ایک زاہد نے اپنی بیوی کے لیے روئی خریدی تو بیوی نے کہا کہ روئی فروش برے لوگ ہیں انہوں نے کہا تو نے اس میں خیانت کی۔ تو اس زاہد نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ جب ان سے پوچھا گیا تو کہنے لگے میں غیرت مند شخص ہوں۔ تو مجھے اندیشہ ہے کہ روئی فروش سارے کے سارے قیامت کے دن اسکے مقابل نہ ہوں تو کہا جائے گا کہ فلاں کی عورت کے ساتھ روئی فروش جھگڑ رہے ہیں تو اس وجہ سے میں نے اسے طلاق دے دی۔

تین کی غیبت غیبت نہیں ☆

تین آدمیوں کی غیبت غیبت کے حکم میں نہیں: (۱) ظالم بادشاہ (۲) ظاہر فاسق (۳) بدعتی۔ یعنی جب ان کے کرتوتوں کا تذکرہ کیا جائے اگر ان کے جسم میں کسی عیب کا ذکر کیا گیا تو یہ غیبت ہو گی۔ اگر ان کے کرتوتوں کا تذکرہ کیا جائے تا کہ لوگ ان سے بچیں تو کوئی حرج نہیں۔

ارشادِ نبوی (ﷺ) ☆

آپ ﷺ کا ارشاد ہے فاجر کے کرتوتوں کا تذکرہ کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔

(کشف الخفاء ۱/۱۱۴ وقال اخرجه ابویعلی ولا یصح)

غیبت کے چار رُخ ☆

غیبت کے چار رخ ہیں۔ ایک اعتبار سے کفر، دوسرے اعتبار سے نفاق، تیسرے اعتبار سے گناہ چوتھے اعتبار سے مباح اور اس پر اجر ہے۔ جس اعتبار سے کفر ہے وہ یہ کہ مسلمان غیبت کرے اور اس سے کہا جائے کہ غیبت نہ کر تو وہ دیکھے یہ غیبت نہیں میں اس میں سچا ہوں تو گویا اس نے اللہ کے حرام کردہ کو حلال قرار دیا۔ اور جو اللہ کے حرام کردہ کو حلال جانے تو وہ کافر ہے۔ نعوذ باللہ۔

جس اعتبار سے نفاق ہے وہ یہ کہ کسی انسان کی غیبت کرے اور اس کے سامنے جو اسے جانتا

ہو اس کا نام نہ لے کہ وہ اس کی غیبت کرے اور اپنے دل میں اسے مشروع سمجھے تو یہ فسق ہے۔
جس اعتبار سے گناہ ہے وہ یہ کہ کسی کا نام لے کر اس کی غیبت کرے اور اسے معلوم ہو کہ یہ گناہ ہے تو وہ گنہگار ہے اور اس پر توبہ لازم ہے۔
چوتھا یہ کہ فاسق کی غیبت کرے جو کہ علانیہ طور پر فاسق ہو یا بدعتی تو اس پر اجر ہوگا کیونکہ جب لوگوں کو اس کا حال معلوم ہوگا تو اس سے لوگ بچیں گے۔
آپ ﷺ کا ارشاد ہے: فاجر کی برائی کا تذکرہ کرو تاکہ لوگ اس سے بچ سکیں۔

ایک نبی کا خواب☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے سنا کہ وہ انبیاء جو رسول نہ تھے ان میں سے کچھ خواب دیکھا کرتے تھے اور کچھ آواز سنتے تھے اور دیکھتے کچھ نہ تھے اور اللہ کے ایک نبی جو خواب دیکھا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ان سے کہا گیا۔ پہلی چیز جو صبح آپ کے سامنے آئے اسے کھائیے اور دوسری کو چھپائیے اور تیسری کو قبول کیجئے چوتھی کو مایوس نہ کیجئے اور پانچویں سے بھاگیے۔
جب صبح ہوئی تو پہلی چیز جو سامنے آئی وہ پہاڑ تھا، سیاہ بہت بڑا۔ تو حیران ہو کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے میرے رب نے مجھے اس کے کھانے کا حکم دیا ہے میں اسے کھاؤں گا۔ پھر نفس سے گویا ہوئے میرا رب مجھے ایسے کام کا حکم نہیں دے سکتا کہ جسے میں نہ کر سکتا ہوں۔ جب اس کے کھانے کا پختہ عزم کیا اور کھانے کے لیے اس کی طرف چل دیے تو جب قریب ہوئے تو وہ چھوٹا ہو گیا۔ جب اس تک پہنچے تو اسے ایک لقمہ کے مثل پایا جو شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ تو اسے کھایا اور اللہ کا شکر بجا لائے اور چل پڑے پھر سونے کا ایک طشت ان کے سامنے آیا تو کہنے لگے۔ اللہ نے مجھے اس کے چھپانے کا حکم دیا ہے تو زمین کھودی اور اس میں چھپا دیا۔ جب چلنے لگے تو مڑ کر دیکھا طشت زمین سے اوپر ہے تو دو تین دفعہ واپس پلٹے اور اسے دفن کیا پھر جب چلنے لگے تو اسے زمین کے اوپر پایا۔ کہنے لگے مجھے جو حکم ہوا تھا وہ میں نے کیا۔ پس چل پڑے تو ایک پرندہ نظر آیا جس کے پیچھے باز تھا جو اسے پکڑنا چاہتا تھا کہنے لگا اے اللہ کے نبی میری مدد کیجئے آگے بڑھ کر اسے اپنی آستین میں کر لیا۔ تو باز آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے نبی میں بھوکا ہوں میں صبح سے اس شکار کی تلاش میں تھا اور حتیٰ کہ میں نے اسے پکڑنا چاہا اب آپ مجھے میرے رزق سے مایوس نہ کریں تو جی میں کہنے لگے کہ مجھے حکم ہوا کہ میں تیسرے کی بات سنوں اور میں نے ایسا کر دیا اور مجھے حکم ہوا کہ میں چوتھے کو مایوس نہ کروں اور چوتھا یہ باز ہے میں کیا کروں؟ جب حیران پریشان ہوئے تو چھری لی اور اپنی ران کاٹ کر گوشت کا

ایک ٹکڑا باز کی طرف پھینک دیا اس نے وہ لیا اور چلتا بنا۔ پھر پرندے کو اڑا دیا اور چل دیئے پانچویں چیز بدبودار مردار کو پایا تو اس سے بھاگ گئے۔ شام ہوئی تو کہنے لگے۔ اے رب جو آپ نے مجھے حکم دیا وہ میں نے کر دیا۔ اب مجھے بتائیے کہ ان کے حکم دینے میں حکمت کیا تھی۔ تو خواب میں دیکھا، حکم ہوا۔ پہلی چیز جسے آپ نے کھایا وہ غصہ تھا جب ابتدا میں تھا اور آخر میں وہ صبر تھا اور وہ غصہ پی جانا شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ دوسری چیز نیک عمل تھا اگر آپ اسے چھپائیں تو پھر بھی ظاہر ہوگا۔ تیسری چیز جو آپ کے پاس امانت رکھوائے تو خیانت مت کیجئے۔ چوتھی چیز جب کوئی انسان کسی حاجت میں آپ کو پکارے تو اس کی حاجت کو پورا کرنے کی کوشش کیجئے۔ اگرچہ آپ ہی اس کے محتاج کیوں نہ ہوں۔ پانچویں چیز غیبت تھی پس جو لوگوں کی غیبت کرتے ہیں ان سے بھاگ گئے۔ (واللہ اعلم)

باب: ۱۸

چغلی

چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(بخاری ۶۰۵۶ مسلم ۱۰۵ ترمذی ۲۰۲۶ ابوداؤد ۴۸۷۱ احمد ۲۲۱۶۳، ۲۲۱۶، ۲۲۲۲۱، ۲۲۲۷۹)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم میں سے بدترین کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں تو فرمایا: تم میں سے بدترین وہ شخص ہے کہ جو ان لوگوں کے پاس ایک رخ کے ساتھ آتا ہے اور ان کے پاس دوسرے رخ کے ساتھ۔ (بخاری بقیہ ہذا اللفظ ۳۴۹۴، ۶۰۵۸، ۷۱۷۹۔ مسلم ۲۵۲۶۔ ابوداؤد ۴۸۷۲۔ احمد ۷۰۳۹، ۹۴۸۸، ۹۲۱۶، ۱۰۴۸۴، ۱۰۳۷۴۔ مالک ۱۵۷۳)

چغلی پر عذابِ قبر☆

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں آپ کا گذر دو تازہ قبروں کے پاس سے ہوا تو فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھاتا پھرتا تھا۔ پھر ایک تازہ شاخ لی اور اسے درمیان سے چیرا اور ہر قبر میں ایک حصہ گاڑھ دیا۔ صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: تاکہ جب تک یہ خشک نہ ہوں ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔ (بخاری ۲۱۶، ۲۱۸، ۱۳۶۱، ۶۰۵۵۔ مسلم ۲۹۲۔ ترمذی

۶۰۷۔ نسائی ۳۱، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ابوداؤد ۲۰۔ ابن ماجہ ۳۴۷۔ احمد ۱۸۷۷۔ ۲۱۲۴۱۔ دارمی ۷۳۲)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ ارشاد کہ انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہ ہوا تھا کا مطلب یہ ہے کہ وہ انکے نزدیک بڑا نہیں سمجھا جاتا لیکن اللہ کے نزدیک تو بہت بڑا ہے۔ حدیث حذیفہ میں مذکور ہے کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ تو جب جنت میں داخل نہ ہوگا تو لازمی بات ہے کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ کیونکہ دو ہی چیزیں ہیں یا جنت یا جہنم۔ جب یہ معلوم ہوگیا کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوگا تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ تو چغل خور کو چاہئے کہ اللہ کے حضور تائب ہو۔ کیونکہ چغل خور دنیا میں تو ذلیل ہے ہی قبر میں موت کے بعد اسے عذاب ہوگا اور جہنم میں داخل ہوگا اور قیامت کے دن رحمت خداوندی سے محروم ہوگا اگر موت سے پہلے توبہ کر لی تو توبہ قبول ہوگی۔

بدترین شخص ☆

حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بدترین شخص وہ ہے جس کے دو رخ ہیں کہ کچھ کے پاس ایک رخ لے کر اور کچھ کے پاس دوسرا رخ لے کر۔ وہ شخص جو دو زبانوں والا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو دو آگ کی زبانیں لگا دیں گے۔

عذابِ قبر کے تین حصے ☆

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے بدترین لعن طعن کرنے والا چغل خور ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ عذابِ قبر کے تین ثلث ہیں ایک تہائی غیبت کی وجہ سے اور ایک تہائی پیشاب کی وجہ سے اور ایک تہائی چغلی کی وجہ سے۔

چغل خوری پر جنگ چھڑ گئی ☆

حضرت حماد بن سلمہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے غلام بیچا تو خریدار سے کہا اس میں سوائے اس بات کے کوئی عیب نہیں کہ یہ چغل خور ہے۔ مشتری نے اس عیب کو کم سمجھا اور خرید لیا۔ وہ لڑکا چند دن اس کے پاس ٹھہرا۔ پھر اپنے آقا کی بیوی سے کہنے لگا۔ تیرا خاوند تجھ سے محبت نہیں کرتا اور وہ تجھ سے چھٹکارا چاہتا ہے۔ کیا تو چاہتی ہے کہ وہ تجھ پر مہربانی کرے کہنے لگی ہاں۔ غلام نے کہا: استرا لے اور جب وہ سو جائے تو اس کی داڑھی کے اندر کے حصے سے کچھ بال تراش۔ پھر وہ خاوند کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ تیری بیوی تیرے ساتھ محبت کرتی ہے حالانکہ وہ تجھے قتل کرنا چاہتی ہے کیا تو چاہتا ہے تجھ پر اس کا یہ منصوبہ آشکار ہو جائے تو وہ کہنے لگا ہاں۔ کہنے لگا تو سونے کا بہانہ کر جب وہ سونے کا بہانہ کر کے سو گیا تو اس کی بیوی اس کی داڑھی کے بال کاٹنے کے لیے آئی تو خاوند نے سمجھا کہ وہ اسے قتل کرنا چاہتی ہے تو اس نے اس کے ہاتھ سے استرا پکڑا اور اسے قتل کر دیا۔ اس کی بیوی کے ورثاء آئے اور

انہوں نے اس مرد کو قتل کر دیا۔ ادھر سے مرد کے ورثا بھی آ گئے اور پھر کیا تھا جنگ چھڑ گئی۔

یحییٰ بن اکثم فرماتے ہیں: چغل خور جادوگر سے زیادہ خطرناک ہے۔ چغل خور ایک لمحہ میں وہ کچھ کر دیتا ہے جو جادوگر ایک ماہ میں نہیں کر سکتا۔

کہا جاتا ہے چغل خور کا کام زیادہ خطرناک ہے شیطان سے کیونکہ شیطان خیال اور وسوسہ کے ذریعہ اپنے کام کرتا ہے اور چغل خور سامنے آ کر کام دکھاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ [سورۃ ابی لہب: ٤]

''جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے''۔

اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ حطب سے مراد چغلی ہے اور حطب چغلی کو اس لیے کہتے ہیں کہ یہ دشمنی اور قتال کا سبب ہوتی ہے۔ تو یہ آگ لگانے کا ذریعہ ہے۔

حضرت اکثم بن صفی فرماتے ہیں کہ ذلیل لوگ چار ہیں: (۱) چغل خور (۲) جھوٹا (۳) مقروض (۴) یتیم۔

ذلیل لوگ سات کلمات ☆

حضرت ابو عبید اللہ قرشی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے دوسرے کا سات سو فرسخ تک سات کلمات کے لیے پیچھا کیا۔ جب اس کے پاس آیا تو کہنے لگا میں تیرے پاس آیا ہوں اس ذات کی خاطر کہ جس نے تجھے علم عطا کیا۔ مجھے آسمان کے بارے میں بتایئے اور اس کے بارے میں کہ جو آسمان سے زیادہ وزنی ہے اور زمین کے بارے میں اور اس چیز کے بارے میں کہ جو زمین سے زیادہ کشادہ ہے اور پتھر کے بارے میں اور اس سے زیادہ سخت چیز کے بارے میں اور سخت سردی کے بارے میں اور اس سے زیادہ ٹھنڈی چیز کے بارے میں اور سمندر اور اس سے زیادہ گہری چیز کے بارے میں اور یتیم اور اس سے زیادہ کمزور شخص کے بارے میں۔ ایک روایت میں ہے کہ زہر کے بارے میں اور اس سے زیادہ ہلاک کرنے والے کے بارے میں بتایئے۔

تو فرمایا: بے قصور پر بہتان لگانا آسمان سے زیادہ وزنی ہے۔ حق زمین سے زیادہ کشادہ ہے اور قناعت پسند دل سمندر سے زیادہ گہرا ہے۔ جس کے اندر حرص ہو آگ سے زیادہ گرم اور قریبی شخص کے پاس محتاج ہونا جبکہ محتاجی میں نہ کامی بھی ہو یہ سخت سردی سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ اور کافر کا دل پتھر سے زیادہ سخت۔ چغلی جب چغلی کئے جانے والے شخص پر ظاہر ہو جائے تو یتیم سے زیادہ کمزور ہے۔ یعنی جب چغل خور کی چغلی ظاہر ہو جائے تو وہ ذلیل ہو جاتا ہے ایک روایت میں کہ زہر سے زیادہ ہلاک کرنے والی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو فرمایا: بات کر کہنے لگی جو مجھ میں داخل ہو وہ نیک بخت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا میری عزت اور جلال کی قسم آٹھ قسم کے لوگ تجھ میں نہیں رہ سکتے۔

(۱) کثرت سے شراب نوشی کرنے والا (۲) زنا پر مصر (۳) چغل خور (۴) دیوث (۵) شرطی (۶) مخنث (۷) قطع تعلقی کرنے والا (۸) جو اللہ کے نام کی قسم کھائے کہ میں یہ نہ کروں گا پھر اپنی بات کو پورا نہ کرے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو آپ تک بات کو نقل کرتا ہے تو جان لو کہ وہ تمہاری بات کسی اور کو بھی بتائے گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک شخص آیا اور آپ کے پاس کسی کا تذکرہ کیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس سے کہا اگر تو چاہتا ہے کہ ہم تیرے معاملے میں بات کریں۔ اگر تو جھوٹا ہوا تو اس آیت کا مصداق ہوگا۔

﴿اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا﴾ [الحجرات: ۶]

"اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلیا کرو"۔

اور اگر تو چاہتا ہے تو ہم تجھے معاف کردیں گے تو کہنے لگا اے امیر المومنین معاف کردیجئے دوبارہ ایسا نہ کروں گا۔

حرام زادہ بات نہیں چھپاتا

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: حرام زادہ بات کو نہیں چھپاتا اور اپنی قوم میں حسب نسب والا اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا۔ یعنی جو اپنے پیٹ میں کسی کی بات نہ رکھے اور چغلی کرتا پھرے تو وہ حرام زادہ ہے۔ کیونکہ اگر حرام زادہ نہ ہوتا تو بات کو چھپاتا۔ اسے اس آیت قرآنی سے مستنبط کیا گیا۔

﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝﴾ [القلم: ۱۱-۱۳]

"طعن آمیز اشارتیں کرنے والا چغلیاں لئے پھرنے والا، مال میں بخل کرنے والا، حد سے بڑھا ہوا بدکار، سخت خو اور اس کے علاوہ بدذات ہے۔"

یعنی ولید بن مغیرہ کیونکہ وہ چغلیاں کھاتا پھرتا تھا۔ ((مناع للخير)) یعنی لوگوں سے بھلائی کو روکتا تھا۔ ((معتد اثيم)) یعنی فاسق و فاجر تھا ((عتل بعد ذلك زنيم)) یعنی جس میں

یہ سب صفات پائی جائیں تو وہ ڈیگی ہے اور ڈیگی ہی حرام زادہ ہے۔ یہ بعض مفسرین کی رائے ہے۔

چغل خور...... قبولیت دعا میں مانع ☆

ایک دانا نے اپنے ایک ساتھی سے ملاقات کی اور اس کے پاس کسی بھائی کا تذکرہ کیا تو دانا نے اس سے کہا:

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل پر قحط آیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام انہیں تین مرتبہ نماز استسقاء کے لیے لے کر نکلے لیکن بارش نہ ہوئی۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ آپ کے بندے تین مرتبہ دعاء کے لیے نکلے لیکن آپ نے ان کی دعا نہ سنی تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی۔ میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی پکار کو نہ سنوں گا کیونکہ تم میں ایک چغل خور ہے جو چغل خوری پر مصر ہے۔ موسیٰ نے پوچھا: وہ کون ہے تاکہ ہم اسے اپنے درمیان سے نکالیں تو ارشاد ہوا:

اے موسیٰ! میں تمہیں چغلی سے روکتا ہوں اور میں خود چغل خور بن جاؤں تم سب توبہ کرو۔

چنانچہ ان سب نے توبہ کی۔ تو بارش ہوئی۔

چغل خور...... سچا نہیں ہوسکتا ☆

منقول ہے کہ سلیمان بن عبدالملک امیرالمومنین بیٹھے تھے اور پاس امام زہری موجود تھے۔ ایک شخص آیا سلیمان نے اس سے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تو نے میرے بارے میں یوں یوں کہا ہے تو وہ کہنے لگا۔ میں نے تو کچھ نہیں کہا تو سلیمان نے اس سے کہا جس نے مجھے بتایا وہ سچا ہے تو امام زہری نے بتایا چغل خور سچا نہیں ہوسکتا۔ تو سلیمان نے کہا سچ کہا سلامتی کے ساتھ چلا جا۔

ایک دانا کا قول ہے جس نے تجھے بتایا کہ فلاں نے تجھے گالی دی ہے تو گالی دینے والا وہ ہے کہ جس نے تجھے بتایا نہ کہ وہ جس کے بارے میں بتایا۔

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں جو تیری جھوٹی تعریف کرے تو تو محفوظ نہیں اس بات سے کہ وہ تیری جھوٹی مذمت بھی کرے گا۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی انسان آپ کے پاس آئے اور کہے کہ فلاں شخص نے آپ کے بارے میں ایسا ایسا کہا تو آپ پر چھ باتیں لازم ہیں:

① اس کی تصدیق نہ کرو کیونکہ چغل خور اہل اسلام کے نزدیک قابل شہادت نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾

[الحجرات: ۶]

یعنی جب تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کے معاملے میں غور و فکر کر لو

(جلدی نہ کرو کہیں تم جاہل نہ ہو جاؤ)۔

(۳) اسے اس کام سے روکو کیونکہ برائی سے روکنا واجب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾

[آل عمران: ۱۱۰]

''تم لوگ اچھی جماعت ہو جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے، تم لوگ نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو''۔

(۴) اللہ کے واسطے اس سے بغض رکھے کیونکہ وہ گنہگار ہے اور اس سے ناراضگی واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔

(۵) غائب بھائی کے بارے میں برا خیال دل میں نہ آنے دو کیونکہ مسلمان کے بارے میں برا خیال دل میں لانا حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ [الحجرات: ۱۲]

''بے شک بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں''۔

(۵) اسکے معاملے کی ٹوہ نہ لگائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجسس سے منع کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ [الحجرات: ۱۲]

''اور سراغ مت لگایا کرو''۔

(۶) اس چغل خوری جس بات سے آپ راضی نہیں اسے نہ کریں یعنی جو بات اس چغل خور نے کی اسے کسی کے آگے بیان نہ کریں۔ (وباللہ التوفیق)

باب: ۱۹

حسد

حسد نیکیوں کو یوں کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو

فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ حضرت حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کینہ اور حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ (ابوداؤد ۴۹۰۳، بالفاظ مختلفہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن معاویہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ (۱) گمان (۲) حسد (۳) بدفالی۔ پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ان سے کیسے بچ

جائے فرمایا:

((اذا حسدت فلا تبغ)) کا معنی یہ ہے کہ جب تیرے دل میں حسد ہو تو اسے ظاہر نہ کرو اور نہ اس کا برا تذکرہ کرو۔ کیونکہ جو بات تیرے دل میں ہے اس پر اللہ مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ جب تک زبان سے اسے ادا نہ کرے۔ یا عملاً نہ کرے اور ((اذا ظننت فلا تحقق)) یعنی جب تو کسی مسلمان کے بارے میں برا خیال دل میں لائے تو اسے حقیقت کا درجہ نہ دے جب تک کہ تو مشاہدہ نہ کر لے اور ((اذا تطیرت فامض)) یعنی جب تو کسی جگہ جاتا ہے تو چاہئے تو کسی کھوپڑی کی آواز سنے یا عقعق پرندے کی آواز سنے یا تیرے کسی عضو میں کھجلی ہو تو چل پڑ اور واپس نہ پلٹ۔

بدفالی ☆

مروی ہے کہ آپ ؐ نیک فال کو پسند فرماتے اور بدفالی کو ناپسند۔ (امام احمد ۸۰۴۳) فرمایا: بد فال جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ﴾ [النمل: ٤٧]

''وہ کہنے لگے کہ تم اور تمہارے ساتھی بدشگون ہو ہمارے لئے۔''

اور ایک آیت میں ہے:

﴿قَالُوْا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ﴾ [یٰسین: ١٨]

''وہ بولے کہ ہم تم کو نامبارک سمجھتے ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرمایا کرتے تھے جب کسی پرندے کی آواز سنو تو کہو اے اللہ تیرے علاوہ کوئی فال نہیں اور تیرے علاوہ کوئی بھلائی نہیں اور تیری علاوہ کوئی معبود نہیں اور نہ نیکی کی طاقت اور نہ برائی سے روکنے کی طاقت تیرے علاوہ سے ہے۔ پھر چل پڑو۔ اللہ کے حکم سے تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا: ایک دوسرے پر ناراض نہ ہو حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی نہ دو۔ اللہ کے بندے بن جاؤ۔ (بخاری ۲۰۶۴، ۲۰۶۶۔ مسلم ۲۵۵۹، ۲۵۶۳۔ ترمذی ۱۹۳۵۔ ابوداؤد ۴۹۱۰۔ ابن ماجہ ۳۸۴۹۔ احمد ۵، ۱۷، ۳۴، ۷۵۳۶، ۷۷۷۰۔ مالک ۱۴۱۱، ۱۴، ۱۴)

حسد سے بچو ☆

حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے حسد سے بچ۔ اس کا اظہار تجھ میں تیرے دشمن میں ظاہر ہونے سے پہلے ہوگا۔

حاسد کو پانچ سزائیں ☆

فقیہ ؒ فرماتے ہیں: کوئی شے حسد سے زیادہ خطرناک نہیں۔ کیونکہ اس کی وجہ سے حاسد کو

پانچ سزائیں ہوتی ہیں۔محسود کو کوئی نقصان پہنچنے سے پہلے: (۱) ہمیشہ کا غم (۲) بے اجر مصیبت (۳) بے تعریف کی مذمت (۴) رب کی ناراضگی (۵) توفیق کے دروازوں کی بندش۔

دشمن اللہ کی نعمت ☆

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: آگاہ رہو دشمن اللہ کی نعمت ہیں۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول کون سے دشمن اللہ کی نعمت ہیں فرمایا: جو لوگوں سے انہیں اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کی وجہ سے حسد کریں۔

قراء کی شہادت ☆

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں میں قراء کی شہادت تمام مخلوق کے خلاف نافذ کر دیتا ہوں لیکن قراء کی شہادت باہم ایک دوسرے کے خلاف نافذ نہیں کرتا۔ کیونکہ میں نے ان میں حسد پایا۔یعنی اکثر حسد قراء میں ہوتا ہے۔

چھ قسم کے لوگ ☆

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھ قسم کے لوگ چھ وجہ سے قیامت کے دن حساب کتاب سے قبل ہی جہنم میں داخل ہوں گے۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول وہ کون ہوں گے؟ فرمایا:

① میرے بعد امراء ظلم کی وجہ سے۔
② عرب تعصب کی بناء پر۔
③ بستی یا علاقے کے سردار تکبر کی وجہ سے۔
④ تاجر خیانت کی وجہ سے۔
⑤ دیہاتی لوگ جہالت کی وجہ سے۔
⑥ اہل علم حسد کی وجہ سے۔

فوائد ☆ یعنی دنیا کے طالب علماء ایک دوسرے سے حسد کرنے کی وجہ سے۔پس عالم کو چاہئے کہ علم کے ذریعہ صرف آخرت کا طالب بنے۔پس جب عالم اپنے علم کے ذریعے آخرت کا طالب بنے گا تو نہ کوئی اس سے حسد کرے گا اور نہ وہ کسی سے۔

جب علم دنیا کے لیے حاصل کرے گا تو حسد کرے گا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہود کے علماء کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ [النساء: ٥٤]

''یا یہ دوسرے آدمیوں سے ان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے''۔

یعنی یہود اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ سے حسد کرتے تھے کہتے تھے کہ اگر یہ اللہ کے رسول ہوتے تو کثرت فساد سے کنارہ کشی اختیار کرتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ یعنی نبوت اور کثرت ازواج۔

حسد پہلا گناہ ☆

ایک دانا کا قول ہے حسد سے بچو کیونکہ حسد پہلا گناہ ہے جو جنت میں ہوا اور حسد ہی پہلا گناہ ہے جو زمین میں ہوا۔ یعنی ابلیس نے جس وقت حضرت آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور کہنے لگا:

﴿خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ﴾ (اعراف ۱۲)

''آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا''۔

تو اس نے حسد کیا تو اس کے نتیجے میں اللہ نے اس پر لعنت کی۔

اور زمین میں پہلا گناہ حسد کی وجہ سے ہوا وہ قابیل بن آدم کہ جب اس نے اپنے بھائی ہابیل کو حسد کی وجہ سے قتل کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ﴾

[المائدہ: ۲۷]

''ان کو آدم کے دو بیٹوں کے حالات جو سچ ہیں پڑھ کر سنائیے۔ کہ جب ان دونوں نے کچھ قربانی پیش کی تو ایک کی قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو وہ کہنے لگا میں تجھے قتل کر دوں گا اس نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں ہی کی قربانی قبول فرماتا ہے۔''

حاسد کے لیے کوئی راحت نہیں ☆

احنف بن قیس سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حسد کرنے والے کے لیے کوئی راحت نہیں اور بخیل سے وفا کی کوئی امید نہیں۔ تنگدل کا کوئی دوست نہیں۔ جھوٹے کی کوئی امتیازی حیثیت نہیں خیانت کرنے والے کی رائے کا اعتبار نہیں۔ بد خلق سرداری کے لائق نہیں۔

ایک دانا کا قول ہے:

محمد بن سیرین فرماتے ہیں: میں نے دنیا کی کسی چیز پر حسد نہ کیا اگر وہ جنت کی ہے تو کیسے حسد کروں اس کا ٹھکانہ تو جنت ہے اگر وہ جہنم کی ہے تو کیوں کروں کہ وہ تو آگ میں جائے گی۔

حسد نہ کر☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے ابن آدم اپنے بھائی سے حسد نہ کر، اگر جو اللہ نے اسے اس کی کرامت وشرافت کی وجہ سے عطا کیا ہے تو اللہ کی عطا سے حسد نہ کر اگر ایسا نہیں تو حسد نہ کر اس چیز پر کہ جس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔(۱) حرام خور (۲) بہت زیادہ غیبت کرنے والا (۳) وہ شخص جس کے دل میں مسلمانوں کے خلاف کینہ یا حسد ہو۔

حسد صرف دو چیزوں میں......

حضرت سالمؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف دو چیزوں میں حسد ہو سکتا ہے ایک وہ شخص کہ جسے اللہ نے قرآن کے علم سے نوازا اور وہ اسے صبح وشام پڑھے اور دوسرا وہ شخص کہ جسے اللہ نے مال عطا کیا اور وہ اسے صبح وشام خرچ کرے۔ (بخاری ۵۲۸۷ مختلف الفاظ کے ساتھ۔ امام احمد ۹۸۲۴)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی کوشش کرے اور اس جیسا کرے، راتوں کو جاگے جس طرح وہ جاگتا ہے اور حسد نہ کرے۔ حسد قابل تعریف ہے جب اس بات کا حسد کرے کہ اس سے یہ نعمت زائل ہو جائے تو یہ مذموم ہے۔ اسی طرح اس میں حسد کہ جسے انسان دیکھے خواہ مال ہو یا کوئی اور چیز اور وہ اسے اچھی لگے پھر یہ تمنا کرے کہ وہ اس کی ہو جائے یہ بھی مذموم ہے۔ اور اگر یہ تمنا کرے کہ اسے بھی ایسی مل جائے تو مذموم نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ [النساء: ۳۲]

اور تم ایسے کسی امر کی تمنا مت کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فوقیت بخشی ہے"۔

ایک آیت میں ہے:

﴿وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ﴾

اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی درخواست کیا کرو"۔

مسلمان کو چاہئے کہ کسی دوسرے پر ہونے والے انعام کی اپنے لیے تمنا نہ کرے، اور اسے چاہئے کہ وہ اللہ سے دعا کرے کہ اللہ اسے اس جیسا عطا کر دے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنے

آپ کو حسد سے بچائے کیونکہ حسد اللہ کے حکم کے خلاف ہے اور نصح اللہ کے حکم پر راضی ہوتا ہے۔

ارشادِ نبوی ☆

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: آگاہ رہو دین سراسر نصیحت ہے۔ (ترمذی ۱۹۲۶ مختلف الفاظ کے ساتھ۔ نسائی ۴۱۲۶، ۴۱۲۷۔ ابوداؤد ۴۹۴۴۔ احمد ۳۱۱۱، ۶۹۳۱، ۱۶۳۳۲، ۱۶۳۳۳، ۱۶۳۳۷۔ دارمی ۲۶۳۲)

مسلمان کے حقوق ☆

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ سے پوچھا کہ مسلمان پر مسلمان کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا:

① جب اس سے ملے تو سلام کرے۔

② جب وہ پکارے تو جواب دے۔

③ جب نصیحت طلب کرے تو نصیحت کرے۔

④ جب چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہے۔

⑤ جب بیمار ہو تو عیادت کرے۔

⑥ جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ چلے۔ (بخاری ۱۲۱۶۲ اس کے الفاظ مختلف ہیں اور پانچ کا ذکر ہے۔ مسلم ۲۱۶۲ جب کہ مسلم کی ایک روایت میں چھ کا تذکرہ ہے۔ ابن ماجہ ۱۴۳۵۔ احمد ۱۰۴۳۵، ۸۴۹۰، ۸۹۷۳، ۱۰۵۴۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی نصائح ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کی خدمت کی جب کہ میں آٹھ سال کا تھا۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے جو مجھے سکھایا وہ یہ تھا اے انس نماز کے لیے اچھی طرح وضو کر تیرے فرشتے تجھ سے محبت کریں گے اور تیری عمر میں زیادتی ہوگی اے انس جب غسل جنابت کر تو اچھی طرح کر کیونکہ ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اچھی طرح سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: بالوں کی جڑوں کو تر کر۔

اے انس اپنی چاشت کی دو رکعتیں ہرگز نہ چھوڑ کیونکہ یہ توبہ کرنے والوں کی نماز ہے اور صبح و شام نماز زیادہ پڑھا کر، کیونکہ جب تک تو نماز میں ہوتا ہے فرشتے تیرے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اے انس جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو اپنے آپ کو اللہ کی طرف متوجہ رکھ اور جب رکوع کر تو اپنی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھ اور اپنی انگلیاں کشادہ رکھ اور اپنے بازوں کو پہلوؤں سے اٹھا کر رکھ اور جب سر اٹھا تو سیدھا کھڑا ہو جا کہ ہر عضو اپنی حالت پر آ جائے اور جب سجدہ کرے تو پیشانی کو زمین

سے چپکا دے اور کوے کی طرح ٹھونگیں مت مار اور نہ لومڑی کی طرح ایسے بازو پھیلا اور جب سجدے سے اٹھے تو کتے کے بیٹھنے کی طرح مت بیٹھ۔

اپنی سرین قدموں کے درمیان رکھ اور قدموں کے اوپر والے حصے کو زمین سے چپکا دے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس نماز کی طرف التفات نہیں کرتے جس کے رکوع، سجدے مکمل نہ ہوں اگر تو صبح و شام باوضو رہ سکے تو ایسا کر، کیونکہ اگر تو موت کے وقت باوضو ہوا تو کلمہ شہادت فوت نہ ہوگا۔

اے انس جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کر، تیری اور تیرے گھر کی برکت بڑھے گی۔ جب تو گھر سے کسی کام کے لیے نکلے تو جس اہل قبلہ پر تیری نظر پڑے اسے سلام کر۔ ایمان کی حلاوت تیرے دل میں گھر کر جائے گی اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ کر معاف کر دیا جائے گا۔

اے انس نہ صبح کر اور نہ شام کر اس حالت میں کہ تیرے دل میں کسی مسلمان کے لیے کینہ ہو۔ یہ میرا طریقہ ہے اور جس نے میرا طریقہ اختیار کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اے انس جب تو نے ان باتوں پر عمل کیا اور میرے حکم کی حفاظت کی تو موت سے زیادہ کوئی چیز تجھے محبوب نہ ہوگی۔ کیونکہ اس میں راحت ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ دل میں کینہ کو ختم کرنا آپ کی سنت ہے۔ پس مسلمان پر واجب ہے کہ اپنے دل سے حسد اور کینہ کو ختم کرے کیونکہ یہ افضل ترین عمل ہے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم آپؐ کے پاس تھے کہ آپؐ نے فرمایا: ایک جنتی شخص آئے گا جس کے جوتے بائیں جانب لٹک رہے ہوں گے۔ پس ایک شخص ایسی صورت میں نمودار ہوا اور سلام کر کے لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا اگلے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ایسا ہی کہا پھر وہی شخص اسی ہیئت پر ظاہر ہوا۔ تیسرے دن بھی ایسا ہی تھا جب آپ تشریف لے جانے کے لیے اٹھے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بھی آپ کے ساتھ چل دیئے اور کہنے لگے؟ میرے اور میرے والد کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور میں نے قسم کھائی کہ میں تین دن تک ان کے پاس نہ جاؤں گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے پاس قیام کر لوں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ عمرو بن العاص فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے ان کے پاس رات گزاری اور جب وہ سو گئے تو اٹھے اور اللہ کا ذکر کیا اور فجر کے ساتھ ہی اٹھے جب وضو کیا تو اچھی طرح وضو کیا اور نماز ادا کی اور دن کا روزہ رکھا۔ کہتے ہیں کہ میں تین دن اسے مسلسل دیکھتا رہا۔ اس نے کوئی زیادہ عمل نہ کیا، البتہ کلمہ خیر کے علاوہ اس کے منہ سے کچھ نہ نکلا۔ تین راتیں گزر گئیں اور میرے دل میں اس کے عمل کے قلیل ہونے کا خیال آنے لگا۔ میں نے کہا کہ میری اپنے والدؓ سے کوئی ناراضگی نہیں

ہوئی۔ اصل میں میں نے تین مجلسوں میں حضور سے ایک جنتی کے بارے سنا اور تینوں مرتبہ تم ہی آئے تو دل میں خیال آیا کہ دیکھوں تو سہی کہ تم کیا عمل کرتے ہو۔ تاکہ میں بھی اسے اختیار کروں تو میں نے تیرا کوئی بڑا عمل نہیں دیکھا۔ آخر اس بشارت کی کیا وجہ ہے؟ تو وہ کہنے لگے کہ بس میرا یہی عمل ہے جو تو نے دیکھ لیا چنانچہ جب میں پلٹنے لگا تو مجھے کہا ہاں البتہ میرے دل میں کسی مسلمان کے لیے برائی نہیں اور نہ ہی میں اللہ کی عطا پر کسی سے حسد کرتا ہوں۔ تو میں نے کہا بس یہی وجہ ہے کہ جس کی وجہ سے حضور ﷺ نے جنتی کہا اور یہی وہ عمل ہے جسے میں اختیار نہ کرسکا۔

ایک دانا کا قول ہے حسد کرنے والا پانچ وجہوں سے اپنے آپ کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے:

① دوسرے پر ہونے والے انعامات سے نفرت کرتا ہے۔
② رب کی تقسیم پر ناراضگی کا اظہار کرتا ہے کہ اسے کیوں تقسیم کیا؟
③ وہ اللہ کے فضل سے بخل کرتا ہے۔
④ وہ اللہ کے ولی سے نعمت کو دور کر کے اس کی رسوائی چاہتا ہے۔
⑤ ابلیس یعنی اس کے دشمن کی مدد کرتا ہے۔

حاسد کو کیا ملتا ہے؟

کہا جاتا ہے کہ حاسد کو مجلس میں سوائے مذمت اور ندامت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور ملائکہ سے سوائے بغض اور لعنت کے کچھ نہیں ملتا اور تنہائی میں رونے اور غم کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ نزع کے وقت سختی اور ہولناکی کے علاوہ کچھ نہیں پاتا، اور رب کے سامنے کھڑے ہونے کے وقت صرف سزا اور رسوائی ہی حاصل کر پاتا ہے اور جہنم میں جلتا بھنتا ہی ہے۔ واللہ اعلم

باب : ۲۰

تکبر

متکبرین کی جہنم میں حالت ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ متکبرین قیامت کے دن مردوں کی صورت میں آئیں گے ہر طرف سے ذلالت نے انہیں ڈھانپ رکھا ہوگا۔ آگ میں جلیں گے اور جہنمیوں کی پیپ انہیں پلائی جائے گی۔ حضرت مسعود فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت حسین بن علیؓ مساکین کے پاس سے گزرے جو کہ خشک روٹی کے ٹکڑے کھا رہے تھے تو انہوں نے کہا اے ابو عبداللہ کھانا کھائیے تو وہ اترے اور کہا: ﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔'' [النحل: ۲۳] تو ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ پھر ان سے کہا میں نے تمہاری

دعوت کو قبول کیا تم میری دعوت کو قبول کرو تو وہ ان کے ساتھ چل پڑے جب گھر پہنچے تو لونڈی سے کہا جو کچھ جمع ہے نکالو۔

تین قسم کے لوگ ☆

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے آدمیوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ بات کریں گے نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا بادشاہ (۳) فقیر متکبر۔ (مسلم ۱۰۷۔ امام احمد ۹۲۲۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر پیش کیے گئے پہلے تین افراد جو جنت میں داخل ہوں گے اور پہلے تین جو جہنم میں داخل ہوں گے پہلے تین افراد جو جنت میں داخل ہوں گے۔ (۱) شہید (۲) غلام کہ جسے دنیا کی غلامی نے رب کی اطاعت سے نہ روکا ہو (۳) بال بچے دار فقیر۔ تین افراد جو سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوں گے۔ (۱) مسلط امیر (۲) مالدار جو زکوٰۃ ادا نہ کرے (۳) متکبر فقیر۔ (ترمذی ۱۶۴۲، ۲۵۶۸۔ احمد ۹۱۲۸، ۹۸۱۵)

تین قسم کے متنفر لوگ ☆

فرمایا: اللہ تعالیٰ تین قسم کے آدمیوں سے نفرت کرتے ہیں اور تین سے ان سے زیادہ نفرت کرتے ہیں۔

① فساق سے نفرت کرتے ہیں اور بوڑھے فاسق سے ان سے زیادہ نفرت کرتے ہیں۔
② بخلاء سے نفرت کرتے ہیں اور مالدار بخیل سے ان سے زیادہ نفرت کرتے ہیں۔
③ متکبرین سے نفرت کرتے ہیں اور متکبر فقیر سے ان سے زیادہ نفرت کرتے ہیں۔

تین قسم کے لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور تین سے ان سے زیادہ محبت کرتے ہیں:

① متقین سے محبت کرتے ہیں اور متقی نوجوان سے ان سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔
② سخیوں سے محبت کرتے ہیں اور فقیر سخی سے ان سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔
③ متواضعین سے محبت کرتے ہیں اور مالدار متواضع سے ان سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

تکبر...... ☆

حضرت یحییٰ بن جبلہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رتی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

کیا یہ بھی تکبر ہے ☆

ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے کپڑے کا سفید پن پسند ہے اور جوتے کا

تسمہ اور کوڑے کا لٹکانے کا تسمہ پسند ہے۔ کیا یہ تکبر ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ خوبصورت ہیں اور خوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں اور پسند کرتے ہیں اس بات کو کہ جب کسی بندے پر انعام کریں تو اس کا اثر اس پر دیکھیں۔ (مسلم ۹۱۔ترمذی ۱۹۹۸۔ابوداؤد ۴۰۹۱۔ابن ماجہ ۵۹، ۴۱۷۳۔احمد ۳۶۰۰)

ایک روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے جو اپنے گدھے پر سوار ہوتا ہے، اپنی بکری کا دودھ نکالتا ہے۔ اہل وعیال کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے، مساکین کی ہم نشینی اختیار کرتا ہے۔ ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ تکبر کا نام ونشان مٹا دیتے ہیں۔

تمام مخلوق میں ناپسندیدہ

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کے دوران عرض کیا کہ یا اللہ تمام مخلوق سے زیادہ مبغوض تیرے ہاں کون ہے ارشاد فرمایا اے موسیٰ جس شخص کا دل متکبر ہے، زبان سخت ہے، یقین کمزور اور ہاتھ بخیل ہے۔

تواضع اور تکبر کا توازن☆

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تواضع اسباب شرافت میں سے ایک سبب ہے اور ہر نعمت پر حسد ہو سکتا ہے۔ سوائے تواضع کے۔

کسی دانا کا قول ہے کہ قناعت کا پھل راحت ہے اور تواضع کا پھل جنت ہے۔

ناپسندیدہ چال☆

کہتے ہیں کہ مہلب بن مغیرہ جو حجاج کے لشکر کا رئیس تھا۔ مطرف بن عبداللہ کے پاس سے اکڑتا ہوا گزرا، مطرف فرمانے لگے اے اللہ کے بندے تیری اس چال کو اللہ اور اس کا رسول ﷺ ناپسند رکھتے ہیں۔ مہلب بولا کیا تو مجھے پہچانتا نہیں ہے کہ میں کون ہوں، کہنے لگے کیوں نہیں۔ تیری ابتداء ایک حقیر نطفہ سے اور انتہاء ایک بدبودار مردار کی صورت میں ہوگی اور ان دونوں کے درمیان تو گندگی اور غلاظت کا بوجھ لیے پھر رہا ہے۔ یہ سن کر مہلب نے اپنی رفتار بدل دی۔

فخر اپنے ربّ سے تعلق میں کر☆

کسی دانا کا قول ہے کہ بندہ مؤمن کا فخر اپنے رب کے تعلق میں ہے۔ اس کی عزت اس کے دین کی بدولت ہے اور منافق کا فخر خاندان میں اور عزت دمال میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جب تم تواضع والوں کو دیکھو تو ان کے ساتھ تواضع اختیار کرو اور جب متکبروں کو دیکھو تو انہیں تکبر دکھاؤ کہ اس میں ان کی حوصلہ شکنی اور توہین ہوگی اور تمہیں صدقہ کا اجر ملے گا۔ (الفوائد المجموعہ ص ۲۵۳)

متواضع......سربلند☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سربلند کرتے ہیں۔

(مسلم ۲۵۸۸۔ترمذی ۲۰۲۹۔ترمذی ۸۶۱۷)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تواضع کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ جس مسلمان کو بھی ملے اسے سلام کہے اور مجلس میں ادنیٰ مقام کو پسند کرے اور اپنے صلاح و تقویٰ کے ذکر کو ناپسند سمجھے۔

تواضع انبیاء علیہم السلام اور تکبر کفار کا شیوہ ہے☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تکبر کفار اور فرعون قسم کے لوگوں کا شیوہ ہے اور تواضع انبیاء علیہم السلام کے کریمانہ اخلاق اور صلحاء کی عادات میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے لیے خود تکبر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوٓا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ﴾ [الصافات: ۳۵]

''وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو وہ تکبر کیا کرتے تھے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَآءَهُم مُّوسَىٰ بِٱلْبَيِّنَٰتِ فَٱسْتَكْبَرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ وَمَا كَانُوا۟ سَٰبِقِينَ﴾ [العنکبوت: ۳۹]

''اور ہم نے قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کیا اور انکے پاس موسیٰ کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے پھر ان لوگوں نے زمین میں سرکشی کی۔ بھاگ نہ سکے۔''

نیز فرمایا:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِى سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ [غافر: ۶۰]

''جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں۔ وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔''

نیز فرمایا:

﴿ٱدْخُلُوٓا۟ أَبْوَٰبَ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى ٱلْمُتَكَبِّرِينَ﴾ [زمر: ۷۲]

''جہنم کے دروازوں میں داخل ہوؤ۔ ہمیشہ اس میں رہو۔ متکبرین کا وہ برا ٹھکانا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ﴾ [النحل: ۲۳]

''یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

تواضع کرنے والوں کی مدح ☆

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں کی تواضع کی وجہ سے مدح فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد مبارک ہے کہ:

﴿عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ [فرقان: ۶۳]

''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع کا امر فرمایا:

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ [الحجر: ۸۸]

''اور سب مسلمانوں پر شفقت کیجیے۔''

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ [الشعراء: ۲۱۵]

''اور ان لوگوں کے ساتھ فروتنی سے پیش آئیے جو مسلمانوں میں داخل ہو کر آپ کی راہ چلیں۔''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق پر مدح فرماتے ہوئے ارشاد ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ [القلم: ۴]

''اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مقام پر ہیں۔''

اور آپ کا خلق تواضع تھا۔ کیونکہ روایت میں ہے کہ آپ حمار کی سواری کر لیتے غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ تواضع بہترین اخلاق میں سے ہے اور پہلے زمانے کے نیک لوگوں میں تواضع پائی جاتی تھی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم بھی متقدمین کی پیروی کریں۔

مہمان سے کام لینا مروت کے خلاف ہے ☆

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ ان کے پاس ایک رات کوئی مہمان آیا۔ عشاء کی نماز پڑھی تو حسب معمول کچھ لکھنے بیٹھ گئے۔ مہمان بھی پاس بیٹھا تھا، چراغ بجھنے لگا تو مہمان

نے کہا۔امیر المومنین میں اسے اُٹھ کر درست کر دوں ،فرمایا مہمان سے کام لینا مروت کے خلاف ہے تو اس نے کہا پھر میں غلام کو جگا دوں ۔فرمایا نہیں وہ ابھی سویا ہے۔خود اُٹھے اور چراغ درست کر دیا۔ مہمان کہنے لگا۔امیر المؤمنین نے خود کیوں تکلیف اٹھائی فرمایا میں گیا تو اس وقت بھی عمر تھا لوٹ آیا تو بھی وہی عمر ہوں۔اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین انسان وہ ہے جو متواضع ہو۔

حضرت عمر کی تواضع ☆

قیس بن حازم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام میں تشریف لائے تو وہاں کے علماء نے اور بڑے بڑے لوگوں نے آپ کا استقبال کیا اور عرض کیا کہ آپ گھوڑے پر سوار ہو جائیں کہ لوگوں کی نگاہیں آپ پر ہوں گی۔ارشاد فرمایا کیا سمجھتے ہو کہ امور یہاں ملے ہوتے ہیں۔نہیں بلکہ فیصلے وہاں ہوتے ہیں اور آسمان کی طرف اشارہ کیا بس مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو۔اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے دورانِ سفر اپنے غلام کے ساتھ باری مقرر کر رکھی تھی کبھی آپ اونٹنی پر سوار ہوتے اور غلام رسی پکڑ کر چار میل تک چلتا پھر وہ سوار ہوتا اور آپ اونٹنی کی رسی پکڑ کر اتنا ہی پیدل چلتے تھے۔شام کے قریب پہنچے تو غلام کے سوار ہونے کی باری تھی غلام سوار ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹنی کی رسی پکڑ لی راستہ میں پانی آیا تو اسی طرح پانی میں گھس گئے اور جوتا بائیں بغل میں دبا لیا۔حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ان دنوں ملک شام کے امیر تھے استقبال کے لیے نکلے۔کہنے لگے امیر المومنین ملک شام کے بڑے بڑے لوگ آپ کے استقبال کو آ رہے ہیں یہ مناسب نہیں کہ وہ آپ کو اس حال میں دیکھیں۔آپ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی بدولت عزت اور شرف بخشا ہے۔لوگ کچھ کہتے رہیں ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔

مخدوم بننے سے توبہ ☆

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ وہ مدائن کے امیر تھے۔وہاں کے رئیس نے کوئی چیز خریدی۔آپ کو گزرتے دیکھا مزدور سمجھ کر آواز دی (ترمذی ۱۰۷۷ابن ماجہ ۴۱۷۸) اور وہ چیز اٹھانے کو کہا حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھا کر چل دیئے۔راستہ میں لوگ ملتے تعجب کرتے اور خود اٹھا کر چلنے کی پیش کش کرتے مگر آپ انکار فرما دیتے یہ دیکھ کر وہ شخص دل ہی دل میں اپنے کو کوستا تھا پھر آپ کی خدمت میں معذرت کرنے لگا کہ میں نے پہچانا نہیں مگر آپ اسی طرح گھر تک اسے پہنچا کر آئے۔اور اس شخص نے آئندہ کے لیے یوں کسی کو کام پر لگانے سے توبہ کر لی۔

امیر القوم خادمہم ☆

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کے امیر تھے۔ چارہ فروش کی دکان پر تشریف لے گئے۔ چارہ خریدا، دکان دار نے اسے باندھا۔ گٹھے کی ایک جانب سے پکڑ کر کھینچنا شروع کیا ادھر انہوں نے کھینچا تانی کہ وہ دونوں کے ہاتھوں میں گھٹ کر اس کا حجم پہلے سے نصف ہوگیا۔ پھر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرح اسے کندھے پر ڈالا اور گھر لے آئے۔

امیر آرہا ہے راستہ دے دو ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بحرین کا حاکم بنا کر بھیجا وہ بحرین میں داخل ہوئے تو گدھے پر سوار تھے اور پکارتے جاتے تھے کہ امیر آرہا ہے ایک طرف ہو جاؤ امیر آرہا ہے راستہ دے دو۔ یہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ تواضع ان کے اخلاق و عادات میں سرایت کر چکی تھی اور مخلوق کی نگاہوں میں باعزت اور فرشتوں کے نزدیک اور خود اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا بہت اونچا مقام تھا۔

معاف کرنا باعثِ شرافت ہے ☆

ایک حدیث میں ہے کہ صدقہ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا اور جو آدمی کسی کے ظلم اور زیادتی کو معاف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عزت و شرافت میں زیادتی فرماتے ہیں اور جو شخص تواضع اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسے اونچا کر دیتے ہیں۔ (ترمذی ۲۳۲۵۔ احمد ۱۵۸۴)

یوں بیٹھے ہیں جیسے غلام بیٹھتا ہے ☆

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تھے۔ آپؐ کے سامنے ایک تھال تھا۔ جس میں گوشت کے ٹکڑے تھے۔ اور آپ گھٹنوں کے بل تشریف فرما تھے اور کھا رہے تھے۔ ایک عورت لاپرواہی کے عالم میں آئی۔ آپ کی طرف دیکھ کر کہنے لگی دیکھو آپ یوں بیٹھے ہیں جیسے غلام بیٹھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں غلام ہوں اور غلامانہ بیٹھتا ہوں اور غلاموں کی طرح ہی کھاتا ہوں۔ پھر اسے فرمایا کہ تو بھی کھالے، کہنے لگی میں اس شرط پر کھاؤں گی کہ آپ اپنے مبارک ہاتھ سے کھلائیں۔ آپ نے اپنے مبارک ہاتھ سے عطا فرمایا تو کہنے لگی نہیں بلکہ اپنے منہ مبارک سے عطا کیجئے۔ آپ کے منہ مبارک میں ایک ٹکڑا تھا جس میں پٹھا اور سخت گوشت تھا آپ نے اسے چبایا اور پھر نکال کر اسے دے دیا۔

راوی کہتے ہیں کہ اس عورت نے وہ لقمہ لے کر منہ میں ڈالا اس کا پیٹ میں جانا تھا کہ اس پر حیا کا اتنا غلبہ ہوا کہ کسی کی طرف نظر نہیں اٹھ سکتی تھی۔ اور آپ کے بعد اس کی کوئی نامناسب بات سننے

میں نہ آئی۔حتی کہ اس دنیا سے رخصت ہوگئی۔

میں نے عبدیت والی کنجی اختیار کی ☆

ایک حدیث میں ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ مجھے زمین کی کنجیاں دی گئیں اور مجھے یہ اختیار دیا گیا کہ میں عبدیت والا نبی بنوں یا بادشاہت والا نبی بنوں۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کیجئے اور عبد بنئے تو میں نے نبی اور عبد ہونا اختیار کیا جو کہ مجھے عطا کر دیا گیا۔میں ہی وہ پہلا شخص ہوں جس کے لئے پہلے زمین پھٹے گی۔اور میں ہی سب سے پہلا سفارش کرنے والا ہوں۔(مسلم ۲۲۷۸۔ابوداؤد ۴۶۷۳۔احمد ۱۰۵۴۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو کوئی عاجزی سے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سربلندی عطا فرمائیں گے۔اور جو کوئی بڑا بن کر اکڑتا ہے اسے اللہ تعالیٰ قیامت کو پست اور ذلیل کریں گے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کی روح اس کے جسم سے جدا ہو یعنی وہ شخص دنیا سے رخصت ہو رہا ہو اس حال میں کہ وہ تین چیزوں یعنی تکبر خیانت اور قرض سے پاک ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۱۵۷۲۔ابن ماجہ ۲۴۱۲۔احمد ۲۱۳۳۵۔دارمی ۲۴۷۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنے غلام سے حسن سلوک ☆

ابوعبداللہ بن ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار گئے۔دو قمیصیں چھ درہم کی خریدیں۔اور اپنے غلام سے فرمایا کہ اے اسود تو دونوں میں سے جو چاہے پسند کر لے۔غلام نے دونوں میں سے جو اچھی قمیص تھی اپنے لئے پسند کر لی۔اور دوسری قمیص خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہن لی۔جس کی لمبی آستینیں ہاتھوں پر پڑتی تھیں۔آپ نے چھری منگا کر کاٹ ڈالیں۔اور اسی میں جمعہ کے دن خطبہ دیا۔ہم دیکھ رہے تھے کہ کٹی ہوئی آستینوں کے کنارے ہتھیلیوں کی پشت پر تھے۔اور آپ نے ایک آدمی کو کپڑا نیچے لٹکانے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اے فلاں اپنا کپڑا اوپر اٹھا لے اس سے کپڑا پاک رہے گا اور دل کو بھی طہارت حاصل ہوگی۔اور کپڑا بھی دیرپا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضورﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک سنایا کہ عظمت میری نیچے کی چھوٹی چادر اور کبریائی میری اوپر کی بڑی چادر ہے جو کوئی ان میں سے کسی

ایک چادر کو مجھ سے چھیننا چاہے میں اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔

(ابوداؤد ۴۰۹۰۔ ابن ماجہ ۴۱۷۴۔ احمد ۸۵۳۹)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عظمت کے ازار یعنی چھوٹی چادر اور کبریائی کے ردا یعنی بڑی چادر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ عظمت و کبریائی میری دو صفتیں ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں العزیز، الجبار، المتکبر آتا ہے تو یہ صفات باری میں سے دو صفتیں ہیں۔ لہٰذا بندے کو زیبا نہیں کہ وہ بڑا بن کر دکھائے۔

باب : ۲۱

ذخیرہ اندوزی

ذخیرہ اندوز کون ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت معمر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذخیرہ اندوزی غلط کار آدمی ہی کر سکتا ہے۔ (مسلم ۱۶۰۵۔ ترمذی ۱۲۶۷۔ ابوداؤد ۳۴۴۷۔ ابن ماجہ ۲۱۵۴۔ احمد ۲۵۹۸۷۔ دارمی ۲۴۳۱)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص لوگوں کی تنگی کے باوجود چالیس روز تک غلہ روکے رکھتا ہے وہ اللہ جل شانہ سے کٹ گیا اور اللہ تعالیٰ اس شخص سے بری ہیں۔ (احمد ۴۶۴۸۔ مجمع الزوائد ۴/۱۰۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ غلہ لانے والا رزق دیا جاتا ہے اور اس کو روکنے والا ملعون ہے۔ (ابن ماجہ ۲۱۵۳۔ دارمی ۲۴۳۲)

فوائد ☆ حدیث مبارکہ میں جو جالب کا ذکر آیا ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جو غلہ خرید کر شہر لاتا ہے اور بیچتا ہے سو ایسا شخص روزی دیا جاتا ہے کیونکہ لوگوں کو اس سے نفع ہوتا ہے اور مسلمانوں کی دعاؤں کی وجہ سے اسے برکت نصیب ہوتی ہے اور محتکر ایسے شخص کو کہتے ہیں جو غلہ روکے رکھنے کے لیے خریدتا ہے کہ لوگوں کو اس سے تنگی ہو۔

بیٹے کو کس کام پر لگاؤں؟

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کو کسی کام پر لگانے کا ارادہ کیا اور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا۔ تو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے گندم فروش نہ بنانا اور نہ ہی اسے گوشت بنانے والے کے سپرد کرنا اور نہ کفن بیچنے والے کے پاس کام میں لگانا۔ پھر گندم فروخت کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ رب تعالیٰ کے ہاں زنا اور شراب خوری کا جرم لے کر پیش ہونا

اس سے کہیں بہتر ہے کہ لوگوں کو تنگی کے باوجود چالیس روز تک غلہ روکے رکھے اور گوشت بنانے والے کے متعلق یوں ارشاد فرمایا کہ جانوروں کو ذبح کرتے کرتے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اس میں شفقت اور رحم ختم ہو جاتا ہے اور کفن فروش میری امت کی موت کی تمنا میں لگا رہے گا حالانکہ میری امت کا ایک بچہ بھی مجھے پوری دنیا سے عزیز ہے۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حکرۃ یعنی ذخیرہ اندوزی جو منع ہے۔ اس کی صورت یوں ہے کہ شہر سے غلہ خریدے اور روکے رکھے جب کہ لوگوں کو اس کی ضرورت بھی ہو اور تنگی بھی محسوس کریں۔ ہاں! اگر کسی شخص کی اپنی فصل ہو یا یا دوسرے شہر سے خرید کر لایا ہو تو اسے اس گندم کو اپنے پاس جمع رکھنا منع نہیں پھر بھی افضل یہی ہے کہ اسے فروخت کر دے روکے رکھے گا تو برا کرے گا کہ اس کو مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی نہیں۔ مناسب بات یہ ہے کہ ذخیرہ اندوز کو غلہ فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے اگر اس بات کو قبول نہ کرے تو اس کو تادیب اور تنبیہ کی جائے لیکن اسے کسی مقررہ قیمت کا پابند نہ بنایا جائے بلکہ بازار والے نرخوں یعنی قیمتوں پر بیچنے کا کہا جائے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ☆

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ ارشاد فرمایا کہ میں بھاؤ مقرر نہیں کرتا بھاؤ کے فیصلے اللہ جل شانہ فرماتے ہیں (ترمذی ۱۳۱۴۔ ابوداؤد ۳۴۵۱۔ ابن ماجہ ۲۲۰۰۔ احمد ۱۲۵۴)

غیبت اور مصیبت ☆

ایک روایت میں ہے کہ گرانی اور ارزانی رب کریم کی جماعتوں میں سے دو جماعتیں ہیں ایک کا نام رغبت اور دوسری کا نام رہبت ہے جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی ارزانی کا فیصلہ فرماتے ہیں تو عوام الناس کے قلوب میں خوف و رہبت پیدا فرما دیتے ہیں اس لیے لوگ اس شے کو بازار میں لے آتے ہیں اور وہ ارزاں و آسانی سے ملنے لگتی ہے اور جب رب قہار کسی چیز کی گرانی کا ارادہ فرماتے ہیں تو لوگوں کے دلوں میں اس کی رغبت ڈال دیتے ہیں کہ اس رغبت کی وجہ سے لوگ اس چیز کو محفوظ کرنے لگتے ہیں۔ (اخرجہ ابن الجوزی فی الموضوعات ۲/۱۴۹)

نیت پر ثواب ☆

روایات میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل کے عابدوں میں سے ایک عابد ریت کے ٹیلے پر سے گذرا۔ دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ اگر یہ ٹیلہ آٹے کا ہوتا تو میں بنی اسرائیل کو خوب پیٹ بھر کر کھلاتا جو اس وقت قحط میں مبتلا ہیں۔ اللہ ذوالجلال نے اس وقت کے نبی پر وحی فرمائی کہ اس شخص کو کہہ دو کہ اللہ نے تیرے لیے ثواب لکھ دیا جو تو نے نیت کی جو تو اس ٹیلے کی مقدار آٹا صدقہ کر کے حاصل کرتا

مطلب یہ ہے کہ اس شخص نے اچھی نیت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اچھی نیت پر اور مسلمانوں پر شفقت اور محبت کے جذبے پر اسے اجر عطاء فرمایا لہٰذا چاہئے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمانوں کے لیے شفیق اور مہربان ہو کر رہے۔

چھ باتوں کی نصیحت ☆

عبداللہ بن عباسؓ کے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا کہ مجھے نصیحت فرمائیں تو عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میں تجھے چھ باتوں کی تاکید کرتا ہوں:

① جن چیزوں کے ضامن اللہ تعالیٰ ہیں ان سے قلبی یقین پیدا کرنا۔

② فرائض کو ان کے وقت پر ادا کرنا۔

③ زبان کو اللہ کے ذکر میں مشغول رکھنا۔

④ شیطان کی موافقت نہ کرنا وہ مخلوق خدا سے حسد کرتا ہے۔

⑤ دنیا کو آباد نہ کرنا یہ تیری آخرت برباد کردے گی۔

⑥ مسلمانوں کے لیے ہمیشہ ہمدرد اور خیر خواہ رہنا۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو مسلمانوں کا خیر خواہ رہنا چاہئے کیونکہ یہ سعادت کی علامتوں میں سے ہے۔

علاماتِ سعادت ☆

سعادت کی گیارہ علامتیں ہیں یہی منقول ہے:

① آدمی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت رکھتا ہو۔

② عبادت اور تلاوت قرآن ہی اس کا مقصد عظیم ہو۔

③ لغویات، فضول گفتگو بہت کم کرتا ہو۔

④ حرام سے بچنے والا ہو خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔

⑤ پانچوں نمازوں کا پابند ہو۔

⑥ اس کے تعلقات نیک لوگوں سے ہوں۔

⑦ طبعاً مسکین و متواضع ہو متکبر نہ ہو۔

⑧ خوش اخلاق اور سخی ہو۔

⑨ اللہ کی مخلوق سے ہمدردی رکھتا ہو۔

⑩ مخلوق کے لیے نفع رساں ہو۔

⑪ موت کو بہت زیادہ یاد کرنے والا ہو۔

علاماتِ شقاوت ☆

ایسے ہی شقاوت و بدبختی کی بھی گیارہ علامتیں ہیں:

① مال جمع کرنے پر حریص ہو۔
② دنیاوی لذات وخواہشات میں ڈوبا ہو۔
③ گفتگو میں بدزبان اور زیادہ بولنے والا ہو۔
④ نمازوں میں سستی کرتا ہو۔
⑤ حرام اور مشتبہ مال کھاتا ہو اور اس کے ہم مجلس لوگ یعنی تعلقات برے لوگوں سے ہوں۔
⑥ بداخلاق ہو۔
⑦ متکبر اور غرور کرنے والا ہو۔
⑧ لوگوں کو نفع پہنچانے سے روکتا ہو۔
⑨ مسلمانوں سے ہمدردی نہ رکھتا ہو۔
⑩ بخیل اور کنجوس ہو۔
⑪ موت سے غافل ہو۔

مطلب یہ ہے کہ اگر موت یاد ہوتی تو مسلمانوں سے ہمدردی کرتا ضرورت کے وقت غلہ بیچنے میں رکاوٹ نہ ڈالتا۔

قصہ زاہد ☆

کسی زاہد کا واقعہ ہے کہ اس کے گھر میں کچھ گندم پڑی تھی اور قحط پڑ گیا تو سب بیچ ڈالی اور پھر لوگوں کی طرح خود بھی حسب ضرورت خریدنے لگا کسی نے کہا کہ پہلے ہی اپنی ضرورت کی رکھ لی ہوتی تو کہنے لگا میں لوگوں کے قحط والے غم میں بھی شریک ہوں۔

باب: ۲۲

ہنسی ترک کرنا

خطابِ عیسویؑ ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو یوں خطاب کرتے فرمایا: اے زمین کے نمک تم خراب نہ ہو کیونکہ جب دوسری اشیاء خراب ہو جاتی ہیں تو نمک سے ان

کی اصلاح ہوتی ہے لیکن اگر نمک ہی خراب ہو جائے تو وہ کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ اے میرے دوستو! اگر کسی کو کچھ تعلیم دو تو اس سے کوئی اجرت اور معاوضہ اس سکھانے پر نہ لینا جیسا کہ میرا حال تمہارے سامنے ہے ور یہ بھی جان لو کہ تم میں دو خصلتیں جہالت کی ہیں۔ بغیر شب بیداری کے صبح کا سونا اور بلا وجہ ہنسنا۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اہل علم کو زمین کا نمک فرمایا ہے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی وجہ سے مخلوق کی اصلاح ہوتی ہے اور یہ حضرات لوگوں کو آخرت کا راستہ بتاتے ہیں اگر انہی لوگوں نے یہ راستہ چھوڑ دیا تو پھر رہنمائی کون کرے گا اور جاہل لوگ کہاں سے ہدایت پائیں گے۔ نیز آپ نے فرمایا تھا کہ لوگوں سے اس قدر اجرت کا لینا جس قدر تم نے مجھے دی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ علماء، انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں تو جس طرح انبیاء مخلوق کو بلا اجرت اور معاوضے کے تعلیم دیتے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ [سبأ: ۴۷]

آپ یوں کہیے کہ میں تجھ سے اور کچھ مطلب نہیں چاہتا سوائے رشتہ داری کی محبت کے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ﴾

''میرا بدلہ تو صرف اللہ کے ذمے ہے۔''

ایسے ہی علماء کو مناسب ہے کہ وہ انبیاء کی اقتداء کرتے ہوئے لوگوں سے تعلیم پر اجرت طلب نہ کریں اور آپ نے ہنسی کے بارے میں جو فرمایا ہے اس سے قہقہہ ہے جو مکروہ اور نادانوں کا عمل ہے ایسے ہی صبح کو سونے سے مراد یہ ہے کہ رات کو جاگے بغیر صبح کو سوئے رہنا یہ بھی ایک حماقت ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ شروع دن میں سونا حماقت ہے اور دوپہر کو سونا اچھی عادت ہے اور شام کو سونا جہالت ہے۔ (تنزیہ الشریعہ ۲/ ۱۹۸۔ حاکم ۴/ ۲۹۳)

موت کو یاد کرو ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف فرما تھے کچھ لوگوں کو ہنستے اور باتیں کرتے دیکھا۔ آپ تھوڑی دیر کے لیے ٹھہرے اور سلام کے بعد ارشاد فرمایا لذتوں کو توڑنے والی چیز کا ذکر کثرت سے کیا کرو ہم نے عرض کیا وہ کیا چیز ہے ہے تو آپ نے فرمایا وہ موت ہے۔ (ترمذی ۲۳۰۷۔ نسائی ۱۸۰۱۔ ابن ماجہ ۴۲۵۸۔ احمد ۷۵۸۴)

اس کے بعد ایک دفعہ پھر تشریف لائے اور لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسا کرتے اور زیادہ رویا کرتے۔ (بخاری ۱۰۴۴۔ مسلم ۹۰۱۔ ترمذی ۲۳۱۲۔ نسائی ۱۳۴۲۔ ابن ماجہ ۴۱۹۱۔ احمد ۷۷۷۶۔ مالک ۳۹۸۔ دارمی ۲۶۱۹)

خضرؑ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصیحت ☆

یونہی ایک مرتبہ اور تشریف لائے اور لوگوں کو باتیں کرتے اور ہنستے دیکھا تو سلام کے بعد فرمانے لگے کہ اسلام پہلے غریب یعنی اجنبی سا شروع ہوا تھا اور عنقریب ویسا ہی اجنبی سا ہو جائے گا پھر خوش خبری ہو غرباء کے لیے۔ سو قیامت کے دن ان غرباء کے مزے ہوں گے عرض کیا گیا کہ قیامت کے دن غرباء کون لوگ ہوں گے ارشاد فرمایا جو لوگوں کے بگڑ جانے کے باوجود سیدھی راہ پر جمے رہے۔ (مسلم ۱۴۵۔ ترمذی ۲۶۲۹۔ ابن ماجہ ۳۹۸۷۔ احمد ۱۵۱۸)

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسحاق بن منصور سے منقول ہے کہ جب حضرت خضر علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جدا ہونے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کوئی نصیحت کی بات سنائیے۔ کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام جھگڑے سے بچو اور بلا ضرورت سفر نہ کرو، بلا وجہ ہنسنے سے بچو، کسی غلط کار کی خطاء پر تعجب نہ کرو اور بعض روایات میں ہے کہ خطا کاروں کو ان کی خطاؤں پر شرمندہ نہ کرو اور اے عمران کے بیٹے اگر اپنے سے کوتاہی ہو جائے تو اس پر رویا کرو۔

صرف تبسم ☆

حضرت عوف بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ صرف تبسم فرماتے تھے اور ہنستے کبھی نہ تھے اور التفات فرماتے تو پوری طرح سے چہرہ مبارک کے ساتھ توجہ فرماتے۔

(ترمذی ۳۶۴۲)

فوائد ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تبسم جائز ہے اور قہقہہ لگا کر ہنسنا منع ہے۔ لہٰذا عقل مند کو اس سے بچنا چاہئے کہ جو شخص دنیا میں قہقہہ کے ساتھ تھوڑا سا بھی ہنسا اسے آخرت میں بہت سا رونا پڑے گا۔ ان لوگوں کا کیا پوچھنا جو آج دنیا میں خوب ہنستے ہیں کہ کل قیامت کو ان کا کیا حال ہوگا اور اللہ پاک کا ارشاد مبارک ہے:

﴿فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا﴾

''وہ تھوڑے دن ہنس لیں بہت دن روتے رہیں گے۔''

ربیع بن خثیم فرماتے ہیں کہ دنیا میں تھوڑا ہنسیں کہ آخرت میں بہت رونا پڑے گا۔

﴿جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ [التوبہ: ۸۲]

''بدلے میں اس کے جو یہ کرتے تھے''۔

تشریح آیت ☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں کہ دنیا میں تھوڑا بھی ہنسیں گے تو آخرت میں اس کے بدلے دوزخ میں بہت زیادہ روئیں گے نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ کس قدر تعجب ہے اس ہنسنے والے پر جسے دوزخ پر پیش ہونا ہے اور اس خوشیاں منانے والے پر جس کے پیچھے موت لگی ہوئی ہے۔

ہنسی کیسی ☆

مروی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک نوجوان کے پاس سے گذرے جو ہنس رہا تھا تو فرمانے لگے۔ بیٹا کیا تو نے پل صراط عبور کر لیا۔ تو وہ کہنے لگا نہیں تو کہنے لگے کیا تجھے یہ معلوم ہو گیا کہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں۔ جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا پھر یہ ہنسی کیسی؟ مروی ہے کہ اس کے بعد اس نوجوان کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا۔ حضرت حسن بصری کی بات اس کے دل میں گھر کر گئی اور وہ ہمیشہ کے لیے تائب ہو گیا۔ اس زمانے کے علماء کا یہی حال تھا جب وہ کوئی نصیحت کی بات کرتے تو وہ اثر کرتی تھی۔ کیونکہ وہ عالم باعمل تھے اور ان کے علم سے دوسروں کو بھی نفع ہوتا تھا اور آج کل کے علماء خود ہی عمل نہیں کرتے تو دوسروں کو ان سے کیا نفع ہوگا۔

گناہوں پر ہنسنے والا ☆

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اور اس پر ہنستا بھی ہے وہ دوزخ میں روتا ہوا داخل ہوگا۔ یہ بات عام مشہور ہے کہ دنیا میں زیادہ ہنسنے والا آخرت میں بہت زیادہ روئے گا اور دنیا میں بہت زیادہ رونے والا جنت میں داخل ہوتے وقت خوش ہوگا اور ہنسے گا۔

چار باتیں ☆

یحییٰ بن معاذ رازیؒ فرماتے ہیں کہ چار باتیں ہیں جو مؤمن میں ہنسی اور خوشی کا نام و نشان تک نہیں چھوڑتیں: (۱) آخرت کا غم۔ (۲) معاشی مصروفیت۔ (۳) گناہوں کی فکر۔ (۴) مصائب کا نزول۔ یعنی مؤمن کو ان چار چیزوں میں لگنا چاہئے ہنسی خود بخود دور ہو جائے گی۔ ہنسی مؤمن کے لیے کوئی اچھی خصلت نہیں۔ اللہ رب العالمین بعض لوگوں کو ان کی ہنسی پر عار دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ وَاَنْتُمْ

سٰمِدُوْنَ﴾ [النجم ۵۹، ٦۱]

''کیا تم لوگ اس بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو روتے نہیں ہو اور تم تکبر کرتے ہو۔'' اور بعض کے رونے پر اللہ نے ان کی تعریف فرمائی:

﴿وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ﴾ [بنی اسرائیل ۱۰۹]

''اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں۔''

پانچ چیزوں کا غم ☆

مروی ہے کہ ہر آدمی کو پانچ چیزوں کا غم لاحق ہوتا ہے لہٰذا اس کی فکر میں رہنا چاہئے:

① اپنے گذشتہ گناہوں کی فکر رکھے کہ ان کا کرنا تو یقینی ہے۔ مگر معافی کا کچھ پتہ نہیں لہٰذا ہر وقت ان کی فکر لگی رہنی چاہئے۔

② نیکیاں جس قدر بھی زیادہ ہوں ان کے مقبول ہونے کا یقین نہیں۔

③ اپنی گذشتہ زندگی کا تو علم ہے کہ کیسے گذاری لیکن آئندہ کا علم نہیں۔

④ یہ تو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم دو ٹھکانے بنائے ہیں مگر معلوم نہیں کہ ہمارا ٹھکانا کون سا ہے۔

⑤ یہ پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ آدمی سے راضی ہیں یا ناراض۔

بس جس شخص کو عمر بھر ان پانچ چیزوں کی فکر لگی رہے تو وہ اسے ہنسنے سے روکے رکھے گی اور جسے دنیا میں یہ پانچ غم لاحق و حاصل نہیں مرنے کے بعد اسے پانچ قسم کے غموں کا سامنا ہوگا۔

① اپنے چھوڑے ہوئے مال پر حسرت ہوگی جسے حلال و حرام طریقوں سے جمع کرتا رہا اور پھر اپنے دشمن وارثوں کے لیے چھوڑ گیا۔

② اعمال صالحہ میں سستی اور ڈھیل پر ندامت ہوگی۔ نامہ اعمال میں تھوڑی نیکیاں دیکھ کر واپس لوٹنے کی اجازت چاہے گا کہ اعمال صالحہ کر سکے مگر اجازت نہ ملے گی۔

③ اپنے گناہوں پر ندامت ہوگی اپنے نامہ اعمال میں گناہوں کے انبار دیکھ کر واپسی کی اجازت چاہے گا کہ توبہ واستغفار کر سکے مگر اجازت نہ ملے گی۔

④ اپنے ذمہ حقوق کے بہت سے مدعی دیکھے گا۔ جنہیں اپنے اعمال کے بغیر راضی نہ کر سکے گا۔

⑤ اللہ کو اپنے اوپر ناراض پائے گا جس کو راضی کرنے کی کوئی صورت نہ پائے گا۔

اگر تم جان لو ☆

حضرت ابوذر غفاریؓ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل فرماتے ہیں کہ اگر تم ان احوال

کو جان لو جن کو میں جانتا ہوں تو بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ رویا کرو اور جو میں جانتا ہوں اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو تم پہاڑوں کی وادیوں کی طرف نکل جاؤ روتے ہوئے اور اللہ کے حضور میں ہی گڑگڑاتے رہو اور جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو تم اپنی بیویوں سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دو اور اپنے بستر پر چین نصیب نہ ہو اور ہر کسی کی یہی خواہش ہو جائے کہ کاش میں درخت ہوتا اور کاٹ دیا جاتا۔ (ترمذی ۲۳۱۲۔ ابن ماجہ ۴۱۹۰۔ احمد ۲۰۵۳۹)

مؤمن غمگین رہتا ہے☆

حضرت یونس رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن بصری سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ پر ایمان رکھنے والا آدمی جب شام کرتا ہے تو غمگین ہوتا ہے اور صبح اٹھتا ہے تو غمگین ہوتا ہے اور میں نے حضرت حسن بصری کو جب بھی دیکھا تو یوں محسوس ہوا کہ ان پر آفت و مصیبت کے پہاڑ گر گئے ہیں اور بعض لوگوں نے یوں بیان کیا کہ جب بھی ان کو دیکھا تو یوں لگتا تھا کہ ابھی ابھی اپنی والدہ کے کفن دفن سے فارغ ہوئے ہیں۔

قرآن پاک کی آیت مبارکہ میں ارشاد ربانی ہے کہ:

﴿مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصٰهَا﴾

[الکہف: ۴۹]

''اس نامہ اعمال کی عجیب حالت ہے کہ چھوٹا اور بڑا گناہ کوئی بھی ایسا نہیں جو اس نے نہ لکھا ہو۔''

تفسیر میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ چھوٹا گناہ تبسم اور بڑا گناہ قہقہہ ہے۔

رونے کی صورت بنالو☆

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ایک حدیث میں یوں روایت کرتے ہیں کہ اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ رویا کرو اور اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تمہارا ایک آدمی اتنا لمبا سجدہ کرے کہ کمر ٹوٹ جائے اور ایسی چیخ و پکار کرے کہ آواز ختم ہو جائے اللہ کی یاد میں رویا کرو اگر رونا نہ آئے تو رونے کی شکل وصورت ہی بنالیا کرو۔

تین آنکھیں☆

محمد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن تین آنکھوں کے علاوہ ہر آنکھ روئے گی۔

① وہ جو اللہ کے خوف سے روتی ہے۔

۲ وہ جو حرام اور ناجائز کے دیکھنے سے بچتی ہو۔

۳ جو اللہ کی راہ میں بیدار رہی ہو۔ (ترمذی ۱۶۳۹)

ہنسی پر ندامت☆

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ہنسا اور آج تک اس پر نادم و پشیمان ہوں اور میں نے عمرو بن عبید القدری سے مناظرہ کیا اور اپنی کامیابی دیکھ کر ہنسنے لگا وہ شخص کہنے لگا علمی گفتگو اور ہنسی بھی عجیب بات ہے میں ایسے شخص سے کلام پسند نہیں کرتا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس پر مجھے بہت ندامت ہوئی اگر مجھے ہنسی نہ آتی تو میں اسے اپنی بات پر مجبور کر لیتا اور اس میں بڑی بھلائی ہوتی۔

چھوڑ دے تو......☆

محمد بن عبداللہ العابد سے منقول ہے کہ جو شخص بے فائدہ نگاہ سے بچتا ہے تو اسے خشوع نصیب ہوتا ہے اور جو تکبر چھوڑتا ہے اسے تواضع ملتا ہے اور جو فضول کلام چھوڑتا ہے اسے حکمت و دانائی ملتی ہے جو شخص کھانے کی کثرت سے بچتا ہے اسے عبادت کی لذت حاصل ہوتی ہے اور مزاح چھوڑنے سے تازگی ملتی ہے۔ نیند چھوڑ دے تو ہیبت و رعب پیدا ہوتا ہے لوگوں کے مالوں سے بے رغبت ہونے سے ان کے دلوں میں اس کی محبت ہوگی اور جو شخص ٹوہ لگانا چھوڑ دے اسے اپنے عیوب کی اصلاح کی توفیق نصیب ہوگی۔ صفات باری تعالیٰ میں شکوک و توہمات چھوڑنے سے نفاق و شک سے نجات ملے گی۔

پانچ مدفون سطریں☆

حضور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا﴾ [الکهف : ۸۲]

''اس دیوار کے نیچے ان کا کچھ مال مدفون تھا۔''

اس کی تفسیر میں یوں فرمایا کہ اس دیوار کے نیچے سونے کی تختی تھی۔ جس پر یہ پانچ سطریں لکھیں تھیں۔

۱ اس شخص پر تعجب ہے جو موت کا یقین رکھنے کے باوجود خوشیاں منائے۔

۲ اس شخص پر حیرانی ہے کہ دوزخ کا یقین رکھے پھر ہنستا رہے۔

۳ اس آدمی پر حیرانگی ہے جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے اور غمگین ہوتا ہے۔

۴ اس آدمی پر تعجب ہے جو دنیا کے فانی ہونے پر یقین رکھتا ہے اہل دنیا کے پاس اسے اپنے رنگ

بدلتے دیکھتا ہے اور پھر اس پر مطمئن ہوتا ہے۔

⑤ اس آخری سطر میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا۔

مؤمن کی ہنسی اس کی غفلت والا پرواہی کی وجہ سے ہے یعنی اگر اسے آخرت سے غفلت نہ ہو تو کبھی نہ ہنسے۔

حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ یہ بات تو زبان زد عام تھی کہ مؤمن کی ہنسی اس کی غفلت کی وجہ سے ہے یعنی اگر اُسے آخرت سے غفلت نہ ہوتی تو کبھی نہ ہنستا۔

فرحت کو غم میں تلاش کرو☆

یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں: کہ ایسی فرحت کو جس میں غم وحزن نہ ہو۔ ایسے غم میں جس میں فرحت کا شائبہ نہ ہو تلاش کرو یعنی اگر جنت کی مسرتیں اور بہاریں چاہتا ہے تو دنیا میں اس کی فکر میں لگ جا اور عیش وعشرت کو بھلا دے۔ تب جا کر جنت کی لازوال نعمتیں اور مسرتیں نصیب ہوں گی۔ جن میں غم کا نام کبھی نہ ہوگا۔

دِل کو سخت کرنے والی چیزیں☆

مروی ہے کہ تین چیزیں دِل کو سخت کرتی ہیں: (۱) بلا وجہ ہنسنا (۲) بلا بھوک کے کھانا کھانا (۳) بلاضرورت کلام کرنا۔

ایسے شخص کے لیے ہلاکت ہے جو……☆

بہز بن حکیم اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کے لیے تباہی ہے جو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے۔ ایسے شخص کی تباہی ہے ہلاکت ہے تین مرتبہ یوں ہی فرماتے رہے۔ (ابوداؤد ۴۹۹۰۔ احمد ۱۹۱۷۰۔ ترمذی ۲۳۱۵۔ دارمی ۲۵۸۶)

ہر بات کرو تو رضائے خداوندی کے لیے☆

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی اپنے اہل مجلس کو خوش کرنے کے لیے کوئی بات کہتا ہے تو اللہ اس پر ناراض ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے ان آس پاس والوں کو بھی اللہ کی ناراضگی پہنچتی ہے۔ کبھی کوئی آدمی اللہ کی رضا کے لیے بولتا ہے تو اس پر اس وجہ سے رحمت اترتی ہے تو اس کے آس پاس والے بھی اس رحمت سے مستفید ہوتے ہیں۔

اختیار کر……بن جائے گا☆

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوہریرہؓ سے کہا کہ اے ابوہریرہؓ پرہیز

گاری اختیار کر سب سے زیادہ عبادت گذار بن جائے گا۔قناعت اختیار کر سب سے زیادہ شکر گزار بن جائے گا لوگوں کے لیے وہی پسند کر جو اپنے لیے چاہتا ہے۔ کامل مومن بن جائے گا۔اپنے ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کر پکا مؤمن مسلمان بن جائے گا اور بہت کم ہنسا کر کہ کثرت سے ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

کثرت مت کرو☆

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ جو کثرت سے ہنستا ہے اسکی ہیبت ورعب جاتا رہتا ہے۔ جو مزاح کرتا ہے اسکا مزاح اڑایا جاتا ہے جو کسی کام کو بکثرت کرتا ہے اس میں مشہور ہو جاتا ہے۔ جس کا کلام زیادہ ہوگا اس کی غلطیاں زیادہ ہوں گی۔ جس کی غلطیاں زیادہ ہوں گی اسکی حیا میں کمی ہوگی اور جس کی حیا کم ہوگی اسکے تقویٰ میں کمی ہوگی اور جس کا تقویٰ کم ہو اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور جس کا دل مردہ ہو جاتا ہے اس کے لیے آگ بہتر ہے۔(مجمع الزوائد ۳۰۲/۱۰)

قہقہہ سے بچو☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قہقہہ لگانے سے بہت زیادہ بچنے کی کوشش کرو کیونکہ اس میں آٹھ آفتیں ہیں:

① علم وعقل والے تیری مذمت کریں گے۔
② بے وقوف اور جاہل تجھ پر دلیر ہو جائیں گے۔
③ اگر تو جاہل ہے تو اس سے تیری جہالت اور بڑھے گی اور اگر عالم ہے تو علم میں کمی آئے گی کیونکہ روایت میں کہ عالم جب ہنستا ہے تو اُسکے علم کا ایک حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔
④ اس کو پرانے گناہ بھول جاتے ہیں۔
⑤ اس کو آئندہ گناہ پر جرأت وہمت ہوتی ہے کیونکہ ہنسی سے دل سخت ہو جاتا ہے۔
⑥ اس کی موت اور اس کے بعد والے حالات سے غفلت اور نسیان پیدا ہوتا ہے۔
⑦ تجھے دیکھ کر جو ہنسے گا اس کا بوجھ بھی تجھ پر ہی ہوگا۔
⑧ اس ہنسی کی وجہ سے آخرت میں بہت زیادہ رونا پڑے گا۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾

[التوبہ: ۸۲]

''سو تھوڑے دنوں ہنس لیں اور بہت دنوں روتے رہیں ان کاموں کے بدلے میں جو وہ کیا کرتے تھے۔''

تشریح ۞

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں اس آیت کی تفسیر میں کہ دنیا چند روزہ ہے اس میں جتنا چاہیں ہنس لیں جب اللہ کے دربار میں حاضری ہوگی اتنا روئیں گے کہ کبھی ختم نہ ہوگا یہی وہ رونا ہے جیسے آیت مبارکہ میں: ﴿وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ کے الفاظ سے ارشاد فرمایا ہے:

باب : ۲۳

غصہ پی جانا

غصہ آگ کی چنگاری ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل کیا ہے کہ ارشاد رحمت دو عالم ہے کہ غصہ آگ کی چنگاری ہے۔ تم میں سے جو اسے محسوس کرے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ (کشف الخفاء: ۲/۱۰۳)

ایک روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں نقل کرتے ہیں کہ غصہ سے بہت زیادہ بچو وہ ابن آدم کے دل میں آگ پیدا کرتا ہے۔ کبھی دیکھا جب کسی کو غصہ آتا ہے تو اس کی رگیں بہت زیادہ پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں جب تم میں سے کسی کو یہ صورت پیش آئے تو اسے لیٹ جانا چاہئے اور مناسب ہے زمین کے ساتھ چمٹ جائے اور ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو لوگ جلدی غضب ناک ہو جاتے ہیں اور جلدی ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کا بدل بن جاتی ہیں اور کچھ لوگ ہیں جن کو غصہ دیر سے آتا ہے اور دیر سے زائل ہوتا ہے یہ بھی ایک دوسرے کا بدل بن گئی۔ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جنہیں غصہ دیر سے آتا ہے اور جلدی زائل ہو جاتا ہے اور بدترین لوگ وہ ہیں جنہیں جلدی آتا ہے اور دیر سے جاتا ہے۔

غصہ پی جایئے

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص غصہ کو پی جائے حالانکہ اس کے تقاضے کو بہتر پورا کر سکتا ہے لیکن پھر بھی دبا گیا تو اللہ قیامت کے دن اس کے دل کو اپنی رضا سے بھر دیں گے۔ (ترمذی ۲۰۲۱۔ ابوداؤد ۴۷۷۷)

انجیل میں لکھا ہے ☆

مروی ہے کہ انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ اے ابن آدم تو اپنے غضب کے وقت مجھے یاد رکھا کر میں اپنے غضب کے وقت تجھے یاد رکھوں گا اور تو اپنے لیے میری نصرت پر راضی ہو جا کہ یہ تیرے

لیے تیری نصرت سے بہتر ہے۔

عمر بن عبدالعزیز کا معمول ☆

منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک آدمی کو جس نے آپ کو ناراض کیا تھا یوں کہا کہ اگر تو نے مجھے غضبناک نہ کیا ہوتا تو میں تجھے سزا دیتا اس قول میں وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ یعنی جو لوگ غصہ پی جاتے ہیں ان کی طرف اشارہ ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک دفعہ ایک مدہوش آدمی کو دیکھا اور ارادہ کیا کہ اس کو پکڑ کر نشہ کی سزا دیں اور اس نے آپ کو گالی دی اور آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور عرض کیا گیا کہ اے امیر المومنین! اس نے آپ کو گالی دی اور آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ فرمانے لگے کہ اس نے مجھے گالی دی مجھے غصہ آ گیا اب اگر میں اسے سزا دیتا تو اس میں میرے ذاتی غصہ کا بھی دخل آ جاتا اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کسی مسلمان کو اپنے ذاتی غصہ کی وجہ سے سزا دوں۔

باندی کا قصہ ☆

مروی ہے کہ میمون بن مہران کی باندی شوربا لئے جا رہی تھی۔ پاؤں اکھڑ گیا شوربا میمون پر گر گیا۔ میمون نے اسے مارنا چاہا باندی نے کہا اے آقا اللہ کے قول ﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾ ''جو لوگ غصہ کو پی جاتے ہیں'' پر عمل کیجیے کہنے لگا بہت اچھا باندی نے کہا کہ اس کے بعد والے کلمہ پر بھی عمل کیجیے۔ ﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ ''اور جو لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں'' کہنے لگا بہت اچھا میں نے معاف کر دیا باندی پھر کہنے لگی اس کے آگے ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں''۔ (آل عمران ۱۳۴) ہے میمون نے کہا میں احسان بھی کرتا ہوں تو جا اللہ کیلئے تو آزاد ہے۔

تین خصلتیں...... ایمان کی حلاوت ☆

حضور دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے جس میں تین خصلتیں نہیں وہ ایمان کی حلاوت نہیں پا سکتا:

① ایسی بردباری جس سے کسی کا علاج ہو سکے۔

② ایسا تقویٰ جو اسے حرام سے بچا سکے۔

③ ایسا خلق جس سے لوگوں کی مدارات کر سکے۔ (کشف الخفاء ۲/ ۳۶۵)

گھوڑا بھی تیرا ہے ☆

متقدمین میں سے ایک کا ذکر ہے کہ اس کے پاس گھوڑا تھا اور وہ اسے بہت زیادہ پسند تھا۔ ایک دن آئے تو دیکھا کہ گھوڑا تین ٹانگوں پر کھڑا ہے۔ غلام سے پوچھا یہ کس کا کام ہے؟ تو اس نے

کہا کہ یہ میرا ہی کام ہے۔ پوچھا کیوں تو اس نے کہا کہ اس لیے کہ تجھے صدمہ اور تکلیف پہنچے۔ کہنے لگے کہ میں بھی اسے یعنی شیطان کو غم اور تکلیف پہنچاؤں گا جس نے تجھے اس کام پر لگایا جا تو آزاد ہے اور گھوڑا بھی تیرا ہے۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کو حلم اور صبر والا ہونا چاہئے کہ یہ متقی لوگوں کی عادت میں سے ہے۔ اللہ نے اپنی کتاب میں حلم والوں کی تعریف کی ہے: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ﴾ یعنی جس نے ظلم پر صبر کیا۔ اور اپنے پر ہونے والے مظالم سے درگذر کیا اور اسے معاف کر دیا۔

﴿اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [الشوریٰ ۴۳]

تو یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے اپنانے والوں کو ثواب دیا جاتا ہے اور وہ اجر عظیم پاتے ہیں اور ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ﴾

''یعنی کلمہ خیر اور کلمہ شر کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔''

تو کسی مسلمان کے لائق و مناسب نہیں کہ کلمہ خیر کا بدلہ کلمہ شر سے دے۔ بلکہ ارشاد فرمایا:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾

[فصلت: ۳۴]

''یعنی بری بات کا جواب اچھے کلام سے دو حاصل یہ کہ مذکورہ صفت اختیار کرنے سے تیرا دشمن بھی قریبی دوست بن جائے گا۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حلیم کہہ کر تعریف فرمائی ہے۔

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ﴾ [ہود: ۷۵]

''ابراہیم بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج اور رقیق قلب والے تھے۔''

حلیم درگذر کرنے والے کو اور ﴿اَوَّاهٌ﴾ ایسا شخص جو اپنی کوتاہیوں کو یاد کرتا ہے۔ اس پر افسوس کرتا ہے اور منیب وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر لگا رہے۔

صبر اور حلم کی تلقین ☆

اللہ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صبر اور حلم کی تلقین فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ انبیائے سابقین بھی اسی صفت پر قائم تھے۔ آپ بھی انہیں پر چلیں۔

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ [احقاف: ۳۵]

کفار کی ایذاء اور تکذیب پر اسی طرح سے صبر اختیار کیجئے جیسا کہ ان انبیاء کرام نے صبر کیا جنہیں کفار کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا تھا۔ اولوالعزم ایسے لوگوں کو کہتے ہیں جو کسی بات پر ثابت قدم رہتے ہیں اور جم جاتے ہیں۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ:

﴿وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾ [فرقان: ٦٣]

''اور جب جہلاء ان سے جہالت کی بات کرتے ہیں تو وہ ان سے رفع شر کی بات کرتے ہیں۔''

آیت مذکورہ میں ان کا یہ قول حلم کی وجہ سے ہے اور لوگ اگر ان کے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں تو وہ بردباری کرتے ہیں۔

ایک عابد کا قصہ ☆

وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔ شیطان نے اسے بہکانا چاہا مگر کامیاب نہ ہوا عابد ایک دن کہیں باہر گیا۔ شیطان بھی اس تاک میں اس کے ساتھ ہو لیا کہ شاید کوئی موقع ملے۔ چنانچہ شہوت اور غضب کے ذریعہ اسے بہکانا چاہا مگر ناکام رہا پھر ڈرانے کی صورت اختیار کی اور پتھر کی ایک چٹان اس کے سر کے قریب کر دی عابد نے اللہ کا نام لیا وہ دُور ہٹ گئی۔ پھر یہ اور درندوں کی شکلوں میں ظاہر ہونے لگا مگر عابد اللہ کے ذکر میں لگا رہا اور ادھر دھیان تک نہ کیا۔ پھر اس نے سانپ کی شکل بنائی۔ عابد نماز پڑھتا رہا اور یہ اس کے پاؤں سے لپٹنے لگا حتیٰ کہ جسم پر سے ہوتا ہوا سر تک پہنچ گیا۔ وہ سجدہ کا ارادہ کرتا یہ اس کے چہرے پر لیٹ جاتا وہ سجدہ کے لیے سر جھکاتا یہ لقمہ بنانے کے لیے منہ کھول دیتا مگر وہ اسے ہٹا کر سجدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہوا تو شیطان کہنے لگا یہ سب حرکتیں تیرے ساتھ میں نے ہی کی ہیں مگر میں کسی میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اب تو میرا ارادہ ہے کہ میں تیرے ساتھ دوستی لگالوں۔ آج کے بعد تجھے بہکانے کا خیال دِل میں نہ لاؤں۔ عابد نے کہا ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تیرے نہ ڈرانے پر مجھے پہلے کوئی خوف ہوا اور نہ ہی تیری دوستی کی آج مجھے کوئی حاجت ہے۔ شیطان کہنے لگا اپنے اہل وعیال کا حال مجھ سے پوچھ کہ تیرے بعد ان پر کیا گذرے گی عابد نے جواب دیا کہ میں اس وقت مر چکا ہوں گا۔

شیطان کے بہکانے کے طریقے ☆

شیطان کہنے لگا کہ پھر یہی پوچھ لے کہ میں بنی آدم کو کیسے گمراہ کرتا ہوں۔ عابد نے کہا ہاں میں جاننا چاہتا ہوں کہ انہیں گمراہ کرنے میں تو کیسے کامیاب ہوتا ہے۔ کہنے لگا تین چیزوں سے بخل سے غصہ سے اور مدہوشی سے۔ ایک انسان جب بخیل ہو جاتا ہے تو ہم اس کا مال اس کی نظر میں قلیل

دکھاتے ہیں جس سے وہ حقوق واجبہ کے ادا کرنے سے رک جاتا ہے اور لوگوں کے مال میں رغبت کرتا ہے اور جب کوئی آدمی غصہ کا مریض ہو تو ہم اسے اپنی جماعت میں یوں گھماتے اور چکر دیتے ہیں کہ جیسے بچے کھیل کے میدان میں دوران کھیل گیند کو اِدھر اُدھر پھینکتے اور گھماتے ہیں۔ ایسا شخص خواہ اپنی دعاؤں سے مردوں کو زندہ کرنا بھی جانتا ہو۔ مگر ہم اس سے مایوس نہیں ہوتے۔ وہ جو چاہے بنائے ہم اسے ایک ہی حکم سے بگاڑ دیں گے۔ جب کوئی شخص مدہوش ہوتا ہے تو ہم اسے ہر برائی کی طرف پکڑ کر یوں لے جاتے ہیں جیسے کوئی بکری کو کان سے پکڑ کر جہاں چاہے لے جائے۔

فوائد ☆اس گفتگو میں شیطان نے یہ بات بتائی کہ غضبناک آدمی شیطان کے ہاتھ میں یوں ہوتا ہے جیسے گیند بچوں کے ہاتھ میں۔ لہٰذا غصہ والے شخص کو چاہیے کہ صبر و تحمل سے کام لے تاکہ شیطان کے ہاتھوں قیدی نہ ہو جائے اور وہ اس کے اعمال کو ضائع کر کے رکھ دے گا۔

شیطان کا توبہ سے انکار☆

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں شیطان آ کر کہنے لگا کہ آپ کو اللہ نے اپنی رسالت کے لیے منتخب فرمایا ہے اور اپنی ہم کلامی کا شرف بخشا ہے۔ میں بھی اللہ کی مخلوق کا ایک فرد ہوں اور توبہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ اللہ سے درخواست کریں کہ میری توبہ کو قبول کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور پانی منگوا کر وضو کیا۔ حسب توفیق نماز پڑھ کر دعا کرنے لگے اے اللہ ابلیس بھی تو تیری مخلوق کا فرد ہے توبہ کا ارادہ کرتا ہے اس کی توبہ قبول فرمائیں۔ جواب ملا وہ تو توبہ کا قصد کرنے والا نہیں۔ عرض کی یا اللہ وہ تو خود درخواست کرتا ہے۔ وحی آئی اے موسیٰ اسے کہو کہ آدم کی قبر کی طرف سجدہ کرے اس کی توبہ قبول ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام خوش خوش واپس آئے شیطان کو سارا قصہ سنایا۔ شیطان مردود غضبناک ہو گیا اور اکڑ گیا کہ جب وہ زندہ تھا تو میں نے سجدہ نہ کیا اب وہ مر گیا تو اس کی قبر کی طرف کیسے سجدہ کروں۔

تین باتوں کی تاکید☆

اے موسیٰ چونکہ آپ نے رب کے ہاں میری سفارش کی میں آپ کے حق کی ادائیگی کے لیے آپ کو تین باتوں کی تاکید کرتا ہوں مجھے تین موقعوں پر یاد کر لیا کریں۔

① جب کبھی غصہ آئے مجھے یاد کر لینا میں آدمی کے قلب میں یوں گردش کرتا ہوں جیسے خون گردش کرتا ہے۔

② کبھی دشمن کی اکثریت ہو جائے تو مجھے یاد کرنا میں ایسے وقت میں انسان کے پاس آ کر اس کو بیوی بچوں اور مال کی یاد دلاتا ہوں حتیٰ کہ وہ پیٹھ دکھا کر بھاگ جاتا ہے۔

③ ایسی عورت سے تنہائی میں نہ ملو جو تمہاری محرم نہیں کیونکہ اس وقت میں دونوں کے درمیان قاصد بن جاتا ہوں۔

تین مواقع پر کھنے کے ☆

لقمان حکیم سے منقول ہے کہ اے بیٹے تین موقعوں پر تین آدمی پر کھے جاتے ہیں:

① حلیم و بردبار آدمی غصہ کے وقت۔

② بہادر آدمی لڑائی کے وقت۔

③ بھائی احتیاج کے وقت۔

تو نے میری تعریف کیوں کی ☆

مروی ہے کہ ایک تابعی کی ایک آدمی نے ان کے سامنے تعریف کی تو یہ کہنے لگے اے اللہ کے بندے تو نے میری تعریف کس وجہ سے کی ہے کیا تو نے مجھے غصہ کی حالت میں بردبار پایا ہے کہنے لگا نہیں۔ کیا تو نے کسی سفر میں میرا تجربہ کیا ہے اور مجھے اچھے اخلاق والا دیکھا ہے۔ وہ بولا نہیں۔ کہنے لگے کیا تو نے میرے پاس امانت رکھ کر تجربہ کیا ہے اور مجھے امین پایا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا نہیں۔ فرمانے لگے پھر تو بہت افسوس کی بات ہے کسی شخص کو دوسرے کی تعریف اس وقت تک زیبا نہیں جب تک ان تین باتوں میں اس کو پرکھ نہ لے۔

اہل جنت کے اخلاق ☆

تین باتیں اہل جنت کے اخلاق میں سے ہیں اور کسی عظیم انسان میں ہی پائی جاتی ہیں:

① جو ظلم کرے اس سے درگزر کرنا۔

② جو محروم رکھے اسے عطا کرنا۔

③ جو برائی کرے اس سے بھلائی کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ [اعراف: ۱۹۹]

''درگزر روالا معاملہ کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے کنارے ہو جایا کیجئے۔''

حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے اس کی تفسیر پوچھی تو وہ کہنے لگے پوچھ کر بتاؤں گا۔ پھر کچھ وقفے کے بعد آئے اور کہنے لگے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا ارشاد ہے: کہ جو قطع تعلق کرے اس سے جوڑ۔ جو محروم کرے اسے عطا کر۔ جو ظلم کرے اس سے

درگذر کر۔ (تفسیر طبری:۹/۱۰۵)

فرشتہ آپ کی طرف سے جواب دیتا ہے ☆

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے صدیق اکبرؓ کو برا بھلا کہا حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔ چپ رہے اور ابوبکر بھی خاموش رہے۔ جب وہ آدمی خاموش ہوا تو صدیق اکبرؓ نے جواب دینا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ اٹھ کر چلے گئے۔ ابوبکر بھی پیچھے چلے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ جب اس شخص نے مجھے برا بھلا کہا آپؐ خاموشی سے بیٹھے رہے اور جب میں نے جواب دیا آپؐ اٹھ کر چلے گئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا جب تو خاموش تھا فرشتہ جواب دیتا رہا جب تو نے بولنا شروع کیا فرشتہ چلا گیا۔ شیطان آ بیٹھا اور مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ میں کسی مجلس میں شیطان کا ہم نشین بنوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ تین چیزیں بالکل برحق ہیں۔

① جس بندے پر کوئی ظلم ہوتا ہے اور محض اللہ کی رضا کے لیے معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے باعث اس کی عزت بڑھاتے ہیں۔

② جو بندہ مال اکٹھا کرنے کے لیے سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ احتیاج میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

③ جو بندہ اللہ کی رضا کے لیے کوئی عطیہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے فراخی عطا فرماتے ہیں۔

(ابوداؤد ۴۸۹۶۔ احمد ۹۶۲۵)

ہر چیز کی شرافت ☆

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی شرافت وعظمت ہوتی ہے۔ مجلس کی شرافت یہ ہے کہ اس میں قبلہ رخ بیٹھا جائے اور یہ کہ مجالس میں امانت داری کا خیال رکھا جائے۔ سونے والے کی پچھلی جانب نماز ادا نہ کی جائے۔ سانپ اور بچھو کو قتل کر دو خواہ نماز توڑنی پڑے اور دیواروں پر کپڑوں کے پردے نہ ڈالو۔ جو شخص اپنے بھائی کی تحریر اس کی اجازت کے بغیر دیکھتا ہے گویا وہ جہنم میں جھانکتا ہے۔ جو شخص تمام لوگوں سے قوی ہونا چاہتا ہے وہ اللہ پر بھروسہ کرے۔ جو تمام لوگوں سے مکرم بننا چاہتا ہے وہ تقویٰ اختیار کرے۔ جو آدمی سب سے زیادہ غنی ہونا چاہے اسے اپنے مال سے زیادہ جو کچھ اللہ کے قبضہ میں ہے اس پر اعتماد کرنا چاہئے۔

بدترین لوگ ☆

پھر فرمایا: کہ میں تمہیں بدترین لوگوں کی نشاندہی نہ کروں۔ صحابہ نے عرض کیا ضرور کریں۔ ارشاد فرمایا جو شخص اکیلا کھائے اور اپنی نفع رسانی کو روک لے اور اپنے غلام پر کوڑے برسائے۔ پھر

ارشاد فرمایا ان میں سے بھی بدترین شخص بتاؤں۔عرض کیا گیا۔ارشاد فرمائیں فرمایا وہ شخص جو لوگوں سے بغض رکھتا ہے اور لوگ اس سے بغض رکھتے ہیں اور فرمایا اس سے بھی بدترین نہ بتاؤں عرض کیا گیا۔ بتائیے فرمایا کہ جو شخص کسی کی لغزش کو معاف نہیں کرتا اور کوئی معذرت قبول نہیں کرتا اور کسی کا کوئی جرم نہیں بخشتا۔ پھر فرمایا اس سے بھی بدترین آدمی بتاؤں۔عرض کیا گیا بتائیے۔ارشاد فرمایا کہ جس شخص سے کسی کو اُمید نہ ہو اور اس کے شر سے کسی کو امن نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا: اے بنی اسرائیل حکمت کی بات جاہل لوگوں سے مت کہو کہ یہ اس حکمت پر ظلم ہوگا۔اسے ان کے اہل سے روک کر نہ رکھو کہ یہ ان کے ساتھ ظلم ہوگا۔کسی ظالم کو ظلم کا بدلہ ظلم سے نہ دو اس سے اللہ کے ہاں تمہاری فضیلت جاتی رہے گی۔اے بنی اسرائیل احوال تین طرح کے ہیں:

① وہ جن کا ہدایت ہونا واضح ہے ان کو قبول کرو۔
② جن کا گمراہی ہونا واضح ہے ان سے اجتناب کرو۔
③ جن کی کوئی جانب واضح نہیں۔ان کو اللہ اور رسول پر چھوڑ دو یعنی ان کے احکام پیغمبر کے ذریعہ معلوم کرو۔(حاکم ۲۷۰/۴)

دُنیا سے بے رغبتی کی چار باتیں☆

دانا کا قول ہے کہ دنیا سے بے رغبتی کی باتیں چار ہیں:

① اللہ نے دنیا اور آخرت کے متعلق جو وعدے فرمائے ہیں ان پر اعتماد کرنا۔
② لوگوں کی تعریف و مذمت یکساں محسوس ہونے لگے۔
③ عمل میں اخلاص پیدا ہو جائے۔
④ ظلم کرنے والوں سے درگذر کرنے لگے۔اپنے غلاموں پر غضبناک نہ ہو اور صبر و تحمل کی راہ اختیار کرے۔

نفع والے اعمال☆

حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا مجھے ایسے کلمات سکھلائیں جن سے اللہ مجھے نفع پہنچائیں۔ابو درداء فرمانے لگے میں تجھے ایسے کلمات سکھلاؤں گا جو بھی ان پر عمل کرے گا اللہ اس کی برکت سے ان کے درجات بلند فرمائیں گے:

① ہمیشہ پاکیزہ مال کھائیں۔
② اللہ سے یومیہ رزق کی درخواست کرتے رہیں۔

③ اپنے آپ کو مردہ لوگوں میں شمار کریں۔
④ اپنی عزت اللہ کے لیے وقف کر دو جو برا بھلا کہے یا تکلیف پہنچائے تو اپنے جی سے کہہ دو کہ میں اپنی عزت اللہ کے لیے وقف کر چکا ہوں۔
⑤ اور جب کبھی کوئی برائی ہو جائے تو اللہ سے توبہ کرو۔

اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے☆

جنگ احد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہوا تو صحابہ کو بہت زیادہ شاق ہوا۔ بعض نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کے لیے بددعا کیجیے۔ جنہوں نے آپؐ سے یہ معاملہ کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا میں لعنت کرنے کے لیے نہیں آیا، میں تو رحمت بن کر آیا ہوں اور ان کے حق میں دعا کی۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ میری نبوت سے ناواقف ہیں۔

(مسلم ۲۵۹۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی زبان کو لوگوں کی بے عزتی سے محفوظ رکھے اللہ قیامت کے دن اس کی لغزشوں کو معاف کر دیں گے۔ جو شخص غصہ روکے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے اپنے غضب کو روکے گا۔

سخت چیز☆

مجاہد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں پر سے گذرے جو قوت آزمائی کے لیے پتھر اٹھا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا ہے عرض کیا گیا یہ سخت اور قوی لوگوں کے پتھر اٹھانے کا مقابلہ ہے۔ ارشاد فرمایا کہ میں اس سے بھی سخت چیز کی خبر نہ دوں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ایسی خبر دیں۔ فرمایا وہ شخص کے اور اس کے بھائی کے درمیان ناچاقی ہو اور وہ اپنے اور بھائی کے شیطان پر غلبہ پالے اور اپنے بھائی کے پاس جا کر صلح کرے۔

سب سے طاقتور☆

ایک روایت میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کے پاس سے گذرے جو پتھر اٹھانے کا معاملہ کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم پتھر اٹھا کر طاقت آزمارہے ہو۔ آؤ میں تم کو سب سے زیادہ قوی اور زور آور شخص کا پتہ بتاؤں۔ پھر فرمایا جو شخص غصہ سے بھرا ہوا ہو اور پھر صبر کرے۔

ابلیس کو غمگین کرو☆

یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے ظالم پر بددعا کی اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

انبیاء کے ہاں غمگین کیا اور ابلیس کو شیطان کے اور کفار کے مجمع میں خوش کیا اور جس نے کسی ظالم کو معاف کیا اس نے ابلیس کو کفار اور شیطان کے ہاں غمگین کیا۔ حضرت محمد ﷺ کو انبیاء اور صلحاء کے مجمع میں خوش کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک منادی پکارے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے اجر اللہ کے ذمے ہیں۔ اپنے ذمہ میں اللہ نے ان کو لیا ہے اس پر لوگوں کو معاف کر دینے والے گذریں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔

انسانیت کیا ہے☆

احنف بن قیس سے کسی نے پوچھا: انسانیت کیا ہے۔ فرمایا سرداری میں تواضع، قدرت کے باوجود معاف کر دینا۔ احسان جتلانے کے بغیر بھلائی کرنا۔

مؤمن کیسا ہو؟

حضرت عطیہ حضور ﷺ کا ارشاد یوں نقل فرماتے ہیں: کہ مؤمن کو نرم خو اور سلیم الطبع ہونا چاہئے جیسے نکیل والا اونٹ لے کر چلیں تو ساتھ چل دیتا ہے۔ اگر بٹھا دیا جائے تو بیٹھ جاتا ہے۔

(ابن ماجہ ۴۴۔ احمد ۱۶۵۱۹)

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ غصہ کے وقت جس قدر ہو سکے صبر سے کام لو اور جلد بازی سے بہت زیادہ بچو۔ جلد بازی اور صبر کا نتیجہ تین اشیاء میں ظاہر ہوتا ہے:

① جلد بازی کی صورت میں انجام کار ندامت ہے۔
② لوگوں میں اسے ملامت ہونے لگتی ہے۔
③ اللہ کے ہاں سزا ہوتی ہے

اور صبر کی صورت میں تین چیزیں ہیں:

① طبیعت از خود خوش ہوتی ہے۔
② لوگوں میں تعریف ہوتی ہے۔
③ اللہ کے ہاں ثواب ملتا ہے۔

لکن آخره أحلى من العسل

یقیناً حلم اور بردباری ابتداء کڑوی ہوتی ہے مگر انجام میٹھا اور شیریں ہوتا ہے۔ جیسا کہ شاعر نے بھی کہا ہے کہ: الحلم اوله مرمذاقته ☆ لکن آخره أحلى من العسل حلم کا ذائقہ گو شروع میں کڑوا ہوتا ہے مگر آخر میں شہد سے بھی میٹھا ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب : ۲٤

زبان کی حفاظت

زبان کی حفاظت کیجئے ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ لازم پکڑ لو کہ یہ تمام بھلائیوں کی اصل ہے اور جہاد کو لازم پکڑو کہ اہل اسلام کی رہبانیت ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تلاوت قرآن کی پابندی کرو کہ یہ تیرے لیے زمین میں نور ہوگا اور آسمانوں میں تیرے تذکرے کا باعث ہوگا اور کلمہ خیر کے سوا اپنی زبان کی حفاظت کر کہ اس کی بدولت تو شیطان پر غلبہ پائے گا۔ (مجمع الزوائد ۴/ ۲۱۵)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تقویٰ یہ ہے کہ اللہ نے جن باتوں سے منع کیا ان سے پرہیز کر اور جن کاموں کا حکم دیا ان کی پابندی کر ایسا کرے گا تو تمام نیکیاں اور بھلائیاں جمع کرے گا۔ زبان کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ خیر کی ہی بات کہو جس سے فائدہ حاصل ہو۔ یا پھر چپ رہو تا کہ آفت سے بچ سکو۔ کیونکہ چپ رہنے میں سلامتی ہے اور یہ بھی جان لو کہ شیطان پر غلبہ سکوت ہی کی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ اپنی زبان کی حفاظت کرے تا کہ شیطان سے بچا رہے اور اللہ کی طرف سے بھی اس کی پردہ پوشی ہوتی ہے۔

حضرت عمر فاروق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص اپنے غلام کے تھپڑ مارتا ہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔ (مسلم ۱۶۵۷)

جو اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے اللہ اس کی پردہ پوشی فرماتے ہیں۔ جو غصہ پی جاتا ہے اللہ اسے اپنے عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ جو اپنے رب کی بارگاہ میں عذر خواہی کرتا ہے اللہ اس کی معذرت قبول فرماتے ہیں۔ (مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۹۸)

خیر کی بات کرو یا چپ رہو ☆

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص اللہ پر، قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ اپنے ہمسایہ کا اکرام کرے، اپنے مہمان کی عزت کرے۔ نیز کوئی اچھی بات ہو تو کرے ورنہ چپ رہے۔

(بخاری ۶۰۱۸۔ مسلم ۴۸۔ ترمذی ۲۵۰۰۔ ابوداؤد ۵۱۵۴۔ ابن ماجہ ۳۶۷۲۔ احمد ۶۳۳۲)

نفع کی بات ☆

یعلی کہتے ہیں کہ ہم محمد بن سوقہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ فرمانے لگے۔ میں تمہیں ایک بات سناتا ہوں جس نے مجھے نفع دیا۔ امید ہے کہ تمہیں بھی نفع دے گی۔ وہ یہ کہ عطاء بن رباح نے ہمیں فرمایا کہ اے بھتیجے تم سے پہلے لوگ فضول کلام کو ناپسند کرتے تھے اور وہ لوگ ہر کلام کو فضول ہی سمجھتے تھے۔ سوائے اس کے کہ وہ قرآن کی تلاوت کریں یا امر بالمعروف کریں اور نہی عن المنکر کریں یا اپنی کسی حاجت کے لیے بات کریں۔ جس کے بغیر چارہ نہیں پھر فرمانے لگے کیا تمہیں اللہ پاک کے اس ارشاد کا یقین نہیں:

﴿وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ﴾

اور تم پر یاد رکھنے والے اور معزز لکھنے والے مقرر ہیں۔ نیز فرمایا:

﴿عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق: ۱۷، ۱۸]

''جو دائیں اور بائیں بیٹھے رہتے ہیں وہ کوئی لفظ منہ سے نکال نہیں پاتے۔ مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار ہے۔''

کیا اس بات سے کسی کو بھی حیا نہیں آتی کہ اگر اس کا وہ صحیفہ جس کو اس نے ایسی لایعنی باتوں سے بھر رکھا ہے جو نہ اس کے کام کی تو کیا بنے گا۔

چار چیزیں ☆

حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں ہیں جو کسی مؤمن میں ہی پائی جاتی ہیں۔ (۱) خاموشی جو عبادت کی جڑ ہے۔ (۲) تواضع (۳) ذکر اللہ (۴) شر و فساد کی کمی، بلکہ خاتمہ۔ (حاکم ۴/۳۱۱) اس طرح کے کلمات حضرت عیسیٰ سے بھی مروی ہیں۔

اسلام کی خوبی ☆

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ؐ نے ارشاد فرمایا: کہ انسان کے اسلام کی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے۔ (ترمذی ۲۳۱۷۔ ابن ماجہ ۳۹۷۶۔ احمد ۱۶۴۲۔ مالک ۱۴۰۲)

مرتبہ کمال کیسے حاصل ہو ☆

لقمان حکیم سے کسی نے سوال کیا کہ آپ اس مرتبہ کمال تک کیسے پہنچے؟ فرمانے لگے۔ صداقت و امانت کی وجہ سے اور لایعنی باتوں کو ترک کرنے کی وجہ سے۔

ایک کمان سے نکلے ہوئے چار تیر☆

ابوبکر عیاش سے منقول ہے کہ چار بادشاہوں نے ایک بات کہی مگر ایسی کہ گویا ایک کمان سے نکلے ہوئے چار تیر ہیں:

① کسریٰ کا مقولہ ہے کہ جو بات میں نے کہی نہ ہو اس پر مجھے کبھی ندامت نہ ہوئی۔ البتہ کہی ہوئی بات پر کبھی ندامت بھی ہوتی ہے۔

② شاہ چین کا کہنا ہے کہ جب تک میں نے کوئی بات نہیں کہی وہ میرے قابو میں ہے مگر جب کہہ دی تو وہ مجھ پر غالب ہے۔ میرے بس میں نہیں رہی۔

③ قیصر روم کا کہنا ہے کہ مجھے ایسی بات پر جو میں نے نہ کہی ہو طاقت ہے مگر جو کہہ چکا اس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں۔

④ شاہ ہند کا قول ہے کہ ایسے شخص پر تعجب ہے جو ایسی بات کرتا ہے اگر اس کا چرچا کیا جائے تو اسے نقصان دے اور اگر اسے عام نہ کیا جائے تو اسے کچھ فائدہ نہ ہو۔

جو کہو لکھ لو☆

ربیع بن خثیم کے بارے میں آتا ہے کہ صبح سے اپنے ساتھ کاغذ قلم رکھ لیتے جو بھی کہتے اسے لکھ لیتے اور شام کو اپنے نفس کا محاسبہ کرتے۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کا یہی دستور رہا ہے کہ زبان کی حفاظت کی خوب کوشش کرتے تھے اور دنیا میں اپنا محاسبہ کرتے رہتے اور ایک انسان کے یہی لائق و مناسب ہے کہ وہ آخرت کے محاسبہ سے پہلے دنیا میں ہی اپنا محاسبہ کرتا رہے کہ دنیا کا حساب آخرت کے حساب سے بہت آسان ہے اور دنیا میں اپنی زبان کی حفاظت کرنا آخرت کی ندامت سے بہت زیادہ آسان ہے۔

فضول گوئی سے پرہیز☆

ابراہیم تیمی سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ وہ ربیع بن خثیم کے پاس بیس سال تک رہے۔ مگر ان سے کوئی ایسی بات نہ سنی جس پر نکتہ چینی کی جاسکے۔ موسیٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسین کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو ایک آدمی نے کہا کہ آج موقعہ ہے ربیع اگر کوئی بات کریں گے تو آج کریں گے۔ چنانچہ وہ آپ کے دروازے پر آیا اور موقعہ پا کر آپ کو یہ واقعہ سنایا کہ حسین شہید ہوگئے۔ ربیع نے سن کر نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے یہ آیت تلاوت کی:

﴿اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ

عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾ [زمر: ۴۶]

''اے اللہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے ظاہر و باطن کو جاننے والے آپ ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کریں ان امور میں جن میں وہ باہم جھگڑتے ہیں۔''

جاہل کی چھ علامات ☆

ایک دانا کا قول ہے کہ چھ باتیں ایسی ہیں جن سے جاہل پہچانا جاتا ہے۔

① غضب سے یعنی ہر خلاف طبع بات پر غضب ناک ہو جائے۔خواہ وہ کسی انسان کی طرف سے پیش آئے یا کسی جانور کی طرف سے۔

② بے فائدہ کلام یعنی عقلمند کو لائق نہیں کہ بے فائدہ گفتگو کرے بلکہ اسے مفید بات ہی کرنی چاہئے۔خواہ دنیا کے فائدے کی ہو یا آخرت کے فائدہ کی۔

③ بے محل صرف کرنا یعنی یہ بھی جہالت کی علامت میں سے ہے کہ مال ایسی جگہ پر لگائے کہ جہاں سے کوئی فائدہ یا اجر حاصل نہ ہو۔

④ ہر کسی کے پاس راز کی بات کہتا پھرے۔

⑤ ہر کسی پر اعتماد کر بیٹھے۔

⑥ اپنے دوست اور دشمن میں امتیاز نہ کر سکے۔مناسب تو یہ تھا کہ اپنے دوست کی پہچان کر کے اس کی موافقت اختیار کرے اور دشمن کو پہچان کر اس سے بچنے کی کوشش کرے اور انسان کا ازلی دشمن تو شیطان ہے۔لہٰذا کسی بھی بات میں اس کا کہنا نہ مانا جائے۔

قولِ عیسیٰ علیہ السلام ☆

عیسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو کلام بھی ذکر الٰہی سے خالی ہو وہ بے کار ہے۔جو خاموشی فکر سے خالی ہو وہ غفلت ہے۔جو نگاہ عبرت سے خالی ہو وہ فضول ہے۔وہ شخص مبارک ہے جس کے کلام میں اللہ کا ذکر ہے۔جس کی خاموشی میں فکر و سوچ ہے جس کی آنکھ میں عبرت ہے۔

مؤمن اور منافق ☆

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مقولہ ہے: کہ مؤمن کلام کم اور کام زیادہ کرتا ہے۔مگر منافق کام کم اور کلام زیادہ کرتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: کہ پانچ چیزیں منافق میں نہیں ہوتیں: (۱) دین کی سمجھ (۲)

زبان کی احتیاط (۳) چہرے کا تبسم (۴) قلب کا نور (۵) مسلمانوں سے محبت۔

(لم اجده. الارواه الترمذی ۲٦٨٤)

کلام کے اثرات اعمال میں ☆

یحییٰ بن اکثم فرماتے ہیں کہ کسی آدمی کا کلام درست ہو جائے تو اس کے آثار اس کے تمام اعمال میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جب کسی کا کلام فاسد ہوتا ہے تو اس کے فاسد آثار اس کے اعمال میں نمایاں ہوتے ہیں۔

لقمان کی نصیحت ☆

لقمان حکیم سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: کہ اے بیٹے جو آدمی برے آدمی کا رفیق بنتا ہے۔ اسے سلامتی نہیں ملتی۔ جو بری جگہ پر جاتا ہے وہ بدنام ہوتا ہے۔ جو زبان کی حفاظت نہیں کرتا وہ نادم ہوتا ہے۔

مبارکباد کے لائق ☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ وہ شخص مبارکباد کے لائق ہے جو اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے اور گھر کی چار دیواری میں رہتا ہے اور اپنی خطاؤں پر روتا ہے۔

(مجمع الزوائد ۱۰/۲۹۹)

دانا کی زبان ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ دانا آدمی کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے۔ وہ کچھ کہنا چاہے تو دل سے رجوع کرتا ہے مفید ہو تو کہتا ہے۔ ورنہ چپ رہتا ہے اور جاہل کا دل اس کی زبان کی نوک پر ہے کہ ادھر ادھر رجوع کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی بلکہ جو زبان پر آتا ہے کہہ گذرتا ہے۔

صحفِ ابراہیمؑ ☆

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ ابراہیمی صحائف میں کیا مضامین تھے۔ فرمایا: ان میں حکمت بھرے اور عبرت آموز محاورات تھے۔ ایک عقلمند کو لائق ہے کہ جب تک اس کی عقل کام کرتی ہے۔ وہ اپنی زبان کی نگہداشت رکھے اپنے اوقات کی قدر کرے اپنے حالات پر پورے دھیان سے نظر رکھے کہ جو شخص اپنے کلام کا محاسبہ کرنے لگتا ہے تو پھر وہ با مقصد کلام ہی کرتا ہے۔

عاقل صرف تین باتوں کی طرف توجہ کرے☆

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عاقل آدمی کو صرف تین باتوں کی طرف توجہ دینی چاہیے:

① کسب معاش کی طرف۔

② آخرت کے لیے یکسوئی کی طرف۔

③ جائز لذتوں کی طرف۔

نیز یہ فرمایا کہ دن بھر میں عقل مند آدمی کے لیے چار گھڑیاں ہونی چاہئیں۔

① ایسی گھڑی کہ جس میں اپنے رب سے مناجات کرے۔

② ایسی گھڑی جس میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔

③ ایسی گھڑی جس میں اہل علم کے پاس جائے۔ جو دین و دنیا کی بصیرت کا اس کو سبق دیں اور اس کی خیر خواہی کریں۔

④ ایسی گھڑی کہ جس میں اپنے نفس کو حلال و جائز لذتوں اور خواہشوں کے لیے ذرا آزاد چھوڑ دے۔

نیز ارشاد فرمایا: کہ عاقل کو اپنے احوال میں غور کرتے رہنا چاہیے اپنے ہم عصروں سے غافل نہ رہے اپنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت رکھے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کلمات آل داؤد کی حکمت اور دانائی کا ایک حصہ ہونے میں مشہور ہیں۔

خاموشی حکمت ہے☆

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ لقمان حکیم حضرت داؤد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ زرہ بنا رہے تھے۔ لقمان دیکھ کر تعجب کرنے لگے اور ایک بار تو پوچھنے کا عزم کر ہی لیا کہ کیا بناتے ہیں اور کس مقصد کے لیے۔ مگر حکمت نے سوال سے منع کیا اور چپ رہے حتیٰ کہ حضرت داؤد بنا کر فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر زرہ پہنی اور فرمانے لگے۔ لڑائی کے لیے بہترین چیز ہے اور بنانے والا بھی کیا خوب ہے۔ لقمان کہنے لگے کہ خاموشی حکمت ہے مگر اسے اپنانے والے کم ہیں۔ کسی شاعر کا کلام ہے کہ

العلم زین والسکوت سلامة

فاذا نطقت فلا تکن مکثارا

ما ان ندمت علی سکوتی مرة

ولقد ندمت علی الکلام مرارا

''علم زینت ہے اور خاموشی سلامتی ہے۔ جب کبھی بولنا پڑے زیادہ نہ بولو۔ تو نے خاموشی پر کبھی ندامت نہیں اٹھائی ہو گی مگر کلام کر کے بہت دفعہ پشیمان ہوا ہو گا۔''

ایک دوسری جگہ پر یوں منقول ہے کہ لقمان داؤد علیہ السلام کی خدمت میں سال بھر آتے جاتے رہے۔ سوال کا ارادہ بھی کیا مگر داؤد بنا کر فارغ ہوئے تو پہن کر فرمانے لگے کہ یہ زرہ لڑائی کے لیے بہترین ہے۔ اس پر لقمان نے کہا کہ خاموشی حکمت ہے مگر کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

اشعار کے علاوہ حکایت کا یہ حصہ کتاب التنبیہ سے ماخوذ ہے ایک شاعر کے اشعار ہیں کہ:

یموت الفتی من عثرة بلسانه

ولیس یموت المرء من عثرة الرجل

''آدمی اپنی زبان کی لغزش سے ہلاک ہو جاتا ہے جب کہ پاؤں کے پھسلنے سے اسے موت نہیں آتی۔''

ایک اور شاعر کہتا ہے

لا تنطقن بما کرهت فربما

نطق اللسان بحادث فیکون

''جو چیز ناپسند ہو اس کا زبان سے تذکرہ بھی مت کرو۔ کہ بسا اوقات جو کچھ زبان سے نکلتا ہے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔''

حمید بن عباس کا کلام ہے۔ تیری عمر کی قسم! میرے علم میں کوئی ایسی چیز نہیں جو زبان سے زیادہ قبر میں رکھنے کے لائق ہو ایسی باتوں کے موقع پر جو تیرے کام کی نہیں ہیں۔ اپنے منہ کو مضبوط قفل کی طرح اس پر بند کر دے اور اسے مقفل کر دے۔ بہت سے کلام جو بولنے والے نے فخریہ طور پر کہے۔ وہ جلد ہی موت کے تیر کا نشانہ بن گیا۔ فخر و مباحات کے کلام سے سکوت بہتر ہے۔ لہٰذا چپ رہ کر سلامتی حاصل کر و اور اگر بولنا ہی ٹھہرا تو مناسب کلام کو دوستوں کے پہلو میں بیٹھ کر حد سے تجاوز نہ

کرو۔ کسی کے ساتھ دشمنی ہو تو مناسب انداز اختیار کر۔ نا معلوم تو کس وقت اپنے دوست کا دشمن ہو جائے یا دشمن سے دوستی ہو جائے لہٰذا عقل سے کام لے۔

کسی دانا کا قول ہے☆

ہر خاموشی میں سات ہزار فائدے ہیں جو سات کلمات میں جمع ہیں اور ہر کلمہ ہزار فائدے پر مشتمل ہے:

① یہ ہے کہ خاموشی بلا مشقت عبادت ہے۔
② بلا زیور کے زینت ہے۔
③ بلا سلطنت کے ہیبت ہے۔
④ بلا دیواروں کے قلعہ ہے۔
⑤ اس میں کسی ایک کے پاس معذرت نہیں کرنا پڑتی۔
⑥ اس میں کراما کاتبین کی راحت ہے۔
⑦ انسان کے عیوب کے لیے پردہ ہے۔

مشہور مقولہ ہے کہ خاموشی عالم کی زینت ہے اور جاہل کا پردہ ہے۔

دل پر محافظ اللہ خود ہے☆

ایک دانا کا قول ہے کہ ابن آدم کے بدن کے تین حصے ہیں: (۱) قلب (۲) زبان (۳) باقی اعضاء اور اللہ تعالیٰ نے ہر حصہ کو کوئی نہ کوئی شرف بخشا ہے۔ چنانچہ قلب کو اپنی معرفت اور توحید کا شرف بخشا اور زبان کو لا الہ الا اللہ کی شہادت سے مشرف فرمایا۔ ہر ایک حصہ پر ایک محافظ اور نگران مقرر کیا۔ مگر دل کی نگرانی بنفس نفیس فرمائی۔ چنانچہ بندہ کے مافی الضمیر کو ذات باری کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس کی زبان پر محافظ مقرر فرمائے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ۱۸]

وہ کوئی لفظ منہ سے نکال نہیں پاتے مگر پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار ہے۔

ہر حصہ کی وفا☆

پھر وہ ہر حصہ سے وفا چاہتے ہیں۔ سو دل کی وفا یہ ہے کہ ایمان پر قائم رہے حسد خیانت اور مکر وغیرہ نہ کرے۔ زبان کی وفا یہ ہے کہ غیبت نہ کرے، جھوٹ نہ بولے، بے فائدہ گفتگو نہ کرے۔ اعضاء کی وفا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے، کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچائے۔ پھر جو قلبی وفا میں کمی

کرے گا وہ منافق ہے۔ جو زبان والی وفا میں کمی کرے گا وہ کافر ہے۔ جو اعضاء والی وفا نہیں کرے گا وہ عاصی ہے۔

تین چیزوں کا شر☆

حضرت حسن سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب نے ایک نوجوان کو دیکھا۔ فرمانے لگے اے نوجوان اگر تو تین چیزوں کے شر سے بچ جائے تو جوانی کے شر سے بچ جائے گا۔ (۱) زبان کا شر (۲) شرمگاہ کا شر (۳) پیٹ کا شر۔

لقمان کی پہلی حکمت☆

منقول ہے کہ لقمان حکیم حبشی غلام تھے۔ پہلی حکمت جوان کی ظاہر ہوئی یہ تھی کہ آقا نے کہا اے غلام یہ بکری ذبح کرو اور اس کے گوشت کا بہترین ٹکڑا ہمارے پاس لاؤ۔ آپ دل اور زبان لے آئے ایک بار آقا نے پھر کہا کہ بکری ذبح کر کے گوشت کا بدترین ٹکڑا ہمارے پاس لاؤ۔ آپ پھر وہی دل اور زبان لے آئے۔ آقا نے وجہ پوچھی تو آپ نے جواب دیا کہ یہ دونوں درست ہو جائیں تو پورے بدن میں ان سے بڑھ کر اور کوئی عمدہ حصہ نہیں۔ اگر یہی خراب ہو جائیں تو ان سے بڑھ کر اس کا اور کوئی خبیث حصہ نہیں۔

زبان کی حفاظت☆

آنحضرت ﷺ نے جب حضرت معاذ کو یمن کا خلیفہ بنا کر بھیجا تو وہ عرض کرنے لگے کہ مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپؐ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اپنی زبان کی حفاظت کا بہت خیال رکھنا۔ حضرت معاذ نے اسے معمولی سمجھ کر پھر درخواست کی کہ کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تیری ماں تجھے گم پائے لوگوں کو دوزخ میں منہ کے بل اسی زبان کے رطب ویابس ہی نے تو گرایا ہے۔ (ترمذی ۲۶۱۶۔ ابن ماجہ ۳۹۷۳۔ احمد ۲۱۰۰۸)

کلام کم کیجئے☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جس کا کلام زیادہ ہوگا اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوں گی۔ جس کا مال کثیر ہوگا اس کے گناہ کثیر ہوں گے۔ جس کے اخلاق برے ہوں گے وہ مبتلائے عذاب ہوگا۔

نشانہ☆

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں اگر کسی کو تیر کا نشانہ بناؤں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ اسے اپنی زبان کا نشانہ بناؤں۔ کیونکہ تیر کا نشانہ تو کبھی خطا ہو جاتا ہے مگر زبان کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا۔

زبان......درست ہے تو......

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: ابن آدم جب صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں۔ اے زبان ہم تمہیں اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ تو درست رہیو کیونکہ تو درست رہی تو ہم بھی درست رہ سکیں گے لیکن اگر تو درست نہ رہی تو ہم بھی درست نہ رہ سکیں گے۔

نصیحتِ غفاری رضی اللہ عنہ☆

حضرت ابوذر غفاریؓ کا واقعہ ہے کہ وہ کعبۃ اللہ کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے: کہ جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں جندب بن جنادہ ابوذر غفاریؓ ہوں ایک ہمدرد مہربان بھائی کے پاس آ جاؤ۔ لوگ آس پاس جمع ہو گئے تو فرمانے لگے۔ لوگو! تم میں سے کوئی شخص جب دنیا میں سفر کا ارادہ کرتا ہے تو زادِ راہ کے بغیر سفر نہیں کرتا تو وہ شخص کیسا ہے جو آخرت کا سفر بلا زادِ راہ کرنا چاہتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوذر غفاری ہمارا زادِ سفر کیا ہونا چاہئے۔ فرمایا رات کی تاریکی میں دو رکعت نماز قبر کی وحشت کے لیے اور سخت گرمی کے روزے قیامت کے دن کے لیے اور مساکین پر صدقہ کرنا کہ تمہیں سخت دن کے عذاب سے نجات ملے۔ دوسرے بڑے بڑے امور کے لیے حج کرنا اور دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کر لو۔ ایک حصہ طلب دنیا کے لیے اور دوسرا حصہ آخرت کو طلب کرنے کے لیے۔ اس کے علاوہ تیسرا حصہ بنانا مضر ہے۔ اس میں فائدہ نہیں۔ اسی طرح اپنا کلام بھی دو طرح کا بنا لو۔ ایک وہ جو دُنیا میں کام آئے۔ دوسرا وہ جو آخرت میں کام آئے اور تیسرا کلام نہ بنانا یہ بے کار و بے فائدہ ہے۔ پھر فرمانے لگے آہ! مجھے اس دن کے غم نے ہلاک کر دیا ہے کہ جس کی میرے پاس کوئی تلافی نہیں۔ عرض کیا گیا وہ کیا ہے۔ فرمایا میری امیدیں میری عمر سے بھی تجاوز کر گئیں اور میں اپنے عمل سے غافل ہو گیا ہوں۔

ذکر کے علاوہ کسی کلام کی کثرت نہ کرو☆

حضرت عیسیٰ سے منقول ہے کہ اللہ کے ذکر کے علاوہ کوئی کلام کثرت سے نہ کرو کیونکہ اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور سخت دل اللہ سے بعید ہوتا ہے لیکن تمہیں اسکا علم نہیں۔

کسی صحابی کا ارشاد ہے کہ جب تو اپنے دل میں سختی محسوس کرے اور بدن میں کمزوری محسوس کرے اور رزق میں محرومی دیکھے تو یقین کر لے کہ تو نے کوئی بے فائدہ کلام کیا ہے۔

باب : ۲۵

حرص اور لمبی اُمیدیں

علماء کے اُٹھ جانے کے باوجود بھی علم حاصل نہیں کرتے☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوداؤد نے فرمایا: کیا بات ہے تمہارے علماء اٹھتے جا رہے ہیں اور تمہارے جاہل لوگ علم حاصل نہیں کرتے۔ علماء کے اٹھ جانے کے ساتھ علم کے رخصت ہو جانے سے پہلے علم حاصل کرو اور فرمایا کیا بات ہے کہ تم اس چیز پر حریص ہو جس چیز کی ضمانت اللہ نے دے رکھی ہے۔ جو چیز تمہارے ذمہ دی گئی ہے اسے ضائع کر رہے ہو۔ میں تمہارے شریر لوگوں کو پہچانتا ہوں جیسے حیوانات کا ماہر گھوڑوں کی نسلوں سے واقف ہوتا ہے۔ ایسے لوگ جو زکوۃ کو تاوان سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ نمازوں میں آخر وقت پر آتے ہیں۔ قرآن کو بے توجہی سے سنتے ہیں۔ آزاد کردہ لوگوں کو آزاد ہوئے بھی رہا نہیں کرتے۔

حرص کی اقسام☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حرص کی دو قسمیں ہیں: ایک مذموم اور دوسری غیر مذموم۔ مگر چھوڑنا اس کا بھی افضل ہے۔ مذموم حرص تو یہ ہے کہ انسان کو خدائی احکام کی ادائیگی سے روکنے لگے۔ یا مال اس غرض سے جمع کرنا کہ دوسروں سے بڑھ جائے فخر کرے۔ غیر مذموم حرص یہ ہے کہ کسب مال میں اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کا بھی تارک نہ ہو اور نہ ہی اس سے مقصود دوسروں پر فخر کرنا ہو۔ یہ مذموم نہیں کیونکہ بعض صحابہ مال جمع کرتے تھے مگر حضور ﷺ ان پر نکیر نہ فرماتے تھے۔ البتہ اس کے بھی ترک کو ہی افضل قرار دیا۔

فوائد ☆ حضرت ابو درداءؓ کی مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حرص مذموم وہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے احکام ضائع ہوتے ہیں۔ کیونکہ فرمایا ہے کہ تم ایسی چیز کی حرص کرتے ہو جس کی کفالت و ضمانت خود اللہ پاک نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ مطلب یہ کہ تمہارے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ

نے اپنے اوپر لی ہے مگر تم اس کی طلب میں خوب حرص دکھاتے ہو اور تمہارے ذمہ اطاعت رکھی ہے۔ وہ تم ضائع کرتے ہو اور حرص کی ایک صورت یہ ہے کہ آزاد لوگوں سے یوں کام لیتے ہو جیسے غلاموں سے کام لیا جاتا ہے۔

تنگی والی معیشت ☆

حضرت ام المؤمنین حضرت حفصہؓ نے اپنے والد بزرگوار حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالی فراوانی اور رزق کی وسعت عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا آپ عمدہ کھانا کھایا کریں اور موجودہ کپڑوں کی بجائے بڑھیا اور نرم کپڑے پہنا کریں۔ فرمانے لگے یہ فیصلہ میں تیرے ہی سپرد کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیشت کا تذکرہ کرنے لگے اور وہ حالات دہرانے لگے جو خود حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر گذارے تھے۔ حتیٰ کہ وہ رونے لگ گئیں۔ پھر فرمایا میرے دو رفیق زندگی تھے جو ایک خاص طریق پر چلتے رہے۔ اب اگر میں ان کے طریقے کے علاوہ کسی اور کے طریقے پر چلوں گا تو پھر میرے ساتھ ان والا طریق اختیار نہ کیا جائے گا۔ بخدا میں ان جیسی تنگی والی معیشت پر صبر اختیار کروں گا تا کہ آخرت میں ان کے ساتھ خوش عیشی اور فراخی میں شریک ہو سکوں۔

ابن آدم کی حرص ☆

حضرت مسروقؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا اماں جان بھلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے ہوئے اکثر کیا فرماتے تھے؟ فرمانے لگیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر گھر میں داخل ہوتے یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اگر ابن آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تمنا کرے گا کہ اس کے ساتھ تیسری بھی مل جائے اور ابن آدم کا پیٹ تو مٹی ہی پر کرے گی اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔ اللہ نے یہ مال تو اس لیے بنائے ہیں تا کہ ان کے ذریعہ نماز قائم کی جائے اور زکوٰۃ ادا کی جائے۔

(بخاری ۶۴۳۹۔ مسلم ۱۰۴۸۔ ترمذی ۲۳۳۷۔ احمد ۱۲۹۹۱)

حرص اور اُمید بوڑھی نہیں ہوتی ☆

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ابن آدم کی ہر شے بوڑھی ہو جاتی ہے۔ سوائے حرص اور امید کے۔

(احمد ۱۱۶۹۹۔ بخاری ۶۴۲۱۔ مسلم ۱۰۴۷۔ ترمذی ۲۳۳۹۔ ابن ماجہ ۴۲۳۴)

امیر المؤمنین حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ مجھے سب سے زیادہ اندیشہ تمہارے متعلق دو

چیزوں کا ہے۔ لمبی امیدوں اور خواہشات کی پیروی کا۔ لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور خواہشات کی پیروی حق سے روکتی ہے۔

ارشاد محمد رسول اللہ ﷺ ☆

آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ میں پوری ذمہ داری سے تین آدمیوں کے لیے تین باتوں کی خبر دیتا ہوں۔

① دنیا پر مرنے والے کے لیے ایسے فقر کی جس کے بعد کبھی غنا نہ ہوگی۔
② دنیا کی حرص رکھنے والے کیلئے ایسے شغل و مصروفیت کی جس سے کبھی فرصت نہ ہوگی۔
③ دنیا میں بخل کرنے والے کے لیے ایسے غم کی جس کے بعد کبھی فرحت نہیں ہوگی۔

شرم کرو ☆

حضرت ابودرداءؓ کا واقعہ ہے کہ وہ اہل حمص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تمہیں حیا نہیں آتی۔ ایسی ایسی عمارتیں بناتے ہو جن میں سکونت بھی نہیں رکھتے۔ ایسی امیدیں باندھتے ہو جنہیں حاصل بھی نہیں کر پاتے اور ایسا کچھ جمع کرتے ہو جس کا کھانا بھی تمہیں نصیب نہیں ہوتا۔ تم سے پہلے لوگوں نے مضبوط عمارتیں بنائیں۔ اکثر مال جمع کئے طویل طویل امیدیں باندھیں مگر قبور ان کا مسکن بنیں اور امیدیں دھوکا ثابت ہوئیں۔ مالی ذخیرے ہلاکت کا سامان بنے۔

اگر رفیق سے ملنے کا ارادہ ہو تو...... ☆

حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر اپنے رفیق یعنی پیغمبر ﷺ سے ملنے کا ارادہ ہے تو اپنے کرتہ کو پیوند لگایا کرو۔ اپنے جوتے کی مرمت کیا کرو۔ اپنی امیدوں کو مختصر کیا کرو اور کھانا شکم سیر ہونے سے کم کھایا کرو۔

اکابر کا معمول ☆

حضرت ابوعثمان مہدی کہتے ہیں: کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا: کہ ان کے کرتہ پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ کا واقعہ ہے کہ وہ بازار میں داخل ہوئے ان کے بدن پر موٹے اور چھوٹے سے کپڑے تھے اور وہ بھی میلے تھے۔ عرض کیا گیا اے امیر المومنین ذرا اس سے نرم لباس پہن لیا ہوتا۔ فرمایا اس سے دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے صالحین سے مشابہت حاصل ہوتی ہے۔ ایک مومن کے لیے اس میں بہترین نمونہ ہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں: میں لوگوں کی نفسیات سے یوں واقف ہوں۔ جیسے حیوانات کا طبیب ان کی طبیعتوں سے واقف ہوتا ہے۔ بس ان میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو دنیا

میں زاہدانہ روش رکھتے ہیں اور برے لوگ وہ ہیں جو قدر کفایت سے زیادہ دنیا جمع کرتے ہیں۔

خطاؤں کی جڑیں ☆

کسی دانا کا قول ہے کہ خطاؤں کی جڑیں تین چیزیں ہیں: (۱) حسد (۲) حرص (۳) تکبر۔ تکبر کا منبع تو ابلیس ہے کہ اس نے تکبر کرتے ہوئے سجدہ سے انکار کیا تو ملعون ہوا۔ حرص کا ابتدائی ظہور حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا کہ ایک درخت کے علاوہ پوری جنت ان کے لیے مباح تھی مگر حرص نے اس درخت کا پھل کھانے پر آمادہ کر دیا۔ حتی کہ وہاں سے کوچ کرنا پڑا اور حسد کی اصل قابیل بن آدم سے جاری ہوئی کہ اسی بناء پر اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا۔ کفر میں مبتلا ہوا اور ہمیشہ کے لیے جہنمی قرار دیا گیا۔

پانچ وصیتیں ☆

مروی ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو پانچ چیزوں کی وصیت کی اور یہ بھی فرمایا کہ اپنی آئندہ نسل کو بھی تاکید کریں:

① اپنی اولاد سے کہہ دو دنیا پر کبھی مطمئن نہ ہونا۔ میں نے جنت پر اطمینان کیا تھا مگر اللہ کو پسند نہ آیا اور مجھے وہاں سے سفر کرنا پڑا۔

② اپنی بیویوں کی خواہشات پر کبھی عمل نہ کرنا۔ میں نے اپنی بیوی کی خواہش پر عمل کرتے ہوئے درخت کا پھل کھایا تھا۔ اس پر ندامت دیکھنا پڑی۔

③ جو کام بھی کرنے کا ارادہ کرو پہلے اس کا انجام سوچ لو اگر انجام سوچ لیا تو جو کچھ میں نے دیکھا وہ نہ دیکھنا پڑے گا۔

④ جب کوئی چیز دِل میں کھٹکتی ہو تو اس سے اجتناب کرو کہ درخت کا پھل کھانے کے وقت میرے دل میں بھی کھٹکی تھی۔ مگر میں نے خیال نہ کیا تو ندامت اٹھانی پڑی۔

⑤ اہم امور میں مشورہ کر لیا کرو اگر میں نے ملائکہ سے مشورہ کر لیا ہوتا تو وہ ابتلا نہ ہوتا جو بعد میں ہوا۔

چار منتخب احادیث ☆

حضرت شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے چار ہزار حدیثوں میں سے چار سو احادیث نکالیں اور چار سو سے چالیس کا انتخاب کیا۔ پھر ان میں سے بھی صرف چار حدیثوں کو منتخب کیا۔

① عورت کے ساتھ دل نہ لگاؤ کہ وہ آج تیری ہے اور کل کسی اور کی ہوگی۔ اس کا کہنا مانے گا تو تجھے جہنم تک پہنچائے گی۔

② مال کے ساتھ دل نہ لگا کہ یہ مستعار چیز ہے جو آج تیرے پاس کل کسی اور کے پاس ہوگا۔لہٰذا غیر کی چیز کے لیے خواہ مخواہ مشقت نہ اٹھاؤ کہ اس کے منافع تو غیر اٹھائیں اور تکلیفیں تو برداشت کرے اور یہ بھی ہے کہ مال کے ساتھ دل لگاؤ گے تو تجھے حقوق اللہ کی ادائیگی سے روکے گا۔فقر کا خوف پیدا ہوگا اور شیطان کی اطاعت ہونے لگے گی۔

③ دل میں جو بات کھٹکا پیدا کرے۔اسے ترک کر دو کیونکہ مؤمن کا دل گواہ کی مانند ہے جو شبہات پر اضطراب محسوس کرتا ہے۔حرام سے بھاگتا ہے حلال سے سکون پاتا ہے۔

④ کوئی عمل اس وقت تک اختیار نہ کرو جب تک کہ اسکی قبولیت کا یقین نہ ہونے لگے۔

دُنیا میں اجنبی بن کر رہو☆

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: کہ دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی اجنبی تو وارد ہو۔یا راہ گیر مسافر اور اپنے آپ کو اہل قبور میں شمار کیا کرو۔

(بخاری ۶۴۱۶۔ترمذی ۲۳۳۳۔ابن ماجہ ۴۱۱۴۔احمد ۴۵۳۴)

نصیحت☆

مجاہد کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عمر نے فرمایا: کہ صبح ہو جائے تو اپنے جی سے شام کی بات نہ کرو اور شام ہو جائے تو اپنے قلب سے صبح کی بات نہ کرو۔مرنے سے پہلے اپنی زندگی سے اور بیماری سے پہلے اپنی صحت سے کچھ فائدہ اٹھالے کیونکہ تجھے کچھ علم نہیں کہ کل تیرا نام کیا ہوگا۔

چار طرح کے انعامات☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جس کی امیدیں مختصر ہوں۔اللہ تعالیٰ اسے چار طرح کے انعامات سے نوازتے ہیں:

① اپنی اطاعت و بندگی کی اسے توفیق دیتے ہیں کیونکہ بندہ جب یقین کر لیتا ہے کہ عنقریب مر جائے گا تو وہ اطاعات میں محنت کرنے لگ جاتا ہے۔کوئی تکلیف بھی آئے تو وہ پرواہ نہیں کرتا۔اس سے اس کے اعمال بڑھ جاتے ہیں۔

② اللہ اس کے غم و افکار کم کر دیتے ہیں کیونکہ عنقریب مر جانے کا یقین ہے تو ناموافق بات بھی پیش آ جائے تو چنداں خیال نہیں کرتا۔

③ اسے قلیل مقدار پر راضی اور قانع بنا دیتا ہے کیونکہ جب عنقریب مر جانے کا یقین ہے تو کثرت کو طلب ہی نہیں کرے گا۔اس کا سارا فکر اس وقت فکر آخرت ہی ہوتا ہے۔

④ اس کے قلب کو منور فرماتے ہیں کیونکہ مشہور ہے کہ نورِ قلب چار چیزوں سے میسر آتا ہے:

(۱) بھوکا پیٹ (۲) نیک ساتھی (۳) سابقہ گناہوں سے بےفکری نہ ہونا (۴) امیدوں کا مختصر ہونا۔

☆ ر آزمائشیں ☆

لمبی امیدیں لگانے پر چار چیزوں میں مبتلا ہو جاتا ہے:

① طاعات میں سستی پیدا ہوتی ہے۔
② دنیا کے افکار کا ہجوم۔
③ مال جمع کرنے کی حرص۔
④ دل میں قساوت یعنی تنگ دلی پیدا ہو جاتی ہے۔

اور یہ چار چیزوں سے پیدا ہوتی ہے:

① پیٹ سے
② برے ساتھی کی رفاقت و دوستی سے۔
③ سابقہ گناہوں کو بھلا دینے سے
④ لمبی لمبی امیدیں باندھنے سے۔

فوائد ☆ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنی امیدوں کو مختصر کریں کچھ پتہ نہیں کہ کس سانس پر اور کس قدم پر موت آ جائے۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ [لقمان: ۳۴]

''کسی کو یہ معلوم نہیں کہ کس زمین میں مرے گا''۔

مفسرین آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: کہ نہ جانے کس قدم پر موت آ جائے ایک اور روایت میں ہے کہ:

﴿اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ [زمر: ۳۰]

آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے اور ایک آیت میں ہے:

﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ﴾

[اعراف: ۳۴]

جس وقت ان کی میعاد معین آ جائے گی اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے نہ آگے بڑھ سکیں گے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ موت کا ذکر کثرت سے کرتا رہے۔ کیونکہ چھ چیزیں مؤمن کے لیے ضروری ہیں۔

چھ چیزیں ☆

① ایسا علم جو آخرت کے معاملے میں اس کی رہنمائی کرے۔
② ایسا ساتھی جو طاعات میں اس کا معین ہو اور معصیت سے روکتا ہو۔
③ اپنے دشمن کی پہچان اور اس سے پرہیز کرے۔
④ یہ کہ آیات الٰہی وعلامات اور شب و روز کے اختلافات سے عبرت حاصل کرے۔
⑤ مخلوق سے انصاف قائم رکھنا کہ کل قیامت کے دن وہ مدعی اور خصم نہ بن جائیں۔
⑥ موت سے قبل اس کی تیاری کرنا کہ قیامت کے دن رسوائی نہ ہو۔

اللہ سے حیاء کرو ☆

حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے: کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا یا تم سب جنت میں جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ عرض کیا گیا ضرور۔ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ ہمیں آپ پر قربان کرے۔ تو فرمایا کہ پھر امیدیں مختصر رکھو۔ اللہ تعالیٰ سے حیا کما حقہ رکھو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سب اللہ سے حیاء کرتے ہیں۔ فرمایا یہ حیا نہیں اللہ سے حیا تو یہ ہے کہ قبور کو اور ان کی بوسیدگی کو یاد کرو۔ پیٹ کی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی حفاظت کرو۔ سر کی اور ان اشیاء کی جو اس میں سمائی ہیں حفاظت کرو۔ جو شخص آخرت کا اعزاز چاہتا ہے۔ وہ دنیا کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ یعنی اس کی زیب وزینت کو اور یہی وہ مقام ہے جسے اللہ کی حیا کما حقہ کرنا کہہ سکتے ہیں اور اسی سے اللہ تعالیٰ کی ولایت نصیب ہوتی ہے۔ (ترمذی ۲۴۵۸۔ احمد ۳۴۸۹)

بندے کا مال ☆

حضرت حمید طویل، عجلی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سورۂ تکاثر کی تلاوت فرمائی پھر فرمایا کہ بندہ میرا مال میرا مال پکارتا ہے۔ حالانکہ اس کا مال وہی ہے جو اس نے کھالیا، ختم کر دیا، یا پہن لیا، بوسیدہ کر دیا، یا صدقہ کر دیا اور آخرت کے لیے باقی رکھا۔

(مسلم ۲۹۵۸۔ ترمذی ۲۳۴۲۔ نسائی ۳۵۵۵۔ احمد ۱۵۷۱۵)

پانچ چیزیں ☆

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ تورات میں پانچ باتیں ہیں:

① غنا قناعت میں ہے۔
② سلامتی تنہائی میں ہے۔
③ آزادی خواہشات کے چھوڑنے میں ہے۔

(۴) محبت رغبت ترک کرنے میں ہے۔

(۵) طویل ایام میں نفع اٹھانا قلیل ایام میں صبر کرنے پر منحصر ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ☆

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہؓ اگر میری رفاقت چاہتی ہے تو تجھے اتنی سی دنیا کافی ہو جانی چاہئے جتنی ایک مسافر سوار کے لیے ہوتی ہے۔ غنی لوگوں کی ہم نشینی سے بہت بچتی رہو اور کسی کپڑے کو پرانا مت سمجھو جب تک اس میں پیوند نہ لگا لو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا منقول ہے کہ اے اللہ جو مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ اسے اتنا رزق عطا فرما جو اس کی ضروریات کے لیے کافی ہو اور سوال کرنے سے بچا دے اور جو مجھ سے بغض رکھتا ہے اس کو مال و اولاد کی فراوانی دے دے۔

دُنیا کی رغبت نہ کرو ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت حسن بصریؒ سے حضور کا ایک ارشاد منقول ہے کہ دنیا کی رغبت غم و حزن کو بڑھاتی ہے۔ اس کی بے رغبتی دل کو اور بدن کو راحت پہنچاتی ہے۔ میں تمہارے متعلق فقر کا خوف نہیں رکھتا بلکہ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں تم پر بھی دنیا کی فراوانی عام نہ کر دی جائے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی پھر تم بھی ان لوگوں کی طرح دنیا کی دوڑ دھوپ میں لگ جاؤ اور وہ تمہیں ہلاک کر ڈالے۔ جیسا کہ پہلوں کو ہلاک کر دیا۔

(بخاری ۴۰۱۵۔ مسلم ۲۹۶۱۔ ترمذی ۲۴۶۲۔ ابن ماجہ ۳۹۹۹۔ احمد ۱۶۵۹۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ امت کے پہلے لوگوں کی اصلاح زہد اور یقین کی بدولت ہوئی اور اسکے آخری لوگ بخل اور امیدوں کی وجہ سے ہلاک ہونگے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب : ۲۶

فقراء کے فضائل

فقراء پر تین انعام ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ چند فقراء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قاصد بھیجا اس نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فقراء کی طرف سے بطور قاصد حاضر ہوا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ تمہیں بھی مرحبا ہو اور ان لوگوں کو بھی جن کے پاس سے تو آیا ہے تو ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ

محبوب رکھتا ہے۔عرض کیا گیا فقراء کہتے ہیں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ غنی لوگ تمام بھلائیاں حاصل کر گئے ہیں وہ جو کرتے ہیں۔ ہمیں اس قدر طاقت نہیں وہ صدقہ کرتے ہیں ہمیں ہمت نہیں وہ بیمار پڑتے ہیں تو زائد مال ذخیرہ آخرت کے لیے بھیج دیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ میری طرف سے فقراء کو یہ پیغام پہنچادو کہ تم میں سے جو ثواب کی نیت سے صبر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے تین انعام عطا فرمائے گا کہ اغنیاء کو ان میں سے کچھ حصہ نہ ملے گا۔

① جنت میں سرخ یاقوت کے بالا خانے ہیں جنہیں اہل جنت یوں دیکھتے ہیں جیسے اہل دنیا ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ اس میں فقیر نبی، فقیر شہید اور فقیر مؤمن ہی داخل ہونگے۔

② فقراء جنت میں اغنیاء سے نصف دن پہلے داخل ہوں گے اور یہ مقدار پانچ سو برس کی ہوگی۔ وہ جنت میں جہاں چاہیں مزے لوٹتے پھریں گے۔ حضرت سلیمان بن داؤد تمام انبیاء علیہم السلام سے چالیس برس بعد جنت میں داخل ہوں گے اور یہ اسی سلطنت کا اثر ہوگا جو انہیں دنیا میں اللہ نے عطا فرمائی تھی۔

③ فقیر جب ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ)) اخلاص کے ساتھ پڑھتا ہے اور غنی بھی یہی کلمات اخلاص کے ساتھ پڑھتا ہے۔ تو وہ اس فقیر کو نہیں پا سکتا اگرچہ اس کے ساتھ ہزار درہم بھی صدقہ کردے اور یہی فرق دوسرے اعمال میں بھی ظاہر ہوگا قاصد نے واپس آ کر پیغام فقراء کو پہنچایا تو سبھی بیک زبان پکار اٹھے اے اللہ ہم راضی ہیں' اے اللہ ہم راضی ہیں۔

سات وصیتیں ☆

ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں: کہ مجھے میرے محبوب نے سات اشیاء کی وصیت فرمائی۔ جن کو میں نے کبھی نہیں چھوڑا اور نہ ہی چھوڑوں گا۔

① آپ ﷺ نے مجھے مساکین سے محبت کرنے اور ان کے قریب رہنے کی وصیت فرمائی۔

② میں دنیا کے لحاظ سے اپنے سے کم کو دیکھا کروں جو بڑے ہیں انہیں نہ دیکھا کروں۔

③ میں صلہ رحمی کیا کروں خواہ قتل ہی کر دیا جاؤں۔

④ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کثرت سے پڑھا کروں کہ بھلائی کے خزانوں میں سے ہے۔

⑤ میں کسی سے سوال نہ کیا کروں۔

⑥ اللہ کے معاملے میں کسی شخص کی ملامت کی پرواہ نہ کروں۔

⑦ میں کلمہ حق کہا کروں گو کسی کو کڑوا ہی لگے چنانچہ حضرت ابوذر کا حال یہ تھا کہ ہاتھ سے کوڑا اگر

جاتا تو کسی کو پکڑانے کے لیے نہ کہتے۔ (مجمع الزوائد ۲۶۳/۱۰)

مؤمن اور کافر ☆

حضرت خثیمہ سے مروی ہے کہ فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب کریم تو نے اپنے کافر بندے پر دنیا کی فراخی کر رکھی ہے اور آفات و بلیات ہٹا رکھی ہیں۔ اللہ فرشتوں سے فرماتے ہیں ذرا اس کے عذاب کو بھی جھانک کر دیکھ لو۔ چنانچہ وہ دیکھ کر عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ اسے دنیا میں جو کچھ ملا ہے اس کا تو کچھ فائدہ نہیں۔ پھر عرض کرتے ہیں اے اللہ تیرا مومن بندہ تو اکثر آفات میں مبتلا رہتا ہے اور دنیا اس سے دور دور رہتی ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں۔ ذرا اس کے ثواب کا نظارہ کر لو چنانچہ دیکھتے ہیں تو عرض کرتے ہیں۔ اے اللہ دنیا میں اس نے جو تنگیاں اٹھائیں ان کا کوئی افسوس اور حرج نہیں ہے۔

مالدار لوگ نچلے درجے میں ہوں گے ☆

حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ مالدار لوگ نچلے درجے میں ہوں گے۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے مال کو یوں دیا اور یوں دیا اور چار مرتبہ ایسا فرمایا اور ایسے لوگ قلیل ہیں۔ (ابن ماجہ ۴۱۳۰۔ احمد ۹۱۶۱)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کے اس فرمان کا مطلب ہے کہ غنی آدمی اگر جنتی ہو تو فقیر سے نچلے درجے میں ہوگا۔ البتہ اگر اس نے مال کو ادھر سے ادھر لوٹایا۔ یعنی دائیں جانب اور بائیں جانب صدقہ کیا آگے اور پیچھے صدقہ کیا مگر ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ یعنی مالداروں میں ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ کیونکہ شیطان ان کے لئے اموال کو دنیا میں مزین کرتا رہتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ شیطان کا کہنا ہے کہ غنی آدمی تین باتوں میں سے کسی ایک سے تو ہرگز نہیں بچ سکتا۔

① میں اس کے لیے مال ایسا مزین کروں گا کہ حق واجب میں خرچ نہیں کر سکے گا۔
② یا اتنا آسان کر دوں گا کہ بے موقعہ اڑاتا رہے گا۔
③ یا دل میں اس کی حرص و محبت ایسی ڈال دوں گا کہ ناجائز ذرائع سے جمع کرنے لگے گا۔

(مجمع الزوائد ۲۴۵/۱۰)

تجارت اور عبادت ☆

حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو میں تجارت کیا کرتا تھا۔ میں نے چاہا کہ تجارت اور عبادت دونوں کو اکٹھا رکھوں لیکن وہ مجھ سے جمع نہ ہو سکیں۔ میں نے تجارت چھوڑ دی اور عبادت میں لگ گیا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ مجھے یہ بالکل

پسند نہیں کہ مسجد کے عین دروازے پر میری دُکان ہو جہاں میری کوئی نماز بھی فوت نہ ہو اور ہر دن مجھے چالیس دینار نفع ملتا رہے۔ جسے میں اللہ کی راہ میں صدقہ کر دوں۔ پوچھا گیا ابوذرؓ تو اس صورت کو کیوں ناپسند کرتا ہے؟ فرمایا حساب کے ڈر کی وجہ سے۔

دعاء نبوی ﷺ ☆

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے دعا مانگی کہ یا اللہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے اسے گزارہ کے موافق رزق عطا فرما جو اسے سوال سے محفوظ رکھے اور جو شخص مجھ سے دشمنی رکھتا ہے اسے مال و اولاد میں خوب کثرت اور فراوانی عطا فرما۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ فقر دنیا میں مشقت اور آخرت کی مسرت ہے اور غنا دنیا کی مسرت اور آخرت میں مشقت ہے۔ (کشف الخفاء ۲/۱۱۲)

نبی کا پیشہ ☆

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ہر کسی کا کوئی نہ کوئی پیشہ ہوتا ہے اور میرے پیشے میں ایک فقر دوسرا جہاد، جو ان کو پسند کرتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو ان دونوں کو برا جانتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ فقراء سے مسلمان کو محبت رکھنی چاہئے۔ اگرچہ خود غنی ہو کیونکہ فقراء کی محبت رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے اور اللہ نے خود آپ ﷺ کو فقراء سے محبت کا حکم فرمایا ہے اور ان کی ہم نشینی کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد مبارک ہے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ [الکہف: ۲۸]

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھو جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لیے کرتے ہیں۔ یعنی اپنے آپ کو فقراء کے ساتھ لگائے رکھو۔ جنہوں نے اپنے نفوس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے محبوس کر رکھا ہے۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری جو کہ پہلے قبیلہ کا سردار تھا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کی خدمت میں سلمان فارسی، صہیب بن سنان رومی، بلال بن حمالہ حبشی وغیرہ حضرات موجود تھے جو نادار تھے ان کا پھٹا پرانا لباس بھی ان کی حالت کو ظاہر کرتا تھا۔ عیینہ کہنے لگے کہ ہم شرفاء لوگ ہیں۔ ہم حاضر ہوں تو ان لوگوں کو نکال دیا جائے کہ ہمیں بدبو سے ایذاء محسوس ہوتی ہے اور ہمارے لیے الگ مجلس مقرر فرمایا کریں۔ اللہ نے آپ کو ان لوگوں کو نکالنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ [الکہف: ۲۸]

یعنی یہ لوگ پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں اور اپنے رب کی رضا کے طالب ہیں۔

﴿وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾ [الکہف: ۲۸]

یعنی دنیاوی زندگی کی زینت کی طلب میں ان کی تحقیر مت کیجئے۔ یعنی اس شخص کی اطاعت نہ کرو جس کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔ یعنی پھیر دیا ہے قرآن سے اور وہ فقراء سے بغض رکھنے میں اپنے نفس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔

وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا: اور اس کا حال حد سے گذر گیا ہے۔ یعنی اس کی یہ بھاگ دوڑ سب ضائع اور بے سود ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو فقراء کی ہم نشینی کا حکم دیا ہے اور قیامت تک کے مسلمانوں کو یہی حکم ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ فقراء سے محبت رکھیں۔ ان سے حسن سلوک کریں اور احسان کرتے رہیں کہ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے مقرر کردہ قائد ہوں گے اور ان کی سفارش بھی متوقع ہے۔

فقراء سفارش کریں گے☆

حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ جس کے پاس اللہ یوں معذرت کریں گے۔ جیسے کوئی آدمی دنیا میں کسی کے پاس کرتا ہے۔ حق تعالیٰ فرمائیں گے مجھے اپنے جلال کی قسم دنیا میں تجھے اس لیے نہیں دور رکھا تھا، تاکہ تیری توہین ہو بلکہ اس اعزاز کی خاطر جو تیرے لیے تیار کر رکھا تھا۔ میرے بندے ذرا ان لوگوں کی صفوں کی طرف جا کر دیکھو کون کون ہیں۔ جنہوں نے میری رضا کی خاطر تجھے کھانا کھلایا کپڑے پہنائے تھے۔ ان کا ہاتھ پکڑ لے بس وہ تیرے فیصلے پر ہوں گے اور ان کا اس دن یہ حال ہوگا کہ پسینہ ان کے منہ تک پہنچا ہوگا یہ شخص صفوں میں گھس جائے گا اور اس قسم کے لوگوں کو تلاش کر کے ہاتھ سے پکڑ کر ان کو جنت میں لے جائے گا۔

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ فقراء کی دیکھ بھال بکثرت کرتے رہو ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو۔ ایک دن ان کی بھی باری آئے گی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی باری کا کیا مطلب ہے۔ ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ان کو حکم ہوگا کہ ان لوگوں کو

دیکھو تلاش کرو جنہوں نے تمہیں روٹی کا ٹکڑا کھلایا ہے یا پانی کا گھونٹ پلایا ہے یا کوئی کپڑا پہنایا ہے۔ انہیں ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔

فقیر کو پانچ شرافتیں ملتی ہیں ☆

فقیر کو پانچ قسم کی شرافت ملتی ہے:

① نماز یا صدقہ وغیرہ اعمال میں اس کا اجر و ثواب غنی سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔
② اسے جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ نہ پا سکے تو اسکے لیے اجر لکھ دیا جاتا ہے۔
③ جنت میں پہلے جائیں گے۔
④ ان کا حساب آخرت میں قلیل ہوگا۔
⑤ ان کو ندامت بھی نہ ہوگی کیونکہ آخرت میں تو غنی لوگ تمنا کریں گے کہ کاش وہ فقیر ہوتے مگر فقیر کو یہ حسرت کبھی نہ ہوگی کہ کاش وہ غنی ہوتا اس سلسلہ میں بہت زیادہ روایات ہیں۔

ایک درہم صدقہ کرنے والا افضل ہے ☆

حضرت زید بن اسلم سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کا ایک درہم لاکھ درہم سے افضل ہوتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیسے؟ فرمایا کہ ایک آدمی نے اپنے خزانے میں سے ایک لاکھ درہم لئے اور صدقہ کر دیئے اور ایک آدمی کے پاس صرف دو درہم ہیں۔ جن میں سے اس نے ایک درہم اپنی خوشی سے خیرات کر دیا تو ایک درہم والا ایک لاکھ سے افضل ہے۔

(نسائی ۲۴۸۰)

کیسا اجر ☆

حسن بصریؒ فرماتے ہیں: کہ بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم بعض دفعہ کوئی چیز دیکھتے ہیں مگر رغبت کے باوجود اسے خرید نہیں سکتے کیا ہمیں اس چیز پر کوئی اجر ملے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں بھی اجر نہ ملا تو پھر کس چیز کا اجر ملے گا۔

(مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۶۸۔ وقال ھو ضعیف جداً)

ضحاک فرماتے ہیں کہ جو شخص بازار میں گیا۔ وہاں پر اپنی مرغوب و پسندیدہ چیزیں پڑی دیکھیں مگر لے نہیں سکتا تھا۔ صبر کیا اور اس پر ثواب کی نیت کی تو یہ اس کے لیے ایسے لاکھ دیناروں سے بہتر ہے جنہیں وہ اللہ کی راہ میں صدقہ خیرات کر دے۔

فقراء کی فضیلت ☆

فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فقراء کی فضیلت کی دلیل اللہ کے اس پاک ارشاد میں ہے:

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

[نور: ۵٦]

''نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کیا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

فوائد ☆ حاصل یہ کہ نماز میرے لیے قائم کرو اور زکوٰۃ فقراء کو ادا کرو گویا اللہ نے فقراء کے حق کو اپنے حق کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا۔

مقولہ ☆

مشہور مقولہ ہے: الفقیر طبیب الغنی و قصارہ و رسولہ و حارسہ و شفیعہ کہ فقر غنی آدمی کا طبیب ہے۔ اس کا دھوبی ہے، اس کا قاصد ہے، اس کا نگران ہے، اس کا سفارشی ہے۔ طبیب تو اس لیے کہ غنی بیمار پڑ جائے تو فقراء پر صدقہ کرنے سے شفاء پاتا ہے۔ دھوبی اس طرح کہ غنی جب صدقہ کرتا ہے تو فقراء اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔ جس سے وہ خود بھی گناہوں کی آلائش سے پاک ہو جاتا ہے اس کا مال بھی پاک ہو جاتا ہے۔ قاصد اس طرح کہ غنی اپنے والدین کی طرف سے یا کسی رشتہ دار کی طرف سے صدقہ کرے تو اس کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے تو فقیر مردہ تک ثواب پہنچانے میں واسطہ اور قاصد بن گیا اور نگہبان اس طرح کہ صدقہ کرنے پر فقیر غنی کے مال کی حفاظت کی دعا کرتا ہے اور اس کی دعا کی برکت سے اس کے مال کی حفاظت ہوتی ہے۔

جنت کے بادشاہ ☆

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں جنت کے بادشاہوں کی خبر دوں؟ عرض کیا گیا ارشاد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت کے بادشاہ وہ مظلوم اور ضعیف لوگ ہیں جو ناز و نعمت والیوں سے نکاح نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کی حاجات کے لئے دروازے کھلتے ہیں۔ اپنی حاجتوں کو سینوں میں لئے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں ایسے لوگ اگر اللہ پر قسم کھائیں تو وہ اسے پورا کردے۔

(احمد ۲۱۳۳۳۔ ترمذی ۲۴۴۴۔ ابن ماجہ ۳۳۰۳)

ملعون شخص ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ وہ شخص ملعون ہے جو غنا کی وجہ سے کسی کی عزت کرتا ہے اور فقر کی وجہ سے توہین کرتا ہے۔

ہمارے ساتھ انصاف نہیں کرتے ☆

حضرت ابودرداء فرماتے ہیں کہ ہمارے غنی بھائی ہمارے ساتھ انصاف نہیں کرتے وہ

کھاتے ہیں ہم بھی کھاتے ہیں۔ وہ پیتے ہیں ہم بھی پیتے ہیں۔ وہ پہنتے ہیں ہم بھی پہنتے ہیں۔ ان کے پاس کچھ زائد مال ہے جنہیں وہ دیکھتے ہیں ہم بھی دیکھ لیتے ہیں اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا حساب ہوگا اور ہم اس سے بری ہوں گے۔

شقیق زاہد فرماتے ہیں کہ تین چیزیں فقراء نے اختیار کی ہیں اور تین اغنیاء نے۔ فقراء نے نفس کی راحت، دل کا فراغ اور حساب کا ہلکا ہونا اختیار کیا ہے اور اغنیاء نے نفس کی مشقت، دل کے الجھاؤ اور حساب کی سختی برداشت کی ہے۔

چار چیزوں کا دعویٰ ☆

حاتم زاہد کا قول ہے کہ جو شخص چار چیزوں کا چار چیزوں کے بغیر دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے:

① وہ شخص جو اپنے مولا کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کے حرام سے نہیں بچتا۔
② دوسرا وہ شخص جو جنت کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اللہ کی اطاعت میں مال نہیں خرچ کرتا۔
③ وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر سنت کی اتباع نہیں کرتا۔
④ وہ شخص جو اعلیٰ درجات کی محبت کا دعویدار ہے مگر فقراء اور مساکین سے ہم نشینی نہیں رکھتا۔

بھلائی سے خالی ☆

کسی حکیم کا قول ہے کہ جس شخص میں چار چیزیں ہوں گی وہ ہر قسم کی بھلائی سے خالی ہوگا:

① اپنے ماتحت پر دست درازی کرنے والا۔
② اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔
③ جو شخص غربا کو حقیر جانتا ہے۔
④ جو شخص مساکین کو ان کی ناداری کی وجہ سے شرمندہ کرتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ وحی نہیں فرمائی کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بنوں بلکہ یہ وحی فرمائی ہے:

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ [حجر: ۹۸، ۹۹]

''سو آپ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتے رہئے اور نمازیں پڑھنے والوں میں رہئے اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہئے یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔''

مجھے فقیری میں موت آئے ☆

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تنگدستی اور فاقہ مندی تمہیں تلاش رزق میں ناجائز ذرائع پر نہ لگائے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! میری وفات فقیری میں ہو تو نگری میں نہ ہو۔ قیامت کے دن میرا حشر مساکین کے ساتھ ہو کیونکہ سب سے بڑا بدبخت وہ شخص ہے جس پر دنیا کا فقر اور آخرت کا عذاب دونوں جمع ہو گئے۔

مال سببِ بغض وعداوت ☆

مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قادسیہ کے غنائم میں سے مالِ غنیمت آیا تو اسے الٹنے پلٹنے لگے اور دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المؤمنین آج تو خوشی کا دن ہے آپ رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں؟ فرمایا یہ تو ٹھیک ہے مگر جس قوم میں مال آجاتا ہے تو ان میں باہم عداوت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۲۳۶)

مال...... فتنہ ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ہر امت کے لیے کوئی نہ کوئی فتنہ رہا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (ترمذی ۲۳۳۶۔ احمد ۱۷۸۲۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب فقراء ہیں۔ اس لیے کہ اللہ کو انبیاء علیہم السلام تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو فقر میں مبتلا کر رکھا ہے۔

اللہ کا محبوب بندہ ☆

حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ اللہ نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی کی کہ بندوں میں سے میرا محبوب ترین بندہ جو کہ زمین والوں کا بھی محبوب ہے۔ فوت ہو رہا ہے۔ وہاں جاؤ اور اس کے کفن دفن کا انتظام کرو۔ حضرت موسیٰ نے اس کی تلاش کی مگر آبادی میں نہ ملا۔ باہر جنگل میں ڈھونڈا نہ ملا۔ آخر کچھ لوگ مٹی لادنے والے ملے۔ ان سے پوچھا یہاں کوئی مریض دیکھا یا کوئی میت تمہارے علم میں ہو تو بتاؤ ان میں سے بعض نے کہا ہم نے ایک مریض دیکھا ہے ادھر جنگل میں شاید آپ اسی کو تلاش کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ چنانچہ ادھر جا کر دیکھا کہ ایک مریض زمین پر پڑا ہے۔ سر کے نیچے اینٹ ہے اس نے ذرا حرکت کی تو سر اینٹ سے بھی نیچے آ گیا حضرت موسیٰ کھڑے رونے لگے اور عرض کی۔ اے اللہ آپ فرماتے ہیں کہ یہ میرے محبوب ترین بندوں میں سے ہے اور حال یہ ہے کہ اس کے پاس کوئی پرسان حال نہیں۔ اللہ نے وحی بھیجی کہ موسیٰ میں جب کسی بندے سے

محبت کرتا ہوں تو پوری دنیا کو اس سے ہٹا دیتا ہوں۔

پہلا دینار☆

حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ سب سے پہلا دینار بنا تو شیطان نے اسے پکڑ کر آنکھوں سے لگایا اور کہا جو شخص تجھ سے محبت کرے گا وہ میرا غلام ہوگا۔

حضرت سلیمان اور ابلیس☆

وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ ابلیس حضرت سلیمان کے پاس ایک بوڑھے کی شکل میں آیا۔ آپ اس سے پوچھنے لگے کہ بھلا بتا تو سہی تو حضرت عیسیٰ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔ کہنے لگا میں انہیں دعوت دوں گا وہ اللہ کو چھوڑ کر دو خداؤں کو ماننے لگیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیسے کرے گا۔ کہنے لگا انہیں درہم و دینار کی طرف دعوت دوں گا۔ حتی کہ یہ لا الہ الا اللہ سے بھی زیادہ انہیں مرغوب ہو جائے۔ حضرت سلیمان نے أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْكَ پڑھا اور دیکھا تو جا چکا تھا۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر پر لازم ہے کہ وہ اللہ کا احسان سمجھے اور یہ یقین پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے دنیا کو پھیر کر اپنا کرم فرمایا ہے اور اسے وہی اعزاز و اکرام بخشا جو اپنے انبیاء اور اولیاء کو بخشا ہے۔ اس پر حمد الٰہی کرے اور شکر کرے اور جزع فزع ترک کرے جو بھی تنگ حالی میں پیش آئے اس پر صبر کرے اور یقین رکھے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے جو وعدے ہیں وہ اس خوشحالی سے جو دنیا میں اس سے ہٹالی گئی ہے بے شمار درجے بہتر ہے اگر فقر کی اس کے سوا کچھ فضیلت نہ ہوتی کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی اور اس میں ان کی اتباع پائی جاتی ہے تو یہی ایک بہت بڑی فضیلت تھی۔

کائنات کے خزانے یا آخرت کا ثواب☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عباس سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ جبرائیل بھی پاس بیٹھے تھے کہ جبرائیل کہنے لگے کہ یہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا ہے جو پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔ اس نے اللہ سے آپ کی زیارت کے لیے اجازت طلب کی ہے۔ ابھی بات ہو رہی تھی کہ فرشتہ حاضر ہو گیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ کہا آپ نے جواب میں وعلیک السلام کہا فرشتہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ یہ اختیار دیتے ہیں کہ یا تو کائنات کے خزانے اور کنجیاں آپ کو دے دی جائیں جو نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی کو نصیب ہوئیں اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کو ملیں گی اور اس سے آپ کے ذخیرہ آخرت میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی یا پھر اسے قیامت کے دن کے لیے جمع کر دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

قیامت کے دن کے لیے ہی جمع ہو جائے۔

ایک دن بھوکا اور ایک دن شکم سیر ☆

حضرت عبدالوہاب بن بجید روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر مکہ کی بطحا وادی سونے چاندی سے بھر کر پیش کی گئی۔ میں نے عرض کیا یا اللہ میں ایک دن شکم سیر ہو جاؤں اور تیری حمد و ثناء کروں اور ایک دن بھوکا رہوں اور بھوک کی حالت میں تیرے آگے عاجزی کیا کروں۔ (ترمذی ۳۹۸۰۔ احمد ۲۱۱۶۶) و باللہ التوفیق

باب: ۲۷

ترکِ دُنیا

دُنیا سے دُور ہو جاؤ دُنیا قدموں میں آئے گی ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص آخرت کی نیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی پریشانیوں کو دور فرماتے ہیں۔ اس کے دل کو غنا سے بھر دیتے ہیں اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے اور جو شخص دُنیا کی نیت کرتا ہے اللہ اس کی پریشانیاں بڑھاتے ہیں۔ اس کا فقر اس کی نگاہوں کے سامنے کر دیتے ہیں اور دنیا اس کو اتنی ہی ملتی ہے جو اس کے لیے لکھ دی گئی ہے۔

(ترمذی ۲۴۶۵۔ ابن ماجہ ۴۱۰۵۔ احمد ۲۰۸۔ دارمی ۲۳۱)

آخرت کا ذخیرہ ☆

حضرت جندب فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ ایک چٹائی پر بیٹھے تھے۔ پہلوئے مبارک پر چٹائی کے نشان دیکھ کر رونے لگے۔ حضور ﷺ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا مجھے قیصر و کسریٰ اور ان کے سامان یاد آنے لگے۔ آپ اللہ کے رسول ہیں اور حال یہ ہے کہ پہلوئے مبارک پر چٹائی کے نشانات پڑ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کے حصہ کی نعمتیں دنیا میں ہی دے دی گئی ہیں اور ہمارے حصہ کی نعمتیں آخرت کیلئے محفوظ ہیں۔

(بخاری ۲۴۶۸۔ مسلم ۱۴۷۹۔ ترمذی ۳۳۱۸۔ احمد ۲۱۷)

تم آخرت والے بنو ☆

حضرت علی فرماتے ہیں کہ مجھے تم پر صرف دو باتوں کا خطرہ ہے:

① لمبی امیدیں

② خواہشات کی اتباع۔

لمبی اُمیدیں آخرت کو بھلاتی ہیں اور خواہشات کی اتباع حق سے روکتی ہے۔ دنیا پشت پھیر کر کوچ کر چکی ہے اور آخرت آگے بڑھتی چلی آ رہی ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ سو تم آخرت والے بنو، دنیا والے مت بنو کہ آج عمل ہے حساب نہیں اور کل حساب ہو گا عمل نہیں ہو گا۔ مطلب یہ کہ آج خوب عمل کرو کہ کل تمہیں عمل کی فرصت نہیں ملے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسن بصریؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ ارشاد فرماتے تھے چار سال تلاش کیا مگر نہ مل سکا۔ حتی کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک انصاری صحابی کے پاس ہے۔ میں ان کے پاس پہنچا۔ وہ جابر بن عبداللہ تھے۔ میں نے پوچھا کیا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ سنا ہے جو آپ ہر جمعہ ارشاد فرماتے تھے۔ کہنے لگے ہاں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اے لوگو! بے شک تمہارے لیے علمی مجالس ہیں۔ وہاں جایا کرو تمہارے کمالات ہیں انہیں حاصل کیا کرو۔ بے شک مؤمن آدمی دو خطروں کے درمیان ہے۔ ایک یہ کہ جو عمر گزار چکا کچھ پتہ نہیں کہ اللہ اس کے متعلق کیا فیصلہ فرمائیں۔ دوسرا یہ کہ جتنی عمر باقی ہے کچھ معلوم نہیں کہ اللہ کی اس کے متعلق کیا تقدیر ہے۔ لہٰذا بندہ کو اپنی ذات ہی سے اپنے لیے زادِ سفر تیار کرنا چاہئے۔ اپنی حیات سے موت کے لیے، اپنی جوانی سے بڑھاپے کے لیے، اپنی دنیا سے آخرت کے لیے۔ بے شک دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ مرنے کے بعد توبہ استغفار کا کوئی موقعہ نہیں اور دنیا کے بعد جنت یا دوزخ کے سوا کوئی گھر نہیں۔ بس میں یہی کہتے ہوئے اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

دُنیا سے آخرت میں مستقل ہونے والا ☆

سہل بن عبداللہ تستری کا واقعہ ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت میں مال بکثرت خرچ کرتے تھے۔ انکی والدہ اور بہن عبداللہ بن مبارک کے پاس انکی شکایت لے کر حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ وہ بچ کے کچھ نہیں رکھتا۔ ہمیں ڈر ہے کہیں فقر میں مبتلا نہ ہو جائے۔

عبداللہ بن مبارک نے بھی ان کی موافقت کا ارادہ کیا۔ سہل کہنے لگے۔ اے ابو عبدالرحمٰن ذرا بتایئے اگر مدینہ کا کوئی باشندہ رستاق میں کوئی جگہ خریدے اور وہ مدینہ سے وہاں منتقل ہونے کا ارادہ کرے تو کیا وہ مدینہ میں اپنی کوئی چیز باقی رہنے دے گا جب کہ وہ رستاق میں رہنے لگ گیا ہے۔

عبداللہ نے کہا اس ارادے کے بعد وہ کچھ بھی مدینہ میں نہ چھوڑے گا۔ سہل نے کہا تو پھر جو شخص دنیا سے آخرت میں منتقل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ دنیا میں اپنی چیزیں کیسے چھوڑے گا۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عقلمند انسان دنیا سے بقدرِ ضرورت کفایت کرتا ہے اور جمع کرنے میں مشغول نہیں ہوتا۔ بلکہ اعمال آخرت میں لگتا ہے۔ اس لیے کہ آخرت قیام گاہ ہے، نعمتوں کا گھر ہے اور دنیا فانی ہے دھوکہ اور فتنہ میں ڈالنے والی ہے۔

دنیا کی ہوا ☆

ضحاک روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم اور حوا کو زمین پر اتارا۔ انہوں نے جنت کی ہوا سے محروم ہونے کے بعد دنیا کی ہوا سونگھی تو اسکی بدبو کی وجہ سے چالیس روز بے ہوش رہے۔

تعجب ہے...... ☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ اس شخص پر تعجب ہے جو دائمی گھر آخرت کی تصدیق کر کے پھر بھی دھوکے کے گھر یعنی دنیا کے لیے عمل کرتا ہے۔

جبرائیل علیہ السلام کی دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آمد اور سوالات ☆

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک نورانی شکل والا آدمی آیا' جو بہترین بال، عمدہ رنگ اور سفید لباس میں ملبوس تھا۔ اس نے ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه)) کہا۔ آنحضرت نے جواب دیا ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰه)) اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کیا ہے۔ فرمایا اَبَدِیت اور دوام جہاں ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں ہوگا۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ! جنت کیا ہے فرمایا یہ دنیا کا بدل ہے۔ اسے چھوڑنے والے کو ابدی نعمتیں ملیں گی۔ عرض کیا تو جہنم کیا چیز ہے ارشاد فرمایا یہ بھی دنیا کا بدل ہے جو اس کی طلب میں رہا وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ عرض کیا امت کے بہترین لوگ کون سے ہیں؟ ارشاد فرمایا جو اطاعت خداوندی میں بہترین عمل کرتے ہیں۔ عرض کیا تو اس میں قیام کس قدر ہے؟ فرمایا جس قدر کوئی قافلہ سے بچھڑا ہوا کہیں ٹھہر لیتا ہے۔ عرض کیا دنیا اور آخرت کے مابین فاصلہ کتنا ہے؟ فرمایا پلک جھپکنے کی مقدار۔ صحابی کہتے ہیں کہ وہ شخص ان سوالات کے بعد اٹھ کر چل دیا اور غائب ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل تھے اس لیے آئے تھے کہ تمہیں آخرت کی رغبت دلائیں اور دنیا سے بے رغبتی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل کیسے بنے؟

مروی ہے کہ حضرت ابراہیم سے کسی نے پوچھا آپ کو اللہ نے کس وجہ سے اپنا خلیل

بنایا فرمایا تین باتوں کی وجہ سے:

① جب بھی دو مجھے باتوں میں اختیار ملا تو میں نے اللہ کی رضا والی بات کو دوسری پر ترجیح دی۔
② میں نے اپنے رزق کے بارے میں کبھی اہتمام و فکر نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ضمانت دے رکھی ہے۔
③ میں نے صبح ہو یا شام کبھی مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھایا۔

دِل کی حیات☆

بعض حکماء کا قول ہے کہ دل کی حیات چار چیزوں میں ہے:(۱) علم (۲) رضاء (۳) قناعت (۴) زہد۔ علم کی بدولت رضا کا درجہ ملتا ہے اور رضا سے قناعت حاصل ہوتی ہے اور قناعت زہد تک پہنچاتی ہے اور زہد دنیا کی نگاہوں میں باوقعت ہوتا ہے۔ نیز فرمایا کہ زہد تین چیزوں کا نام ہے:

① دنیا کی معرفت اور اس کے پیچھے نہ لگنا۔
② مولیٰ کی خدمت اور ادب کی رعایت کرنا۔
③ آخرت کا شوق اور اس کے لیے محنت کرنا۔

حکمت☆

یحیٰی بن معاذ فرماتے ہیں کہ حکمت آسمان سے دل میں اترتی ہے اور ایسے قلب میں نہیں ٹھہرتی ہے جس میں چار خصلتیں ہوں:

① دنیا کی طرف میلان
② کل کی فکر
③ بھائیوں سے حسد
④ جاہ و شرافت کی محبت۔

کامیاب عاقل☆

یحیٰی بن معاذ کا مقولہ ہے کہ کامیاب عاقل وہ شخص ہے جو تین کام کرے:

① اس سے پہلے کہ دنیا اسے چھوڑ دے یہ دنیا کو چھوڑ دے۔
② قبر میں جانے سے قبل اس کی تیاری کرے۔
③ اپنے خالق کو ملنے سے پہلے اس کو راضی کرلے۔

چھ باتیں اختیار کرو☆

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: کہ جو شخص چھ باتیں اختیار کرے اس نے جنت کی طلب میں اور دوزخ سے بھاگنے میں کمی نہیں چھوڑی۔

① جس نے اللہ کی معرفت حاصل کی اور اس کی اطاعت اختیار کی۔

② جس نے شیطان کو پہچانا اور اُس کی نافرمانی کی۔

③ جس نے حق کو پہچانا اور اسے قبول کیا۔

④ جس نے باطل کو پہچانا اور اس سے بچا۔

⑤ جس نے دنیا کو پہچانا اور اسے چھوڑ دیا۔

⑥ جس نے آخرت کو پہچانا اور اس کی طلب میں لگ گیا۔

بدبختی کی چار خصلتیں☆

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے علی چار خصلتیں شقاوت و بدبختی سے شمار ہوتی ہیں:

① آنکھوں کا خشک ہونا۔

② دل کا سخت ہونا۔

③ دنیا کی محبت

④ امیدوں کا طویل ہونا۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۲۲۶)

دنیا کی اللہ کے نظر میں حیثیت☆

ایک حدیث میں ہے کہ اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو اس سے پانی کا گھونٹ بھی نصیب نہ ہوتا۔ (ترمذی ۲۳۲۰۔ ابن ماجہ ۴۱۱۰)

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ اندھیرے میں تشریف لے گئے اور صبح کی نماز ایک قبیلہ کے گندگی کے ڈھیر کے قریب پڑھی۔ جہاں پر ان کا کوڑا کرکٹ پڑا تھا۔ ایک بکری کا بچہ دیکھا جس کی کھال میں کیڑے پڑ رہے ہیں۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے آپ ﷺ نے اونٹنی کو روک لیا۔ لوگ بھی رک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارا یہی خیال ہے کہ اس قبیلہ والوں کو اپنے اس بکری کے بچہ کی حاجت نہیں اور یہ ان کی نگاہ میں کچھ قیمت نہیں رکھتا۔ عرض کیا گیا جی ہاں۔ یہی خیال ہے۔ ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ دنیا اللہ کے ہاں اس سے بھی زیادہ بے قیمت و بے قدر ہے۔

(ترمذی ۲۳۲۱۔ ابن ماجہ ۴۱۱۱۔ احمد ۱۷۳۲۳)

دُنیا اور مؤمن ☆

ایک حدیث میں ہے کہ دنیا مؤمن کا جیل خانہ ہے اور قبر اس کا قلعہ ہے اور جنت اس کا ٹھکانہ ہے اور دنیا کافر کی جنت ہے اور قبر اس کی جیل ہے اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہے۔

(مسلم ۲۹۵۶_ترمذی ۲۳۲۴_ابن ماجہ ۴۱۱۳۹_احمد ۶۵۶۰)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ آپ کے اس فرمان کا مطلب کہ دنیا مؤمن کا جیل خانہ ہے یہ ہے کہ مؤمن دنیا میں خواہ کتنا ناز و نعمت والا خوشحال ہو۔ اللہ کی ان نعمتوں کے مقابلے میں جو اسے جنت میں ملنے والی ہیں۔ ایسا ہی ہے جیسے کوئی جیل میں ہوتا ہے کیونکہ مؤمن کو وفات کے وقت جنت کا منظر نظر آتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اعزاز میں جو کچھ تیار کر رکھا ہے اسے دیکھ کر وہ محسوس کرتا ہے کہ آج تک تو جیل خانے میں ہی رہے اور کافر کو موت کے وقت جہنم کا منظر دکھایا جاتا ہے۔ اللہ کے عذاب اور سزائیں جو اس کے لیے تیار ہیں۔ دیکھتا ہے تو خیال کرنے لگتا ہے کہ آج تک تو وہ جنت میں رہا۔ پس عقلمند آدمی جیل میں کبھی خوشی محسوس نہیں کرتا اور نہ ہی وہاں پر کسی راحت کی خواہش کرتا ہے۔ لہٰذا عقلمند کو چاہئے کہ دنیا میں نظر دوڑائے۔ اس کے بارے میں بیان کردہ مثالوں میں غور و فکر کرے کہ اس کی مثالیں خود اللہ نے بیان فرمائی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا اور حکماء نے بھی اس کی بہت مثالیں ذکر کی ہیں اور اشیاء مثالوں کے ذریعہ واضح ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بلند ارشاد کہ جو ہر کہنے والے سے بلند و بالاتر ہے:

﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

[یونس: ۲۴]

''تو حالت بس ایسے ہے جیسے ہم نے آسمان کی جانب سے پانی نازل کیا۔ پھر اس پانی سے زمین کی نباتات جس کو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں۔ خوب گنجان ہو کر بڑھیں یہاں تک کہ جب زمین نے خوب اپنی رونق حاصل کر لی اور خوب آراستہ ہوگئی اور زمین کے مالکوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ اس کھیتی پر پوری دسترس رکھتے ہیں تو اسی حال میں رات کو یا دن کو اس کھیتی پر ناگہاں ہی فرمان عذاب پہنچ گیا پھر ہم نے

اس پیداوار کو کاٹ دیا اور ایسا کر دیا گویا کل وہاں کچھ اُگا ہی نہ تھا ہم اسی طرح اپنی نشانیاں ان لوگوں کے لیے تفصیل سے بیان کرتے ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

دُنیا کی مثال ☆

ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک آدمی شام کے علاقہ سے خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ آنحضرت نے ان کی زمین کے متعلق حالات دریافت کیے۔ اس شخص نے وہاں کی زرخیزی اور سرسبزی کا خوب ذکر کیا۔ حضور ﷺ نے سوال فرمایا کہ تم لوگ کیسے بسر اوقات کرتے ہو کہنے لگا۔ خوب قسم قسم کے کھانے بناتے اور کھاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر وہ کیا ہوتے ہیں۔ کہنے لگا وہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ بول و براز بن جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بس دنیا کی مثال بھی ایسی ہے۔
(مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۸۸)

یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں: کہ دنیا رب العالمین کا کھیت ہے اور لوگ اس کی کھیتی ہیں اور موت درانتی ہے اور ملک الموت کاٹنے والا ہے۔ قبر اس کی کٹائی کی جگہ ہے اور قیامت فصل کا ڈھیر لگانے کی جگہ ہے۔ جنت و جہنم ان کی خواہشات کا ٹھکانہ ہے۔ ایک فریق جنت میں اور ایک دوزخ میں ہوگا۔

لقمان کی نصیحت ☆

لقمان حکیم سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے دنیا ایک گہرا سمندر ہے جس میں بہت سے لوگ غرق ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کو اپنی کشتی بنا لے۔

کسی شاعر کا قول ہے: (ترجمہ) بیشک اللہ کے کچھ سمجھدار بندے جنہوں نے دنیا کو طلاق دے دی اور فتنوں سے ڈر گئے۔ اس میں نگاہ دوڑائی اور جب یقین کرلیا کہ یہ کسی زندہ شخص کا وطن نہیں ہے تو انہوں نے اعمال صالحہ کو اس سمندر میں کشتی بنالیا اعمال صالحہ میں تیری وہ متاع ہے، جسے تو ان کشتیوں میں لادے ہوئے ہے اور ان کی حرص تیرا نفع ہے اور زمانہ بمنزلہ موج کے ہے اور توکل ان کا سائبان ہے۔ کتاب اللہ رہنما ہے اور نفس کو خواہشات سے روکنا ان کی رسیاں ہیں۔ موت ان کا ساحل ہے۔ قیامت ان کے لیے تجارتی منڈی کی طرح ہے جہاں پر مال لائے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مالک ہیں۔

قیامت کے دن کی حالت ☆

حضرت فضیل بن عیاض سے مروی ہے کہ دنیا قیامت کے دن اس طرح لائی جائے گی کہ وہ اپنی زیب و زینت میں ٹہلتی ہوئی آئے گی۔ عرض کرے گی کہ اے اللہ تو مجھے اپنے بہترین بندوں کا

ٹھکانہ بنادے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ میں تجھے انکے لیے ناپسند نہیں کرتا تو بالکل لاشئی ہے جا بکھرا ہوا غبار بن جا۔ چنانچہ وہ بکھرا ہوا غبار بن جائے گی۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دنیا کو قیامت کے دن ایک بدصورت بوڑھی کھوسٹ شکل میں لایا جائے گا۔ آنکھیں نیلگوں ہوں گی، دانت باہر نکلے ہوئے، بھیانک شکل جو بھی دیکھے گا گھن کھائے گا۔ اسے لوگوں کے سامنے کر کے کہا جائے گا کہ یہ وہی دنیا ہے جس کی بدولت تم لوگ ایک دوسرے پر فخر کیا کرتے تھے اور اس پر لڑتے مرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا تو وہ کہے گی کہ اے اللہ میرے چاہنے والے اور میرے پیچھے لگنے والے کہاں ہیں تو ان لوگوں کو بھی اس کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کو تو وہاں پر عذاب نہ ہوگا کیونکہ اس کا تو کوئی گناہ ہی نہیں۔ اسے آگ میں اس لیے ڈالا جائے گا تا کہ اس کے چاہنے والے اس کو دیکھیں اور اس کی ذلت اور رسوائی کا مشاہدہ کر لیں۔ جیسا کہ اس مقصد کے لیے بتوں کو بھی جہنم میں ڈالا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ﴾

[انبیاء: ۹۸]

''بلاشبہ تم اور جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوج رہے ہو۔ سب جہنم کا ایندھن ہیں اور تم سب اس میں داخل ہو گے۔''

ظاہر ہے کہ اس میں بتوں کو کوئی عذاب نہیں ہے البتہ ان کے پجاریوں کے عذاب اور حسرت میں اضافہ مقصود ہوگا۔ اسی طرح اہل دنیا بھی دنیا کی حسرت بڑھانے کو دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو مؤمن کو لائق ہے کہ آخرت کے لیے عمل کرے اور دنیا میں بقدر ضرورت ہی مشغول رہے اور اس کے ساتھ دل کو بالکل نہ لگائے۔

تعجب ہے ☆

حضرت عیسیٰؑ کا قول ہے کہ تم لوگوں پر تعجب ہے کہ تم دنیا کے لیے محنت کرتے ہو حالانکہ تمہیں اس میں بلا محنت رزق ملتا ہے اور تم آخرت کے لیے محنت اور عمل نہیں کرتے حالانکہ وہاں پر تمہیں بغیر عمل کے رزق نہ ملے گا۔

جس کے دل میں دنیا سما جائے......

حضرت ابو عبیدہؓ اسدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کے دل میں دنیا سما

جاتی ہے تو اس میں تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں:

① ایسی مصروفیت جس کی مشقت سے کبھی نجات نہیں ملتی۔

② ایسی امیدیں جن کی انتہا نہیں۔

③ ایسی حرص جس کا خاتمہ نہیں۔

دنیا طلب کرنے والی بھی ہے اور مطلوب بھی۔ ایسے ہی آخرت کسی کی طالب ہے اور کسی کی مطلوب بھی۔ چنانچہ جو شخص آخرت کا طالب ہوتا ہے دنیا اس کی طالب بنتی ہے۔ حتی کہ وہ اپنا حصہ اس سے وصول کرتا ہے اور جو شخص دنیا کی طلب میں لگتا ہے۔ آخرت اس کی طلب میں لگ جاتی ہے۔ حتی کہ اسے اچانک موت آ جاتی ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۲۴۹)

دُنیا کی دو چیزیں ☆

حضرت ابو حازم فرماتے ہیں: کہ میں نے دنیا میں دو چیزیں دیکھی ہیں۔ ان میں سے ایک چیز میری ہے جو مجھے مل کر رہے گی اور دوسری چیز اور کسی کی ہے۔ جسے میں کبھی نہیں پا سکتا۔ میری چیز غیر کے ہاتھ سے محفوظ اور اس کی چیز میرے ہاتھ سے محفوظ ہے بھلا ان دونوں میں سے کس چیز پر اپنی عمر لگا دوں اور دنیا کی متاع میں سے جو چیز میرے پاس ہے وہ دو طرح کی ہے۔ ایک وہ جو میری موت سے پہلے ہی ختم ہو جائے گی اور میں یوں ہی رہ جاؤں گا اور دوسری وہ کہ میں اس سے پہلے ہی مر جاؤں گا اور اسے دوسروں کے لیے چھوڑ جاؤں گا تو ان دونوں میں سے کس کی خاطر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں۔

سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ کی دُنیا سے بے رغبتی ☆

حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت سلمان کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔ جب کہ وہ مریض تھے حضرت سلمان رونے لگے۔ حضرت سعد تسلی دینے لگے کہ روتے کیوں ہو تم تو وہ خوش نصیب ہو جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم راضی خوشی اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ سلمان کہنے لگے موت سے میں گھبرا کر نہیں رو رہا اور نہ ہی دنیا کی حرص میں روتا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد کیا تھا کہ دنیا سے اتنا حصہ وصول کرنا جتنا ایک سوار کا زادِ راہ ہے اور میرے گرد یہ سانپ بچھو یعنی مال و اسباب جمع ہے۔ حالانکہ اس وقت ان کے پاس ایک پیالہ، لوٹا، اور لگن یہ کچھ گھر کا سامان تھا۔ حضرت سعد نے کہا اے ابو عبداللہ ہمیں کوئی نصیحت فرمائیے جس پر ہم آپ کے بعد عمل پیرا ہو جائیں۔ کہنے لگے اے ابو سعد! جب کبھی کوئی ارادہ کرو تو اللہ کو یاد کرو کوئی فیصلہ کرو تو اللہ کو یاد کرو اور قسم کھاؤ تو پورا کرتے وقت اللہ کو یاد کرو۔ (ابن ماجہ ۴۱۰۴)

سب سے بڑا زاہد☆

حضرت ضحاک فرماتے ہیں: کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا لوگوں میں سب سے بڑا زاہد کون ہے ارشاد فرمایا جو شخص قبروں کو اور اپنے بوسیدہ ہونے کو نہیں بھولتا اور جس نے دنیا کی فضول زیب وزینت کو ترک کردیا اور فنا ہونے والی دنیا پر باقی رہنے والی آخرت کو ترجیح دی اور اپنے کو زندہ شمار کرنے کی بجائے مردوں میں شمار کیا۔

چار چیزوں کی طلب میں غلطی☆

کسی دانا کا قول ہے: کہ ہم نے چار چیزوں کی طلب کی مگر ان کے طریق میں غلطی کھائی:

① ہم نے مال میں غنا کو تلاش کیا مگر وہ قناعت میں تھی۔
② ہم نے فراوانی اور کثرت میں راحت کو ڈھونڈا مگر وہ قلت اور فقر میں تھی۔
③ ہم نے عزت مخلوق میں تلاش کی مگر وہ تقویٰ میں تھی۔
④ ہم نے نعمت طعام ولباس میں سمجھی مگر وہ اسلام میں اور اللہ کی ستاری یعنی پردہ پوشی میں تھی۔

دُنیا کی فکر رکھنے والا☆

ایک حدیث میں مروی ہے کہ جو شخص صبح کرتا ہے اس حال میں کہ اسے سب سے بڑی فکر دنیا کی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں تین باتیں پیدا کردیتے ہیں:

① ایسی فکر جو کبھی اس سے الگ نہیں ہوتی۔
② ایسی اُلجھنیں جن سے کبھی فرصت نہیں ہوتی۔
③ ایسا فقر جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ (کشف الخفاء ۲/۲۹۷)

انسان مہمان ہے☆

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو شخص بھی ہے وہ مہمان ہے اور اس کا مال مانگے کا ہے۔ مہمان کو ایک دن کوچ کرنا ہے اور مانگا ہوا مال واپس کرنا ہے۔

حبِ دُنیا شر کی کنجی ہے☆

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں: کہ شرور اور برائیاں سب ایک مکان میں جمع کردی گئی ہیں اور حب دنیا اس کی کنجی ہے اور خیر اور بھلائیاں بھی ایک جگہ جمع کردی گئی ہیں دنیا کا زہد اس جگہ کی چابی ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ پاک کا ارشاد ہے: کہ میرا مؤمن بندہ جب میں متاعِ دنیا کی اس پر فراخی کردوں تو خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بات اس کو مجھ سے

دور کرتی ہے اور کبھی دنیوی تنگی کر دوں تو غمگین ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بات اسے میرے قریب کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ﴾ [مؤمنون: ۵۵، ۵۶]

''کیا یہ لوگ یوں گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال واولاد دیتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدہ پہنچا رہے ہیں بلکہ یہ لوگ جانتے نہیں۔ یعنی انہیں احساس تک نہیں ہوتا کہ یہ ان کے لیے امتحان اور آزمائش ہے۔''

ہلکا پھلکا آدمی ☆

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک دن حضور ﷺ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا اے ابوذر! تیرے سامنے ایک کٹھن گھاٹی ہے جس پر ہلکے پھلکے لوگ ہی چڑھ سکیں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ہلکے پھلکے لوگوں میں سے ہوں یا ثقیل لوگوں میں سے تو ارشاد فرمایا کہ کیا تیرے پاس آج کا کھانا ہے۔ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کل کے لیے عرض کیا کہ ہے فرمایا اور پرسوں کے لیے عرض کیا کہ نہیں ارشاد فرمایا اگر تیرے پاس تین دن کے لیے خوراک ہوتی تو تو ثقیل بوجھ والے لوگوں میں شمار ہوتا۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۲۶۳) (واللہ اعلم بالصواب)

باب: ۲۸

تکالیف اور سختیوں پر صبر کرنا

عافیت تکالیف کے اور آسانی تنگیوں کے ساتھ ہے ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے یا بچونگڑے کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن سے اللہ تمہیں نفع بخشیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ضرور ارشاد فرمائیے تو فرمایا تو اللہ کا دھیان رکھ وہ تیرا دھیان رکھے گا۔ تو اس کی طرف متوجہ رہے تو تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ خوش حالی کے ایام میں اس کے ساتھ جان پہچان پیدا کر وہ تنگ حالی میں تجھے پہچانے گا۔ جب بھی مانگنا ہو اللہ سے مانگو جب بھی مدد چاہو تو اللہ سے چاہو جو کچھ ہونے والا ہے تقدیر کا قلم لکھ کر خشک ہو چکا۔ اگر تمام مخلوق مل کر یہ چاہے کہ تجھے نفع پہنچائے جو اللہ نے تیرے مقدر میں نہیں لکھا تو ایسا وہ نہیں کر سکتے اگر سبھی مل کر تجھے کچھ نقصان پہنچانا چاہیں جو تیرے مقدر میں نہیں لکھا تو وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ پورے یقین کے ساتھ اللہ کی رضا کے لیے عمل کرتے

رہو اور شکر کرتے رہو اور یہ بھی جان لو کہ ناگوار بات پر صبر کرنے میں بہت ہی خیر ہے اور صبر میں اللہ کی نصرت ملتی ہے اور عافیت تکالیف کے ساتھ اور آسانی تنگیوں کے ساتھ ہے۔

(ترمذی ۲۵۱۶۔ احمد ۲۵۳۷)

پانچ باتیں ☆

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پچاس کے قریب مشائخ یہ بات نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اے لوگو! مجھ سے پانچ باتیں خوب یاد کر لو دو جوڑے ہیں ایک الگ ہے:

① اپنے گناہ کے علاوہ کسی سے خوف مت رکھو۔
② اپنے رب کے سوا کسی سے امید مت رکھو۔
③ کوئی شخص جب جانتا نہیں تو اسے سیکھنے سے حیا نہیں کرنی چاہئے۔
④ جب تم میں سے کسی سے پوچھا جائے اور وہ نہ جانتا ہو تو یہ کہنے سے کہ میں نہیں جانتا حیا نہیں کرنی چاہئے۔
⑤ جان رکھو کہ صبر کا تمام امور میں وہی درجہ ہے جو بدن میں سر کا ہے جب سر بدن سے جدا ہو جاتا ہے تو جسم بیکار ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی جب صبر جاتا رہے تو سب امور بگڑ جاتے ہیں۔

کامل فقیہ کون؟

پھر فرمانے لگے تمہیں کامل درجہ فقیہ کا بتاؤں؟ عرض کیا گیا بتلایئے اے امیر المومنین ارشاد فرمایا جو شخص لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں کرتا اس کی بخشش سے نا امید نہیں کرتا جو لوگوں کو اللہ کی تدبیر سے بے خوف نہیں کرتا جو لوگوں کو اللہ کی معصیت اچھی بنا کے نہیں دکھاتا جو موحد اور عارف لوگوں کو جنت کے وارث اور گنہگاروں کو قطعی جہنمی نہیں بناتا۔ حتیٰ کہ خود اللہ تعالیٰ ان میں فیصلہ فرما دیں۔ اس امت کے بہترین لوگ اللہ کے عذاب سے کبھی بے خوف نہیں ہوتے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ [اعراف: ۹۹]

''سو خدا کی پکڑ سے بجز انکے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔''

اس امت کے برے لوگ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّهٗ لَا يَيْاَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [یوسف: ۸۷]

''بیشک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ مایوس ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔''

صبر بندہ کی طرف سے جھگڑتا ہے ☆

عیسیٰ بن مسیب یزید رقاشی سے روایت کرتے ہیں کہ جب بندہ قبر میں داخل ہوتا ہے تو نماز

اس کی دائیں جانب کھڑی ہوتی ہے اور زکوۃ بائیں جانب کھڑی ہوتی ہے۔ حسن سلوک اس پر سایہ کرتا اور صبر اس کی طرف سے جھگڑتا ہے اور دوسرے اعمال کو کہتا ہے کہ اپنے اس ساتھی کا خیال رکھو۔ اگر تم اس کو بچا سکو تو خیر ورنہ میں تو اس کی پشت پر ہوں یعنی اگر تم اس سے عذاب ہٹا سکو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ میں تم سب کی طرف سے کافی ہوں اور اسے عذاب سے بچاؤں گا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر تمام اعمال سے افضل ہے۔

چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد مبارک ہے:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّٰبِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [زمر: ۱۰]

''مستقل رہنے والوں یعنی صبر کرنے والوں کو ان کا صلہ بے شمار ہی ملے گا۔''

آزمائش محبت کی علامت ہے☆

حضرت محمد بن مسلم سے یہ روایت ہے کہ ایک آدمی حاضر ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میرا مال جاتا رہا اور جسم بیمار ہو گیا آپ نے فرمایا اس بندے میں کوئی خیر نہیں جس کا مال کبھی نہ جائے اور کبھی بیمار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اسے آزمائش میں ڈالتے ہیں اور وہ محبوب بندہ اس پر صبر کرتا ہے۔

شہید......☆

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جس شخص کو سلطان بلاوجہ قید کرے اور وہ اسی قید کی حالت میں مر جائے تو وہ شہید ہے اور ایسے ہی اگر مار پیٹ کی وجہ سے مر جائے تو وہ بھی شہید ہے۔

آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ ایک بندہ کے لیے اللہ کے ہاں درجہ ہوتا ہے۔ جہاں تک وہ اپنے عمل سے نہیں پہنچ سکتا حتی کہ وہ کسی جسمانی آفت میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کی بدولت اس درجہ کو پالیتا ہے۔ (حاکم ۱/۳۴۴۔ مجمع الزوائد ۲/۲۹۲)

گناہوں کا کفارہ☆

ایک روایت میں ہے کہ جب قرآن کی آیت: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهِۦ﴾ [نساء: ۱۲۳] ''جو کوئی برا کام کرے گا اس کے عوض میں سزا دیا جائے گا'' نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اس آیت کے بعد خوشی کی کون سی صورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائیں کیا تو بیمار نہیں ہوتا؟ کیا تجھے تکلیف نہیں آتی؟ کیا تجھے کبھی کوفت نہیں ہوتی؟ کیا تجھے کبھی غم نہیں ہوا؟ یہی جزا اور بدلہ ہے جو برے کام پر ملا ہے۔ (احمد ۶۵)

حاصل یہ کہ تمام مذکورہ مصائب اور پریشانیاں تیرے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو میری امت کے لیے تمام دنیا اور اس کے خزانوں سے بہتر ہے آپ ﷺ نے ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے اور اسے اس دنیا میں کوئی آفت و مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ کی رحمت سے بعید ہے کہ اسے دوبارہ عذاب دے۔ (احمد ۶۶)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندہ برگزیدہ لوگوں کے مرتبہ کو بغیر مشقتوں اور مصیبتوں کے نہیں پا سکتا۔ خود اللہ نے اپنے پیغمبر کو صبر کا حکم فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ [احقاف: ۳۵]

''تو آپ صبر کیجئے جیسا ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا۔''

دین کی راہ میں آنے والے مظالم ☆

حضرت خباب بن ارت فرماتے ہیں: کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ بیت اللہ کے سایہ میں چادر کا تکیہ بنائے آرام فرمارہے تھے۔ ہم نے کفار کے مظالم کی شکایت کی اور عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیے اور ہمارے لیے اس کی نصرت کی درخواست کریں۔ آپ اٹھ بیٹھے رنگ سرخ ہو گیا اور فرمانے لگے تم سے قبل ایسے لوگ گزریں ہیں کہ ایک آدمی لایا جاتا اس کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا اور اس کے سر پر آرا چلا کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا مگر پھر بھی یہ مظالم ان کو دین سے نہ پھیر سکے۔ (بخاری ۳۶۱۲۔ ابوداؤد ۲۶۴۹۔ احمد ۲۰۱۴۸)

جنت میں ایک غوطہ...... تمام تکالیف سے دُوری ☆

حضرت انس حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اہل زمین کے سب سے بڑے ناز و نعمت والے آدمی کو لایا جائے گا اور جہنم میں غوطہ دیا جائے گا۔ پھر نکالا جائے گا تو وہ جل کر سیاہ ہو چکا ہوگا اس سے سوال ہوگا کہ دنیا میں رہتے ہوئے تجھے کوئی راحت بھی کبھی حاصل ہوئی تو وہ جواب دے گا بالکل نہیں میں تو جب سے پیدا ہوا اسی عذاب میں مبتلا ہوں۔ پھر اہل دنیا میں سے سب سے زیادہ تنگدست اور مصیبت زدہ آدمی کو بلا کر جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ یعنی گھڑی بھر کے لیے اسے جنت میں داخل کر کے نکال دیا جائے گا تو وہ یوں ہوگا۔ جیسے چودھویں کا چاند اس سے سوال ہوگا کہ تو نے کبھی کوئی مصیبت بھی دیکھی ہے وہ کہے گا بالکل نہیں میں تو ہمیشہ سے اسی لذت میں ہوں۔ (مسلم ۲۸۰۔ ابن ماجہ ۴۳۲۱۔ احمد ۱۲۶۳۸)

حمادون ☆

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جنت کی طرف ان لوگوں کو لایا جائے گا جو حمادون کہلائیں گے کہ وہ تنگی اور فراخی ہر حال میں اللہ کی حمد وثناء کرتے تھے۔ (دارمی ۷۔ حاکم ۱/۵۰۲)

لہٰذا بندہ کو لازم ہے کہ جو مصیبت بھی پہنچے اس پر صبر کرے۔ یقین پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مصیبت مجھ سے ہٹادی ہے وہ اس پر پہنچنے والی آفت سے کہیں زیادہ تھی۔ اس پر اللہ کا شکر اور حمد وثناء کرے۔ اس سلسلہ میں اپنے نبی ﷺ کا عظیم نمونہ پیش نظر رکھے کہ آپ ﷺ نے مشرکین کی ایذاؤں پر کس قدر صبر کیا تھا۔

نبی ﷺ کا صبر ☆

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور اس کے ساتھی بیٹھے تھے۔ ابوجہل لعین کہنے لگا تم میں سے کون ہے جو اونٹوں کے اوجھ اٹھالائے جو کل ذبح ہوئے تھے اور لاکر محمد ﷺ جب سجدہ میں جائیں تو ان پر ڈال دے۔ ایک بدبخت گیا اور اوجھ اٹھالایا اور جب آپ ﷺ سجدہ ریز ہوئے تو آپ ﷺ کے کندھوں پر ڈال دیا۔ سب دیکھ کر ہنسنے لگے۔

ابن مسعود کہتے ہیں میں سب ماجرا دیکھ رہا تھا اگر مجھ میں ہمت ہوتی تو میں اسے ضرور کمر سے اتار پھینکتا اور حضور ﷺ بدستور سجدہ میں پڑے رہے اور پھر سر نہ اٹھایا حتی کہ ایک آدمی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی وہ ابھی بچی تھیں تشریف لائیں۔ وہ اوجھ آپ ﷺ کی کمر سے ہٹادی اور ان بدبختوں کو برا بھلا کہنے لگیں۔ حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو باآواز بلند آپ ﷺ نے بددعا کرتے ہوئے تین بار فرمایا اے اللہ قریش کو پکڑ لے' ان کفار نے جب آپ ﷺ کی آواز سنی تو ڈر کے مارے سب کی ہنسی غائب ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اس دعا میں قریش کے عمومی لفظ کے علاوہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ولید بن مغیرہ اور امیہ بن خلف کا خصوصیت سے نام لیا۔

(بخاری ۲۴۰۔ مسلم ۱۷۹۴۔ نسائی ۳۰۴۔ احمد ۳۷۲۴)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن جن کا حضور ﷺ نے نام لیا اللہ کی قسم! میں نے بدر میں ان کو ہلاک ہوتے دیکھا۔

مصیبت ...... گناہوں کا کفارہ ☆

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک نبی نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ اے اللہ!

تیرا مؤمن بندہ تیری اطاعت کرتا ہے۔نافرمانی سے بچتا ہے مگر تو دنیا کو اس سے ہٹا دیتا ہے اور آفات میں مبتلا کرتا ہے اور کافر تیری نافرمانی کرتا ہے اور اطاعت نہ کرنے پر جرأت کرتا ہے۔ پھر بھی تو اس کو آفات سے دور رکھتا ہے اور دنیا کی فراوانی بخشتا ہے۔ اللہ نے وحی بھیجی کہ آفات میری ہی پیدا کی ہوئی ہیں اور بندے بھی میرے ہیں۔ ہر چیز میری حمد وثناء کرتی ہے۔ مؤمن بندہ کے ذمہ کوئی گناہ ہوتا ہے تو میں اس سے دنیا کو ہٹا کر مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہوں تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ پھر جب میری ملاقات ہوگی تو میں اس کی نیکیوں کا بدلہ عطا کروں گا۔ اور کافر کی برائیوں کے باوجود میں اس کے لیے رزق کی فراخی کرتا رہوں گا اور آفتوں کو ٹالتا رہوں گا۔ حتی کہ میرے پاس آئے گا تو اس کے گناہوں کا بدلہ چکھاؤں گا۔

اہل مصائب کو بے حساب اجر ملے گا ☆

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ جب اللہ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں یا محبت کا معاملہ کرتے ہیں تو اس پر مصائب و آفات ڈالی جاتی ہیں اور جب وہ دعا کے لیے پکارتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں یہ آواز تو یا اللہ جانی پہچانی ہے۔ وہ دوبارہ یا رب یا رب پکارتا ہے تو اللہ کہتے ہیں لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یعنی میرے بندے میں حاضر ہوں جو بھی تو مجھ سے مانگے گا میں عطا کروں گا۔ یا اس کے بدلے کوئی شر اور آفت دور کروں گا یا اپنے پاس تیرے لیے وہ چیز جمع رکھوں گا جو تیرے مطلوب سے بہتر ہوگی۔ پھر جب قیامت آئے گی اعمال تولے جائیں گے ان کے اعمال کا بدلہ انہیں میزان کے ذریعہ پورا پورا دیا جائے گا۔ نماز والوں کو، روزہ داروں کو، صدقہ اور حج والوں کو گویا سب کو جزاء اور بدلہ مل جائے گا۔ پھر مصیبت زدہ لوگوں کو لایا جائے گا نہ ان کے لیے ترازو قائم ہوگی اور نہ ان کے دفتر کھولیں جائیں گے۔ ان پر اجر وثواب یوں بہایا جائے گا۔ جیسا کہ ان پر دنیا میں مصیبت لائی جاتی۔ اہل مصائب کا یہ عظیم اجر وثواب دیکھ کر دنیا میں عافیت سے بسر اوقات کرنے والے تمنا کریں گے کہ اے کاش ان کے جسم قینچیوں سے کاٹے جاتے۔ یہی وہ اجر ہے جس کا تذکرہ اللہ پاک کے ارشاد میں ہے:

﴿اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾ [زمر: ۱۹]

''صبر کرنے والوں کو ان کا صلہ بے شمار ہی ملے گا۔''

مؤمن کے مصائب پر اجر ☆

روایت ہے کہ پہلے زمانے میں مؤمن اور کافر مل کر مچھلیوں کا شکار کرنے چلے۔ کافر نے اپنے خداؤں کا نام لے کر جال ڈالا اور نکالا تو بہت سی مچھلیاں ہاتھ لگیں اور مؤمن نے اپنے اللہ کا نام

لے کر جال ڈالا مگر اسے کوئی مچھلی ہاتھ نہ لگی۔ حتی کہ غروب کے وقت ایک مچھلی پکڑ لی مگر وہ بھی ہاتھ سے نکل کر پانی میں چلی گئی۔ مؤمن خالی ہاتھ واپس لوٹا جب کہ کافر زنبیل بھر کر لا رہا تھا۔ اس واقعہ سے ایک فرشتہ کو بھی افسوس ہوا جو اس مؤمن بندہ پر مقرر تھا مگر جب وہ آسمان کی طرف گیا تو اللہ نے اس کو بہشت میں اس کا ٹھکانا دکھایا تو وہ فرشتہ کہنے لگا۔ خدا کی قسم اس ٹھکانے کے مل جانے کے بعد اس مؤمن بندہ کو جو بھی آفت و مصیبت آئے گی اس کا کوئی حرج نہیں۔ اس کافر کا ٹھکانہ دوزخ میں دکھایا گیا تو کہنے لگا۔ خدا کی قسم اس ٹھکانے کے بعد دنیا میں اسے جو کچھ بھی مل جائے اس کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔

چار قسم کے بندوں پر حجت ☆

مروی ہے کہ اللہ چار قسم کے لوگوں پر اپنے چار بندوں کے ذریعہ حجت قائم فرمائیں گے:

① مالداروں پر حضرت سلیمان بن داؤد کے ذریعہ، جب غنی کہے گا کہ مال و دولت کی مصروفیت نے مجھے تیری عبادت سے ہٹا کے رکھا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ سلیمان سے بڑھ کر تو نے غنی دیکھا ہے۔ اس کی دولت و ثروت نے تو اسے میری عبادت سے نہیں ہٹایا۔

② غلاموں پر حضرت یوسف کے ذریعہ حجت قائم کریں گے جب کوئی غلام کہے گا میں مملوک تھا۔ میری غلامی تیری عبادت سے روکتی تھی۔ اللہ فرمائیں گے کہ یوسف کو اس کی غلامی نے میری عبادت سے تو نہیں روکا۔

③ فقراء پر حضرت عیسیٰ سے حجت قائم کریں گے۔ فقیر کہے گا میری محتاجی تیری عبادت کرنے میں آڑ بنی رہی تو اللہ فرمائیں گے کہ تو عیسیٰ سے زیادہ محتاج نہ تھا مگر ان کے فقر نے میری عبادت سے انہیں نہیں روکا۔

④ بیماروں پر حضرت ایوب کے ذریعہ حجت قائم فرمائیں گے۔ جب مریض کہے گا کہ میری بیماری نے تیری عبادت سے روکا۔ اللہ فرمائیں گے کہ تیرا مرض زیادہ شدید تھا یا ایوب کا کہ اس کو تو بیماری نے میری عبادت سے نہ روکا۔

چنانچہ روز قیامت اللہ کے ہاں کسی کا عذر نہ چل سکے گا۔ نیک لوگ بیماری یا کسی سختی وغیرہ کی وجہ سے خوش ہوا کرتے تھے کہ اس میں گناہوں کا کفارہ ہے۔

مصائب مجھے پسند ہیں ☆

حضرت ابودرداءؓ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں لوگ فقر کو ناپسند کرتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں۔ وہ موت سے نفرت کرتے ہیں۔ میں محبت کرتا ہوں۔ وہ بیماری کو مکروہ جانتے ہیں اور میں

محبوب رکھتا ہوں۔ کیونکہ اس میں میرے گناہوں کا کفارہ ہے اور فقر کو اچھا جانتا ہوں کہ اللہ کے حضور تواضع اور عاجزی کا ذریعہ ہے اور اپنے رب کی ملاقات کے شوق میں موت سے محبت رکھتا ہوں۔

جسے تین چیزیں مل گئیں☆

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جس شخص کو تین چیزیں عطا ہو گئیں اسے دنیا اور آخرت کو بھلائی مل گئی:

① تقدیر الٰہی پر راضی ہونا۔
② مصیبت پر صبر کرنا۔
③ خوشحالی میں دعائیں مانگنا۔

عشاق نبی مصائب کے لیے تیار ہو جائیں☆

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ چت لیٹے ہوئے تھے۔ آنے والے نے وجہ پوچھی۔ فرمایا بھوک کی شدت کی وجہ سے لیٹا ہوں۔ وہ شخص یہ سن کر رونے لگا۔ پھر جا کر مزدوری کی اور پانی کے چند ڈول کچھ کھجوروں کے عوض نکالے اور کچھ کھجوریں لے کر خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا یہ خیال ہے کہ تو نے یہ کام میری محبت کی وجہ سے کیا ہے۔ عرض کیا واقعی یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ ﷺ سے محبت ہے۔ فرمایا اگر تو سچا ہے تو مسلسل مصیبتوں کے لیے تیار ہو جا۔ خدا کی قسم! میرے سے محبت رکھنے والوں پر مصیبتیں اس سیلاب سے بھی زیادہ تیز آتی ہیں جو پہاڑ کی بلندی سے نیچے گہرائی میں گرتا ہے۔

خدائی ڈھیل☆

حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا: کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ معصیت اور نافرمانی کے باوجود اس کی مرغوب چیزیں اللہ اسے دے رہے ہیں تو یقین پیدا کر لو یہ ڈھیل ہے جو اسے مل رہی ہے۔ (احمد ۱۶۶۷۳۔ مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۴۵)

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ﴾ [انعام: ۴۴]

”پھر انہوں نے اس نصیحت کو جو اُن کو کی گئی تھی بالکل فراموش ہی کر دیا تو ہم نے ان پر ہر قسم کی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں

پر جوان کو دی گئی تھیں۔ خوب خوش اور مگن ہو گئے تو ہم نے ان کو بے خبر اچانک پکڑ لیا۔ پھر وہ نا امید ہو کر رہ گئے۔''

یعنی ابتداء میں تھوڑی سی تنبیہ کی گئی۔ جب باز نہ آئے تو بھلاوا دے کر سامان عیش کی فراوانی کر دی گئی۔ پھر جب خوب گناہوں میں غرق ہو گئے تو اچانک اور دفعتاً پکڑے گئے اور عذاب میں مبتلا کر دیئے گئے۔

بھلائی کے خزانے ☆

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا کہ مصیبتیں سب سے زیادہ کن لوگوں پر آتی ہیں۔ فرمایا سب سے زیادہ انبیاء پر، پھر صلحاء پر، پھر درجہ بدرجہ ان لوگوں سے قرب رکھنے والوں پر۔ (ترمذی ۲۳۹۸)

فرماتے ہیں کہ تین چیزیں بھلائی کے خزانے میں سے ہیں:

① صدقہ کا چھپانا

② تکلیف کا چھپانا

③ مصیبت کا چھپانا۔

جب آفات آئیں تو سمجھ لو کہ...... ☆

وہب بن منبہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عیسیٰ کے ایک حواری کی کتاب میں بات لکھی ہوئی دیکھی کہ جب تیرے ساتھ آفات و مصائب والا معاملہ کیا جائے، تو خوشی محسوس کر کہ تیرے ساتھ انبیاء اور صالحین والا برتاؤ ہو رہا ہے۔ جب تیرے ساتھ خوش حالی والا معاملہ ہو تو اپنے آپ پر رویا کر کہ ان حضرات والے برتاؤ کے خلاف تیرے ساتھ سلوک کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اللہ نے اس قسم کے مضمون کی وحی حضرت موسیٰ کی طرف بھیجی تھی۔

اے کاش ☆

فتح موصلی کے بارے آتا ہے: کہ انہیں اپنے گھر والوں میں بھوک پیش آئی تو کہنے لگے میرے اللہ! اے کاش مجھے پہلے پتہ چل جائے کہ یہ عنایت کس عمل کی بدولت ہے تو میں اس میں اور کوشش کرتا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کا مال قلیل ہو۔ کنبہ زیادہ ہو، نماز اچھی اور عمدہ ہو۔ کسی مسلمان کی غیبت نہ کرتا ہو۔ قیامت کے دن میرے ساتھ یوں مل کر آئے گا اور آپ نے اپنی دو انگلیوں کو جمع کر کے اشارہ فرمایا: (الترغیب والترہیب ۴/۱۵۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا صبر اور معجزہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ☆

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں بھوک کی وجہ سے اپنے جگر پر بوجھ دے کر زمین پر لیٹا کرتا تھا اور کبھی بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھتا۔ ایک دن میں اس راستہ پر بیٹھ گیا جہاں سے صحابہ نکل کر جاتے تھے۔ حضرت ابوبکر پاس سے گذرنے لگے۔ میں نے ان سے ایک آیت کے متعلق سوال کیا اور مقصد یہ تھا کہ اس طرح سے وہ مجھے اپنے گھر تک ساتھ لے جائیں گے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ پھر حضرت عمر گذرے میں نے اسی غرض سے ان سے بھی ایک آیت پوچھی مگر وہ بھی مجھے ساتھ نہ لے گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذرنے لگے مجھے دیکھا تبسم فرمایا: میری غرض کو بھانپتے ہوئے فرمایا۔ ابوہریرہؓ میرے ساتھ آجاؤ میں ساتھ ہولیا۔ دروازہ پر جا کر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں داخل ہوا تو دیکھا دودھ کا پیالہ رکھا ہوا ہے۔ ارشاد فرمایا: یہ کہاں سے آیا ہے۔ عرض کیا گیا کہ فلاں مرد یا عورت نے آپ کے لیے ہدیہ بھیجا ہے۔ فرمایا ابوہریرہؓ! عرض کیا لبیک یا رسول اللہ! فرمایا اہل صفہ کے پاس جاؤ ان کو میرے پاس بلا لاؤ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں یہ بات مجھے بہت محسوس ہوئی کہ دودھ کا ایک پیالہ بھلا اہل صفہ کے کیا کام آئے گا۔ میرا تو یہی ارادہ تھا کہ پیالہ دودھ کا مجھے مل جاتا اور پی کر کچھ طاقت حاصل کرتا مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے چارہ نہیں تھا۔ میں گیا اور ان کو بلا لایا۔ وہ حاضر ہوئے اجازت لے کر مجلس عالیہ میں بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہؓ پیالہ پکڑ کر ان کو دو میں نے پکڑا اور ایک ایک کو دینا شروع کر دیا اور ہر ایک خوب پی کر اور سیر ہو کر مجھے واپس کر دیتا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک باری پہنچ گئی اور سب کے سب سیر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ پکڑ کر ہاتھ میں رکھ لیا اور فرمانے لگے۔ اے ابوہریرہؓ عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا اب تو میں اور تو ہی باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ نے حق فرمایا۔ ارشاد فرمایا تو بیٹھ اور پی میں بیٹھ گیا اور پینے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا پی میں نے اور پی لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے پی اور میں پیتا رہا۔ حتیٰ کہ میں نے کہا اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ اب حلق سے نیچے اترنے کو بھی راستہ نہیں اور پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور باقی دودھ پی لیا۔

(بخاری ۵۳۷۵۔ ترمذی ۲۴۷۷۔ احمد ۱۰۲۹۳)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کفار کے ہاتھوں انتہائی سختیاں اور تکالیف برداشت کیں اور فاقے وغیرہ کی تکالیف بھی اٹھائیں۔ مگر ان حضرات نے صبر اختیار کیا حتیٰ کہ اللہ نے ان کیلئے کشادگی فرما دی۔ جو صبر کرتا ہے اللہ اس کے لیے کشادگی فرما دیتے ہیں۔ جو کہ عام

معروف ہے صبر کے ساتھ کشادگی ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ متقدمین صلحاء حضرات کوئی تکلیف دیکھتے تو اسکے اجر وثواب کی امید میں خوشی محسوس کرتے۔

ایک عورت کا واقعہ ☆

مسلم بن یسار فرماتے ہیں کہ میں بحرین کے علاقے میں گیا۔ ایک عورت نے میری مہمان نوازی کی جس کے ہاں مال و دولت بیٹے سب کچھ تھا۔ مگر میں اسے غمگین محسوس کرتا تھا جب اس کے پاس سے جانے لگا تو میں نے کہا کہ کوئی ضرورت یا کام وغیرہ ہو تو بتاؤ۔ کہنے لگی کبھی دوبارہ اس شہر میں آنا ہوا تو میرے پاس ہی قیام کرنا۔ میں یہ سن کر رخصت ہو گیا اور کئی سال غائب رہا۔ پھر ایک دفعہ وہاں گیا تو اس کے دروازے پر کوئی دربان نہ تھا۔ اجازت لے کر اندر گیا تو وہ عورت خوشی سے ہنس رہی تھی۔ میں نے ہنسی کی وجہ پوچھی تو کہنے لگی۔ تیرے بعد ہم نے سمندر کے راستہ جو بھی مال کہیں بھیجا وہ غرق ہو گیا۔ خشکی کے راستے جو مال بھی بھیجا وہ ہلاک ہوتا رہا۔ بیٹے فوت ہو گئے، غلام وغیرہ سب جاتے رہے۔ میں نے کہا اللہ رحم کرے ان دنوں میں تجھے غمگین دیکھا تھا اور آج تو خوش نظر آ رہی ہے۔ کہنے لگے ہاں! جن دنوں میں دنیاوی خوش حالی میں تھی تو ڈرتی رہتی تھی کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے میری نیکیوں کا بدلہ دنیا میں نہ چکا دیا ہو۔ اب جب کہ میرا مال ختم ہو گیا، بیٹے ختم ہو گئے اور غلام جاتے رہے۔ مجھے امید ہونے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں میرے لیے خیر کو جمع کر رکھا ہے اس لیے میں خوش ہوں۔

دُنیا میں سزا...... بھلائی ☆

حسن بصریؒ فرماتے ہیں: کہ ایک صحابی نے کسی عورت کو دیکھا جسے وہ اسلام سے پہلے جانتے تھے۔ اس سے کچھ بات کی اور آگے چل دیئے مگر پھر پیچھے مڑ کر دیکھنے لگے اور وہ چلی جا رہی تھی۔ یہ ایک دیوار سے ٹکرایا جس سے چہرہ پر نشان پڑ گیا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا قصہ بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو دنیا میں ہی اس کی سزا کو چکا دیتے ہیں۔

امید افزاء آیت ☆

حضرت علیؓ سے روایت ہے: کہ انہوں نے فرمایا کہا میں تمہیں سب سے زیادہ امید افزا آیت نہ بتاؤں۔ عرض کیا گیا کہ بتایئے تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ﴾

[شوریٰ: ۳۰]

''تم کو جوکوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے ہے اور بہت سوں سے تو درگذر ہی کردیتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ دنیا میں مصیبتیں گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں تو جب اللہ تعالیٰ کسی کو دنیا میں سزا دے دیتا ہے تو اس کی شان سے بعید ہے کہ اسے دوبارہ سزا دے اور جب دنیا میں کسی کو معاف کردیتا ہے تو اس کی شان سے بعید ہے کہ پھر قیامت میں عذاب دے۔

ارشاد نبوی ﷺ ☆

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن پر جو مصیبت آتی ہے حتیٰ کہ کانٹا لگنے کی جو تکلیف ہوتی ہے، اس سے بھی ہلکی تکلیف پہنچے تو اللہ اس کے عوض میں اس بندے کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔

(بخاری ۵۶۴۸۔ مسلم ۲۵۷۲۔ ترمذی ۹۶۵۔ احمد ۲۲۹۸۵)

باب : ۲۹

مصیبت پر صبر کرنا

نعمت کے فوت ہوجانے پر صبر کیجئے ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت معاذ بن جبل نے بیان کیا کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا تو آپ ﷺ نے میری طرف خط لکھا۔ یہ خط محمد ﷺ کی جانب سے معاذ بن جبل کی طرف ہے۔

السلام علیکم! میں اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے بعد یہ کہ اللہ تیرے اجر کو بہت ہی زیادہ بڑھائے اور تجھے صبر کی توفیق دے اور ہمیں اور تمہیں شکر کی توفیق بخشے۔ بعد ازیں یہ کہ ہمارے نفس، ہمارا مال، ہمارے اہل خانہ اور اولاد اور ان کے مال وغیرہ سب اللہ پاک کے خوشگوار عطیے ہیں اور ہمارے پاس اس کی امانت ہیں۔ جن سے ہم ایک محدود مدت تک نفع اٹھاتے ہیں، اپنے مقررہ وقت پر وہ اس امانت کو لے لیتے ہیں۔ پھر وہ کچھ عطا فرمائے تو اس کے عوض ہم پر شکر کرنا لازم ہے اور کوئی مصیبت آئے تو ہم پر صبر کرنا فرض قرار دیا اور تیرا بیٹا بھی اللہ کے ان خوشگوار عطیوں میں سے تھا۔ اس سے نفع اٹھانے کا موقع بخشا اور پھر بہت بڑے اجر کے عوض اسے واپس لیا ہے۔ بشرطیکہ تو صبر کرے اور ثواب کی امید لگائے۔ لہٰذا تجھ پر اے معاذ یہ نوبت کبھی نہ آنی چاہئے کہ تیری جزع فزع، واویلا اور ماتم وغیرہ تیرے اجر کو ختم کردے اور تو اپنی اس کوتاہی پر ندامت ہی کرتا رہ جائے۔ اگر تو اپنی مصیبت کے ثواب کو دیکھ پائے تو یقین کرنے لگے کہ میری مصیبت اس

اجر سے بہت ہی کم ہے اور یقین جانو کہ جزع فزع نہ میت کو واپس لاتی ہے اور نہ ہی غم کو دور کرتی ہے۔ پس تیرا غم ان حالات کے تصور سے دور ہو جانا چاہئے جو خود تجھ پر آنے والے ہیں گویا کہ تجھ پر آ ہی گئے ہیں۔ والسلام! (تنزیہ الشریعہ ۲/۳۶۸) اصل میں یہ کسی صحابی نے انہیں خط لکھا تھا جو کہ آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ کیونکہ حضرت معاذ کے بیٹے کی وفات حضور ﷺ کی وفات کے بعد ہوئی۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس آخری فقرے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی موت کی فکر میں لگو جو خود تجھ پر آنے والی ہے۔ بلکہ یوں سمجھو کہ آ ہی گئی ہے۔ تا کہ تیرا غم ہلکا ہو کیونکہ جب آدمی اپنے بارے میں یہ سوچنے لگتا ہے کہ وہ عنقریب مرنے والا ہے تو وہ جزع فزع نہیں کرتا۔ اس لیے کہ یہ میت کو تو لوٹا نہیں سکتی۔ البتہ مصیبت کا اجر و ثواب ختم کر دیتی ہے کیونکہ جزع کرنے والا اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے اور اس کی قضاء کو پلٹنا چاہتا ہے۔

اللہ سے شکوہ مت کیجئے ☆

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص دنیا کی وجہ سے بحالت غم صبح کرتا ہے۔ وہ اللہ پر ناراض ہونے کی حالت میں صبح کرتا ہے اور جو شخص کسی پیش آمدہ مصیبت کا شکوہ کرتا ہے گویا وہ اللہ پاک کا شکوہ کرتا ہے اور جو شخص کسی غنی کے آگے تواضع اختیار کرتا ہے۔ وہ اسے مال دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دو تہائی عمل کو ضائع کر دیتا ہے۔ جسے قرآن عطا ہوا اور پھر بھی دوزخ میں چلا گیا تو اللہ اسے اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔

(مجمع الزوائد ۱۰/۲۴۸۔ موضوعات ابن جوزی ۲/۳۲۱)

تورات کا مضمون ☆

یعنی جسے اللہ نے قرآن دیا اس نے عمل نہ کیا۔ اس پر سستی دکھائی یہاں تک کہ جہنمی بن گیا تو اللہ اسے اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے کہ اس نے خود اپنے ساتھ یہ کیا ہے کہ قرآن پاک کی حرمت و عظمت کا خیال نہیں کیا۔

وہب بن منبہ فرماتے ہیں: کہ میں نے تورات میں چار سطریں مسلسل دیکھیں۔ پہلی سطر کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی کتاب پڑھتا ہے پھر بھی یہ گمان رکھے کہ اس کی بخشش نہیں ہوئی تو وہ اللہ کی آیات کے ساتھ مذاق کرنے والوں میں سے ہے۔ دوسری سطر میں مضمون یہ تھا کہ جو شخص اپنے اوپر آنے والی مصیبت کا شکوہ کرتا ہے وہ اپنے رب سے شکوہ کرتا ہے اور تیسری سطر کا مضمون یہ تھا کہ جو شخص کسی کے فوت ہونے کا غم کھاتا ہے وہ اپنے رب کی تقدیر پر خفا ہے۔ چوتھی سطر کا مضمون یہ تھا کہ

جو شخص کسی غنی کے سامنے تواضع اختیار کرتا ہے تو اس کے دین کے دو تہائی حصے جاتے رہتے ہیں۔ یعنی اس کا یقین ناقص ہو جاتا ہے۔

جس کے بچے فوت ہو گئے......☆

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اقدس نقل کرتے ہیں: کہ جس شخص کے تین بچے فوت ہو گئے۔ وہ دوزخ میں صرف اللہ تعالیٰ کے اس قول کو پورا کرنے کے لیے جائے گا جو کہ اس آیت میں ہے:

﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ [مریم: ۷۱]

''اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا گذر اس پر نہ ہو۔''

(بخاری ۱۲۵۱۔ مسلم ۲۶۳۲۔ نسائی ۱۸۵۶۔ ابن ماجہ ۱۶۰۳)

انا للہ پڑھنے کا اَجر☆

حضور ﷺ کا پاک ارشاد مبارک ہے: کہ جس شخص کو کوئی تکلیف پہنچے۔ خواہ پرانی ہو چکی ہو جب بھی اس پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھے گا تو اس کو وہی پہلی مرتبہ پڑھنے اور صبر کرنے کا سا اجر ملے گا۔ جو مصیبت کے دن ملا تھا۔ (ابن ماجہ ۱۶۰۰۔ احمد ۱۶۴۴)

یا اللہ! میرے والدین باہر ہیں......☆

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص اپنے بچے کو ساتھ لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ قضائے الٰہی سے بچہ فوت ہو گیا۔ جس کے بعد باپ بھی کچھ دن حاضر خدمت نہ ہو سکا۔ حضور ﷺ نے اس کی غیر حاضری محسوس فرمائی۔ پوچھنے پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا بچہ فوت ہو گیا جو آپ ﷺ نے دیکھا تھا۔ ارشاد فرمایا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔ چلو ہم اپنے بھائی کی تعزیت کو چلیں۔ صحابی کے گھر کو شرف سعادت بخشی اور اسے غم و اندوہ میں دیکھا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے بڑھاپے کی کمزوری اور ان ایام کے لیے اس کے نفع کی امیدیں لگائے ہوئے تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ قیامت کے دن تو حاضر ہو اور اس بچہ سے کہا جائے کہ جنت میں داخل ہو اور وہ کہے یا اللہ میرے والدین تو باہر ہیں۔ اسے تین دفعہ جنت میں داخل ہو جانے کو کہا جائے گا۔ مگر وہ ہر دفعہ والدین کی سفارش کرے گا حتیٰ کہ اللہ اس کی سفارش کو قبول کریں گے۔ تب سب کو اکٹھے جنت میں داخل کریں گے۔ (نسائی ۱۸۴۷۔ حاکم ۱/۳۸۴) یہ سن کر صحابی کا غم دور ہو گیا۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تعزیت کے لیے جانا مسنون عمل ہے۔ کسی بھائی کو مصیبت پہنچے تو دوستوں اور بھائیوں کو تعزیت کے لیے جانا چاہئے۔

بیمار پرسی کا اجر☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسن بصری کا یہ قول ہے کہ حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ مریض کی مزاج پرسی کرنے والے کو کیا اجر ملتا ہے۔ فرمایا: کہ یہ عمل اسے گناہوں سے یوں پاک صاف کر دیتا ہے جیسا کہ وہ پیدائش کے وقت گناہوں سے پاک صاف تھا۔ عرض کیا اے اللہ جنازے کے ساتھ جانے والے کو کیا اجر ملتا ہے۔ فرمایا کہ میں اس کی موت کے وقت فرشتے بھیجوں گا جو قبر تک جھنڈے ساتھ لے کر چلیں گے۔ پھر میدان محشر تک اس کے ساتھ ہوں گے۔ عرض کیا کہ یا اللہ کسی مصیبت زدہ کی تعزیت اور تسلی دینے پر کیا اجر ہے۔ ارشاد فرمایا میں اسے اپنے عرش کے سائے تلے رکھوں گا۔ جس دن کہ میرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

محبوب گھونٹ قدم اور قطرے☆

حضرت انس بن مالکؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں: کہ کسی بندے نے کوئی دو گھونٹ ایسے نہیں پیے جو اللہ کو ان دو گھونٹوں سے محبوب ہوں۔ ایک غصہ کا گھونٹ جو بردباری کی وجہ سے وہ نیچے اتار لیتا ہے۔ دوسرا مصیبت کا گھونٹ جسے آدمی صبر کے ساتھ نگل جاتا ہے۔ دو قطروں سے زیادہ محبوب دو قطرے کبھی نہیں بہائے۔ ایک اللہ کی راہ میں خون کا قطرہ اور دوسرا رات کی تاریکی میں آنسو کا قطرہ۔ جب کہ وہ اپنے رب کے سامنے سربسجود ہوتا ہے اور اللہ کے سوا اسے کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا۔ کسی بندے نے دو قدم سے بڑھ کر کبھی قدم نہیں اٹھائے جو اللہ کو زیادہ محبوب ہوں۔ ایک فرض نماز کی ادائیگی کے لیے جو قدم اٹھاتا ہے۔ دوسرا وہ قدم جو صلہ رحمی کے لیے اٹھاتا ہے۔

(احمد ۵۸۴۲)

کیا آپ کو پتہ نہیں کہ موت آخرت کا راستہ ہے......☆

حضرت ابو درداء سے مروی کہ سلیمان علیہ السلام کا بیٹا فوت ہو گیا۔ جس پر انہیں شدید غم لاحق ہوا اچانک ان کے پاس دو فرشتے حاضر ہوئے جو انسانی شکل میں باہمی تنازعہ لے کر آئے تھے۔ ایک کہنے لگا کہ میں نے فصل بوئی تھی۔ ابھی کاٹی نہ تھی کہ یہ شخص آیا اور ساری فصل برباد کر ڈالی۔ آپ نے دوسرے سے سوال کیا وہ کہنے لگا میں اپنے رستے پر چلا آ رہا تھا کہ سامنے اس کی فصل آ گئی۔ میں نے دائیں بائیں ہٹا کر راستہ صاف کر دیا۔ حضرت سلیمان پہلے شخص سے فرمانے لگے تو نے راستہ پر فصل کیوں کاشت کی تھی۔ تجھے معلوم نہ تھا کہ لوگوں کو راستے کی ضرورت ہوتی ہے۔ فرشتہ کہنے لگا تو پھر آپ بچہ کی وجہ سے کیوں پریشان ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ موت آخرت کا راستہ ہے روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان نے اپنے رب کے حضور توبہ کی اور اس کے بعد اپنے بچہ پر کبھی

پریشانی ظاہر نہ کی۔

صبر اور نماز سے سہارا لو☆

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا واقعہ ہے کہ سفر کے دوران بیٹی کی وفات کی خبر پہنچی۔ سن کر پڑھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پھر فرمانے لگے۔ ایک پردے کی چیز تھی۔ جسے اللہ نے پردہ دے دیا۔ ایک ذمہ داری تھی جسے اللہ نے ہلکا کر دیا اور اجر ہے جسے اللہ نے میری طرف چلایا ہے۔ پھر سواری سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی پھر فرمانے لگے ہم نے وہی کیا ہے جس کا اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ﴾ [البقرہ: ٤٥]

''اور صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو۔''

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ لیا کرو کہ یہ بھی ایک مصیبت ہے۔

مصیبت پر انوکھا اجر☆

ام المؤمنین ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: جس کو کوئی مصیبت آئے اور وہ حکم خداوندی کے موافق اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے اور یہ دعا مانگے: ((اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاعْقِبْنِیْ خَیْرًا مِّنْھَا)) ''اے اللہ! میری مصیبت کا اجر مجھے عطا فرما اور بہتر بدل عطا فرما'' تو اللہ تعالیٰ اُسکے ساتھ یہی معاملہ فرماتے ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ میرا خاوند ابوسلمہ فوت ہوا تو میں نے یہ دعا مانگی اور اپنے دل میں کہتی تھی کہ ابوسلمہ جیسا خاوند اب کہاں ملے گا مگر اللہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی زوجیت کا شرف عطا فرمایا۔

(مسلم ۹۱۸۔ ترمذی ۹۷۷۔ نسائی ۱۸۰۱۔ ابوداؤد ۳۱۱۹۔ ابن ماجہ ۱۴۴۷۔ احمد ۲۵۴۴۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے نقل فرماتے ہیں: کہ مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارنا اجر کو ختم کر دیتا ہے اور صدمہ کے شروع میں صبر کرنا اجر بڑھا دیتا ہے اور صبر میں اضافہ مصیبت میں اضافے کے بقدر ہے اور جو مصیبت کے بعد بھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتا رہے گا۔ اللہ اس کو نیا اجر دیتے رہیں گے جیسا کہ مصیبت کے دن یہ کلمہ پڑھنے اور صبر کرنے پر دیا تھا۔

(مسلم ۹۲۶۔ ترمذی ۹۸۸۔ نسائی ۱۸۴۶)

فوائد ☆ فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ عقل مند کو مصیبت کے اجر و ثواب میں سوچنا چاہیے۔ چنانچہ

قیامت میں جب اس اجر کو دیکھے گا تو تمنا کرے گا کہ اے کاش اس کے اہل وعیال اور تمام خویش و اقارب اس سے پہلے فوت ہوتے کہ آج وہ اس مصیبت کا اجر وثواب حاصل کرتا اور اللہ نے مصیبت پر اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ جب کہ تو ثواب کی نیت سے صبر کرے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ [بقرہ: ۱۵۷]

''اور ہم تمہیں قدرے خوف اور بھوک اور مال و جان کے نقصان اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے اور آپ ان صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجئے کہ جب ان پر کسی قسم کی کوئی مصیبت بھی آتی ہے تو وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی ملک ہیں اور ہم سب اس کی طرف واپس جانے والے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے خاص خاص عنایتیں بھی ہوں گی اور عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ صحیح راہ یافتہ ہیں۔''

تشریح آیت☆

اللہ کا آزمانا اور امتحان کرنا یہ ہے کہ علم غیب سے جس چیز کو جانتے ہیں اس کو ظاہر فرما دیتے ہیں۔ اللہ کی ملک اور اس کے پاس لوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں۔ اس کی ملک اور اس کے قبضے میں ہیں۔ زندہ رہیں گے تو ہماری ضروریات روزی وغیرہ اسی کے ذمہ ہے اور اگر مر گئے تو ہمارا ٹھکانہ اور مرجع بھی اسی کے پاس ہے۔ مرنے کے بعد واپس جانا ہے لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم اس کے فیصلہ پر راضی ہوں۔ آج اگر ہم اس کے فیصلے پر راضی نہ ہوں گے تو کل جب اس کے حضور پیشی ہوگی تو وہ ہم پر راضی نہیں ہوگا۔ صَلَوٰات جمع ہے صلوٰۃ کی اگر اس کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو تین معنی آتے ہیں: (۱) طاعت کی توفیق۔ (۲) گناہوں سے حفاظت۔ (۳) مغفرت۔ یہ تو ایک صلوٰۃ کی تفسیر ہے اور صلوات جمع ہے اس کی انتہا اللہ کے سوا کون جا سکتا ہے۔ مھتدون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے ہیں۔

امتِ محمدیہ (ﷺ) کی خصوصیت☆

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں: کہ مصیبت پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا اسی امت

کو تعلیم ہوا ہے۔ کسی اور کو ملا ہوتا تو یعقوب علیہ السلام کو ضرور ملتا۔ آپ نے تو یا سفی علی یوسف۔ ہائے افسوس یوسف۔ فرمایا ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ نہیں پڑھا۔

حضرت سعید بن مسیبؒ، حضرت عمرؓ سے نقل کرتے ہیں: کہ دو اجر بھی بہت اچھے ہیں اور علاوہ زائد بھی بہت اچھا ہے: ﴿اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ﴾ یہ دو اجر اور بدل ہیں اور ﴿وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ زائد اور علاوہ ہے۔

میت پر کونسا رونا جائز ہے ☆

مروی ہے کہ حضور ﷺ کے بیٹے ابراہیم جب فوت ہوئے تو آپ ﷺ نم دیدہ ہو گئے اور رونے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ روتے ہیں۔ آپ ﷺ نے تو رونے سے منع کیا ہے۔ ارشاد ہوا نہیں نوحہ کرنے سے اور گیت گانے یعنی بین کرنے سے منع کیا ہے۔ جو دو احمق آوازیں ہیں اور چہروں کو نوچنے سے اور گریبان پھاڑنے سے منع کیا ہے۔ شیطانی رونے سے اور گانے کی آواز سے کہ یہ لہو و لعب ہیں اور یہ رونا رحمت ہے جسے اللہ اپنے مہربان بندوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں اور جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ پھر ارشاد فرمایا دل غمگین ہے اور آنکھ آنسو بہاتی ہے اور ہم وہ بات نہیں کہتے جو رب کریم کو ناراض کرے۔

(ترمذی ۱۰۰۵۔ مسلم ۲۳۱۸۔ بخاری ۱۳۰۳۔ احمد ۱۲۵۴۴)

پانچ عطائیں ☆

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے غلطی اور بھول کا حکم اٹھا دیا ہے اور جس چیز پر تم کو مجبور کیا جائے اور جو تمہاری طاقت میں نہ ہو اور بوقت ضرورت بعض چیزیں تمہارے لیے حلال کر دی ہیں۔ جو عموماً حرام ہیں اور پانچ چیزیں تم کو عطا فرمائیں:

① اس نے دنیا محض اپنے فضل سے عطا کی اور تم سے اس کی عطا بطور قرض کے کیا سو تم اس میں سے جو کچھ اپنی دلی خوشی سے دو گے تو وہ تمہارے لیے دس گنا سے سات سو گنا تک بلکہ بے حساب حد تک بڑھا دیا جائے گا۔

② بعض چیزیں اس نے تمہاری طبیعت کے خلاف تم سے لے لیں اور تم نے اس پر صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی اور اس کے عوض اللہ نے تمہارے لیے رحمت مقرر فرمائی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ﴾ [بقرہ: ۱۵۷]

③ نعمت پر شکر کرو۔ گے تو اس نعمت پر زیادتی اور اضافہ کا وعدہ فرمایا کہ شکر کرو میں تو ضرور تمہیں عطا

کروں گا۔

④ تم میں سے کوئی اتنی برائی کرے کہ حد کفر تک پہنچ جائے مگر پھر توبہ کرے تو وہ توبہ قبول کر لیتا ہے اور اس سے محبت بھی کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ [بقرہ: ۲۲۲]

''یقیناً اللہ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں پاک صاف رہنے والوں سے۔''

⑤ وہ چیز جو جبرائیل اور میکائیل کو اگر عطا ہوتی تو ان کے لیے بھی بہت زیادہ گرانقدر ہوتی۔ ارشاد فرمایا:

﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: ٦٠]

''مجھ کو پکارو اور میں تمہاری دعا قبول کرتا ہوں۔''

صبر صدمہ کے ابتدائی لمحات میں ہوتا ہے ☆

یحییٰ بن جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ کسی آدمی نے کبھی کوئی چیز آخرت کے لیے اپنے آگے ایسی نہیں بھیجی جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہو۔ اجر میں بھی سب سے بڑھ کر ہو بجز اس بارہ سالہ بچے کے جسے اس نے آگے بھیجا۔ مشہور ہے کہ صبر صدمہ کے اولین لمحات میں ہوتا ہے اور جب کچھ وقت گذر جاتا ہے تو پھر خواہ صبر کرے یا نہ کرے۔ عاقل وہ ہے جو پہلے موقعہ پر ہی صبر کرتا ہے۔

مجوسی کا قول ☆

حضرت عبداللہ بن مبارک کا واقعہ ہے کہ ان کا بچہ فوت ہو گیا۔ ایک مجوسی ان کے پاس تعزیت کے لیے آیا اور کہنے لگا عاقل کو چاہئے کہ آج پہلے ہی دن وہ کام کرنا اختیار کرے۔ جسے جاہل پانچ دن کے بعد کرے گا۔

ابن مبارک نے فرمایا: کہ اس کی یہ بات لکھ لو۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرتا ہے اسے اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس غم زدہ کو ملتا ہے۔ (ترمذی ۱۰۷۳۔ ابن ماجہ ۱۶۰۲)

صبر تین ہیں ☆

ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ صبر تین ہیں:

① طاعت پر صبر
② مصیبت پر صبر
③ معصیت پر صبر۔

جو شخص مصیبت پر صبر کرتا ہے حتیٰ کہ اعلیٰ حوصلہ کے ساتھ اسے برداشت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تین سو درجے لکھ دیتے ہیں اور جو شخص طاعت پر صبر کرتا ہے اس کے چھ سو درجات لکھے جاتے ہیں۔ جو شخص معصیت سے صبر کرے اسکے نو سو درجات لکھ دیئے جاتے ہیں۔

لوحِ محفوظ کی پہلی بات ☆

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلی بات جو لوح محفوظ میں اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمائی یہ تھی۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ محمد ﷺ میرے رسول ہیں۔ جو شخص قضاء پر تسلیم و رضا اختیار کرے گا، مصیبت پر صبر کرے گا، میری نعمتوں پر شکر کرے گا۔ میں اسے صدیق لکھوں گا اور قیامت میں صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا۔ جو میری قضاء پر راضی نہیں، میری مصیبت پر صبر نہیں کرتا، میری نعمتوں کا شکر نہیں کرتا تو وہ میرے سوا کوئی اور خدا بنا لے۔

(تنزیہ الشریعہ ۱/۱۲۱)

اصل مصیبت سے بڑھ کر ☆

حضرت عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں: کہ مصیبت ایک ہوتی ہے جب کوئی اس پر جزع فزع کرتا ہے تو دو بن جاتی ہیں ایک اصل مصیبت دوسری جزع فزع سے اس کے اجر و ثواب کا جاتا رہنا۔ یہ اصل مصیبت سے بھی بڑھ کر ہے۔

حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں: کہ جس کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے وہ مصیبت یاد کرنی چاہئے جو میرے وصال کی وجہ سے اسے پہنچی کہ وہ سب سے بڑھ کر ہے۔

(دارمی: ۸۴)

عقل مند شخص ☆

حضرت محمد ﷺ کا یہ بھی ارشاد حضرت علیؓ نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص جنت کا شوق رکھتا ہے وہ نیکیوں کی طرف سبقت کرتا ہے اور جو شخص جہنم سے ڈرتا ہے اپنی خواہشات سے غافل ہو جاتا ہے۔ جو شخص موت کا دھیان رکھتا ہے وہ لذتوں کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ جو شخص دنیا سے بے رغبت ہو جائے مصیبت اس پر آسان ہو جاتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو جنت کا مشتاق ہو وہ نیکیوں میں سبقت کرتا ہے۔ جو جہنم سے ڈرتا

ہے وہ خواہشات سے غافل ہو جاتا ہے۔ جس کی آنکھوں کے سامنے موت ہو وہ لذات کو ترک کرتا ہے اور جو شخص دنیا سے بے رغبت ہو مصائب اس کے لیے آسان اور ہلکے ہو جاتے ہیں۔

چھ سطور☆

مروی ہے کہ بعض کتب میں چھ سطور ہیں:

① جو شخص دنیا کی وجہ سے غمگین ہوتا ہے وہ اللہ پر ناراض ہوتا ہے۔
② جو اپنی مصیبت کی شکایت کرتا ہے اللہ پر شکوہ کرتا ہے۔
③ جو شخص یہ پرواہ نہیں کرتا کہ اس کا رزق کس راستے سے آتا ہے گویا وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اللہ اسے کس راستے سے جہنم میں ڈالیں گے۔
④ جو شخص گناہ کرتا ہے اور اس پر ہنستا ہے تو وہ روتا ہوا جہنم میں داخل ہوگا۔
⑤ جس شخص کی اہم فکر خواہشات ہوتی ہیں۔ اللہ اس کے دل سے آخرت کا خوف چھین لیتے ہیں۔
⑥ جو شخص کسی غنی کے سامنے دنیا کی وجہ سے تواضع کرتا ہے۔ وہ ایسی حالت میں صبح کرے گا کہ فقر اس کے سامنے موجود ہوگا۔ (واللہ الموافق)

باب : ۳۰

وضو کی فضیلت

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو امامہ باہلی کہتے ہیں: کہ میں نے عمرو بن عبسہ سے سوال کیا کہ تجھے اسلام کا چوتھا فرد کیوں کہتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ میں شروع ہی سے لوگوں کو گمراہی پر سمجھتا تھا۔ بتوں کو کسی شمار میں نہیں رکھتا تھا۔ پھر میں نے سنا کہ مکہ میں ایک شخص ہے جو کچھ خبریں بتاتا ہے۔ میں سواری پر سوار ہو کر مکہ پہنچا دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور لوگ ان پر غضبناک ہیں اور آپ چھپے ہوئے ہیں روپوش ہیں کہ دکھائی نہیں دیتے۔ میں نے آپ تک پہنچنے کی تدبیر کی۔ میں نے سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں ارشاد فرمایا میں نبی ہوں۔ عرض کیا نبی کون ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا بھیجا ہوا رسول۔ عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بھیجا ہے؟ فرمایا ہاں! میں نے کہا کیا دے کر بھیجا ہے۔ فرمایا ان باتوں کے ساتھ کہ ایک خدا کی عبادت کریں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں اور بتوں کو توڑ ڈالیں اور صلہ رحمی کیا کریں۔ میں نے سوال کیا ان باتوں کو ماننے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون لوگ ہیں۔ فرمایا ایک آزاد ایک غلام۔ میں نے دیکھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر اور

بلال تھے۔ میں نے عرض کیا میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوں۔ فرمایا ابھی یہ بات تیری طاقت میں نہیں۔ البتہ اب گھر چلے جاؤ اور جب سنو کہ ہمارے پاس طاقت آ گئی ہے تو آملو۔ کہتے ہیں کہ میں گھر واپس چلا گیا حالانکہ میں مسلمان ہو چکا تھا۔ عمرو بن عبسہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا۔ اس دن میں اسلام کا چوتھا فرد تھا۔ یعنی اس دن مسلمان صرف چار ہی تھے۔ پھر حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ میں جلوہ افروز ہوئے اور میں اپنی سواری پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ دربار نبوت میں حاضری دی عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے پہچانتے ہیں۔ فرمایا ہاں! کیا تو وہی نہیں جو مکہ میں میرے پاس آیا تھا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ مجھے ان باتوں میں سے کچھ سکھایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہیں۔ فرمایا جب صبح کی نماز پڑھ لو تو سورج طلوع ہونے تک نفل نماز نہ پڑھو اور اگر طلوع بھی ہو جائے تو جب تک اونچا نہ ہو جائے کوئی نماز نہ پڑھ۔ پھر جب ایک یا دو نیزہ کی مقدار اونچا ہو جائے تو نماز پڑھ کہ نماز میں فرشتے اس کی شہادت دیتے ہیں حتیٰ کہ زوال کا وقت قریب ہو جائے تو پھر نماز پڑھنے سے رک جا۔ کیونکہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔ جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھ حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔ اس وقت کافر اسے سجدہ کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے وضو کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔ ارشاد فرمایا کہ تمہارا ایک شخص جب وضو کا پانی لے کر بیٹھتا ہے پھر کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی ڈالتا ہے اور جھاڑتا ہے تو اس کے منہ کی اور ناک کی خطائیں سب دور ہو جاتی ہیں۔ پھر جب اللہ کے حکم کے مطابق چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ ہی اس کے چہرے کے گناہ دھوئے جاتے ہیں۔ پھر جب اللہ کے حکم کے مطابق اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ انگلیوں کے پوروں اور کناروں تک سے اتر جاتے ہیں۔ پھر جب اللہ کے حکم کے مطابق ٹخنوں سمیت قدم دھوتا ہے تو اس کے قدموں کے گناہ انگلیوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ ہی نکل جاتے ہیں۔ پھر کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہے جو اس کی شان کے لائق ہے اور دو رکعتیں ادا کرتا ہے تو گناہوں سے یوں پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا اپنی پیدائش کے دن تھا۔
(مسلم ۸۳۲۔ نسائی ۱۴۷۔ احمد ۱۶۴۰۵)

گناہوں کو مٹانے والا عمل ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہ ابو ہریرہؓ سے حضور ﷺ کا فرمان مروی ہے کہ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں۔ جس کی بدولت اللہ گناہوں کو مٹاتے ہیں اور درجات کو بلند کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ ٹھنڈی راتوں میں اچھی طرح سے مکمل وضو کرنا اور ناگوار باتوں پر صبر

کرنا۔ مساجد کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ رباط ہے یعنی دشمن سے بچنے کے لیے ہے۔ (مسلم ۲۵۱۔ ترمذی ۵۱۔ نسائی ۱۴۳۔ ابن ماجہ ۴۲۲) محفوظ قلعہ ہے بعض نے رباط کے بمعنی یہ کہے ہیں اللہ کی راہ میں سرحد پر بیٹھنا۔ یعنی مذکورہ اعمال کا ثواب بھی اتنا ہوگا جتنا اللہ کی راہ میں سرحد کی حفاظت کے لیے پڑاؤ ڈالنے پر ہوگا۔

بے حساب رزق عطا ہو☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد محترم نے مجھے حدیث سنائی کہ حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ میں نے ایک آسمانی کتاب میں دیکھا ہے کہ جو شخص وضو ٹوٹنے پر فوراً وضو کرلیا کرے۔ عورتوں کے پاس گھروں میں نہ آتا جاتا ہو اور ناجائز طریقے سے مال نہ کماتا ہو اسے دنیا کا رزق بلا حساب عطا ہوتا ہے۔

فرشتہ کی گواہی☆

حضرت ابوہریرہؓ سے حضور ﷺ کا فرمان مروی ہے کہ جو شخص پاک کپڑوں میں طہارت کی حالت میں لیٹتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے ساتھ رات گذارتا ہے۔ رات کی جس گھڑی میں بھی وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ اپنے فلاں بندے کی مغفرت فرما کہ اس نے طہارت کی حالت میں رات گذاری ہے۔ (مجمع الزوائد/۲۲۶)

رسول اللہ ﷺ کا وضو☆

حضرت عمران بن ابان کہتے ہیں: کہ میں نے حضرت عثمان کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اپنے ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا اور دھویا پھر تین بار کلی کی ناک میں پانی ڈالا۔ پھر تین بار چہرہ دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ اور پھر بایاں کہنیوں سمیت تین بار دھویا۔ پھر سر کا مسح کیا پھر دونوں قدم تین تین بار دھوئے۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے جس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے اور پھر دو رکعتیں ادا کرے کہ ان میں اپنے نفس سے کوئی بات دنیا کی نہ کرے تو اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(بخاری ۱۵۹۔ مسلم ۲۲۶۔ نسائی ۸۳)

وضو کی نگہداشت صرف مؤمن ہی کرتا ہے☆

حضرت ثوبان رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں: کہ سیدھے رہو اور تم اس میں پورے نہیں رہ سکو گے اور یقین کر لو تمہارے اعمال میں سے بہترین عمل نماز ہے۔ صرف مؤمن ہی وضو کی نگہداشت کرتا ہے (ابن ماجہ ۲۷۷۔ احمد ۲۱۴۴۴) اور پورے نہ رہ سکنے کا بعض نے یہ مطلب بیان کیا

ہے کہ مشکل سے سیدھے رہ سکو گے۔ بعض نے یہ معنی کئے کہ ایمان اور اطاعت اور استقامت کا ثواب تم شمار بھی نہ کرسکو گے۔ وضو کی نگہداشت کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہنا اہل ایمان کے اخلاق میں سے ہے۔ لہٰذا مؤمن کو مناسب ہے کہ دن بھر وضو میں رہے اور رات کو وضو کی حالت میں ہی سوئے اگر وہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے محبوب رکھیں گے۔ محافظ فرشتے اس سے محبت کریں گے اور وہ اللہ کی امان میں ہوگا۔

ایک راہب کا عمل ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عمر نے ایک صحابی کو مصر کی جانب غلاف کعبہ کے سلسلہ میں بھیجا۔ اس صحابی نے شام کے علاقہ میں پڑاؤ کیا پاس ہی کسی راہب کا گرجا تھا۔ وہ راہب اس سے کوئی زیادہ علم والا نہ تھا۔ تاہم حضرت عمرؓ کے اس قاصد نے چاہا کہ اسے مل کر کچھ علم کی باتیں سنیں۔ چنانچہ اس نے آکر دروازہ پر دستک دی مگر اس نے دیر تک دروازہ نہ کھولا۔ بالآخر اندر داخل ہوا اور اس سے کچھ سننے کی خواہش کی۔ اس کا علم اسے اچھا لگا اور اس نے دروازے پر دیر تک روکنے اور انتظار کرنے کا شکوہ کیا۔ وہ راہب کہنے لگا کہ ہم نے آپ کو اس وقت دیکھ لیا تھا جب آپ نے ہماری طرف رخ کیا تھا۔ ہم نے آپ کو سلطانی رعب میں دیکھا تو ڈر گئے اور دروازے پر اس لیے روکے رکھا کہ اللہ نے حضرت موسیٰ کو فرمایا تھا کہ کسی سلطان کا خوف ہو تو وضو کرو اور اپنے گھر والوں کو بھی وضو کا حکم کرتے رہو کیونکہ جو شخص وضو کر لیتا ہے وہ شخص جس چیز کا بھی خوف محسوس کرتا ہو اس سے میری پناہ میں ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی آپ کے آنے سے پہلے دروازہ بند کر لیا۔ پھر میں نے خود بھی وضو کیا اور تمام گھر والوں نے بھی وضو کیا۔ ہم نے نماز پڑھی جس کی وجہ سے ہم اب آپ سے بے خوف ہو گئے ہیں اور دروازہ کھول دیا۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ وضو کرنے والے کو چاہئے کہ تعظیم کے ساتھ وضو کرے اور خیال کرے کہ وہ رب کریم کی زیارت کا ارادہ کرتا ہے۔ لہٰذا اپنے تمام گناہوں سے معافی مانگنی چاہئے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کے غسل کو گناہوں سے غسل کی علامت بنایا ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ اللہ کے نام سے شروع کرے اور جب کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے تو اپنے منہ کو جس طرح پانی سے دھویا ہے غیبت اور جھوٹ سے بھی دھو ڈالے۔ جب اپنے چہرہ کو دھوئے تو اسے حرام نگاہ سے بھی دھو کر پاک کرے۔ اسی طرح باقی اعضاء میں کرے اور جب وضو سے فارغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اور اس کی تسبیح کرے۔

وضو کے بعد کی دُعا☆

حدیث شریف میں ہے کہ مؤمن بندہ جب وضو سے فارغ ہو کر یہ کلمات پڑھتا ہے:

((سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ))

''اے اللہ ہم تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں حمد کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی لائق عبادت نہیں مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔''

تو ان کو مہر لگا کر عرش کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے اور ان پر مہر بدستور رہے گی۔ حتیٰ کہ قیامت میں اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔ (حاکم: ۱/۵۶۴) حضرت عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سے کوئی شخص وضو سے فارغ ہوتا ہے اور یہ پڑھتا ہے:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

اُس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس سے بھی چاہے داخل ہو جائے۔ (ترمذی ۵۵۔ نسائی ۱۴۸۔ ابن ماجہ ۴۷۰۔ احمد ۱۱۶۔ دارمی ۷۱۰)

جن کے ساتھ پانچ چیزیں...... جنت میں داخلہ☆

حضرت ابودرداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قیامت کے دن ایمان کے ساتھ پانچ چیزیں لے کر آئے گا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا:

① جو شخص پانچ نمازوں کی ان کے اوقات میں حفاظت اور پابندی کرے اور ان کے وضو، رکوع اور سجدہ کا خیال رکھے۔

② جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ دل کی خوشی سے ادا کرے پھر ارشاد فرمایا کہ ایسا کام تو مؤمن ہی کر سکتا ہے۔

③ جو شخص رمضان کے روزے رکھے۔

④ اگر گنجائش ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔

⑤ امانت ادا کرے۔

لوگوں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے پوچھا امانت کیا چیز ہے؟ فرمایا جنابت کا غسل کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو دینی امور میں سے اور کسی شئ پر اس کے سوا امین قرار نہیں دیا۔

(ابوداؤد ۴۲۹۔ احمد ۱۷۶۲۲)

بہترین عمل ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں بلال (رضی اللہ عنہ) کو فرمایا کہ مجھے کوئی اپنا بہترین عمل بتا جو تو نے اسلام میں کیا ہو' میں نے آج رات جنت میں تیرے پاؤں کی آہٹ محسوس کی ہے۔ عرض کیا کہ اسلام میں کوئی عمل جو میرے نزدیک بہترین ہو۔ میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ رات ہو یا دن جب بھی میں وضو کرتا ہوں تو رب کریم کی رضا کے لیے کم از کم جتنی مقدار نماز ہو سکے پڑھ لیتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ میں جب بھی وضو کے بغیر ہوتا ہوں تو وضو کر لیتا ہوں اور وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں۔ (بخاری ۱۱۴۹۔ مسلم ۲۴۵۸۔ احمد ۸۰۵۲) (واللہ اعلم بالصواب)

باب: ۳۱

پانچ نمازوں کا بیان

پانچ نمازوں کی مثال ☆

فقیہ حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ پانچ نمازوں کی مثال نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی شخص کے دروازے کے قریب ہی بہہ رہی ہو۔ اس میں پانی بھی خوب ہو ہر شخص ہر روز پانچ مرتبہ اس میں غسل کرتا ہو کیا اس پر کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے۔ یعنی پانچ نمازیں اسے گناہوں سے پاک کر دیتی ہیں اور کبائر کے سوا اُس پر کوئی گناہ نہیں چھوڑتیں (بخاری ۵۲۸۔ مسلم ۶۶۷۔ ترمذی ۲۸۶۸۔ نسائی ۴۵۸) بشرطیکہ نماز کو اس کی پوری عظمت کے ساتھ ادا کرے، اس کے رکوع کو، سجدہ کو اچھی طرح ادا کرے۔ اگر اس کا رکوع سجدہ اچھی طرح نہ کیا تو اس پر پلٹ دی جائے گی۔

نماز کا طریقہ ☆

حضرت خالد روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع تھے کہ ایک آدمی داخل ہوا۔ قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ فارغ ہوا تو آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہ کو سلام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا

کہ واپس جا کر نماز پھر پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ شخص واپس ہوا اور نماز پڑھ لی۔ مگر جب حاضر خدمت ہوا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا واپس جا کر نماز پڑھ کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ یہ ارشاد آپ ﷺ نے اس کو دوبار یا تین بار فرمایا وہ شخص کہنے لگا کہ میں نے تو اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں کی۔ یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ آپ ﷺ میری نماز میں کیا کمی دیکھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کی نماز بھی مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وضو مکمل نہ کرے۔ جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا کہ اپنے چہرے کو دھوئے اور پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے۔ پھر سر کا مسح کرے پھر پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے۔ پھر تکبیر کہے اور اللہ کی حمد وثنا کرے۔ حسب توفیق قرآن کی تلاوت کرے اور رکوع کرے۔ دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھے حتیٰ کہ تمام اعضاء میں سکون پیدا ہو جائے اور وہ ڈھیلے ہو جائیں۔ پھر **سمع اللہ لمن حمدہ** کہتا ہوا سر اٹھائے اور سیدھا کھڑا ہو جائے۔ حتیٰ کہ کمر بالکل سیدھی ہو جائے اور ہر عضو اپنی جگہ پر ہو جائے۔ پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے۔ اپنے چہرے کو اچھی طرح زمین پر رکھ دے۔ حتیٰ کہ اعضاء میں ڈھیلا پن اور سکون پیدا ہو جائے۔ پھر تکبیر کہے اور مقعد پر سیدھا بیٹھ جائے اور کمر کو سیدھا کرے۔ (بخاری ۷۵۷۔ مسلم ۳۹۷۔ ترمذی ۳۰۲۔ نسائی ۸۷۴۔ ابوداؤد ۸۵۶۔ ابن ماجہ ۱۰۶۰۔ احمد ۹۲۶۰۔ دارمی ۱۳۹۵) آنحضرت ﷺ نے اسی طرح چاروں رکعت کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اسی طرح ادا نہ کرے۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے رکوع اور سجود کو مکمل کرنے کا حکم فرمایا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ نماز اسی طرح قبول ہوتی ہے۔ لہٰذا بندے کو مناسب ہے کہ رکوع سجود اچھی طرح ادا کرے تا کہ اس کی نماز کبیرہ گناہوں کے علاوہ جو بھی خطائیں اس سے ہوئی ہیں سب کے لیے کفارہ بن جائے۔

ایک نماز سے دوسری نماز تک کے گناہوں کا کفارہ ☆

فقیہؒ فرماتے ہیں: کہ حضرت حارث سے روایت ہے کہ حضرت عثمان ایک دن تشریف فرما تھے اور ہم بھی بیٹھے تھے کہ مؤذن آ گیا۔ حضرت عثمان نے پانی منگوا کر وضو کیا پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر ظہر کی نماز پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے ان گناہوں کو جو صبح کی نماز سے اس نماز تک ہوتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں۔ پھر جب عصر کی نماز پڑھتا ہے تو ظہر سے عصر تک کے اور جب مغرب پڑھتا ہے تو عصر سے مغرب تک کے اور جب عشاء پڑھتا ہے تو مغرب سے عشاء تک کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ پھر ہو سکتا ہے کہ وہ رات لیٹ کر ہی گذار دے پھر جب صبح اٹھ کر وضو کرے اور نماز فجر پڑھے تو عشاء اور فجر کے درمیان والے گناہوں کی بخشش ہو جاتی

ہے۔ یہی وہ نیکیاں ہیں جو برائیوں کو دور کرتی ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ تو حسنات اور نیکیاں ہوئیں۔ پھر باقیات صالحات سے کیا مراد ہے تو فرمایا:

((سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ)) (احمد ۴۸۳)

نماز......سنتِ ہدایت ☆

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ کل اللہ سے بحالت اسلام ملے تو وہ ان فرض نمازوں کو پابندی سے ادا کرے جن کے لیے اذان دی جاتی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لیے بعض سنتیں ہدایت کی جاری فرمائی ہیں۔ نماز کی یہ پابندی بھی ہدایت والی سنتوں میں سے ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں شخص پیچھے رہ جاتا ہے اور گھر ہی نماز پڑھ لیتا ہے تو تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے اور نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ بخدا ہم نے وہ زمانہ دیکھا ہے کہ ان نمازوں سے وہ منافق ہی پیچھے رہتا تھا۔ جس کا نفاق عام مشہور ہوتا تھا۔ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ ایک آدمی کو دو آدمیوں کے درمیان پکڑ کر لایا جاتا اور صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر کسی مسجد میں جا کر نماز ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے میں ایک نیکی لکھتے ہیں اور ایک درجہ بلند کرتے ہیں اور ایک خطا معاف کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہم اسی وجہ سے قدم چھوٹے چھوٹے رکھا کرتے تھے۔ بیشک آدمی کی نماز جو جماعت سے پڑھتا ہے اکیلے پڑھنے والے سے پچیس گناہ زائد اجر رکھتی ہے۔ (مسلم ۶۵۴۔ ابوداؤد ۵۵۰۔ نسائی ۸۴۰۔ احمد ۳۴۴۰)

قدم کے نشانات لکھے جاتے ہیں ☆

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ ہم نے مسجد کے قریب رہائش منتقل کرنے کا ارادہ کیا۔ مسجد کے آس پاس ہماری کچھ زمین تھی۔ آنحضرت ﷺ کو اس کا پتا چلا تو ہمارے محلے میں پہنچے اور فرمایا اے بنی سلمہ اپنے انہی گھروں میں رہو کیونکہ تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ پھر ہمیں کبھی بھی یہ خواہش نہ پیدا ہوئی کہ ہم مسجد کے پڑوس میں رہیں۔ جب سے حضور ﷺ نے یہ فرمایا جو مذکور ہے۔

(مسلم ۶۶۵۔ احمد ۱۴۱۶۱)

دو براءتیں ☆

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی چالیس دن نماز با جماعت ادا

کرے کہ اس کی کوئی رکعت بھی فوت نہ ہو تو اللہ اس کے لیے دو براءتیں لکھتے ہیں۔ایک براءت جہنم سے دوسری براءت نفاق سے۔(ترمذی ۲۴۱۔احمد ۱۲۱۲۳)

کون سی نماز عند اللہ قبول ہے؟

حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص اچھی طرح سے وضو مکمل کرے پھر نماز میں کھڑا ہو۔اس کے رکوع سجود اور قراءت کو اچھی طرح ادا کرے تو نماز کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے۔جیسا کہ تو نے میری حفاظت کی۔پھر اسے آسمان کی طرف لایا جاتا ہے۔اس سے نور اور روشنی پھوٹتی ہے۔اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔یہاں تک کہ اسے بارگاہِ الٰہی میں پہنچایا جاتا ہے اور وہ اپنے پڑھنے والے کے لیے شفاعت کرتی ہے۔جب کوئی اس کے رکوع سجدے اور قراءت کو خراب کرے تو نماز کہتی ہے کہ اللہ تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا۔پھر اسے اوپر چڑھایا جاتا ہے اور وہ تاریک ہوتی ہے۔جب فرشتے آسمان تک پہنچتے ہیں تو اس کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔پھر وہ ایک بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر پڑھنے والے کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔(مجمع الزوائد ۲/۲۲)

نماز میں چوری ☆

حضرت حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ کیا میں تمہیں چوری میں سے سب سے بدترین آدمی نہ بتاؤں۔عرض کیا وہ کون ہے۔فرمایا جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے۔عرض کیا گیا کہ نماز سے چوری کرنے کی کیا صورت ہے۔فرمایا کہ اس کے رکوع اور سجدہ کو اچھی طرح ادا نہیں کرتا۔(احمد ۲۱۵۹)

نماز......ایک پیمانہ ☆

حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ نماز ایک پیمانہ کی طرح ہے جو پورا پیمانہ ادا کرتا ہے۔اسے پورا دیا جاتا ہے اور جو کم کرتا ہے تو ناپ تول میں کمی کرنے والے کے بارے میں اللہ جو فرماتے ہیں معلوم ہے۔

منافقین پر بھاری نمازیں ☆

حضرت ابو ہریرہؓ حضورؐ کا فرمان نقل کرتے ہیں: کہ منافقوں پر سب سے زیادہ گراں فجر اور عشاء کی نماز ہے اور اگر وہ جان لیں کہ ان میں اجر کیا ہے تو ضرور شامل ہوا کریں خواہ گھٹنوں کے بل چلنا پڑے۔(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ۔نسائی ۸۳۴۔ابن ماجہ ۷۹۷۔احمد ۹۱۲۴)

بشارت☆

حضرت بریدہؓ حضور ﷺ کا فرمان نقل فرماتے ہیں: کہ راتوں کی تاریکیوں میں مسجد کی طرف چل کر آنے والے کو قیامت کے دن مکمل نور حاصل ہونے کی بشارت سنادو۔

(ترمذی ۲۲۳ـ ابوداؤد ۵۶۱ـ ابن ماجہ ۷۸۱)

نماز کی طرف نہ آنے والوں کے لیے وعید☆

حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: کہ میں نے ارادہ کیا کہ نماز پڑھنے کا حکم دے دوں جو بروقت ہو جائے اور خود نوجوانوں کو ساتھ لے کر چلوں جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں اور ان کے گھروں کو جلادوں جو اذان سن کر نماز کے لیے نہیں آتے۔

(بخاری ۶۵۷ـ مسلم ۶۵۱ـ ترمذی ۲۱۷ـ نسائی ۸۴۹ـ ابوداؤد ۵۴۸ـ ابن ماجہ ۷۹۱ـ احمد ۷۰۰۱ـ دارمی ۱۱۸۶)

جنت میں داخلے کا وعدہ☆

حضرت عبادہ بن صامت حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: کہ اللہ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جو ان کو اچھی طرح ادا کرتا ہے اور ان کو ناقص نہیں کرتا لاپرواہی کی وجہ سے تو اس کے لیے اللہ کے ہاں جنت میں داخل کرنے کا پختہ وعدہ ہے۔ جو لاپرواہی میں ان کو چھوڑ دے اللہ کا اس کے لیے کوئی وعدہ نہیں۔ اگر چاہے تو اس پر رحم فرمائے اور چاہے عذاب دے دے۔

(نسائی ۴۵۷ـ ابوداؤد ۴۲۵ـ ابن ماجہ ۱۴۰۸ـ احمد ۲۱۶۳۵)

فوائد☆ حضرت عطاء فرماتے ہیں: کہ آیت مبارکہ ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ [نور: ۳۷] ایسے مرد جن کو اللہ کی یاد سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے نہ فروخت۔ یہاں پر ذکر سے مراد فرض نماز میں حاضر ہونا ہے اور آیت ﴿تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ [سجدہ: ۱۶] ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ اس سے مراد رات کی تاریکی میں نماز ہے۔

میدانِ محشر کا بیان☆

فقیہؒ فرماتے ہیں: کہ میرے والد مرحوم نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو تمام جن وانس ایک میدان میں جمع ہوں گے اور تمام امتیں گھٹنوں کے بل صف بندی میں ہوں گی۔ ایک منادی کہے گا کہ آج تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کرم و شرافت والے کون ہیں؟ ذرا وہ لوگ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں جو ہر حال میں اللہ کی حمد وثناء کرتے تھے یہ لوگ کھڑے ہوں گے اور جنت کی طرف چلے جائیں گے۔ پھر دوبارہ ندا ہوگی کہ تمہیں ابھی معلوم ہوگا کہ اہل کرم کون ہیں۔ وہ لوگ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے

تھے اور ہر حال میں اپنے رب کو پکارتے تھے۔ ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے تھے۔ یہ لوگ اٹھیں گے اور جنت کی طرف چل دیں گے۔ پھر تیسری بار منادی پکارے گا کہ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اہل کرم کون ہیں۔ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں۔ جنہیں تجارت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی اور نہ نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے سے روکتی تھی۔ وہ لوگ کھڑے ہو کر جنت کی طرف چلے جائیں گے۔ جب یہ تینوں قسم کے لوگ اپنے ٹھکانوں پر چلے جائیں گے تو آگ سے ایک گردن نکلے گی۔ جس کی دو آنکھیں دیکھنے والی ہوں گی۔ ایک زبان ہوگی وہ تمام مخلوق پر جھانکے گی اور کہے گی کہ میں تین قسم کے لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں:

① میں ہر سرکش متکبر پر مسلط کی گئی ہوں پھر وہ ان لوگوں کو صفوں میں سے یوں چن لے گی جیسے پرندہ تلوں میں سے دانہ چنتا ہے اور انہیں لے کر جہنم میں چھپ جائے گی۔

② پھر دوبارہ نکلے گی اور کہے گی کہ میں ان لوگوں کے لیے مقرر کی گئی ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے تھے اور ان کو صفوں سے چن کر جہنم میں لے جائے گی۔

③ پھر تیسری بار نکلے گی۔ ابو منہال کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ کہے گی کہ میں ان لوگوں کے لیے مقرر کی گئی ہوں۔ جو تصویروں کا مشغلہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ان کو صفوں میں سے چن کر جہنم میں لے جائے گی۔ پس جب اِدھر سے تین قسم کے لوگ اور اُدھر سے تین قسم کے لوگ چن لیے جائیں گے تو نامہ اعمال بکھیر دیا جائے گا اور ترازو رکھ دیا جائے گا اور مخلوق کو حساب کے لیے لایا جائے گا۔

ابلیس کی نصیحت سے توبہ☆

مروی ہے کہ ابلیس شروع میں لوگوں کو نظر آتا تھا ایک آدمی نے اس سے کہا اے ابو مرہ میں کیا حیلہ اختیار کروں کہ تیرا جیسا بن جاؤں وہ کہنے لگا تیرا ناس ہو آج تک مجھ سے ایسا سوال کسی نے نہیں کیا تو یہ سوال کیسے کرتا ہے۔ آدمی نے کہا میں پسند کرتا ہوں اس بات کو شیطان نے کہا بہت اچھا اگر میرے جیسا ہونا چاہتا ہے تو نماز میں سستی اختیار کر لے اور قسم کھانے میں کبھی پرواہ نہ کرنا کہ جھوٹی ہے یا سچی۔ وہ آدمی بولا بخدا میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں نہ نماز چھوڑوں گا اور نہ ہی کبھی قسم کھاؤں گا۔ ابلیس نے کہا کہ تیرے سوا کسی شخص نے حیلہ کر کے مجھ سے کوئی بات نہیں پوچھی۔ آج سے میں بھی اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ کسی کو کوئی نصیحت نہیں کروں گا۔

سب سے معزز لوگ☆

حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں سب بندوں سے زیادہ عظمت والے

لوگ وہ ہیں جو سورج اور چاند کا دھیان رکھتے ہیں۔ ساتھیوں نے کہا کیا اے ابودرداء مؤذن مراد ہیں۔ فرمایا بلکہ جو مسلمان بھی نماز کے وقت کا خیال رکھتا ہے۔

نماز☆

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز رب کریم کی رضا کا ذریعہ ہے۔ ملائکہ کی محبت کا باعث ہے۔ انبیاء کا محبوب عمل ہے۔ معرفت کا نور ہے۔ ایمان کی اصل ہے دعا کی قبولیت کا سامان ہے اعمال کے مقبول ہونے کا ذریعہ ہے۔ رزق میں برکت کا ذریعہ ہے۔ جسم کی راحت کا سبب ہے۔ دشمنوں کے مقابلے میں ہتھیار ہے۔ شیطان کی ناراضگی کا سامان ہے۔ نمازی اور ملک الموت کے درمیان سفارشی ہے۔ قبر کا چراغ ہے اس کے پہلو تلے کا بچھونا ہے۔ منکر نکیر کے لیے جواب ہے قیامت کے لیے قبر میں نمازی کا مونس وغمخوار ہے۔ جب قیامت ہوگی تو یہی نماز اس کے اوپر سائبان کی طرح ہوگی اور اس کے سر کا تاج اور بدن کا لباس ہوگی۔ اس کے آگے چلنے والا نور بنے گی اور اس کے پیچھے جہنم کے درمیان حائل ہوگی۔ اللہ کے حضور مؤمنین کے لیے حجت اور دلیل بنے گی۔ میزان عمل میں انتہائی بوجھل ہوگی۔ پل صراط سے گذر جانے کا ذریعہ ہے۔ جنت کی کنجی ہوگی اس لیے کہ نماز اللہ کی پاکیزگی اور حمد وثناء وکبریائی وعظمت کے بیان پر قراءت اور دعا پر مشتمل ہے اور اسے وقت پر ادا کرنا ہی تمام اعمال سے افضل ہے۔

سب سے پہلے نماز کا حساب☆

حضرت حسن بصری حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر اسے اچھی طرح ادا کیا ہوگا تو اس کے لیے حساب آسان کر دیا جائے گا۔ اس میں کچھ نقص ہوا تو ملائکہ سے فرمائیں گے۔ اگر میرے بندے کی کوئی نفل نماز ہے تو فرائض کی کمی اس سے پوری کر دو۔ (ابوداؤد ۸۶۴۔ ابن ماجہ ۱۴۲۵۔ احمد ۱۶۳۳۹۔ دارمی ۱۳۲۱) باقی اعمال کا حساب بھی اسی طرح سے ہوگا۔ کہتے ہیں کہ جو شخص پانچوں نماز باجماعت پڑھنے کی پابندی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پانچ نعمتیں عطا فرماتے ہیں:

① اس سے رزق کی تنگی ہٹا دیتے ہیں۔
② عذاب قبر اس سے ہٹا دیا جاتا ہے۔
③ نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے۔
④ پل صراط پر سے چمکتی ہوئی بجلی کی طرح گذرے گا۔
⑤ جنت میں بلا حساب داخل ہوگا۔

نمازوں میں سستی کا بدلہ☆

جو شخص پانچوں وقت نماز میں سستی کرتا ہے۔ اللہ اس کے عوض اسے بارہ باتوں میں مبتلا فرمائیں گے۔ تین دنیا میں، تین موت کے وقت۔ تین قبر میں، تین قیامت کے دن۔ زندگی میں تین یہ ہیں:

① اس کی کمائی سے برکت اٹھالی جائے گی۔
② اس کے باقی اعمال بھی قبول نہ ہوں گے۔
③ اس کے چہرے سے بھلائی چھین لی جاتی ہے اور لوگوں کے ہاں وہ مبغوض ہوتا ہے۔

موت کے وقت تین یہ ہوں گے:

① منکر نکیر کے سوالات ہوں گے۔
② قبر کی تاریکی ہوگی۔
③ اس کی تنگی ہوگی۔

قیامت کے تین یہ ہیں:

① حساب میں سختی ہوگی۔
② اللہ کا اس پر غضب ہوگا۔
③ دوزخ میں اس کو عذاب ہوگا۔

جمعہ اور نماز باجماعت کی فضیلت☆

حضرت ابوذر نے بھی آنحضرت سے یہی مضمون روایت کیا ہے۔

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ ایک آدمی ابن عباسؓ سے پوچھنے لگا۔ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو رات بھر نوافل پڑھتا ہے اور دن بھر روزہ رکھتا ہے۔ مگر جمعہ میں حاضر نہیں ہوتا اور نہ نماز باجماعت میں شامل ہوتا ہے اگر وہ اسی حالت میں مر جائے تو اس کا ٹھکانا کہاں ہوگا۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ وہ شخص پورا مہینہ آتا رہا اور یہی سوال کرتا رہا۔ آپ اسے یہی جواب دیتے رہے کہ وہ دوزخ میں ہوگا۔

قرب قیامت……☆

فقیہؒ اپنے والدین سے نقل کرتے ہیں: کہ انہوں نے ایک حدیث سنائی کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہے گا اور قرآن کے صرف نقوش باقی رہ جائیں گے۔ ان کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر ہدایت سے ویران ہوں گی۔ ان کے علماء اس وقت آسمان کے نیچے

بدترین علماء میں سے ہوں گے۔ انہیں سے فتنے پھوٹ پھوٹ کر نکلیں گے اور انہیں میں لوٹ جائیں گے۔

نماز......مصائب ٹالتی ہے☆

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں: کہ اللہ سے حاجت کی طلب نماز سے ممکن ہے۔ پہلے لوگوں کی مصیبتیں نماز ہی کی بدولت ہٹادی جاتی تھیں۔ان میں سے کسی کو کوئی آفت پہنچتی تو وہ نماز کی پناہ لیتا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾

[صٰفّٰت: ١٤٣، ١٤٤]

سو اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اس کے پیٹ میں رہتے۔ابن عباس فرماتے ہیں کہ تسبیح کرنے والوں سے مراد نماز پڑھنے والے ہیں۔

حسن بصری فرماتے ہیں: کہ خوشحالی کے دن گریہ زاری کرنا مصائب سے بچاتا ہے اور کوئی مصیبت بھی آجائے تو ایسے شخص کو سہارا ملتا ہے۔

بہترین نعمت☆

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: کہ کسی بندے کو اس سے بہتر نعمت نہیں ملی کہ دو رکعت نماز پڑھنے کی توفیق مل جائے۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ اگر مجھے دو رکعت نماز اور جنت پر اختیار دیا جائے تو میں دو رکعت کو جنت پر ترجیح دوں گا اس لیے کہ دو رکعت نماز میرے اللہ کی رضا ہے اور جنت سے میری اپنی طبیعت راضی ہوگی۔

مروی ہے کہ اللہ نے سات آسمان بنائے اور انہیں فرشتوں سے بھر دیا اور نماز پڑھنے کا حکم دیا۔جس میں وہ ایک لمحہ کے لیے بھی کوتاہی نہیں کرتے۔ ہر آسمان والے فرشتوں کے لیے عبادت کی ایک نوع وقسم مقرر فرمائی۔ چنانچہ ایک آسمان کے فرشتے صور پھونکنے تک اپنے قدموں پر عبادت میں کھڑے ہیں۔ایک آسمان والے رکوع میں اور ایک آسمان والے سجدہ میں ہیں ایک آسمان والے ہیبت کے مارے اپنے پر ڈھیلے چھوڑے ہوئے ہیں۔ علیین اور عرش کے فرشتے عرش کے گرد طواف میں لگے ہوئے اپنے رب کی تسبیح کر رہے ہیں۔ زمین والوں کے لیے مغفرت کی دعا مانگنے میں اور اہل ایمان کو اللہ نے یہ اعزاز بخشا کہ انکی ایک نماز میں فرشتوں کی ساری عبادت جمع کر دی۔ حتی کہ ہر آسمان والوں سے انکو حصہ ملا باعتبار عبادت کے۔ قرآن کی تلاوت نماز میں یہ ایک زائد چیز ہے۔

اسلئے ان سے شکر کا مطالبہ ہے کہ اس کی شرطوں اور حدوں کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ﴾

[بقرہ: ۳]

''وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین کرتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم کرتے ہیں نماز کو اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ﴾ [بقرہ: ۴۳]

''اور نماز قائم کرلو۔''

اور فرمایا:

﴿وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ﴾ [نساء: ۱۶۲]

''اور جو قائم کرنے والے ہیں نماز کو۔''

حاصل یہ کہ قرآن میں نماز کا ذکر جہاں کہیں بھی آپ پائیں گے ساتھ ہی اس کے قائم کرنے کا ذکر ہوگا اور منافقوں کا ذکر آیا تو فرمایا:

﴿فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ﴾

[ماعون: ۴،۵]

''ایسے نمازیوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو اپنی نمازوں کو بھلا بیٹھے ہیں۔''

ان کو مُصَلِّیْنَ اور مومنوں کو ﴿اَلْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ﴾ فرمایا یعنی نماز قائم کرنے والے تاکہ معلوم ہو کہ مُصَلِّیْنَ تو بہت ہیں مگر قائم کرنے والے بہت کم ہیں۔ کتنے غافل لوگ ہیں جو رواج کے طور پر اعمال کرتے ہیں مگر یہ دھیان نہیں کرتے کہ اللہ کے ہاں مقبول ہوگا یا نہیں۔

غفلت سے پڑھی نماز قبول نہیں ☆

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے: کہ تم میں سے کچھ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں کہ ان کی نماز کا صرف ایک تہائی یا چوتھا یا پانچواں یا چھٹا (احمد ۴/ ۱۴۹۷) حتی کہ آپ ﷺ نے دسواں حصہ بھی ذکر فرمایا جس کا حاصل یہ کہ نماز کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے جو دھیان سے پڑھا اور جو غفلت سے پڑھا وہ نہیں لکھا جاتا۔

دو رکعت نماز ...... کفارۂ ذنوب ☆

حدیث میں مروی ہے کہ جو آدمی اللہ کی طرف متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھتا ہے تو گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے پیدائش کے دن تھا۔ (ابوداؤد ۱۲۹۔ دارمی ۷۱۰) بندے کی نماز میں شان اور عظمت توجہ الی اللہ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پس جب بندہ نماز میں متوجہ نہ ہو بلکہ نفسانی خواہشات میں لگا ہوا ہو تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی بادشاہ کے دروازے پر اپنی کوتاہیوں اور خطاؤں کی معذرت کے لیے کھڑا ہو۔ جب بادشاہ تک رسائی ہو اور اسے سامنے حاضری ہوئی اور بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا تو یہ کھڑا دائیں بائیں جھانکنے لگ گیا۔ بادشاہ ایسے شخص کی کیا حاجت پوری کرے گا۔ بادشاہ تو اس پر اسی قدر متوجہ ہو گا جس قدر یہ میلان دکھائے گا۔ یہی حال نماز کا ہے کہ اگر بندہ اس میں کھڑا ہو کر غافل ہی رہا تو قبول نہیں ہوگی۔ جان رکھو کہ نماز کی مثال ایسی ہے جیسے کسی بادشاہ نے شادی رچائی اور دعوت ولیمہ کی۔ جس میں قسم قسم کے کھانے اور مشروبات تیار کئے کہ ہر قسم میں ایک لذت اور ہر قسم کا نفع الگ ہو۔ نماز بھی اسی طرح ہے کہ رب کریم نے بندوں کو اس کی طرف دعوت دی ہے۔ ان کے لیے اس میں مختلف افعال رکھے ہیں اور قسم قسم کے ذکر فرمائے ہیں اور بندوں کو اس پر لگایا ہے تاکہ وہ عبادت کی ہر قسم سے لذت اندوز ہوں اس کے افعال کھانوں کی طرح اور اذکار مشروبات کی مانند ہیں۔

نماز میں بارہ ہزار خاصیتیں ہیں ☆

مروی ہے کہ نماز میں بارہ ہزار خاصیتیں ہیں پھر ان بارہ ہزار کو صرف بارہ میں جمع کر دیا گیا۔ پس جو نماز پڑھنے لگے اسے ان بارہ خاصیتوں کا ضرور خیال رکھنا چاہئے تاکہ اس کی نماز کامل ہو جائے۔ چھ ان میں سے نماز کے شروع کرنے سے پہلے ہیں اور چھ شروع کرنے کے بعد ہیں:

① علم ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل جہالت والے کثیر عمل سے بہتر ہے۔

② وضو حضور ﷺ نے فرمایا کوئی نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوتی۔

(مسلم ۲۲۴۔ ترمذی ۱۔ ابن ماجہ ۲۷۲۔ احمد ۴۴۷۹)

③ لباس کی بابت آیت مبارکہ میں ہے:

﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ [اعراف: ۳۱]

''تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔''

یعنی ہر نماز کے پڑھنے کے وقت کپڑے پہن رکھو۔

④ وقت کی نگہداشت۔ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ [نساء: ۱۰۳]

''یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ مقید ہے۔''

یعنی وقت کی اطاعت کے ساتھ نماز فرض کی گئی ہے۔

⑤ قبلہ کی طرف متوجہ ہونا۔ ارشاد فرمایا:

﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾ [بقرہ: ۱۵۰]

''پھر اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر لیجئے اور تم سب جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنے چہروں کو اسی کی طرف کیا کرو۔''

⑥ نیت ہے حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ہر آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے نیت کی ہو۔

(بخاری ا۔ مسلم ۱۹۰۷۔ ترمذی ۱۶۴۷۔ نسائی ۷۴۔ ابوداؤد ۲۲۰۱۔ ابن ماجہ ۴۲۲۷۔ احمد ۱۶۳)

⑦ تکبیر ہے حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز کی حرمت میں داخل کرنے والی چیز تکبیر ہے اور حلال کرنے والی چیز سلام ہے۔ (ترمذی ۳۔ ابن ماجہ ۲۷۵۔ احمد ۹۵۷۔ دارمی ۶۸۴)

⑧ قیام ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ [بقرہ: ۲۳۷]

''اور کھڑے ہو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے۔''

یعنی اللہ کی رضا کے لیے نماز کی حالت میں قیام کرو۔

⑨ قراءت ہے۔ ارشاد ہے:

﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ [مزمل: ۲۰]

''پس جو قرآن سے میسر ہو پڑھو۔''

⑩ رکوع ہے۔ ارشاد ہے:

﴿وَارْكَعُوْا﴾ [بقرہ: ۴۳]

''رکوع کرو۔''

⑪ سجدہ ہے۔

﴿وَاسْجُدُوْا﴾ [حج: ۷۷]

''اور سجدہ کرو۔''

⑫ قعدہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ جب آدمی اپنا سر آخری سجدہ سے اٹھاتا ہے اور تشہد کی مقدار بیٹھتا ہے۔ اس کی نماز پوری ہوگئی جب یہ بارہ چیزیں پائی جائیں گی۔ آخر میں مہر اور ختم کی ضرورت ہوگی۔ وہ اخلاص ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے:

﴿فَادْعُوا اللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ [غافر: ١٤]

''اور اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت اس کے لیے خاص رکھیں۔''

پھر علم کی تین صورتیں ہیں:

① فرض اور سنت کو الگ الگ پہچانتا ہو کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔
② اپنے بدن کو گناہوں سے پاک کرے۔
③ اعضاء وضو کو اچھی طرح دھوئے لیکن اسراف یعنی زیادہ پانی استعمال نہ کرے۔ لباس میں بھی تین باتیں اہم ہیں: (۱) حلال سے بنا ہو۔ (۲) نجاستوں سے پاک ہو۔ (۳) سنت کے موافق ہو اور تکبر کے طور پر نہ ہو۔

وقت کی نگہداشت میں بھی تین باتیں ہونی چاہئیں:

④ تیری نظر سورج، چاند، ستاروں پر لگی رہنی چاہئے کہ ہر وقت، وقت کا دھیان رہ سکے۔
⑤ کان اذان کی طرف متوجہ رہیں۔
⑥ دل میں وقت کا خیال رکھنے کی فکر رہتی ہو۔

اسی طرح قبلہ کی طرف متوجہ ہونے میں بھی تین باتیں ہیں:

① اپنا رخ قبلہ کی طرف کرے۔
② دل کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہو۔
③ ذلت و عاجزی کی کیفیت ہو۔

نیت کی تکمیل تین چیزوں سے ہوتی ہے:

① جانتا ہو کہ کون سی نماز پڑھنے لگا ہے۔
② یقین کرے کہ اللہ کے حضور کھڑا ہونے لگا ہے اور وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ لہٰذا ہیبت اور خوف کی
حالت میں کھڑا ہو

③ یقین اس بات کا بھی کرے کہ اللہ تیرے دل میں جو کچھ ہے سب جانتا ہے۔ لہٰذا بندہ دِل کو دنیوی مشاغل سے فارغ وخالی کرے۔

اسی طرح تکبیر کی بھی تین اہم شرطیں ہیں:

① صحیح اور دھیان سے کہے۔

② ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے۔

③ تیرا دل حاضر ہو اور پوری عظمت کے ساتھ تکبیر کہے۔

ایسے ہی قیام کی تکمیل تین چیزوں سے ہوتی ہے۔

① اپنی نگاہ کو سجدہ کی جگہ پر رکھے۔

② اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ رکھے۔

③ دائیں بائیں التفات نہ کرے۔

اور قراءت کی تکمیل تین باتوں سے ہوتی ہے:

① فاتحہ کو غلطی سے بچا کر پڑھے۔

② غور سے قراءت کرے اور معانی پر دھیان کرے۔

③ جو کچھ پڑھتا ہے اس پر عمل کرے۔

رکوع کی تکمیل بھی تین چیزوں سے ہے:

① اپنی کمر پھیلا دے نہ اونچی کرے نہ پست

② اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے اور انگلیوں کو کھول کر الگ الگ رکھے۔

③ اطمینان سے رکوع کرے اور تسبیحات وقار اور عظمت سے پڑھے۔

سجدہ تین چیزوں سے مکمل ہوتا ہے:

① ہاتھ کانوں کے برابر رکھے۔

② بازو زمین پر نہ پھیلائے۔

③ اطمینان حاصل کرے اور تسبیح کو پُرسکون پڑھے۔

جلوس اور قعدہ تین چیزوں سے مکمل ہوتا ہے:

① دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پر بیٹھے۔

② عظمت کے ساتھ تشہد پڑھے اور اپنے اور مؤمنین کے لیے دعا کرے۔

③ نماز کے اختتام پر سلام کہے اور سلام کا مکمل ہونا یہ ہے کہ تیرے دل کی پختہ نیت یہ ہو کہ تیرا

سلام ان لوگوں پر ہو جو تیری دائیں جانب ہیں محافظ فرشتے ہوں یا مرد و عورت اور ایسے ہی بائیں جانب والوں پر۔ تیری نگاہ سلام کے وقت کندھوں سے آگے نہیں گذرنی چاہیے۔

اخلاص کا کمال تین چیزوں میں ہے:

① اپنی نماز سے رضائے الٰہی کا طالب ہو لوگوں کی رضا مطلوب نہ ہو۔

② اس عمل کو اللہ کی توفیق سے سمجھتا ہو۔

③ اسکی ایسی حفاظت کرے کہ اسکو لے کر قیامت میں حاضر ہو سکے۔ اسلئے کہ اللہ نے فرمایا:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ﴾ [انعام: ۲۸]

''جو شخص نیکی کو لایا۔''

﴿مَنْ عَمِلَ الْحَسَنَةَ﴾

''کہ جس کسی نے نیکی کی۔'' نہیں فرمایا

نمازی کے مناسب یہ ہے کہ دھیان رکھے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے۔ اور اس فعل کی قدر و منزلت کیا ہے۔ تاکہ اللہ کی توفیق پر اس کی حمد کرے کیونکہ نماز میں طرح طرح کی چیزیں شامل ہیں۔ افعال کی ہوں یا ذکر کی۔ سوچئے بندہ نماز کے لیے کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہے۔ جس کے معنی ہے اللہ بہت ہی بزرگ و برتر ہے تو اللہ فرماتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ میں ہر چیز سے بڑا ہوں اور میری طرف متوجہ ہوا ہے۔ پھر جب تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اٹھاتا ہے تو اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ ہر ایک سے براءت حاصل کرتا ہوں۔ پھر ثناء سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ پڑھتا ہے۔ اور دل میں اس کا معنی بھی سمجھتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ میں اللہ کی ہر نقص اور عیب سے براءت اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں۔ وَبِحَمْدِكَ اور ٹھیک تیرے لیے حمد ہے۔ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ یعنی تیری قدر و منزلت اور شان بہت بلند ہے۔ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ یعنی تیرے سوا کوئی خالق، رزاق اور معبود نہیں نہ پہلے تھا اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ پھر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھتا ہے۔ کہ میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اپنی پناہ میں لے لے اور شیطان ملعون کے فتنوں سے محفوظ فرما۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یعنی اس ذات کے نام سے جو اول ہے جس سے پہلے کچھ نہ تھا اور جس کے بعد کچھ نہ ہوگا۔ اَلرَّحْمٰن جو اپنی تمام مخلوق کو رزق دے کر مہربانی کرتا ہے۔ اَلرَّحِيْم اور قیامت کے دن صرف اپنے خاص مؤمنین پر رحم کرے گا۔

پھر پوری سورۂ فاتحہ پڑھے کہ حمد و ثناء اور شکر ہے کہ اس نے مجھے ان لوگوں میں سے نہیں بنایا جن پر غضب ہوا ہے۔ یعنی یہود اور ان میں سے جو گمراہ ہیں، یعنی نصاریٰ اللہ نے مجھے اپنے انبیاء

والے راستہ پر قائم فرمایا اور جب رکوع کرے تو اپنے جی میں اس مضمون کا خیال رکھے کہ گویا کہہ رہا ہے اے اللہ میں تیرے حضور جھکا ہوں اور اس پر معصیت نفس کو تیرے دربار میں لے کر حاضر ہوں میرا نفس تیری عظمت کے سامنے تابع فرمان ہے اور امید ہے کہ تو عفو و درگذر کرے اور رحم فرمائے اور پھر زبان سے سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھے جس کا معنی ہے کہ میں اپنے عظیم اور کریم رب کے سامنے پیش کرتا ہوں پھر اپنا سر رکوع سے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتے ہوئے اٹھائے۔ جس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا جس نے اس کی توحید کا اقرار کیا اور اس کی اطاعت کی۔ پھر ربنا لك الْحَمْدُ کہے اے اللہ تیرے لیے ہی حمد ہے کہ ہمیں توفیق عطا فرمائی۔ پھر سجدہ کرے سجدہ کا معنی ہے کہ تواضع و قدم بوسی کے طور پر جھک جائے۔ گویا بزبان حال یہ کہہ رہا ہے اللہ تو نے میرے چہرے کو بہترین صورت بخشی۔ اس میں آنکھ کان اور زبان وغیرہ اور دیگر چیزیں مجھے بہت ہی محبوب اور میرے فائدہ کی عطا فرمائیں۔ میں ان کو تیرے حضور لا کر رکھتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں۔ پھر زبان سے سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے کہ میرا رب پاک ہے جو کہ بلند و بالا ہے کہ جس سے اوپر کوئی چیز نہیں۔ پھر بیٹھے اور تشہد پڑھے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ یعنی بادشاہی اسی بزرگی و برتر کی ہے اور وہی تمام حمد و ثناء کے قابل ہے۔

حسن بصری سے مروی ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں کچھ بت تھے اور لوگ انہیں کہا کرتے تھے کہ ابدی حیات تیرے لیے ہے۔ نمازیوں کو حکم ہوا کہ وہ یہ اقرار اللہ کے لیے کریں کہ بقاء اور ہمیشہ کی بادشاہی تیرے ہی لیے ہے۔ وَالصَّلَوٰاتُ یعنی پانچوں نمازیں اسی اللہ کے لیے ہیں اور کوئی اس لائق نہیں کہ اس کے لیے نماز پڑھی جائے۔ وَالطَّیِّبَاتُ یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت اور گواہی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ گویا وحدانیت اسی کے لیے خاص ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ یعنی اے نبی آپ پر سلام ہو کہ آپ نے اپنے رب کا پیغام پہنچایا اور اپنی امت کے ساتھ اخلاص اور ہمدردی فرمائی۔ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ یعنی اللہ پاک کی رضامندی ہو آپ کے لیے وَبَرَکَاتُہٗ اور اس کی برکات آپ کو نصیب ہوں اور آپ کے اہل بیت کو اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ یعنی اللہ کی مغفرت ہمیں نصیب ہو اور ان تمام انبیاء پر جو پہلے گذرے اور صدیقین پر اور جو بھی ان حضرات کے طریق پر قیامت تک چلتا رہے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس کے انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اس کے برگزیدہ اور

اس کی تمام مخلوق میں سے پسندیدہ اور منتخب ہیں۔ پھر تشہد کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے۔ پھر اپنے لیے اور تمام مؤمن مردوں اور عورتوں کے لیے دعا مانگے۔ پھر دائیں اور بائیں سلام کہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تم میرے اسلامی بھائی ہو۔ میرے شر اور خیانت سے امن میں رہو گے۔ جب کہ میں مسجد سے باہر جاؤں گا۔

نمازی کے اکرامات☆

حسن بصری سے حضور ﷺ کا فرمان مروی ہے کہ نمازی کو تین کرامتیں اور اعزاز نصیب ہوتے ہیں:

① آسمان کی طرف سے اس پر خیر و برکت نثار کی جاتی ہے جو اس کے سر تک پہنچتی ہے۔
② فرشتے اس کو قدموں سے لے کر آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔
③ ایک فرشتہ کہتا ہے پکارتا ہوا کہ اگر بندہ جان لے کہ کس سے گفتگو کر رہا ہے تو کبھی اپنی نماز سے ہٹنا پسند نہ کرے تو یہ سب نماز کے اعزازات و کرامات ہیں۔ لہٰذا اسے اپنی نماز کی قدر و منزلت پہچانی چاہئے اور اللہ کے اس عظیم احسان و توفیق پر جتنی ہو سکے حمد و ثناء کہے اور شکر کرے۔

حضرت سعید، حضرت قتادہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت دانیال علیہ السلام حضرت محمد کی امت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ لوگ ایسی نماز پڑھتے ہیں کہ اگر وہ نماز قوم نوح پڑھتی تو کبھی غرق نہ ہوتی۔ قوم عاد پڑھتی تو ان پر آندھی کا عذاب نہ آتا۔ قوم ثمود پڑھتی تو چیخ کے عذاب سے ہلاک نہ ہوتی۔ پھر قتادہ فرمانے لگے کہ نماز کا خوب دھیان رکھو کہ وہ اہل ایمان کا ایک بہترین وصف ہے۔

حضرت لیث حضور ﷺ کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ میری امت بخشی بخشائی ہے۔ اللہ ان کے اخلاص کی بدولت ان کی دعاؤں اور نماز کی برکت سے ان کے کمزور و ناتواں افراد کے ذریعہ عذاب کو ان سے دور کر دیتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب : ۳۲

اذان واقامت کی فضیلت

مؤذن بن جاؤ......یاامام بن جاؤ☆

فقیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے کہ میں جنت میں داخل ہوجاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی قوم کا مؤذن بن جا کہ تیری وجہ سے وہ اپنی نماز کیلئے جمع ہوجایا کریں۔ کہنے لگا یارسول اللہؐ! اگر میں نہ کرسکوں تو فرمایا امام بن جا کہ تیرے پیچھے لوگ نماز پڑھا کریں گے، عرض کیا اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو ارشاد فرمایا تو صف اول کو لازم پکڑ۔

مؤذن کی فضیلت☆

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ [فصلت: ۳۳]

''اوراس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جواللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں ہوں''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ یہ آیت مبارکہ مؤذنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو لوگوں کو نماز کے لیے بلاتے ہیں۔ خود اذان واقامت کے درمیان نماز پڑھتے ہیں۔

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ [فصلت: ۳۳]

''اوراس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو خدا کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرماں بردار ہوں۔''

حضرت ابوامامہ باہلی سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مؤذن کی آواز جہاں تک جاتی ہے اس کو حاصل ہونے والی مغفرت اس تمام جگہ کو گھیر لیتی ہے اوراسے تمام لوگوں جتنا اجر ملتا ہے جو بھی اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے ہیں اوران لوگون کے اجر میں اس سے کچھ کمی نہیں آتی۔

(مجمع الزوائد ۱/۳۲۶)

مؤذن اللہ کا وزیر☆

حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت خولہ سے آنحضرت کا فرمان مبارک نقل فرماتے ہیں کہ

مریض جب تک مرض کی حالت میں رہے اللہ کا مہمان ہوتا ہے۔ جس کے لیے ہر دن ستر شہیدوں کا اجر آسمان پر چڑھتا ہے۔ پھر اگر اسے عافیت بخش دیں تو اس کا گناہوں سے پاک ہونا یوں ہوتا ہے جیسے کہ بچہ پیدائش کے وقت اور اگر اسی وقت موت آ جائے تو جنت میں بلا حساب داخل کرتے ہیں اور موذن اللہ کا وزیر ہے جسے ہر نماز پر ہزار صدیقوں کا ثواب ملتا ہے عالم اللہ کا وکیل اور نمائندہ ہے۔ جسے قیامت میں ہر حدیث پر نور عطا ہوگا اور ہر حدیث کے بدلے ایک ہزار سال کی عبادت لکھی جائے گی۔ علم سیکھنے والے مرد ہوں یا عورتیں اللہ کے خدام ہیں جن کی جزاء جنت ہی ہوسکتی ہے۔

فوائد ☆ فقیہ فرماتے ہیں: کہ دربان ہونے سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو دربار الٰہی میں حاضری کے وقت کی اطلاع و پیغام دیتا ہے۔ جس طرح بادشاہ کا دربان لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دیتا ہے۔ اللہ کا وزیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ نماز میں اس کی اقتداء کرتے ہیں اور ان کی نماز بھی اس کی نماز کے ساتھ مکمل ہوتی ہے۔

اذان...... جہنم سے خلاصی ☆

حدیث میں ہے کہ جو شخص سات سال تک اذان دیتا ہے۔ اللہ اس کو جہنم کے سات حصوں سے نجات عطا فرماتے ہیں۔ بشرطیکہ اس کی نیت درست ہو۔

(ترمذی ۲۰۶۔ ابن ماجہ ۷۲۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ موذن کو آواز پہنچنے کی حد تک مغفرت حاصل ہوتی ہے۔ تمام خشک وتر چیزیں اس کی تصدیق کرتی ہیں۔

(نسائی ۶۴۱۔ ابوداؤد ۵۱۵۔ ابن ماجہ ۷۲۴۔ احمد ۷۲۹۳)

تمام چیزیں موذن کے لیے گواہ ہوں گی ☆

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں: کہ جب تو ان بستیوں میں ہوا کرے اور اذان کہنے لگے تو اپنی آواز کو خوب بلند کر کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ موذن کی آواز کو جو بھی سنتے ہیں درخت ہوں یا پتھر یا کچلے ڈھیلے، جن وانس یہ سب قیامت کے دن اللہ کے حضور اسکے حق میں گواہی دینگے۔

(بخاری ۶۰۹۔ نسائی ۶۴۰۔ ابوداؤد ۵۱۵۔ ابن ماجہ ۷۲۴۔ احمد ۷۹۳)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی فضیلت ☆

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بلال کو قیامت کے دن جنت کی اونٹنی پر سوار کرا کے بھیجیں گے جو اس کی کمر پر ہی اذان کہے گا اور جب ((اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰه)) کہے گا تو لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں

گے اور کہیں گے کہ جیسی تو گواہی دیتا ہے ہم بھی ایسی ہی گواہی دیتے ہیں۔ حتی کہ وہ تمام محشر کا چکر کاٹے گا اور فارغ ہوگا تو جنت کے حلے لائے جائیں گے تو سب سے پہلے حلہ بلال کو پہنایا جائے گا۔ پھر صالحین مؤذنوں کو۔ (یہ موضوع حدیث ہے ذکرہ ابن الجوزی فی الموضوعات ۲/۱۶)

مؤذن......سب سے لمبی گردن والا ☆

قتادہ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ کی یہ بات ہمارے ہاں عام ذکر کی جاتی تھی کہ مؤذن حضرات قیامت کے دن سب سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے (مسلم ۳۸۷۔ ابن ماجہ ۷۲۵۔ احمد ۱۲۲۶۸) اور قیامت میں انبیاء کے بعد سب سے پہلے شہداء اور مؤذنوں کا فیصلہ ہوگا۔ چنانچہ بیت اللہ اور بیت المقدس کے مؤذن کو بلایا جائے گا اس کے بعد دوسرے مؤذن آئیں گے۔

اکابر کی تمنائیں ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں مؤذن ہوتا تو کسی جہاد میں شامل نہ ہونے کی کوئی پرواہ نہ کرتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ مجھے ایک بات کے علاوہ کسی بات کا افسوس نہیں کہ میں اس کی تمنا میں ہی رہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسنؓ اور حسینؓ کیلئے مؤذن بننے کی درخواست کرلوں۔
(مجمع الزوائد ۱/۳۲۶)

حضرت سعید بن وقاصؓ سے بھی یہ قول مروی ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں: کہ اگر میں مؤذن ہوتا تو حج فرض کرنے کے بعد مجھے کوئی حج اور عمرہ کرنے کی پرواہ نہ ہوتی۔

مؤذنوں کی کثرت ☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شہر میں مؤذن زیادہ ہوتے ہیں اس شہر میں سردی کم ہوتی ہے۔
(الفوائد المجموعہ ص ۱۸۔ تنزیہ الشریعہ ۲/۷۹)

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان بھاگتا ہوا روحاء مقام تک پہنچ جاتا ہے جو مدینہ سے تیس میل پر ہے۔
(مسلم ۳۸۸۔ احمد ۱۳۸۸۴)

مؤذن کے دس ضروری اوصاف ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مؤذن کو دس خصلتوں کی ضرورت ہے جس کے بعد وہ مؤذن کا مرتبہ پاسکتے ہیں:

① نماز کے اوقات سے واقف ہو اور اس کا خوب دھیان رکھے۔

۲ اپنے حلق کا خیال رکھے اذان کے لیے اپنے حلق کو مشقت میں نہ ڈالے۔
۳ جب خود موجود نہ ہو اور مسجد میں کوئی دوسرا اذان کہہ دے تو اس پر ناراض نہ ہو۔
۴ اذان کو اچھی طرح سنا کر کہے۔
۵ اس کے ثواب کا اللہ سے طلب گار ہو اور لوگوں پر احسان نہ دھرے۔
۶ غنی ہو یا فقیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے ہر ایک کو حق بات کہے۔
۷ امام کا انتظار اسی قدر کرے جو لوگوں پر گراں نہ ہو۔
۸ مسجد میں کوئی اس کی جگہ پر آ بیٹھے تو ناراض نہ ہو۔
۹ اذان و اقامت کے درمیان لمبی نماز نہ پڑھے۔
۱۰ اپنی مسجد کا خوب خیال رکھے کوڑا کرکٹ سے خوب پاک صاف رکھے۔ بچوں کو آنے سے ہٹاتا رہے۔

امام کے لیے دس ضروری اوصاف ☆

امام کے لیے بھی دس باتیں ضروری ہیں تا کہ اس کی اور مقتدیوں کی نماز پوری ہو جائے:

۱ قرآن کو صحیح پڑھنے والا ہو غلط پڑھنے والا نہ ہو۔
۲ اس کی تکبیرات صحیح جزم کے ساتھ ہوں۔
۳ اپنے رکوع اور سجدہ کو پوری طرح ادا کرے۔
۴ اپنے آپ کو حرام اور مشتبہ مال اور اشیاء سے بچا کر رکھے۔
۵ اپنے بدن کو اور کپڑوں کو نجاست وغیرہ سے محفوظ رکھے۔
۶ مقتدیوں کی مرضی کے بغیر قراءت لمبی نہ کرے۔
۷ خود پسندی میں مبتلا نہ ہو۔
۸ نماز شروع کرنے سے پہلے اپنے گناہوں کی توبہ و استغفار کر لے کہ وہ اپنے پیچھے والوں کا سفارشی ہے۔
۹ سلام کہے تو دعا کے لیے اپنے ہی کو خاص نہ کرے یہ قوم سے خیانت ہے۔
۱۰ مسجد میں کوئی اجنبی آ جائے تو اس کی ضروریات کا خیال رکھے۔

جنت کی ضمانت ☆

حضرت ابو سعید خدری آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں پانچ قسم کے لوگوں کے لیے جنت کا ضامن ہوں:

① نیک عورت جو اپنے خاوند کی تابعدار ہو۔
② وہ بیٹا جو والدین کا فرمانبردار ہو۔
③ وہ شخص جو مکہ کے راستے میں فوت ہو گیا ہو۔
④ وہ شخص جو اچھے اخلاق والا ہو۔
⑤ وہ شخص جو کسی مسجد میں نیکی سمجھ کر ثواب کی غرض سے اذان دیتا ہے۔

امام ضامن...... مؤذن امین ☆

حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: کہ امام ضامن اور مؤذن امین ہوتا ہے۔ اے اللہ اماموں کو ہدایت نصیب فرما اور مؤذنوں کے گناہ معاف فرما۔

(ترمذی ۲۰۷۔ ابوداؤد ۵۱۷۔ احمد ۷۱۸۷)

فوائد ☆ فقیہ فرماتے ہیں: کہ مؤذن کو حدیث میں اس لیے امین کہا ہے کہ لوگ اپنی نمازوں اور روزے کے معاملے میں اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ لہٰذا مؤذن پر مسلمانوں کے حقوق میں سے یہ بات ہے کہ وہ فجر کی اذان طلوع فجر سے پہلے نہ کہے تاکہ ان کی سحری اور نماز کا معاملہ شبہ میں نہ پڑ جائے۔ ایسے ہی مغرب کی اذان غروب سے پہلے نہ کہے تاکہ ان کی افطار کا معاملہ شبہ میں نہ پڑ جائے یہی وہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے اسے امین کہا ہے۔ اور امام ضامن ہے کہ وہ قوم کی نمازوں کا ذمہ دار ہے کہ ان کی نماز اس کی نماز سے صحیح قرار پاتی ہے۔ گویا اس کی نماز سے ان کی نماز صحیح شمار ہوتی ہے۔

امام، مؤذن اور غلام ☆

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ تین قسم کے لوگ ہیں۔ جو قیامت کے دن کستوری اور مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ جنہیں نہ حساب پریشان کرے گا اور نہ بڑی گھبراہٹ غمگین کرے گی ایک شخص وہ ہے جو کسی قوم کا امام رہا اور لوگ اس سے خوش رہے۔ دوسرے وہ شخص جس نے پانچوں اذانیں اللہ کی رضا کے لیے دیں۔ تیسرا وہ غلام جس نے اپنے رب کی اطاعت کی اور آقا کا بھی فرمانبردار تھا۔ (ترمذی ۱۹۸۶۔ احمد ۴۵۶۸)

لوگوں کی اجازت کے بغیر امام نہ بنے ☆

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل فرماتے ہیں: کہ مسلمانوں کو جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کے گھر میں بلا اجازت دیکھے۔ اگر دیکھ لیا تو گویا وہ اس میں بلا اجازت داخل ہو گیا اور جو شخص بلا اجازت داخل ہوا اس نے اپنا عہد توڑ لیا۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اپنی طبعی حاجت کو روکتے ہوئے نماز پڑھے جب تک کہ فارغ نہ ہو جائے۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ کسی قوم کی امامت ان کی

اجازت کے بغیر کرائے۔ اگر ایسا کیا تو ان لوگوں کی نماز قبول ہو جائے گی مگر اس کی نماز مردود ہو گی۔ امام دعا کے لیے اپنی ذات کو خاص نہ کرے ایسا کرے گا تو لوگوں سے خیانت کرے گا۔

(ترمذی ۳۵۷۔ ابوداؤد ۹۰۔ احمد ۲۱۳۸۱)

اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے ...... ☆

حضرت ابو ہریرہؓ سے حضور ﷺ کا فرمان عالی مروی ہے: کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان کہنے اور صف اول کا کیا اجر و ثواب ہے تو وہ اس پر قرعہ اندازی کیا کرتے اور اگر جان لیتے کہ ظہر کے لیے دھوپ میں آنے کا کیا اجر ہے تو ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے اور اگر جان لیتے کہ عشاء اور فجر کی نماز میں حاضری کا کیا درجہ ہے تو ضرور شامل ہوتے۔ خواہ گھسٹ کے آنا پڑتا۔

(بخاری ۶۱۵۔ مسلم ۴۳۷۔ نسائی ۵۳۷۔ احمد ۶۹۲۸۔ مالک ۱۳۸)

اذان ...... عرش تک پہنچتی ہے ☆

حضرت ضحاک کہتے ہیں: کہ جب حضرت عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان دیکھی اور حضرت بلال کو سکھائی تو حضور ﷺ نے حضرت بلال کو حکم فرمایا کہ چھت پر چڑھ کر اذان کہے۔ بلال نے جب اذان شروع کی تو لوگوں نے مدینہ میں ایک شدید آواز محسوس کی۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا جانتے ہو کہ یہ آواز کیا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ تمہارے رب کے حکم سے آسمان کے دروازے عرش تک بلال کی اذان کے لیے کھولے گئے ہیں۔ حضرت ابوبکر نے سوال کیا کہ یہ خصوصیت صرف بلال کو ہے یا تمام مؤذنوں کے لیے ہے۔ فرمایا تمام مؤذنوں کے لیے ہے۔ فرمایا کہ مؤذنوں کی روحیں شہداء کی روحوں کے ساتھ اکٹھی رہتی ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا مؤذن کہاں ہیں؟ تو یہ لوگ مشک اور کافور کے ٹیلوں پر کھڑے ہو جائیں گے۔

پانچ قسم کے آدمیوں کی نماز نہیں ہوتی ☆

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: پانچ قسم کے آدمیوں کی نماز نہیں ہوتی۔

① جو عورت خاوند سے ناراض ہو۔
② جو غلام اپنے آقا کے پاس سے بھاگ جائے۔ جب تک واپس نہ لوٹے۔
③ وہ قطع تعلق کرنے والا جو تین دن کے بعد اپنے بھائی سے نہیں بولتا۔
④ شراب پینے کا عادی۔

⑤ ایسا شخص جو لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے اور وہ اس کو ناپسند رکھتے ہیں۔

فوائد ☆ فقیہ فرماتے ہیں: کہ یہ ناپسندیدگی دو طرح کی ہے۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ اپنی کسی برائی کی وجہ سے ناپسندیدہ ہو یا وہ قرآن مجید غلط پڑھتا ہے اور انہیں اسکے علاوہ بھی شخص ملتا ہے یا جماعت میں ایسا شخص موجود ہے، جو اس سے علم و فضل میں بڑھ کر ہے اور یہ کراہت بجا ہے اور اس شخص کو امامت کرانا منع ہے۔ اگر اسلئے ناپسند کرتے ہیں کہ امر بالمعروف کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ مبغوض ہے یا محض حسد کرتے ہیں اور جماعت میں اس سے بہتر شخص بھی نہیں تو یہ کراہت غلط اور بے جا ہے۔ اس شخص کو چاہئے کہ جائز ہے کہ انکی امامت کرے خواہ وہ کیسے ہی جلتے ہیں۔

مؤذن کی فضیلت ☆

حضرت جابر بن عبداللہ سے حضور ﷺ کا فرمان مروی ہے کہ ثواب کی غرض سے اذان کہنے والے قیامت کے دن اپنی قبروں سے اذان کہتے ہوئے نکلیں گے اور مؤذن کے لیے ہر وہ شئے گواہی دے گی جو اس کی آواز کو سنے گی۔ پتھر یا درخت یا ڈھیلا یا کوئی انسان یا کوئی خشک یا تر چیز اور اللہ اس کی آواز پہنچنے کی حد تک اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ اس کے لیے اتنے لوگوں کی تعداد کے بقدر اجر لکھواتے ہیں کہ جو اس کی اذان پر نماز پڑھتے ہیں۔ وہ اذان و اقامت کے درمیان جو کچھ مانگے اللہ اسے عطاء کرتے ہیں۔ یعنی یا تو وہی چیز اسے دنیا میں دے دیتے ہیں یا آخرت کے لیے ذخیرہ بنا لیتے ہیں۔ یا اس کے عوض اس کے سر سے کوئی آفت ٹال دیتے ہیں اور پہلا شخص جسے قیامت کے دن جنت کا لباس پہنایا جائے گا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پھر محمد ﷺ پھر دوسرے رسول اور انبیاء علیہم السلام کو پھر بغرض ثواب اذان کہنے والوں کو پہنایا جائے گا اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ عمدہ سرخ یاقوت ان کو پیش کریں گے اور قبر سے محشر تک ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔ (اداہ ابن الجوزی فی الموضوعات ۲/۱۵)

عذابِ قبر سے محفوظ اشخاص ☆

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: کہ تین آدمیوں کو اللہ تعالیٰ عذاب قبر سے محفوظ رکھیں گے:

(۱) مؤذن (۲) شہید (۳) جو کوئی جمعہ کی رات یا دن میں فوت ہوا۔

عبدالاعلی التیمی فرماتے ہیں: کہ تین قسم کے لوگ کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے۔ حتی کہ لوگ حساب سے فارغ ہو جائیں گے:

① کسی قوم کا امام جو محض رضائے الٰہی کے لیے امام بنا۔

② جس شخص نے اللہ کی رضا کے لیے قرآن پڑھا۔

④ وہ مؤذن جو رضائے الٰہی کے لیے لوگوں کو نماز کی طرف بلاتا ہے۔

مؤذن جیسا اَجر☆

ایک حدیث میں مروی ہے کہ جو شخص مؤذن کے ساتھ ساتھ انہی کلمات کو پڑھتا ہے اس کو بھی اس جیسا اجر ملے گا۔ (مجمع الزوائد ۱/۳۳۱)

حدیث میں مروی ہے کہ مؤذن اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا تھا تو آنحضرت ﷺ بھی اس کے ساتھ کہتے تھے۔ ایسے ہی شہادتین کے وقت کرتے اور جب وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہتا تو آپ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کہتے تھے۔

فوائد ☆ فقیہ فرماتے ہیں: کہ آدمی کو مناسب ہے کہ جب اذان سنے تو پوری عظمت کے ساتھ اس کی طرف کان لگائے اور جو کلمات مؤذن کہتا ہے یہ بھی کہتا جائے اور جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ پر پہنچے تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کہے اور مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہے تو یہ مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ جواب میں کہے۔

اذان کے کلمات کے معانی ☆

مناسب ہے کہ اذان کی تفسیر اور معانی کو سمجھے۔ ہر کلمہ کا ایک ظاہری معنی اور ایک باطنی معنی ہوتا ہے۔ چنانچہ جب مؤذن اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہے تو اس کا ظاہری معنی کہ اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے ہوا کہ جب وہ بہت بڑا ہے تو اس کا بتایا ہوا عمل زیادہ ضروری اور واجب ہوگا۔ لہٰذا اس کے کام میں لگو دنیا کے کاموں کو چھوڑو اور جب اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہے تو اس کی تفسیر یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ معنی یہ ہوا کہ اللہ نے تم کو ایک کام کا حکم دیا ہے۔ اس کا حکم مانو کہ اس کے سوا کوئی تمہیں نفع دینے والا نہیں اور نہیں مانو گے تو اس کے عذاب سے کوئی چھڑانے والا نہیں اور جب کہے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ تو اس کا معنی یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں تاکہ تم ان پر ایمان لاؤ۔ ان کی تصدیق کرو۔ معنی یہ ہوا کہ جماعت کے قائم کرنے کا حکم اسی پیغمبر ﷺ کا ہے لہٰذا وہ جو حکم فرمائیں اس کی اتباع کرو اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کا معنی تو یہ ہے کہ نماز کے ادا کرنے کی طرف جلدی کرو۔ مطلب یہ ہوا کہ نماز کا وقت آگیا ہے۔ لہٰذا اسے باجماعت ادا کرو وقت سے مؤخر نہ کرو۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کا معنی یہ ہے کہ نجات اور سعادت کی طرف جلدی کرو۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے اس کو سعادت اور نجات کا سبب بنایا ہے۔ لہٰذا اس کو قائم کرو اور اس کے عذاب سے نجات حاصل کرو۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کا معنی یہ ہے اللہ سب سے بڑا بزرگ اور برتر ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اس کا بتایا

ہوا کام بہت اہم اور ضروری ہے۔اس میں تاخیر اور سستی نہ کرو پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہتا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔معنی یہ ہوا کہ اپنی نماز کو اسی کے لیے خالص کرو۔

(واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

باب : ۳۲

پاکیزگی اور صفائی

مسواک کے فوائد☆

فقیہؒ اسماعیل سے نقل کرتے ہیں: کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مسواک کا ضرور استعمال کیا کرو۔ اس میں دس باتیں ہیں: (۱) منہ کو صاف کرتی ہے۔(۲) رب کی رضا کا ذریعہ ہے۔(۳) ملائکہ کی خوشی کا سبب ہے۔(۴) آنکھوں کو جلا بخشتی ہے۔(۵) دانتوں کو سفید کرتی ہے (۶) مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے اور اس کی بیماری کو ختم کرتی ہے۔(۷) کھانا ہضم کرنے میں مدد دیتی ہے۔(۸) بلغم ختم کرتی ہے۔(۹) نمازوں کا اجر اس سے بڑھ جاتا ہے۔(۱۰) منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے جو قرآن کے نکلنے کا راستہ ہے۔

مسواک وضو کا حصہ☆

حضرت حسان بن عطیہ حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وضو ایمان کا ایک حصہ ہے (ترمذی ۳۵۱۷۔نسائی ۲۳۹۴۔ابن ماجہ ۲۸۰) اور مسواک وضو کا حصہ ہے۔اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ پاتا تو ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔(بخاری ۸۸۷۔مسلم ۲۵۲۔ترمذی ۲۲۔نسائی ۷۔ ابوداؤد ۴۶۔۲۸۷۔احمد ۷۰۳۷) مسواک کر کے پڑھی ہوئی دو رکعت ایسی ستر رکعت سے بہتر ہیں جو بغیر مسواک کے پڑھی گئی ہوں۔(الفوائد المجموعہ ص ۱۱)

انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتیں☆

حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ سے نقل فرماتے ہیں: کہ سنت انبیاء علیہم السلام پانچ چیزیں ہیں: (۱) مونچھیں تراشنا۔(۲) ناخن کٹوانا۔(۳) زیر ناف بال مونڈنا۔(۴) بغل کے بال نوچنا۔ (۵) مسواک کرنا۔

(مسلم ۲۶۱۔ترمذی ۲۷۵۷۔نسائی ۴۹۵۴۔ابوداؤد ۵۳۔ابن ماجہ ۲۹۳۔احمد ۱۷۲۰۶)

مسواک کی تاکید☆

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: کہ کھانے کے بعد مسواک کرنا دو نو عمر غلام آزاد کرنے

سے زیادہ قیمتی ہے۔

مسواک کی تاکید☆

حدیث میں مروی ہے کہ جبرائیل ہمسائے کے بارے میں اتنی تاکید فرماتے رہے کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اسے وارث ہی بنادیں گے (بخاری ۶۰۱۴۔ مسلم ۲۶۲۵۔ ترمذی ۱۹۴۲۔ ابوداؤد ۵۱۵۲۔ ابن ماجہ ۳۶۷۳۔ احمد ۵۳۲۰) اور غلاموں کے بارے میں اتنی تاکید کرتے رہے کہ اب مجھے گمان ہونے لگا کہ آزاد ہونے کا حکم ہی لے کر آئیں گے اور مسواک کی اس قدر تاکید فرمائی کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ مسوڑھے بھی باقی رہ سکیں گے یا نہیں اور عورتوں کے بارے میں اتنی تاکید فرمائی کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ شاید طلاق دینا اب حرام ہو جائے گا اور تہجد کے بارے میں اتنی تاکید فرمائی کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ میری امت کے نیک لوگ رات کو سونا پسند نہیں کریں گے۔

جبرئیل علیہ السلام کی نفرت☆

مجاہد کہتے ہیں: کہ ایک دفعہ جبرائیل کچھ عرصہ تک تشریف نہ لائے۔ حضور ﷺ نے تاخیر کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے ہم کیسے آئیں جب کہ یہاں کے لوگ ناخن نہیں تراشتے مونچھیں نہیں کٹاتے۔ اعضائے بدن کی میل نہیں اتارتے اور مسواک نہیں کرتے۔ پھر بھی ہم تو تیرے رب کے حکم سے حاضر ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہر جمعہ غسل کرنا خوشبو لگانا مسواک کرنا ضروری ہے۔

(بخاری ۸۸۰)

ناخن تراشنے کی فضیلت☆

حمید بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: کہ جو شخص جمعہ کے دن اپنے ناخن تراشتا ہے اللہ اس کی بیماری دور کر دیتے ہیں اور شفاء عطا فرماتے ہیں۔

حوروں کا حسن مسواک سے بڑھتا ہے☆

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: کہ معراج کی شب جب آپ جنت میں داخل ہوئے تو حوروں کی ایک خاص جماعت نے آپ کا استقبال کیا اور کہنے لگیں کہ آپ امت سے فرمائیں کہ مسواک کیا کریں اس سے ہمارے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔

کوڑھ سے محفوظ رہنے کا نسخہ☆

ابن شہاب حضور ﷺ کا فرمان عالی نقل فرماتے ہیں: کہ جو شخص جمعہ کے دن اپنے ناخن تراشتا ہے وہ جزام (کوڑھ) کے مرض سے محفوظ رہتا ہے۔ (ذکرہ ابن الجوزی فی الموضوعات ۱۶۹/۲) بعض روایات میں ہے کہ حضور ﷺ نے ہر چالیس دن میں زیر ناف کی صفائی ضروری اور

جمعہ میں ناخن تراشنے کی مدت مقرر فرمائی۔ (مسلم ۲۵۸۔ ترمذی ۲۷۵۸۔ نسائی ۱۴۔ ابوداؤد ۴۲۰۰۔ احمد ۱۱۷۸۵) ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے منہ درست رکھا کرو یعنی صاف ستھرے کہ یہ ادائیگی قرآن کا محل ہے۔

مسواک کرنے کی اقسام☆

فقیہ فرماتے ہیں: کہ مسواک کرنا تین قسم پر ہے:

① یا تو اللہ کی رضا اور سنت پر عمل مقصود ہوگا۔

② ذاتی نفع کے لیے۔

③ لوگوں کی وجہ سے۔

اگر سنت اور رضائے الٰہی مقصود ہو تو اس پر اجر ملے گا اور ہر نماز ستر نمازوں کے برابر ہوگی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے اور اگر ذاتی نفع کے لیے ہے تو اس پر ثواب نہ ہوگا اور اگر ریا کاری کی نیت ہے تو اس پر گناہ بھی ہوگا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ابتلاء کا ذکر☆

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آیت: ﴿وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا﴾ [بقرہ: ١٢٤] ''جب ابراہیم کو ان کے رب نے کئی کئی باتوں سے آزمایا اور انہوں نے سب کو پورا کر دیا تو اللہ نے فرمایا میں تمہیں لوگوں کا امام بنا دوں گا''۔ میں جس امتحان کا ذکر ہے وہ پانچ طرح کی صفائی سر کے حصہ میں اور پانچ طرح کی باقی جسم کے حصہ میں مراد ہے۔ سر والی پانچ یہ ہیں: (۱) مونچھیں کتروانا (۲) کلی کرنا (۳) ناک میں پانی ڈالنا (۴) مسواک کرنا۔ (۵) سر کی مانگ نکالنا۔ اور باقی جسم کی یہ ہیں: (۱) ناخن تراشنا (۲) ختنہ کرنا (۳) بغل کے بال نوچنا۔ (۴) زیر ناف بال صاف کرنا (۵) پانی سے استنجا کرنا۔

باب: ٣٤

جمعہ کی فضیلت

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت اوس بن اوس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں اصل جمعہ کا دن ہے کہ اس میں آدم کی پیدائش ہوئی۔ اسی میں ان کا وصال ہوا۔ اسی میں قیامت کا صور پھونکا جائے گا کہ جس سے لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ لہٰذا اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ عرض کیا گیا ہمارا درود آپ ﷺ پر کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ کا جسم اطہر مٹی کے اجزاء میں مل جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تم

کیا کہتے ہو۔ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام مبارکہ کو کھائے۔

(ابوداؤد ۱۰۴۷۔ نسائی ۱۳۵۷۔ ابن ماجہ ۱۶۳۶۔ احمد ۱۵۵۷۵۔ دارمی ۱۵۲۶)

ایک حدیث میں ہے کہ سائل نے کہا کہ آپ ہمیں جواب کیسے دیں گے۔ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک سالم نہ رہے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام مبارکہ کو کھانا حرام کر دیا ہے اور جو مسلمان مجھ پر سلام کہے گا اللہ میری روح کو ادھر متوجہ فرما دیں گے اور میں اس کے سلام کا جواب دوں گا۔

(ابوداؤد ۲۰۴۷۔ احمد ۱۰۳۹۵)

جمعہ میں حاضری پر انعام ☆

حضرت اوس بن اوس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ جس نے غسل کیا اور جلد سے جلد مسجد میں پہنچا۔ ابتداء سے ہی امام کے قریب جگہ حاصل کی اور خاموش بیٹھا کوئی لغو کلام یا کام نہ کیا۔ اسے ہر قدم کے عوض سال بھر کے روزوں اور راتوں کی عبادات کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی ۴۹۶۔ نسائی ۱۳۶۴۔ ابوداؤد ۳۴۵۔ ابن ماجہ ۱۰۸۷)

محمد بن فضیل فرماتے ہیں: کہ میں نے یزید بن ہارون سے حدیث کے کلمہ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ کا معنی پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اعضاء وضو کو دھویا اور پھر پورا غسل کیا اور ایسے ہی بَكَّرَ وَابْتَكَرَ کا معنی یہ بتایا کہ جس نے غسل کرنے میں جلدی کی اور جمعہ کے لیے بھی جلدی پہنچا۔

جمعہ سب سے افضل دن ☆

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کسی ایسے دن پر سورج طلوع یا غروب نہیں ہوا جو جمعہ کے دن سے افضل ہو۔ زمین کا ہر ہر جاندار سوائے جن وانس کے سہا ہوا ہوتا ہے۔ مسجدوں کے دروازوں میں دو فرشتے ہوتے ہیں۔ جو پہلے پہلے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں: کہ وہ ایسے شخص کی طرح ہیں جو اونٹ کی قربانی کرے اور اس کے بعد والا اس شخص کی طرح ہے جو بکری کی قربانی کرے اور اسکے بعد آنے والا ایسا ہے جو کسی پرندے کا صدقہ کرتا ہے۔ اس کے بعد آنے والا ایسا ہے جو انڈے کا صدقہ کرتا ہے اور جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ ناموں والا کاغذ لپیٹ لیتا ہے۔

(احمد ۷۳۶۲)

جمعہ...... کفارۂ ذنوب ☆

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن اچھی طرح وضو کر کے جمعہ کے لیے آئے۔ امام کے قریب پہنچ کر خاموشی سے خطبہ سنے تو اس کے ایک جمعہ سے

لے کر دوسرے جمعہ تک کے اور تین دن زائد کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جو شخص کنکریوں وغیرہ میں مشغول ہوتا ہے تو وہ لغو کام کر رہا ہے اور جس نے لغو کام کیا اسے جمعہ کا اجر نہیں ملے گا۔

(مسلم ۸۵۷ ترمذی ۴۹۸۔ ابوداؤد ۱۰۵۰۔ ابن ماجہ ۱۰۹۰۔ احمد ۱۹۴۰)

جمعہ کی ایک گھڑی ☆

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ جمعہ کا دن ہے کہ اس میں آدم کی تخلیق ہوئی اور اسی میں انہیں اللہ نے جنت میں داخل کر دیا۔ اسی دن میں انہیں جنت سے زمین پر اتارا گیا اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی اور اسی میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ مؤمن بندہ اس گھڑی میں اللہ سے جو سوال کرتا ہے۔ وہ اسے عطا فرماتے ہیں۔

(مسلم ۸۵۴۔ ترمذی ۴۹۱۔ نسائی ۱۳۵۶۔ ابوداؤد ۱۰۴۶۔ احمد ۹۹۱۲۔ مالک ۲۲۲)

ابوسلمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں وہ گھڑی جانتا ہوں وہ دن کی آخری گھڑی ہے اور یہ وہی گھڑی ہے جس میں آدم پیدا کئے گئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾ [انبیاء ۳۷]

''انسان جلدی ہی کا بنا ہوا ہے۔''

اقوالِ سلف (رحمہم اللہ) ☆

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں: کہ جمعہ کے دن کی حاضری مجھے نفل حج سے زیادہ محبوب ہے اور کعب احبار سے منقول ہے کہ آگ کا پیالہ پینا شراب کا پیالہ پینے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔ شراب کا پیالہ جمعہ چھوڑنے کی بجائے اچھا ہے اور لوگوں کی گردنوں پر سے گذرنے کی بجائے جمعہ چھوڑ دینا زیادہ پسند ہے۔

جمعہ کے وقت اشارے سے کلام بھی ممنوع ہے ☆

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے منبر پر آیت تلاوت فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت ابی بن کعب سے پوچھا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابودرداء نے حضرت ابی بن کعبؓ سے سوال کیا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی تو انہوں نے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ فارغ ہوئے تو ابی بن کعب کہنے لگے۔ تیری نماز میں سے تیرا حصہ تو صرف یہی لغو کام ہے جو تو نے کیا ہے۔ حضرت عبداللہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بارے حضور ﷺ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: ابی نے سچ کہا۔ پھر فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور

جو چیز تیل وغیرہ میسر ہو استعمال کرتا ہے پھر جمعہ کیلئے آتا ہے کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ لوگوں کی گردنوں کو نہیں پھلانگتا جو مقدر میں ہو نماز پڑھتا ہے۔ امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو یہ توجہ اور خاموشی سے بیٹھتا ہے۔ ایسے شخص کے دو جمعوں کے درمیان ہونے والے گناہ اللہ معاف فرما دیتے ہیں۔

(ابن ماجہ ۱۱۱۱، احمد ۲۰۷۳۶)

جمعہ...... تمام دنوں کا سردار☆

حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کہتے ہیں: کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ اللہ کے ہاں ان سب دنوں سے بڑھ کر ہے۔ وہ اللہ کے نزدیک عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ اس کی پانچ خصلتیں ہیں:

① آدم کی پیدائش اسی میں ہوئی۔
② اس میں انہیں زمین پر اتارا گیا۔
③ اسی دن ان کا وصال ہوا۔
④ اس میں ایک گھڑی ایسی بھی ہے کہ اس میں اللہ سے جو سوال بھی ہوگا عطا کیا جائے گا بشرطیکہ سوال حرام کام کا نہ ہو۔
⑤ اس دن قیامت قائم ہوگی اور مقرب فرشتہ اپنے رب کے پاس ہو یا زمین و آسمان میں کہیں بھی ہو وہ جمعہ کے دن سے ڈر محسوس کرتا ہے کہ کہیں قیامت کا دن نہ ہو۔

(ابن ماجہ ۱۰۸۴۔ احمد ۱۴۹۹۷)

جمعہ کے دن مختلف قسم کے لوگوں کے مختلف اجر☆

حضرت علی فرماتے ہیں: کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو شیطان اپنا لاؤلشکر لے کر نکلتا ہے۔ وہ لوگوں کے لیے بازاروں کو مزین کرتا ہے اور جھنڈے ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ادھر فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھے لوگوں کے نام حسب مرتبہ لکھتے ہیں۔ حتی کہ امام خطبہ کے لیے آ جاتا ہے اور جو شخص امام کے قریب ہوتا ہے اور کان لگا کر سنتا ہے۔ کوئی لغو کام اور کلام نہیں کرتا۔ ایسے شخص کو اجر و ثواب کے دو حصے ملیں گے۔ جو دور ہی سے کان لگا کر سنتا رہا اور چپ رہا کوئی لغو کام اور کلام نہ کیا اسے اجر و ثواب کا ایک حصہ ملے گا اور جو قریب بیٹھ کر بھی لغو کام میں لگا رہا اور دھیان سے خطبہ وغیرہ نہ سنا اسے گناہ کے دو حصے ملیں گے۔ جس نے دوسرے کو رکنے کا حکم بھی کہہ دیا تو گویا اس نے بھی بات کر لی اور جس نے بات کر لی اس نے بھی لغو کام کیا۔ اس کا جمعہ بیکار ہو گیا۔ (ابوداؤد ۱۰۵۱) اس کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا: کہ میں نے تمہارے نبی ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔

جمعہ کی رات مردوں کو تحائف ملتے ہیں☆

فقیہؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ صالح المری جمعہ کی رات جامع مسجد کی طرف نماز فجر کے ارادے سے جا رہے تھے۔ ایک قبرستان پر سے گذر ہوا کہنے لگے کہ فجر ہونے تک یہیں ٹھہرنا چاہئے۔ چنانچہ قبرستان میں داخل ہوئے دو رکعت نماز پڑھی اور ایک قبر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اتنے میں آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ تمام مردے قبروں سے نکل کر حلقے بنا کر بیٹھ گئے ہیں اور باتیں کرتے ہیں۔ مگر ایک نوجوان جس کے کپڑے میلے کچیلے ہیں وہ ایک جانب الگ ہوکر غمگین صورت بیٹھا ہے۔ اتنے میں کچھ طباق آئے جو رومالوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ ان لوگوں میں سے جس کو طباق ملتا وہ لے کر اپنی قبر میں چلا جاتا۔ یہاں تک کہ یہ نوجوان اکیلا باہر رہ گیا اور اس کے پاس کچھ نہ آیا۔ بالآخر یہ نوجوان غم وحزن کے ساتھ اٹھ کر اپنی قبر میں جانے لگا تو میں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا وجہ ہے کہ تو اتنا غمگین ہے اور یہ کیا ماجرا ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ نوجوان بولا اے صالح المری کیا تو نے وہ طباق دیکھے تھے۔ میں نے کہا ہاں مگر وہ کیا تھے۔ کہنے لگا کہ یہ زندہ لوگوں کے تحفے ہیں جو وہ اپنے مردوں کے لیے بھیجتے ہیں۔ وہ جو بھی صدقہ کرتے ہیں یا ان کے لیے دعائیں مانگتے ہیں تو وہ سب چیزیں ان کے پاس جمعہ کی رات آتی ہیں اور میں ایک سندھی آدمی ہوں۔ اپنی والدہ کے ساتھ حج کے ارادے سے آیا تھا۔ جب بصرہ پہنچے تو میرا انتقال ہو گیا اور میری والدہ نے نکاح کر لیا اور اپنے خاوند سے یہ ذکر تک بھی نہیں کیا کہ میرا کوئی لڑکا تھا۔ دنیا نے اسے غافل کر دیا ہے۔ میرا ذکر کبھی اس کے ہونٹوں پر اور زبان پر نہیں آیا۔ اس پر مجھے جتنا بھی غم ہو بجا ہے کہ میرا کوئی نہیں جو میرے مرنے کے بعد مجھے یاد کرے۔ صالح کہتے ہیں میں نے کہا تیری ماں کا گھر کہاں ہے۔ اس نے مجھے بتایا صبح ہوئی تو میں نماز سے فارغ ہو کر چلا اور اس عورت کا گھر پوچھنے لگا۔ حتیٰ کہ میں اس کے مکان پر پہنچا اور اجازت مانگی کہ میں صالح المری ہوں۔ عورت نے اجازت دے دی تو میں نے داخل ہو کر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہماری گفتگو کوئی تیسرا نہ سنے۔ چنانچہ میں اس کے قریب پہنچا۔ یہاں تک کہ میرے اور اس کے درمیان صرف پردہ حائل تھا۔ میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے کیا تیرا کوئی لڑکا ہے۔ کہنے لگی نہیں۔ میں نے پھر پوچھا تیرا کوئی لڑکا تھا۔ اس نے اس پر ایک سرد آہ کھینچ کر کہا میرا ایک نوجوان لڑکا تھا۔ جو فوت ہو گیا تھا۔ میں نے اس کا وہ قصہ سنایا جسے سن کر وہ بہت روئی۔ حتیٰ کہ آنسو اس کے رخساروں پر بہنے لگے اور کہنے لگی۔ اے صالح وہ میرے جگر کا ٹکڑا تھا۔ میرا پیٹ اس کا مسکن رہا میری چھاتیاں اسے سیراب کرتی رہیں۔ میری گود اسے سنبھالتی رہی۔ پھر اس نے ہزار درہم مجھے دیئے اور کہا کہ اسے میرے محبوب بچے کے لیے صدقہ کرو جو میری آنکھوں

کی ٹھنڈک تھا۔ میں پوری عمر اب اسے نہ بھلاؤں گی۔ میں دعاؤں سے اور صدقہ خیرات سے اسے یاد کیا کروں گی۔ صالح کہتے ہیں کہ میں نے وہ ہزار درہم صدقہ کر دیئے۔ دوسرا جمعہ آیا تو میں پھر جمعہ کے ارادے سے چلا اور قبرستان پہنچا۔ دو رکعت نماز پڑھی اور قبرستان میں ایک قبر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اچانک اونگھ آ گئی۔ میں نے دیکھا لوگ آج پھر نکلے ہیں اور وہ نوجوان بھی ملا جو سفید لباس پہنے ہوئے ہے اور خوش وخرم دکھائی دیتا تھا۔ مجھے دیکھ کر قریب آ گیا اور کہنے لگا۔ اے صالح المری اللہ تجھے میری طرف سے جزا دے کہ مجھ تک بھی ہدیہ پہنچ گیا۔ میں نے پوچھا کیا تم جمعہ کو پہچانتے ہو کہنے لگا کیوں نہیں بلکہ فضاء کے پرندے بھی پہچانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن پر سلام ہو جو کہ بہت ہی اچھا دن ہے۔

جمعہ...... یوم المزید☆

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہاتھ میں سفید آئینے جیسی شئے تھی۔ جس کے وسط میں سیاہ نکتہ کی طرح نشان تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ جمعہ کا دن ہے اللہ تعالیٰ آپ کے لیے پیش فرماتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے عید ہے اور تمہارے لیے اس میں خیر و برکت ہے جو کوئی اس میں کسی ایسی بھلائی کے لیے دعا کرتا ہے جو اس کے لیے ضروری ہے تو اللہ اسے وہی بھلائی دیتے ہیں اگر ضروری نہ ہو تو اس کے لیے اس سے بھی اعلیٰ چیز ذخیرہ فرما دیتے ہیں اور یہ دن ہمارے ہاں یوم المزید کہلاتا ہے۔ ہم اسے دنوں کا سردار مانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ پوچھی تو جبرائیل نے کہا اللہ نے جنت میں ایک وادی بنائی ہے۔ جس میں سفید کستوری کا ٹیلہ ہے جو خوب مہک رہا ہے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو انبیاء تشریف لاتے ہیں اور نورانی منبروں پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ جن پر جواہرات جڑے ہوئے ہیں۔ پھر ان منبروں کے پیچھے نورانی کرسیاں ہیں۔ جن پر صدیقین اور شہداء آ کر بیٹھتے ہیں۔ پھر جنت عدن کے لوگ آتے ہیں جو کہ کستوری کے اس سفید ٹیلہ پر بیٹھتے ہیں۔ رب کریم ان سے فرماتا ہے میں ہی تو ہوں جس نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا ہے اور اپنا انعام تم پر مکمل کیا ہے۔ یہ موقعہ میرے اعزاز کا ہے۔ لہٰذا کچھ طلب کرو سب عرض کریں گے اے پروردگار ہم تجھ سے تیری رضامندی کا سوال کرتے ہیں تو ارشاد ہوگا۔ میری رضامندی نے ہی تو تمہیں میرے گھر جنت میں پہنچایا ہے۔ اور میں تمہیں اپنے اعزاز سے نوازوں گا چنانچہ ان لوگوں کی خواہشات اور تمناؤں سے کہیں بڑھ کر ان پر نوازش ہوگی۔ یہ سب کام اتنے وقت کے اندازے سے ہوگا جس میں تمہارا امام جمعہ سے فارغ ہو جاتا ہے اور اس موقعہ پر

ان لوگوں کو وہ انعامات دیئے جائیں گے۔ جنہیں نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا' نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں کبھی ان کا خیال تک گذرا۔ پھر انبیاء صدیقین اور شہدا اپنے اپنے مقام پر لوٹ جائیں گے اور بالا خانے والے اپنے بالا خانوں میں آ جائیں گے اور یہ لوگ جمعہ کے دن سے بڑھ کر اور کسی چیز کی حاجت محسوس نہ کریں گے اور اسی میں ان کے اعزاز و اکرام کا اضافہ ہوگا اور اسی لیے اس دن کو یوم المزید کہتے ہیں اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی۔ (الترغیب والترہیب ۴/۵۵۵)

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ باجماعت نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اپنے مابین ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں جب تک کہ کبیرہ کے اجتناب سے بچتا رہے۔ (مسلم ۲۳۳۔ ترمذی ۲۱۴۔ ابن ماجہ ۱۰۸۶۔ احمد ۸۴۵۸) (واللہ تعالیٰ اعلم)

باب : ۴۵

احترام مساجد

تحیۃ المسجد ☆

فقیہؒ کہتے ہیں: کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: کہ تم میں سے کوئی شخص جب مسجد میں داخل ہو تو اسے بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لینی چاہئے۔ (بخاری ۴۴۴۔ مسلم ۷۱۴۔ ترمذی ۳۱۶۔ ابوداؤد ۴۶۷۔ نسائی ۷۲۲۔ ابن ماجہ ۱۰۱۳۔ احمد ۲۱۴۸۵)

فوائد ☆ فقیہؒ فرماتے ہیں: کہ یہ اس وقت ہے جب نفل پڑھنے کا وقت بھی ہو لیکن اگر عصر اور فجر کی نماز پڑھنے کے بعد داخل ہوا ہے تو پھر نفل نہ پڑھے ان اوقات میں نوافل پڑھنا منع ہے۔ البتہ بیٹھ کر سُبْحٰنَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تسبیح کرتا رہے یا درود شریف پڑھتا رہے۔ اس سے بھی وہی فضیلت حاصل ہوگی اور مسجد کا حق بھی ادا ہوگا۔

قساوتِ قلبی دُور کرنے کا علاج ☆

حضرت ابودرداء کو پتا چلا کہ حضرت سلمان فارسی نے ایک غلام خریدا ہے تو اس پر ایک غصہ سے بھرا خط ان کی طرف لکھا جس میں یہ بھی تھا کہ میرے بھائی عبادت کے لیے فراغت حاصل کرو۔ اس سے قبل کہ تجھ پر ایسی بلا و مصیبت آ جائے کہ جس میں تجھے عبادت کی ہمت نہ رہے اور کسی مصیبت زدہ مؤمن کی دعا کو غنیمت سمجھ اور یتیم پر رحم کھایا کر اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا کر اپنے کھانے سے اسے کھانا کھلا تیرا دل نرم ہوگا، تیری حاجتیں پوری ہوں گی۔ میرے بھائی میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک آدمی نے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو چاہتا

ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے اور تیری حاجتیں پوری ہوں۔ کہنے لگا جی ہاں۔ فرمایا یتیم پر رحم کھایا کر اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا کر۔ اپنے کھانے سے اسے کھلایا کر۔ تیرا دل نرم ہو جائے گا۔ تیری حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔ میرے بھائی مسجد تیرا گھر ہونا چاہئے۔ میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ مسجدیں متقی لوگوں کے گھر ہیں (مجمع الزوائد ۲/۲۲) اور اللہ ایسے لوگوں کے لیے پل صراط پر سے راحت سے گذرنے اور جہنم سے نجات پا کر مقام رضا تک پہنچنے کے ضامن ہیں۔

مسجدوں کو ٹھکانہ بناؤ ☆

حضرت حکیم بن عمیر کا قول ہے کہ دنیا میں مہمانوں کی طرح رہو مسجدوں کو اپنے ٹھکانے بنا لو اپنے دلوں کو وقت کا عادی بناؤ سوچ و بچار اور رونے کی کثرت کرو اس سے خواہشات نفسانیہ مغلوب ہوں گی۔

مؤذن کے لیے مناسب نہیں کہ...... ☆

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ مؤمن کے لیے مناسب نہیں کہ تین چیزوں کے سوا کسی اور کی طرف نظر لگائے:

① مسجد جسے وہ آباد رکھتا ہے۔
② وہ گھر جس میں سر چھپاتا ہے۔
③ حاجت ضروریہ کی اشیاء ان میں کوئی حرج نہیں۔

اسلاف رحمۃ اللہ علیہم کا عمل ☆

حضرت نزال بن سبرہ کہتے ہیں: کہ منافقین مسجد میں یوں ہوتے ہیں جیسے پرندہ پنجرے میں خلف بن ایوب مسجد میں بیٹھے تھے کہ ان کا غلام پوچھنے کے لیے آیا۔ آپ مسجد سے اٹھ کر باہر گئے اور اس کی بات کا جواب دیا کسی نے باہر نکلنے کی وجہ پوچھی۔ تو فرمانے لگے میں نے اتنے سالوں سے دنیا کی کوئی بات کبھی بھی مسجد میں نہیں کی۔ اس لیے آج بھی یہ گوارا نہ ہوا کہ مسجد میں ایسی بات کروں۔

فوائد ☆ فقیہ فرماتے ہیں: کہ اللہ کے ہاں کسی بندے کا مرتبہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ اللہ کے احکام کی تعظیم کرتا ہے۔ اس کے گھروں اور بندوں کا احترام کرتا ہے اور مساجد اللہ کے گھر ہیں لہٰذا مؤمن کو ان کی تعظیم کرنی چاہئے۔ اس میں اللہ ہی کی تعظیم ہے۔

ورع کا اعلیٰ درجہ ☆

کسی زاہد کا بیان ہے کہ میں نے مسجد میں کبھی کسی شے سے ٹیک نہیں لگائی اور نہ ہی کبھی پاؤں پھیلائے اور نہ ہی کبھی کوئی دنیا کی بات کی یہ بات اسلئے بتائی کہ لوگ اسے اپنانے کی کوشش کریں۔

پانچ معمول بہا چیزیں☆

امام اوزاعی فرماتے ہیں: کہ پانچ چیزیں جن پر خود رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے مخلص پیروکار پابندی سے لگے ہوئے تھے: (۱) جماعت کا اہتمام (۲) اتباع سنت (۳) مسجد کی آبادی (۴) تلاوت قرآن (۵) جہاد فی سبیل اللہ۔

اللہ کی پناہ میں......☆

حضرت حسن بن زیاد سے مروی ہے کہ تین شخص اللہ کی پناہ میں ہوتے ہیں:

① وہ شخص جو محض اللہ کی رضا کیلئے مسجد میں داخل ہوا یہ واپس ہونے تک اللہ کا مہمان ہے۔

② وہ شخص جو اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے جاتا ہے۔ اور مقصد صرف اللہ کو راضی کرنا ہے جب تک واپس نہیں لوٹتا اللہ کی زیارت کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔

③ وہ شخص جو حج یا عمرے کے لیے گھر سے نکلتا ہے اور محض رضائے الٰہی ہی کے لیے نکلتا ہے یہ اللہ کے دربار کا وفد ہے۔ جب تک گھر واپس نہیں جاتا۔

مؤمن کے قلعے☆

مشہور مروی ہے کہ مؤمن کے تین قلعے ہیں: (۱) مسجد (۲) اللہ کا ذکر (۳) تلاوت قرآن حکیم۔ جب تک مؤمن ان میں سے کسی ایک میں مشغول رہتا ہے۔ تو وہ شیطان سے محفوظ ہوتا ہے۔

حوروں کا مہر☆

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: کہ مسجد میں جھاڑو دینا اور ان کی دیکھ بھال رکھنا یہ جنات کی حوروں کے مہر ہیں۔

فرشتے استغفار کرتے ہیں☆

فوائد ☆ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: کہ جو شخص مسجد میں چراغ جلاتا ہے تو فرشتے خصوصاً عرش والے فرشتے اسکے لیے استغفار کرتے ہیں جب تک وہ مسجد میں رہے۔

مساجد اللہ کا گھر☆

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں: کہ مسجدیں زمین پر اللہ کا گھر ہیں۔ ان میں نماز پڑھنے والا اللہ کی زیارت کرنے والا ہے۔ جس کی زیارت کی جائے اس پر یہ حق ہوتا ہے کہ وہ اپنے زائر کا اکرام کرے۔

احترام مسجد ☆

فقیہ فرماتے ہیں: کہ لوگ کہتے ہیں پندرہ باتیں احترام مسجد سے تعلق رکھتی ہیں:

① لوگ بیٹھے ہوں تو داخل ہوتے وقت سلام کہے جب کہ کوئی نماز میں مشغول نہ ہو اگر کوئی بھی نہ ہو یا نماز میں مشغول ہوں تو یہ کلمات کہے: ((اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَبِّنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ))'' ہمارے رب کا سلام ہم پر اور اسکے نیک بندوں پر ہو۔''

② بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر چیز کا ادب ہے اور مسجد کا ادب دو رکعت نفل ہے۔

③ مسجد میں کوئی خرید و فروخت نہ کرے۔

④ مسجد میں تلوار نیام سے نہ نکالے۔

⑤ وہاں پر گم شدہ چیز کا اعلان نہ کرے۔

⑥ ذکر اللہ کے علاوہ بلند آواز نہ نکالے۔

⑦ دنیوی بات نہ کرے۔

⑧ لوگوں کی گردنوں پر سے نہ گذرے۔

⑨ جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

⑩ صف میں تنگی پیدا نہ کرے۔

⑪ نمازی کے سامنے سے نہ گذرے۔

⑫ وہاں پر تھوکے نہیں۔

⑬ وہاں انگلیاں نہ چٹخائے۔

⑭ اسے غلاظت سے دیوانوں اور بچوں سے اور حد لگانے سے محفوظ رکھے۔

⑮ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے غفلت نہ کرے۔

ایسا زمانہ آئے گا...... ☆

حضرت حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر وہ دور آئے گا کہ مساجد میں ان کی باتیں خالص دنیا کی ہوں گی۔ اللہ کو ایسے لوگوں کی حاجت نہیں اور تم بھی ایسے لوگوں کے پاس مت بیٹھنا۔ (مجمع الزوائد ۲/۲۴)

دُنیا میں اجنبی چیزیں ☆

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار چیزیں دنیا میں اجنبی ہیں:

① قرآن پاک ظالم کے سینے میں۔
② مسجد جو بے نمازیوں کے محلے میں ہو۔
③ قرآن ایسے گھر میں جہاں اس کی تلاوت نہ ہوتی ہو۔
④ نیک آدمی برے لوگوں کے مجمع ہیں۔

مساجد......میدانِ محشر میں ☆

حضرت انس آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں: کہ مساجد بختی اونٹوں کی شکل میں محشر میں لائی جائیں گی۔ جن کی ٹانگیں عنبر کی ہوں گی۔ گردن زعفران اور سر مہکتی کستوری سے ہوں گے۔ مؤذن حضرات ان کو تھامے ہوئے ہوں گے اور ائمہ ان کے پیچھے سے چلاتے ہوں گے۔ اس ہیئت میں وہ میدان محشر میں کودنے والی بجلی کی طرح گذر جائیں گے اور اہل قیامت آپس میں کہیں گے کہ یہ کوئی مقرب فرشتے اور انبیاء ومرسلین معلوم ہوتے ہیں تو انہیں کہا جائے گا۔ اے قیامت والو یہ مقرب فرشتے یا نبی یا رسول نہیں بلکہ حضرت محمد ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو نماز با جماعت کا دھیان کرتے تھے۔

مساجد سفارش کریں گی ☆

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں: کہ قیامت کے دن مساجد ایسی کشتیوں کی شکل میں لائی جائیں گی جن پر یاقوت اور موتی جڑے ہوں گے۔ اپنے آباد کرنے والوں کی سفارش کریں گی۔

ایسا زمانہ آئے گا ☆

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن پاک کے صرف نقوش، وہ اپنی مساجد کا خوب بناؤ سنگھار کریں گے۔ حالانکہ وہ ذکر اللہ سے خالی اور ویران ہوں گی اور اس دور کے بدترین لوگ علماء ہوں گے کہ انہی سے فتنے نکلیں گے اور انہی کی طرف لوٹیں گے۔

باب: ۳۶

صدقہ کی فضیلت

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ اسلام کا ستون نماز ہے جہاد عمل کی چوٹی ہے اور صدقہ ایک عجیب چیز ہے۔ صدقہ ایک عجیب چیز اور صدقہ ایک عجیب چیز ہے ان سے روزے کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا کہ ہاں نیک عمل مگر فضیلت وہ نہیں پوچھا گیا کونسا صدقہ افضل

ہے۔فرمایا جو بہت ہو اور بہت ہو پھر یہ آیت پڑھی:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ [آل عمران: ۹۲]

''یعنی تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کرسکو گے جب تک اپنی محبوب اشیاء کو خرچ نہ کرو گے۔''

سوال ہوا جس کے پاس نہ ہو فرمایا: جو مال بھی بچے صدقہ کردے۔ پوچھا جس کے پاس مال نہ ہو فرمایا بچا ہوا کھانا ہی سہی۔عرض کیا گیا جس کے پاس یہ بھی نہ ہو۔فرمایا اپنی قوت سے کسی کا تعاون ومدد کردے۔فرمایا جو یہ بھی نہ کرسکے فرمایا آگ سے بچے اگرچہ کھجور کا ٹکڑا ہی دے۔ پوچھا یہ بھی نہ کرسکے۔فرمایا پھر وہ اپنے اوپر ضبط کامل رکھے۔کسی پر ظلم نہ کرنے پائے۔ایک روایت میں مروی ہے کہ انہوں نے یہ مضمون حضور ﷺ سے نقل کیا ہے۔

فرشتوں کی صدا☆

حضرت ابودرداء سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی دونوں جانب دوفرشتے مقرر ہوتے ہیں۔وہ آواز لگاتے ہیں کہ جسے جن وانس کے علاوہ تمام اہل زمین سنتے ہیں۔اے لوگو! اپنے رب کی طرف لپکو بیشک قلیل مال جو کفایت کرے اس کثیر مال سے بہتر ہے، جو غفلت پیدا کرے اور دوفرشتے یہ آواز لگاتے ہیں۔اے اللہ اپنا مال برمحل یعنی نیک کاموں میں خرچ کرنے والے کو جلدی اس کا نعم البدل عطا فرما۔ایسے موقعہ پر بخل کرنے والے کے مال کو تباہ و برباد فرمایا۔(بخاری ۱۴۴۲۔مسلم ۱۰۶۰۔احمد ۸۲۱۶)

کمینگی کفر کا شعبہ ہے☆

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا یہ دعا کررہا تھا۔اس بیت کی عظمت وحرمت کے صدقے میری مغفرت فرما۔تو حضور ﷺ نے فرمایا۔اے بندے اپنی حرمت کے واسطے سے دعا مانگ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مومن کی حرمت وعظمت اس بیت سے کہیں بڑھ کر ہے۔وہ عرض کرنے لگا۔یارسول اللہ ﷺ میں تو بہت ہی بڑا گنہگار ہوں تو فرمایا تیرا گناہ کیا ہے۔کہنے لگا میرے پاس مال کی کثرت ہے چوپائے، مویشی بہت زیادہ ہیں اور گھوڑے بھی کثرت سے ہیں لیکن جب کوئی آدمی ان میں سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں یوں ہوجاتا ہوں جیسے میرے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں۔حبیب خدا ﷺ نے فرمایا او فاسق چل دور ہوجا کہیں آگ سے مجھے بھی نہ جلادینا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔اگر تو ہزار برس تک روزے رکھے اور نمازیں پڑھتا رہے۔پھر اس کمینگی کی حالت

میں مر جائے تو یقیناً اللہ تجھے جہنم میں اوندھا لٹکائیں گے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ کمینگی کفر کا شعبہ ہے۔ کفر کا ٹھکانہ جہنم ہے اور سخاوت ایمان کا شعبہ ہے اور ایمان کا ٹھکانا جنت ہے۔

سخاوت اور بخل ☆

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا سخاوت ایسا درخت ہے جس کی جڑ جنت میں ہے اور اس کی شاخیں دنیا میں لٹک رہی ہیں۔ جو شخص بھی اس کی کسی شاخ سے چمٹ گیا وہ اسے جنت کی طرف کھینچ لے گا اور بخل ایک درخت ہے جس کی جڑ جہنم میں ہے اور شاخیں دنیا میں ہیں جو کوئی اس کی شاخ سے لگ جائے گا وہ اسے جہنم کی طرف کھینچ لے گا۔ (تنزیہ الشریعہ ۲/۱۳۹)

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ بخیل اللہ سے دور، جنت سے دور اور لوگوں سے دور ہے اور جہنم کے قریب ہے۔ سخی اللہ کے قریب، جنت کے قریب، لوگوں کے قریب ہے اور جہنم سے دور ہے۔

(ترمذی ۱۹۶۱)

مالوں کی حفاظت ☆

ایک حدیث میں آپ ﷺ سے مروی ہے کہ اپنے مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ کرو اور اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعہ علاج کرو۔ قسم قسم کی آفات کا دعاؤں سے مقابلہ کرو۔

سائل سے نرم برتاؤ کرو ☆

حضرت عبدالرحمٰن سلمانی رسول خدا کا فرمان نقل کرتے ہیں: کہ کسی سائل کو بات ختم کرنے سے پہلے نہ ٹوکو۔ پھر نرمی و وقار کے ساتھ اسے کچھ دے دو یا احسن طریقے سے جواب دے دو کہ بسا اوقات تمہارے پاس ایسے سائل بھی آتے ہیں کہ جو جن ہوتے ہیں نہ انسان اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں تمہارا کیا معاملہ ہے۔ (تنزیہ الشریعہ ۲/۱۴۳)

صدقہ ...... ذریعہ حفاظت ☆

حضرت سعید مسعود کندیؒ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص بھی دن یا رات میں صدقہ کرتا ہے۔ وہ زہریلے جانور کے ڈسنے سے دیوار یا چھت وغیرہ تلے دبنے سے اور اچانک موت سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ صدقہ کرنے سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔ جو شخص کسی ظلم کو معاف کر دیتا ہے اللہ اس کی عزت افزائی فرماتے ہیں اور جو شخص اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے اونچا کر دیتے ہیں۔ (ترمذی ۲۳۲۵۔ احمد ۱۷۳۳۹)

صدقہ کا حکم☆

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دو اشیاء شیطان کی طرف سے اور دو اللہ کی طرف سے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ [بقرہ: ۲۶۸]

''شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور بری بات کا مشورہ دیتا ہے اور اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے۔ اپنی طرف سے گناہ معاف کر دینے کا اور اپنے فضل کا اور اللہ وسعت والے خوب جاننے والے ہیں۔''

یعنی اللہ تمہیں صدقہ اور اطاعت کا حکم دیتے ہیں۔ تاکہ تم اس کی مغفرت اور فضل کو پا سکو۔ اللہ تعالیٰ وسیع فضل والے ہیں صدقہ کرنے والے کے ثواب سے واقف ہیں۔

زکوٰۃ بارش کے حصول کا ذریعہ☆

فوائد☆ حضرت بریدہ حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: کہ جب کوئی قوم بدعہدی کرتی ہے تو اللہ انہیں قتل و غارت میں مبتلا کر دیتے ہیں اور جب کسی قوم میں بے حیائی پھیل جائے تو اللہ ان لوگوں پر موت مسلط کر دیتے ہیں۔ کوئی قوم جب زکوٰۃ روک لیتی ہے تو اللہ ان سے بارش روک لیتے ہیں۔ (حاکم ۲/۱۲۶)

جنت کے دروازے☆

حضرت ضحاک، نزال بن سبرہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جنت کے دروازے پر تین سطریں لکھی ہیں:

① ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ))

② ((اُمَّةٌ مُذْنِبَةٌ وَ رَبٌّ غَفُوْرٌ))

''لوگ گنہگار ہیں اور پروردگار مغفرت والا ہے۔''

③ ((وَجَدْنَا مَا عَمِلْنَا رَبِحْنَا مَا قَدَّمْنَا خَسِرْنَا مَا خَلَّفْنَا))

''ہم نے اپنے اعمال کو پالیا اور جو آگے بھیجا وہ نفع میں رہا ہے جو پیچھے چھوڑا وہ خسارہ میں رہا۔''

زکوٰۃ روکنے والا ......☆

مروی ہے کہ جو شخص پانچ چیزیں روکتا ہے اللہ اس سے پانچ چیزیں روک لیتے ہیں:

① جو زکوٰۃ روک لیتا ہے اللہ اس کے مال کی حفاظت روک لیتے ہیں۔

② جو صدقہ روک لیتا ہے اللہ اس سے عافیت روک لیتے ہیں۔

③ جو عشر روک لیتا ہے اللہ اس کی زمین کی برکتوں کو روک لیتے ہیں۔

④ جو دعا روکتا ہے اللہ قبولیت روک لیتے ہیں۔

⑤ جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اللہ موت کے وقت اس سے کلمہ شہادت روک لیتے ہیں۔

صدقہ وصیت سے بہتر ہے☆

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: کہ ایک شخص اپنی صحت اور ضرورت کی حالت میں جو ایک درہم خرچ کرتا ہے۔ وہ ان دو درہموں سے بڑھ کر ہے جن کی مرتے وقت وہ وصیت کرتا ہے۔

صدقہ کا ثمرہ☆

فقیہؒ فرماتے ہیں: کہ میں نے والد سے سنا کہ حضرت عیسیٰ کے زمانے میں ایک شخص اپنے بخل کی وجہ سے ملعون کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے پاس ایک دن ایک شخص آیا جو جہاد کا ارادہ رکھتا تھا۔ کہنے لگا اے ملعون مجھے کچھ ہتھیار دے دے۔ جو جہاد میں میرے کام آئیں۔ تیرے لیے جہنم سے رہائی کا سامان ہوگا۔ اس نے منہ پھیر لیا اور کچھ نہ دیا وہ آدمی واپس چل دیا۔ ملعون کو ندامت ہوئی۔ اسے واپس بلایا اور اپنی تلوار دے دی۔ وہ آدمی تلوار لے کر واپس لوٹا راستے میں حضرت عیسیٰ سے ملاقات ہوئی۔ ان کے ساتھ ایک عابد بھی تھا جو ستر برس سے عبادت میں مصروف تھا۔ حضرت عیسیٰ نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ تلوار کہاں سے لائے ہو وہ شخص بولا ملعون سے لایا ہوں۔ اس نے دی ہے حضرت عیسیٰ ملعون کے اس صدقہ سے خوش ہوئے۔ ادھر ملعون اپنے دروازہ پر بیٹھا تھا کہ حضرت عیسیٰ عابد کے ساتھ وہاں سے گذرے۔ ملعون کے دل میں آیا کہ حضرت عیسیٰ اور عابد کے چہرے کو ایک دفعہ اٹھ کر دیکھ لوں یہ اٹھ کر دیکھنے لگا تو عابد کہتا ہے میں تو اس ملعون سے بھاگتا ہوں کہیں اپنی آگ میں مجھے بھی نہ جلا دے۔ اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندے کو بتاؤ کہ اس گنہگار کو اس کے صدقہ کی بدولت اور تمہاری محبت کی وجہ سے میں نے بخش دیا ہے اور اسے یہ بھی بتاؤ کہ اس کا ٹھکانا عابد اور تیرے ساتھ جنت میں ہے۔ عابد کہنے لگا بخدا مجھے تو اس کے ساتھ جنت میں جانا گوارا نہیں اور نہ ہی مجھے ایسا ساتھی پسند ہے۔ اس پر اللہ نے حضرت عیسیٰ کو وحی بھیجی کہ میرے اس بندے کو کہو کہ تجھے میرا فیصلہ پسند نہ آیا اور میرے ایک بندے کو تو نے حقیر جانا

لہٰذا ہم نے تجھے ملعون اور جہنمی بنا دیا ہے۔ تیرے جنت والے محلات کا تبادلہ دوزخ والے محلات سے کروا دیا ہے۔ اب میں نے تیرے جنت والے درجات اپنے اس بندے کے لیے اور اس کا دوزخ والا ٹھکانا تیرے لیے طے کر دیا ہے۔

دو فرشتوں کی ندا☆

حضرت ابو ہریرہؓ سے حضور ﷺ کا فرمان مروی ہے کہ آسمان کے دروازوں سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے...... ہے کوئی جو آج قرض دے اور کل وصول کرے اور دوسرا فرشتہ آواز لگاتا ہے۔ اے اولادِ آدم تمہاری پیدائش موت کے لیے ہے اور تمہاری آبادکاریاں بالآخر ویران ہو جائیں گی۔

(احمد ۷۷۰۹۔ بخاری ۱۴۴۲۔ مسلم ۱۰۱۰)

اگر تمہارے امراء سخی ہوتے تو سب☆

حضور ﷺ سے مروی ہے کہ کسی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ جب آپ ﷺ دنیا سے رخصت فرما جائیں گے تو ہمارے لیے زمین کی سطح بہتر ہوگی یا اس کا باطن (موت)۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضور ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا جب تمہارے امراء اچھی قسم کے لوگ ہوں گے اور تمہارے مالدار سخی ہوں گے۔ تمہارے امور باہم مشورہ سے طے ہوں گے تو زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہوگی جب تمہارے حکام بدترین ہوں گے اور مالدار بخیل ہوں گے۔ تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں گے تو زمین کا باطن تمہارے لیے اس کے ظاہر سے بہتر ہوگا۔ (ترمذی ۲۲۶۶)

صدقہ...... مال کا محافظ☆

فوائد☆ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: اگر یہ ممکن ہے کہ تو اپنا خزانہ ایسی جگہ رکھے جہاں پر نہ کوئی چور پہنچ سکے نہ دیمک کھائے تو یہ صدقہ کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ آنحضرتؐ کا فرمان اقدس ہے کہ جو شخص زکوٰۃ دیتا ہے مہمان نوازی کرتا ہے امانت ادا کرتا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو بخل سے محفوظ کر لیا۔

صدقہ کے فوائد☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ صدقہ ضرور کرنا چاہئے کم ہو یا زیادہ کیونکہ اس میں دس پسندیدہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ پانچ دنیا میں پانچ آخرت میں۔ دنیا والی یہ ہیں:

① مال پاک ہوتا ہے جیسا کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بیع میں لغو باتیں جھوٹ اور قسم وغیرہ مل جاتی ہیں لہٰذا صدقہ کے ذریعہ اسکو پاک کر لیا کرو۔ (نسائی ۳۸۲۸۔ ابوداؤد ۳۳۲۶۔ ابن ماجہ ۲۱۴۵۔ احمد ۱۵۵۴۹)

② بدن گناہوں سے پاک ہوتا ہے ارشاد فرمایا کہ:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ [توبہ: ۱۰۳]

''آپ انکے مالوں میں سے صدقہ لیجئے جس کے ذریعہ سے انکو پاک صاف کردیں۔''

③ اس سے بیماریاں اور آفتیں دور ہوتی ہیں۔حضور ﷺ کا فرمان ہے اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعہ علاج کرو۔

④ اس سے مساکین خوش ہوتے ہیں اور اہل ایمان کو خوش کرنا بہترین عمل ہے۔

⑤ اس سے مال میں برکت اور رزق میں فراخی حاصل ہوتی ہے۔اللہ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ﴾ [سبا: ۳۹]

''اور جو چیز تم خرچ کرو گے سو وہ اس کا عوض دے گا۔''

آخرت کی پانچ یہ ہیں:

① صدقہ سخت گرمی کے وقت آدمی کے لیے سایہ بنے گا۔

② اس سے حساب میں تخفیف ہوگی۔

③ میزان عمل کا وزن بڑھتا ہے۔

④ پل صراط سے گذرنا آسان ہوتا ہے

⑤ جنت کے درجات میں اضافہ ہوتا ہے۔

اگر صدقہ میں مساکین کی دعاؤں کے سوا کچھ فضیلت بھی نہ ہوتی تو بھی ایک عقلمند کے لیے ضروری تھا کہ وہ اس کی کوشش کرتا اور اب تو پوچھنا ہی کیا کہ اس میں اللہ کی رضا بھی ہے اور شیطان کی توہین وتحقیر وذلت بھی۔

صدقہ ستر شیاطین کے مُنہ پھوڑ دیتا ہے☆

ایک حدیث میں مروی ہے کہ ایک صدقہ کرنے سے ستر شیطانوں کے منہ پھوڑ جاتے ہیں۔ (احمد ۲۱۸۸۴) اس میں نیک لوگوں کی پیروی بھی ہے کہ ہر وقت صدقہ کرنے کی فکر ہی رہتی ہے۔

امّ المؤمنین کا عمل☆

فقیہ فرماتے ہیں: کہ ام ذر بیان کرتی ہیں جو حضرت عائشہ کے پاس بکثرت آتی جاتی تھیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس ایک لاکھ اسی ہزار درہم کی دو تھیلیاں بھیجیں۔آپ رضی اللہ عنہا روزہ سے تھیں مال تقسیم کرنا شروع کردیا۔یہاں تک کہ شام کو ایک درہم بھی باقی نہ رہا۔غروب کے وقت باندی سے کہا کچھ لے آؤ وہ روٹی اور زیتون کا تیل لائی اور کہنے لگی کہ آج اتنا مال تقسیم کیا ہے اپنے لیے ایک درہم کا گوشت ہی خرید لیا ہوتا۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اب کہنے کا کیا فائدہ پہلے یاد دلاتی تو خرید لیتی۔

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت عائشہؓ کو دیکھا کہ ستر ہزار درہم صدقہ کر دیئے اور اس وقت خود اپنی قمیص پر پیوند لگے ہوئے تھے۔

اسلاف رحمۃ اللہ علیہم کا عمل☆

مروی ہے کہ عبدالملک بن ابجر کو میراث میں پچاس ہزار درہم ملے۔ انہوں نے وہ تھیلیاں اپنے بھائیوں کو بھیج دیں اور فرمایا میں اپنے بھائیوں کے لیے جنت کی دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ تو پھر دنیا کے معاملہ میں ان پر کیسے بخل کروں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت حسان بن ابی سنان کے پاس کچھ مانگنے کے لیے آئی اس کی طرف دیکھا کہ عورت حسین وجمیل تھی۔ غلام سے کہنے لگے اسے چار سو درہم دے دو کسی نے کہا اے اللہ کے بندے ایک سائلہ ہے جس نے ایک درہم مانگا ہے اور تو چار سو دے رہا ہے۔ فرمانے لگے میں نے اس کا حسن و جمال دیکھا تو خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔ جی میں آیا کہ اسے کافی مال دے دوں ممکن ہے اس وجہ سے کوئی اس سے نکاح میں رغبت کر لے۔

ایثار کا عجیب واقعہ☆

حدیث میں مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی جس کے پاس بکری کا سر ہدیہ میں آیا۔ اس نے یہ سوچ کر کہ میرا فلاں بھائی زیادہ حاجت مند ہے۔ ادھر بھیج دیا۔ اس بھائی نے کسی اور کو اپنے سے زیادہ ضرورت مند جان کر اس کے پاس بھیج دیا حتی کہ سات گھروں سے چکر کاٹ کر وہ سر اسی پہلے شخص کے پاس واپس پہنچ گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ [حشر: ۹]

''اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگر چہ ان پر فاقہ ہی ہو۔''

بعض سے مروی ہے کہ یہ آیت ایک صحابی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت کے زمانے میں ایک آدمی نے روزہ رکھا۔ شام کو روزہ افطار کرنے کے لیے کچھ نہ تھا۔ پانی لیا اور صبح کو پھر روزہ رکھ لیا۔ آج شام بھی پانی سے افطار کیا اور اگلے دن پھر روزہ رکھا۔ تیسرے دن بھوک کی شدت بڑھ گئی۔ ایک انصاری صحابی کو پتا چلا شام ہوئی تو اپنے گھر لے آیا اور گھر والوں سے کہنے لگا ایک مہمان آئے ہیں کچھ کھانے کو لاؤ۔ بیوی نے کہا صرف ایک آدمی کا کھانا ہے جب کہ خود بھی دونوں روزے سے تھے۔ ایک بچہ بھی تھا انصاری کہنے لگا کھانا مہمان کو کھلا دیتے ہیں اور خود صبر سے رات گذار لیں گے۔ بچے کو بھی یونہی عشاء سے پہلے سلا دے اور کھانا سامنے آ جائے تو چراغ بجھا دینا اندھیرے میں مہمان سمجھے گا کہ ہم بھی ساتھ کھا رہے ہیں۔ وہ سیر ہو کر کھائے گا۔ عورت

نے یونہی کیا ثرید کو سامنے رکھا اور چراغ کو درست کرنے کے بہانے اسے بجھا دیا۔ ادھر انصاری یونہی پیالہ میں میں ہاتھ ڈالتا رہا مگر کھایا کچھ نہیں۔ مگر اس طرح مہمان نے سیر ہو کر کھالیا۔ صبح ہوئی انصاری نے حضورؐ کے ساتھ نماز ادا کی آپؐ نے سلام پھیرا اور انصاری کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ تم دونوں میاں بیوی کے اس عمل سے بہت ہی راضی اور خوش ہیں۔ (بخاری ۲۷۹۸۔ مسلم ۲۰۵۴۔ ترمذی ۳۳۰۴) اور اس آیت کی تلاوت کی:

﴿يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [حشر: ۸]

''اور وہ لوگ اپنے پاس جو کچھ ہوتا ہے۔ اس میں دوسروں کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں۔ گو خود کتنے ہی حاجت مند ہوں۔''

اور جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ یعنی اپنے آپ کو بخل سے بچانے والا شخص عذاب سے نجات پائے گا۔

تمہاری چار باتیں مجھے پسند ہیں☆

مروی ہے کہ حامد لفاف فرمایا کرتے تھے میں تمہاری ان چار باتوں کو اچھی نظر سے دیکھتا ہوں گو یہ طریق سلف کے خلاف ہے۔

① تم فرائض کو مختصر طور پر اہتمام سے ادا کرتے ہو جیسا کہ سلف کثرت فضیلت کا اہتمام کرتے تھے۔
② اپنے گناہوں پر عدم مغفرت کا ڈر اللہ سے یونہی رکھو جیسا کہ اسلاف طاعت کے قبول نہ ہونے کا خوف رکھتے تھے۔
③ حرام میں اس قدر پرہیز گاری اختیار کرو جتنی وہ لوگ حلال میں کیا کرتے ہیں۔
④ اپنے دوستوں اور بھائیوں سے حسن سلوک اور ایثار سے معاملہ کرو جیسا کہ اسلاف اپنے دشمنوں کے ساتھ رکھتے تھے۔

باب: ۳۷

صدقہ سے کیا کیا مصیبتیں ٹلتی ہیں؟

صدقہ بلا ٹال دیتا ہے☆

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بستی کے پاس سے گذرے۔ وہاں ایک دھوبی رہتا تھا۔ بستی والوں نے آپ کے پاس اس کی شکایت کی کہ یہ ہمارے

کپڑے پھاڑ دیتا ہے۔ اپنے پاس بھی رکھ لیتا ہے۔ آپ دعا کیجئے اپنی کپڑوں والی گانٹھ سمیت واپس نہ آ سکے۔ حضرت عیسیٰ نے دعا کر دی اگلے دن دھوبی حسب معمول کپڑے دھونے کے لیے چلا گیا۔ تین روٹیاں ساتھ تھیں۔ قریب ہی پہاڑوں میں ایک عابد رہتا تھا۔ وہ دھوبی کے پاس آیا اور بولا کیا تیرے پاس کھانے کو روٹی ہے۔ اگر ہے تو ذرا اسے سامنے کرتا کہ میں اسے دیکھ سکوں یا اس کی خوشبو ہی سونگھ لوں۔ کیونکہ عرصہ ہو گیا میں نے کھانا نہیں کھایا۔ دھوبی نے اسے ایک روٹی کھانے کو دے دی۔ عابد نے وہ لیتے ہوئے کہا کہ اللہ تیرے گناہ معاف فرمائے اور دل کو صاف کر دے۔ دھوبی نے دوسری روٹی بھی دے دی۔ وہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دے۔ دھوبی نے تیسری روٹی بھی دے دی۔ تو وہ کہنے لگا۔ اے دھوبی اللہ تعالیٰ تیرے لیے جنت میں محل بنائے۔ خبر معلوم ہوئی کہ دھوبی صحیح و سالم واپس آ گیا۔ بستی والوں نے حیران ہو کر حضرت عیسیٰ کو بتایا کہ دھوبی تو واپس آ گیا ہے۔ آپ نے دھوبی کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ سچ بتاؤ آج تم نے کیا عمل کیا وہ کہنے لگا کہ ان پہاڑوں میں سے ایک عابد میرے پاس آیا۔ اس کے مانگنے پر میں نے تین روٹیاں اسے دے دیں اور ہر روٹی کے بدلے اس نے مجھے دعائیں دیں۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا اپنی کپڑوں والی گٹھڑی کو کھول کر دیکھ اس کو کھولا تو اس میں ایک سیاہ سانپ بیٹھا تھا۔ جس کے منہ میں لوہے کی لگام تھی۔ آپ نے سانپ کو پکارا اور اس نے لبیک یا نبی اللہ کہا آپ نے پوچھا کیا تجھے اس شخص کی طرف نہیں بھیجا گیا تھا۔ وہ کہنے لگا بے شک اس کے پاس ایک عابد آیا اور اس سے روٹی مانگی، اور ہر روٹی کے بدلے اسے دعائیں دیتا رہا۔ ایک فرشتہ پاس کھڑا رہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے مجھے یہ لوہے کی لگام پہنا دی۔ حضرت عیسیٰ نے دھوبی سے فرمایا اس عابد پر صدقہ کرنے کی وجہ سے تیرے پچھلے سب اعمال معاف ہو گئے اب نئے سرے سے اعمال کا آغاز کرو۔

حضرت سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں ایک عورت باہر نکلی گود میں چھوٹا سا بچہ تھا۔ ایک بھیڑیا آیا اور عورت سے بچہ اچک کر لے گیا۔ عورت پیچھے گئی تو راستہ میں ایک سائل ملا عورت کے پاس ایک روٹی تھی وہ سائل کو دے دی۔ اتنے میں بھیڑیا از خود بچے کو واپس لے آیا اور ایک آواز سنائی دی کہ یہ لقمہ اس سائل والے لقمے کے بدلے میں واپس ہے۔

جناب معتب بن سمی کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک راہب نے ساٹھ سال تک اپنے گرجا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ایک دن جنگل کی طرف نظر دوڑائی زمین خوشنما معلوم ہوئی جی میں آیا کہ اُتر کر زمین کے مناظر سے لطف اندوز ہونا چاہیے چلنا پھرنا چاہیے۔ اُتر آیا۔ ایک روٹی بھی ساتھ تھی۔ ایک عورت سامنے آئی بے قابو ہو کر گناہ میں مبتلا ہو گیا۔ اسی اثناء میں موت کے حالات طاری ہو گئے۔

ایک سائل نے آواز دی، راہب نے روٹی اُسے دے دی اور خود مر گیا۔ ادھر اسکے ساٹھ سال کے اعمال ترازو کے ایک طرف اور اس کا یہ گناہ دوسری طرف رکھا گیا۔ ساٹھ سال کی عبادت پر یہ گناہ بھاری ثابت ہوا، پھر اسکی وہ روٹی اعمال والے پلڑے میں رکھی گئی جس سے گناہ کے مقابلہ میں پلڑا بھاری ہو گیا۔

ہاتھ شل ہو گیا☆

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ وہ بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک عورت آئی۔ اس نے ہاتھ آستین میں چھپا رکھا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا ہاتھ باہر کیوں نہیں نکالتی۔ اس نے جواب سے گریز کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ضرور بتانا ہو گا۔ تو کہنے لگی ام المؤمنین! قصہ یہ ہے کہ میرے والد صاحب صدقہ کا شوق رکھتے تھے اور والدہ اتنا ہی ناپسند سمجھتی تھی۔ کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا کہ اس نے چربی کے ٹکڑے یا کسی پرانے کپڑے کے سوا کچھ صدقہ کیا ہو۔ قضائے الٰہی سے دونوں فوت ہو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے۔ میری ماں بھری خلقت میں یوں کھڑی ہے کہ پرانے کپڑے سے پردہ کا بدن چھپایا ہوا ہے۔ چربی کا ٹکڑا ہاتھ میں لیے چاٹ رہی ہے اور ہائے پیاس پکار رہی ہے۔ ادھر میرا والد ایک حوض کے کنارے بیٹھا لوگوں کو پانی پلا رہا ہے۔ یہی عمل میرے والد کو دنیا میں بھی بہت محبوب تھا۔ میں نے ایک پیالہ پانی کا لے کر اپنی والدہ کو پلایا اتنے میں اوپر سے آواز آئی جس نے اسے پلایا ہے اس کا ہاتھ شل ہو جائے۔ چنانچہ جب میں بیدار ہوئی تو ہاتھ شل تھا۔

ناقص تحفہ☆

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سائل نے آ کر منادی لگائی۔ گھر میں کھجوروں کی ٹوکری پڑی ہوئی تھی۔ بیوی سے منگوائی اور آدھی سائل کو دے دی اور آدھی واپس کر دی بیوی کہنے لگی سبحان اللہ! تیرے جیسے بھی زاہد کہلاتے ہیں کیا ایسا شخص بھی دیکھا ہے جو بادشاہ کے حضور ناقص تحفہ بھیجے۔ مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سائل کو واپس بلا لیا اور بقیہ کھجوریں بھی اس کو دے دیں۔ پھر بیوی کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اری محنت کیا کر اور خوب ہمت سے کام لے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

﴿خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ﴾

''اس شخص کو پکڑو اور اس کو طوق پہنا دو پھر دوزخ میں اس کو داخل کر دو پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے اس کو جکڑ دو۔''

پوچھا جائے گا یہ شخص کس وجہ سے ہے تو ارشاد ہوگا:

﴿اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ﴾

[الحاقہ: ۳۰ ـ ۲۴]

''خدا پر ایمان نہ رکھتا تھا اور مساکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا تھا۔''

اے اللہ کی بندی! خوب جان لے کہ ہم نے اس وبال کا ایک حصہ تو ایمان لا کر اپنی گردن سے اتار دیا ہے اور دوسرا نصف حصہ صدقہ خیرات کے ذریعہ اتارنا چاہئے۔

ساتھی بڑھاؤں گا ☆

محمد بن الفضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بدوی کے پاس بکریاں تھیں۔ مگر وہ صدقہ وغیرہ بہت کم کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے ایک بکری کا لاغر بچہ صدقہ میں دیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ اس کی تمام بکریاں جمع ہیں اور اسے سینگ مار رہی ہیں اور لاغر بچہ اس کی مدافعت کر رہا ہے۔ یہ بیدار ہوا تو کہنے لگا بخدا ہمت ہوئی تو میں تیرے ساتھی بڑھاؤں گا۔ پھر اس کے بعد خوب صدقہ خیرات کرنے لگا۔

فوائد ☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ تم میں سے ہر شخص کی اپنے رب سے گفتگو ہوگی۔ وہ اپنے دائیں بائیں اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو دیکھے گا اور سامنے نظر کرے گا تو دوزخ دکھائی دے گی۔ لہٰذا آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ سے ہی سہی۔

دس خصلتیں ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ دس خصلتیں ایسی ہیں جن سے آدمی اچھے لوگوں میں شامل ہوتا ہے اور درجے پاتا ہے:

① پہلی صفت صدقہ کی کثرت۔
② تلاوت قرآن کی کثرت۔
③ ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنا جو آخرت کی یاد دلائیں اور دنیا سے بے رغبتی سکھائیں۔
④ صلہ رحمی کرنا۔
⑤ بیمار کی عیادت کرنا۔
⑥ ایسے مال داروں سے میل جول نہ رکھنا جو آخرت سے غافل ہوں۔
⑦ آنے والے دن کی فکر میں لگے رہنا۔

⑧ امید یں کم باندھنا اور موت کو کثرت سے یاد کرنا۔
⑨ خاموشی اختیار کرنا، اور کلام میں کمی کرنا
⑩ تواضع کرنا، گھٹیا لباس پہننا، فقراء سے محبت کر کے ان کے ساتھ مل جل کر رہنا، مساکین اور یتیموں کے قریب رہنا اور ان کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھنا۔

صدقہ کو بڑھانے والی چیزیں ☆

کہتے ہیں کہ سات چیزیں صدقہ کو بڑھاتی ہیں وراس میں عظمت پیدا کرتی ہیں:

① حلال مال سے صدقہ کرنا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَٰتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ [البقرہ: ۲٦۷]

''خرچ کرو عمدہ چیز اپنی کمائی میں سے۔''

② قلیل مال سے بھی بقدر استطاعت صدقہ کرنا۔
③ جلدی صدقہ کرنا تا کہ موقع ضائع نہ ہو جائے۔
④ بہترین اور عمدہ مال سے دینا کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾ [بقرہ: ۲٦۷]

''اور گھٹیا چیز کی طرف نیت مت لے کر جاؤ کہ اس میں سے خرچ کرو۔ حالانکہ تم خود بھی اس کے لینے والے نہیں۔ مگر چشم پوشی کر جاؤ اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں تعریف کے لائق ہیں۔''

یعنی جس طرح تم نے کسی سے قرض لینا ہو تو گھٹیا مال نہیں لیتے مگر یہ کہ اس سے درگزر کر جاؤ۔

⑤ ریاکاری سے بچتے ہوئے چھپا کر صدقہ کرو۔
⑥ اس پر احسان نہ جتاؤ کہ ثواب نہ باطل ہو جائے۔
⑦ اس کے بعد تکلیف نہ پہنچاؤ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تُبْطِلُوا صَدَقَٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ﴾ [بقرہ: ۲٦٤]

''تم احسان جتا کر یا ایذا پہنچا کر اپنے صدقات کو برباد نہ کرو۔''

باب : ۳۸

رمضان المبارک کی فضیلت

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت کو شروع سال سے آخر سال تک رمضان کے لیے آراستہ کیا جاتا ہے اور خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے۔ پس جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام مثیرہ ہے جس کے جھونکوں کی وجہ سے جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں۔ جس سے ایسی دل آویز سُریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی۔ پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں میں کھڑی ہو کر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو ہم سے جوڑ دیں پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے وہ لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں۔ اے خوبصورت اور خوب سیرت عورتو! یہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ رضوان سے فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے محمد ﷺ کی امت کے روزہ داروں کے لیے کھول دو اور جہنم کے داروغہ مالک سے فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کر دے۔ حضرت جبرائیل کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کرو اور گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو۔ میرے محبوب محمد ﷺ کی امت کے روزہ داروں کو خراب نہ کریں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رمضان کی ہر رات میں تین دفعہ یہ اعلان کرواتے ہیں کہ ہے کوئی مانگنے والا جس کو میں عطا کروں، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں، کوئی ہے مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں۔ پھر آواز دی جاتی ہے کہ کون ہے جو ایسے غنی کو قرض دے جو نادار نہیں۔ ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ رمضان شریف میں روزہ افطار کرنے کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو عذاب کے مستحق ہو چکے تھے اور جب جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات ہوتی ہے تو اس ہر گھڑی میں دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی عطا فرماتے ہیں جو عذاب کے مستحق ہو چکے تھے۔ جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو کیم رمضان سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کیے گئے تھے۔ ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں۔ جس رات شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں اور وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو کعبہ کے اوپر کھڑا کر دیتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو بازو ہیں جن میں دو بازو صرف

اسی رات میں کھولتے ہیں جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام فرشتوں سے تقاضا کرتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو یا بیٹھا ہو نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو اس کو سلام کریں اور مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں۔ صبح تک یہی حالت رہتی ہے جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت! اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی امت کے مؤمنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ فرمایا۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرما دیا۔

صحابہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ وہ چار شخص کون ہیں۔ ارشاد ہوا:

① وہ شخص جو شراب کا عادی ہو۔
② وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو۔
③ وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا اور ناطہ توڑنے والا ہو۔
④ وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو۔ پھر اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زائد تک کلام بند رکھے۔

جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام آسمان پر لیلۃ الجائزہ (انعام کی رات) سے لیا جاتا ہے۔ جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں۔ وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسی آواز سے جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے۔ پکارتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کی امت اس رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے، بڑے بڑے قصور معاف فرمانے والا ہے۔ پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں۔ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا فرما دی۔ بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے مانگو۔ میری عزت اور جلال کی قسم! آج کے دن تم مجھ سے اپنے دین اور دنیا کے لیے جو بھی مانگو گے میں تمہیں عطا کروں گا۔

امت محمدیہ کو عطا کردہ پانچ خصوصی اشیاء☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میری امت کو پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئی ہیں۔ جو پہلی امتوں کو نہیں ملی تھیں:

① ان کے منہ کی بد بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔
② ان کے لیے فرشتے دعا کرتے ہیں اور افطار کے وقت تک کرتے رہتے ہیں۔
③ اس میں سرکش شیطان قید کر دیے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے، جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں۔
④ جنت ہر روز ان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے دنیا کی مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آویں۔
⑤ رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لیے مغفرت کی جاتی ہے۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شب قدر ہے فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دی جاتی ہے۔

(امام احمد ۷۵۷۶۔ وفی مجمع الزوائد ۳/۴۰۔ وقال فیہ ہشام بن زیاد ابو المقدام وھو ضعیف)

رمضان کی آمد پر ارشادِ نبوی ﷺ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو کہ بہت ہی بابرکت ہے۔ اللہ عزوجل نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اس میں شب قدر ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔

(نسائی ۲۰۷۹۔ احمد ۷۵۷۶)

گناہوں کا کفارہ☆

حضرت خثیمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے۔ ایک رمضان دوسرے رمضان تک ایک حج دوسرے حج تک اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ایک نماز سے دوسری نماز تک کے گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں۔ جبکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے۔

ارشادِ فاروقی رضی اللہ عنہ☆

جب رمضان آتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ اس مہینہ کو خوش آمدید

ہے جو ہمیں پاک کرنے والا ہے۔ پورا رمضان خیر ہی خیر ہے۔ دن کا روزہ ہو یا رات کا قیام۔ اس مہینہ میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کا درجہ رکھتا ہے۔

کفارۂ ذنوب ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور تراویح کا قیام کیا اس کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری ۳۸، ۱۹۰۱، ۲۰۱۴۔ مسلم ۷۶۰۔ ترمذی ۶۸۳۔ نسائی ۲۱۷۴، ۲۱۷۵۔ ابوداؤد ۱۳۷۳۔ ابن ماجہ ۱۳۲۶، ۱۶۴۱۔ احمد ۶۸۷۳، ۶۹۷۹، ۸۶۴۰، ۹۷۳۵، ۱۰۱۳۳)

روزہ میرے لیے ہی ہے ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: کہ ابن آدم جو نیکی بھی کرتا ہے۔ اسے اس سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ البتہ روزہ کا بدلہ میں خود عطا کرتا ہوں۔ اس لیے کہ وہ میرے لیے ہی ہے۔ روزہ دار اپنی خواہشات کو اور کھانے پینے کو محض میرے لیے چھوڑتا ہے۔ روزہ ڈھال ہے۔ روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری قیامت کے دن اپنے رب کی ملاقات کے وقت۔ (بخاری ۱۹۰۴، ۷۴۹۲۔ مسلم ۱۱۵۱۔ ترمذی ۷۶۶۔ نسائی ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۵۸، ۲۱۸۶۔ ابن ماجہ ۱۶۳۸۔ احمد ۴۰۳۶، ۷۳۶۸، ۸۱۹۴، ۹۳۳۷، ۹۷۶۱، ۹۷۸۷، ۹۸۲۷، ۱۰۲۷۴۔ دارمی ۱۷۰۴)

خطابِ نبوی ﷺ ☆

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں شعبان کے آخری دن وعظ فرمایا: کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے۔ بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات شب قدر ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام یعنی تراویح کو ثواب کی چیز بنایا۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے۔ اس مہینہ میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لیے اس کے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں

رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں۔ یہ ثواب تو اللہ جل شانہ کوئی ایک کھجور سے افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلادے یا ایک گھونٹ لسی پلادے تو اس پر بھی مرحمت فرمادیتے ہیں۔ جو کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے گا تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور رب کریم اس کو میرے حوض سے ایسا سیراب فرمائیں کہ کبھی پیاس نہ لگے گی۔ حتیٰ کہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے۔ درمیان حصہ مغفرت اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے جو شخص اس مہینہ میں اپنے خادم یا غلام کے بوجھ کو ہلکا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے آگ سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔

رمضان...... کفارۂ ذنوب ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کرتے ہیں: کہ جو بندہ رمضان کا روزہ رکھتا ہے، چپ چاپ رہتا ہے، اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتا ہے کوئی بے حیائی کا کام نہیں کرتا۔ رمضان ختم ہوتا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ہر سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پر جنت میں اس کے لیے سبز زمرد کا مکان بنتا ہے۔ اس کے اندر سرخ یاقوت اور اس کے اندر ایک خول دار موتی کا خیمہ جس میں خوش نما آنکھوں والی حور ہوگی سونے کے کنگن پہنے ہوئے۔ جن میں سرخ یاقوت کا جڑاؤ کیا ہوگا۔ زمین اس سے منور ہوتی ہوگی۔

حضرت ابن مسعود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کرتے ہیں جب کہ ماہ رمضان قریب آچکا تھا کہ اگر بندے رمضان المبارک کی برکات کو جان لیں تو میرے اُمتی اس کے سال بھر رہنے کی تمنا کرنے لگیں۔

بنوخزاعہ کا ایک آدمی کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس کی کچھ برکات سنائیے۔ ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کے لیے شروع سال سے اخیر تک جنت آراستہ کی جاتی ہے۔ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو عرش کے نیچے سے ہوا چلتی ہے۔ جس سے جنت کے درختوں کے پتے بجنے لگتے ہیں۔ حوریں یہ منظر دیکھتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتی ہیں کہ ہمارے لیے اس مہینہ میں اپنے بندوں سے جوڑ مقرر فرما دیجئے کہ ان سے ہماری اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ پس جو بندہ بھی ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے اسے خوش نما آنکھوں والی دو حوروں کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے جو خول دار موتی کے خیمہ میں رہتی ہیں۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے:

﴿حُورٌ مَّقْصُورٰتٌ فِي الْخِيَامِ﴾ [سورۃ رحمٰن: ۷۲]

''وہ عورتیں گوری رنگت کی ہوں گی خیموں میں محفوظ ہوں گی۔''

ان میں سے ہر عورت پر ستر جوڑے ہوں گے ایسے کہ ہر کوئی رنگ میں دوسرے سے مختلف ہوگا۔ اسے ستر قسم کی خوشبو عطا ہوگی۔ ہر عورت سرخ یاقوت کے تخت پر ہوگی جو موتیوں سے بنا ہوا ہوگا۔ ہر تخت پر ستر قسم کے بچھونے ہوں گے جن کا نچلہ حصہ استبرق ریشمی کا ہوگا۔ ہر عورت کے پاس ستر خادمائیں ہوں گی۔ یہ مذکورہ اجر تو ماہِ رمضان کے ہر روزہ کے بدلہ ہوگا۔ اس کے علاوہ جو نیکیاں بھی کرے گا۔ ان کا اجر اس کے سوا ہوگا۔

(تنزیہ الشریعہ والمرفوعہ ۲/۱۵۳، ۱۵۴۔ مجمع الزوائد ۳/۱۴۱ وقال فیہ جریر بن ایوب وھو ضعیف)

رجب، شعبان اور رمضان ☆

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: رجب میری امت کا مہینہ ہے۔ اس کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسے میری امت کو باقی امتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ شعبان میرا مہینہ ہے اور اس کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسا کہ میری فضیلت ہے باقی انبیاء کرامؑ پر اور رمضان اللہ پاک کا مہینہ ہے باقی مہینوں پر اس کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے۔

(تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ ۲/۱۶۱)

شب قدر ☆

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ لوگ باہم جھگڑ رہے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں شب قدر کی اطلاع دینے کے لیے نکلا تھا مگر مجھے یہ ڈر ہونے لگا کہ تم اسی پر قناعت کر کے بیٹھ رہو گے۔ ممکن ہے کہ اس میں بہتری ہو۔ لہٰذا آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ یا نو راتوں میں جو باقی ہیں یا بقیہ سات میں یا پانچ میں یا تین میں یا پھر آخری رات میں جو باقی رہ گئی ہو۔ اس رات کی منجملہ اور علامتوں کے یہ ہے کہ وہ بالکل نکھری ہوئی چمکدار ہوتی ہے۔ نہ اس میں زیادہ سردی ہوتی ہے نہ گرمی صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے۔ جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس میں عبادت کرے اس کے پہلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مسلم ۱۱۶۷)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ نے رات کے قیام اور دن کے روزہ کے لیے ایمان اور احتساب کی قید لگائی ہے۔ ایمان کا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عمل پر جس ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس کا یقین ہو۔ احتساب یہ ہے کہ اس پر پورے دھیان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کے ساتھ رہے تو جب بندہ ثواب کو اور ان فضائل کو حاصل کرنے کا ارادہ کرے گا جو آنحضرت ﷺ نے ذکر فرمائے ہیں تو ضروری ہوگا کہ مہینہ کے احترام کا پورا خیال رکھے۔ اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت اور فضول گوئی سے اور اپنے اعضاء کو گناہوں سے غلطیوں سے، اور اپنے دل کو حسد

سے مسلمانوں کی عداوت سے بہت ہی بچا کے رکھے۔ ان سب کے بعد بھی ڈرتا رہے کہ کیا معلوم اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ عمل قابل قبول بھی ہے یا نہیں۔

کسی دانا نے کیا خوب کہا ☆

کسی دانا کا قول ہے کہ وہ کہا کرتے تھے میرے اللہ تو نے مصیبت زدہ کو دنیا میں اجر کی اور آخرت میں ثواب کی ضمانت دی ہے۔ اے اللہ اگر تو ہمارے اس روزہ کو ہم پر رد کرتا ہے تو پھر اس مصیبت کے اجر سے ہمیں محروم نہ فرما۔ اے اللہ کہ تو بھلائی اور احسان میں مشہور و معروف ہے۔

تراویح ☆

حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں: کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزہ رکھا۔ تیسویں رات آئی تو آپ ﷺ نے قیام فرمایا۔ ایک تہائی رات تک نماز پڑھی۔ چوبیسویں رات ہوئی تو آپ ﷺ تشریف نہ لائے۔ پچیسویں شب کو پھر تشریف لائے۔ ہمیں نماز پڑھائی حتیٰ کہ کافی رات گزر گئی۔ میں نے عرض کیا بہت ہی اچھا ہے کہ یہ تمام رات ہی لگ جائے۔ ارشاد فرمایا جو شخص گھر سے آ کر امام کے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہے۔ اسے تمام رات کی عبادت کا ثواب مل جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے چھبیسویں شب میں ہمیں نماز نہیں پڑھائی۔ ستائیسویں شب کو قیام فرمایا۔ اپنے اہل خانہ کو جمع فرمایا اور ہمیں نماز پڑھائی۔ حتیٰ کہ ہمیں فلاح کے فوت ہونے کا خطرہ ہونے لگا۔ کسی نے سوال کیا' فلاح کیا چیز ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سحری کا کھانا۔

(ترمذی ۸۰۷۔ نسائی ۱۱۴۷۔ ابوداؤد ۱۳۷۵۔ ابن ماجہ ۱۳۲۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ رمضان میں رات کے نصف اول میں تشریف لائے اور مسجد میں نماز شروع فرما دی۔ کچھ لوگ بھی ساتھ ہو لیے۔ صبح کو لوگوں میں اس کا چرچا ہوا اور اگلی رات لوگ کثرت سے جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھی وہ بھی ساتھ ہو گئے۔ تیسری رات ہوئی تو لوگ اور بھی زیادہ ہو گئے۔ حتیٰ کہ مسجد میں تنگی ہونے لگی۔ اس کے بعد آپ ﷺ تشریف نہ لائے۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا آج رات کا تمہارا حال مجھے معلوم ہے۔ لیکن مجھے ڈر ہوا کہ تم پر رات کی یہ نماز لازم کر دی گئی تو نبھا نہ سکو گے۔ (بخاری ۷۲۹، ۹۲۴، ۱۱۲۹، ۲۰۱۲۔ مسلم ۷۶۱۔ نسائی ۱۵۸۶، ۱۶۰۴، ۲۱۹۹۔ ابوداؤد ۱۳۷۳۔ احمد ۲۴۱۹۴، ۲۱۷۴۰، ۲۴۳۲۱، ۲۴۷۹۰، ۲۵۱۰۳۔ مالک ۲۷۹)

قیام کی ترغیب ☆

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ قیام رمضان کی لوگوں کو ترغیب تو

فرماتے لیکن حکم نہ ارشاد فرماتے۔حتی کہ آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی یونہی رہا۔حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں اس نماز کے لیے جمع کر دیا۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کہ میرے والد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی یہ نماز اس حدیث سے لی ہے جسے انہوں نے مجھ سے سنا تھا۔لوگوں نے پوچھا وہ کون سی حدیث ہے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے پاس ایک جگہ ہے جو نور سے معمور ہے۔اس کا نام حظیرۃ القدس ہے۔وہاں پر اتنے فرشتے ہیں کہ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں گھڑی بھر کے لیے بھی سستی نہیں کرتے۔جب رمضان کی راتیں آتی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے زمین پر اُترنے کی اجازت مانگتے ہیں تاکہ اہل ایمان کے ساتھ نماز میں شامل ہوسکیں چنانچہ وہ ہر رات زمین پر اترتے ہیں اور جس کے ساتھ ان کی ملاقات ہو جاتی ہے۔وہ ہمیشہ کے لیے سعادت مند ہو جاتا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو سن کر فرمانے لگے۔پھر تو ہم اس نماز کے زیادہ لائق و مستحق ہیں۔چنانچہ انہوں نے لوگوں کو جمع کیا اور تراویح کی شکل مقرر فرمادی۔روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان المبارک کی ایک رات باہر نکلے مساجد میں قراءت کی آواز سنی اور قندیلیں جگمگاتی دکھائی دیں۔فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کی قبر کو منور فرمائے۔جس نے ہماری مساجد کو قرآن سے منور فرمایا۔اسی طرح کا کلام حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی منقول ہے۔

باب : ۳۹

ذوالحجہ کے دس دنوں کی فضیلت

دس دنوں کی فضیلت ☆

فقیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں سے بڑھ کر اور کسی دن میں بھی اعمال صالحہ اس قدر محبوب نہیں۔عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا دوسرے دنوں کا جہاد فی سبیل اللہ بھی اتنا محبوب نہیں۔ارشاد فرمایا ہاں! وہ بھی مگر یہ کہ کوئی شخص اپنی جان اور مال لے کر میدان میں نکلا اور پھر وہیں سب کچھ قربان کر دیا

اور واپس نہیں لوٹا۔

(بخاری ۹۶۹ ۴۰ ۔ ابوداؤد ۲۴۳۸ ۔ ترمذی ۷۵۷ ۔ ابن ماجہ ۱۷۲۷ ۔ احمد ۱۸۶۷ ، ۲۹ ۔ دارمی ۱۷۰۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی دن بھی اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں سے زیادہ محبوب نہیں اور نہ ہی کوئی دن ان سے افضل ہے۔ عرض کیا گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ کا دن بھی ان جیسا نہیں ارشاد فرمایا ہاں! وہ بھی نہیں۔ مگر یہ کہ ایسا شخص ہو جس کا گھوڑا میدان جہاد میں کام آیا اور وہ خود بھی شہید ہو گیا۔

(اسی معنیٰ کی روایت نسائی میں ۲۴۷۹ ۔ ابوداؤد ۲۴۹۵ ۔ ابن ماجہ ۲۷۹۴ ۔ احمد ۶۵۰۲ ، ۱۳۶۹۴ ، ۱۴۴۹۹ ، ۱۴۶۷۵ ، ۱۴۸۵۴ ، ۱۶۴۱۳ ، ۱۸۶۱۸ ، ۲۱۲۵۷ ، دارمی ۱۳۸۸ ، ۲۲۸۵ پر بھی ہے)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ ایک نوجوان تھا ذوالحجہ کا چاند ہوتے ہی روزہ شروع کر دیتا۔ یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی آپ ﷺ نے اسے بلا کر وجہ پوچھی کہنے لگا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں یا رسول اللہ ﷺ یہ حج کے اور دینی شعائر کے دن ہیں۔ کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اعمال والے لوگوں کی دعاؤں میں مجھے بھی شامل کر لیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک تیرے لیے ہر دن کے روزہ کے بدلہ سو غلام آزاد کرنے کا سو اونٹ قربان کرنے کا اور سو گھوڑے مجاہدین کو سواری کے لیے دینے کا اجر ملے گا۔ آٹھویں تاریخ کے روزے میں انہیں چیزوں کا سو کی بجائے ہزار ہزار کا ثواب ہوگا۔ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے دو ہزار کا اور یہ دو سالوں کے روزوں کے برابر ہے۔ ایک سال پہلے کا اور ایک سال بعد کا۔ (الفوائد المجموعہ صفحہ ۹۵ ۔ وقال رواہ ابن عدی عن عائشہ مرفوعاً ولا یصح ۔ وفی اسنادہ کذاب ۔ تنزیہ الشریعہ ۲/ ۴۸ ۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ موضوع ہے۔ جب کہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اگر یہ حدیث موضوع نہیں تو دنیا میں کوئی حدیث موضوع نہیں)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یوم عرفہ کا روزہ دو سال کے روزوں کے برابر ہے۔ عاشورہ کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے۔

(احمد ۲۱۵۶۸)

مفسرین نے اس آیت:

﴿وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً﴾ [اعراف: ۱۴۲]

''اور ہم نے موسیٰ سے تیس شب کا وعدہ کیا پھر دس شب کو ان تیس شب کا تتمہ بنایا سو ان کے پروردگار کا وقت پورے چالیس شب ہو گیا۔''

کی تفسیر میں کہا ہے کہ وہ دس راتیں ذوالحجہ کے شروع کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دہائی میں موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلام بخشا اور قرب و اختصاص کی گفتگو سے سرفراز فرمایا۔ انہی دس ایام میں ان کے لیے وحی والی تختیاں لکھوائی گئیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ذوالحجہ کے دس دنوں کے روزوں کا خاص خیال رکھو۔ ان میں دعا استغفار اور صدقہ خوب کرو کہ میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے۔ اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو ان دس دنوں کی بھلائی سے محروم رہا۔ نویں تاریخ کے روزہ کا تو خاص خیال رکھو کہ اس میں اس قدر بھلائیاں ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔

پانچ دعائیں☆

حضرت عبداللہ بن عبید لیثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پانچ دعائیں مرحمت فرمائی ہیں جبرائیل علیہ السلام انہی دنوں میں لے کر آئے تھے۔ پہلی دعا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

دوسری دعا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا

تیسری دعا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

چوتھی دعا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

پانچویں دعا:

حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مُنْتَهٰى

کہتے ہیں یہ کلمات انجیل میں بھی نازل ہوئے تھے۔ حضرت عیسیٰ کے حواریوں نے آپ

سے ان کی فضیلت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ان کلمات کو ذی الحجہ کے دس دنوں میں پڑھنے پر اس قدر اجر وثواب بتایا کہ بیان سے باہر ہے۔

نور کے پانچ طبق ☆

ہاشم بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ اس نے یہ دعائیہ کلمات انہی دس دنوں میں پڑھے خواب میں دیکھا کہ اس کے گھر میں نور کے پانچ طبق ایک دوسرے کے اوپر رکھے ہوئے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دن ایسے نہیں جن میں اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت ہی محبوب ہوں اور عظمت والے ہوں۔ بجائے ان دس دنوں کے۔لہٰذا ان میں کثرت سے لا الہ الا اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر وغیرہ پڑھتے رہا کرو۔

(امام احمد ۲/۷۵، ۹۰۔ ۱۳۱)

اکابر کا معمول ☆

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان پورے دس دنوں میں بستر پر ہوں یا مجلس میں اللہ اکبر ہی کہتے رہتے تھے۔ عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ بھی ان دس دنوں میں راستے میں ہوں یا بازار میں تکبیر کہتے رہتے تھے۔ ابو زیاد فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اور ان کے علاوہ جن اصحاب علم وفقہ کو بھی ہم نے عید کے دن یا ایام تشریق میں دیکھا۔ سب انہی کلمات کا وظیفہ پڑھتے تھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر و للہ الحمد۔

جعفر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ان دس دنوں میں اپنی وعظ وتذکیر کی مجلسوں میں بات کرتے کرتے اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنا شروع کر دیتے اور فرماتے کہ یہ ذکر کے ایام ہیں۔لوگوں کا بھی یہی معمول رہا۔

جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں میں نے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ایسا ہی کرتے تھے۔

ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے عشرہ ذی الحج میں راستہ میں چلتے ہوئے تکبیر کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ جولا ہے ایسا کرتے ہیں۔

لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے عشرہ ذی الحج میں راستہ میں تکبیر کہنے کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ جولا ہے ایسا کرتے ہیں۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان دنوں میں جو شخص آہستہ آہستہ تکبیر کہتا ہے تو یہ افضل

ہے اور جو بلند آواز سے کہتا ہے جب کہ مقصد ایک شرعی بات کے اظہار کا ہے تاکہ لوگوں کو بھی دھیان ہو جائے۔اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ روایات سے ثابت ہے۔

چار کا عدد☆

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے چار دنوں کا انتخاب فرمایا۔مہینوں میں سے چار مہینوں کا عورتوں میں سے چار عورتوں کا اور چار آدمی سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔چار آدمی ایسے ہیں جن کی خود جنت مشتاق ہے۔

دنوں میں سے پہلا جمعہ کا دن ہے جس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ مؤمن بندہ اس میں اپنی دنیا اور آخرت کے لیے جو بھی مانگ لے اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔دوسرا عرفہ کا دن ہے کہ جب وہ دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے بطور فخر فرماتے ہیں کہ ذرا میرے بندوں کو دیکھو جو غبار آلودہ پراگندہ بال اپنے مال خرچ کر کے جسم و جان کو تعب و مشقت میں ڈال کر پہنچے ہیں۔گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔(امام احمد ۹۲ے۲)

تیسرا قربانی کا دن ہے۔یہ دن جب آتا ہے اور بندہ قربانی کرتا ہے تو اس کے خون کا پہلا قطرہ جو زمین پر گرتا ہے بندے کے کیے ہوئے سب گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

چوتھا عید الفطر کا دن ہے کہ بندے جب رمضان کے روزوں سے فارغ ہو کر عید کے لیے نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر عمل کرنے والا اپنی اجرت کا مطالبہ رکھتا ہے اور میرے بندوں نے ماہِ مبارک کے روزے رکھے اور آج عید کے لیے نکلے ہیں اور اپنے اجر کے طالب ہیں۔میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے اور ایک پکارنے والا آواز لگاتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! لوٹ جاؤ کہ میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔

چار مہینے☆

مہینوں میں سے چار یہ ہیں: (۱) رجب (۲) ذوالقعدہ (۳) ذوالحجہ (۴) محرم یہ تینوں ملے ہوئے اور مسلسل ہیں۔

چار عورتیں رحمۃ اللہ علیہن یہ ہیں:

① مریم بنت عمران

② خدیجہ بنت خویلدؓ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لائیں۔

③ آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی۔

④ فاطمہؓ بنت محمد ﷺ جو کہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

جنت کی طرف پہلے جانے والے ہر قوم میں سے الگ الگ ہیں:

① حضور ﷺ عرب قوم پر سبقت لے جائیں گے۔

② حضرت سلمانؓ اہل فارس پر سبقت لے جائیں گے۔

③ صہیبؓ اہل روم پر۔

④ حضرت بلالؓ اہل حبشہ پر سبقت لے جائیں گے۔

وہ چار آدمی جن کی جنت مشتاق ہے:

① امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

② حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

③ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

④ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قربانی کا پہلا قطرہ خون ☆

حضرت سالم بن ابی الجعدؒ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: اپنی قربانی کے پاس کھڑی ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے پہلے ہی قطرہ کے ساتھ تیرے گناہ دور فرما دیں گے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہ آپ ﷺ کے لیے اہل بیت کے لیے خاص ہے یا سب مومنین کے لیے ہے۔ ارشاد فرمایا کہ سب مومنین کے لیے ہے۔ (حاکم ۴/۲۲۲)

قربانی کی فضیلت ☆

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قربانی کیا کرو اور اس میں دلوں کی بشاشت بھی پیدا کرو۔ اسلئے کہ جو شخص اس دن اپنے قربانی کے جانور کو پکڑ کر قبلہ رخ لٹاتا ہے یعنی ذبح کرتا ہے تو اسکے سینگ بال اون اور خون وغیرہ تمام اشیاء قیامت میں حاضر کی جائیں گی۔ خون جب زمین پر گرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ تھوڑا خرچ کرو اور بے حساب اجر پاؤ۔

باب : ٤٠

یوم عاشورہ کی فضیلت

یوم عاشورہ کا روزہ ☆

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص یوم عاشورہ کا روزہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہزار فرشتوں کا ثواب مرحمت فرماتے ہیں جو عاشورہ کا روزہ رکھتا ہے اسے دس ہزار حج اور عمرہ کرنے والوں کا ثواب ملتا ہے۔ دس ہزار شہیدوں کا اجر اور جو کوئی عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر بال کے عوض اس کا ایک درجہ بلند کرتے ہیں۔ جو شخص عاشورہ کی شام کسی مسلمان کا روزہ افطار کراتا ہے وہ ایسا ہے گویا اس نے تمام امت محمدیہ کو افطار کرایا۔ انہیں پیٹ بھر کے کھانا کھلایا۔

عاشورہ کی فضیلت ☆

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے یوم عاشورہ کو تمام دنوں پر فضیلت بخشی ہے۔ ارشاد فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین عاشورہ کے دن پیدا فرمائے۔ پہاڑ، سمندر، لوح و قلم اور جنت بھی اسی دن پیدا فرمائے۔ حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کی پیدائش بھی اسی دن ہوئی اور اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت اسی دن میں ہوئی اور اسی دن ان پر آگ گلزار بنی تھی۔ فرعون اسی دن غرق ہوا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو صحت اسی دن ملی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اسی دن قبول ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش اسی دن معاف ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اسی دن مملکت سپرد ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور رفع نیز حضرت ادریس علیہ السلام کا رفع بھی اسی دن ہوا اور ایک روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ کی ولادت بھی اسی دن کی ہے اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔

(تنزیہ الشریعہ المرفوعہ ۲/۱۴۹)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عاشورہ کا دن ہی وہ دن ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ پر لگی۔ وہ اس سے باہر نکلے اور اسی دن شکرانہ کا روزہ رکھا۔ اسی دن فرعون غرق ہوا۔ بنی اسرائیل کے لیے سمندر شق ہوا۔ انہوں نے اس دن کا روزہ رکھا تجھ سے بھی اگر ہو سکے تو اس دن کا روزہ رکھ۔

سال بھر کی وسعت ☆

حضرت محمد بن میسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے سنا ہے کہ جو شخص عاشورہ کے دن اپنے عیال پر کھانے وغیرہ کی وسعت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سال بھر کیلئے اس پر وسعت فرماتے ہیں۔ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے اس کا تجربہ کیا اور صحیح پایا۔

ہم زیادہ تعلق رکھتے ہیں ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے اور دیکھا کہ یہود عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون کے مقابلہ میں کامیابی عطا فرمائی تھی۔ لہٰذا ہم اس کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تمہاری بہ نسبت زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (بخاری ۲۰۰۴۔ مسلم ۱۱۳۰۔ ترمذی ۷۵۵۔ ابوداؤد ۲۴۴۴، ۲۴۴۵۔ ابن ماجہ ۱۷۳۴۔ احمد ۲۰۰۲، ۲۰۴۷، ۲۵۱۲، ۲۶۰۰۔ دارمی ۱۶۹۴)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس دن کے متعلق مختلف قول ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اسے عاشورہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ محرم کا دسواں دن ہے۔ بعض نے کہا اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے دس انبیاء علیہم السلام کو دس کرامتوں سے نوازا ہے:

① حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔
② حضرت ادریس علیہ السلام کو مقام اعلیٰ کا رفع نصیب ہوا۔
③ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔
④ حضرت ابراہیم کی ولادت اسی دن ہوئی۔ انہیں خلیل بنایا گیا اور آگ سے نجات ملی۔
⑤ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ بھی اسی دن قبول ہوئی۔
⑥ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عاشورہ کے دن ہی آسمانوں پر اٹھایا گیا۔
⑦ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سمندر سے نجات ملی اور فرعون غرق ہوا۔
⑧ حضرت یونس علیہ السلام اسی دن مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے۔
⑨ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اسی دن بادشاہی ملی۔
⑩ آپ کی ولادت بھی ایک قول کے مطابق اسی دن ہوئی۔

بعض کا کہنا ہے کہ عاشورہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے جن فضیلتوں سے

نوازا ہے۔اس دن کی فضیلت ان میں سے دسویں ہے۔

① رجب کا مہینہ ہے اسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے عزت وشرف کا ذریعہ بنایا اور اس کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسے اس امت کی فضیلت باقی امتوں پر۔
② شعبان کا مہینہ اور اس کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے۔جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کی فضیلت باقی انبیاء علیہم السلام پر۔
③ رمضان المبارک کا مہینہ اور اس کی فضیلت تمام مہینوں پر یوں ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی فضیلت اپنی مخلوق پر۔
④ شب قدر جو کہ ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔
⑤ یوم الفطر کی جو کہ یوم جزا یعنی بدلہ کا دن ہے۔
⑥ ایام عشرہ یعنی ذی الحجہ کے پہلے دس دن جو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر کے دن ہیں۔
⑦ یوم عرفہ کی فضیلت کہ اس کا روزہ دو سالوں کے لیے کفارہ بنتا ہے۔
⑧ یوم نحر یعنی قربانی کا دن۔
⑨ جمعہ کا دن جو کہ تمام دنوں کا سردار ہے۔
⑩ عاشورہ کا دن کہ اس کا روزہ ایک سال کے لیے کفارہ ہے۔

غرضیکہ ان اوقات میں سے ہر وقت کی کچھ فضیلتیں ہیں،جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے گناہوں کے کفارہ کے لیے اور خطاؤں سے پاک کرنے کے لیے مقرر فرمایا ہے۔

عاشورہ قبل اسلام ☆

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ قریش دورِ جاہلیت میں یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔خود رسول اللہ ﷺ بھی مکہ میں اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔جب آپ ﷺ مدینہ پاک تشریف لے آئے اور رمضان المبارک کے روزے فرض ہوگئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں پہلے عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا کرتا تھا۔اب اختیار ہے جو چاہے رکھے نہ چاہے نہ رکھے۔

تعیین عاشورہ ☆

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ یوم عاشورہ محرم کی نویں تاریخ کا دن ہے اور بعض نے گیارھواں دن کہا اور اکثر حضرات دسواں دن بتلاتے ہیں۔

باب: ۴۱

نفلی روزوں اور ایام بیض کے روزوں کی فضیلت

اعمال کی پانچ قسمیں ہیں ☆

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اعمال پانچ طرح کے ہیں:

① وہ عمل کہ اس کا اجر اس کی مثل ہے۔
② وہ جو جنت کو واجب کر دیتا ہے۔
③ وہ جو دس گنا اجر پاتا ہے۔
④ وہ جو سات سو گنا اجر رکھتا ہے۔
⑤ وہ عمل ہے کہ اس کا اجر اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

روزہ کا ثواب ☆

پہلا عمل کہ جس کا اجر اس کے برابر ہے اس شخص کا ہے جو برائی کرتا ہے تو وہ ایک ہی لکھی جاتی ہے۔ ایسے ہی جو شخص کسی نیکی کا عزم کرتا ہے مگر کسی مانع کی وجہ سے نہیں کر سکتا تو اس کی ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ جنت کو واجب کرنے والا عمل یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور اس حالت میں پیش ہوتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کی اس کے لیے جنت واجب ہوتی ہے۔ جو اس حالت میں حاضر ہوتا ہے کہ غیر کی عبادت کرتا رہا تھا اس کے لیے دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔ دس گنا اجر والا عمل یہ ہے کہ کوئی شخص نیکی کرتا ہے تو اس کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سات سو گنا والا یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں کوئی عملی محنت یا مال خرچ کیا تو اس کے لیے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔ جس عمل کا ثواب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ روزہ ہے۔ (مجمع الزوائد ۳/۱۸۲)

روزے دار کا رزق جنت میں جمع ہے ☆

حضرت ابوصدقہ یمانی رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت بلالؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اس وقت کھانا نوش فرما رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا بلال کھانا کھاؤ۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا روزہ ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم نے اپنا رزق کھا لیا ہے اور بلال کا رزق جنت میں جمع ہے۔ بیشک روزہ دار جب ایسے لوگوں کے پاس ہو جو کھانا کھا رہے ہوں تو اس کے اعضاء تسبیح پڑھتے ہیں۔ فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے

رہتے ہیں۔ اے اللہ اس کی مغفرت فرما! اے اللہ اس پر رحم فرما۔

روزہ دار کو اللہ تعالیٰ سیراب فرمائیں گے ☆

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سمندر کے سفر میں تھے اور عین وسط سمندر میں گہرے پانی میں جا رہے تھے تو آس پاس کوئی جزیرہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اچانک ایک پکارنے والے کی آواز سنائی دی۔ اے کشتی والو! ذرا ٹھہرو تمہیں بات سناؤں۔ کہتے ہیں ہم متوجہ ہوئے مگر کوئی کہنے والا دکھائی نہ دیا۔ یہی آواز سات مرتبہ سنائی دی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ساتویں مرتبہ میں اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پکار کر کہا اے شخص تو دیکھ رہا ہے کہ ہم پانی میں سفر کر رہے ہیں۔ ہم کیسے رک سکتے ہیں تو جو بتانا چاہتا ہے وہ ہم کو بتا دے تو آواز آئی کیا میں تمہیں وہ فیصلہ نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر کیا ہے۔ ہم نے کہا ضرور بتاؤ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ جو شخص گرمی کے موسم میں روزہ رکھ کر پیاسا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے سیراب فرمائیں گے۔ (مجمع الزوائد ۳/۱۸۳)

ابن ابی بردہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ سخت گرم دن کی انتظار میں رہتے تھے اور اس کا روزہ رکھتے تھے۔

خیر کی چھ عادتیں ☆

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں: کہ چھ عادتیں خیر میں سے شمار ہوتی ہیں:

① اللہ کے دشمن سے تلوار کے ساتھ جہاد کرنا۔

② گرمیوں میں روزہ رکھنا۔

③ مصیبت کے موقعہ پر اچھی طرح سے صبر کرنا۔

④ حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا نہ کرنا۔

⑤ بادل والے دن یا فرمایا گرمی والے دن میں نماز کے لیے جلدی پہنچنا۔

⑥ سردی کے موسم میں اچھی طرح سے وضو کرنا۔

تین باتوں کی اہمیت ☆

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اگر تین باتیں میسر نہ ہوتیں تو کسی وقت بھی مر جانے کی پرواہ نہ تھی۔

① اللہ کے حضور سجدہ کر کے چہرہ کو خاک آلود کرنا۔

(۲) لمبے دن کا روزہ کہ جس میں بھوک کی وجہ سے جان تڑپ رہی ہو۔
(۳) ایسے لوگوں کی ہم نشینی جو عمدہ کلام کا یوں انتخاب کرتے ہیں جیسے کہ بہترین اور تازہ کھجوریں چنی جاتی ہیں۔

تین لوگوں کا وظیفہ ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتیں ایسی سکھائی ہیں جو مرتے دم تک میرا وظیفہ رہیں گی:

(۱) سوتے وقت وتر پڑھ لیا کروں۔
(۲) ہر ماہ کے تین روزے رکھا کروں۔
(۳) چاشت کی نماز کبھی نہ چھوڑوں۔

(بخاری ۱۹۸۱۔ مسلم ۲۷۔ ترمذی ۷۶۰۔ نسائی ۱۶۵۹۔ ابوداؤد ۱۴۳۲۔ احمد ۹۸۴۱۔ دارمی ۱۴۱۸)

اہتمام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ☆

حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزوں کا اہتمام فرماتے تھے:

(۱) یوم عاشورہ کا روزہ۔
(۲) عشرہ ذی الحجہ کے روزے۔
(۳) ہر مہینے کے تین دن کے روزے۔
(۴) فجر کی دو رکعت سنتیں۔ (نسائی ۲۳۷۳۔ احمد ۲۵۲۵۴)

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کے روزے رکھا کرو اور ہر مہینے کے تین دن کہ یہ زمانہ بھر کے روزے بن جائیں گے۔ اس سے سینہ کا کینہ اور کھوٹ جاتا رہے گا۔ (نسائی ۲۳۴۴۔ احمد ۱۹۸۱۲)

تین دن کا روزہ...... ہمیشہ کا روزہ ☆

عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا۔ وہاں پر حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے سوچا کہ آج ان کا خیال رکھوں گا کہ کس حال میں ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کیا آپ روزہ سے ہیں۔ فرمایا ہاں! پھر ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضری کے لیے اجازت کے منتظر تھے۔ اندر گئے تو ہمارے پاس ایک بڑا پیالہ کھانے کا لایا گیا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کھانا شروع کیا میں نے روزہ یاد دلانے کے لیے اپنے ہاتھ سے انہیں حرکت دی وہ فرمانے لگے میں نے جو کچھ کہا تھا بھولا نہیں

ہوں یاد ہے میں نے تجھے بتایا تھا کہ میں روزہ دار ہوں اور یہ سچ ہے اس لیے کہ میں ہر مہینہ میں تین دن کے روزے رکھتا ہوں۔ تو میں ہمیشہ روزہ دار ہوں۔

مجاہدہ میں اعتدال ضروری ہے ☆

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاص فرماتے ہیں: کہ میں ریاضت پسند آدمی تھا۔ میرے والد نے ایک عورت سے میرا نکاح کر دیا۔ ایک دن میرے مکان پر تشریف لائے مجھے نہ پا کر عورت سے پوچھنے لگے تیرا خاوند کیسا ہے؟ وہ کہنے لگی بڑا اچھا ہے۔ رات بھر جاگتا ہے دن کو روزہ رکھتا ہے۔ والد صاحب مجھ پر ناراض ہوئے کہ میں نے تیرا نکاح کیا ہے تو نے ایک مسلمان عورت سے بے التفاتی برت رکھی ہے۔ میں نے اپنی قوت اور مجاہدہ کے خیال میں ابا جان کی ان باتوں کی بھی پرواہ نہ کی۔ حتی کہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر ارشاد فرمایا میرا حال تو یہ ہے کہ میں نیند بھی کر لیتا ہوں اور نماز نفل بھی پڑھ لیتا ہوں اور نفل روزہ بھی رکھ لیتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں۔ لہٰذا تو بھی کچھ نفل پڑھ لیا کر اور کچھ سو لیا کر اور ہر مہینہ میں دس روزے رکھ لیا کر۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ قوت دی ہے۔ ارشاد فرمایا تو پھر ایک دن روزہ رکھ لیا کر اور ایک دن ناغہ کر لیا کر اور یہ داؤد علیہ السلام والا طریقہ ہے۔ پھر پوچھا قرآن پاک کتنے عرصے میں پڑھ لیتا ہے؟ میں نے عرض کیا دو دن اور دو راتوں میں، ارشاد فرمایا پندرہ دن میں ختم کیا کر، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے زیادہ قوت حاصل ہے۔ ارشاد فرمایا تو سات دن میں پڑھ لیا کر۔ پھر ارشاد فرمایا ہر عمل کرنے والے میں جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کے بعد سستی اور کمی آ جاتی ہے سو جو شخص سستی میں بھی میری سنت پر قائم رہا وہ ہدایت پر ہے۔ جو میری سنت چھوڑ بیٹھا وہ ہلاک ہوا۔

(نسائی ۲۳۴۹)

حضرت عبدالرحمٰن بن عمروؓ بن عاص آخر عمر میں کہا کرتے تھے۔ کاش! یہ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کر لیتا۔ یہ مجھے اس سے کہیں زیادہ محبوب ہے کہ مجھے اپنے اہل و مال کے مثل اتنا ہی اور مل جاتا اس لیے کہ میں آج بوڑھا اور ضعیف ہو چکا ہوں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے جو مقرر فرمایا تھا اسے چھوڑنا گوارا نہیں۔

انبیاء علیہم السلام کے روزوں کی کیفیت ☆

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور روزہ کے متعلق سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تجھے ایسی بات بتاؤں جو میرے نزدیک بہترین اور محفوظ تحفوں میں سے ہے۔ اگر تو حضرت داؤد علیہ السلام والا روزہ چاہتا ہے تو وہ ایک دن کا روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ

کرتے تھے۔ اگر ان کے بیٹے سلیمان علیہ السلام والا طریقہ چاہتا ہے تو وہ ہر مہینہ کے شروع میں تین روزے رکھتے تھے۔ تین درمیان کے اور تین اخیر مہینہ کے۔ اگر مریم بتول کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام والا طریقہ چاہتا ہے تو وہ ہمیشہ روزے رکھتے تھے جو کھاتے تھے، بالوں کا موٹا لباس پہنتے تھے۔ جہاں رات شروع ہوتی قدم جوڑ کر کھڑے ہو جاتے حتی کہ سفیدۂ صبح نمودار ہو جاتا اور جہاں کہیں بھی قیام فرماتے دو رکعت نماز ضرور پڑھتے اور اگر ان کی والدہ کا روزہ چاہتا ہے تو وہ دو دن روزہ رکھتی تھیں اور دو دن کا ناغہ کرتی تھیں۔ اگر خیر البشر نبی العربی القرشی ابوالقاسم حضرت محمد ﷺ کا روزہ چاہتا ہے تو وہ ہر مہینہ میں تین دن ایام بیض یعنی تیرہویں، چودھویں، پندرھویں کا روزہ رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ زمانہ بھر کے روزہ کے برابر ہیں۔

(نسائی ۲۳۸۷۔ ابوداؤد ۲۴۴۹۔ ابن ماجہ ۱۰۷۷۔ احمد ۱۹۴۲۹)

زمانہ بھر کا روزہ ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص ماہِ رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے بھی ملا لے تو گویا اس نے تمام زمانہ بھر روزہ رکھا۔

(مسلم ۱۱۶۴۔ ابوداؤد ۲۴۳۳۔ ترمذی ۷۵۹۔ ابن ماجہ ۱۷۱۶۔ احمد ۲۲۴۵۴۔ دارمی ۱۶۸۹)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں حساب لگا دیتا ہوں کہ رمضان کے روزے تو دس گنا کرنے سے تین سو دن یعنی دس ماہ کے ہوئے اور چھ دن ساٹھ دن یعنی دو ماہ کے برابر ہوئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ [انعام: ۱۶]

''جو شخص نیکی کرتا ہے اسے دس گناہ ملتی ہے۔ لہٰذا ہر دن کا روزہ دس دن کے برابر ہوتا ہے۔''

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ بعض لوگوں نے ان چھ دنوں کے روزوں کو مکروہ کہا ہے کہ اس میں نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہے۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ حیض والی عورتوں کے ہیں جو رمضان میں رہ جاتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ متفرق رکھ لے تاکہ نصاریٰ سے مشابہت نہ ہو اور میرے نزدیک متفرق رکھے یا مسلسل کوئی حرج نہیں اس لیے کہ عید کے دن کا فاصلہ کافی ہو جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)

باب : ۴۲

اہل وعیال پر خرچ کرنا

اہل وعیال پر خرچ کرنا فی سبیل اللہ ہے☆

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ بعض اصحاب ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اس کی قوت اور شباب کو دیکھ کر یہ حضرات آپس میں کہنے لگے۔ کاش کہ یہ شخص اپنی جوانی اور توانائی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر ارشاد فرمایا جانتے بھی ہو اللہ کی راہ میں لگانے کا کیا مطلب ہے۔ جو شخص جہاد اور غزوہ میں نکلتا ہے یا جو شخص اپنی جان کی دیکھ بھال کے لیے کچھ محنت کرتا ہے یہ فی سبیل اللہ ہے اور جو شخص اپنے والدین کی خدمت کرتا ہے یا اپنے اہل وعیال کے لیے محنت کرتا ہے یہ سب فی سبیل اللہ ہے۔ جس کی دوڑ دھوپ خزانے جمع کرنے کے لیے ہے یہ شیطانی راہ پر ہے۔

بہترین دینار☆

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار جسے کوئی شخص اپنے احباب پر خرچ کرتا ہے یا سواری کے جانور پر تو وہ فی سبیل اللہ کا درجہ رکھتا ہے۔

(مسلم ۹۹۴_ترمذی ۱۹۶۶_ابن ماجہ ۲۷۶۰_احمد ۲۱۳۴۶)

حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل وعیال پر خرچ کرنے کا ذکر مقدم فرمایا ہے۔ بھلا اس شخص سے کون اجر میں بڑھے گا جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ غنا سے ہی ہوتا ہے۔ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (یعنی دینے والا مانگنے والے سے بہتر ہے) اور خرچ کی ابتداء اپنے اہل وعیال سے کرو۔

(بخاری ۱۴۲۶_مسلم ۱۰۳۴_ترمذی ۲۴۶۳_نسائی ۲۲۸۴_احمد ۱۴۷۷۸)

تین قسم کے قرضوں کے لیے اللہ تعالیٰ ضامن ہو جاتے ہیں☆

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ انس بن مالک کے پاس تھے۔ انہوں نے ذکر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کا قرضہ لینے والے بندے کے لیے اس کے قرض کا ضامن بن جاتا ہے:

① وہ شخص جو گناہ سے بچنے کے لیے نکاح کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں ضروری قرض لینا پڑا جو ادا نہ کر سکا اور مر گیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا قرض چکانے کے ضامن ہیں۔

② وہ شخص جو مسلمانوں کی اعانت اور جہاد کے لیے قرض لیتا ہے۔

③ وہ شخص جو کسی میت کے کفن کے لیے قرض لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے قرض خواہ کو قیامت کے دن راضی کر دیں گے۔

ثابت بنانی' حضرت حسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت انسؓ سے سنی ہوئی مذکورہ حدیث انہیں بھی سنائی۔ حضرت حسن بصریؒ کہنے لگے کہ حضرت انسؓ اب ضعیف ہو چکے ہیں اور بھولنے لگے ہیں کہ ان سب سے افضل کو بھول گئے ہیں۔ (حضرت حسن بصریؒ سے ایسا کلام منقول ہونے کا گمان نہیں ہوسکتا کہ وہ ایسی بات کریں اور اس حدیث کا مرجع بھی نہ مل سکا) وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں کے ساتھ اس شخص کے بھی ضامن ہوتے ہیں جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کو قرضہ لے اور کوشش کے باوجود ادا نہ کر سکے۔ یونہی مر جائے تو اس کے ساتھ بھی اس کے قرض خواہ قیامت کے دن کوئی جھگڑا نہیں کریں گے۔

فرشتہ کی آسمان میں ندا☆

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: آسمان میں دو فرشتے ہیں جن کا صرف یہی کام ہے کہ ایک پکارتا ہے۔ اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! بخیل کا مال جلد تلف فرما۔ (بخاری ۱۴۴۲۔ مسلم ۱۰۱۰۔ احمد ۷۷۰۹)

اہل وعیال پر خرچ کرنا اللہ کی راہ میں ہزار دینار خرچ کرنے سے افضل ہے☆

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص حلال طریقہ سے دنیا کماتا ہے تاکہ سوال کی ذلت سے بچے۔ اہل وعیال پر خرچ کرے اور ہمسایوں کی خبر گیری کرے۔ وہ قیامت میں یوں آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔ جو شخص حلال طریقہ سے ہی دنیا کماتا ہے مگر ذخیرہ اندوز کے لیے یا فخر وریا کے لیے تو اللہ تعالیٰ بوقت ملاقات قیامت کے دن اس پر ناراض ہوں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک روٹی کا صدقہ کر دوں یہ آپ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے یا سو رکعت نفل پڑھوں۔ ارشاد فرمایا ایک روٹی کا صدقہ کرنا میرے نزدیک دو سو رکعت نفل سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کسی مسلمان کی ضرورت پوری کرنا آپ ﷺ کو پسند ہے یا سو رکعت نفل

ارشاد فرمایا کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنا مجھے ہزار رکعت نفل سے زیادہ محبوب ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے پھر عرض کیا حرام کا لقمہ چھوڑ دینا آپ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے یا ہزار رکعت نفل؟ ارشاد فرمایا حرام کا لقمہ چھوڑ دینا میرے نزدیک دو ہزار نفل رکعات سے زیادہ اچھا ہے۔ میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غیبت چھوڑنا آپ ﷺ کو زیادہ پسند ہے یا ہزار رکعات نفل؟ ارشاد فرمایا غیبت چھوڑنا میرے نزدیک دس ہزار نفل رکعات سے بہتر ہے۔ میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کسی بیوہ کے کام آنا آپ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے یا دس ہزار رکعات نفل۔ ارشاد فرمایا کسی بیوہ کا کام کرنا مجھے تمیں ہزار نفل رکعتوں سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ اہل وعیال کے پاس بیٹھنا آپ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے یا مسجد میں ارشاد فرمایا اہل وعیال کے پاس بیٹھنا مجھے اپنی مسجد میں اعتکاف بیٹھنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اہل وعیال پر خرچ کرنا آپ ﷺ کے نزدیک زیادہ اچھا ہے یا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا؟ ارشاد فرمایا وہ ایک درہم جسے کوئی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے۔ میرے نزدیک اللہ کی راہ میں ہزار دینار خرچ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ والدین سے حسن سلوک آپ ﷺ کے ہاں زیادہ اچھا ہے یا ہزار برس کی عبادت؟ ارشاد فرمایا اے انس حق روشن ہو چکا اور باطل ناپید ہو گیا اور باطل ہے ہی ناپید ہونے والی چیز۔ والدین سے حسن سلوک کرنا بیس لاکھ برس کی عبادت سے میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ (مسلم ۹۹۴ جزء منہ)

دُنیا کی مثال ☆

حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دنیا کی مثال سمجھائی کہ یہ ایسی ہے جیسے چار آدمی ہوں:

① ایک کو اللہ تعالیٰ نے علم بھی دیا اور مال بھی اور وہ اپنے مال میں اس علم کی روشنی میں تصرف کرتا ہے۔

② دوسرا آدمی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے علم تو دیا مگر مال نہیں دیا اور یہ شخص کہتا رہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے بھی فلاں شخص کی طرح مال عطا فرماتے تو میں اس طرح علم کے مطابق خرچ کرتا یہ دونوں شخص اجر میں برابر ہیں۔

③ وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال تو دیا ہے مگر علم نہیں جس کی وجہ سے وہ بے جا خرچ کرتا ہے اور صحیح مصرف پر نہیں لگاتا۔

④ وہ آدمی ہے جسے نہ مال ملا نہ علم مگر وہ یہ تمنا رکھتا ہے کہ اگر مجھے بھی اس بے علم آدمی کی طرح مال

ملتا تو میں بھی اسی طرح صرف کرتا تو یہ دونوں شخص وبال میں برابر ہیں۔

(ترمذی ۲۳۲۵ ۔ ابن ماجہ ۴۲۲۸ ۔ احمد ۱۷۳۳۶)

جنت کے بالا خانے اور ان میں رہنے والوں کے اوصاف ☆

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک جنت میں ایسے بالا خانے ہیں کہ جن کے اندر کھڑے ہوکر باہر کا سب منظر دکھائی دے گا۔ باہر سے اندر کا سب کچھ نظر آئے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں رہنے والے لوگ کون ہیں۔ ارشاد فرمایا جو کھانا کھلاتے ہیں، عمدہ گفتگو کرتے ہیں اور ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں، ہر کسی کو سلام کہتے ہیں اور راتوں کو جب لوگ سو جاتے ہیں تو یہ اُٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ واقعی اس لائق ہیں مگر ہر کسی کو یہ ہمت کہاں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو ((سبحٰن اللّٰہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ)) پڑھتا ہے وہ عمدہ گفتگو والا شمار ہوتا ہے اور جو شخص اپنے اہل وعیال کے کھانے کا انتظام کرتا ہے۔ وہ کھانا کھلانے والا شمار ہوتا ہے۔ جو رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے وہ ہمیشہ کا روزہ دار گنا جاتا ہے اور جو اپنے بھائی کو ملتا اور سلام کہتا ہے۔ وہ سلام کو عام کرنے والا سمجھا جاتا ہے اور جو شخص عشاء اور فجر کی نماز پڑھ لیتا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ اس نے رات کو نماز پڑھی ہے۔ جب کہ لوگ سو رہے تھے (ترمذی ۱۹۸۴ ۔ ابن ماجہ ۱۳۳۴ ۔ احمد ۱۲۶۸ ۔ دارمی ۱۴۲۴)

یعنی یہود و نصاریٰ اور مجوس وغیرہ سب لوگ سو رہے تھے۔ (واللہ اعلم)

باب : ۴۳

غلاموں کی دیکھ بھال

غلاموں کے حقوق ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عطاء بن یسارؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کے چہرہ پر مارا۔ غلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غلاموں کے چہرہ پر نہ مارو۔ اپنے کھانے سے انہیں کھلاؤ اور اپنے لباس میں سے انہیں پہناؤ ان کی کوئی بات ناپسند ہو تو بیچ دو۔

(مسلم ۱۶۶۱ ۔ ابوداؤد ۵۱۴۴ ۔ ابن ماجہ ۳۶۹۰ ۔ احمد ۲۰۵۹)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بدخلق آقا جنت میں نہ جائے گا۔ اپنے غلاموں کا یوں اکرام کرو جیسا کہ اپنی اولاد کا کرتے ہو اور جو

خود کھاتے ہو وہی انہیں بھی کھلاؤ۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس قدر دنیا ہمارے لیے نفع بخش ہے۔ارشاد فرمایا ایک گھوڑا جسے جہاد کے لیے پال رکھا ہو اور ایک غلام کافی ہے اور وہ نماز بھی پڑھتا ہو تو تیرا بھائی ہے۔

(ترمذی ۱۹۴۶۔ابن ماجہ ۳۶۹۱۔احمد ۳۱)

غلام کو روزانہ ستر دفعہ معاف کرنا چاہیے☆

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ غلام کو کس قدر معاف کرنا چاہیے۔ ارشاد فرمایا روزانہ ستر مرتبہ۔(ترمذی ۱۹۴۹۔ابوداؤد ۵۱۶۴)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا آخری کلام یہ تھا کہ نماز کا اور اپنے مملوک غلاموں کا خاص دھیان رکھو۔(ابن ماجہ ۱۶۲۵۔احمد ۶۵۵)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عورت کو اپنی بلی کی وجہ سے دوزخ میں جانا پڑا جسے اس نے اپنے گھر میں باندھ لیا تھا۔نہ اسے کچھ کھلایا پلایا اور نہ ہی آزاد چھوڑا کہ خود ہی کوئی جانور پکڑ کر کھا سکے،حتیٰ کہ وہ مرگئی۔

(بخاری ۷۴۵۔مسلم ۹۰۴۔نسائی ۱۴۶۵۔ابن ماجہ ۲۱۶۵۔احمد ۶۱۹۵۔دارمی ۲۶۹۳)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح صبح ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا گھٹنا بندھا ہوا تھا۔آپ ﷺ اپنی ضرورت سے واپس تشریف لائے تو بھی اونٹ بدستور بندھا ہوا تھا۔آپ ﷺ نے مالک سے پوچھا تو نے آج اپنے اس اونٹ کو چارہ کھلایا ہے یا نہیں۔وہ بولا نہیں۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جانور قیامت کے دن اللہ کے حضور تیرے ساتھ جھگڑا کرے گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔اے لوگو!اللہ سے ڈرو اور اپنے مملوک غلاموں کے بارے میں خدا کا خوف کرو جو خود کھاتے ہو انہیں کھلاؤ جو خود پہنتے ہو انہیں پہناؤ جس کام کی وہ ہمت نہیں رکھتے ان کے ذمہ نہ لگاؤ۔آخر وہ بھی تم جیسی ہی گوشت پوست کی مخلوق ہے۔خوب سن رکھو جو شخص ان پر ظلم کرے گا۔میں قیامت کے دن ان کی طرف سے مدعی ہوں گا اور رب ذوالجلال فیصلہ فرمانے والے حاکم ہوں گے۔عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا غلام کبھی ان کا کہنا نہ مانتا تو فرمایا کرتے تو آقا بن گیا ہے۔

تین بندوں کے لیے بڑا اجر ہے؟

حضرت ابوہریرہ بن ابی موسیٰ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ تین قسم کے لوگ ہیں

جن کو دوہرا اجر ملتا ہے:

① وہ شخص جس نے اپنی مملوکہ باندی کی بہترین تربیت کی پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا اسے دو اجر ملیں گے۔

② وہ شخص جو اہل کتاب میں سے تھا اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک زمانہ پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا۔ اسے بھی دوہرا اجر ملے گا۔

③ وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرتا ہے اسے بھی دوہرا اجر ملے گا۔

آقا کا حکم نماز پر مقدم۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ اگر آقا اپنے غلام کو کسی کام کے لیے بھیجے اور ادھر جماعت کا وقت ہو تو پہلے کیا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ پہلے آقا کا کام کرے۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب کہ وقت میں گنجائش ہو نماز فوت ہونے کا خوف نہ ہو لیکن اگر وقت ختم ہو جانے کا خطرہ ہو تو پھر نماز میں دیر کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ مخلوق کی ایسی کوئی اطاعت جائز نہیں جس میں خالق کی معصیت اور نافرمانی ہو۔ (احمد ۱۰۴۱۔ مسلم ۱۸۴۰۔ نسائی ۱۱۳۴)

آدمی کے لیے بہتر ہے کہ اپنے غلاموں کا خیال رکھے۔ انہیں ایسے کام پر نہ لگائے جو ان کی ہمت سے باہر ہو جب کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کسی ایسے کام کا پابند نہیں کیا۔ جس کی وہ طاقت نہ رکھتے ہوں اور مناسب ہے کہ حسن سلوک اختیار کرے کیونکہ حسن معاملہ اہل ایمان کے اخلاق میں سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے کہ بد خلق آقا جنت میں نہ جائے گا۔ ان غلاموں کا اپنی اولاد کی طرح اکرام کرو اور جو خود کھاتے ہو انہیں بھی کھلاؤ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا تقویٰ ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ ہے کہ انہوں نے روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا دیکھا۔ اپنے غلام سے فرمایا اسے اٹھا کر صاف کر لے شام ہوئی اور روزہ افطار کرنے کا ارادہ ہوا تو غلام سے پوچھا وہ ٹکڑا کہاں ہے غلام نے جواب دیا وہ تو میں نے کھا لیا۔ آپ نے فرمایا جاؤ تم آزاد ہو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص کوئی گرا ہوا ٹکڑا پائے اور اٹھا کر کھا لے تو پیٹ تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ لہٰذا مجھے یہ پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس کی مغفرت فرما دی ہو [illegible] میں اسے غلام بنائے رکھوں۔

باب : ٤٤

یتیموں پر احسان

یتیم پر شفقت ☆

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرتا ہے اس کے ہاتھ کو چھونے والے ہر بال کے عوض اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے۔ (احمد ۲۱۲۵۳)

جنت واجب ہو جاتی ہے ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کے یتیم بچہ کو کھانے پینے وغیرہ ضروریات میں اپنے ساتھ ملا لیتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ خود کفیل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے یقیناً جنت واجب فرما دیتے ہیں۔ مگر یہ کہ وہ کوئی کام ہی ایسا کر بیٹھے جس کی مغفرت نہیں ہوتی۔ (احمد ۱۸۲۵۲)

جس شخص کی بینائی جاتی رہے اور وہ اس پر صبر کرے اور اجر کا امیدوار ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ضرور جنت واجب فرما دیتے ہیں مگر یہ کہ وہ کام ہی ایسا کر گزرے جس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں معافی نہیں۔ (بخاری ۵۰۵۳)

جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں جن کی اس نے اچھی تربیت کی ان پر خرچ کرتا رہا حتیٰ کہ ان کا نکاح کر دیا یا فوت ہو گئیں اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ ضرور جنت واجب فرماتے ہیں مگر یہ کہ کوئی عمل ایسا کر بیٹھے جو قابل معافی نہ ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک بدوی نے پکار کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کی دو ہی بیٹیاں ہوں۔ ارشاد فرمایا دو ہوں تو بھی یہی اجر ہوگا۔

(ترمذی ۱۹۱۲۔ ابوداؤد ۵۱۴۳۔ ابن ماجہ ۳۶۶۹۔ احمد ۱۸۰۷)

عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ حدیث بیان کرتے تو فرمایا کرتے خدا کی قسم بہت ہی عجیب حدیث ہے۔

سنگدلی کا علاج ☆

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ

میں حاضر ہوا اور اپنی سنگدلی کی شکایت کی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے تو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کر اور اسے کھانا کھلایا کر۔

(مجمع الزوائد ۱۶۰/۸)

کبیرہ گناہ ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ نو ہیں:

① اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔
② مؤمن کو عمداً قتل کرنا۔
③ میدان جہاد سے بھاگنا۔
④ پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا۔
⑤ یتیم کا مال کھانا۔
⑥ سود کھانا۔
⑦ والدین کی نافرمانی کرنا۔
⑧ جادو کرنا۔
⑨ حرام کو حلال جاننا۔

(مستدرک حاکم ۵۹/۱)

وہ گناہ جن میں توبہ بھی کارگر نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ چھ گناہ ایسے مہلک ہیں کہ ان میں توبہ بھی کام نہیں دیتی:

① یتیم کا مال کھانا۔
② پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا۔
③ میدان جہاد سے بھاگنا۔
④ جادو کرنا۔
⑤ اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔
⑥ نبی کو قتل کرنا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اس آیت:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا﴾[النساء: ۱۰]

''بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے ہیں وہ محض اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔''

کی تفسیر میں فرمایا کرتے کہ ایسے لوگ آخرت میں جہنم میں جائیں گے۔

مبارک گھر کونسا؟

مشہور ہے کہ وہ گھر مبارک ہے جس میں کوئی یتیم پلتا ہے اور یوں بھی آتا ہے کہ اس گھر کے لیے بربادی ہے جس میں یتیم کی حق شناسی نہیں کی جاتی اور جو لوگ اس کی حق شناسی کرتے ہیں وہ مبارک ہیں۔

یتیم کو مارنا کیسا ہے؟ ☆

حدیث شریف میں ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ میرے پاس ایک یتیم رہتا ہے۔ کیا میں اسے کسی بات پر مار پیٹ لیا کروں؟ ارشاد فرمایا جس قسم کی باتوں پر اپنے بیٹے کو پیٹتا ہے اسے بھی پیٹ لیا کر۔ یعنی تربیت کے لیے مارنے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر مار شدید نہ ہو۔ جیسا کہ عموماً اپنی اولاد کی تربیت میں ایسا ہوتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ تھپڑ مارنا یتیم کو حلوہ کھلانے سے زیادہ مفید ہے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مارے بغیر تربیت ممکن ہو تو یہی بہتر ہے کہ اسے نہ مارے کیونکہ یتیم کو مارنا بھی بہت بری بات ہے۔

یتیم کے رونے سے عرش ہلتا ہے ☆

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی یتیم کو مارتا ہے تو اس کے رونے سے رحمٰن کا عرش ہلنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے فرشتو! اس بچے کو کس نے رُلایا ہے؟ جس کے باپ کو میں نے تہہ زمین میں چھپا دیا ہے۔ خود جانتے ہوئے بھی جب یہ سوال ہوتا ہے اور فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ ہمیں کچھ علم نہیں تو فرماتے ہیں کہ میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میری رضا کے لیے اس یتیم بچے کو جو شخص خوش کرے گا میں اسے قیامت کے دن اپنی طرف سے خوش کروں گا۔

معمول نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ☆

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کے سروں پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے اور پیار کرتے تھے اور خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی معمول تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم خداوندی ☆

حضرت عبدالرحمن بن ابزی روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ یتیم کے لیے مہربان باپ کی طرح بن جاؤ اور یہ بھی جان رکھو کہ جیسا کاشت کرو گے ویسا ہی کاٹو گے۔ جان لو کہ نیک عورت کی مثال اپنے خاوند کے حق میں یوں ہے جیسے کسی بادشاہ کے سر پر سونے کا تاج ہو جسے دیکھ کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہوں اور بری عورت کی مثال اس کے خاوند کے حق میں یوں ہے جیسے کسی بڑے بوڑھے کو بھاری بوجھ اٹھوا دیا جائے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ☆

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اور یتیم بچے کی دیکھ بھال کرنے والا جنت میں دو انگلیوں کی طرح قریب ہوں گے۔ (بخاری ۵۳۰۴۔ ترمذی ۱۹۱۸۔ ابوداؤد ۵۷۵۰۔ احمد ۴۷۲۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیاں ملاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ابو عمران جونی رحمۃ اللہ علیہ ابو خلیل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے سوالات میں جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے۔ یہ بھی پڑھا کہ آپ نے پوچھا یا اللہ اس شخص کی جزا کیا ہے جو کسی یتیم بچے اور بیوہ عورت کا محض تیری رضا کے لیے سہارا بنتا ہے۔ ارشاد فرمایا اس کی جزا یہ ہے کہ اسے اپنے سایہ میں اس وقت پناہ دوں گا جب کہ میرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی مسلمان کی تین بیٹیاں ہوں۔ جن کی وہ دیکھ بھال کرتا رہا حتی کہ ان کا نکاح کر دیا یا فوت ہو گئیں تو یہ بیٹیاں اس کے لیے دوزخ سے حجاب یعنی آڑ بن جائیں گی۔ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا دو بیٹیاں بھی۔ ارشاد فرمایا ہاں! دو بھی۔

نیز ارشاد فرمایا میں اور وہ عورت جس کے چہرہ کا رنگ محنت اور کمائی میں تبدیل ہو گیا ہو جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے اور اپنی مبارک انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا۔ یعنی ایسی عورت جس کا خاوند مر گیا اور اس نے اپنی یتیم بچیوں کی دیکھ بھال کی خاطر کہیں نکاح نہیں کیا اور خود محنت کر کے

انہیں پروان چڑھایا اور نکاح کر دیا یہ وہ فوت ہو گئیں۔ (ابوداؤد ۵۱۴۹۔ احمد ۲۲۸۸۰)

تقسیم کیسے کی جائے ☆

حضرت انس بن مالکؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ جو شخص بازار سے اپنے بچوں کے لیے کوئی چیز لاتا ہے وہ یوں ہے جیسے کوئی صدقہ کے لیے کچھ اٹھا لائے۔ حتی کہ انہیں کھلا دیتا ہے مناسب ہے کہ تقسیم کرتے وقت بچیوں کو پہلے دے کہ بچیوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص شفقت ہے اور جو کوئی بچیوں پر شفقت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والے کی مانند ہے۔ جو کوئی اللہ کے خوف سے روتا ہے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور جو کوئی بچیوں کو خوش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے غم کے دن خوش کریں گے۔

(موضوعات ابن الجوزی ۲/۱۸۰، وقال هذا حديث موضوع على رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ تنزیہ الشریعہ المرفوعہ ۱/۲۱۱)

باب : ۴۵

زنا کاری

حدزنا ☆

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں اپنا جھگڑا لے کر پیش ہوئے۔ ایک نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق فرما دیجئے۔ دوسرا بولا جو پہلے سے کچھ سمجھدار تھا جی ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق فرما دیجئے۔ مجھے کچھ عرض کرنے کی بھی اجازت مرحمت فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہو وہ کہنے لگا کہ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدوری کرتا تھا۔ اس نے اس شخص کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا۔ مجھے لوگوں نے بتایا کہ تیرے بیٹے کو رجم ہوگا۔ میں نے سو بکریاں اور ایک باندی فدیہ میں دے دی پھر اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ تیرے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ہوگی۔ اس کی بیوی پر رجم ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ تیری بکریاں اور باندی تجھے واپس ملے گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ہوگی۔ حضرت انیس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی بیوی کے پاس

جا کر دریافت کرو اگر وہ اعتراف کر لے تو رجم کر دو۔ چنانچہ عورت نے اقبال جرم کر لیا۔ اس پر حد رجم جاری کر دی گئی۔

(بخاری ۲۶۹۶۔ مسلم ۱۶۹۸۔ ترمذی ۱۴۳۳۔ نسائی ۵۳۱۲۔ ابوداؤد ۴۴۴۵۔ ۹۶۴۔ احمد ۲۵۴۹)

شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کے لیے زنا کی سزا☆

حدیث شریف سے زنا کا حکم معلوم ہو گیا ہے کہ زانی مرد یا عورت جب کہ شادی شدہ نہ ہوں تو اس پر سو کوڑے لازم ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ کہ زانیہ عورت اور زانی مرد ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔

﴿وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ﴾ [النور: ۲]

''اور تم لوگوں کو ان پر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ذرا رحم نہ آنا چاہیے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کی حدود کے بارے میں تم پر شفقت اور مہربانی کا غلبہ نہیں ہونا چاہیے کہ کہیں حدود اللہ کو ہی ختم کر دو حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر تم سے کہیں زیادہ مہربان ہیں اور اس کے باوجود اس نے زانیوں کو حد لگانے کا حکم فرمایا جس پر دنیا میں حد قائم نہ ہوئی قیامت کے دن سر عام اسے آگ کے کوڑے لگائے جائیں گے۔ پھر ارشاد مبارک ہے:

﴿إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾

''یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کی توحید اور قیامت کے دن کا یقین رکھتے ہو تو حد کو معطل نہ کرو۔''

﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾

''اور حد قائم کرتے وقت مؤمنوں کا ایک گروہ موجود ہونا چاہیے۔''

تا کہ سزا میں شدت پیدا ہو اور لوگوں کے سامنے خوب شرمندگی ہوگی۔ اس طرح آئندہ کو باز رہیں گے اور جرم کا اعادہ نہ کریں گے۔ یہ غیر شادی شدہ کی حد کا بیان ہے اور اگر مرد شادی شدہ ہے کہ نکاح کے بعد مباشرت کر چکا ہے۔ یا عورت ایسی ہے کہ اس کا خاوند اس کے ساتھ مباشرت بھی کر چکا ہے پھر وہ زنا کر لیں تو ان کی سزا رجم ہے۔

حدِ رجم☆

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ بن مالک کو رجم کی سزا دی۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر زنا کا اقرار کیا اور

اسی گناہ سے اسے حمل بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ پیدا ہونے تک اسے واپس فرمادیا۔ ولادت سے فارغ ہو کر وہ پھر حاضر ہوئی تو اسے رجم کی سزا دی گئی۔

(مسلم ۱۶۹۵۔ ابوداؤد ۴۴۴۲۔ احمد ۲۱۸۷۔ دارمی ۲۲۲۱)

یہ دنیا کی سزا ہے اگر دنیا میں مل گئی تو درست ہے ورنہ آخرت میں ملے گی۔ آخرت کا عذاب بہت ہی شدید اور دیرپا ہے۔ لہٰذا زنا سے بہت ہی بچنا چاہئے کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا﴾ [بنی اسرائیل: ۳۲]

''اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ زنا نہ کرو اور اس سے بہت ہی بچو کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔ یعنی اہل زنا کے لیے بدترین راستہ ہے جو انہیں جہنم کی طرف لے جا رہا ہے اور ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ [انعام: ۱۵۱]

''اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہو خواہ پوشیدہ۔''

بدنظری بھی زنا ☆

ظَهَرَ سے مراد بڑا گناہ۔ یعنی زنا اور بَطَنَ سے بوس و کنار وغیرہ مراد ہے۔ یہ بھی زنا ہی میں داخل ہیں۔ (ابوداؤد ۲۱۵۲۔ احمد ۳۷۱۷)

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ہاتھ زنا کرتے ہیں اور آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ [النور: ۳۰، ۳۱]

''آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے بیشک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی

رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مردوں اور عورتوں کو نگاہیں پست رکھنے اور اپنی شرمگاہوں کو حرام سے محفوظ رکھنے کا حکم فرمایا ہے اور زنا کو تورات، انجیل، زبور اور فرقان کی بہت سی آیت میں حرام قرار دیا ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ بھلا کسی مؤمن کی عزت و آبرو لوٹنے سے بڑھ کر اور ان کے نسب کو خراب کرنے سے بڑا اور کیا گناہ ہوگا۔

حضرت جعفر بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جاہلیت میں بھی زنا نہیں کیا اور کہا کرتے تھے کہ جب مجھے یہ گوارا نہیں کہ کوئی شخص میری عزت کو پامال کرے تو میں کسی کی عزت کیسے پامال کر سکتا ہوں۔

زنا میں چھ بری خصلتیں ☆

بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ زنا سے بہت بچو کہ اس میں چھ خصلتیں ہیں۔ تین دنیا میں تین آخرت میں۔ دنیا کی تو یہ ہیں:

(۱) رزق میں کمی اور بے برکتی ہو جاتی ہے۔
(۲) نیکی کی توفیق سے محرومی ہو جاتی ہے۔
(۳) لوگوں کے دلوں میں اس سے نفرت ہو جاتی ہے۔

آخرت کی تین یہ ہیں:

(۱) اللہ کا غضب۔
(۲) عذاب کی سختی۔
(۳) دوزخ میں داخلہ جسے اللہ تعالیٰ نے اَلنَّارُ الْکُبْریٰ فرمایا ہے کہ وہ سب سے بڑی آگ ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔

(مسلم ۲۸۱۴۔ ترمذی ۲۵۸۹۔ حدیث حسن صحیح۔ ابن ماجہ ۴۳۱۸۔ احمد ۷۰۲۵۔ دارمی ۲۷۲۳)

دوزخ کا حال حضرت جبرائیل علیہ السلام کی زبانی ☆

روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ دوزخ کا کچھ حال سناؤ کہنے لگے۔ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وہ انتہائی سیاہ اور تاریک ہے اگر سوئی کے سوراخ کے برابر بھی اس کی آگ باہر آ جائے تو روئے زمین کی ہر چیز جل جائے۔ اس کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا اگر زمین و آسمان کے درمیان لٹکا دیا جائے تو تمام زمین والے اس کی بدبو سے مر جائیں اور اس کے زقوم کا ایک قطرہ اگر زمین پر ڈال دیا جائے تو زمین والوں کے تمام اسباب حیات تباہ ہو کے رہ جائیں اور

ان انیس فرشتوں میں سے جن کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے اگر کوئی ایک فرشتہ زمین پر نمودار ہو جائے تو سب اہل زمین اس کی ہیبت سے مر جائیں اور اس کی زنجیروں کا ایک حلقہ اگر زمین پر گرا دیا جائے تو وہ اسے نیچے تک دھنساتا چلا جائے۔ کہیں نہ رکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبرائیل بس کافی ہے اور رونے لگے اور جبرائیل بھی رونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل تم کیوں روتے ہو تمہارا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت اونچا مقام ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیا بھروسہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اسی مقام پر رہوں گا یا مجھے بھی ہاروت ماروت اور ابلیس کی طرح کسی امتحان اور آزمائش میں مبتلا ہونا پڑے گا۔

(ترمذی ۲۵۸۵۔ ابن ماجہ ۴۳۲۵۔ احمد ۲۵۹۹۔)

ذرا سوچئے! ☆

جب جبرائیل علیہ السلام اور مقربین فرشتے بارگاہ خداوندی میں روتے ہیں تو ایک گنہگار آدمی کو تو بہت ہی رونا چاہئے۔ دیکھنا کہیں اپنی حیات اور صحت کے دھوکہ میں نہ رہنا کہ دنیا تو ختم ہونے والی ہے اور عذاب بہت طویل ہے۔ زنا سے بچتے رہو کہ وہ غضب ناراضگی اور دردناک عذاب لاتا ہے۔ انتہائی سنگین وہ زنا ہے جس میں کوئی شخص مسلسل لگا رہتا ہے۔ مثلاً اپنی بیوی کو طلاق دے کر یونہی بطور حرام اپنے پاس ٹھہرائے رکھتا ہے۔ رسوائی کے ڈر سے لوگوں میں ظاہر نہیں کرتا۔ ایسے شخص کو آخرت کی رسوائی کے خوف کی وجہ سے زنا سے بہت ہی بچنا چاہئے اس پر ہرگز اصرار نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلہ کی تاب کس کو ہے۔ خوب توبہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور توبہ اور ندامت کا وقت دنیوی زندگی تک ہی ہے۔ مرنے کے بعد نہ توبہ کچھ فائدہ دے گی اور نہ ہی ندامت کام آئے گی۔

اہلِ ایمان کون؟ ☆

اللہ تعالیٰ نے ان اہل ایمان کی مدح فرمائی ہے جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ﴾ [المؤمنون: ۵،۷]

''اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں لیکن اپنی بیویوں سے یا اپنی

لونڈیوں سے تو ان پر کوئی الزام نہیں ہاں جو اس کے علاوہ کا طلبگار ہو ایسے لوگ حد سے نکلنے والے ہیں۔''

یعنی یہ لوگ نافرمان ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ خود بھی زنا سے توبہ کرے اور لوگوں کو بھی اس سے روکتا رہے۔ کیونکہ جس خطے میں زنا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ وہاں پر طاعون جیسی وبائی امراض عام کر دیتے ہیں۔

جب دیکھو کہ...... ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابن عباسؓ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب یہ حالات دیکھنے میں آئیں کہ تلواریں سونتی ہوئی ہیں اور خون بہائے جا رہے ہیں۔ تو یقین کر لو کہ ان لوگوں نے اللہ پاک کے حکم کو ضائع کیا ہے۔ جس کا انتقام ایک دوسرے کے ذریعہ لیا جا رہا ہے اور جب دیکھو کہ بارش بند ہو رہی ہے تو سمجھ لو کہ لوگوں نے زکوٰۃ بند کر دی ہے جس کی وجہ سے اللہ پاک نے اپنی بارش روک لی ہے جب دیکھو کہ وبا پھیل رہی ہے تو یقین کر لو کہ زنا عام ہو رہا ہے۔

باب : ٤٦

سودخوری

سودی خوری کا عذاب ☆

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس رات مجھے معراج کا سفر کرایا گیا۔ میں نے ساتویں آسمان پر اپنے سر کے اوپر بجلی کی سی گرج اور چمک دیکھی اور کچھ لوگ دیکھے کہ ان کے پیٹ ان کے سامنے ایسی کوٹھڑیوں کی طرح ہیں جن میں سانپ چلتے پھرتے باہر ہی سے دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جواب ملا یہ سود کھانے والے ہیں۔

(ابن ماجہ ۲۲۷۳۔ احمد ۸۴۸۶)

سود کا گناہ اور قیامت میں سود خور کی حالت ☆

عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سود کے بہتر درجے ہیں۔ سب سے چھوٹا درجہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان اپنی ماں سے زنا کرتا ہے اور سود کا ایک درہم تیس سے زائد زناؤں سے بدتر ہے۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر برے بھلے آدمی کو کھڑے ہونے کا حکم فرمائیں گے۔ ﴿إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ

الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾ [البقرة: ۲۷۵] سود خور دیوانے اور پاگل کی طرح کھڑا ہوگا اور گر پڑے گا۔ صحیح طور پر کھڑا بھی نہ ہو سکے گا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن کی سب سے آخری ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾'' اترنے والی آیت سود والی ہے جس کے بعد رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا اور آیت ربا کی پوری وضاحت ہمارے سامنے نہ آسکی لہٰذا سود سے بھی اور مشتبہ کاموں سے بھی بچتے رہو۔ بلکہ ہر صغیرہ اور کبیرہ سے بھی بچتے رہو۔

سود خوری کی ممانعت ☆

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر اور کھلانے والے پر اور اس کے گواہوں پر اور اس کے لکھنے والے پر اور رنگ بھرنے والی (بدن میں نقش ونگار کے لیے رنگ بھرنا) اور بھروانے والی پر اور حلالہ کرنے والے پر اور ایسا کروانے والے پر اور زکوٰۃ روکنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (نسائی ۳۳۶۳۔ احمد ۶۰۱)

حرام مال سے صدقہ کرنا ☆

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ حرام مال کما کر جو صدقہ کرتا ہے اس پر اسے کچھ بھی اجر نہیں ملتا۔ اپنے لیے جو خرچ کرتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی اور جو پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ دوزخ کے لیے اس کا توشہ ہوتا ہے۔

لین دین میں کمی بیشی سود ہے ☆

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چاندی کی ایک پازیب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ فروخت کی۔ آپ ﷺ نے ترازو کی ایک جانب پازیب اور دوسری جانب درہم رکھ کر تولا تو پازیب ذرا سی بھاری نکلی۔ آپ نے قینچی پکڑ لی۔ میں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول ﷺ میں یہ زائد مقدار چھوڑتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ زائد لینے والا اور دینے والا دونوں دوزخ میں ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ، ابو سعید خدری اور عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ آنحضرتؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چاندی کو چاندی کے بدلے برابر بیچنا اور زیادتی (سود) ہے۔ گندم کو گندم کے بدلے برابر فروخت کرو زیادتی (سود) ہے۔ اسی طرح حضورؐ نے جو، کھجور، نمک کا تذکرہ بھی فرمایا پھر ارشاد فرمایا جو کوئی زیادہ لیتا یا دیتا ہے وہ سود کا معاملہ کرتا ہے۔ (مسلم ۱۵۸۴۔ نسائی ۴۴۸۷۔ احمد ۱۱۴۰۸)

فوائد ☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک حصہ سود کے ڈر سے نو حصے حلال کے بھی چھوڑ دیتے تھے۔ یہی مضمون حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے اور یہ مقولہ مشہور ہے کہ جہاں کہیں زنا اور سود عام پھیل جائے وہ خطہ تباہ ہو جاتا ہے۔

ارشاد خلیفہ ثانی و رابع رضی اللہ عنہما ☆

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص مسائل سیکھے بغیر تجارت کرنے لگا' وہ سود میں غرق ہو گیا۔ وہ سود میں غرق ہو گیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہمارے ان بازاروں میں وہ لوگ قطعاً خرید و فروخت نہ کریں جو مسائل سے واقف نہیں اور نہ وہ جو ناپ تول صحیح نہیں رکھتے ہیں۔

ہلاکت کے اسباب ☆

حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب کسی بستی والے چار چیزوں کو حلال سمجھنے لگتے ہیں تو ان کی ہلاکت کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

① جب کہ وہ تول میں کمی کریں۔
② پیمائش میں کمی کریں۔
③ بکثرت زنا کرنے لگیں۔
④ سود کھانے لگیں۔

کیونکہ زنا عام ہوگا تو ان میں وبا پھیلے گی۔ ناپ تول میں کمی کریں گے تو بارش سے محروم ہو جائیں گے۔ سود کھائیں گے تو باہمی تلوار چلے گی۔

عبید محاربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پیچھے بازار میں جا رہا تھا۔ ان کے ہاتھ میں عصا تھا اگر کسی آدمی کو دیکھتے کہ ناپ میں کمی کر رہا ہے تو اسے مارتے اور فرماتے ناپ پورا رکھو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ فرمایا کرتے تھے اے عجمی لوگو! دو باتیں ایسی تمہارے سپرد ہوئی ہیں کہ تم سے پہلے لوگ انہی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ ناپ اور تول۔

سود کا عام ہونا ☆

ایک حدیث میں ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کوئی شخص بھی سود سے نہ بچے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا سبھی لوگ کھانے لگیں گے۔ ارشاد فرمایا جو نہیں بھی کھائے گا اس کا غبار اور اثر تو اسے بھی پہنچ جائے گا۔ (ابوداؤد ۳۳۳۱۔ نسائی ۴۴۷۹۔ ابن ماجہ ۲۲۷۸) یعنی اس کے گناہ

کا کچھ حصہ ضرور پالے گا۔ اس کا گواہ بن جائے گا۔ یا کاتب بن جائے گا یا اس پر راضی ہوگا۔ بہر حال مذکورہ درجوں میں سے کسی نہ کسی درجہ کا گناہ اسے مل کر رہے گا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا ہے کہ زائد لینے یا دینے والا دونوں دوزخ میں ہوں گے۔

لینے دینے میں کمی بیشی پر وعید ☆

تاجر کو لازم ہے کہ اتنا علم ضرور سیکھے جس کی ضرورت اثنائے تجارت پیش آئے تا کہ سود نہ کھائے اور ناپ تول میں بھی خوب احتیاط سے کام لے کہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں انتہائی سخت وعید نازل فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ أَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [المطففین: ۱، ۵]

''بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ناپ کر دیں یا تول کر دیں تو گھٹا دیں کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ جس دن تمام آدمی رب العلمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔''

تشریح ☆ وَیْل کے معنی عذاب کی سختی ہے بعض کہتے ہیں کہ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جو ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے مقرر ہے۔ جو لوگوں سے اپنا حق پورا وصول کرتے ہیں اور جب خود دینا ہو تو کم دیتے ہیں۔ کیا ان کو قیامت کے دن کی حاضری کا جو ایک عظیم اور ہولناک دن ہے یقین نہیں۔ ابن آدم کو کچھ فکر کرنی چاہئے کہ جس دن کو اللہ تعالیٰ عظیم فرماتے ہیں وہ کس قدر عظیم ہوگا۔ کون سا دن ہیبت اور خوف میں اس سے بڑا ہو سکتا ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے ہر چھوٹی بڑی بات کا سوال ہوگا۔ اپنے نامہ اعمال کو پڑھتے ہوں گے۔

﴿وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَّلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا﴾ [الکھف: ۴۹]

زندگی بھر کے سارے اعمال اس میں موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم کرنے والا نہیں۔ وہ شخص بشارت کے لائق ہے جس نے دنیا میں لوگوں کے حقوق کے بارے میں اعتدال اختیار کیا۔ ان لوگوں کی خرابی ہے جنہوں نے بے اعتدالی برتی۔

زمین میں اللہ تعالیٰ کا ترازو☆

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عدل و انصاف زمین میں اللہ تعالیٰ کا ترازو ہے جو کوئی اسے اختیار کرتا ہے اسے جنت میں لے جاتا ہے اور جو چھوڑ دیتا ہے اسے دوزخ کی طرف لے جاتا ہے۔

یہ بھی جان لو کہ ایک عدل بادشاہ کا اپنی رعایا سے ہوتا ہے اور ایک خود رعایا کا آپس میں ہوتا ہے۔ سو تم عدل کو مضبوطی سے تھام لو تاکہ دردناک عذاب سے نجات پاسکو۔

باب : ٤٧

گناہوں کا بیان

صحیفہ موسوی کا اقتباس☆

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو تختیاں عطا فرمائی تھیں ان میں دس باب تھے پہلے تختی کا مضمون یہ تھا۔

① اے موسیٰ میرے ساتھ کسی کو ہرگز شریک نہ کرنا۔ میری طرف سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ آگ مشرکین کے چہروں کو جھلسائے گی۔

② میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرتے رہو۔ میں تمہیں ہلاکتوں سے محفوظ رکھوں گا اور عمر میں برکت دوں گا۔ دنیا میں پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھوں گا پھر اس سے بھی بہتر زندگی کی طرف منتقل کر دوں گا۔

③ کسی ایسے نفس کو قتل نہ کرنا جس کو میں نے حرام کیا ہے کہ زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود اور آسمان اپنے کناروں سمیت تجھ پر تنگ ہو جائے۔ پھر تجھے میری ناراضگی میں مبتلا ہو کر دوزخ میں جانا ہوگا۔

④ میرے نام کی جھوٹی قسم مت کھائیو اور نہ ہی کسی گناہ کے موقعہ پر قسم کھائیو میں ایسے شخص کو طہارت اور پاکیزگی عطا نہیں کرتا۔ جو ایسے موقعہ پر میرا خیال نہیں رکھتا اور نہ ہی میرے نام کی تعظیم کرتا ہے۔

⑤ میں نے لوگوں کو جو کچھ دے رکھا ہے اس پر حسد نہ کرنا کہ حاسد میری نعمت کا دشمن ہے۔ میرے فیصلہ کو رد کرنے والا ہے اور میری اس تقسیم پر ناراض ہے جو میں نے اپنے بندوں میں کی ہے۔

ایسے شخص کو مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

⑥ ایسی بات کی گواہی مت دو جو تیرے کانوں کو یاد نہیں۔ تیری عقل میں محفوظ نہیں اور دل کو اس پر اعتماد اور یقین نہیں۔ میں قیامت کے دن گواہوں کو ان کی گواہیوں کی بنا پر کھڑا کروں گا اور ان سے سوالات کروں گا۔

⑦ چوری نہ کرنا۔

⑧ زنا مت کر خصوصاً اپنے ہمسایہ کی بیوی سے کہ میں تجھ سے اپنا چہرہ پھیر لوں گا، اور تجھ پر آسمانوں کے دروازے بند کر دوں گا۔ لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

⑨ میرے غیر کی رضا جوئی کے لیے جانور ذبح مت کر کہ میں وہی قربانی پسند کرتا ہوں جس پر میرا نام لیا گیا ہے اور وہ خالص میری رضا کے لیے ہے۔

⑩ ہفتہ کے دن میرے لیے فراغت نکال اور اپنے تمام اہل خانہ کو بھی اس کا حکم کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کا دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے عید بنایا ہمارے لیے بطور عید جمعہ کے دن کا انتخاب فرمایا۔ (نسائی ۱۳۵۱)

اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اپنی دائیں ہتھیلی کو بند کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب میں اہل جنت کے نام اور نسب سب کچھ لکھ دیے ہیں ان میں نہ کمی ممکن ہے نہ زیادتی اور کئی اہل سعادت بد بخت لوگوں کے سے اعمال کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ لوگ ان کو بھی بد بخت ہی شمار کرنے لگتے ہیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ اپنی قضا و قدر کی وجہ سے انہیں مرنے سے پہلے بد بختوں سے نکال کر نیک بختوں میں شامل کر دیتے ہیں۔ اگرچہ ان کی موت میں اونٹنی کا دودھ دوہنے کی مقدار (یعنی بالکل قلیل مدت) ہی باقی ہو اور اسی طرح کچھ بد بخت لوگ ہیں جو سعادت مندوں جیسے اعمال میں لگے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ بظاہر وہ سعادت مند ہی شمار ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کو مرنے سے ذرا پہلے ان لوگوں سے الگ کر دیتے ہیں۔ پس سعید اور نیک بخت وہی ہے جو اللہ کی تقدیر میں سعید ہے اور اعمال کا اعتبار خاتمے پر ہوتا ہے۔ (صرف آخری قول کا حوالہ موجود ہے۔ بخاری ۶۶۰۷۔ احمد ۲۱۷۶۸)

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد☆

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں مؤمن کے متعلق نہ بتاؤں۔ مؤمن وہ ہے کہ لوگ اپنے مال اور جان

کے بارے میں اس سے محفوظ ہوں۔ مسلم وہ ہے کہ لوگ اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ ہوں۔ مجاہد وہ ہے جو اللہ کی فرمانبرداری میں اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے۔ مہاجر وہ ہے جو گناہوں اور خطاؤں کو چھوڑ دیتا ہے۔ (بخاری ۔۱۰۔ ترمذی ۲۶۲۷۔ نسائی ۴۹۰۹۔ ابوداؤد ۲۴۸۱)

نیکی کبھی بوسیدہ نہیں ہوتی ☆

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت یوں کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اپنے آپ کو مردوں میں شمار کیا کرو۔ یہ یقین قائم کرو کہ ایسا قلیل جو تمہاری کفایت کرے اس کثیر سے بہتر ہے جو تمہیں غافل بنائے اور یہ بھی جان رکھو کہ نیکی کبھی بوسیدہ نہیں ہوتی۔ گناہ کبھی بھلایا نہیں جاتا۔

نیکی کبھی ضائع نہیں ہوتی ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نیکی کبھی ضائع نہیں جاتی اور گناہ کبھی بھولتا نہیں۔ جزا و سزا کا مالک ازلی و ابدی ہے اور تو جیسے جی چاہے ہو جا یعنی جیسا ہو گا ویسا بدلہ مل جائے گا۔ (کشف الخفاء ۱/ ۳۳۶)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو اچھے اعمال والا ہو گا تو اعمالِ خیر کا ثواب پالے گا۔ اگر بدعمل ہو گا تو قیامت کو برائی کی سزا دے دی جائے گی۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا﴾ [بنی اسرائیل: ۷]

''اگر اچھے کام کرتے رہو گے تو اپنے نفع کے لیے کرو گے اور اگر تم برے کام کرو گے تو بھی اپنے ہی لیے کرو گے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا نہ کسی کی نیکیوں کے ثواب میں کمی کرتا ہے اور نہ گناہ کے بغیر کسی کو عذاب دیتا ہے۔ اس نے ہدایت کے راستے بیان فرمائے اور امت سے خیر خواہی کرنے والا رسول کریم ﷺ مبعوث فرمایا جس نے جنت اور دوزخ کے راستے سمجھا دیئے۔

مثالِ نبوی ﷺ ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ میری اور تمہاری مثال اس طرح ہے جیسے کوئی آدمی آگ روشن کرتا ہے اور پتنگے آ کر اس میں گرنے لگتے ہیں سو میں تمہیں آگ میں گرنے سے روکتا ہوں یعنی معاصی اور گناہ سے منع کرتا ہوں

کہ یہی انسان کو دوزخ میں لے جاتے ہیں۔

(مسلم۴ ۲۲۸۔ بخاری ۳ ۲۴۸۳۔ ترمذی ۴ ۲۸۷۔ احمد ۲۰۱۹۷)

توبہ کی قبولیت وعدم قبولیت کے اسباب ☆

کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ پانچ باتوں کی وجہ سے قبول ہوئی اور ابلیس ملعون کی توبہ پانچ باتوں کی وجہ سے قبول نہ ہوئی۔ (لعنت ہو اللہ کی اس پر)۔

① آدم علیہ السلام نے اپنی کوتاہی کا اقرار کیا۔

② اس پر نادم ہوئے۔

③ ملامت کی اپنے نفس کو اور معذرت کی۔

④ فوراً توبہ کرنے لگے۔

⑤ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوئے۔

① ابلیس ملعون نے اپنے گناہ کا اقرار نہ کیا۔

② نہ اس پر نادم ہوا۔

③ نہ اپنے نفس کو اس پر ملامت کی۔

④ نہ جلد توبہ کی طرف متوجہ ہوا۔

⑤ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔

سو جس شخص کا حال حضرت آدم علیہ السلام جیسا ہوگا۔ اس کی توبہ قبول ہوگی اور جس کا حال ابلیس جیسا ہوگا۔ اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

قول حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ☆

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقولہ ہے کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ کی اطاعت نصیب ہو اور دوزخ میں داخل کر دیا جاؤں یہ مجھے اس سے کہیں زیادہ محبوب ہے کہ مجھے جنت میں داخل کر دیا جائے۔ اس حال میں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی کر رکھی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے باوجود گناہ اور معصیت کی وجہ سے حیا اور شرمندگی باقی رہے گی اور اگر اطاعت کے باوجود دوزخ میں جانا ہوا تو نافرمانی والی شرمندگی تو نہ ہوگی۔ دوزخ سے رہائی اور نجات کی توقع تو ہے ہی۔

ایک غلام کی توبہ ☆

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میں عتبہ نامی ایک غلام کے پاس سے

گزرا سخت سردی تھی اور اس نے ایک پرانی قمیص پہن رکھی تھی۔ کھڑا ہوا کچھ سوچ رہا تھا اور بدن سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہاں کیسے کھڑے ہو۔ کہنے لگا میرے استاد یہ وہ جگہ ہے جہاں پر میں نے اللہ تعالیٰ کی معصیت کی تھی۔ پس وہ اس جگہ پر کھڑا ہوا اپنے گناہ کو یاد کر کے ندامت سے پسینہ بہا رہا تھا۔

مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ☆

مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص بستر پر لیٹتے وقت اپنے دن بھر کے اعمال کا جائزہ نہیں لیتا۔ نیکیوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور برائی پر توبہ استغفار نہیں کرتا یہ اس تاجر کی طرح ہے جو خرچ کرتا رہتا ہے مگر حساب وغیرہ کچھ نہیں کرتا حتی کہ اسی غفلت میں وہ مفلس و نادار ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔

حیاتِ ابدی کیسے عطا ہو؟

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بعض کتب میں یہ ارشاد پاک ہے میرے بندے!! میں شہنشاہ مطلق ہوں لہٰذا میرے احکام کی اطاعت اختیار کر اور ممنوع باتوں سے رُک جا میں تجھے ابدی حیات عطا کر دوں گا۔ میرے بندے میں ہی تو ہوں کہ جب کسی شے کے لیے کن کہوں تو وہ ہو جاتی ہے۔

اپنے پیارے کے ساتھ برائی نہ کر ☆

ابو محمد بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تجھ سے ہو سکے کہ اپنے پیارے کے ساتھ برائی نہ کرے تو ایسا ضرور کر لے۔ کسی نے کہا بھلا اپنے پیارے کے ساتھ بھی کوئی برائی کرتا ہے۔ فرمایا ہاں تیرا نفس تجھے دوسرے نفوس سے زیادہ عزیز اور پیارا ہے۔ مگر جب تو گناہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ برائی کرتا ہے۔ کسی شخص نے ایک دانا سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ فرمایا اپنے رب سے جفا نہ کر مخلوق کے ساتھ جفا نہ کر اور اپنے نفس کے ساتھ جفا نہ کر۔ رب کے ساتھ جفا تو یہ ہے کہ اسے چھوڑ کر کسی مخلوق کی خدمت میں لگ جائے۔ مخلوق کے ساتھ جفا یہ ہے کہ لوگوں میں ان کا برا تذکرہ کرے اور اپنے نفس کے ساتھ جفا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سستی اور کوتاہی کرنے لگے۔

کس قدر بڑا گناہ؟ ☆

کہمس بن حسن رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے مجھ سے ایک گناہ ہو گیا تھا۔ جس پر میں چالیس برس سے رو رہا ہوں۔ پوچھا گیا اللہ کے بندے وہ کیا گناہ ہے۔ فرمایا میرا ایک بھائی میری ملاقات کو آیا تھا۔ جس کی مہمانی کے لیے میں نے مچھلی خریدی کھانے سے فارغ ہوئے تو میں نے اُٹھ کر ہمسائے کی دیوار سے مٹی کا ایک ٹکڑا لے کر ہاتھ صاف کر لیے۔

سب سے بڑا اور سب سے چھوٹا ☆

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ وہ ہے جسے لوگ چھوٹا جانتے ہیں اور اس کے نزدیک چھوٹا گناہ وہ ہے جسے لوگ بڑا سمجھتے ہیں۔

فوائد☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ جب گنہگار کسی گناہ کو بڑا سمجھ کر ڈرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں چھوٹا ہوتا ہے اور جب کوئی گناہ گار کسی گناہ کو چھوٹا سمجھتا ہے تو وہ اسے کرتا رہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ بڑا گناہ وہ ہے جس پر گنہگار اصرار کرتا ہے اور روایت کا یہ مضمون اس روایت سے ملتا جلتا ہے جسے بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نقل کرتے ہیں کہ اصرار کرتے رہنے سے گناہ صغیرہ نہیں رہتا اور استغفار کر لینے سے کبیرہ نہیں رہتا۔

چار باتیں ☆

عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چار باتیں ہیں جو گناہ کرنے کے بعد گناہ سے بھی بدتر ہو جاتی ہیں:

① گناہ کو حقیر اور چھوٹا جاننا۔

② اس پر خوش ہونا۔

③ اس پر اصرار کرنا۔

④ اس پر اترانا۔

گناہ کے اندر بہت سے عیوب ہیں ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ [انعام: ۱۶۰]

''جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس سے دس گنا حصہ ملے گا اور جو شخص برا کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔''

آیت میں نیکی کو قیامت میں لانے کی شرط ہے اور انسان کے لیے عمل کرنا تو آسان ہے لیکن قیامت میں لانا بہت مشکل ہے۔ برائی اگرچہ ایک ہی ہے لیکن اس میں دس عیب ہوتے ہیں:

① بندہ جب برائی کرتا ہے تو اپنے خالق کو ناراض کر لیتا ہے جو کہ ہر وقت اس پر قادر ہے۔

② وہ اس سے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس کو خوش کرتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند اور مبغوض ہے۔

(۳) برائی بندے کو بہترین جگہ یعنی جنت سے دور کرتی ہے۔
(۴) بدترین جگہ یعنی جہنم کے قریب کرتی ہے۔
(۵) اس نے سب سے زیادہ محبوب چیز یعنی اپنے نفس پر جفا کی ہے۔
(۶) اس کا نفس برائی سے نجس ہو جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے پاک اور طاہر پیدا کیا تھا۔
(۷) اس سے انسان اپنے ان ساتھیوں یعنی محافظ فرشتوں کو ایذا دیتا ہے جو اسے ایذا نہیں پہنچاتے۔
(۸) وہ حضور ﷺ کو قبر شریف میں غمگین کرتا ہے۔ رات اور دن کو اپنے اوپر گواہ بناتا ہے اور انہیں ایذا پہنچاتا اور غمگین کرتا ہے۔
(۹) برائی کر کے آدمی نے انسان سے اور ان کے ماسوا تمام مخلوق سے خیانت کی ہے۔

آدمیوں سے خیانت تو یہ ہے کہ اگر کسی کی شہادت اس کے پاس تھی تو اب یہ شہادت کے قابل نہ رہا۔ گویا اس کے گناہ کے باعث ایک ساتھی کا حق باطل ہو گیا۔ باقی مخلوق سے خیانت یہ ہے کہ گناہ کرتا ہے تو بارش بند ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے تمام مخلوق سے خیانت ہوئی لہٰذا گناہ سے بہت بچنا چاہیے۔ جس میں اس قدر عیوب ہیں اور اپنے نفس پر ظلم بھی ہے۔

سب سے بڑا بخیل ☆

کہتے ہیں کہ سب سے بخیل وہ شخص ہے جو اپنے نفس سے ایسی چیز میں بخل کرے جو اس کے لیے سعادت کا باعث ہو۔

سب سے بڑا ظالم؟ ☆

سب سے زیادہ ظالم وہ ہے جو اللہ کی معصیت کر کے اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے کہ معصیت کرنے والا اپنے نفس کو ہلاک کرتا ہے۔

گناہ ایک نحوست ☆

کسی دانا کا قول ہے کہ گناہ سے بہت بچو کیونکہ یہ ایک نحوست ہے اور نحوست منجنیق کا پتھر ہے جو طاعت کی دیوار پر پڑتا ہے اور اسے توڑ دیتا ہے اور خواہشات کی ہوا اندر گھس جاتی ہے اور معرفت کے چراغ کو بجھا دیتی ہے۔

علم سے فائدہ اُٹھانے کی وجوہات ☆

ایک دانا سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے۔ ہم علم کو سنتے ہیں مگر اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے فرمایا پانچ وجہ ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے تم پر انعام فرمایا تم نے اس کا شکر ادا نہیں کیا۔

(۲) جب گناہ کرتے ہو تو اس پر استغفار نہیں کرتے۔
(۳) اپنے علم پر عمل نہیں کرتے۔
(۴) تم اچھے لوگوں کے پاس بیٹھتے ہو مگر ان کی پیروی نہیں کرتے
(۵) اپنے ہاتھوں سے میت کو دفن کرتے ہو مگر عبرت حاصل نہیں کرتے۔

آسمان کے پانچ فرشتوں کا اعلان ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ ہر روز آسمان سے پانچ فرشتے اترتے ہیں۔ ایک مکہ مکرمہ میں۔ دوسرا مدینہ طیبہ میں۔ تیسرا بیت المقدس میں۔ چوتھا مسلمانوں کے قبرستان میں۔ پانچواں مسلمانوں کے بازاروں میں۔

مکہ مکرمہ والا فرشتہ یہ اعلان کرتا ہے بے خبردار جو کوئی اللہ تعالیٰ کے فرض کو چھوڑتا ہے وہ اس کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ مدینہ طیبہ والا فرشتہ یہ اعلان کرتا ہے خبردار جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو چھوڑتا ہے وہ ان کی شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے۔ بیت المقدس والا فرشتہ پکارتا ہے۔ سن لو! جو کوئی حرام طریقہ سے مال کماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتے۔ قبرستان والا فرشتہ اہل قبور کو پکار کر پوچھتا ہے تمہیں ندامت کس بات پر ہو رہی ہے اور تم کن لوگوں پر غبطہ اور رشک کرتے ہو۔

وہ جواب دیتے ہیں کہ ہمیں اپنی عمروں کے بیکار چلے جانے پر ندامت ہے اور ہمیں ان لوگوں پر غبطہ اور رشک ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ علم دین سیکھتے سکھاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں اور ہم ان تمام اعمال سے قاصر ہیں۔ بازاروں والا فرشتہ پکار پکار کر کہتا ہے۔ اے لوگوں کے گروہ! ذرا ٹھہرو ذرا سوچو اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب اور اس کا جلال بھی کوئی شے ہے۔ جو شخص اس کے جلال اور غضب سے ڈرتا ہے۔ اسے اپنے زخموں کا علاج کر لینا چاہئے۔ اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہئے۔ ہم نے تمہیں شوق دلایا مگر تمہیں شوق نہ ہوا۔ ہم نے تمہیں ڈرایا مگر تمہیں ڈر پیدا نہیں ہوا۔ اگر کچھ ڈرنے والے لوگ نہ ہوتے اور دودھ پیتے بچے نہ ہوتے، رکوع سجود کرنے والے بوڑھے نہ ہوتے اور زمین پر چرنے والے حیوانات نہ ہوتے تو تم پر کبھی کا عذاب نازل کر دیا جاتا۔

ارشادِ نبوی ﷺ ☆

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) چھوٹے

گناہوں سے بہت بچتی رہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر بھی سوال ہوگا۔

(احمد ۲۳۲۷۹۔ دارمی ۲۰۱۰)

مشہور ہے کہ چھوٹے گناہوں کی مثال یوں ہے جیسے کوئی چھوٹی چھوٹی لکڑیاں جمع کرتا ہے کہ ان سے آگ جلدی اور خوب بھڑکتی ہے۔

توراۃ کا مضمون ☆

کہتے ہیں کہ توراۃ میں یہ مضمون ہے کہ جو کوئی بھلائی کاشت کرتا ہے وہ سلامتی کی فصل کاٹتا ہے اور انجیل میں ہے جو کوئی برائی بوتا ہے وہ ندامت کی کھیتی کاٹتا ہے۔ خود قرآن پاک میں ہے:

﴿مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ﴾ [النساء: ۱۲۳]

''کہ جو شخص کوئی برا کام کرے گا وہ اس کے عوض میں سزا دیا جائے گا۔''

سلامتی کے قریب ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے سوال کیا کہ ایک آدمی ہے جس کے اچھے اعمال بھی بہت ہیں اور گناہ بھی بہت ہیں۔ آپ کے نزدیک یہ اچھا ہے یا جس کے اعمال کم ہیں اور گناہ بھی کم، فرمایا جو سلامتی کے زیادہ قریب ہے یعنی تھوڑے گناہوں والا۔

ایک دانا کا قول ہے کہ نیکی تو ہر کس و ناکس کر لیتا ہے مگر جواں مرد وہ ہے جو گناہ چھوڑ دے۔

افضل کیا؟

فقیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ترک معصیت اعمال طاعت سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نیکی کو آخرت میں لانے کی شرط لگائی ہے گناہوں کے چھوڑنے میں ترک کر دینے کے سوا کوئی شرط نہیں لگائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾

''جو شخص لائے گا نیکی اس کو اس کے دس حصے ملیں گے۔''

نیز ارشادِ مبارک ہے:

﴿وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾

[النازعات: ۴۰، ۴۱]

''اور جس نے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا سو جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔''

اے اللہ ہم آپ سے عفو و درگزر کی درخواست کرتے ہیں۔

باب : ۴۸

ظلم کا بیان

ظلم کی سزا ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتے رہتے ہیں۔ پھر جب پکڑتے ہیں تو نہیں چھوڑتے (بخاری ۴۶۸۶۔ مسلم ۲۵۸۳۔ ترمذی ۳۱۱۰۔ ابن ماجہ ۴۰۱۸) اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾

[ھود: ۱۰۲]

''اور آپ کے رب کی داروگیر ایسی ہی ہے جب وہ کسی بستی والوں پر داروگیر کرتا ہے جب کہ وہ ظلم کیا کرتے ہوں بلاشبہ اس کی داروگیر بڑی الم رساں سخت ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کسی نے اپنے بھائی پر کوئی ظلم زیادتی کر رکھی ہو خواہ اس کی عزت وآبرو کے متعلق یا مال کے متعلق ہو وہ آج اس سے معاف کرالے۔ ایسے دن کے مواخذہ سے پہلے جب کہ کوئی درہم ودینار نہ ہوگا۔ اگر کوئی عمل صالح ہوا تو اس ظلم کے بدلہ میں لے لیا جائے گا اور یہ بھی نہ ہوا تو مظلوم کی برائیاں اس کے سر ڈال دی جائیں گی۔ (بخاری ۲۵۳۴۔ احمد ۹۲۵۲۔ ترمذی ۲۴۱۹۔ وقال ھذا حدیث غریب)

مفلس کون ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جانتے ہو مفلس کسے کہتے ہیں؟ عرض کیا گیا جس کے پاس درہم ودینار اور سامان وغیرہ کچھ نہ ہو۔ فرمایا میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن اپنی نماز زکوٰۃ اور روزہ لے کر آئے گا اور ساتھ ساتھ کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر بہتان لگایا ہوگا کسی کا مال کھایا اور کسی کا خون بہایا ہوگا کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو اس کی وہ نیکیاں ان مذکورہ لوگوں میں تقسیم کی جائیں گی۔ اگر حق ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس کے سر ڈال کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

(مسلم ۲۵۸۱۔ ترمذی ۲۴۱۸۔ احمد ۷۶۸۶)

مظلوم کی مدد نہ کرنے کا انجام☆

ابومیسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو قبر میں دفن کیا گیا تو منکر نکیر کوڑا لیے ہوئے اس کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم تجھے سو کوڑے لگائیں گے مردہ نے کہا کہ میں ایسا تھا، ایسا تھا۔ فرشتوں نے دس کی کمی کر دی یہ معذرت کرتا رہا اور وہ کمی کرتے رہے۔ حتی کہ ایک کوڑے پر بات آ پہنچی اور انہوں نے کہا کہ ایک کوڑا تو ہم ضرور لگائیں گے۔ چنانچہ ایک کوڑا جب لگایا تو تمام قبر آگ سے بھڑک اٹھی۔ یہ پوچھنے لگا کہ تم نے مجھے کس بنا پر مارا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا جس نے تجھ سے مدد چاہی تھی مگر تو نے اس کی مدد نہ کی۔ یہ اس شخص کا حال ہے جو مظلوم کی مدد نہیں کرتا۔ تو سوچو! کہ ظالم کا کیا حال ہوگا۔

ظلم کس قدر بڑا گناہ؟☆

میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی قرآن پڑھتا ہے اور اپنے اوپر لعنت کرتا ہے پوچھا گیا وہ کیسے فرمایا خود ظالم ہوتا ہے اور زبان سے۔

﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾

''ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔'' پڑھتا ہے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی گناہ بھی ظلم سے بڑھ کر نہیں کیونکہ جو گناہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے اسے اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے معاف بھی فرما دیتے ہیں مگر تیرے جس گناہ کا تعلق بندوں کے ساتھ ہے اس میں اپنے ساتھی کو راضی کیے بغیر چارہ نہیں۔ لہٰذا ظالم کو جہاں اپنے ظلم سے توبہ کرنی چاہئے دنیا میں مظلوم سے بھی معاف کروالینا چاہئے۔ اگر کسی وجہ سے معاف نہ کروا سکے تو اس کے لیے دعا و استغفار کرتا رہے۔ امید ہے کہ وہ اس کی وجہ سے معاف کر دے گا۔

میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی پر اگر ظلم کر بیٹھے۔ پھر اس سے معاف کرانے کا تقاضہ پیدا ہو مگر کسی وجہ سے ناکام رہا۔ البتہ نماز کے بعد اس کے لیے استغفار کرتا رہا تو یہ شخص اپنے ظلم سے امید ہے بری ہو جائے گا۔

ظالم کی اعانت☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص ظلم میں ظالم کی اعانت کرتا ہے یا اسے ایسی دلیل سمجھاتا ہے جس سے وہ کسی مسلمان کا حق تلف کر سکے۔ تو یہ شخص اللہ کے غضب کا نشانہ بنتا ہے اور اس ظلم کا وبال اس پر بھی پڑے گا۔

سب سے بڑا جاہل ☆

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت احنف بن قیسؓ سے پوچھنے لگے۔ سب سے بڑا جاہل کون ہے؟ حضرت احنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا جو شخص اپنی آخرت دنیا کے عوض بیچ ڈالے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے بھی بڑھ کر جاہل نہ بتاؤں۔ عرض کیا امیر المؤمنین ضرور بتایئے۔ فرمایا جو شخص اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کے عوض بیچ ڈالے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے کسی سے کبھی بھی نہ بھلائی کی ہے اور نہ برائی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو کوئی نیکی کرتا ہے وہ اپنے لیے اور جو برائی کرتا ہے وہ بھی اپنی ہی جان پر کرتا ہے۔ ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا﴾ [فصلت: ٤٦] الغرض اگر میں نے کسی سے کوئی بھلائی کی ہے تو وہ اپنے نفس کے ساتھ کی ہے اور اگر کسی سے برائی کی ہے تو وہ اپنی ہی جان کے ساتھ کی ہے۔

لو! بھائی بدلہ لے لو!

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ ایک مہاجر صحابی کو حضور ﷺ سے کوئی کام تھا جسے وہ تنہائی میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ آنحضرت ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ ایک سنگلاخ وادی میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ تمام رات چکر لگاتے صبح نمودار ہوتی تو واپس تشریف لاتے اور نماز ادا فرماتے اُس رات صبح تک چکر لگاتے رہے۔ جب سواری سامنے آئی آپ ﷺ سوار ہوئے اور نماز پڑھانے کے لیے چلے تو اس شخص نے آپ ﷺ کی ناقہ کی مہار پکڑ لی اور عرض کیا مجھے آپ ﷺ سے کچھ کام ہے ارشاد فرمایا مجھے جانے دو۔ انشاء اللہ کام ہو جائے گا مگر اس شخص نے اونٹنی کی مہار نہ چھوڑی تو آپ ﷺ نے ایک ہلکا سا درہ اسے لگایا اور نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ فجر کی نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے وہ آپ ﷺ کے گرد جمع ہو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پکار کر فرمایا وہ شخص کہاں ہے جسے ابھی میں نے درہ لگایا تھا۔ آپ نے بات کو دہراتے ہوئے فرمایا وہ شخص موجود ہو تو کھڑا ہو جائے وہ شخص گھبرا کر

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ بِرَسُوْلِهٖ﴾

''میں اللہ تعالیٰ اور پھر اس کے رسول ﷺ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

کے کلمات پڑھنے لگا۔ مگر حضور ﷺ اسے قریب سے قریب تر کرنے لگے حتیٰ کہ جب وہ پاس آ گیا تو اس کے سامنے بیٹھ کر فرمانے لگے یہ کوڑا پکڑ اور مجھ سے بدلہ لے لے۔ وہ شخص عرض کرنے لگا میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ اس کے نبی ﷺ کو کوڑا ماروں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کوئی حرج

نہیں کوڑا پکڑلو اور اپنا بدلہ لے لو۔ اس نے پھر یہی عرض کیا کہ خدا کی پناہ میں اللہ کے نبی کو کیسے کوڑا ماروں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصرار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ نہ مارنے کی ایک ہی صورت ہے کہ تو معاف کردے تو اس شخص نے کوڑا ہاتھ سے پھینک دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے معاف کیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جو شخص بھی کسی مؤمن پر ظلم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا بدلہ دلائیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن مظلوم لوگ یقیناً کامیاب ہوں گے۔

ستّر گناہ......ایک گناہ

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اگر تو ایسے ستر گناہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جو تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوں اس سے کہیں زیادہ آسان ہے کہ تو ایک گناہ ایسا لے کر جائے جو تیرے اور بندوں کے درمیان ہو۔

مقروض کے لیے حکم ☆

ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مقروض شخص کو لائق نہیں کہ وہ زیتون یا اس سے بھی کم درجہ کی چیز کے ساتھ روٹی کھائے جب تک اپنا قرض ادا نہ کرلے۔

......سے زیادہ محبوب ☆

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں: کہ کتاب اللہ کی ایک آیت کا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا مجھے ہزار مرتبہ ختم قرآن سے زیادہ محبوب ہے۔ کسی مؤمن کو خوش کرنا اور اس کا کام کردینا مجھے عمر بھر کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے اور دنیا سے بے رغبتی اور اس کا ترک زمین و آسمان والوں کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حرام کمائی کے ایک دانق کو چھوڑ دینا حلال کمائی کے سو حجوں سے زیادہ محبوب ہے۔

تین چیزیں ایمان سے محروم کردیتی ہیں ☆

ابوبکر الوراقؒ فرماتے ہیں: کہ بندوں پر ظلم کرنا اکثر سلب ایمان کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ابوالقاسم حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کیا کوئی گناہ ایسا بھی ہے جو بندے کو ایمان سے محروم کر دیتا ہے۔ فرمایا ہاں! تین چیزیں ہیں جو آدمی کو ایمان سے محروم کردیتی ہیں:

① پہلی نعمت اسلام پر شکر نہ کرنا۔

② دوسری اسلام کے جاتے رہنے کا کوئی خوف و خطر محسوس نہ کرنا۔

③ تیسری اہل اسلام پر ظلم کرنا۔

تین باتوں کی تاکید☆

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو تین باتوں کی تاکید فرمائی۔ ارشاد فرمایا:

(۱) موت کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ اور باتوں کا دھیان نہ رہے۔
(۲) اللہ پاک کا شکر خوب کرو کہ اس سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔
(۳) دعا کا خوب التزام کرو کہ کیا معلوم کب قبول ہو جائے۔

تین باتوں سے منع فرمایا:

(۱) عہد مت توڑو۔ نہ ہی نقض عہد میں کسی سے تعاون کرو۔
(۲) دوسرے کسی پر ظلم کرنے سے بہت ہی بچو کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی ضرور مدد فرماتے ہیں۔
(۳) مکر و فریب سے پرہیز رکھو کہ اس کا وبال اپنے اوپر ہی پڑتا ہے۔

اہل ایمان کو تکلیف دینا☆

حضرت یزید بن سمرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ساحل سمندر کی طرح جہنم کے بھی کنارے ہیں جن میں بختی اونٹوں جیسے سانپ اور خچروں جیسے بچھو رہتے ہیں۔ اہل جہنم جب عذاب ہلکا ہونے کی فریاد کریں گے تو انہیں حکم ہوگا کہ کناروں سے باہر ہو جاؤ۔ وہ نکلنے لگیں گے تو وہ سانپ انہیں ہونٹوں اور چہروں سے پکڑ لیں گے اور ان کی کھال تک اتار دیں گے۔ وہ لوگ وہاں سے بچنے کے لیے پھر آگ کی طرف بھاگیں گے۔ پھر ان پر کھجلی مسلط ہو جائے گی کہ کھجلاتے کھجلاتے ہڈیاں تک ننگی ہو جائیں گی۔ پوچھنے والا پوچھے گا او فلاں! کیا تکلیف بھی محسوس ہوتی ہے وہ کہے گا ہاں۔ تو کہا جائے گا یہ اس تکلیف کا عوض ہے جو تو اہل ایمان کو دیتا تھا۔ آیت کریمہ:

﴿زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ﴾ [النمل: ۸۸]

''اور ہم بڑھاتے رہیں گے اُن کو عذاب پر عذاب اس وجہ سے کہ وہ فساد کیا کرتے تھے۔''

میں اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مؤمن کے ظالم ہونے کو تین باتیں کافی ہیں:

(۱) جو کام خود کرتا ہے دوسروں کو اس کا الزام دیتا ہے اور عیب لگاتا ہے۔
(۲) نیز دوسروں میں ایسے عیوب دیکھتا ہے جو اپنے اندر نہیں دیکھ پاتا۔
(۳) اپنے ہم نشین کو لایعنی باتوں میں ایذا پہنچاتا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ☆

رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ قیامت کے دن عرش کے نیچے سے ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے محمد (ﷺ) کی امت میرے حقوق جو تمہارے ذمہ تھے وہ میں نے تمہیں معاف کر دیے۔ البتہ تمہاری باہمی ظلم و زیادتیاں باقی ہیں، وہ ایک دوسرے کو معاف کرا لو۔ میری رحمت کی بدولت جنت میں داخل ہو جاؤ۔

باب : ۴۹

رحمت و شفقت

جاندار بھی قابل رحم ہیں ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی چلا جا رہا تھا راستے میں سخت پیاس لگی ایک کنویں پر پہنچا۔ اس میں اتر کر پانی پیا۔ باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے زمین کو منہ مار رہا ہے۔ آدمی یہ دیکھ کر کہنے لگا کہ یقیناً اس کتے کو بھی پیاس اسی طرح ستا رہی ہوگی جیسے مجھے ستا رہی تھی۔ کنویں میں اترا اپنا موزہ پانی سے بھر کر منہ میں دبایا اور باہر نکل کر اس کتے کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر کرتے ہوئے اس کی مغفرت فرما دی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا جانوروں سے ہمدردی کرنے میں بھی اجر ملتا ہے۔ ارشاد فرمایا ہر جاندار چیز کے ساتھ حسن سلوک میں اجر ہے۔

(بخاری ۲۳۶۳۔ مسلم ۲۲۴۴۔ ابوداؤد ۲۵۵۰۔ احمد ۸۵۱۹)

مہربانی کرنا ☆

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا ارشاد پاک نقل کرتے ہیں کہ جنت میں وہی شخص جائے گا جو رحمدل ہو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یوں تو ہم سب ہی مہربانی کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا صرف اپنے اوپر رحم کرنا مراد نہیں بلکہ عامۃ الناس پر مہربانی کرنا مراد ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بھی ان پر مہربانی فرماتے ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم اپنے کسی بھائی کو کسی گناہ کی پاداش میں مبتلا دیکھو تو اس پر لعنت کر کے شیطان کو خوش ہونے کا موقع مت دو بلکہ دعا کرو کہ اے اللہ اس پر رحم فرما۔ اس کی توبہ قبول فرما۔

تمام مسلم جسد واحد ہیں ☆

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ منبر پر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمانوں کو باہم ایک دوسرے کا ہمدرد ہونا چاہئے۔ ان کا آپس میں رحمت وشفقت کا ایک ایسا تعلق ہونا چاہئے جیسے کہ ایک جسم کے اعضاء کا ایک دوسرے سے ہوتا ہے کہ اگر کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو تمام جسم بے چین رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس عضو کی تکلیف ختم ہو جائے۔

(بخاری ۶۰۱۱۔ مسلم ۲۵۸۶۔ احمد ۱۷۶۴۸)

اُسوۂ فاروقی (رضی اللہ عنہ) کی ایک جھلک ☆

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات پہرہ دیتے ہوئے ایک قافلہ والوں کے پاس سے گزرے جو ابھی اترے ہی تھے۔ آپ کے دل میں ان کے بارے میں چوروں کا خطرہ پیدا ہوا۔ وہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آ پہنچے۔ انہوں نے بے وقت آنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا میں ایک قافلہ والوں کے پاس سے گزرا جنہوں نے ابھی پڑاؤ کیا ہے۔ جی میں آیا کہ تھکے ہوئے ہیں گہری نیند سو گئے ہیں تو کہیں چور آ کر انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ لہٰذا میرے ساتھ چلو دونوں مل کر ان کی نگرانی اور حفاظت کریں۔ چنانچہ دونوں چلے گئے اور اہل قافلہ سے کچھ فاصلہ پر بیٹھ کر پہرہ دیتے رہے۔ صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کئی بار پکار کر فرمایا او قافلے والو! نماز کی تیاری کرو حتیٰ کہ قافلہ والے بیدار ہو گئے تو دونوں حضرات واپس تشریف لے آئے۔

وہ حاکم تعظیم کا مستحق نہیں جو مسلمانوں کے حقوق ضائع کرتا ہے ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اپنے اسلاف کی اتباع کو لازم پکڑنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی باہمی شفقت وہمدردی کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ انہیں

﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح: ۲۹]

''وہ آپس میں بے حد مہربان ہیں۔''

کے مکرم لقب سے یاد فرمایا اور وہ حضرات صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ تمام مخلوق کے لئے مہربان تھے۔ مسلمانوں کا تو کیا پوچھنا وہ ذمی کافروں سے بھی مہربانی کا سلوک کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ذمی کافر کو جو کہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگتے دیکھا۔ آپ فرمانے لگے کہ ہم نے اس سے انصاف نہیں کیا کیونکہ جب تک یہ جوان تھا اس سے جزیہ وصول کرتے رہے۔ آج بوڑھا ہو گیا تو یوں ضائع ہو رہا ہے۔ حکم فرمایا کہ بیت المال

سے اس کا وظیفہ جاری کیا جائے۔

بیت المال کا اونٹ بھاگ گیا، اس کی تلاش میں ہوں! ☆

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ سنگلاخ وادی میں بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں میں نے وجہ پوچھی فرمایا کہ بیت المال کا اونٹ بھاگ نکلا ہے اس کی تلاش میں ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ نے بعد میں آنے والے خلفاء کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔ فرمانے لگے ابوالحسن مجھے ملامت نہ کرو اس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد ﷺ کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اگر اونٹ کا ایک بچہ فرات کے کنارے گم ہو جائے تو قیامت کے دن عمر اس کا بھی جواب دہ ہوگا۔ وہ حاکم کسی احترام کا مستحق نہیں جو مسلمانوں کے حقوق ضائع کرتا ہے۔ وہ فاسق کسی تعظیم کے لائق نہیں جو مسلمانوں کو خوف دلاتا ہے۔

ابدالوں کا جنت میں داخلہ ☆

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد پاک نقل کرتے ہیں: کہ میری امت کے ابدال صوم وصلوٰۃ کی کثرت کی وجہ سے جنت میں نہیں جائیں گے۔ بلکہ سینوں کی صفائی نفس کی سخاوت اور عام مسلمانوں سے ہمدردی کے باعث اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائیں گے۔

مسلمانوں کے حقوق میں کتنی چیزیں تم پر لازم ہیں؟ ☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے حقوق میں سے چار چیزیں تجھ پر لازم ہیں:

① یہ کہ تو ان کے نیکوکار لوگوں سے تعاون کرے۔
② یہ کہ ان کے گنہگاروں کے لیے استغفار کرے۔
③ یہ کہ ان میں سے جو توبہ کرے اس کے ساتھ محبت کرے۔
④ یہ کہ ان کے بے توفیقوں کے لیے دعا کرتا رہے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ایک مسلمان کے لیے اپنے مسلمان بھائی پر چھ باتیں لازم ہیں۔ ان میں سے اگر ایک بھی چھوڑ دی تو گویا ایک حق واجب چھوڑ دیا۔

① اول یہ کہ اگر وہ دعوت وغیرہ پر بلائے تو قبول کرے۔
② بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی کرے۔
③ فوت ہو جائے تو جنازہ پر پہنچے۔

④ کبھی ملاقات ہو تو سلام کہے۔
⑤ وہ خیر خواہی کا تقاضہ کرے تو ہمدردی کرے۔
⑥ چھینک آنے پر الحمدللہ کہے تو جواب دے۔(بخاری ۱۲۴۰۔مسلم ۲۱۶۲۔ترمذی ۲۷۳۷۔نسائی ۱۹۱۲۔ابوداؤد ۵۰۳۰۔ابن ماجہ ۱۴۳۵۵۹)

ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں ☆

ایک حدیث میں ہے کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ نے بھی یہ کام کیا ہے۔ارشاد فرمایا ہاں! میں نے بھی کیا ہے۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام الصلوٰۃ والسلام کے بکریاں چرانے کے اس عمل میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں چوپاؤں کی نگرانی پر لگا کر مخلوق پر انکی شفقت کا مظاہرہ کرواتے ہیں۔تب جا کر انہیں نبی بنا کر نسل آدم کی دینی تربیت انکے سپرد کی جاتی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ کیسے بنے؟

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔اے اللہ! تو نے مجھے اپنا صفی کیسے بنایا ارشاد ہوا اپنی مخلوق پر تیری مہربانی کی وجہ سے کہ تو (حضرت) شعیب (علیہ السلام) کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ایک دن ایک بکری بھاگ نکلی جسے واپس لانے میں تجھے بہت مشقت اٹھانی پڑی۔جب تو اسے پکڑنے میں کامیاب ہو گیا تو گود میں لے کر کہنے لگا اری مسکین تو نے مجھے بھی تھکایا اور خود بھی تکلیف اٹھائی۔مخلوق پر تیری اس شفقت اور مہربانی کی بدولت میں نے تجھے صفی (منتخب) کیا اور نبوت سے سرفراز فرمایا۔

پردہ پوشی کا اجر ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرماتے ہیں۔جو شخص اپنے بھائی کی کسی پریشانی کو دور کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کی پریشانی دور فرمائیں گے اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہوتے ہیں جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔

(مسلم ۲۶۹۹۔ترمذی ۴۲۵۔ابوداؤد ۱۹۴۲۔ابن ماجہ ۲۲۳۔احمد ۷۱۱۸)

کامل مؤمن کون؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد پاک نقل کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔تمہارا کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک

کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی بھلائی پسند نہ کرنے لگے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

(بخاری ۱۳۔ مسلم ۴۵۔ ترمذی ۲۵۱۵۔ نسائی ۴۹۳۰۔ ابن ماجہ ۶۶۔ ۲۳۳۸۔ دارمی ۲۶۲۳)

رحم کرنا☆

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کسی بے رحم پر رحم نہیں فرماتے اور جو کسی کو معاف نہیں کرتا اس کی بخشش نہیں فرماتے۔ جو کسی کی توبہ کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کی توبہ قبول نہیں فرماتے۔

اہل زمین پر رحم کرو......☆

بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رحمٰن رحم کرنے والوں پر مہربان ہوتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

ایک حدیث پاک میں ہے جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتے۔

(بخاری ۶۳۷۶۔ مسلم ۲۳۱۹۔ ترمذی ۱۹۲۲)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے سنا ہے کہ انجیل میں یہ مضمون لکھا ہے۔ اے ابن آدم جیسا تو رحم کرے گا ویسا ہی تجھ پر رحم کیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کیسے رکھتا ہے جب کہ تو خود اس کے بندوں پر رحم نہیں کھاتا۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ بچوں کے پیچھے لگے رہتے اور ان سے چڑیاں خرید کر چھوڑ دیتے اور فرمایا کرتے جاؤ، عیش کرو۔

......تو تو اچھا آدمی نہیں!☆

شقیق زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تو کسی شخص کا برا تذکرہ کرتا ہے اور اس پر مہربانی کا کوئی قصد نہیں کرتا تو تیرا حال اس سے بھی برا ہے اور جب تو کسی مرد صالح کا ذکر کرتا ہے مگر طاعت خداوندی کی چاشنی اپنے قلب میں محسوس نہیں کرتا تو تو اچھا آدمی نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ☆

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ مقولہ سنا ہے کہ ذکر اللہ کے سوا کوئی کلام بکثرت نہ کر کہ اس سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ سخت دل آدمی اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے گو تمہیں پتہ نہ چلے۔ لوگوں کے عیوب نہ دیکھا کر کہ گویا تو ان کا آقا ہے بلکہ یوں دیکھ کر تو خود بھی کسی کا غلام ہے۔ عموماً لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ عافیت اور سلامتی والے اور مصیبت زدہ۔ سو مصیبت والوں پر مہربانی کیا کرو اور عافیت اور سلامتی پر اللہ تعالیٰ کی

حمد و ثناء اور شکر کیا کرو۔

عالم بدحواس نہیں ہوا کرتا☆

ابو عبداللہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضری کی اجازت چاہی تو ایک بہت بوڑھے بزرگ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں ہی طاؤس ہوں میں نے کہا کہ اگر آپ ہی ہیں تو پھر آپ تو حواس کھو چکے ہیں۔فرمایا عالم بدحواس نہیں ہوا کرتا میں اندر چلا گیا مجھ سے فرمانے لگے سوال کرو مگر مختصر کرنا میں نے کہا اگر آپ اختصار کریں گے تو میں بھی اختصار کروں گا۔فرمانے لگے اگر تو چاہے تو پوری توراۃ، انجیل اور قرآن پاک کو تیرے سامنے تین کلمات میں بیان کردوں۔میں نے عرض کیا مجھے اس سے بہت خوشی ہوگی۔فرمایا:

① اللہ تعالیٰ سے اس قدر خوف کھا کہ تیرے نزدیک اس سے زیادہ قابل خوف کوئی نہ ہو۔

② اور اس سے امید ایسی رکھ جو تیرے خوف سے بھی کہیں زیادہ ہو۔

③ اور اپنے غیر کے لیے وہی پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

تین باتیں اللہ کو محبوب ہیں☆

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جس کسی نے اپنے اندر تین باتیں پیدا کرلیں۔ اس نے پورا ایمان اپنے اندر سمولیا۔

① تنگدستی میں بھی فی سبیل اللہ خرچ کرنا۔

② اپنی ذات سے انصاف کرنا۔

③ مخلوق میں سلام کو عام کرنا اور پھیلانا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تین باتیں سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہیں:

① طاقت کے باوجود معاف کردینا۔

② تیزی میں میانہ روی اختیار کرنا۔

③ اللہ کے بندوں پر مہربانی کرنا اور جو کوئی اللہ کے بندوں پر مہربانی کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی فرماتے ہیں۔

چار چیزیں تمام بھلائیوں کی جامع ہیں☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وحی بھیجی۔اے آدم چار چیزیں ایسی ہیں جو تیرے لیے اور تیری اولاد کے لیے بھلائیوں کی جامع ہیں۔

ایک وہ جو مجھ سے تعلق رکھتی ہے ایک وہ جو صرف تجھ سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک وہ جو میرے اور تیرے درمیان ہے۔ ایک جو تیرے اور لوگوں کے درمیان ہے۔

① جو صرف مجھ سے تعلق رکھتی ہے تو میری عبادت کرے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے۔

② جو خالص تیری ہے وہ تیرا عمل ہے کہ میں تیرے عمل کی تجھے ایسے وقت میں جزا دوں گا۔ جب کہ تو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا۔

③ جو میرے اور تیرے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو دعا مانگا کرے اور میں قبول کیا کروں۔

④ جو لوگوں اور تیرے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو ان کے ساتھ ایسا معاملہ کر جو ان کی طرف سے تجھے اپنے لیے پسند ہے۔ (واللہ اعلم)

باب : ۵۰

اللہ تعالیٰ کا خوف

سب سے زیادہ......کون ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر، ابی بن کعب اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تینوں حضرات دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟ ارشاد فرمایا جو عاقل ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ سب سے زیادہ عبادت گزار کون ہے۔ ارشاد ہوا جو عاقل ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ سب سے زیادہ فضیلت والا کون ہے؟ ارشاد فرمایا جو عقلمند ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ کیا عقلمند اس شخص کو نہیں کہتے جو اخلاق میں کامل ہو۔ فصاحت میں نمایاں ہو اور ہاتھ کا سخی ہو، مرتبہ میں بڑا ہو۔ آنحضرت ﷺ نے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾

[زخرف: ۳۵]

''اور یہ سب کچھ بھی نہیں صرف دنیوی زندگی کی چند روزہ کامرانی ہے اور آخرت آپ کے پروردگار کے ہاں خدا ترسوں کے لیے ہے۔''

ارشاد فرمایا کہ عقلمند وہ ہے جو متقی ہو۔ اگرچہ دنیوی لحاظ سے کم درجہ کا ہی کیوں نہ ہو۔ (تنزیہ الشریعہ المرفوعہ ۱/۲۱۸) متقی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا خوف کھاتا اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہو۔

خوف ورجا کی علامت ☆

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جب کوئی شخص اپنے اندر خوف اور رجا کی

علامتیں محسوس کرنے لگے۔ تو اس نے مضبوط سہارا تھام لیا۔ خوف کی علامت ممنوع امور سے بچنا اور رجا کی علامت اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ خوف و رجا کی دو علامتیں ہیں۔ رجا کی علامت تو یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی پسند کے اعمال محض اس کی رضا کے لیے کرے اور خوف کی علامت یہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اُن سے پرہیز کرے۔

قیامت کا خوف ☆

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جب قاتلانہ حملہ ہوا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے۔ اے امیر المؤمنین آپ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب عام لوگ ابھی کافر تھے۔ آپ نے جہاد میں ایسے وقت حضور ﷺ کا ساتھ دیا جب کہ لوگ آپ کے ساتھ نہ تھے اور حضورؐ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ سے راضی تھے اور آپ کی خلافت میں کسی کا اختلاف نہیں پایا گیا اور شہادت کی موت آپ کو نصیب ہو رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمہاری ان باتوں میں کوئی فریب خوردہ ہی آ سکتا ہے۔ اگر مجھے کائنات کی وہ سب چیزیں مل جائیں جن پر سورج طلوع ہوتا ہے تو میں قیامت کے دن کی وجہ سے وہ سب فدیہ میں دے دوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کریں گے ☆

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک نقل فرماتے ہیں: کہ مؤمن دو خوف کے درمیان ہے۔ ایک اپنی گزشتہ عمر کے خوف میں کہ نہ جانے اللہ تعالیٰ اس کے متعلق کیا فیصلہ فرمائیں۔ دوسرے بقیہ عمر کے بارے میں کہ جانے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ ہوگا۔ لہٰذا بندے کو اپنی ذات سے اپنے ہی لیے توشہ حاصل کرنا چاہئے اور اپنی دنیا سے آخرت کے لیے اور اپنی حیات سے موت کے لیے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ مر جانے کے بعد عذر معذرت کا کوئی موقعہ نہیں۔ دنیا کے بعد جنت دوزخ کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن کبھی جمع نہیں کروں گا جو دنیا میں مجھ سے خوف کھاتا ہے میں اسے آخرت میں امن دوں گا۔ جو دنیا میں مجھ سے بے خوف ہوتا ہے۔ میں قیامت کو اس پر خوف طاری کروں گا۔

اللہ کا خوف اور تقویٰ کی فضیلت ☆

حضرت عمار بن منصورؒ فرماتے ہیں: کہ میں عدی بن ارطاۃ رحمۃ اللہ علیہ کے منبر کے قریب

بیٹھا تھا کہ وہ فرمانے لگے کیا میں تمہیں ایسی حدیث سناؤں کہ جس میں میرے اور حضور ﷺ کے درمیان صرف ایک شخص کا واسطہ ہے۔ لوگوں نے کہا ضرور سنائیے۔ فرمانے لگے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ساتویں آسمان پر ایسے فرشتے ہیں جو اپنی پیدائش سے لے کر قیامت تک سجدے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ کے خوف سے کانپ رہے ہیں۔ قیامت کا دن ہوگا تو سجدہ سے سر اٹھا کر عرض کریں گے۔ اے اللہ تیری ذات پاک ہے ہم آپ کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکے۔

حضرت ابو میسرہ جب بستر پر آتے تو کہا کرتے اے کاش میری ماں مجھے نہ جنتی ایک دفعہ بیوی نے کہا ابو میسرہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر بہت احسانات کئے ہیں اسلام کی ہدایت و توفیق عطا فرمائی ہے۔ فرمایا یہ تو ٹھیک ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ہمارا دوزخ کا وارد ہونا تو بیان فرمایا ہے وہاں سے لوٹنا ذکر نہیں فرمایا۔

رشک کس پر؟ ☆

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں: کہ مجھے نہ کسی مقرب فرشتے پر رشک آتا ہے اور نہ ہی کسی نبی مرسل پر کہ کل قیامت کے دن یہ سب حضرات بھی لرزاں ہوں گے۔ البتہ اس پر رشک آتا ہے جو دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا۔

کسی دانا کا قول ہے کہ غم کھانے کو روک دیتا ہے اور خوف گناہ کو، رجا طاعات میں قوت پیدا کرتی ہے اور موت کا ذکر فضول اشیاء سے بے تعلق کر دیتا ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ ☆

حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جب مؤمن کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزتا ہے۔ تو اس کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے درختوں سے پتے۔

آلِ نبی (ﷺ) کون؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت تک آنے والے پاکباز مؤمن میری آل ہیں۔ نیز فرمایا متقی لوگ میرے اولیاء اور دوست ہیں اور تم میں سے جس کو بھی کسی پر فضیلت ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی بدولت ہوگی۔

ہلاک کرنے والی اور نجات دینے والی چیزیں ☆

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں۔ ہلاک کرنے والی یہ ہیں:

① حرص جس میں کوئی مبتلا ہو جائے۔
② خواہشات جن کی پیروی ہونے لگے۔
③ تیسری خود فریبی ہے۔

نجات دلانے والی چیزیں یہ ہیں:

① عدل وانصاف جو ہر حال میں پیش نظر ہو۔
② خوشی وناخوشی میں عدل کرنا اور فقر و مالداری میں میانہ روی اختیار کرنا۔
③ خلوت اور جلوت میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا۔

اپنے نفس کا قتل☆

کہتے ہیں کہ ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ ڈر کے مارے راتوں کو سوتے نہ تھے اور روتے رہتے تھے۔ ماں نے مشقت کی یہ حالت دیکھی تو کہنے لگی بیٹا کیا تو نے کسی کو قتل کر دیا ہے کہنے لگے ہاں! ماں نے کہا مجھے بتاؤ ہم مقتول کے اولیاء سے معاف کروالیں۔ بخدا مجھے یقین ہے کہ تیرا یہ حال دیکھ کر وہ ضرور معاف کر دیں گے۔ آپ کہنے لگے اماجان! میں نے اپنے نفس کو قتل کیا اور ہلاکت میں ڈالا ہے۔

اللہ کا خوف سات چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خوف سات چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے:

① آدمی کی زبان پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ وہ جھوٹ غیبت اور فضول گوئی کو چھوڑ کر اپنی زبان کو اللہ پاک کے ذکر میں، قرآن پاک کی تلاوت اور دیگر علمی باتوں میں لگاتا ہے۔
② اپنے پیٹ کے معاملہ میں خوف کھانے لگتا ہے کہ حلال اور پاکیزہ چیز کے سوا کوئی چیز نہیں کھاتا اور حلال بھی بقدر ضرورت کھاتا ہے۔
③ اس کی نگاہ پر اثر پڑتا ہے کہ وہ حرام کی طرف اور دنیا کی طرف رغبت اور شوق کی نظر سے نہیں دیکھتا بلکہ جب بھی دیکھتا ہے عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔
④ اپنے ہاتھ کے معاملہ میں ڈرنے لگتا ہے کہ کبھی حرام کی طرف نہیں بڑھاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طاعت کی طرف پھیلاتا ہے۔
⑤ اپنے قدموں کو اللہ تعالیٰ کی معصیت اور گناہ کی طرف نہیں چلاتا۔
⑥ اپنے قلب کو باہمی بغض وعداوت اور حسد سے پاک صاف کر کے اپنے مسلمان بھائیوں سے ہمدردی اور شفقت کے جذبات سے معمور کرتا ہے۔

⑥ طاعت وعبادت کر کے بھی ریا اور نفاق وغیرہ آفات سے ڈرتا رہتا ہے۔ ان صفات کو اپنا لینے کے بعد آدمی ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [زخرف: ۳۵]

''اور آخرت آپ کے پروردگار کے ہاں خدا ترسوں کے لیے ہے۔''

اور ایک آیت میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا﴾ [انبیاء: ۵۱]

''بیشک خدا سے ڈرنے والوں کے لیے کامیابی ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ﴾ [دخان: ۵۱]

''بیشک خدا سے ڈرنے والے امن کی جگہ میں ہوں گے۔''

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر متقی لوگوں کی مدح وارد ہے اور انہیں یہ بشارتیں سنائی گئی ہیں کہ وہ دوزخ سے نجات پائیں گے۔ ارشاد پاک ہے:

﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا. ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا﴾ [مریم: ۷۲]

''اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا اس پر گزر نہ ہو۔ یہ آپ کے رب پر لازم ہے جس کا فیصلہ ہو چکا۔ پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جو خدا سے ڈرتے تھے اور ظالموں کو اس میں ایسی حالت میں رہنے دیں گے کہ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔''

فوائد ☆ حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ فرمانے لگے کچھ جانتے بھی ہو ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ کا معنی کیا ہے۔ حاضرین نے کہا کہ ہم تو وُرُوْد کا معنی دخول ہی سمجھتے ہیں۔ فرمایا نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جہنم کو انتہائی بدبودار حالت میں لایا جائے گا۔ جب نیک و بد تمام مخلوق کے قدم اس پر جم جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا۔ اے جہنم تو اپنے ساتھیوں کو پکڑ لے اور میرے ساتھیوں کو چھوڑ دے۔ پس جہنم ہر اس شخص کو جس پر وہ مسلط ہوگی زمین میں دھنسا دے گی اور جہنم جہنمیوں کو اس سے زیادہ پہچانے گی۔ جس قدر باپ اپنی اولاد کو پہچانتا ہے۔ اہل ایمان اتنی جلدی وہاں سے نجات پا جائیں گے۔ جتنی دیر کپڑے کو تر کرنے میں لگتی ہے اور جہنم کے نگران فرشتوں میں سے ہر ایک کے پاس لوہے کے گرز ہوں گے جس سے وہ اہل جہنم کو ہانکیں گے۔ ایک گرز لگنے سے ساتھ لاکھ جہنمی اوراوندھے منہ جہنم میں گر پڑیں گے۔

جنتیوں اور جہنمیوں میں نسبت ☆

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ﴾ [الحج: ۱]

''اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو یہ کون سا دن ہے ہم نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے کہیں گے اٹھو اور انسانوں میں سے جنت اور جہنم کا حصہ علیحدہ کردو۔ آدم علیہ السلام عرض کریں گے۔ اے باری تعالیٰ جہنم کا حصہ کتنا ہے اور جنت کا حصہ کتنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں، یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی ہو گے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خوشی سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کی بعثت سے پہلے جاہلیت کا زمانہ گزرا ہے۔ یہ تعداد زمانہ جاہلیت کے لوگوں سے پوری کی جائے گی۔ پھر بھی اگر پوری نہ ہوگی تو منافقین سے پوری کی جائے گی۔ تمہاری مثال پہلی امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے اونٹ کے پہلو میں کالا تل ہو۔ پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کے دو تہائی ہو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پھر خوشی کے ساتھ نعرہ تکبیر بلند کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو قسم کی مخلوق ایسی ہے جس طرف وہ ہوگی وہی تعداد میں زیادہ ہوگی۔ ایک یاجوج ماجوج دوسرے جنوں اور انسانوں میں سے کفار ومشرکین۔ (ترمذی ۳۱۶۸۔ احمد ۱۹۰۳۸)

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ تمہیں یہ ارشاد دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ:

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ)) (بخاری ۶۱۶۸۔ مسلم ۲۶۴۱۔ احمد ۳۵۴۴)

''یعنی آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے۔''

کیونکہ تمہیں صالحین وابرار کی معیت ورفاقت بغیر ان کی اتباع وپیروی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیا یہود اور نصاریٰ اور اہل بدعت کو اپنے انبیاءؑ کے ساتھ محبت نہیں ہے لیکن وہ ان کی رفاقت و

معیت سے محروم ہوں گے۔

خسارے میں کون؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے دونوں دن (آج اور کل) برابر ہوں وہ خسارے میں رہا اور جس کا کل کا آنے والا دن آج کے دن سے بدتر ہو وہ ملعون ہے۔ جس نے ہر روز کچھ نہ کچھ نیکی میں اضافہ نہ کیا وہ نقصان میں ہے۔ جو نقصان میں ہو اس کے لیے موت بہتر ہے۔ (کشف الخفاء ۲/۳۰۵ وقال رواہ الدیلمی بسند ضعیف)

جنت کا ایک محل ☆

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنت میں خالص زمرد یا موتی کا ایک محل ہے۔ اس میں ستر ہزار گھر ہیں۔ ہر گھر میں ستر ہزار مکان ہیں۔ اس میں صرف نبی یا صدیق یا شہید یا امام عادل یا وہ شخص جو اپنے نفس میں محکم ہو گا، داخل ہو گا۔ عرض کیا گیا اپنے نفس میں محکم ہونے کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا وہ شخص جس پر حرام پیش کیا جائے گا مگر وہ محض خدا کے خوف سے اس کو چھوڑ دے۔

میں تو منافق ہو گیا ☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص کا نام حنظلہ تھا کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا جس سے دل نرم ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ہمیں اپنی حقیقت ظاہر ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر میں گھر آیا۔ بیوی بچے پاس آ گئے اور کچھ دنیا کی باتیں شروع ہو گئیں اور وہ حالت جاتی رہی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مجلس میں تھی۔ دفعتاً خیال آیا کہ پہلے میں کس حال میں تھا اب کیا ہو گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ تو تو منافق ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو وہ حال تھا اور اب گھر میں آ کر یہ حالت ہو گئی میں اس پر افسوس اور رنج کرتا ہوا اور یہ کہتا ہوا گھر سے نکلا کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ سامنے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا وہ سن کر فرمانے لگے سبحان اللہ کیا کہہ رہے ہو۔ ہرگز نہیں۔ پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہوئی میں نے عرض کیا جب ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تب تو ہم ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن جب ہم خدمت اقدس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں اور جا کر بیوی بچوں اور گھر بار کے دھندوں میں لگ جاتے ہیں تو بھول جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس

ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہاری ہر وقت وہی حالت رہے جیسا کہ میرے سامنے ہوتی ہے تو فرشتے تم سے راستوں میں مصافحہ کرنے لگیں اور تمہارے گھروں اور بستروں میں تمہاری زیارت کریں لیکن اے حنظلہ گا ہے گا ہے، آہستہ آہستہ۔

(مسلم ۲۷۵۰۔ترمذی ۲۵۱۴۔ابن ماجہ ۴۲۳۹۔احمد ۱۶۹۴۹)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ [المومنون: ٦٠]

''جو لوگ کچھ دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل کانپ رہے ہوتے ہیں۔''

کے متعلق پوچھا کہ کیا اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو گناہ کر کے اللہ تعالیٰ سے ڈر جاتے ہیں فرمایا نہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نیکی کرنے والے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ شاید قبول نہ ہوئی ہو۔

(ترمذی ۳۱۷۵۔ابن ماجہ ۴۱۹۸۔احمد ۲۴۱۰۲)

نیکی کے بارے میں خوف ☆

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نیکی کے بارے میں چار چیزوں کا ڈر ہے تو گناہ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے نیکی کے بارے میں پہلا ڈر قبول نہ ہونے کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ [المائدہ: ٢٧]

''یعنی اللہ تعالیٰ تو صرف پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے۔''

دوسرا ڈر ریا کا ہے کہ کہیں عمل صالح میں ریا نہ آ جائے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ [انبیاء: ٥]

''اور انہیں صرف یہ حکم ملا ہے کہ اللہ کی عبادت اخلاص سے کریں۔''

تیسرا ڈر اس کی حفاظت کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ [انعام: ٦٠]

''یعنی جو شخص نیکی لایا اس کے لیے دس گنا ہے۔''

یہاں دار آخرت میں نیکی لانے کو شرط قرار دیا گیا ہے یعنی نیکی کرنا ہی کافی نہیں بلکہ نیکی کرنے کے بعد اس کی حفاظت بھی ضروری ہے چوتھا ڈر نیکی کی توفیق ملنے یا نہ ملنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ﴾[هود: ۸۸]
''میری توفیق صرف اللہ کی عنایت سے ہے اسی پر بھروسہ ہے اور اس کی طرف میں رجوع ہوتا ہوں۔''

باب: ۵۱

اللہ تعالیٰ کا ذکر

اللہ کا ذکر☆

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ کیا میں تمہیں بہترین عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک کے ہاں بہت ہی پاکیزہ ہے، تمہارے درجات کو بہت ہی بلند کرنے والا ہے۔ تمہارے لیے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی بڑھ کر ہے۔ بلکہ اس جہاد سے بھی بڑھ کر ہے جس میں تم دشمنوں کے سر قلم کرو اور وہ تمہیں شہید کریں وہ اللہ کا ذکر ہے۔

(ترمذی ۳۳۷۷۔ ابن ماجہ ۳۷۹۰۔ احمد ۲۰۹۱۳۔ مالک ۴۴۱)

سب سے بھاری اعمال☆

ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ تین عمل تمام اعمال سے بھاری اور مشکل ہیں:

① اپنی ذات سے انصاف کرنا۔
② اپنے بھائی کے ساتھ مالی تعاون کرنا۔
③ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

سب سے بڑھ کر نجات دلانے والا عمل☆

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ اولادِ آدم کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ذکر اللہ سے بڑھ کر نجات دلا سکتا ہے۔ عرض کیا گیا جہاد بھی ایسا نہیں۔ ارشاد فرمایا ہاں! جہاد بھی ایسا نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾[العنكبوت: ٤٥]
''کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔''

افضل عمل ☆

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضور اقدس ﷺ سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے۔ ارشاد فرمایا مرتے دم تک ذکر اللہ کے ساتھ رَطْبُ اللِّسَان رہنا۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص مخلوق کی بجائے خالق کی یاد سے مانوس نہیں اس کا عمل ناقص، دل اندھا اور عمر ضائع ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایمان کی علامت ہے اور نفاق سے براءت ہے۔ شیطان کے مقابل بچاؤ کا قلعہ اور دوزخ سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا ارشاد ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما السلام کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا تو بنی اسرائیل کے لیے انہیں پانچ باتوں کا حکم کرنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ ان کو ہر بات کی مثال بھی سمجھائیں۔ چنانچہ آپ نے انہیں ارشاد فرمایا کہ:

① ''صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کسی کو اس کے ساتھ شریک مت بناؤ اور اس کی یہ مثال بیان فرمائی کہ شرک کی مثال یوں سمجھو جیسے کسی نے اپنے ذاتی مال سے ایک غلام خریدا۔ اپنی باندی سے اس کا نکاح کر کے رہنے کے لیے ایک گھر بھی دیا۔ تجارت کرنے کو مال دیا کہ منافع کما کر جو کچھ اپنی ضروریات سے بچ جائے وہ مالک کو ادا کرتا رہے اِدھر غلام نے یہ کیا کہ منافع میں سے اپنی ضروریات کے بعد جو کچھ بچتا تھوڑا سا مالک کو دے کر باقی سب اس کے دشمن کو دے دیتا۔ اب تم ہی بتاؤ کہ ایسے غلام کو کون اچھا کہے گا۔''

② ''دوسرے آپ نے ان کو نماز کا حکم دیا اور اس کی یہ مثال دی کہ جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی ملاقات کے لیے اجازت حاصل کرے لیکن باریابی حاصل ہونے پر جب بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہوا کہ اس کی حاجات معلوم کر کے پوری کرے تو یہ خود کمال غفلت سے دائیں بائیں جھانکنا شروع کر دے۔ جس پر بادشاہ بھی منہ موڑ کر اس کی طرف سے بے نیاز ہو بیٹھتا ہے۔

③ ''پھر آپ نے ان کو روزہ کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی یہ مثال سمجھائی کہ روزہ دار کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ہتھیار لگا کر ڈھال تھام کر لڑائی کے لیے نکلتا ہے۔ جس کے بعد نہ تو دشمن اس تک پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہتھیار اس پر کارگر ہو سکتا ہے۔''

④ ''پھر آپ نے ان کو صدقہ کا حکم دیا اور یہ مثال سنائی کہ جیسے کسی شخص کو دشمن قید کر لے اور یہ ایک خاص رقم کے عوض اس سے سودا کر لے پھر تھوڑا بہت جو بھی کماتا ہے اسے ادا کرتا رہے۔ حتی کہ اپنے آپ کو آزاد کروا لے۔''

⑤ ''پھر آپ نے ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کا حکم اس مثال کے ساتھ سمجھایا کہ ذکر کی مثال یوں سمجھو جیسے کسی قوم پر دشمن حملہ کرنے لگے تو وہ قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیں اور قلعہ بند ہو کر دشمن سے اپنی جان بچائیں۔''

پانچ چیزوں کا حکم ☆

پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں ان پانچ باتوں کا بھی حکم کرتا ہوں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا۔ اس کے علاوہ پانچ اور باتوں کا بھی حکم دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمائی ہیں:

① جماعت کا بہت ہی دھیان رکھنا۔
② سننا اور اطاعت ماننا
③ ہجرت
④ جہاد کرنا
⑤ جو شخص اہل جاہلیت کی سی ہول پکار کر کہے گا وہ جہنم کا ایندھن ہے۔

(ترمذی ۲۸۶۳۔ احمد ۱۶۵۴۲)

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تکبیر ☆

عبداللہ بن عمیرؒ فرماتے ہیں: جو شخص الحمد للہ کہتا ہے اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اللہ اکبر زمین و آسمان کے درمیانی خلا کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ کا ثواب تو اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا علم اس کو پہنچ نہیں سکتا۔

حدیث قدسی ☆

حدیث قدسی میں ہے جب بندہ مجھے اپنی جی میں یاد کرتا ہے میں بھی اس کو اسی طرح یاد کرتا ہوں۔ وہ تنہائی میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی تنہائی میں اس کا ذکر کرتا ہوں وہ کسی مجلس میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس سے کہیں بہتر اور اعلیٰ مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں نیز ارشاد فرمایا: کہ جو شخص بستر پر لیٹا ہوا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے کرتے سو جاتا ہے۔ بیدار ہونے تک وہ ذکر ہی میں شمار ہوتا ہے۔

نتیبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذکر اس کی مغفرت، اور عفو ہی

کا نام ہے۔ لہٰذا جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی مغفرت سے نوازتے ہیں۔

ذکر کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے☆

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ذکر دو ذکروں کے درمیان ہے اور اسلام دو تلواروں کے درمیان، گناہ دو فرضوں کے درمیان۔

فوائد ☆ ذکر دو ذکروں کے درمیان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اس وقت تک ذکر نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق کے ذریعہ اسے یاد نہ کرے۔ پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کی شکل میں اس کا ذکر کرتا ہے۔ اسلام دو تلواروں کے درمیان ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی کافر کے ساتھ لڑائی ہے اور قبول کے بعد مرتد ہو جائے تو بھی انجام قتل ہی ہے۔ گناہ دو فرضوں کے درمیان ہونے کا یہ مطلب ہے کہ پہلے تو گناہ نہ کرنا فرض تھا کر لیا تو توبہ واستغفار فرض ہو گیا۔

وسوسہ غفلت کی علامت ہے☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾ [الناس: ٤] کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کہ اس سے مراد شیطان ہے جو کسی شخص کے قلب پر مسلط رہتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہوتا ہے تو وسوسے ڈالتا ہے۔

اللہ کا ذکر دِل کو چمکاتا ہے☆

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ ہر شے کو چمکانے والی کوئی چیز ہوتی ہے اور اللہ کا ذکر دل کو چمکاتا ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو کر اہل خانہ کو سلام کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ اب یہاں ٹھکانا ملنا محال ہے اور جب کھانے پر بیٹھ کر وہ اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ نہ یہاں ٹھہرنے کی گنجائش ہے اور نہ کھانے پینے کی کوئی چیز۔ چنانچہ اس گھر سے ناکام ہو کر نکل جاتا ہے۔

کھانا کھانے کی دُعا☆

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں: کہ جب کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو بسم اللہ پڑھ لے۔ شروع میں بھول جائے تو آخر میں پڑھ لے اور یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔

(ابوداؤد ۳۷۶۷۔ ترمذی ۱۸۵۸۔ ابن ماجہ ۳۲۶۴۔ احمد ۲۳۹۵۴۔ دارمی ۱۹۳۵)

حضرت ابن مسعودؓ کا ارشاد ہے: کہ جب کوئی شخص بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا کھانے لگتا ہے تو شیطان بھی اس کے ساتھ کھانے لگتا ہے۔ جب یہ شخص درمیان میں ہی بسم اللہ پڑھ لیتا ہے تو شیطان بقیہ کھانے سے رک جاتا ہے۔ بلکہ پہلا کھایا ہوا بھی قے کر دیتا۔

شیطان کی شکارگاہیں اور ہتھیار☆

فقیہ مرحوم ابو محمد تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تھے نقل کرتے ہیں کہ ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ تو نے بنی آدم کے لیے ایسی جگہیں مخصوص کی ہیں جہاں وہ تیرا ذکر کرتے ہیں تو میرا ٹھکانہ کون سا ہے؟ فرمایا حمام۔ پھر کہا کہ تو نے ان کے لیے مجلسیں اور بیٹھنے کو جگہیں مقرر کی ہیں میری مجلس کہاں ہے؟ فرمایا بازار۔ پھر اس نے کہا کہ ان کے لیے قراءت وتلاوت مقرر فرمائی تو میری قراءت کیا ہے؟ فرمایا شعر اور کہا کہ ان کے لیے کلام مقرر فرمایا میرے لیے کیا ہے؟ فرمایا جھوٹ اور کہا کہ ان کی اذان مقرر کی ہے اور میری اذان کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ساز اور سارنگیاں اور کہا کہ ان کے لیے قاصد (رسول) مقرر فرمائے اور میرے قاصد کون ہیں؟ فرمایا کہ کاہن لوگ اور کہا کہ ان کے لیے کتاب مقرر کی۔ میری کتاب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا نقش و نگار (نیل سے جسم پر گودنے کے نشانات) اور کہا کہ ان کے لیے شکار کے وسائل بنائے میرا جال کیا ہے؟ فرمایا عورتیں اور کہا کہ ان کے لیے کھانا بنایا تو میرا کھانا؟ فرمایا جس پر میرا نام ذکر نہ کیا جائے اور کہا ان کے لیے پینے کو مقرر کیا ہے تو میرا مشروب کیا ہے؟ فرمایا۔ ہر نشہ آور چیز۔

ذکر جملہ آفات سے حفاظت کا ذریعہ ہے☆

حضرت فضیل ابن عیاضؒ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ میری پانچ باتوں کو خوب محفوظ کر لے:

① تجھے جو آفت وغیرہ بھی پہنچے تو اسے اللہ کی تقدیر سمجھ مخلوق کو ملامت نہ کر۔
② اپنی زبان کی حفاظت کر کہ لوگ تجھ سے نجات پائیں اور تو اللہ کے عذاب سے۔
③ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ رزق کا وعدہ فرمایا ہے اس پر یقین کرتا کہ مومن بن سکے۔
④ موت کے لیے تیاری کر کہ کہیں غفلت ہی میں نہ مر جائے۔
⑤ اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کرتے رہو تا کہ تمام آفات سے محفوظ رہ سکو۔

کہتے ہیں: کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا جو اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہا تھا۔ آپ ذرا ٹھہرے پھر اسے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کیا اس کلام سے ثواب کی کچھ توقع رکھتا ہے۔ وہ کہنے لگا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تو اس پر عذاب سے محفوظ رہنے کا یقین

رکھتا ہے۔ اس نے کہا نہیں تو فرمایا کہ پھر اس کلام کو تو کیا کرے گا کہ جس میں نہ ثواب کی امید، اور نہ عذاب سے امن۔ تجھے اللہ کا ذکر لازم پکڑنا چاہئے۔

برکاتِ ذکر ☆

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ تمام آسمانی کتابوں میں یہ مضمون ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کو میرا ذکر کرنے کی وجہ سے مانگنے کی فرصت نہ ہو تو میں اسے مانگنے والوں سے بھی کہیں بڑھ کر عطا فرماتا ہوں۔

(ترمذی ۲۹۲۶۔ وقال هذا حديث حسن غريب۔ دارمی ۳۳۲۲)

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں: کہ جن گھروں میں اللہ تعالیٰ کے پاک نام کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ آسمان والوں کے لیے یوں چمکتے ہیں جیسے تاریک گھر والوں کے لیے چمکتا ہوا چراغ۔ جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا وہ گھر اپنے مکینوں کے لیے تاریک ہوتا ہے۔

محبوب اور مبغوض بندے ☆

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک سے سوال کیا کہ تیرے محبوب بندوں کی اور مبغوض لوگوں کو پہچاننے کی کیا صورت ہے؟ ارشاد ہوا کہ میں اپنے محبوب بندے میں دو علامتیں رکھتا ہوں ایک تو اپنے ذکر کی تلقین کرتا ہوں تا کہ زمین و آسمان کی بادشاہت میں اس کا ذکر کروں۔ دوسرے اپنی ناراضگی والے اور حرام کاموں سے اسے محفوظ رکھتا ہوں تا کہ وہ میرے عذاب میں مبتلا نہ ہو اور ایسے ہی جب کسی سے بغض ہوتا ہے تو اس میں دو علامتیں مقرر کر دیتا ہوں۔ ایک یہ کہ اپنے ذکر سے غافل کر دیتا ہوں۔ دوسرے یہ کہ اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیتا ہوں جس سے وہ میری ناراضگی والے اور حرام کاموں میں لگ جاتا ہے اور میرے عذاب اور سزا کا مستحق بن جاتا ہے۔

حضرت ابوالملیح اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک صحابی سواری پر آنحضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ جانور کا پاؤں پھسلا تو وہ شخص بولا ''برا ہو شیطان کا'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایسا مت کہو کہ اس سے وہ پھول کر کپا ہو جاتا ہے۔ بلکہ بسم اللہ کہو کہ اس سے وہ مکھی کی طرح چھوٹا بن جاتا ہے۔

(ابوداؤد ۴۹۸۲۔ احمد ۱۹۶۸۲، ۱۹۶۸۳)

کفارہ مجلس ☆

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ کوئی شخص جب مجلس سے اٹھنے لگے تو یہ کلمات پڑھ لیا کرے۔

((سُبۡحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِكَ اَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ اَسۡتَغۡفِرُكَ

وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ))

''اے اللہ! میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور حمد وثناء کہتا ہوں، گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔''

اگر یہ مجلس ذکر کی تھی تو یہ کلمات تا قیامت اس پر مہر کی طرح ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی بیہودہ مجلس تھی تو اس مجلس میں جو کچھ ہوا اس کے لیے کفارہ بن جاتے ہیں۔

(ترمذی ۳۴۳۳۔ احمد ۱۰۰۱۲)

بازار جاتے وقت خدا کا ذکر ☆

حضرت محمد بن واسعؒ کہتے ہیں: کہ میں مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ حضرت سالم بن عبداللہؒ کے بھائی اپنے دادا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کر رہے تھے کہ جو کوئی بازار میں داخل ہو کر ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ)) پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھتے ہیں اور دس لاکھ برائیاں مٹا دیتے ہیں اور دس لاکھ درجے بلند فرماتے ہیں۔

(ترمذی ۳۴۲۸۔ ابن ماجہ ۲۲۳۵۔ احمد ۳۰۹۔ دارمی ۲۵۷۶)

محمد بن واسعؒ کہتے ہیں: کہ پھر میں خراسان آیا، قتیبہ بن مسلمؒ سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا کہ آپ کے لیے ایک تحفہ لایا ہوں۔ یہ حدیث سنائی حضرت قتیبہ روزانہ اپنی سواری پر سوار ہو کر بازار آتے اور یہ کلمات پڑھ کر واپس ہو جاتے۔

ذکر کی خصوصیت ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اللہ پاک کا ذکر تمام عبادتوں سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام عبادتوں کی کچھ مقدار رکھی ہے اور ان کے لیے اوقات مقرر فرمائے ہیں مگر ذکر کے لیے نہ کوئی مقدار رکھی اور نہ ہی کوئی وقت مقرر فرمایا۔ بلکہ بغیر مقدار کے کثرت سے ذکر کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾ [احزاب: ۴۱]

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو۔''

یعنی ہر حال میں اس کا ذکر کرو۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ آدمی کے چار حال ہیں:

① اطاعت میں لگا ہوگا۔

② معصیت میں۔
③ خوشحالی میں ہوگا۔
④ تنگدستی میں۔

طاعت میں ہوتو مزید توفیق اور قبولیت کی درخواست کرے۔ معصیت میں ہوتو رک جانے کی دعا کرے اور توبہ کی توفیق مانگے۔ نعمت اور خوشحالی میں ہوتو شکر کے طور پر ذکر کرے۔ تنگدستی میں ہوتو صبر کے ساتھ ذکر میں لگا رہے۔

پانچ فوائد☆

اللہ کے ذکر میں پانچ چیزیں پسندیدہ ہیں:

① اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔
② مزید نیکی کرنے کی حرص پیدا ہوتی ہے۔
③ جب تک ذکر میں لگا رہے شیطان سے حفاظت رہتی ہے۔
④ اس سے قلب میں رقت پیدا ہوتی ہے۔
⑤ ذکر معاصی سے روکتا ہے۔ (واللہ سبحانہ اعلم)

باب : ۵۲

دُعا کا بیان

توبہ، استغفار، دُعا، صبر اور شکر☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کو پانچ چیزیں عطا ہوگئیں وہ پانچ چیزوں سے محروم نہیں رہتا۔

① جسے شکر عطا ہو گیا۔ وہ نعمت میں اضافے سے محروم نہیں رہتا۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ [ابراهيم: ۷]

''اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں بالضرور زیادہ عطا کروں گا۔''

② جسے صبر نصیب ہوا وہ ثواب سے محروم نہیں رہے گا ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [زمر: ۱۰]

''صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب ملتا ہے۔''

③ جسے توبہ کی توفیق ملی۔ وہ قبولیت سے محروم نہیں رہتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ﴾ [شوریٰ: ۲۵]

''کہ وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔''

④ اور جسے استغفار نصیب ہو گیا۔ وہ مغفرت سے محروم نہیں رہتا۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾ [نوح: ۱۰]

''اپنے رب سے بخشش مانگا کرو کہ وہ بہت ہی بخشنے والا ہے۔''

⑤ اور جسے دعا کی توفیق ملی وہ قبولیت سے محروم نہیں رہتا۔ اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: ۶۰]

''تم مجھے پکارو میں تمہاری سنتا ہوں۔''

بعض حضرات نے چھٹی چیز یہ شمار کی ہے کہ جسے اللہ کے لیے خرچ کا موقع مل گیا وہ اس کے بدل سے محروم نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ﴾ [سبا: ۳۹]

''کہ تم جو کچھ بھی اس کی راہ میں خرچ کرو گے وہ اس کا بدل عطا فرماتے ہیں۔''

قبولیتِ دُعا ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: کہ مسلمان جو دعا بھی مانگتا ہے وہ قبول ضرور ہوتی ہے۔ پھر یا تو دنیا ہی میں اس کا بدلہ مل جاتا ہے یا آخرت کے لیے ذخیرہ بنا دی جاتی ہے یا اس کی دعا کے بقدر اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ ہو۔

(ترمذی ۳۹۶۸۔ امام احمد ۹۴۸۹۔ وقال الترمذی حدیث غریب من هذا الوجه)

یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندے کی وہ تمام دعائیں اس کے سامنے کریں گے جو وہ دنیا میں مانگتا رہا مگر بظاہر قبول نہ ہوئی تھیں۔ ارشاد فرمائیں گے اے میرے بندے تو نے فلاں وقت دعا مانگی تھی جسے میں نے تیرے لیے جمع کر لیا تھا۔ اس دعا کا ثواب یہ رہا۔ اسی طرح ایسی تمام دعاؤں پر اسے اتنا ثواب دیا جائے گا کہ بندہ یہ تمنا کرنے لگے گا کہ کاش

میری کوئی دعا بھی دنیا میں قبول نہ ہوتی۔

دُعا عبادت ہے☆

حضرت نعمان بن بشیر حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ دعا عبادت ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾ [غافر: ٦٠]

''اور تمہارے پروردگار نے فرمایا مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا اور جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب (مرتے ہی) ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔'' (ترمذی ۳۴۶۹، ۳۲۴۷، ۳۳۷۲۔ ابوداؤد ۱۴۷۹۵۔

ابن ماجہ ۳۸۲۸۔ احمد ۱۷۶۲۹، ۱۷۰۶۰، ۱۷۶۶۵، ۱۷۷۰۵، ۱۷۷۰۹)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ نیکیوں کے ساتھ اتنی دعا کافی ہو جاتی ہے جس قدر کہ نمک کھانے میں کافی ہو جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے کہ بندہ اس وقت تک بھلائی پر رہتا ہے جب تک جلدی نہیں کرتا۔ عرض کیا گیا جلدی کرنے سے کیا مراد ہے۔ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول ہی نہیں ہوئی۔

(بخاری ۶۳۴۰۔ مسلم ۲۷۳۵۔ ترمذی ۳۳۸۷۔ ابوداؤد ۱۴۸۴۔ ابن ماجہ ۳۸۵۳۔ احمد ۸۷۸۴)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے کسی نے کہا ابوعثمان اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کیونکہ مریض کی دعا کے بارے میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس پر ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کہی۔ قرآن کی متعدد آیات پڑھیں، درود شریف پڑھا اور ہاتھ اوپر اٹھائے ہم نے بھی ہاتھ اُٹھا لیے اور دعا مانگتے رہے فارغ ہو کر ہاتھ نیچے کیے اور فرمانے لگے تمہارے لیے خوشخبری ہے۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعائیں قبول کر لیں۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ اللہ پاک کے معاملہ میں کیسے قسم کھا کر یہ بات کہہ سکتے ہیں وہ فرمانے لگے کیوں نہیں اے حسن جب تو کوئی بات مجھ سے کہتا ہے تو میں تجھے سچا یقین کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ جب:

﴿اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: ٦٠]

''مجھے پکارو میں قبول کرتا ہوں۔''
فرمائیں تو میں کیسے انہیں سچا نہ مانوں۔ مجلس سے نکلے تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے یہ شخص یقیناً مجھ سے زیادہ فقیہ ہے۔

قبولیتِ دُعا کا وقت ☆

منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کونسی گھڑی میں دعا مانگوں کہ آپ اسے قبول فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوا تو بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں جب بھی پکارے گا قبول کروں گا۔ آپ نے یہی سوال پھر عرض کیا۔ تو فرمایا کہ آدھی رات کے وقت دعا مانگا کر اس وقت میں بھتہ وصول کرنے والے ظالم کی بھی سن لیتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ رابعہ عدویہ ؒ ایک قبرستان کی طرف نکلیں۔ ایک آدمی نے بڑھ کر دعا کے لیے درخواست کی تو کہنے لگیں اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کرو اور اس کو پکارو کہ وہی مجبور لوگوں کی دعا قبول کرنے والا ہے۔

حدیثِ قدسی ☆

حضرت مالک بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث قدسی نقل کرتے ہیں: کہ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے ذکر میں مشغول رہنے کی وجہ سے دعا مانگنے کی فرصت نہ پائے۔ میں اسے مانگنے والوں سے بھی کہیں بڑھ کر دیتا ہوں۔

قبولیتِ دُعا کی شرائط ☆

حضرت صالح بن یسار رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ مجھے پکارتے ہو مگر تمہارے دل متوجہ نہیں ہوتے۔

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ ہم دعا مانگتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھے پکارو میں قبول کروں گا۔ ارشاد فرمایا کہ تم میں سات باتیں ایسی ہیں جو تمہاری دعا کو آسمان تک نہیں جانے دیتیں۔ سوال کیا گیا وہ کیا چیزیں ہیں۔

① تم نے اپنے رب کو ناراض کر رکھا ہے اور راضی کرنے کا خیال تک بھی نہیں۔ یعنی ایسے اعمال کرتے ہو جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور تم ان سے نہ باز آتے ہو نہ نادم ہوتے ہو۔

② منہ سے کہتے رہتے ہو ہم اللہ کے بندے ہیں اور بندوں والے اعمال نہیں کرتے جب کہ بندہ اپنے آقا کے حکم پر چلتا ہے۔ کبھی اس کی نافرمانی نہیں کرتا۔

③ تم لوگ قرآن پاک کی تلاوت تو کرتے ہو مگر اس کے حروف میں غور نہیں کرتے یعنی غور وفکر اور عظمت تلاوت میں نہیں ہوتی اور اس میں جو اللہ پاک کے حکم ہوتے ہیں ان کی تعمیل نہیں کرتے۔

④ تم لوگ اپنے آپ کو حضور ﷺ کے امتی کہتے ہو مگر آپ ﷺ کی سنت پر عمل نہیں کرتے۔ حرام اور مشتبہ مال کھاتے ہو اور باز نہیں آتے۔

⑤ زبان سے تو کہتے ہو کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں اور خود اس پر اطمینان کیے بیٹھے ہو۔

⑥ منہ سے کہتے ہو دنیا فانی چیز ہے اور کام ایسے کرتے ہو گویا تمہیں ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔

⑦ زبان سے کہتے ہو کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے مگر اس کے لیے محنت نہیں کرتے اور آخرت کی بجائے دنیا کو ترجیح دیتے ہو۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ دعا مانگنے والے کو لازم ہے کہ اس کا پیٹ حرام سے پاک ہو کہ حرام قبولیت کے لیے مانع ہے۔

دُعا کیسے قبول ہو☆

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں: کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں دعا مانگتا ہوں مگر قبول نہیں ہوتی حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے سعد! حرام سے بہت بچو کہ جس پیٹ میں حرام لقمہ داخل ہو جائے اس کی دعا چالیس دن تک قبول نہیں ہوتی۔

چاہئے کہ دعا مانگنے والا جلدی نہ کرے کیونکہ آدمی جب دعا مانگتا ہے تو رب کریم ضرور قبول فرماتے ہیں پھر کبھی تو قبولیت اسی وقت ظاہر ہو جاتی ہے اور کبھی کسی دوسرے وقت میں اور کبھی آخرت میں ظاہر ہوتی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی دُعا کی قبولیت میں چالیس سال لگے☆

منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کے لیے دُعا کی اور حضرت ہارون علیہ السلام نے اس پر آمین کہی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت بذریعہ وحی بتایا کہ تمہاری دُعا قبول ہوئی۔ مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول اس دُعا اور قبولیت کے ظہور کے درمیان چالیس برس کی مدت ہے۔

حضرت یزید رقاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو مصائب و آفات اس کی طرف یوں آتے ہیں جیسے کسی اجنبی

اونٹ کو پانی کے حوض سے کسی نے بھگا دیا ہو۔ پھر وہ آسمان والوں میں قابل رحمت ہو جاتا ہے اور وہ جو دُعا بھی مانگتا ہے تو تین صورتوں میں سے کسی ایک طرح سے قبولیت نصیب ہوتی ہے۔ وہ تین صورتیں گذر چکی ہیں۔

نیک بختی سے محروم اشخاص ☆

ایک دانا کا قول ہے کہ چار آدمی نیک بختی سے محروم ہیں:

① وہ شخص جو حضور اقدس ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے میں بخل کرتا ہے۔
② وہ جو مؤذن کا جواب نہیں دیتا۔
③ وہ جس سے کسی کارِ خیر میں تعاون طلب کیا جائے اور وہ تعاون نہ کرے۔
④ وہ شخص جو اپنے لیے اور باقی مؤمنوں کیلئے اپنی نمازوں کے بعد دُعا کرنے سے عاجز رہے۔

دِل کی دوا ☆

عبداللہ انطا کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانچ چیزیں دِل کی دوا ہیں:

① صلحاء کی ہم نشینی۔
② قرآن پاک کی تلاوت۔
③ پیٹ کو حرام سے خالی رکھنا۔
④ رات کو عبادت کرنا۔
⑤ صبح کے وقت آہ وزاری کرنا۔

دُعا کرنے کا ادب ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ اللہ پاک سے جب کچھ مانگو اور دُعا کرو تو ہاتھوں کو اُلٹا کرنے کی بجائے سیدھا رکھا کرو اور پھر انہیں منہ پر پھیر لیا کرو۔ واللہ اعلم۔ (ابوداؤد ۱۴۸۵۔ ابن ماجہ ۱۱۸۱)

باب: ۵۳

تسبیحات کا بیان

سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر بہت ہی ہلکے اور میزان میں بہت ہی بھاری ہیں۔ رحمٰن کو

بہت ہی محبوب اور پسند ہیں۔

((سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ))

(بخاری ۶۴۰۶، ۶۶۸۲۔ مسلم ۶۸۹۴۔ ترمذی ۳۴۶۷۔ ابن ماجہ ۳۸۰۶۔ احمد ۶۸۷)

آگ سے ڈھال☆

خالد بن عمرانؒ کہتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ ہمارے قبیلہ میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اپنا بچاؤ کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا کسی دشمن کا اندیشہ ہے؟ ارشاد فرمایا نہیں بلکہ آگ سے بچاؤ کے لیے ڈھال اختیار کرو عرض کیا گیا آگ سے بچاؤ کی ڈھال کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ((سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ)) یہ کلمات ہیں کہ قیامت کے دن آدمی کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں ہو کر چلیں گے۔ یعنی آگے ہو کر جنت کی طرف لے چلیں گے۔ اور دائیں بائیں اور پیچھے سے دوزخ اور دیگر آفات سے حفاظت کریں گے۔ (حاکم ۱/۵۴۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد (ﷺ) یہ کلمات پڑھو: ((سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ عَدَدَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَزِنَۃَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمِلْأَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ تَعَالٰی)) یعنی یہ کلمات کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی معلومات کے بقدر اور اس کی معلومات کے وزن کے بقدر اور اس کی معلومات کے پُر ہو جانے کے بقدر جو شخص یہ کلمات ایک دفعہ کہے گا۔ اللہ پاک اس کے لیے پانچ چیزیں لکھ دیں گے۔

① وہ اللہ پاک کا بکثرت ذکر کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔
② وہ اللہ پاک کو شب و روز یاد کرنے والوں سے افضل ہوگا۔
③ جنت میں اس کے لیے درخت لگائے جائیں گے۔
④ اس کے گناہ یوں جھڑ جائیں گے جیسے خشک درخت کے پتے۔
⑤ اللہ پاک اس کی طرف نظر کرم فرمائیں گے اور جس پر نظر کرم ڈالیں گے اسے عذاب نہیں ہوگا۔

فرشتوں کا وظیفہ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب عرش کو پیدا فرمایا

تو کچھ فرشتوں کو اس کے اُٹھانے کا حکم دیا وہ بھاری محسوس ہوا تو ارشاد فرمایا کہ سُبحٰنَ اللّٰہ ہو۔ جس سے ان کے لئے اُسے اُٹھانا آسان ہو گیا۔ بس پھر تو انہوں نے اسی کلمہ ((سُبحٰنَ اللّٰہ)) کو ایک زمانہ تک وظیفہ بنائے رکھا حتی کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ انہیں چھینک آئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنے کی تلقین فرمائی اور خود جواب میں

"یَرْحَمُکَ رَبُّکَ وَلِھٰذَا خَلَقْتُکَ"

''کہ رب کریم تجھ پر رحم فرمائے اور میں نے اسی لیے تجھے بنایا تھا۔'' فرمایا۔ فرشتوں نے کہا یہ بابرکت اور عظیم کلمہ (الحمد للہ) ہے جس سے ہمیں کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے یہ دوسرا کلمہ بھی ساتھ ملا لیا اور ایک عرصہ تک فرشتے سُبحٰنَ اللّٰہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا وظیفہ پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ اور انہی کی قوم وہ پہلے لوگ ہیں، جنہوں نے بت پرستی شروع کی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اپنی قوم کو لا الہ الا اللہ کہنے کا حکم فرمائیں۔ اس سے انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو گی۔ تو فرشتوں نے کہا۔ یہ تیسرا جلیل القدر کلمہ ہے جس سے ہمیں بھی غفلت کرنا مناسب نہیں۔ چنانچہ پہلے دو کلموں کے ساتھ ملا کر ایک مدت تک سُبحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا وظیفہ پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ انہیں بیٹے کی قربانی دینے کا حکم ہوا اور بیٹے کی بجائے فدیہ کا مینڈھا پاس کھڑا دیکھ کر خوشی سے اللہ اکبر کہا تو فرشتوں نے کہا یہ چوتھا عظمت و بزرگی والا کلمہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کو بھی پہلے کلمات کے ساتھ ملا لیا۔ اور سُبحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اللّٰہُ اَکْبر کہنے لگے اور جب جبرائیل علیہ السلام نے یہ سارا قصہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت عالیہ میں سنایا تو آپ نے تعجب سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کہا۔ جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے کہ آپ اپنے اس کلمہ کو بھی ان سابقہ کلمات کے ساتھ ملا لیں۔

بخل اور خطرہ سے بچنے کا وظیفہ ☆

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاق کی تقسیم بھی تم میں اسی طرح کی ہے جیسے کہ اس نے تمہارے رزق تقسیم فرمائے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ مال و دولت تو اپنے محبوب اور غیر محبوب سبھی کو دیتے ہیں مگر ایمان کی دولت صرف اپنے محبوب بندوں کو ہی عطا کرتے ہیں۔ سو جب کسی بندے سے اللہ تعالیٰ محبت کا معاملہ فرماتے ہیں تو اسے دولت ایمان سے نوازتے ہیں۔ جو شخص مال کے خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے اور کسی دشمن سے لڑائی کا خطرہ محسوس کرتا ہے۔ رات کے وقت کسی آفت سے ڈرتا ہے تو اسے چاہئے کہ سُبحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ

اکبرُ کے کلمات بکثرت پڑھا کرے۔

تمام کائنات سے پسندیدہ ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ سُبْحَنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کا پڑھنا مجھے ہر اس چیز سے زیادہ پسند ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم ۳۶۹۵۔ ترمذی ۳۵۹۷)

سب کلاموں سے افضل ☆

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چار کلمے تمام کلموں سے افضل ہیں۔ یعنی سُبْحَنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ جس سے بھی آغاز کرو کوئی حرج نہیں۔ (مسلم ۲۱۳۷۔ ابن ماجہ ۳۸۱۱۔ احمد ۱۹۲۲۸)

قرض حسنہ ☆

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سائل کو دیکھتے کہ وہ کچھ مانگ رہا ہے اور ﴿مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ [البقرۃ: ۲۴۵] ''کون شخص ہے جو اللہ کو قرض دے'' کی آیت تلاوت کر رہا ہے تو آپ فرماتے کہ قرض حسنہ سُبْحَنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کے کلمات ہیں۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص جو تنگدست ہو۔ صدقہ کرنے کی وسعت نہ رکھتا ہو تو ان کلمات کو پڑھ لینے سے صدقہ کا اجر و ثواب پا سکتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دفعہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صدقہ کرنے کی ترغیب فرمائی لوگوں نے صدقہ دینا شروع کیا۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے بیٹھے ہونٹ ہلا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تو ہونٹ ہلا کر کیا پڑھ رہا ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں لوگوں کو صدقہ کرتے دیکھ رہا ہوں اور میرے پاس کوئی چیز ایسی نہیں جس کا صدقہ کروں تو میں نے سُبْحَنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ابوامامہ یہ کلمات تیرے لیے سونے کا ایک مد (تقریباً ایک سیر وزن) مساکین پر صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہیں۔ (واللہ اعلم)

باب : ٥٤

دُرودشریف پڑھنے کی فضیلت

درود پڑھنے والے☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت محمد بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ میرے وصال کے بعد جو شخص بھی تم میں سے مجھ پر سلام بھیجے تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں یا محمد (ﷺ) یہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں ہے اور آپ ﷺ پر سلام بھیجتا ہے تو میں جواب میں کہتا ہوں۔

((وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ))

(ابوداؤد ۲۰۴۱۔ بالفاظ مختلفہ۔ احمد ۱۰۴۹۵)

''اور اس بھیجنے والے پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔''

درودشریف کے بغیر دُعا قبول نہیں ہوتی ☆

سعید بن مسیب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جب تک کسی دُعا کے ساتھ حضور اقدس ﷺ پر درود شریف نہ ہو وہ زمین وآسمان کے درمیان معلق (لٹکی) رہتی ہے۔

آپ کا نام لیا جائے تو دُرود نہ پڑھنے والا رحمتِ خداوندی سے دُور ہے☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر چڑھتے ہوئے آمین کہی۔ پھر پاؤں اوپر رکھا اور آمین کہی پھر پاؤں مبارک اوپر رکھا تو آمین کہی۔ پھر تشریف فرما ہوئے۔ تو حضرت معاذ بن جبلؓ نے تین بار آمین فرمانے کی وجہ پوچھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے اے محمد (ﷺ) جس شخص نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی اور وہ یونہی مر گیا تو وہ دوزخ میں جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو رحمت سے دور رکھے، میں نے اس پر آمین کہی اور پھر جبرائیل علیہ السلام نے یہ کہا کہ جو شخص اپنے والدین کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پائے اور ان کے ساتھ حسن سلوک نہ کرے اسی حال میں مر جائے تو دوزخ جائے اور اللہ کی رحمت سے دور رہے، میں نے آمین کہی پھر انہوں نے کہا جس شخص کے پاس آپ ﷺ کا ذکر ہو اور درود نہ پڑھے، مر جائے تو دوزخ میں جائے اور اللہ کی رحمت سے دور ہو میں نے آمین کہی۔ (حدیث حضرت عمر پر موقوف ہے۔ ترمذی ۳۴۸۶)

سو بار درود پڑھنے سے سو حاجتیں پوری ☆

① حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ کا یہ مبارک ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص دن میں سو مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرماتے ہیں، ستر آخرت کی تیس دنیا کی۔

② حضرت سعید بن عمیرؓ جو بدری صحابی ہیں جنگ بدر میں شہید ہوئے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ میرا جو امتی اخلاص کے ساتھ ایک بار مجھ پر درود بھجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں دس درجات بلند فرماتے ہیں۔ دس گناہ معاف فرماتے ہیں۔

درود کی برکت ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں نے اپنے والد سے یہ حکایت سنی کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ طواف کر رہے تھے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو ہر قدم پر درود شریف پڑھتا تھا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ارے کیا بات ہے کہ طواف کے درمیان تسبیح وتہلیل کی بجائے تو ہر قدم پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اس سلسلہ میں کوئی علمی بات معلوم ہو تو بتاؤ وہ کہنے لگا تو کون ہے اللہ تجھے معاف فرمائے۔ انہوں نے کہا میرا نام سفیان ثوری ہے وہ شخص کہنے لگا کہ اگر تو اپنے وقت کا نادر شخص نہ ہوتا تو میں یہ راز تجھے نہ بتاتا اور نہ ہی اپنے حال پر مطلع کرتا۔ واقعہ یہ ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ حج بیت اللہ کے سفر پر نکلا۔ لیکن میرے والد بیمار ہو گئے۔ میں ان کا علاج کرتا رہا۔ ایک رات میں والد کے سرہانے بیٹھا تھا کہ وہ فوت ہو گئے اور چہرہ سیاہ ہو گیا میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور چادر سے اپنے والد کا منہ ڈھانپ دیا۔ اتنے میں نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک انتہائی حسین وجمیل شخص ہے کہ اس جیسا خوبصورت میں نے کبھی نہ دیکھا۔ نہ اس سے بڑھ کر پاکیزہ اور صاف لباس کبھی دیکھا اور نہ اس سے بہتر کبھی کوئی خوشبو اور مہک نصیب ہوئی تھی۔ وہ قدم بقدم چلا آ رہا تھا حتی کہ میرے والد کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے چہرہ سے کپڑا اٹھا کر ہاتھ پھیرا جس سے وہ سفید اور منور ہو گیا۔ یہ شخص واپس ہونے لگا تو میں دامن سے لپٹ گیا اور پوچھا اے اللہ کے بندے تو کون ہے۔ جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے والد پر اجنبی سرزمین پر احسان فرمایا۔ ارشاد ہوا کیا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ میں محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہوں جس پر قرآن نازل ہوا۔ تیرا باپ گو ذاتی طور پر کوتاہیاں کرتا رہتا تھا لیکن مجھ پر درود بکثرت پڑھتا تھا۔ اب مصیبت میں مبتلا ہو کر اس نے فریاد کی اور میں ہر اس شخص کی مدد کے لیے ہوں جو مجھ پر درود بکثرت پڑھتا ہے۔ میں خواب

سے بیدار ہوا تو دیکھا میرے والد کا چہرہ سفید اور روشن تھا۔

ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول جاتا ہے گویا وہ جنت کا راستہ بھول جاتا ہے۔ (ابن ماجہ ۹۰۸)

سخت ناپسندیدہ چیزیں ☆

ابویزید رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چار چیزیں سخت ناپسندیدہ ہیں:

① یہ کہ آدمی کھڑا ہو کر پیشاب کرے۔
② نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی پیشانی پونچھنے لگے۔
③ اذان سنتے ہوئے کلمات اذان کا جواب نہ دے۔
④ یہ کہ میرا نام لیا جائے تو مجھ پر درود نہ پڑھے۔

درود...... پاکیزگی ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ مجھ پر خوب درود بھیجا کرو کہ یہ تمہارے لیے پاکیزگی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کیا کرو، عرض کیا گیا یارسول اللہ وسیلہ کیا ہے۔ ارشاد ہوا جنت کا ایک اعلیٰ درجہ اور مقام ہے جو ایک ہی شخص کو نصیب ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا۔

(مسلم ۳۸۴۔ ترمذی ۳۶۱۴، ۴۸۶۔ نسائی ۶۷۱۔ ابوداؤد ۵۲۳۔ احمد ۶۳۸۰)

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ تمہارے لیے پاکیزگی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ درود شریف سے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ اگر آنحضور ﷺ پر درود بھیجنے کا امید شفاعت کے سوا کوئی اجر و ثواب نہ ہوتا تو بھی ہر صاحب عقل پر واجب تھا کہ اس سے غافل نہ رہے۔ چنانچہ اس میں تو گناہوں کی مغفرت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت بھی۔

درود شریف کی فضیلت ☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور دس خطائیں معاف فرماتے ہیں۔

اگر تمام عبادتوں سے درود شریف کی افضلیت معلوم کرنا ہو تو اس آیت میں غور کرو:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [احزاب: ۵۶]

''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں پیغمبر پر۔ سو اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود پڑھو اور سلام بھیجا کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے تمام عبادتوں کے بارے میں اپنے بندوں کو کرنے کا حکم فرمایا ہے اور درود کے بارے میں پہلے خود بنفس نفیس اس عمل کے کرنے کا ذکر فرمایا پھر اس پر فرشتوں کے مامور ہونے کا ذکر کیا اس کے بعد مومنوں کو حکم دیا کہ تم آنحضرت ﷺ پر درود بھیجو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا تمام عبادات سے افضل ہے۔

کلماتِ صلوٰۃ ☆

حضرت کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں: کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجیں تو ارشاد فرمایا کہ یوں پڑھا کرو:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))

(بخاری ۳۳۶۹، ۳۳۷۰، ۴۷۹۷، ۶۳۵۷، مسلم ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷۔ ترمذی ۴۸۳۔ نسائی ۱۲۶۸۔ ابوداؤد ۹۷۶، ۹۷۹۔ ابن ماجہ ۹۰۳۔ احمد ۱۱۰۰۹۔ مالک ۳۵۷۔ دارمی ۱۳۰۸)

''اے اللہ رحمتیں نازل فرما محمد پر اور آپ کی آل پر اور برکتیں نازل فرما حضرت محمد اور آپ کی آل پر جیسا کہ تو نے رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائی ہیں حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر بیشک تو حمد و ثنا اور بزرگی والا ہے۔''

اور بعض حضرات کا قول ہے کہ صلوٰۃ علی النبی کے لیے یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ صَلَّيْتَ اَنْتَ وَمَلٰٓئِكَتُكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ.

''اے اللہ تو اور تیرے فرشتے حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔''

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ مَلٰٓئِكَتَكَ اِنِّيْٓ اُصَلِّيْ عَلٰى مُحَمَّدٍ))

''اے اللہ! میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو اس پر گواہ بناتا ہوں کہ میں حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔''

اور بعض نے کہا کہ یوں کہے:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِه

وَاَصْحَابِهٖ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ))

''اے اللہ! رحمتیں بھیج حضرت محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر یعنی نبی امی پر ان کی آل پر ان کے صحابہ پر جب تک تیرا ذکر کرنے والے تیرا ذکر کرتے رہیں اور غافل جب تک غفلت میں رہیں۔'' (واللہ اعلم بالصواب)

باب : ۵۵

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی فضیلت

میزانِ عمل میں کلمہ کا وزن ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے روز ایک آدمی میزان عمل کی طرف لایا جائے گا۔ اس کے ننانوے دفتر نکالے جائیں گے۔ جس میں اس کے گناہ درج ہوں گے۔ ہر ایک دفتر حد نگاہ تک پھیلا ہوا ہوگا۔ ان دفتروں کو ترازو کے ایک پلڑے میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ایک بالکل چھوٹا سا کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا۔ جس میں ((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)) لکھا ہوگا۔ اسے دوسری طرف رکھ دیا جائے گا تو یہ خطاؤں کے تمام دفتروں پر بھاری نکلے گا۔

(ترمذی ۲۶۳۹۔ ابن ماجہ ۴۳۰۰)

لا الہ الا اللہ سب سے افضل ہے ☆

حضرت مطلب بن حطب، حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سب سے افضل کلمہ جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہا وہ لا الہ الا اللہ ہے۔

(ترمذی ۳۵۸۵۔ وقال ہذا حدیث غریب من ہذا الوجہ)

قیامت کے دن لوگوں کی حالت ☆

حضرت انس بن مالک، حضور ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس یہ آیت پڑھتے ہوئے آئے:

﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾

[ابراھیم: ۴۸]

''جس دن دوسری زمین بدل دی جائے گی اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی اور

سب کے سب واحد قہار کے روبرو پیش ہوں گے۔''

میں نے پوچھا جبرائیل علیہ السلام قیامت میں لوگوں کی کیا حالت ہوگی۔ کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگ ایک صاف زمین پر ہوں گے جہاں پر کبھی کوئی گناہ نہیں ہوا۔ اتنے میں جہنم ایک سانس لے گی تو فرشتے عرش سے چمٹ جائیں گے اور ہر فرشتہ کہے گا یا اللہ مجھے تو اپنی جان کی امان چاہئے اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہوں گے اور جہنم کے خوف سے پگھل رہے ہوں گے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر جہنم کو لایا جائے گا کہ وہ چنگھاڑتی ہوگی۔ ستر ہزار فرشتے اس کی لگاموں کو تھامے ہوئے ہوں گے۔ حتیٰ کہ خدائے عزوجل کے سامنے حاضر کردی جائے گی۔ ارشاد ہوگا اے جہنم بات کر وہ کہے گی لا الٰہ الا اللہ تیری عزت وعظمت کی قسم! میں آج اس شخص سے انتقام لوں گی جو تیرا رزق کھا کر غیروں کی پرستش کرتا رہا۔ آج مجھ پر سے وہی گزر سکے گا جس کے پاس اس کا اجازت نامہ ہو گا۔ آپ نے پوچھا جبرائیل علیہ السلام قیامت کے دن اجازت نامہ کیسا ہوگا۔ عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے پاس اُس دن اجازت نامہ ہوگا۔ کیونکہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کی شہادت والا ہوگا وہ جہنم کے پل سے گزر جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام حمد وثناء اس ذات کے لیے ہے جس نے میری امت کو لا الٰہ الا اللہ کی شہادت القاء فرمائی۔

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے قول: ﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ﴾ کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کو بخشنے والا ہے۔ اور جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہنے والا ہے اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور جو لا الٰہ الا اللہ کا قائل نہیں اس کے لیے سخت عذاب ہے۔

لا الٰہ الا اللہ کی کثرت واجب ہے☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہر انسان پر لا الٰہ الا اللہ بکثرت پڑھنا واجب ہے۔ نیز چاہئے کہ صبح وشام اور رات کے اوقات میں یہ مانگتا رہے تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان سلب نہ فرمالیں اور لا الٰہ الا اللہ پر استقامت عطا کریں۔ اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتا رہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ ہیں جو یہ کلمہ پڑھتے رہتے ہیں مگر آخر میں اپنی بداعمالی کی وجہ سے یہ ان سے سلب کرلیا جاتا ہے اور اس دنیا سے بحالت کفر جاتے ہیں (نعوذ باللہ) اس سے بڑی اور کیا مصیبت ہوگی کہ ایک آدمی تمام عمر تو مسلمانوں میں شمار ہوتا رہے اور قیامت میں اٹھا تو کافروں میں اس کا نام ہو۔ یہی وہ انتہائی حسرت کا مقام ہے جس سے بڑھ کر حسرت نہیں۔ اس شخص پر حسرت نہیں جو گرجاسے نکلا اور جہنم میں چلا گیا۔

آتش کدہ سے نکلا اور دوزخ میں داخل ہوگیا۔حسرت وافسوس تو اس پر ہے جو مسجد سے نکلا اور دوزخ میں چلا گیا۔اور یہ سب اس کے برے اعمال اور تنہائیوں میں حرام کاریوں کے ارتکاب کا نتیجہ ہے۔ بسا اوقات ایک آدمی کے پاس کسی کی امانت ہوتی ہے اور وہ اپنے جی میں یہ کہہ کر اسے استعمال کرتا رہتا ہے کہ پھر اُسے واپس کر دوں گا یا مالک سے معاف کرالوں گا۔مگر وہ اپنے ساتھی کو راضی کرنے سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔کبھی ایک انسان اپنی بیوی سے ایسا معاملہ کر بیٹھتا ہے کہ وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے مگر یہ اسی سوچ میں رہتا ہے کہ کیا کروں چھوڑ دوں تو اولاد کا کیا بنے گا اور اسی حرام کاری پر اسے موت آجاتی ہے اور بعض اوقات اس کی وجہ سے ایمان بھی سلب ہو جاتا ہے۔

لہٰذا میرے بھائی خوب احتیاط سے رہنا چاہئے۔اپنی اصلاح کی ہر دم فکر رکھنی چاہئے۔کیا پتہ ہے کب موت آجائے اور یہ بھی جان رکھو کہ عمر قلیل ہے اور حسرت بہت طویل ہے لہٰذا لا الہ الا اللہ کی کثرت اختیار کرو۔

جنت کی قیمت☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لا الہ الا اللہ جنت کی قیمت ہے۔حضرت انس بن مالکؓ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا جنت کی بھی کوئی قیمت ہے ارشاد فرمایا ہاں۔لا الہ الا اللہ۔

شفاعت کا مستحق کون ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی شفاعت سب سے پہلے کسے نصیب ہوگی۔ارشاد فرمایا جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے۔(بخاری ۹۹،۶۵۷۰۔احمد ۸۵۰۳)

کفار کی حسرت☆

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ [الحجر: ۲] کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں کو دوزخ سے چھٹکارا دیا جائے گا تو مشرکین پکار اٹھیں گے ''اے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے۔''

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا﴾ کے متعلق فرماتے ہیں کہ جو لا الہ الا اللہ پڑھنے والا ہے اسے جنت ملے گی۔اور ﴿مَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ﴾ [النمل: ۸۹،۹۰] کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس سے مراد شرک ہے۔

کلمہ گو کی جزا ☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ((ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ)) کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کے قائل کی جزا صرف جنت ہے۔

اُمت کے بارے میں نبی ﷺ کا غم ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر سلام کہتے ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ مغموم کیوں ہو؟ حالانکہ وہ خوب جانتے بھی ہیں ارشاد فرمایا کہ میں اکثر و بیشتر اپنی امت کے بارے میں قیامت کے دن کے بارے سوچتا رہتا ہوں۔عرض کیا یا حضرت کیا آپ کافر لوگوں کے متعلق سوچتے ہیں یا مسلمانوں کے بارے میں۔فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام لا الہ الا اللہ کہنے والوں کے لیے متفکر رہتا ہوں۔اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور بنوسلمہ کے قبرستان پر لے گئے اپنا دایاں پر ایک قبر پر مار کر کہا کہ اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ ایک آدمی سفید چہرے والا نمودار ہوا اس کی زبان پر ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ)) جاری تھا۔جبرائیل علیہ السلام نے اسے کہا کہ واپس چلے جاؤ وہ واپس ہو گیا۔پھر ایک قبر پر بایاں پر مار کر قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ کہا ایک سیاہ چہرے اور نیلی آنکھوں والا شخص نکلا جو پکار رہا تھا ہائے میری حسرت ہائے میری ندامت پھر اسے بھی واپس جانے کو کہا تو وہ بھی واپس ہو گیا۔پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ بس قیامت کے دن اسی طرح جس حالت پر فوت ہوئے تھے۔اسی پر اٹھیں گے۔

مرتے وقت کلمہ کی تلقین ☆

ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو کہ یہ گناہوں کو بالکل ختم کر دیتا ہے۔عرض کیا گیا یا رسول اللہ اگر کوئی وقت موت سے پہلے پڑھتا ہو فرمایا یہ تو اور بھی گناہ کو مٹانے والا ہوگا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوگا۔

(مسلم ۹۱۶،۹۱۷۔ترمذی ۹۸۶۔نسائی ۱۸۰۳۔ابوداؤد ۳۱۱۷۔ابن ماجہ ۱۴۴۴،۱۴۴۵)

ایک حدیث میں ہے کہ مرنے والوں کے پاس بیٹھ کر لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔اور انہیں جنت کی بشارت سناؤ کہ ایک سمجھدار اور بردبار مرد یا عورت بھی اس موقعہ پر حیران ہو جاتے ہیں اور اللہ کا دشمن شیطان دنیا سے اور احباب سے رخصت ہونے کے اس وقت میں اس شخص کے قریب سے قریب تر ہوتا ہے لہٰذا انہیں مایوس نہ ہونے دو کہ یہ مصیبت انتہائی شدید اور کٹھن ہے اس ذات کی قسم

جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ ملک الموت کا (جان نکالنے کا) معاملہ تلوار کے ہزار زخموں سے بھی زیادہ سخت ہے۔

بنی اسرائیل کے افراد کا واقعہ☆

ایک روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل کے دو آدمی تھے۔ایک بہت بڑا عابد دوسرا بہت بڑا فاسق اور فاجر تھا۔ عابد فوت ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی بتایا گیا کہ یہ دوزخ میں ہے۔ جب فاجر فوت ہوا تو بتایا گیا کہ وہ جنتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عابد کی بیوی سے دریافت فرمایا کہ اس کے عمل کیا تھے وہ کہنے لگی آپ جانتے ہیں کہ وہ عبادت میں لوگوں سے بہت آگے تھا۔ فرمایا اور کوئی خاص عمل ہے۔ تو وہ بھی بتاؤ وہ کہنے لگی کہ بستر پر لیٹتے وقت وہ یہ کہا کرتا تھا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کا دین برحق ہے تو پھر تو ہمارے مزے ہوں گے۔ فاجر کی بیوی سے پوچھا گیا کہنے لگی آپ سب جانتے ہیں کہ وہ سب سے گنہگار تھا۔ فرمایا کوئی خاص عمل ہو تو بتاؤ تو اس نے بتایا کہ وہ بستر پر لیٹتے وقت کہا کرتا تھا۔

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی))

''حضرت موسیٰؑ جو دین لے کر آئے ہیں میں اس پر اللہ کا شکر کرتا ہوں۔''

لا الہ الا اللہ کی فضیلت☆

ایک حدیث میں ہے کہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والے کے منہ سے ایک سبز پرندہ نکلتا ہے جس کے دو سفید بازو ہوتے ہیں یاقوت اور موتیوں سے جڑے ہوئے۔ وہ آسمان کی طرف چڑھتا ہے حتیٰ کہ اس کی آہٹ عرش کے نیچے یوں محسوس ہوتی ہے جیسے شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ۔ اسے رکنے کا کہا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ جب تک میرے صاحب (یعنی کلمہ پڑھنے والے شخص) کی بخشش نہیں ہوتی۔ مجھے سکون نہ ہوگا چنانچہ اس شخص کی مغفرت ہو جاتی ہے اس کے بعد اس پرندے کو ستر زبانیں ملتی ہیں اور وہ قیامت تک اس شخص کے لیے استغفار کرتا رہتا ہے اور قیامت کا دن ہوگا تو وہ پرندہ اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جائے گا۔

لا الہ الا اللہ کا وزن☆

ایک حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات نصیب ہوئی تو عرض کیا یا اللہ کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیے جو اس نعمت پر بطور شکر اختیار کروں ارشاد ہوا لا الہ الا اللہ پڑھا کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مزید چاہتے تھے۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور زمینیں ترازو کے ایک پلڑے میں ڈال دی جائیں اور لا الہ الا اللہ کو دوسرے پلڑے

میں رکھ دیا جائے تو یہ ان سب پر بھاری ہوگا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ تین چیزوں کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے:

① لا الٰہ الا اللہ کی شہادت۔

② قبولیت کا یقین رکھنے والے کی دُعا۔

③ باپ کی دُعا بیٹے کے لیے اور مظلوم کی بددُعا ظالم کے لیے۔

کلمہ کو مد کے ساتھ پڑھنا☆

ایک صحابی کا قول ہے کہ جو شخص خلوص دل سے لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے۔ اور تعظیم کے لیے آخر میں مد کرتا ہے (یعنی لفظ اللہ کے الف کو کھینچ کر پڑھتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑے بڑے چار ہزار گناہ معاف فرماتے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ اگر کسی کے اتنے گناہ ہی نہ ہوں تو جواب دیا کہ اُسکے اہل وعیال اور پڑوسیوں کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

سات قیمتی کلمات☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشہور ہے کہ جو شخص سات کلمات یاد کر لے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں باعزت ہوتا ہے۔ فرشتے اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ پاک اس کے گناہ بخش دیتے ہیں خواہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں ہی کیوں نہ ہوں۔ ایسا شخص اطاعت کی لذت محسوس کرتا ہے۔ اس کی حیات اور موت دونوں اس کے حق میں بہترین بن جاتی ہیں:

① ہر کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔

② ہر چیز کے ختم پر الحمد للہ کہنا۔

③ کوئی لغو بات کر بیٹھے کم ہو یا زیادہ تو اس کے بعد استغفر اللہ کہنا۔

④ جب یوں کہے کہ کل فلاں کام کروں گا تو ساتھ انشاء اللہ کہے۔

⑤ کوئی ناپسند بات دیکھے تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے۔

⑥ جب کوئی مصیبت پیش آ جائے جانی ہو یا مالی تھوڑی ہو یا زیادہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے۔

⑦ دن کے اوقات ہوں یا رات کے لمحات اُس کی زبان پر لا الٰہ الا اللہ جاری رہے۔

لا الٰہ الا اللہ کہنے والا جنت میں جائے گا☆

حضرت معاذ بن جبلؓ اپنی وفات کے وقت فرمانے لگے۔ مجھ سے ذرا سنو تمہیں ایک حدیث

سناؤں جو پہلے اس لیے نہیں سنا تا رہا کہ تم باتیں بناؤ گے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص اخلاص ویقین کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہے گا جنت میں داخل ہو گا۔

(احمد ۲۱۰۴۸)

ایک حدیث میں ہے کہ جس شخص کو موت کے وقت لا الٰہ الا اللہ کی تلقین ہوگئی وہ جنت میں جائے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کا دنیا سے جاتے وقت آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔ (ابوداؤد ۳۱۱۶۔ احمد ۲۱۰۲۴، ۲۱۱۱۰)

حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت ☆

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ کیا تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو حکم دیا تھا۔ فرمایا بیٹے میں تجھے دو باتوں کا حکم دیتا ہوں اور دو سے منع کرتا ہے۔ ایک تو تجھے حکم دیتا ہوں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ پڑھا کر کہ آسمان وزمین اگر ایک پلڑے میں ہوں اور لا الٰہ الا اللہ دوسرے میں ہو تو اس کا وزن بڑھ جائے گا۔ دوسرا یہ کہ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھا کر کہ یہ فرشتوں کی عبادت اور باقی مخلوق کی دُعا ہے۔ اسی کی برکت سے مخلوق کو رزق ملتا ہے۔

میں تجھے شرک سے منع کرتا ہوں۔ کیونکہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے جنت اس پر حرام کر دی ہے اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔ کیونکہ جنت میں ایسا کوئی شخص نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہے وہ جنت میں جائے گا اس قول میں اخلاص کی شرط لگائی گئی ہے۔ جس کی علامت یہ ہے کہ یہ کلمہ اسے گناہوں سے روک دے اگر ایسا نہیں تو کہنے والا مخلص نہیں۔ خطرہ ہے کہ یہ قول اس کے پاس عاریۃً ہی نہ ہو کہ عاریت واپس لے لی جاتی ہے۔

ایمان کے لحاظ سے لوگوں کی دو قسمیں ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہ لوگ ایمان کے لحاظ سے دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جن کا ایمان ان کے لیے عطیہ ہوتا ہے اور ایک وہ جن کے پاس ایمان عاریۃً ہوتا ہے۔ علامت یہ ہے کہ جس کا ایمان ان کے لیے عطیہ ہوتا ہے وہ اسے گناہوں سے روکتا اور نیکیوں کی رغبت دلاتا ہے اور عاریت کا ایمان نہ گناہوں سے روکتا ہے اور نہ اطاعت کی رغبت دلاتا ہے کیونکہ وہ ایسے مکان میں

تصرف نہیں کرسکتا جہاں بطور عاریت کے رہتا ہے۔

جنت کی کنجی اور اس کے دندانے ☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ لا الہ الا اللہ جنت کی قیمت ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ جنت کی کنجی ہے۔ کنجی کے لیے دندانے لازم ہیں جس سے تالا کھل سکے ذکر کرنے والی زبان جو گناہوں اور غیبت سے پاک ہے اور خشوع والا دل جو حسد خیانت سے پاک ہے اور ایسا پیٹ جو مشتبہ اور حرام مال سے پاک ہے اور ایسے اعضاء جو فرمانبردار ہیں گنہگار نہیں ہیں یہ سب اس کے دندانے ہیں۔

کلمہ نجات کا ذریعہ ☆

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جو جنت کے قریب کرنے والا ہو اور دوزخ سے دور کرنے والا۔ ارشاد فرمایا کہ جب کوئی برائی ہو جائے تو اس کے ساتھ ہی کوئی نیکی کرلو کہ اس کا اجر دس گنا ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لا الہ الا اللہ بھی نیکی ہے۔ ارشاد فرمایا یہ تو سب سے بہترین نیکی ہے۔

(احمد ۲۰۵۱۲)

حضرت حذیفہ بن یمانؓ فرماتے ہیں: کہ اسلام مٹتا جائے گا اور کسی کو یہ تک معلوم نہ ہوگا کہ نماز کیا ہے اور روزہ کیا ہے؟ حتیٰ کہ ایک آدمی کہے گا کہ ہم سے پہلے لوگ لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے۔ لہٰذا ہم بھی وہی کلمہ پڑھ لیتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ کلمہ ان کے کیا کام آئے گا ارشاد فرمایا اسی کی بدولت دوزخ سے نجات پائیں گے اور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

باب : ٥٦

قرآن کریم کی فضیلت

شافع اور مشفع ☆

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ قرآن سفارشی ہے جس کی سفارش مقبول ہے اور جھگڑے کا فریق ہے جس کی بات قبول کی جاتی ہے جو شخص اسے اپنا امام بنائے گا یہ اسے جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گا یہ اس کو دوزخ میں لے جائے گا۔ (کشف الخفاء ۲/۱۴۴)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مقبول سفارش والا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اپنے پڑھنے اور عمل کرنے والے کے لیے سفارش کرے گا جو قبول ہوگی۔ جس کسی کے خلاف فریق بنے گا کہ اس نے میری تلاوت نہیں کی اور نہ عمل کیا تو اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔ امام بنانا یہ ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے اور اس کے احکام پر عمل کیا جائے۔ پس پشت ڈالنا یہ ہے کہ اس سے بے رُخی کرے الفاظ کی تلاوت نہ کرے اور احکام پر عمل نہ کرے۔

قرآن عظمت اور پستی کا سبب ☆

نافع بن عبدالحارثؒ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں مکہ مکرمہ کے گورنر تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر حج میں یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استقبال کے لیے نکلے۔ آپ نے پوچھا کہ مکہ مکرمہ کا نگران کس کو بنایا ہے عرض کیا عبدالرحمٰن بن ابی ابزیٰ کو۔ امیر المومنین نے فرمایا تو نے ایک غلام نسل کے شخص کو قریش پر امیر بنا دیا ہے۔ نافع کہنے لگے امیر المومنین میرے بعد کوئی شخص اس سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا نہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا بالکل ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں کو قرآنِ پاک کی بدولت رفعت اور عظمت بخشی ہے اور بہت سے لوگوں کو پست کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی ابزیٰ ان لوگوں میں سے ہے جنہیں قرآن کی بدولت بلندی نصیب ہوئی۔

(مسلم ۸۱۷۔ ابن ماجہ ۲۱۸۔ احمد ۲۲۶۔ دارمی ۳۲۳۱)

قرآنِ مجید کے ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب ☆

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا خوانِ نعمت ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس کے علوم حاصل کرو۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسّی ہے۔ ایک واضح نور ہے۔ نفع بخش وشفا ہے اس سے وابستہ ہونے والے کے لیے حفاظت کا سامان ہے۔ اپنی پیروی کرنے والے کا نجات دہندہ ہے۔ اس میں کوئی کجی نہیں جسے سیدھا کیا جائے کوئی ٹیڑھا پن نہیں جس کی درستی کی جائے۔ اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے بار بار کی کثرت تلاوت سے اس کی تروتازگی پر اثر نہیں پڑتا۔ اس کی خوب تلاوت کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف پر دس نیکیوں کا اجر عطا فرماتے ہیں سنو! کیا الٓمّ کی دس نیکیاں ہیں۔ بلکہ دس نیکیاں الف کی ہیں اور دس لام کی اور دس میم کی۔

(حاکم ۱/۵۵۵، ۵۵۶)

اجتماعی طور پر تلاوت قرآن کی فضیلت ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص دنیا میں اپنے کسی مومن بھائی کی ایک پریشانی دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی پریشانیوں میں سے

ایک پریشانی دور فرمادیتے ہیں جو شخص کسی تنگدست کے ساتھ آسانی کا معاملہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی پیدا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُس وقت تک بندے کی مدد فرماتے ہیں جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے۔ جو کوئی طلب علم کے لیے کسی راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔ جو لوگ کسی گھر میں اکٹھے ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے اور آپس میں پڑھتے پڑھاتے ہیں ان پر سکینہ نازل ہوتی اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ پاک ان لوگوں کا تذکرہ اپنے مقرب فرشتوں میں فرماتے ہیں۔

(مسلم ۲۶۹۹۔ ترمذی ۱۴۲۵، ۲۹۴۵۔ ابوداؤد ۴۹۴۶۔ ابن ماجہ ۲۲۵۔ احمد ۷۱۱۸، ۱۰۰۹، ۱۰۲۶۰)

حفظِ قرآن کی فضیلت ☆

یزید بن ابی حبیبؒ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: کہ جو شخص قرآن پاک حفظ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے والدین کے عذاب میں تخفیف فرمادیتے ہیں۔ خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔

(تنزیہ الشریعہ ۲/۲۹۳، ۲۹۴، وقال الشوکانی انہ موضوع)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے جو شخص قرآن پاک پڑھتا ہے گویا کہ وہ اپنے پہلوؤں میں نبوت کو سمیٹ رہا ہے۔ مگر اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی اور جس شخص نے قرآن پڑھا پھر اس نے کسی شخص کے متعلق یہ خیال کیا کہ اسے کوئی چیز اس نعمت سے بڑھ کر دی گئی ہے جو مجھے عطا ہوئی ہے تو اس نے اس چیز کی تحقیر کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں باعظمت تھی اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں حقیر تھی۔ اس کی تعظیم کی ہے۔

حافظ قرآن کے لیے مناسب نہیں کہ جاہلوں کے ساتھ جاہل بنے اور غصہ والوں کے ساتھ غصہ کرے بلکہ عفو و درگزر سے کام لے۔ (حاکم ۱/۵۵۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ حامل قرآن کو چاہئے کہ لوگ سو جائیں تو یہ اپنی رات کی قدر پہچانے۔ عام دنوں میں جب کہ لوگ روزہ نہیں رکھتے تو یہ روزہ رکھا کرے، لوگ خوشیاں منا رہے ہوں تو یہ فکر و غم کا احساس رکھے۔ لوگ ہنستے ہوں تو یہ اپنے رونے کا دھیان رکھے، لوگ مکر و حیلہ کریں تو یہ اطاعت کو اپنائے رکھے۔ حامل قرآن کو چاہئے کہ وہ رونے والا، غم والا، تحمل و سکون والا، بردبار اور نرم خو ہو اور یہ مناسب نہیں کہ وہ سنگ دل، غافل تند خو اور چیخنے والا ہو۔

دُنیا کی تین اجنبی چیزیں ☆

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں دنیا میں اجنبی ہیں۔

① قرآن ظالم کے سینے میں۔
② نیک آدمی برے لوگوں میں۔
③ قرآن پاک کا نسخہ ایسے گھر میں جہاں اس کی تلاوت نہ ہوتی ہو۔

قاری قرآن کی فضیلت ☆

محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ قرآن پاک پڑھنے والے نے گویا حضور ﷺ کی زیارت کرلی۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ﴾[الانعام: ۱۹۰]

''اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے۔ تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں۔''

ایک حدیث میں ہے کہ جنت کے درجے آیات قرآن کی تعداد کے موافق ہیں۔ چنانچہ قاری کو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ قراءت کرتے جاؤ اور درجات پر چڑھتے جاؤ۔ اگر اس کے پاس نصف قرآن ہوگا تو اسے کہا جائے گا کہ اگر تیرے پاس زیادہ ہوتا تو ہم تجھے زیادہ درجے عطا فرماتے۔ (علامہ سیوطی نے اللآلی المصنوعۃ ۲/۳۹۱ میں اسے موضوع کہا ہے)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: کہ جو شخص نماز میں کھڑا ہو کر تلاوت کرتا ہے۔ اسے ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں ملتی ہیں اور جو نماز میں بیٹھ کر قرآن پڑھتا ہے اسے ہر حرف پر پچاس نیکیاں ملتی ہیں۔ جو نماز کے بغیر پڑھتا ہے اسے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور جو شخص ثواب کی نیت سے کان لگا کر سنتا ہے اسے ہر حرف پر ایک نیکی ملتی ہے اور جو شخص تلاوت میں قرآن ختم کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ایک مقبول دُعا لازم ہو جاتی ہے خواہ جلدی (دنیا میں) ہو خواہ دیر سے (آخرت میں)۔

ایک حدیث میں ہے کہ تین آدمیوں کی تحقیر کرنے والا منافق ہی ہو سکتا ہے:

① امام عادل۔
② اسلام میں بڑھاپے کو پہنچنے والا۔
③ حامل قرآن۔

قرآن حامل قرآن کے پاس حسین شکل میں آئے گا ☆

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں قرآن سیکھنے کی ترغیب فرمائی اور اس کی فضیلت بھی ارشاد فرمائی اور حکم فرمایا کہ قرآن سیکھا کرو اور ارشاد فرمایا کہ قرآن اپنے پڑھنے والے کے پاس قیامت کو ایسے وقت میں آئے گا جب کہ وہ اس کا بہت ہی محتاج ہوگا۔ چنانچہ قرآن ایک بہت ہی حسین شکل میں اس کے پاس آ کر پوچھے گا مجھے پہچانتا ہے وہ کہے گا تو کون ہے؟ تو یہ کہے گا میں وہی ہوں جس سے تو محبت کرتا تھا۔ جس کا تو اکرام کرتا تھا اور میری ہی وجہ سے راتوں کو جاگتا تھا۔ دن کو پڑھنے کی تمنائیں رکھتا تھا۔ اس پر وہ شخص کہے گا کہ شاید تو قرآن ہے۔ پھر وہ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے آئے گا۔ بادشاہی دائیں اور جنت بائیں کر دی جائے گی۔ بادشاہی تاج اس شخص کے سر پر رکھ دیا جائے گا اور اس کے مسلمان والدین کو لباس پہنائے جائیں گے۔ جن کی قیمت دنیا سے بھی کئی گنا زیادہ ہوگی۔ وہ پوچھیں گے یہ ہمیں کیسے مل گئے جب کہ ہمارے اعمال اس لائق نہ تھے۔ جواب ملے گا تمہارے بیٹے کی بدولت جو قرآن کی تلاوت کیا کرتا تھا۔

سورۂ بقرہ اور آل عمران کی فضیلت ☆

ایک حدیث میں ہے کہ دو چمکتی ہوئی سورتیں یعنی سورۂ بقرہ اور آل عمران سیکھو کہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے پاس دو بادلوں کی شکل میں آئیں گی یا فرمایا کہ پرندوں کے دو غولوں کی شکل میں جو پر پھیلائے ہوئے اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔

(مسلم ۸۰۴۔ احمد ۲۱۱۳۶)

پھر ارشاد فرمایا کہ سورۂ بقرہ سیکھو کہ اس کا سیکھنا برکت ہے۔ چھوڑ دینا حسرت کا باعث ہے اور یہ باطل پرستوں یعنی جادوگروں کے بس میں نہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ مذکورہ فضائل و برکات ان لوگوں کے لیے ہیں جو اسے سیکھتے ہیں اور لغو کام سے بچتے ہیں۔ اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ بے رُخی نہیں کرتے اور نہ اس کو کمائی کا ذریعہ بناتے ہیں۔ (مسلم ۸۰۴۔ احمد ۲۱۱۲۶)

قرآن ختم کرنے والے کی فضیلت ☆

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں: کہ جو شخص دن کے وقت ختم قرآن کرتا ہے فرشتے شام تک اس کے لیے دُعائیں کرتے رہتے ہیں۔ اور جو شخص رات کو ختم کرتا ہے۔ فرشتے صبح تک اس کے لیے استغفار اور دُعائیں کرتے ہیں اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دن کو ختم کرنا پسند کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گرمیوں کی صبح کو ختم کرنا پسند کرتے تھے اور سردیوں میں شروع رات میں تاکہ فرشتوں کی دُعا اور استغفار زیادہ سے زیادہ حاصل ہو سکے۔

قراءِ قرآن کے مراتب ☆

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اس مؤمن کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ ترنج کی سی ہے کہ جس کی مہک بھی اچھی اور ذائقہ بھی عمدہ اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ اس کا ذائقہ تو عمدہ ہے مگر اس میں مہک نہیں ہے اور فاجر شخص جو قرآن پڑھتا ہے وہ نیاز بو جیسا ہے کہ مہک تو خوب ہے مگر ذائقہ کڑوا ہے اور وہ گنہگار شخص جو قرآن نہیں پڑھتا۔ حنظل کی طرح ہے کہ مہک سے خالی اور ذائقہ بھی بدمزہ۔ (بخاری ۵۴۲۷۔ ابن ماجہ ۲۱۴۔ احمد ۱۸۷۸۹)

آہستہ اور آواز سے تلاوت کرنے والے کی مثال ☆

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آہستہ تلاوت کرنے والا چھپا کر صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور آواز سے پڑھنے والا علانیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔ (ترمذی ۲۹۱۹۔ نسائی ۱۶۴۵۔ ابوداؤد ۱۳۳۳۔ احمد ۱۶۷۲۸)

مطلب یہ کہ آواز سے تلاوت کرنا اچھی بات ہے لیکن اگر آہستہ کرو تو اور بھی اچھا ہے۔

قرآن مجید پڑھ کر بھلا دینا ☆

حضرت ولید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ پر گناہ پیش کیے گئے۔ میں نے ان میں اس سے بڑا گناہ نہیں دیکھا کہ ایک شخص نے قرآن مجید سیکھا اور پھر بھلا دیا۔

حضرت طلق بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص قرآن سیکھے اور پھر بلا عذر اس کو بھلا دے تو ہر آیت کے عوض اس کا ایک درجہ کم ہوتا رہے گا اور قیامت کے دن کوڑھی کی شکل میں آئے گا۔ اور اس سے جھگڑا کیا جائے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ قرآن کو سیکھ کر بلاوجہ بھلا دینے والا قیامت کے دن یوں آئے گا کہ اُس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا ہوگا۔ (ابوداؤد ۱۴۷۴۔ احمد ۲۱۴۱۹۔ دارمی ۳۲۰۶)

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ قرآن سیکھ کر اسے بھلانا کسی گناہ کی نحوست کی وجہ سے ہوتا ہے پھر یہ آیت پڑھی:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾

[شوریٰ: ۳۰]

''تمہیں جو مصیبت بھی پہنچتی ہے وہ تمہارے کسی کسب اور عمل ہی کے باعث ہے

حالانکہ بہت سے گناہ تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔''
اور قرآن کو بھلانے سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوگی۔

قرآن کا حق ☆

فقیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص سال میں دو بار قرآن پاک پڑھ لے اس نے اس کا حق ادا کر دیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال جبرائیل علیہ السلام پر ایک دفعہ قرآن پڑھتے اور سناتے تھے لیکن وصال والے سال میں آپ نے ان کو دو دفعہ سنایا۔

باب: ۵۷

طلبِ علم کی فضیلت

علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ☆

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ کثیر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا اے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس مدینہ منورہ سے ایک حدیث سننے کے لیے حاضر ہوا ہوں کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ اسے بلاواسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا صرف یہی مقصد ہے، تجارت وغیرہ کوئی اور مقصد تو نہیں۔ کہنے لگا نہیں میں صرف اسی لیے آیا ہوں۔ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو شخص علم کی طلب میں ایک راستہ پر چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور فرشتے طالب علم پر خوش ہو کر اس کے سامنے اپنے پر بچھاتے ہیں اور عالم کے لیے آسمان و زمین کی کل مخلوق استغفار کرتی ہے اور مچھلیاں پانی کی تہہ میں استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام نے کوئی درہم و دینار میراث میں نہیں چھوڑا ہے بلکہ انبیاء کی میراث تو علم ہے۔ سو جس کسی نے اسے حاصل کیا اس نے بہت بڑا حصہ وصول کر لیا۔

(مسلم ۲۶۹۹۔ ترمذی ۲۶۴۶۔ ابوداؤد ۳۶۴۱۔ ابن ماجہ ۲۲۳۔ احمد ۱۱۸۷۔ دارمی ۳۴۸)

دو حریص جو سیر نہیں ہوتے ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ دو حریص کبھی سیر نہیں ہو...

ایک علم کا طالب دوسرا دنیا کا طالب اور یہ دونوں برابر نہیں۔ طالب علم تو ہر گھڑی رحمٰن کی رضامندی میں بڑھتا جارہا ہے اور دنیا کا طالب ہر لمحہ سرکشی میں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ [فاطر: ۲۸]

''کہ اللہ تعالیٰ کا خوف وخشیت تو اسکے بندوں میں صرف اہل علم کو حاصل ہوتا ہے۔''

اور پھر پڑھا:

﴿كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى﴾ [العلق: ۶،۷]

''بیشک سچ مچ (کافر) آدمی حد (آدمیت) سے نکل جاتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو اپنائے جنس سے مستغنی دیکھتا ہے۔''

علمی حلقوں کا مقام☆

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں بصرہ کی مسجد میں داخل ہوا، اسود بن سریع وعظ کہہ رہے تھے تمام اہل مسجد ان کے پاس جمع تھے اور ان کے پیچھے کی جانب ایک طرف کچھ اہل فقہ بیٹھے ہوئے۔ فقہی مذاکرات میں لگے ہوئے تھے۔ میں نے اس علمی حلقے اور مجلس وعظ کے درمیان نماز پڑھی فارغ ہو کر سوچنے لگا، کبھی کہتا کہ اسود کی مجلس میں چلا جاؤں کیا معلوم انہیں قبولیت و رحمت نصیب ہو تو مجھے بھی حصہ مل جائے۔ پھر کہتا علمی حلقہ میں بیٹھ جاؤں شاید کوئی ایسا مسئلہ سن لوں جو پہلے نہ سنا ہو اور اس پر عمل نصیب ہو جائے میں اس کشمکش میں وہاں سے چل دیا اور کسی کے پاس بھی نہ بیٹھا۔ اگلی رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مجھے کہہ رہا ہے اگر تو علمی حلقہ میں بیٹھ جاتا جہاں فقہ کا مذاکرہ ہو رہا تھا تو ان کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی بیٹھے ہوئے پاتا۔

طالب علم کا مقام☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جس کسی کو یہ پسند ہو کہ ایسے لوگوں کو دیکھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کر رکھا ہے تو وہ علم سیکھنے والوں کو دیکھ لے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے جو طالب علم کسی عالم کے دروازے پر چکر لگاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے اور ہر حرف کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھتے ہیں اور ہر قدم کے عوض اس کے لیے جنت میں ایک شہر بناتے ہیں۔ وہ زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے لیے استغفار کرتی ہے اس کی صبح وشام مغفرت کی حالت میں گذرتی ہے۔ فرشتے اس کے لیے گواہی دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے

ربانی بخشش ہے۔ (کشف الخفاء ۲/۲۹۰) قال ابن محبر فلاعن السیوطی: کذب موضوع)

علم اور ذکر ☆

ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ وہاں پر دو مجلسیں دیکھیں ایک میں اللہ کا ذکر ہو رہا تھا اور دوسرے فقہ سیکھ رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں مجلسیں خیر پر ہیں البتہ ایک دوسری سے بہتر ہے۔ یہ ذکر کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے ہیں وہ چاہے تو عطا کر دے اور چاہے تو نہ دے اور یہ لوگ مسائل سیکھتے سکھاتے ہیں اور میں بھی معلم بن کر ہی آیا ہوں لہٰذا یہ ان سے افضل ہیں (ابن ماجہ ۲۲۹۔ دارمی ۳۵۲) پھر انہی لوگوں کے پاس بیٹھ گئے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مسئلہ سیکھنا رات بھر کے قیام سے مجھے زیادہ پسند ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم ایسے زمانہ میں ہو جس میں عمل کرنا علم سے بہتر ہے پھر ایک زمانہ آئے گا جس میں علم سیکھنا عمل سے بہتر ہوگا۔

تین بہترین عمل ☆

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ روئے زمین پر تین عمل سب سے بڑھ کر ہیں:

① علم کا حاصل کرنا۔

② جہاد۔

③ کسب حلال۔

اس لیے کہ طالب علم اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ غازی اللہ تعالیٰ کا ولی ہے اور کسب حلال کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

حضرت انس بن مالک حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص غیر اللہ کے لیے علم حاصل کرتا ہے اس کے دنیا سے اُٹھ جانے سے پہلے علم اس پر غالب آئے گا۔ وہ بالآخر اللہ کے لیے ہو کر رہے گا اور جو کوئی اللہ کے لیے علم حاصل کرتا ہے وہ دن کے روزہ دار اور رات کے عبادت گزار کی مانند ہے۔ جو شخص علم کا ایک باب سیکھتا ہے اس کے لیے ابو قبیس پہاڑ کے برابر اس سونے سے بہتر ہے جسے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ (ابن ماجہ ۲۵۸۔ بالفاظ مختلفہ۔ ترمذی ۲۶۵۵)

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ☆

عبداللہ بن مبارکؒ سے کسی نے پوچھا آدمی کے لیے کب تک علم حاصل کرنا مناسب ہے۔

فرمایا جب تک اس کے لیے جہالت قبیح شمار ہو گی۔ اس وقت تک طالب علم اچھا ہی اچھا ہے۔ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارکؒ بستر مرگ پر تھے اور ایک آدمی پاس بیٹھا ہوا ان کے لیے کچھ علمی مضامین لکھ رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ اس حالت میں بھی یہ علمی مشغلہ ارشاد فرمایا ممکن ہے کوئی مفید بات ایسی مل جائے جو پہلے آج تک نہ ملی ہو۔

طالب علم کی فضیلت ☆

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ علم سیکھو کیونکہ اس کا سیکھنا نیکی ہے۔ اس کی طلب عبادت ہے۔ اس کا تکرار تسبیح کا درجہ رکھتا ہے۔ اس میں بحث و گفتگو جہاد ہے اور کسی جاہل کو اس کا سکھانا صدقہ ہے۔ اس کے اہل پر اس کو خرچ کرنا قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ سن لو علم اہل جنت کے مراتب کا راستہ ہے۔ وحشت کے وقت اُنس کا ذریعہ ہے۔ سفر میں ساتھی ہے۔ تنہائی میں ہم کلام ہے۔ خوشحالی میں رہنما ہوتا ہے۔ تنگدستی میں مددگار بنتا ہے۔ مجلس احباب میں زینت ہے۔ دشمن کے مقابلہ میں ہتھیار ہے۔ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو بلندی بخشتے ہیں کہ انہیں امور خیر کی قیادت اور امارت نصیب ہوتی ہے۔ لوگ نقش قدم پر چلتے ہیں۔ افعال میں اس کی پیروی کرتے ہیں ملائکہ ان کی دوستی کی ترغیب دیتے ہیں۔ اپنے پر ان پر پھیلاتے ہیں۔ ہر، خشک و تر چیز، سمندر کی مچھلیاں، زمین کے حشرات، جنگل کے درندے اور جانور سب ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ اس لیے کہ علم دِلوں کو جہل کی بجائے حیات بخشتا ہے۔ آنکھوں کی تاریکی میں نور بخشتا ہے بدنوں کو ضعف سے قوت دیتا ہے۔ ایک بندے کو اخیار اور ابرار لوگوں کے مقامات تک پہنچاتا ہے۔ دنیا اور آخرت کے اعلیٰ درجات پر فائز کرتا ہے۔ اس میں غور و فکر کرنا روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ اس کا مذاکرہ رات کے قیام کے برابر ہے۔ صلہ رحمی اسی سے قائم ہوتی ہے۔ حلال و حرام کی تمیز اسی سے حاصل ہوتی ہے علم امام ہے عمل اسکا تابع ہے خوش نصیب لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ بدنصیب اس سے محروم رہتے ہیں۔

طلبِ علم جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے ☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے علم میں کوئی چیز جہاد فی سبیل اللہ سے افضل نہیں۔ سوائے طلبِ علم کے کہ یہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ جو شخص علم کا ایک باب سیکھنے کے لیے گھر سے نکلتا ہے۔ فرشتے اپنے پیروں کے ساتھ اسے گھیر لیتے ہیں۔ پرندے فضاؤں میں، درندے اور جن اور جنگلوں میں اور مچھلیاں سمندروں میں اس کے لیے دُعائیں کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے بہتر صدیقین کا اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں، خوب سن لو! کہ علم کو حاصل کرو اور علم کے لیے اطمینان رکھو تحمل اور وقار سیکھو جس سے علم سیکھو اس کے سامنے تواضع اختیار کرو اور شاگردوں کے پاس بھی متواضع

ہی رہو۔ اس کے ذریعہ علماء کا مقابلہ نہ کرو۔ اور ناداتوں سے بحث نہ کرو اس کے ذریعے اُمراء کے ہاں آمد و رفت اختیار نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے بندوں پر بڑائی ظاہر نہ کرو ورنہ تم ان جابر علماء سے ہو جاؤ گے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنے اور دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیئے گئے۔ ایسا علم سیکھو جو اللہ کی عبادت میں تمہارے لیے رکاوٹ نہ بنے۔ اور عبادت یوں کرو جو طلب علم میں رکاوٹ نہ ہو کہ عبادت کا نفع بھی علم کے ساتھ ہی ہے۔ ایسے لوگوں کی طرح نہ بنو جو علم کو چھوڑ کر عبادت میں لگ گئے حتیٰ کہ جب جسم خوب لاغر ہو گئے تو تلواریں سونت کر لوگوں کے مقابل نکل کھڑے ہوئے۔ اگر علم حاصل کیا ہوتا تو علم انہیں اس سے روکتا اور علم کے بغیر عامل راستے سے ہٹے ہوئے شخص کی طرح ہے کہ وہ جس قدر بھی بھاگے گا دور ہی ہوتا جائے گا اور اسے اصلاح کی نسبت فساد کی صورتیں زیادہ پیش آتی ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ اے ابو سعید! آپ نے یہ باتیں کہاں سے حاصل کیں تو کہنے لگے میں علم کی خاطر ستر بدری صحابہؓ سے ملا ہوں اور چالیس برس وطن سے باہر سفر میں بسر کیے۔

علماء کے اُٹھ جانے سے علم اُٹھ جائے گا ☆

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے۔ لوگو! کیا بات ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے اہل علم رخصت ہو رہے ہیں اور جاہل لوگ علم حاصل نہیں کر رہے۔ علم کے اُٹھ جانے سے پہلے پہلے اسے حاصل کر لو ورنہ علماء کے اُٹھ جانے سے علم اٹھ جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ صرف علم کو قبض کر کے نہیں اٹھائیں گے بلکہ علم والے علماء اٹھتے جائیں گے۔ حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے۔ انہی سے سوالات اور مسائل میں رجوع کریں گے وہ غلط سلط باتیں بتائیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(بخاری ۱۰۰۔ مسلم ۲۶۷۳۔ ترمذی ۲۶۵۲۔ ابن ماجہ ۵۲۔ احمد ۶۲۲۲۔ دارمی ۲۴۱)

طالب علم کا مقام ☆

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو بتا دیں کہ آپ آج شام کو فوت ہو جائیں گے تو آپ اس دن کیا کام کریں گے۔ فرمایا طلب علم میں گزار دونگا۔

فقیہ ہمیشہ نماز میں ہوتا ہے ☆

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ فقیہ ہمیشہ نماز میں رہتا ہے پوچھا گیا کس طرح؟ فرمایا اس لیے کہ تم جب بھی اسے دیکھو اللہ کا ذکر اس کی زبان پر ہے کسی چیز کا حلال ہونا بیان کر رہا ہے یا کسی چیز کا حرام ہونا۔

چراغ زمانہ علماء است ☆

کہتے ہیں: کہ علماء اپنے زمانے کے چراغ ہوتے ہیں اور ہر عالم اپنے زمانہ کا چراغ ہے جس سے اس کے ہم عصر لوگ روشنی حاصل کرتے ہیں سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے میرے آقا نے تین سو درہم میں خرید کر آزاد کر دیا۔ میں سوچنے لگا کہ اب کیا مشغلہ اختیار کروں بالآخر میں نے سب پیشوں اور مشاغل پر علم کو ترجیح دی۔ ابھی کچھ عرصہ ہی ہوا تھا کہ خلیفہ وقت میری زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ میں نے اسے ملاقات کی اجازت نہیں دی۔

علم اور شرافت ☆

حضرت صالح المریؒ فرماتے ہیں: کہ میں امیر المؤمنین کے پاس گیا انہوں نے مجھے اپنی مسند پر بٹھایا میں نے کہا حسن نے سچ ہی فرمایا تھا۔ امیر المؤمنین نے پوچھا کیا؟ میں نے کہا کہ حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ علم شریف آدمی کی شرافت میں اضافہ کرتا ہے، ایک غلام کو آزاد لوگوں کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ ورنہ اگر یہ علم نہ ہوتا تو صالح مری کی کیا اوقات تھی کہ امیر المؤمنین کی مسند پر بیٹھ جاتا۔

طلب علم فرض ہے ☆

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرو اگرچہ چین تک جانا پڑے کہ علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(کشف الخفاء ۱/۱۵۴، وقال ھو ضعیف، وقال ابن حبان باطل وقال ابن الجوزی موضوع، رواہ ابن ماجہ ۲۲۴)

حضرت عون بن عبداللہؒ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابوذر غفاریؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ مگر ڈرتا ہوں کہ عمل نہیں ہو سکے گا اور علم ضائع ہو جائے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ علم کو اپنا تکیہ بنا لینا اس سے بہتر ہے کہ تو جہل کو اپنا تکیہ بنائے۔ پھر وہ شخص حضرت ابو درداءؓ کے پاس گیا اور اپنی بات دہرائی حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا کہ لوگوں کا حشر اسی حالت پر ہوگا۔ جس پر وہ مرے ہوں گے۔ عالم کو عالم اٹھایا جائے گا اور جاہل کو جاہل۔ پھر وہ شخص حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور اپنی بات پیش کی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کسی چیز کو حاصل کر کے اسے اتنا ضائع کرنے والے نہیں ہوں گے۔ جتنا کہ اس کو چھوڑنے سے۔

علم کی فضیلت ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ دین میں بصیرت حاصل کرنے سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ

بھاری ہے۔ کیونکہ ہر چیز کا ایک ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون فقہ ہے۔

(مجمع الزوائد ۱/۱۲۱۔ وقال رواہ الطبرانی وفیہ یزید بن عیاض وھو کذوب)

علم مال سے افضل ہے ☆

ایک روایت میں ہے کہ اہل بصرہ میں باہم مذاکرہ ہونے لگا۔ بعض نے کہا علم مال سے افضل ہے اور بعض نے کہا کہ مال علم سے بہتر ہے۔ بالآخر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف آدمی بھیجا گیا۔ فیصلہ کے لیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ علم افضل ہے۔ قاصد بولا اگر ان لوگوں نے دلیل مانگی تو کیا کہوں گا۔ آپ نے فرمایا کہہ دینا کہ:

① علم انبیاء علیہم السلام کی میراث اور مال فرعون کی۔

② علم تیری حفاظت کرتا ہے اور مال کی خود تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے۔

③ اللہ تعالیٰ علم کی دولت اپنے محبوب بندوں کو ہی دیتا ہے اور مال اپنے محبوب بندوں کو بھی دیتا ہے اور غیر محبوب لوگوں کو بھی۔ بلکہ جن سے محبت نہیں ہوتی انہیں مال بہت دیتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَلَوْلَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ﴾[زخرف: ۳۳]

''اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام آدمی ایک ہی طریقے پر ہو جائیں تو جو لوگ خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے لیے ان کے گھروں کی چھتیں ہم چاندی کی کر دیتے اور زینے بھی جن پر وہ چڑھا (اترا) کرتے ہیں۔

④ علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا اور مال کم ہوتا ہے۔

⑤ مالدار مر جاتا ہے تو اس کا تذکرہ بھی اس کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ عالم فوت ہو جاتا ہے تو اس کا تذکرہ باقی رہتا ہے۔

⑥ مال والا مر جاتا ہے اور صاحب علم نہیں مرتا۔

⑦ صاحب مال سے ایک ایک درہم کا سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں پر لگایا اور صاحب علم کو ایک ایک حدیث پر جنت میں درجہ ملے گا۔

آدمیوں کی تین قسمیں ☆

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ لوگ تین طرح کے ہیں: (۱) عالم ربانی اور

(۲) متعلم۔ یہ دونوں تو نجات کی راہ پر گامزن ہیں اور (۳) باقی لوگ مخلوط اور گھٹیا قسم کے ہیں جو ہر آواز کے پیچھے چل دیتے ہیں اور ہر ہوا کے رخ پر مڑ جاتے ہیں۔

علم مال سے بہتر ہے☆

علم تیری نگرانی خود کرتا ہے اور مال کی نگرانی تجھے کرنی پڑتی ہے علم استعمال سے بڑھتا ہے اور مال گھٹتا ہے۔ علماء رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں اگر چہ ان کے وجود دکھائی نہیں دیتے۔ مگر ان کی عظمت دلوں پر موجود ہوتی ہے۔ حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ عالم اور متعلم اجر و ثواب میں برابر ہیں اور اچھے لوگ تو بس یہی دو قسم کے ہیں۔ ان کے سوا جو ہیں ان میں کوئی بھلائی اور خیر نہیں۔

باب : ۵۸

علم کے موافق عمل

علماء انبیاء اور رسولوں (علیہم السلام) کے امین ہیں☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت انس بن مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ علماء بندوں کے حق میں انبیاء اور رسولوں کے امین ہیں جب تک کہ وہ امراء اور سلاطین سے میل جول پیدا نہ کریں۔ دنیا میں ان کا انہماک نہ ہو۔ اگر دنیا میں انہماک ہوا تو انہوں نے رسولوں سے خیانت کی لہٰذا ان سے علیحدگی اختیار کرو اور بچتے رہو۔

(تنزیہ الشریعہ ۱/ ۲۶۷۔ وقال فیہ متروک مجہول وکذاب، کشف الخفا ۲/ ۸۴)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ کوئی متعلم بنے بغیر عالم نہیں بن سکتا اور جب تک علم پر عمل نہ ہو عالم ہو نہیں سکتا۔ یہی حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نہ جاننے والے کے لیے ایک دفعہ ہلاکت و افسوس ہے اور جو علم پر عمل نہیں کرتا اس کے لیے سات بار ہلاکت و افسوس، اور انہی کا فرمان ہے کہ مجھے قیامت میں اس سوال کا خوف نہیں کہ اے عویمر تو نے کیا سیکھا تھا۔ بلکہ اس سوال کا خطرہ ہے کہ جو سیکھا تھا اس پر کیا عمل کیا۔

عالم باعمل اور بے عمل☆

حضرت عیسیٰ بن مریم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے علم حاصل کیا اور اس پر عمل کیا اور اس کو سکھایا آسمان کی بادشاہی میں اسے عظیم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے پوچھا کہ ارباب علم کون لوگ ہیں۔ عرض کیا جو علم پر عمل بھی کرتے ہیں پھر پوچھا کہ لوگوں کے قلوب سے علم کو ختم کرنے والی

چیز کیا ہے؟ فرمایا: حرص ولالچ۔

حضرت عیسیٰ بن مریم علیٰ نبینا وعلیہ السلام فرماتے ہیں: کہ اس اندھے کو کیا فائدہ جو چراغ اٹھائے ہوئے ہو۔ لوگ اس سے روشنی پاتے ہوں اور اس تاریک گھر کو کیا نفع جس کی چھت پر چراغ رکھا ہوا ہے۔ تمہیں اس حکمت و دانائی کے کلام کا کیا فائدہ جس پر خود عمل نہیں کرتے اور یہ بھی آپ کا ہی ارشاد ہے کہ درخت تو بہت ہوتے ہیں مگر سارے پھل دار نہیں ہوتے اور علماء بھی بہت ہوتے ہیں مگر سارے صاحب رشد و ہدایت نہیں ہوتے۔ پھل بھی بہت ہوتے ہیں مگر سارے اچھے اور عمدہ نہیں ہوتے اور علوم بھی بہت ہیں مگر سارے سودمند نہیں ہوتے۔

لوگوں کے درجات ☆

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جو لوگ اپنے علم پر عمل کرتے ہیں انہیں ایسے علوم کی توفیق ملتی ہے جو ان کے علوم میں نہیں ہوتے۔

حضرت سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں: کہ تمام لوگ مردہ ہیں سوائے اہل علم کے اور علماء مدہوش ہیں سوائے عمل کرنے والوں کے اور عمل کرنے والے فریب خوردہ ہیں سوائے مخلصین کے اور مخلصین بھی خطرہ میں ہیں۔

عالم کی ہم نشینی اختیار کرنے سے پانچ چیزوں میں غور کریں ☆

ایک حدیث میں ہے کہ ہر عالم کے پاس نہ بیٹھا کرو۔ سوائے اس عالم کے جو تمہیں پانچ چیزوں سے پانچ چیزوں کی طرف بلائے:

① شک سے یقین کی طرف۔
② تکبر سے تواضع کی طرف۔
③ دشمنی سے ہمدردی کی طرف۔
④ ریا سے اخلاص کی طرف۔
⑤ طمع سے زہد کی طرف۔

(تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ/۲۵۷ وقال انہ غیر مرفوع' یعظ بہ احد الزھاد فالناس یھموا فیہ ورفعوہ)

علم بغیر تین چیزوں کے نافع نہیں ☆

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب کوئی عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتا تو جاہل لوگ اس سے علم سیکھنا پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ عالم جب عمل نہیں کرے گا تو اس کا علم نہ تو اس کی ذات کو نفع دیتا ہے نہ کسی اور کو اگرچہ اس نے علم کے بوجھ لاد رکھے ہوں۔ ہم نے سنا ہے کہ بنی

اسرائیل میں ایک آدمی نے اسّی صندوق علم کے جمع کیے۔ اللہ تعالیٰ نے وقت کے نبی کو وحی بھیجی کہ اگر اتنے ہی علم اور جمع کر لے پھر بھی کچھ نفع نہ ہوگا جب تک ان تین باتوں پر عمل نہ کرے:

① دنیا سے محبت نہ کر اس لیے کہ یہ اہل ایمان کا گھر نہیں ہے۔

② شیطان کا ساتھی نہ بن کہ وہ مومنوں کا ساتھی نہیں ہے۔

③ اہل ایمان کو تکلیف نہ پہنچا کہ یہ مؤمن کا شیوہ نہیں۔

عامل اور بے عامل کا فرق ☆

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جہالت لوگوں کے لیے کوئی اچھی بات نہیں۔ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے وہ بڑے علماء میں سے ہے۔ جو عمل نہیں کرتا وہ جاہل ہے اور فرمایا کہ یہ مقولہ عام مشہور تھا۔ جاہل کے ستر ایسے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے کہ عالم کا ان میں سے ایک بھی معاف نہ ہوگا۔

تین قابل تعجب لوگ ☆

ایک روایت میں ہے کہ فرشتے تین لوگوں سے تعجب کرتے ہیں:

① اس فاسق عالم سے جو لوگوں کو ایسے علوم بتاتا ہے جن پر خود عمل نہیں کرتا۔

② اس گنہگار کی قبر سے جسے خوب چونا کیا جاتا ہے۔

③ فاسق و فاجر شخص کے جنازہ پر منقش چادروں سے۔

قیامت کے دن حسرت ☆

کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن تین آدمیوں کو ہوگی:

① ایک اس آقا کو جس کا نیک غلام تو جنت میں جائے گا اور وہ خود دوزخ میں۔

② اس شخص کو جو مال جمع کرتا رہا اور اسے فرض حقوق میں خرچ نہ کرتا تھا۔ یونہی مر گیا اسکے وارثوں نے اسی مال کو اللہ کی اطاعت میں لگایا اور نجات پائی اور یہ جمع کرنے والا دوزخ میں گیا۔

③ وہ عالم سوء جو لوگوں کو حدیثیں سناتا رہا۔ وہ ان پر عمل کر کے نجات پا گئے اور خود بدعملی کی وجہ سے دوزخی ہوا۔

لوگ علماء سے ایک درجہ میں کم ہیں ☆

ایک آدمی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ فقہاء یوں کہتے ہیں آپ فرمانے لگے تو نے کبھی کوئی فقیہ دیکھا بھی ہے۔ فقیہ اسے کہتے ہیں جو دنیا کا لالچی نہ ہو آخرت کی طرف راغب ہو۔ اپنے گناہوں پر نظر رکھتا ہو۔ اپنے رب کی عبادت کی پابندی کرتا ہو۔

ایک مشہور مقولہ ہے کہ جب علماء حضرات حلال مال جمع کرنے میں مشغول ہو جائیں گے تو عام لوگ مشتبہ مال کھانے لگیں گے اور جب اہل علم مشتبہ مال کھائیں گے تو عام لوگ حرام کھانے لگیں گے۔ جب علماء حرام کھانے لگیں گے تو لوگ کافر ہو جائیں گے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء جب حلال جمع کریں گے تو لوگ بھی ان کی پیروی میں جمع کرنے لگیں گے۔ مگر پورا علم نہ ہونے کی وجہ سے مشتبہ مال سے نہ بچ سکیں گے اور جب علماء حرام سے بچنے پر اکتفا کر کے مشتبہ مال کھانے لگیں گے تو جاہل لوگ ان کی اقتداء کریں گے مگر مشتبہ اور حرام میں تمیز نہ کر سکیں گے۔ لہٰذا حرام میں مبتلا ہوں گے۔ جب علماء خود حرام کھانے میں مبتلا ہوں گے اور جاہل لوگ ان کے پیچھے لگیں گے اور اسے حلال و جائز بھی سمجھیں گے تو اس وجہ سے کافر ہو جائیں گے۔ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن جاہل لوگ علماء کا دامن پکڑ کر کہیں گے کہ تم تو عالم تھے ہماری رہنمائی کیوں نہ کی اور ہماری روک ٹوک کیوں نہ کی جس کی وجہ سے آج ہم اس مصیبت میں گرفتار ہوئے ہیں۔

بدترین لوگ ☆

حضور ﷺ سے کسی نے پوچھا بدترین لوگ کون ہیں فرمایا ''عالم لوگ جب کہ وہ بگڑ جائیں۔'' اور مشہور ہے کہ عالم بگڑتا ہے تو اس کے بگڑنے سے ایک جہان بگڑ جاتا ہے۔

حدیثوں کی زکوٰۃ ☆

حضرت بشر بن حارث محدثین حضرات کو کہا کرتے تھے کہ ان حدیثوں کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ پوچھا گیا کہ ان کی زکوٰۃ کو کیسے ادا کیا کریں فرمایا کم از کم ہر دو سو حدیثوں میں سے پانچ حدیثوں پر عمل کر لیا کرو۔

کسی دانا نے کیا خوب کہا ☆

اس زمانہ میں علم حاصل کرنا تہمت ہے اور کان لگا کر سننا دلی سکون ہے اور اس کی گفتگو خواہش نفس ہے اور اس پر عمل کرنا نفسی میلان ہے۔

حصول علم میں چار باتوں سے گریز ضروری ہے ☆

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص چار باتوں کے لیے علم حاصل کرتا ہے وہ دوزخ میں جائے گا۔

① علم حاصل کرے علماء سے بحث کرنے کے لیے۔

② اس کے ذریعہ (فقط) نادانوں سے بحث کرے۔

③ اس کی وجہ سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔

④ یا اس کے ذریعہ امراء سے مال بٹورے اور عزت حاصل کرے۔

(ترمذی ۲۶۵۴۔ ابن ماجہ ۲۵۳۔ دارمی ۳۶۹، ۳۷۵)

درجات علم ☆

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ علم کا اول درجہ خاموشی ہے اور دوسرا کان لگا کر سننا۔ تیسرا درجہ اسے محفوظ کرنا۔ چوتھا اس پر عمل کرنا پانچواں اسے پھیلانا اور عام کرنا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عالم بنو یا متعلم بنو یا علم سننے والے بنو اگر ان تین باتوں میں سے کچھ نہ کیا تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

علماء تین طرح کے ہیں ☆

کہتے ہیں کہ علماء تین طرح کے ہیں:

① عالم باللہ اور عالم بامر اللہ۔

② عالم باللہ جو عالم بامر اللہ نہ ہو۔

③ عالم بامر اللہ ہو لیکن عالم باللہ نہ ہو۔

عالم باللہ و بامر اللہ تو وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہے اور اس کے حدود و فرائض کا علم اسے حاصل ہے۔

عالم باللہ جو عالم بامر اللہ نہیں وہ ہے جو خشیت خداوندی تو رکھتا ہے مگر حدود و فرائض کا عالم نہیں۔

عالم بامر اللہ جو عالم باللہ نہیں وہ ہے جو حدود و فرائض سے تو واقف ہے مگر خوف و خشیت خداوندی اسے حاصل نہیں۔

عالم کے دس اوصاف ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ عالم میں دس چیزیں ہونی چاہئیں: (۱) اخلاص و خشیت۔ (۲) ہمدردی۔ (۳) شفقت۔ (۴) تحمل، صبر (۵) حلم۔ (۶) تواضع۔ (۷) لوگوں کے مال سے بے رخی۔ (۸) مطالعہ کتب پر دوام۔ (۹) دربان وغیرہ کا نہ ہونا۔ (۱۰) اس کا دروازہ ہر بڑے چھوٹے کے لیے کھلا ہو۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان ان کے پہرہ پر سختی کرنے کی وجہ سے ہوا تھا۔

دس ناپسندیدہ چیزیں ☆

ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ دس چیزیں دس قسم کے لوگوں میں قبیح اور ناپسند ہیں:

① تیزی بادشاہ میں۔
② بخل غنی میں۔
③ طمع علماء میں۔
④ حرص فقراء میں۔
⑤ حیا کی کمی شرفاء میں۔
⑥ جوانی کے طور طریقے بوڑھوں میں۔
⑦ مردوں کا عورتوں کی مشابہت کرنا۔
⑧ عورتوں کا مردوں کی مشابہت کرنا۔
⑨ زاہد لوگوں کا اہل دنیا کے دروازوں پر آنا۔
⑩ عبادت میں جہالت کا ہونا۔

دنیا کی حرص کا علم میں نقصان☆

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جب کوئی عالم دنیا کی حرص اور رغبت رکھتا ہے تو اس کی ہم نشینی جاہل میں جہالت کا اور گنہگار میں گناہ کا اضافہ کرتی ہے۔ قلب مؤمن میں سختی پیدا کرتی ہے۔

دانا کا مقولہ☆

کسی دانا کا قول ہے کہ حکماء کا کلام نادانوں کے لیے ایک کھیل ہوتا ہے۔ نادانوں کا کلام داناؤں کے لیے باعث عبرت ہوتا ہے۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نادان لوگ جب حکماء اور دانا لوگوں کا کلام سنتے ہیں اور اس کی قباحتیں محسوس کرتے ہیں تو عبرت پکڑتے ہیں اور ایسے کلام سے بچتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نادان کا کام زیادہ سے زیادہ سن لینا ہے اور اہل علم کا اہم مقصد آگے روایت کرنا ہے اور زاہد لوگوں کی کوشش اس میں غور و فکر کے اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔ (وباللہ التوفیق)

باب: ۵۹

علمی مجالس کی فضیلت

آدابِ مجلس☆

فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ابو واقد اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے

ہیں: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ تین آدمی حاضر ہوئے ایک نے تو حلقہ میں تھوڑی سی جگہ دیکھی وہاں بیٹھ گیا۔ دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا۔ تیسرا واپس لوٹ گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو سے فارغ ہوئے تو فرمایا میں تمہیں ان تینوں کا حال بتاتا ہوں۔ پہلے نے تو اللہ کی طرف جگہ پکڑی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جگہ دے دی۔ دوسرے نے اللہ تعالیٰ سے حیاء کی تاکہ لوگوں کو ایذا نہ دے اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے حیا والا معاملہ فرمایا اور تیسرے نے منہ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمایا۔ (بخاری ۶۶، ۴۷۴۔ مسلم ۲۱۷۶۔ ترمذی ۲۷۲۴۔ مالک ۵۱۵)

ذکر کی مجلس کی فضیلت ☆

شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے بیٹے جب تو دیکھے کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے بیٹھے ہیں تو تو ان کے پاس بیٹھ جا۔ اگر تو عالم ہوگا تو تیرا علم تجھے نفع دے گا اگر جاہل ہوگا تو وہ لوگ تجھے کچھ سکھا دیں گے۔ ممکن ہے کہ اللہ پاک ان پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائیں تو تجھے بھی حصہ مل جائے اور جب ایسے لوگوں کو دیکھے جو ذکر اللہ میں مصروف نہیں ہیں تو ان کے پاس مت بیٹھ کیونکہ اگر تو عالم ہوگا تو تیرا علم تجھے نفع نہ دے گا۔ اگر جاہل ہوگا تو اور زیادہ سرکشی بڑھے گی اور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف ناراضگی کی نظر فرمائیں تو ان کے ساتھ تو بھی مبتلا ہو جائے۔

ذاکرین کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا ☆

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک نقل کرتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر چلتے پھرتے رہتے ہیں جب کوئی ایسی مجلس دیکھتے ہیں جہاں اللہ پاک کا ذکر ہو رہا ہو تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آجاؤ تمہارا مطلوب یہاں ہے تو سبھی آ جاتے ہیں اور ان لوگوں کا احاطہ کر لیتے ہیں۔ جب آسمان کی طرف جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ باوجود سب کچھ جاننے کے ان سے پوچھتے ہیں کہ میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ تیری حمد و ثناء اور تیرا ذکر کرتے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے وہ لوگ کس چیز کے طالب ہیں۔ عرض کرتے ہیں جنت کے۔ ارشاد ہوتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر وہ دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ عرض کرتے ہیں کہ دیکھ لیں تو اور بھی زیادہ طلب کریں اور حرص کریں۔ پھر باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں تو ارشاد ہوتا ہے کہ اگر دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ عرض کرتے ہیں کہ پھر تو اس سے اور بھی ڈرنے اور بھاگنے لگیں۔ اس پر اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا

ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ فلاں گنہگار شخص تو ان کے پاس محض اپنی کسی ضرورت کے لیے آیا تھا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا کوئی بھی محروم نہیں۔ (ترمذی ۳۶۰۰۔ احمد ۱۷۱۱)

نیک اور بد ہم نشیں ☆

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: کہ نیک ہم نشین کی مثال کستوری والے کی سی ہے کہ جو مشک نہ دے تو خوشبو تو آ ہی جاتی ہے۔ اور برے ساتھی کی مثال بھٹی والے کی سی ہے کہ اس کے پاس بیٹھ کر اگر کپڑے نہ بھی جلیں تو دھواں تو پہنچ ہی جاتا ہے۔

(بخاری ۵۰۲۰، ۵۰۵۹، ۷۵۵۰۔ مسلم ۷۹۷۔ ترمذی ۲۸۶۵۔ ابوداؤد ۴۸۲۹۔ نسائی ۴۹۵۲۔

ابن ماجہ ۲۱۴۔ احمد ۸۷۲۸۔ دارمی ۳۲۲۹)

نیک و بد مجلس کا ثمرہ ☆

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے دو کلمے لکھ کر عرش کے نیچے رکھے۔ فرشتوں کو بھی اس کا علم نہیں ہے اور میں جانتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا ابو اسحاق وہ کلمے کیا ہیں؟ فرمایا ایک تو یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تمام صلحاء والے نیک عمل کرے مگر اس کی مجلس برے لوگوں کے ساتھ ہو تو میں اس کے تمام اعمال کو گناہ قرار دوں گا اور اس کا حشر بدکار لوگوں کے ساتھ کروں گا۔ اور دوسرا کلمہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص برے لوگوں والے اعمال کرے مگر اسے صلحاء اور ابرار کی صحبت میسر ہو اور ان کے ساتھ محبت کرے تو میں اس کی برائیوں کو نیکیاں شمار کر لوں گا اور قیامت کے دن نیک لوگوں کے ساتھ اس کا حشر کروں گا۔

علماء کی صحبت میں بیٹھنے کے اعزازات ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ کہا جاتا ہے کہ جو شخص کسی عالم کی مجلس میں حاضر ہو وہاں بیٹھے مگر علم کی کوئی بات یاد نہ کر سکے تو اس کو سات اعزاز ملتے ہیں:

① متعلمین کا درجہ ملتا ہے۔
② جب تک وہاں بیٹھا رہتا ہے گناہوں سے بچا رہتا ہے۔
③ جب اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اس پر رحمت نازل ہوتی ہے۔
④ جب آ کر بیٹھتا ہے تو مجلس پر نازل ہونے والی رحمت اسے بھی ملتی ہے۔
⑤ جب تک کان لگا کر سنتا ہے اس کے لیے نیکی لکھی جاتی ہے۔
⑥ فرشتے خوش ہو کر اہل مجلس کو اپنے پروں میں چھپاتے ہیں اور یہ بھی انہیں میں ہوتا ہے۔

⑦ ہر قدم جو اٹھاتا اور رکھتا ہے اس کے گناہوں کے لیے کفارہ بنتا ہے، درجات کی بلندی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ چھ اور اعزاز بخشتے ہیں:

① علماء کی مجلس کی محبت اسے نصیب ہوتی ہے۔
② جو لوگ بھی ان کی اتباع کریں گے۔ ان کے اجر کی مثل ان کو بھی اجر ملے گا۔ اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔
③ اہل مجلس میں سے اگر کسی ایک کی بھی بخشش ہوگئی تو وہ دوسروں کی سفارش کرے گا۔
④ اس شخص کا دل فساق کی مجلس سے کھٹا ہو جائے گا۔
⑤ متعلمین اور صلحاء کی راہ میں داخل ہو جائے گا۔
⑥ اللہ کے حکم کو پورا کرنے والا بنے گا۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

﴿كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ﴾ [آل عمران: ۷۹]

''تم لوگ اللہ والے بن جاؤ بوجہ اس کے کہ تم کتاب سکھاتے ہو۔''

مراد علماء و فقہاء ہیں۔ یہ اعزاز تو اس کے لیے ہے جو اس مجلس میں کچھ بھی یاد نہ کر سکا۔ اور جو شخص کچھ یاد بھی کر لے تو اس کو کئی گنا زیادہ ملے گا۔

دُنیا کی جنت ☆

کسی دانا کا قول ہے کہ دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کی ایک جنت ہے جو اس میں چلا گیا۔ بس پھر اس کے مزے ہیں پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے کہا ذکر کی مجلس۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک نیک مجلس کسی مؤمن کے لیے بیس لاکھ بری مجلسوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ (احیاء علوم الدین ۱/۲۹۶ لم اجد لہ اسنادا)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ ایک آدمی گھر سے نکلتا ہے تو اس کے اوپر تہامہ وادی کے پہاڑوں کے برابر گناہ ہوتے ہیں پھر جب وہ کوئی علم کی کوئی بات سن لیتا ہے اور خدا کا خوف محسوس کرتا ہے۔ گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو اس حال میں گھر لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ لہٰذا کبھی بھی علماء کی مجلس سے الگ نہ رہو کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کی مجلس سے زیادہ کوئی قطعہ بھی روئے زمین پر شرافت والا نہیں بنایا۔

آدمی کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ اسے محبت ہوگی ☆

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے: کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور

پوچھنے لگا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے۔ عرض کیا فرائض کے علاوہ کوئی نماز اور روزے تو میرے پاس نہیں ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت ضرور ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ اسے محبت ہوگی اور تو ان کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ تجھے محبت ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ اس ارشاد پر مسلمانوں کو جو خوشی ہوئی ایسی خوشی میں نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ (بخاری ۳۶۸۸، ۶۱۶۷، ۶۱۷۱، ۷۱۵۳۔ مسلم ۲۶۳۹۔ ترمذی ۲۳۸۵، ۲۵۳۶۔ ابوداؤد ۵۱۲۶۔ احمد ۱۱۷۵۔ دارمی ۲۶۶۸)

چار باتیں ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ تین باتیں تو میں اپنے یقین سے کہتا ہوں:

① اللہ تعالیٰ دنیا میں جس شخص کی نگہداشت فرماتے ہیں قیامت میں اسے کسی کے سپرد نہ فرمائیں گے۔

② جسے اسلام میں کچھ حصہ ملا ہے وہ اس جیسا کبھی نہ ہوگا جسے کچھ بھی حصہ نہ ملا۔

③ اور آدمی قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہوگی۔

④ چوتھی بات پر تو میں اگر قسم بھی کھالوں تو بری نکلوں گا وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کی دنیا میں پردہ پوشی فرماتے ہیں۔ آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

حضور ﷺ کی میراث ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ بازار تشریف لے گئے اور لوگوں سے فرمانے لگے تم یہاں مشغول ہو اور مسجد میں حضور ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے۔ لوگ بازار چھوڑ کر مسجد کی طرف چلے گئے۔ واپس آکر کہنے لگے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ہم نے تو وہاں کوئی میراث تقسیم ہوتے نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا آخر کیا دیکھا وہ بولے کہ کچھ لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن پاک کی تلاوت میں لگے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ حضور ﷺ کی میراث تو یہی ہے۔

علم سکھانے کی فضیلت ☆

حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اگر میں صبح صبح کچھ لوگوں سے ملوں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے متعلق مجھ سے کچھ پوچھیں اور اسی طرح کے کچھ سوال میں ان سے کروں۔ تو میرے نزدیک یہ اللہ کی راہ میں سو مجاہدوں کو سواریاں دینے سے بہتر ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی جماعت اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھتی ہے تو آسمان سے

ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اٹھ جاؤ میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔تم سب کی مغفرت کر دی ہے اور زمین والوں کی کوئی جماعت بھی جب ذکر کے لیے بیٹھتی ہے تو فرشتوں کی جماعت بھی ان کے ساتھ بیٹھتی ہے۔(امام احمد ۱۲۰۰۰)

شقیق زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میری مجلس سے اٹھنے والے تین طرح کے لوگ ہیں: (۱) خالص کافر (۲) خالص منافق (۳) خالص مؤمن۔فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں قرآن پاک کی تفسیر بیان کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی بات نقل کرتا ہوں۔تو جو شخص میری تصدیق نہیں کرتا وہ کافر ہے اور جو سن کر تنگ دل ہوتا ہے وہ خالص منافق ہے۔اور جو سن کر اپنے کئے پر نادم ہوتا ہے آئندہ کے لیے توبہ کر لیتا ہے وہ مخلص مؤمن ہے۔

آٹھ قسم کے لوگوں کی صحبت کا نتیجہ ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جو شخص آٹھ قسم کے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس میں آٹھ چیزوں کا اضافہ فرماتے ہیں:

① جو اغنیاء کے پاس بیٹھتا ہے اس میں دنیا کی محبت اور حرص بڑھا دیتے ہیں۔
② جو فقراء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں شکر اور اپنی تقسیم پر رضامندی کا اضافہ فرما دیتے ہیں۔
③ جو سلطان کے پاس بیٹھتا ہے اس میں تکبر اور سنگ دلی بڑھتی ہے۔
④ جو عورتوں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں جہالت، شہوت اور عورتوں کی عقل کی طرف میلان ہوتا ہے۔
⑤ اور جو نابالغ لڑکوں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں غفلت اور مزاح بڑھتا ہے۔
⑥ اور جو فاسق لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے اس میں گناہوں پر دلیری و جرأت اور توبہ کرنے میں سستی بڑھتی ہے۔
⑦ اور جو صلحاء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں نیکیوں کی رغبت اور حرام سے پرہیز بڑھاتے ہیں۔
⑧ اور جو علماء کے پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں علم اور تقویٰ کا اضافہ فرماتے ہیں۔

تین طرح کی نیند اور تین طرح کی ہنسی ☆

کہتے ہیں کہ تین طرح کی نیند اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور تین طرح کی ہنسی اللہ تعالیٰ کو مبغوض ہے:

① مجلس ذکر میں سونا
② نماز فجر کے بعد اور نماز عشا سے پہلے سونا
③ فرض نماز میں سونا۔

تین طرح کی مبغوض ہنسی:

① جنازہ کے پیچھے۔
② مجلس ذکر میں۔
③ قبرستان میں۔

چار مصیبتیں ☆

ابو یحیٰی وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مصائب چار ہیں:

① تکبیر اولیٰ کا فوت ہونا۔
② مجلس ذکر کا فوت ہونا۔
③ دشمن کے مقابلہ کا فوت ہونا۔
④ وقوف عرفات کا فوت ہونا یعنی جب کہ حج کے لیے نکلا ہو کہ اس سے حج فوت ہو جاتا ہے۔

علماء اور فساق کی مجلس ☆

کہتے ہیں کہ اہل علم کی مجلس دین کی اصلاح اور بدن کی زینت ہے۔ اور فساق کی مجلس دین کا فساد اور بدن کے لیے باعث عیب ہے۔

عبادت ☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عالم کے چہرہ پر نظر ڈالنا عبادت ہے۔ کعبہ پر نظر ڈالنا عبادت ہے۔ قرآن پر نظر ڈالنا عبادت ہے۔ (المقاصد الحسنۃ ۱۲۵۱)

عالم دین کی زیارت ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر علم کی مجلس میں عالم کی زیارت کے سوا اور کوئی بھی نفع نہ ہو تو بھی ہر عقل مند کو لازم تھا کہ اس کی حرص کرتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کو اپنے قائم مقام فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی عالم کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی اور جس نے کسی عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور جو کسی عالم کے پاس بیٹھا گویا وہ میرا ہم نشین بنا اور جو شخص دنیا میں میرے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت میں اسے میرے ساتھ بٹھائیں گے۔

(حدیث موضوع کما ذکرہ صاحب تنزیہ الشریعہ ۱/۲۷۲)

علماء کی مثال ستاروں کی سی ہے ☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ علماء کی مثال ستاروں کی سی ہے کہ جب چمکتے ہیں

تو لوگ ان سے راہ پاتے ہیں اور جب چھپ جاتے ہیں تو لوگ حیران و پریشان رہ جاتے ہیں۔ عالم کی موت اسلام کا ایک ایسا رخنہ ہے جس کی اصلاح قیامت تک ممکن نہیں۔

باب : ٦٠

شکر کا بیان

شکر کی فضیلت ☆

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ بن مالک نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے از حد خوش ہوتے ہیں جو کھانا کھائے اور پانی پیئے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ (مسلم ۲۷۳۴۔ ترمذی ۱۸۱۶۔ احمد ۱۱۵۳۵۔ ۱۱۷۲۴)

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ اوّلین و آخرین کو جمع فرمائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا جسے تمام مخلوق سنے گی۔ ''آج اس مجمع میں معلوم ہو جائے گا کہ عزت والے لوگ کون ہیں؟ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے۔'' اس پر کچھ لوگ اٹھیں گے جو تھوڑے سے ہوں گے وہ پھر آواز لگائے گا کہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جنہیں خرید و فروخت اور تجارت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی۔ پھر تھوڑے سے لوگ اور کھڑے ہو جائیں گے۔ وہ پھر آواز لگائے گا وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جو خوشحالی ہو یا تنگدستی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کہتے اور شکر کیا کرتے تھے۔ اس پر بھی کچھ تھوڑے سے لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ اس کے بعد باقی لوگوں کا حساب شروع ہو جائے گا۔

انعام کو انعام جان کر شکر ادا کرنا ہی اصل شکر ہے ☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں درخواست کی اے اللہ آپ نے آدم علیہ السلام پر کیا کیا احسانات فرمائے ان کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ ان میں اپنی روح پھونکی، جنت میں ٹھکانہ دیا اور حکم دے کر فرشتوں سے سجدہ کرایا ان انعامات پر وہ شکر کریں بھی تو کیا ادا ہو سکے گا۔ ارشاد ہوا اے موسیٰؑ، آدمؑ پر جو انعامات ہوئے تھے اس نے یہ سب جان کر میری حمد و ثناء کہی بس یہی ان سب انعامات کا شکر تھا۔

بھلائی کی چیزیں ☆

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چار چیزیں جس کو عطا ہو گئیں۔ اسے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں نصیب ہو گئیں:

① اللہ کا ذکر کرنے والی زبان۔
② شکر کرنے والا دل۔
③ صبر کرنے والا بدن۔
④ ایمان دار نیک بیوی۔ (کتب ستہ میں یہ روایت موجود نہیں البتہ اس سے مختلف روایت ترمذی ۳۰۹۴ میں ہے)

حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا☆

کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی اے اللہ میں آپ سے چار چیزوں کا سوال کرتا ہوں۔ چار چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں:

① ذکر والی زبان مانگتا ہوں۔
② شکر والا دل۔
③ صبر کرنے والا بدن۔
④ اور ایسی بیوی جو دنیا اور آخرت میں میری مددگار بنے۔
① ایسی اولاد سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو مجھ پر حکومت کرے۔
② ایسی بیوی سے جو مجھے قبل از وقت بوڑھا کردے۔
③ ایسے مال سے جو مجھ پر وبال بنے۔
④ ایسے پڑوسی سے جو میری نیکی دیکھ کر چھپائے اور برائی کا چرچا کرتا پھرے۔

عافیت کیا ہے☆

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ اہل مجلس سے سوال کیا کہ تم لوگ عافیت کسے سمجھتے ہو۔ ہر کسی نے کچھ نہ کچھ جواب دیا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے لیے چار چیزیں عافیت کی ہیں۔

① وہ گھر جس میں وہ سر چھپائے ہوئے ہے۔
② سامان زندگی جو کفایت کرسکے۔
③ ایسی بیوی جو اسے راضی رکھے۔
④ ایک وہ شخص کہ جسے ہم نہیں جانتے اسے تکلیف دیں۔ مراد اس سے بادشاہ اور حاکم ہے کیونکہ وہ خود خلیفہ تھے۔

دو نعمتیں ☆

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر دو نعمتیں میسر آ جائیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کہو اور شکر کرو:

① تو بادشاہ کے دروازے پر جانے سے محفوظ رہے۔

② طبیب کے پاس جانے سے محفوظ رہے۔

حضرت بکر بن عبداللہ مزنیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص ایمان کی دولت کے ساتھ ساتھ عافیت رکھتا ہے تو اس کے پاس دنیا اور آخرت کی نعمتوں کی سردار نعمتیں جمع ہیں۔ کیونکہ دنیا کی نعمتوں کی سردار عافیت ہے۔ آخرت کی نعمتوں کی سردار نعمت اسلام ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ مبارک ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ بہت سے لوگ (انہیں ضائع کر کے) ان میں خسارہ اٹھاتے ہیں ایک فراغت، دوسرے تندرستی۔ (بخاری ۶۴۱۲۔ ترمذی ۲۳۰۴۔ ابن ماجہ ۴۱۷۰۔ احمد ۳۸۔۳)

ایک تابعیؒ فرماتے ہیں کہ جس کسی پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کی کثرت ہو اسے اللہ پاک کی حمد وثناء بکثرت کرتے رہنا چاہئے اور جس شخص پر غم وافکار کا ہجوم ہو اسے استغفار کثرت سے کرنا چاہئے اور جس پر فقر مسلط ہو اسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بکثرت پڑھنا چاہئے۔

کھانے کا کمال ☆

ایک حدیث شریف میں ہے کہ کھانے میں چار چیزوں سے کمال آتا ہے: (۱) حلال ہو۔ (۲) کھاتے وقت اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ (۳) کئی ساتھی مل کر کھا رہے ہوں۔ (۴) کھا چکنے کے بعد اللہ کی حمد کہی گئی ہو۔

حضرت حسنؓ نبی کریم کا یہ مبارک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے پر چھوٹی یا بڑی نعمت کا انعام فرماتے ہیں اور وہ بندہ اس پر الحمدللہ کہتا ہے تو اس سے اعلیٰ نعمت عطا ہوتی ہے۔

مسلمان کے لیے خیر ہی خیر ہے ☆

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ مجھے مؤمن کے حال پر تعجب ہوتا ہے کہ اس کا ہر حال خیر ہی خیر ہے۔ اسے کوئی بھلائی میسر آتی ہے اور اس پر شکر کرتا ہے تو اس کے لیے خیر ہے۔ اگر کوئی تکلیف یا آفت پہنچتی ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو وہ بھی اس کے لیے خیر ہے۔

(مسلم ۲۹۹۹۔ احمد ۱۸۱۷۵۔ دارمی ۲۷۵۸)

حضرت مکحولؒ سے کسی نے ﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ﴾ [التکاثر: ۸] ''پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا'' کے بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا ٹھنڈا پانی، مکانوں کے سائے، پیٹ بھرنے کی مقدار کھانا، بدن کا اعتدال، نیند کی لذت۔ یہ سب نعمتیں ہیں جن کی نسبت سوال ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ☆

منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن اپنے اصحاب کی طرف تشریف لے گئے۔ اُونی کرتا اُونی چادر اونی کپڑے سر کے بال اور مونچھیں صاف، بھوک سے چہرہ کا رنگ بدلا ہوا پیاس سے ہونٹ سوکھے ہوئے سینے اور بازوؤں کے بال بڑھے ہوئے اور گریہ طاری تھا۔ السلام علیکم کے بعد فرمانے لگے میں ہی وہ شخص ہوں جس نے اللہ کے حکم سے دنیا کو اس کے مقام پر رکھا اس میں کوئی عجب یا فخر کی بات نہیں۔

اے بنی اسرائیل! تم دنیا کو ذلیل سمجھو گے تو یہ ذلیل ہو کر تمہارے پاس آئے گی۔ تم اسے بے وقعت بناؤ کہ تمہاری آخرت پُر وقار بنے اور آخرت کو ذلیل نہ سمجھو کہ اس سے دنیا کی وقعت تمہارے دل میں آئے گی۔ دنیا کوئی فضیلت وکرامت کی مستحق نہیں جو ہر روز کسی نہ کسی فتنہ اور خسارے کی طرف بلاتی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اگر تم میرے ساتھی اور بھائی ہو۔ تو دنیا کے ساتھ بغض، عداوت کو اپنی عادت بنالو۔ ورنہ تم میرے ساتھی نہیں۔

اے بنی اسرائیل! مساجد کو اپنے گھر اور قبروں کو اپنی منزل سمجھو اور مہمانوں کی طرح رہو۔ کیا تم فضا کے پرندوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کھیتی باڑی نہیں کرتے۔ آسمان والا خدا انہیں رزق پہنچاتا ہے۔ اے بنی اسرائیل جو کی روٹی اور سبزیاں کھایا کرو۔ یقین جانو کہ تم اس کا بھی شکر ادا نہیں کر رہے ہو تو اس سے بھی بڑھ کر نعمتوں کا شکر تو کیسے ادا ہوگا۔

جنتی لوگ ☆

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ جنت میں سب سے پہلے وہ لوگ جائیں گے۔ جو تنگ حالی اور خوشحالی میں اللہ پاک کی حمد وثناء کیا کرتے تھے۔

حمد وثنا عبادت اولین وآخرین است ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حمد وشکر اولین اور آخرین کی عبادت ہے۔ ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کی عبادت ہے۔ اہل زمین اور اہل جنت کی عبادت ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی عبادت تو اس

طرح ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب چھینک آئی تو الحمدللہ کہا حضرت نوح علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے ان کے مومن ساتھیوں سمیت نجات بخشی اور دوسروں کو غرق کردیا۔ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اُس کی حمد کہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَکَ عَلَی الْفُلْکِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ [المؤمنون: ۲۸]

''جب تم اور تمہارے رفقاء کشتی پر سوار ہو جاؤ تو یوں کہنا شکر ہے خدا کا جس نے ہم کو کافر لوگوں سے (یعنی ان کے افعال اور تکالیف سے) نجات دی۔''

حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علی نبینا وعلیہما السلام نے بھی فرمایا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ﴾ [ابراھیم: ۳۹]

''تمام حمد وثناء خدا کے لیے (سزاوار) ہے جس نے مجھ کو بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق دیئے حقیقت میں میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے۔''

حضرت داؤد اور سلیمان علی نبینا وعلیہما السلام بھی فرماتے ہیں:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾

[النمل: ۱۵]

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے سزاوار ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی۔''

اور اہل جنت چھ مواقع پر اللہ تعالیٰ کی حمد کہیں گے۔ ایک اس وقت جب

﴿وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾ [یٰسین: ۵۹]

''کہ اے مجرمو! الگ ہو جاؤ۔''

کا اعلان ہوگا اور وہ مجرم لوگوں سے الگ ہو جائیں گے۔ تو یہ کہیں گے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ [فاطر: ۳۴]

''کہ حمد وثناء اس ذات کے لیے ہے جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے رہائی دلائی۔''

دوسرے پل صراط سے جب گذر جائیں گے تو کہیں گے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾[فاطر: ۳۴]

''اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے رنج وغم دور کیا بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور بڑا اقدر دان ہے۔''

تیسرے جب آبِ حیات سے غسل کر کے جنت کی طرف نگاہ کریں گے تو کہیں گے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ﴾

[اعراف:۴۳]

''اللہ کا لاکھ لاکھ احسان اور شکر ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ دیتے۔''

چوتھے جب جنت میں داخل ہوں گے تو کہیں گے:

''اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس سرزمین کا مالک بنایا۔''

پانچویں جب اپنی اپنی قیام گاہوں میں قرار پکڑیں گے تو کہیں گے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ [فاطر: ۳۵]

''اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ہم سے رنج وغم دور کیا اور بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور بڑا اقدر دان ہے۔ جس نے اپنے فضل سے ہم کو ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اتارا۔''

اور چھٹے جب کھا پی کر فارغ ہوں گے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾[فاتحہ: ۱] کہیں گے۔

چار نعمتیں ☆

کسی حکیم کا قول ہے کہ میں چار نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہتا ہوں:

① اللہ تعالیٰ نے ہزاروں قسم کی مخلوق بنائی اور میں نے دیکھا کہ ان سب میں بنی آدم اشرف المخلوق ہے اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے انہی میں بنایا ہے۔

② میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت بخشی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے

مردوں میں پیدا فرمایا۔

(۳) دیکھتا ہوں کہ اسلام تمام دینوں میں سے افضل اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ مجھے بھی اللہ پاک نے مسلمان بنایا ہے۔

(۴) میں دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ کی امت سب امتوں میں افضل ہے اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے اسی امت میں پیدا فرمایا۔

مخلوق کی اقسام اور اہلسنّت ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ مبارک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی چار قسمیں بنائیں: (۱) ملائکہ (۲) جن (۳) انسان (۴) شیاطین۔ پھر ان کے دس حصے کیے۔ نو حصے ملائکہ کے اور ایک حصہ انسان، جن اور شیاطین کا۔

بعض یوں کہتے ہیں کہ مخلوق کے دس اجزاء میں سے نو حصے شیاطین اور جنوں کے ہیں اور ایک انسانوں کا۔ پھر انسانوں کی ایک سو پچیس قسمیں بنائیں۔ ان میں سے ایک سو تو یاجوج، ماجوج، سالوج، مالوق وغیرہ ہیں جو سبھی کفار اور جہنمی ہیں۔ باقی پچیس میں سے بارہ روم، خزر، سقلاب وغیرہ اور چھ مغرب میں زط، حبش، زنج وغیرہ اور چھ مشرق میں ترک، خاقان اور تغز، خلیج، کیماک اور یمک۔ یہ سب بھی جہنمی ہیں سوائے ان کے جو ایمان لے آئیں اور ایک سو پچیس قسم کے لوگوں میں سے صرف ایک قسم مسلمان کی جہنم سے باقی رہی لہٰذا مومن کو اس انعام عظیم کی قدردانی اور اللہ تعالیٰ کا شکر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق میں سے اس کا انتخاب فرمایا اور مؤمنین کی قسم میں سے بنایا۔ پھر مسلمانوں کی تہتر شاخیں بنائیں جن میں سے بہتر شاخیں اپنی مختلف خواہشات و آراء کی وجہ سے گمراہ ہوگئیں۔ صرف ایک شاخ سنت کے طریق پر قائم رہی۔

شکر کی قسمیں ☆

کہتے ہیں کہ شکر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک عام دوسرا خاص، عام تو یہ ہے کہ زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور دل سے معرفت اور اعضاء سے عظمت کا اظہار کرے، زبان اور باقی اعضاء کو ناجائز امور سے محفوظ رکھے۔

محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شکر عمل کا نام ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا﴾ [سبا: ۱۳]

''اے داؤد کے خاندان والو! تم سب شکریہ میں نیک کام کیا کرو جن سے ادائے

شکر ہو جائے۔''

شاکر اور صابر کون ☆

عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس شخص میں دو خصلتیں ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شاکر اور صابر لکھا جاتا ہے:

① دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر کے لوگوں کو دیکھے اور انکی پیروی کی کوشش کرے۔

② یہ کہ دنیا کے معاملہ میں اپنے سے کم درجہ والوں کو دیکھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے۔ (ترمذی ۲۵۱۲۔ وقال حدیث حسن غریب)

شکر کا کمال کیا ہے ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شکر تین چیزوں سے کمال کو پہنچتا ہے:

① جب کوئی نعمت عطا ہو تو معطی کا تصور کر کے اس کی حمد و ثناء کرے۔

② جو عطا ہو اس پر راضی رہے۔

③ جب تک اس نعمت کا نفع حاصل ہے اور اسکی قوت جسم میں ہے تو منعم کی نافرمانی نہ کرے۔

اللہ کے برگزیدہ بندے ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ برگزیدہ بندے ہیں کہ کسی نیکی کی توفیق ہوتی ہے تو خوش ہوتے ہیں۔ کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں کوئی نعمت میسر آتی ہے تو شکر کرتے ہیں کسی آفت میں مبتلا ہوتے ہیں تو صبر کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیان کردہ چار خصلتیں ☆

محمد بن کعب قرظیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام سواری پر سوار ہونے لگے تو کچھ لوگ حاضر ہو کر کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول! آپ کو یہ ایک ایسا انعام ملا ہے جو آپ سے پہلے کس کو نہیں ملا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام فرمانے لگے جس شخص کو چار خصلتیں میسر آ گئیں۔ اسے آل داؤد کی دنیا ملی ہے بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

① خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کا خوف و خشیت۔

② فقر ہو یا غنا ہر حال میں میانہ روی۔

③ ناراضگی ہو یا رضا ہر حال میں عدل و انصاف کرنا۔

④ خوشحالی ہو یا تنگ حالی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا۔

اچھا آدمی☆

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کون سا شخص اچھا ہے۔فرمایا مٹی کا جسم جو عذاب سے محفوظ ہو اور ثواب کا منتظر ہو۔

باب : ٦١

کمائی کی فضیلت

کسبِ حلال کا مقصد☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشادِ پاک نقل کرتے ہیں کہ جو شخص حلال کمائی اس لیے کرتا ہے کہ سوال کرنے سے بچے۔اہل وعیال کے لیے کچھ حاصل کرے اور پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے۔وہ قیامت میں یوں اٹھے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔جو شخص حلال کمائی بکثرت مال جمع کرنے کے لیے دوسروں پر فخر اور بڑائی کے لیے کرتا ہے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوں گے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا ذریعہ معاش☆

کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام گھر سے اجنبی بن کر نکلتے اور جو شخص بھی ملتا اس سے اپنے متعلق سوال کرتے۔ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام بشکل آدمی انہیں ملے۔آپ نے حسب معمول ان سے پوچھا کہ اے نوجوان تو داؤد کے متعلق کیا کہتا ہے۔وہ بولے آدمی تو بہت اچھا ہے مگر اس میں ایک عادت ہے پوچھا وہ کیا۔کہا کہ مسلمانوں کے بیت المال سے کھاتا ہے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں جو اپنے ہاتھ کی مشقت سے کھاتا ہو آپ روتے ہوئے محراب میں آ گئے اور گڑگڑا کر دعا مانگنے لگے اے اللہ مجھے کوئی کام سکھا دے کہ میں اپنے ہاتھ سے کیا کروں اور مسلمانوں کے بیت المال سے مستغنی ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زرہ بنانے کا عمل سکھایا اور لوہے کو آپ کے ہاتھ میں موم کر دیا جیسے گندھا ہوا نرم آٹا اور آپ جب امورِ مملکت اور گھر کی ضروریات سے فارغ ہوتے تو زرہیں بنایا کرتے اور انہیں بیچ کر اپنی اور اہل وعیال کی بسر اوقات کیا کرتے۔قرآن پاک میں اسی قصہ کا ذکر ہے۔

﴿وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ﴾ [السبا: ۱۰]

''اور ان کے لیے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا۔''

﴿وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ﴾ [الانبیاء: ۸۰]

''اور ہم نے تمہارے لیے ان کو ایک طرح کا لباس بنانا بھی سکھا دیا تا کہ تم کو لڑائی کے ضرر سے بچائے۔''

عافیت اور عبادت ☆

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عافیت کے دس حصے ہیں۔ نو حصے خاموشی میں ہیں اور ایک حصہ لوگوں سے الگ رہنے میں اور عبادت کے دس اجزاء ہیں نو حصے کسب معاش میں اور ایک خالص عبادت میں۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتے ہیں اور جو بچنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچا لیتے ہیں اور جو غنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دیتے ہیں۔ کوئی شخص رسی لے کر وادی کی طرف نکل جائے اور لکڑیاں لا کر بازار میں ایک مد کھجور کے عوض بیچ دے یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے کہ وہ اسے کچھ دیں یا روک دیں۔ (ترمذی ۲۳۲۵۔ احمد ۱۵۸۴)

انبیاء علیہم السلام کے معاش کے ذرائع ☆

آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ کپڑے کا کاروبار اختیار کرو کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام منبر پر خطبہ دیتے تو ہاتھ میں کھجور کے پتے ہوتے تھے۔ جس سے زنبیل وغیرہ بناتے تھے۔ جب بنا لیتے تو کسی آدمی کو دے کر بھیجتے کہ اسے فروخت کرآؤ۔

کسب کے حکم کی وجہ ☆

حضرت شقیق بن ابراہیمؒ آیت قرآنی ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ﴾ [البقرہ: ۲۷] کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اگر اللہ پاک بندوں کو کسب کے بغیر ہی رزق عطا فرما

دیتے تو یہ فرصت پا کر باہم فسادات کرتے۔ چنانچہ انہیں کسب میں مشغول فرمایا تاکہ فساد کے لیے فارغ نہ ہوں۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس شخص میں کوئی بھلائی اور خیر نہیں جو حلال مال جمع نہ کرے کہ اس کا حق بھی ادا کرتا رہے اور عزت نفس کی حفاظت بھی کرے۔

ارشاداتِ فاروقی رضی اللہ عنہ ☆

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: غریب اور نادار لوگو! اپنا سر اٹھاؤ اور تجارت میں راستہ واضح ہے۔ لوگوں پر بوجھ نہ بنو حضرت ابو صالح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خادم فرماتے ہیں کہ آپ ہمیں فرمایا کرتے تھے کہ کاروبار میں تین آدمی باہم اشتراک کر لیا کرو۔ ایک مال ادا کرے دوسرا بیچا کرے اور تیسرا فی سبیل اللہ جہاد پر جایا کرے۔ عوام بن حوشب کہتے ہیں کہ ابو صالح نے یہ بات مجھے اس وقت سنائی جب کہ میں نے اسے سرحد کی ایک چوکی پر دیکھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ ہم تین حصہ دار ہیں اور میں اپنی باری پر جہاد میں آیا ہوا ہوں۔

عبداللہ بن مبارک کا مقولہ ☆

عبداللہ بن مبارک کا مقولہ ہے کہ جو شخص بازار کو چھوڑ بیٹھتا ہے اس کی جوانمردی جاتی رہتی ہے اور وہ عزت نفس کھو بیٹھتا ہے۔

ابراہیم بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ بازار کی آمد و رفت باقی رکھو کہ اس سے عزت نفس قائم رہتی ہے۔

پودا لگانا صدقہ ہے ☆

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص کوئی پودا لگائے یا کھیتی بوئے جس سے کوئی انسان کھائے یا کوئی جانور یا کوئی پرندہ یہ سب اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔ (احمد ۱۴۶۶۸۔ مسلم ۱۵۵۲۔ بالفاظ مختلفہ)

حضرت انس بن مالک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر قیامت قائم ہو جائے اور کسی شخص کے ہاتھ میں ایک پودا ہو۔ جسے وہ اٹھنے سے پہلے زمین میں لگا سکتا ہے تو اسے لگا کر ہی اٹھنا چاہیے۔ (احمد ۱۲۵۱۲)

کسبِ معاش کے لیے کوئی مشغلہ اختیار کرو ☆

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ کبھی عیب جو نہ بنو، چاپلوس

نہ کرو۔ ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور مردوں کی طرح بے کار نہ پڑے رہو کہ کسب معاش کے لیے کچھ بھی مشغلہ نہ بناؤ۔

فی سبیل اللہ اعمال کون سے ہیں؟

ابوالمخارق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ایک مجلس میں تھے کہ ایک طاقت ور نوجوان دیہاتی پاس سے گزرا، حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دیکھ کر کہنے لگے کیا ہی اچھا ہوا اگر اس کی جوانی اور توانائی اللہ کی راہ میں لگے اور یہ کس قدر اجر عظیم پائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کی خدمت میں اور ان کے تعاون میں مصروف ہے تو فی سبیل اللہ ہی شمار ہوگا۔ ایسے ہی اگر اپنی نابالغ اولاد کے لیے کسب میں لگا ہوا ہے تو بھی فی سبیل اللہ ہی ہے اور اگر اپنے لیے کسب کرتا ہے کہ لوگوں کا محتاج نہ بنے تو بھی فی سبیل اللہ ہے اور اگر یہ سب محض شہرت اور ریا کے لیے ہیں تو راہ شیطان میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے عیالدار مومن کو پسند فرماتے ہیں جو کسب معاش کرتا ہے لیکن ایسے تندرست آدمی کو پسند نہیں کرتے جو بے کار رہتا ہے۔ نہ دنیا کا کوئی کام اور نہ آخرت کا کوئی عمل کرتا ہے۔

مجاہد فی سبیل اللہ ☆

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس بازار میں تشریف لے جاتے اور اہل و عیال کے لیے ضروریات خرید کر لاتے۔ کسی نے عرض کیا تو ارشاد فرمایا مجھے جرائیل علیہ السلام نے بتلایا ہے کہ جو شخص اپنے اہل و عیال کے لیے کام کاج کرتا ہے تاکہ وہ لوگوں کے محتاج نہ رہیں تو یہ شخص مجاہد فی سبیل اللہ شمار ہوگا۔

(قال عنہ العراقی فی تخریج الاحیاء ۲/۱۹۲ اسنادہ ضعیف)

گداگری اور کسب ☆

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کسی ضرورت کے لیے آپ ﷺ سے سوال کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ ایک ٹاٹ ہے جس کا کچھ حصہ پھٹ چکا ہے۔ اور ہم اس پر بیٹھتے ہیں سوتے وقت اسی کا کچھ حصہ نیچے بچھاتے اور باقی اوپر اوڑھ لیتے ہیں۔ ایک پیالہ ہے جو ہمارے کھانے پینے اور نہانے کے استعمال میں آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

وہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آ۔ اس نے دونوں چیزیں خدمت اقدس میں حاضر کر دیں۔ آپ ﷺ نے ہاتھ مبارک میں پکڑتے ہوئے فرمایا ان دونوں چیزوں کا کون خریدار ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میں ایک درہم میں دونوں لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے دو دفعہ آواز لگائی کہ ایک درہم سے زائد میں کون لیتا ہے؟ ایک اور شخص نے کہا کہ میں دو درہم میں لیتا ہوں آپؐ نے دونوں چیزیں اس کے حوالہ کر دیں اور دو درہم لے کر اس شخص کے سپرد کر کے فرمایا ان میں سے ایک درہم کا کھانا وغیرہ لے کر گھر پہنچاؤ اور دوسرے درہم کا کلہاڑا خرید کر میرے پاس لاؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کلہاڑے میں لکڑی کا دستہ ڈالا اور ارشاد فرمایا کہ جاؤ لکڑیاں لا کر بیچا کرو۔ اور پندرہ دن تک میرے پاس نہ آنا۔ صحابی چلا گیا۔ اس اثناء میں اس نے دس درہم کمائے کچھ غلہ وغیرہ اور کپڑوں پر لگا دیے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا یہ تیرے لیے اس سے بہتر نہیں کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ چہرہ پر گداگری کا ایک سیاہ داغ لگا ہوا ہو۔ جو دوزخ کی آگ کے سوا صاف ہی نہ ہو سکتا ہو۔ (ابوداؤد ۱۶۴۱۔ ابن ماجہ ۳۱۹۸)

کسی دانا نے کیا خوب کہا!

عقل مند کو کسی ایسے شہر میں پڑاؤ نہیں کرنا چاہیے جہاں پانچ چیزیں نہ ہوں:

① با اختیار بادشاہ۔

② عادل قاضی۔

③ کامیاب بازار۔

④ جاری رہنے والی نہر۔

⑤ دانا طبیب۔

بہترین کمائی ☆

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ بہترین کمائی کونسی ہے؟ فرمایا دنیا کی بہترین کمائی تو یہ ہے کہ کسب حلال اس قدر ہو کہ ضروریات پوری ہوتی رہیں جس سے عبادت میں دلجمعی حاصل ہو۔ کچھ بچ جائے تو قیامت کے دن کا توشہ بنا لے اور آخرت کی بہترین کمائی وہ علم ہے جس پر عمل بھی ہو۔ اور اس کی اشاعت بھی کرتا ہو اور وہ اعمال صالح جو آخرت کیلئے تیار کرے اور وہ سنت حسنہ جسے زندہ کر جائے۔

بدترین کمائی ☆

پھر سوال ہوا کہ بدترین کمائی کون سی ہے۔ فرمایا دنیا کی بدترین کمائی تو وہ حرام مال ہے جسے

جمع کر کے معصیت پر لگایا گیا ہو یا اللہ تعالیٰ کے نافرمان لوگوں کے لیے چھوڑ گیا۔ اور آخرت کی بدترین کمائی از راہِ حسد حق کا انکار اور معصیت پر اصرار ہے اور نیز ظلم و سرکشی کی وجہ سے کسی برائی کی بنیاد ڈالی جائے۔

باب : ٦٢

کمائی کی آفت اور حرام سے پرہیز

فاجر تاجر☆

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو میں اس بات پر قسم کھالوں کہ تاجر فاجر ہوتا ہے۔ (یہ روایت نہ مل سکی۔ جب کہ ترمذی کی روایت ۱۲۰۹ اس کے مخالف پائی: ((التاجر الصدوق الامین مع النبیین و الصدیقین و الشہداء)) وقال ابن الجوزی انہ موضوع ۲/۱۴۷،۱۴۸)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حیرانی ہوتی ہے ایسے تاجر پر جو دن میں قسمیں کھاتا رہتا ہے، رات کو حساب کتاب کرتا رہتا ہے۔ وہ کیسے چھٹکارا پائے گا۔ (تنزیہ الشریعہ ۲/۱۹۷ بالفاظ مختلفہ)

دین و دُنیا کے چار طبقات☆

نصیر بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل علم کا مقولہ ہے کہ دین و دنیا کا نظام چار طبقوں سے قائم ہے: (۱) علماء سے (۲) حکام سے (۳) مجاہدین سے (۴) اور اہل کسب سے۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک زاہد کو اس مقولہ کی تشریح کرتے ہوئے سنا کہ امراء و احکام تو محافظ ہیں۔ مخلوق کی نگہبانی کرتے ہیں اور علماء حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں جو لوگوں کی رہنمائی آخرت کی طرف کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کے پیشوا ہوتے ہیں اور مجاہدین زمین پر اللہ تعالیٰ کے سپاہی ہیں جو کفار کا قلع قمع کرتے اور مسلمانوں کے لیے امن و امان قائم کرتے ہیں اور اہل کسب مخلوق کی بھلائی کے لیے اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔ پھر فرمایا نگہبان یعنی امراء اور علماء کی لوگ پیروی کرتے ہیں اور غازی لوگ جب فخر اور عجب میں مبتلا ہوں گے اور لالچ لے کر نکلیں گے تو دشمن پر کامیابی کیسے ہوگی۔ اہل کسب جب لوگوں سے خیانت کرنے لگیں گے تو لوگ ان پر کیسے اعتماد کریں گے۔

کسی دانا نے کیا خوب کہا☆

تاجر میں تین باتیں نہ ہوں تو وہ دونوں جہانوں میں محتاج ہوتا ہے:

(۱) ایسی زبان جو جھوٹ سے، فضول گوئی سے اور قسموں سے پاک ہو۔

(۲) ایسا دِل جو کھوٹ سے، خیانت اور حسد سے پاک ہو۔

(۳) ایسا نفس جو جمعہ اور جماعت کا خیال رکھتا ہو موقع ملے تو علم کی طلب میں لگتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ماسوا پر ترجیح دیتا ہو۔

تاجر کو احکام اسلامی سے واقف ہونا چاہئے☆

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا تاجر جو مسائل سے واقف نہ ہو سود میں غرق ہوتا ہے، پھر اس میں ڈوبتا ہے اور پھر ڈوبتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ مسائل سے واقف نہیں انہیں ہمارے بازاروں میں تجارت کرنے کی اجازت نہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان بازار والوں کے ظاہر سے فریب نہ کھانا ان کے کپڑوں کے نیچے بھیڑیے پوشیدہ ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ اغنیاء کے پڑوسیوں، بازار کے قاریوں اور درباری علماء سے بچ کر رہو۔

محمد بن شمال رحمۃ اللہ بازار میں تشریف لائے اور فرمانے لگے: اے بازار والو! تمہارا بازار خسارے کا ہے اور تمہاری بیع فاسد ہے، تمہارا ہمسایہ حاسد ہے اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔

کمیاب ترین چیز☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کسب حلال کا درہم خرچ کرنے سے اور ایسے مسلمان بھائی سے جس کے پاس سکون میسر آسکے اور ایسے شخص سے جو سنت کا پابند ہو بڑھ کر کوئی اور چیز کمیاب نہیں۔ اور یہ مزید کمیاب ہوتے جائیں گے۔ اگر ہمیں کسب حلال کا ایک درہم بھی میسر آجائے تو بیمار صحت یاب ہو جائیں۔

محشر کے چار سوال☆

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ ہر بندہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا۔ جب تک اس سے چار سوال نہ کرلیے جائیں وہاں سے ہل نہ سکے گا:

(۱) جسم کی توانائی کہاں خرچ کی۔

(۲) عمر کن کاموں میں لگائی۔

۳ اپنے علم پر کیا کچھ عمل کیا۔

۴ مال کیسے کیسے کمایا تھا اور کہاں کہاں لگایا۔ (اس پر شاہد حدیث ابن مسعود ہے۔ ترمذی ۲۴۱۶)

مؤمن اور منافق کی دُنیا ☆

کسی دانا کا قول ہے کہ منافق جو دنیا جمع کرتا ہے پوری حرص کے ساتھ، اور شک کی وجہ سے خرچ نہیں کرتا، اگر کبھی کرتا ہے تو ریاکاری کے ساتھ۔ بصیرت والا مؤمن ڈرتے ڈرتے دنیا لیتا ہے، پاس رکھتا ہے تو شکرانہ کے طور پر اور خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے۔

طاعت کی چابی ☆

یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ طاعت اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جس کی کنجی دعا ہے اور اس کے دندانے لقمہ حلال ہے۔

ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس شخص پر تعجب ہے جو بیماری کے ڈر سے حلال چیز سے تو پرہیز کرتا ہے مگر آگ یعنی دوزخ کے ڈر سے حرام سے نہیں بچتا۔

رزقِ حلال حاصل کرو ☆

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اے لوگو! تمہارا کوئی شخص جب تک اپنا رزق پورا پورا حاصل نہ کرے ہرگز نہیں مرے گا۔ لہٰذا رزق میں ڈھیل نہ سمجھو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور تلاش رزق میں اچھا طریق اختیار کرو جو حلال ہے اسے قبول کرو اور حرام سے بچو۔ (ابن ماجہ ۲۱۴۴)

کسب کے لحاظ سے لوگوں کی اقسام ☆

ایک دانا کا قول ہے کہ کسب کے لحاظ سے لوگ کئی قسم کے ہیں:

۱ وہ لوگ جو رزق کو اللہ کی عطا اور اپنی محنت سے سمجھتے ہیں۔ یہ مشرک ہیں۔

۲ بعض وہ ہیں جو رزق کو منجانب اللہ جانتے ہیں مگر ان کو پورا یقین نہیں کہ وہ انہیں دے گا بھی یا نہیں، یہ لوگ منافق اور شک رکھنے والے ہیں۔

۳ کچھ ایسے لوگ ہیں جو رزق کو اللہ کی عطا یقین کرتے ہیں مگر اس کا حق ادا نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں، یہ فاسق ہیں۔

۴ بعض رزق کو اللہ تعالیٰ کی عطا اور کسب کو ذریعہ سمجھتے ہیں اس کا حق ادا کرتے ہیں اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ یہ لوگ مخلص مؤمن ہیں۔

جس کی غذا حرام ہو جنت اس پر حرام ہے ☆

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام روزانہ اپنی کمائی سے کھانے کا سامان لے کر آتا وہ خود تو کھالیتا مگر آپ اس وقت تک نہ کھاتے جب تک تسلی نہ کر لیتے کہ کہاں سے کمایا اور کس طرح کمایا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ غلام کھانا لایا مگر آپ نے خلافِ معمول بغیر دریافت فرمائے ایک لقمہ اٹھا کر کھالیا تو غلام کہنے لگا آپ ہمیشہ مجھ سے پوچھا کرتے تھے۔ مگر آج کیا ہوا (کہ دریافت نہیں فرمایا) ارشاد فرمایا بھوک کی وجہ سے ایسا ہوگیا مگر اب تو ضرور بتاؤ کہ کہاں سے کما کر لائے ہو؟ وہ بولا میں نے جاہلیت کے زمانے میں کچھ لوگوں پر دم کیا تھا۔ انہوں نے مجھے کچھ دینے کا وعدہ کر رکھا تھا آج میں نے ان کے ہاں شادی کی تقریب دیکھ کر انہیں وعدہ یاد دلایا جس پر یہ کھانا مجھے ملا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے لگے اور قے کرنے کی کوشش کی۔ بہت کوشش کی اور مشقت اٹھائی کہ کسی طرح سے وہ لقمہ پیٹ سے نکل جائے مگر بھوکے پیٹ میں ایک لقمہ کی کیا قے ہوتی تکلیف کرتے کرتے چہرہ کا رنگ سیاہ ہو جاتا مگر قے نہ ہو سکی حتیٰ کہ بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ پیالہ پانی کا پیو تو شاید کامیابی ہو سکے۔ چنانچہ ایک مشکیزہ پانی کا لایا گیا جسے پی پی کر تے پر قے کرتے رہے حتیٰ کہ وہ لقمہ باہر نکال ہی دیا لوگوں نے کہا کیا اس ایک لقمے کے لیے اتنی مشقت اٹھائی ہے ارشاد فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو ہر ایسے جسم پر حرام کر دیا ہے جس کی غذا حرام ہو۔

کسبِ حلال کے لیے پانچ ہدایات ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص اپنی کمائی پاکیزہ بنانا چاہتا ہے اسے چاہیے پانچ چیزوں کا لحاظ کرے:

① کمائی میں لگ کر اللہ تعالیٰ کے کسی فرض میں تاخیر نہ کرے، نہ اس میں کوئی نقص پیدا ہونے دے۔

② اس کی خاطر مخلوق خدا میں سے کسی کو ایذا نہ دے۔

③ کمائی سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی کفالت مقصود ہو۔ مال کی کثرت اور خزانے بنانا مطلوب نہ ہو۔

④ اپنے آپ کو ہمت سے بڑھ کر مشقت میں نہ ڈالے۔

⑤ رزق کو منجانب اللہ سمجھے اور کسب کو محض ایک ذریعہ یقین کرے۔

ناجائز مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں قبول نہیں ہوتا ☆

آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ جو شخص گناہ کے طریق سے مال کماتا ہے اور پھر اسے صدقہ کرتا ہے یا صلہ رحمی میں لگاتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو یہ سب کچھ جمع کر کے آگ میں ڈال دیا جاتا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی آدمی کا حج وعمرہ، جہاد اور صدقہ، غلام آزاد کرنا یا مال خرچ کرنا قبول نہیں فرماتے جو سود کے مال سے ہو یا رشوت سے یا خیانت سے یا مال غنیمت یا کسی دوسرے مال کی چوری سے ہو۔ پھر فرمایا پانچ قسم کی خرابیوں سے پانچ قسم کے اعمال باطل ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بندہ جو بھی حرام مال کماتا ہے۔ اسے صدقہ کرے تو اجر نہیں ملتا۔ خرچ کرے تو برکت نہیں ہوتی۔ میراث میں چھوڑ جائے تو دوزخ کے لیے زادِ راہ بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں بلکہ بھلائی سے مٹاتے ہیں۔

بابرکت مال، بدترین تاجر، بہترین کمائی ☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد پاک ہے: کہ بابرکت مال تو باہر سے لانے والے تاجر کا ہے۔ بدترین تاجر وہ لوگ ہیں جو تمہارے ساتھ رہتے ہیں پھر خرید و فروخت میں تم سے جھگڑتے ہیں اور تم ان سے جھگڑتے ہو وہ تم سے قسمیں لیتے ہیں اور تم ان سے، اور آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ بہترین کمائی کون سی ہے۔ ارشاد فرمایا جو آدمی اپنے ہاتھ سے کرے اور ہر وہ بیع جو خیانت سے اور ہر قسم کے شبہ سے پاک ہو۔ (احمد ۱۵۲۷۶، ۱۶۶۲۸)

فوائد ☆ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا تھا کہ سچا تاجر قیامت کے دن عرش کے سایہ تلے ہوگا۔

باب : ٦٣

کھانا کھلانے اور حسن اخلاق کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وصیت ☆

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عطیہ عوفی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا اے عطیہ میری وصیت کو خوب یاد رکھنا میرا خیال ہے کہ اس سفر کے بعد تجھے میری رفاقت کبھی نصیب نہ ہوگی۔ حضرت محمد ﷺ کی آل اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت رکھو۔ ان کے ساتھ محبت رکھنے والوں سے بھی محبت رکھو۔ اگرچہ وہ لوگ روزہ دار اور شب بیدار ہی کیوں نہ ہوں اور محتاجوں کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو عام پھیلاؤ اور رات کو اُٹھ کر نماز پڑھا کرو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو خلیل اسی لیے بنایا تھا کہ وہ بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے، سلام پھیلاتے تھے اور رات کو نماز پڑھا کرتے جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوتے تھے۔

جنت کی راہ ☆

غیران بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں آ کر کہنے لگا کہ یہ مہاجرین اور انصار لوگ کہتے ہیں کہ ہم کسی راہ پر نہیں، فرمایا کیوں نہیں، جب تو نماز قائم کرے زکوٰۃ دیتا رہے، رمضان کے روزے رکھے، بیت اللہ شریف کا حج کرے، مہمان کی مہمانی کرتے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔

مہمان کا اکرام ☆

حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، ایک دن رات اسے پر تکلف کھانا دے۔ مہمانی تین دن تک ہوتی ہے اس سے زائد صدقہ ہے۔ (بخاری ۶۰۱۸ ذاد اللفظ قریبا منہ ۶۰۱۹، ۶۱۳۵، مسلم ۴۸۔ ترمذی ۱۹۶۷۔ ابوداؤد ۳۷۴۸۔ ابن ماجہ ۳۶۷۵۸۹۔ احمد ۱۱۳۰۱، ۱۵۷۷۹۔ ۲۵۹۰۸۔ مالک ۱۴۵۴۔ دارمی ۱۹۴۸)

مہمان نوازی ☆

عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام جب کھانا کھانے لگتے اور کوئی ساتھ کھانے والا نہ ہوتا تو ایک یا دو میل تک اس کی تلاش میں نکل جاتے تھے کہ کوئی ساتھ کھانے والا مل جائے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا لقب ابوالضیفان (مہمانوں کا باپ) مشہور تھا۔ ان کے مکان کے چار دروازے تھے اور وہ دیکھتے رہتے تھے کہ کس دروازے سے کوئی آنے والا آتا ہے۔

اطعام مساکین کی فضیلت ☆

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یا دو صاع طعام پر اپنے احباب کو جمع کر لینا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ بازار سے غلام خرید کر آزاد کروں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب کھانا تیار کرواتے اور کوئی بارعب آدمی پاس سے گذرتا تو گزرنے دیتے لیکن اگر کوئی مسکین ہوتا تو بلا لیتے اور فرمایا کرتے کہ تم جو چاہتے ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہو اور جو نہیں کھانا چاہتے انہیں دعوت دیتے ہو۔

جنت اور دوزخ میں لے جانے والی چیزیں ☆

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سے کسی نے سوال کیا کہ وہ کیا چیز ہے جس سے لوگ بکثرت جنت میں جائیں گے ارشاد فرمایا اللہ کا تقویٰ اور حسن خلق۔ پھر پوچھا گیا وہ کیا چیز ہے جس سے لوگ بکثرت دوزخ میں جائیں گے؟ ارشاد ہوا بدخلقی اور دو اندر کی چیزیں یعنی منہ اور شرمگاہ۔ (ابن ماجہ ۴۲۴۶۔ احمد ۷۶۶۲، ۸۷۳۴، ۹۳۱۹)

بستیوں کی آبادکاری اور درازیٔ عمر کے اسباب ☆

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اچھے اخلاق اور اچھا پڑوس اور صلہ رحمی بستیوں کو آباد کرتی اور عمروں کو لمبا کرتی ہیں اگرچہ لوگ گنہگار ہی ہوں۔

افضل اور دانا مؤمن ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی عبدالرحمن، ابن مسعود، معاذ بن جبل، حذیفہ، ابوسعید خدری اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہم دس آدمی رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک انصاری نوجوان حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام عرض کر کے بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا کہ مؤمنین میں سے افضل کون ہے؟ ارشاد ہوا جو اخلاق میں اچھا ہے۔ پھر اس نے عرض کیا کہ اہل ایمان میں سے زیادہ سمجھدار کون ہے؟ ارشاد ہوا جو موت کو سب سے زیادہ یاد رکھتا ہے اور پہلے ہی سے اس کے لیے سب سے زیادہ تیاری کرتا ہے۔ ایسے لوگ دانا اور سمجھدار ہیں۔ نوجوان خاموش ہو گیا۔

پانچ چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگو ☆

پھر آنحضرت ﷺ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے مہاجرین وانصار پانچ چیزوں میں مبتلا ہونے سے اللہ کی پناہ مانگو۔

① جب کسی قوم میں بے حیائی علانیہ ہونے لگے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیلتی ہیں جو پہلے کبھی نہ تھیں۔

② اور جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگتے ہیں تو قحط میں اور بادشاہ کے ظلم وستم اور کئی طرح کی سختیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

③ جب لوگ زکوٰۃ روک لیتے ہیں تو ان سے آسمان کی بارش روک لی جاتی ہے اگر چوپائے وغیرہ دیگر مخلوق نہ ہوتی تو کبھی بارش نہ برستی۔

④ جب لوگ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے عہد کو توڑتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ غیر اقوام کے دشمن مسلط کر دیتے ہیں۔

⑤ جب حکام کتاب اللہ کے احکام چھوڑ بیٹھتے ہیں تو ان میں باہم اختلاف اور لڑائی ڈال دی جاتی ہے۔ (ابن ماجہ ۴۰۱۹۔ حاکم ۴/۵۴۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تم تمام لوگوں کو اپنے مال تو تقسیم نہیں کر سکتے۔ چنانچہ سب سے خندہ پیشانی اور حسن اخلاق سے پیش آؤ۔

(حاکم ۱/۱۲۴)

گناہ اور نیکی ☆

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بھلائی اور برائی کے متعلق سوال کیا۔ ارشاد فرمایا نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکتا ہو اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تجھے ناگوار ہو۔

(مسلم ۲۵۵۳۔ ترمذی ۲۳۸۹۔ احمد ۱۶۹۷۴۔ دارمی ۲۶۷۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ انسان کا کرم وشرافت اس کا دین ہے اور اس کی مروت اس کی عقل ہے۔ اس کی شرافت اس کے اخلاق ہیں۔ (احمد ۸۴۶۹)

پسندیدہ اور مبغوض لوگ ☆

ابو ثعلبہ خشنی حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میرے نزدیک محبوب اور قیامت میں میری مجلس کے قریب تم لوگوں میں سے وہ ہوں گے جو حسن اخلاق والے ہیں اور میرے نزدیک

مبغوض اور آخرت میں میری مجلس سے دور وہ لوگ ہوں گے جو بداخلاق ہیں۔

(ترمذی ۲۰۱۸۔احمد ۶۷۳۸)

حسن خلق اور بدخلق کی مثال ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حسن اخلاق خطاؤں کو یوں پگھلا دیتا ہے جیسے دھوپ برف کو اور بدخلقی عمل کو یوں فاسد کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت ☆

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت جب کہ میں نے پاؤں گھوڑے کی رکاب میں ڈال لیا تھا۔ یہ تھی کہ اے معاذ لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق کا معاملہ کرنا۔

رحمت کی رسّی اور عذاب کی رسّی ☆

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ حسن خلق اللہ تعالیٰ کی رحمت کی رسّی ہے جو کسی انسان کی ناک میں ہوتی ہے اور دوسری طرف سے فرشتے کے ہاتھ میں جسے وہ خیر کی طرف کھینچتا ہے اور خیر جنت میں لے جاتی ہے اور بدخلقی عذاب کی رسّی ہے جو کسی شخص کے ناک میں ہوتی ہے اور دوسری جانب شیطان کے ہاتھ میں جسے وہ شر کی طرف کھینچتا ہے۔ اور شر دوزخ میں لے جاتا ہے۔

دو دینی خصلتیں ☆

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ یہی دین ہے جسے میں نے اپنے لیے پسند کیا ہے اور اس کے مناسب دو ہی خصلتیں ہیں: (۱) سخاوت اور (۲) حسن خلق۔ جب تک اس دین کو اختیار کیے ہوئے ہو ان دو خصلتوں کے ساتھ اس کا اکرام کرو۔

میزبان اور مہمان کے لیے ہدایات ☆

کہتے ہیں کہ جب آدمی مہمانوں کو دعوت پر بلائے تو تین چیزیں میزبان پر اور تین مہمان پر لازم ہوتی ہیں۔ میزبان کے لیے تو یہ ہیں:

① اپنی اوقات سے بڑھ کر مہمان کے لیے تکلف نہ کرے اور نہ کوئی کام سنت کے خلاف کرے۔

۲ کسب حلال سے مہمانی کرے۔

۳ دعوت میں نماز کے وقت کا خاص خیال رکھے۔

اور مہمان پر بھی لازم ہے کہ:

۱ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے۔

۲ جو کچھ پیش خدمت کیا جائے بخوشی قبول کرے۔

۳ لوٹتے وقت میزبان کے لیے برکت کی دعا کرے۔

بخل سے محفوظ ہونے کا نسخہ ☆

حضور ﷺ کی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہے۔ مہمان کی مہمانی کرتا ہے اور حوادث میں اپنی قوم کو کچھ نہ کچھ دیتا رہتا ہے۔ ایسا شخص اپنے نفس کے بخل سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

باب : ٦٤

توکل علی اللہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالم بن ابی الجعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ کل تک کے لیے کھانا بچا کر نہ رکھو، کہ کل آئے گی تو اس کا رزق بھی ساتھ ہی آئے گا۔ ذرا چیونٹی کو تو دیکھو اور اس ذات کی طرف بھی جو اسے رزق پہنچاتی ہے۔ اگر یہ خیال آئے کہ ان کے پیٹ تو چھوٹے ہیں تو پرندوں کی طرف نظر کرو۔ اگر یہ خیال آئے کہ ان کے تو پر ہیں جو اڑ پھر کر کھا لیتے ہیں تو پھر وحشی جانوروں کو دیکھو کہ کس قدر جسیم اور بھاری بھرکم ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ☆

ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں یہ پرواہ ہی نہیں کرتا کہ صبح کس حال پر میں نے کی۔ میری پسندیدہ حالت پر یا ناپسندیدہ حالت پر۔ کیونکہ مجھے یہی معلوم نہیں کہ خیر میری پسند میں ہے یا ناپسندیدہ چیز میں ہے۔

حصول رزق بغیر حسن طلب کے ☆

مطلب بن حنطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جن جن باتوں کا

اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے میں نے وہ سب باتیں تم سے کہہ دیں، ان میں سے ایک بھی نہیں چھوڑی۔ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان سب سے روک دیا ہے اور سن لو! کہ جبرائیل علیہ السلام نے میرے جی میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی نفس اس وقت تک فوت نہیں ہوگا جب تک وہ سب کچھ وصول نہ کرلے جو اس کے لیے لکھا جا چکا ہے۔ سو اگر کسی شے میں تاخیر محسوس کرے تو اسے اچھے طریقے سے طلب کرے کہ تم اللہ کے ہاں سے اس کی طاعت کے ذریعے ہی لے سکتے ہو۔

ہر چیز میں توکل کی ضرورت ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جسے یہ پسند ہے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ قوی ہو اسے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہئے اور جسے یہ پسند ہے کہ وہ سب لوگوں سے بڑھ کر معزز بنے اسے چاہئے کہ تقویٰ اختیار کرے۔ جسے یہ پسند ہے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ مالدار ہو تو اسے اپنے ہاں کی چیزوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر اعتماد کرنا چاہئے۔ (حاکم ۱/۲۶۹، ۲۷۰)

تقویٰ کی پہچان ☆

کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام نے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے فرمایا بیٹا! کسی آدمی کا تقویٰ تین چیزوں سے پہچانا جاتا ہے:

① جو پاس نہیں اُس کے متعلق کامل توقع رکھتا ہو۔

② جو مل گیا اس پر دل سے راضی ہو۔

③ اور جو جاتا رہا اس پر پوری طرح سے صابر ہو۔

زادِ راہ ☆

ابو مطیع بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ جنگلوں کے جنگل زادِ راہ کے بغیر توکل پر طے کر لیتے ہیں۔ کہنے لگے نہیں، بلکہ زادِ راہ کے ساتھ ہی طے کرتا ہوں پوچھا وہ کیا؟ جواب دیا چار چیزیں میرا زادِ راہ ہوتی ہیں:

① میں پوری کی پوری دنیا کو اللہ تعالیٰ کی ملک تصور کرتا ہوں۔

② ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا کنبہ خیال کرتا ہوں۔

③ تمام اسباب اور رزق کو اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں یقین کرتا ہوں۔

④ پوری مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کو نافذ سمجھتا ہوں۔

ابو مطیع یہ سن کر فرمانے لگے حاتم آپ کا یہ زادِ راہ تو بہت ہی اچھا ہے اور اس کے ذریعہ دنیا کے جنگل تو کیا آپ آخرت کی وادیاں بھی بخوبی طے کر لیں گے۔

تین چیزوں کی وصیت ☆

کہتے ہیں کہ ایک آدمی شقیق زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ ارشاد فرمایا کہ تین چیزوں کا خوب خیال رکھو:

(۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کہ وہ ثابت قدمی عطا کرتا ہے۔
(۲) اور اس کے دشمن سے لڑائی رکھو کہ وہ تیری مدد بھی فرماتا ہے۔
(۳) اور اس کے وعدوں کے سچا ہونے کا یقین کرو کہ وہ تجھ تک پہنچائے گا۔

غم آخرت اپنانا ہی اصل کامیابی ہے ☆

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر اہل علم اپنے علم کی حفاظت کریں اور اس کے اہل لوگوں پر اسے صرف کر دیں تو وہ زمانے کے سردار بن جائیں لیکن انہوں نے اہل دنیا پر صرف کرنا شروع کیا تا کہ ان کی دنیا حاصل کر سکیں جس سے وہ ان کی نگاہوں میں گر گئے۔ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص اپنے سب غموں کی بجائے ایک آخرت کا غم اپنا لے اللہ تعالیٰ اس کے تمام دنیاوی مسائل کی کفالت فرماتے ہیں اور جو شخص دنیاوی معاملات میں الجھ کے رہ جائے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ آگ کی کون سی وادی اسے ہلاک کرتی ہے اور جہنم کی کس وادی میں اسے عذاب ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ ۲۵۷۔ حاکم ۲/۴۴۳)

تورات میں مذکور ہے ☆

کہتے ہیں کہ تورات میں یہ مضمون درج ہے کہ اے ابن آدم اپنے ہاتھ کو حرکت دے میں تیرے رزق میں فراخی کر دوں گا اور میرا کہا مانا کر اپنی مصلحت کی باتیں مجھے نہ بتایا کر۔

اسلام کا قیام ☆

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ اسلام کا قیام چار امور سے ہے۔ چار امور یہ ہیں: (۱) یقین، (۲) عدل، (۳) صبر، (۴) جہاد۔

علماء نے ان چار امور کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یقین کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو۔ دنیا کی متاع اور مخلوق کی رضا مطلوب نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ رزق پر پورا پورا اعتماد ہو۔ ایسے ہی عدل کی بھی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ کسی کا حق

اپنے ذمہ ہو تو مطالبہ سے پہلے ہی ادا کر دے۔ دوسرا یہ کہ اپنا حق کسی کے ذمہ ہو تو اس کے مطالبہ میں نرمی اختیار کرے۔ صبر کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی میں پختگی اختیار کرے، دوسری یہ کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان سے مضبوطی کے ساتھ رُک جائے اور جہاد کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے دشمن شیطان سے کبھی غافل نہ ہو۔ کیونکہ اگر تو اس سے غافل بھی ہو جائے تو وہ تجھ سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ وہ اس بھیڑیئے کی طرح ہے کہ جب بکریوں میں گھس جاتا ہے تو جس بکری کو غافل پاتا ہے پھاڑ کھاتا ہے دوسری یہ کہ بنی آدم کے اکثر فتنے مال کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑے مال پر قناعت کرو، تاکہ دھوکہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے اخذ کردہ چھ سبق ☆

کہتے ہیں کہ حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کب سے میرے پاس تیری آمد و رفت ہے۔ جواب دیا تیس سال سے، انہوں نے پوچھا کہ اس عرصہ میں تو نے کیا سیکھا؟ حاتم نے جواب دیا کہ چھ باتیں سیکھی ہیں اگر ان پر عمل ہو جائے تو امید ہے کہ دنیا کے فتنوں سے نجات مل جائے گی۔ شقیق رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے مجھے بھی بتلاؤ کیا بعید ہے کہ میں بھی ان پر عمل کر کے ان فتنوں سے نجات پا سکوں۔ حاتم نے جواب دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ [ھود: ٦]

''کہ ہر جاندار کا رزق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔''

میں غور کیا اور اپنے آپ کو بھی انہی جانداروں میں پایا جن کا رزق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ میں نے یقین کر لیا کہ میرے لیے جو کچھ مقدر ہے وہ مجھے مل کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہاتھی کو اس قدر جسامت کے باوجود رزق عطا فرماتے ہیں اور مچھر کو جسم چھوٹا ہونے کی وجہ سے بھولے نہیں۔ لہٰذا میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا اور خود اس کی عبادت میں لگ گیا۔ اس کے ماسوا ہر فکر کو چھوڑ دیا۔ شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو نے بہت ہی اچھی بات سمجھی ہے۔ دوسری کیا ہے؟

حاتم نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ١٠]

''سب مومن بھائی بھائی ہیں۔''

میں غور کیا تو سب مومنوں کو اپنا بھائی جانا اور بھائی کو لائق ہے کہ وہ اپنے بھائی کے لئے شفیق و مہربان ہو اور میں نے دیکھا کہ لوگوں کی باہمی دشمنی کی اصل جڑ حسد ہے۔ تو میں نے کوشش کر کے حسد کو اپنے

قلب سے نکال پھینکا حتی کہ اب یہ حال ہو گیا ہے کہ اگر مشرق میں کسی مؤمن کو تکلیف ہوتی ہے تو میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ تکلیف مجھے ہے اور اگر کسی مسلمان کو مغرب میں کوئی خیر اور بھلائی پہنچتی ہے تو میں خوش ہوتا ہوں کہ گویا وہ خیر مجھے ہی ملی ہے شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات بھی تو نے بہت اچھی سمجھی ہے۔ تیسری بات کیا ہے؟

حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے غور کر کے معلوم کیا کہ ہر انسان کا کوئی نہ کوئی حبیب اور دوست ہے اور حبیب کو لازم ہے کہ وہ اپنی محبت اپنے دوست پر ظاہر کرے۔ میں نے محسوس کیا کہ میرا حبیب

﴿طَاعَةُ اللّٰهِ﴾

''یعنی اللہ کی اطاعت ہے۔''

کیونکہ باقی سب دوست الگ ہو جانے والے ہیں۔ سوائے اس کے کہ یہ قبر میں حشر میں اور پل صراط پر میرے ساتھ رہنے والی چیز ہے۔ لہٰذا میں نے سب احباب سے کٹ کر ایک طاعۃ اللہ سے دوستی لگا لی۔ شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بہت ہی اچھی بات سمجھی ہے۔ تو اب بتاؤ چوتھی بات کیا ہے؟

حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہر انسان کا کوئی نہ کوئی دشمن ہے۔ دشمن کو دشمنی لازم اور اس سے پرہیز بھی ضروری ہے۔ میں نے دیکھا کہ میرا دشمن کافر اور شیطان ہے مگر کافر کی عداوت شدید نہیں کہ اگر وہ مجھ سے لڑائی کرے اور قتل بھی کر دے تو میں شہید ہو جاؤں گا اور اگر خود اسے قتل کر دوں تو مجھے اجر ملے گا۔ البتہ شیطان کی عداوت انتہائی سخت ہے کہ وہ مجھے ایسی جگہ سے دیکھتا ہے جہاں سے میں اسے نہیں دیکھ سکتا اور وہ چاہتا ہے کہ مجھے بھی اپنے ساتھ دوزخ میں لے جائے۔ لہٰذا میں سب کی عداوت چھوڑ کر عمر بھر کے لیے اس کی عداوت میں مشغول ہو گیا۔ شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو نے یہ بھی بہت اچھی بات سمجھی اچھا اب بتا پانچویں بات کیا ہے؟

حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں نے دیکھا کہ ہر انسان کا ایک گھر ہے اور ہر گھر کی تعمیر ہوتی ہے۔ میں نے اپنا گھر قبر کو سمجھا ہے۔ لہٰذا اس کی تعمیر میں مشغول ہو گیا ہوں۔ شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بہت خوب تو وہ چھٹی بات کیا ہے؟

حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ہر شے کا کوئی طالب پایا اور میرا طالب ملک الموت ہے کچھ معلوم نہیں کہ کب مجھے آ لے۔ چنانچہ میں اس کے لیے تیاری کرنے میں لگ گیا۔ جیسے دلہن شب زفاف کے لیے تیار کی جاتی ہے جب بھی وہ میرے پاس آئے گا میں اس سے کچھ بھی مہلت نہیں

مانگوں گا۔ شقیق رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے بہت ہی خوب باتیں کہی ہیں یقیناً ان پر عمل کرنا میری اور تیری نجات کا ذریعہ ہے۔

پہلے اسباب پھر توکل ☆

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور پوچھنے لگا کہ اللہ کے توکل پر یوں ہی اونٹنی کو کھلا چھوڑ دوں یا اس کا گھٹنا باندھوں اور پھر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا گھٹنا باندھ کر توکل کرو۔ (ترمذی ۲۵۱۷)

تین خصوصی وصف ☆

کسی دانا کا قول ہے: کہ اولیاء اللہ کے لیے تین خصوصی اوصاف ہیں:

① ہر بات میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد۔

② ہر بات میں اللہ تعالیٰ کی محتاجی۔

③ ہر بات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مبغوض بندے ☆

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے ہاں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو ان سے کچھ بھی نہ مانگے اور مستغنی رہے۔ سب سے زیادہ مبغوض ان کے نزدیک وہ ہے جو ان کا محتاج بنا رہے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اس کی طرف محتاجی دکھائے اور اس سے مانگتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض وہ ہے جو اس سے سوال نہ کرے۔ اور استغناء دکھائے۔

حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو چھ وصیتیں ☆

کہتے ہیں لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے مرتے وقت اپنے بیٹے کو فرمایا کہ آج تک میں نے تجھے بہت سی نصیحتیں کی ہیں۔ مگر اس وقت میں تجھے ایسی چھ باتوں کی وصیت کرتا ہوں جن میں اولین و آخرین کا علم ہے:

① دنیا کے ساتھ اسی قدر مصروفیت رکھ جس قدر تجھے اس میں باقی رہنا ہے۔

② اللہ تعالیٰ کی اس قدر عبادت کر جس قدر تجھے اس کی طرف محتاجی ہے۔

③ آخرت کے لیے اتنا عمل کر جتنا وہاں پر رہنا ہے۔

④ دوزخ سے اپنی رہائی کے لیے اس وقت تک کوشش کرتا رہ جب تک کہ تجھے نجات کا یقین نہ

ہو جائے۔

⑤ معاصی پر تیری جرأت اسی قدر ہونی چاہیے جس قدر کہ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب پر صبر کر سکتا ہے۔

⑥ جب اللہ تعالیٰ کی معصیت کا ارادہ ہو تو ایسی جگہ تلاش کر جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تجھے دیکھ نہ سکیں۔

یقین اور توکل کا فرق اور توکل کی قسمیں ☆

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ یقین اور توکل میں کیا فرق ہے فرمایا کہ اسباب آخرت میں اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرنا یقین ہے اور اسباب دنیا میں اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرنا توکل ہے۔ کہتے ہیں کہ توکل کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رزق کے معاملہ میں کہ اس میں بے اعتمادی اور خوف و اندیشہ جائز نہیں۔ دوسری قسم عمل کے ثواب کے بارے میں ہے کہ اس میں ایک طرف اللہ تعالیٰ کے وعدہ ثواب پر اعتماد اور یقین بھی ہونا چاہیے مگر اس کے ساتھ ساتھ عمل کے مقبول یا غیر مقبول ہونے کا خوف بھی ضروری ہے۔

زمین پر وقوع پذیر چیز کا فیصلہ آسمان پر ہی ہوتا ہے ☆

یعلی بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض رفقاء کے ساتھ تھے۔ باہم گفتگو ہونے لگی کہ ہمیں لڑائی میں امیر المؤمنین کی حفاظت کرنی چاہیے۔ کہیں کوئی اچانک آپ کو تکلیف نہ پہنچائے۔ ہم اسی غرض کے لیے آپ کے حجرہ کے دروازے پر تھے کہ آپ نماز کے لیے باہر تشریف لائے اور پوچھا کیا بات ہے ہم نے عرض کیا کہ ہم آپ کی حفاظت کے لیے پہرہ دے رہے ہیں کیونکہ لڑائی کا زمانہ ہے۔ کہیں کوئی اچانک حملہ نہ کر دے۔ آپ فرمانے لگے تو کیا آسمان والوں سے تم میری حفاظت کرو گے یا زمین والوں سے۔ جواب دیا کہ آسمان والوں سے تو ممکن ہی نہیں زمین والوں سے ہی حفاظت کریں گے۔ فرمایا زمین میں کوئی شے وقوع پذیر نہیں ہوتی جب تک آسمان میں اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ نہیں فرما دیتے اور ہر شخص پر دو نگہبان فرشتے مقرر ہیں جو اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں لیکن جب تقدیر نازل ہوتی ہے تو وہ دونوں الگ ہو جاتے ہیں۔

باب : ٦٥

پرہیزگاری

تقویٰ کا وزن دوسرے اعمال سے زیادہ ہے ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ عبد اللہ بن

مطرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تو دو ایسے آدمیوں کو پائے گا کہ ایک کا صدقہ، روزے اور نمازیں زیادہ ہوں گی اور ثواب میں دوسرا بڑھا ہوا ہوگا۔ کسی نے پوچھا یہ کیسے ممکن ہے فرمایا اس لیے کہ وہ پرہیزگاری میں پہلے سے بڑھا ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتیں ☆

حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بستی موتہ کو روانہ ہونے لگے تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ ارشاد فرمایا تو ایسے علاقہ میں جا رہا ہے جہاں خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ کم ہوتا ہے لہٰذا وہاں پر نماز کثرت سے پڑھنا۔ عرض کیا کچھ اور ارشاد فرمائیے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو کہ یہ ہر طلب کی چیز میں تیرا معاون ہوگا۔

ایک دفعہ منہ پھیر کر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پھر متوجہ ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیے۔ ارشاد ہوا اللہ کا ذکر کرتے رہو اللہ تعالیٰ یکتا ہیں اور طاق عدد کو پسند فرماتے ہیں۔ عرض کیا مزید ارشاد ہو فرمایا ہاں ہرگز عاجز نہ بن، ہرگز عاجز نہ بن، ہرگز عاجز نہ بن۔ اس بات سے کہ اگر تو دس برائیاں کرتا ہے تو ایک بھلائی بھی کرلے۔

جنت میں لے جانے والے چھ اعمال ☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تم مجھے چھ چیزوں کی ذمہ داری دے دو۔ میں تمہارے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں:

① جب بات کرو جھوٹ نہ بولو۔
② جب وعدہ کرو تو پھر وعدہ خلافی نہ کرو۔
③ جب کوئی امانت رکھوائے تو خیانت نہ کرو۔
④ اپنی نگاہوں کو پست رکھو۔
⑤ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔
⑥ اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء کو حرام سے بچائے رکھو۔ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (حاکم ۴/۳۵۹)

سب سے بڑھ کر متقی، عابد اور غنی

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میرے بندے میں نے تیرے ذمہ جو فرض عائد کیا ہے وہ ادا کرتا رہ تو لوگوں میں سب سے بڑھ کر عبادت گزار ہوگا۔ جن باتوں سے میں نے منع کیا ہے ان سے باز رہ تو سب سے بڑا پرہیزگار بن جائے گا اور تجھے جو رزق عطا ہو اس پر قناعت کر تو سب لوگوں سے غنی بن جائے گا۔

سعادت اور بدبختی کی علامتیں☆

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سعادت کی علامتیں پانچ ہیں:

① دل میں یقین۔
② دین میں پرہیزگاری
③ دنیا سے زہد و بے رغبتی
④ آنکھوں میں حیا
⑤ بدن میں خشیت و تواضع۔

اور پانچ ہی علامتیں بدبختی کی ہیں:

① دل میں سختی کا ہونا
② آنکھوں میں جمود ہونا کہ خوف خداوندی سے رونا نہ آتا ہو۔
③ حیاء کی کمی۔
④ دنیا کی رغبت
⑤ اُمیدیں لمبی لمبی ہوں۔

شبہ اور حرام سے بچنے کا طریقہ☆

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم شبہ اور حرام سے بچنے کے لیے حلال کے نو حصے چھوڑ دیتے تھے۔ یہی مضمون حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے۔

پانچ قابلِ تعجب امور☆

کسی دانا کا مقولہ ہے کہ یوں تو ساری دنیا میں تعجب کا سامان ہے۔ مگر مجھے اس آدم زاد پر تعجب آتا ہے جو پانچ چیزوں کے فریب میں مبتلا ہے:

① مجھے اس مالدار پر تعجب ہے جو دنیا کا زائد حصہ اپنے فقر و احتیاج کے دن کے لیے آگے نہیں بھیجتا۔

② مجھے اس زبان پر تعجب ہے کہ وہ نفس کی کس قدر اطاعت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تلاوت قرآن سے اعراض کرتی ہے۔

③ مجھے اس تندرست اور فارغ شخص پر تعجب ہوتا ہے جسے میں ہمیشہ روزے کے بغیر دیکھتا ہوں، وہ ہر مہینہ میں تین روزے کیوں نہیں رکھتا اور اس کے اچھے نتائج میں کیوں غور نہیں کرتا۔

④ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو بستر بچھا کر صبح تک سوتا ہے رات کی دو رکعت نماز کی فضیلت کا کبھی خیال نہیں کرتا کہ گھڑی بھر کے لیے رات کو قیام ہی کر لیتا۔

⑤ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور جرأت دکھاتا اور اس کے ممنوعہ اُمور کا ارتکاب کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بھی جانتا ہے کہ اسے قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے تو پھر وہ کیوں اپنے انجام کو سوچ کر باز نہیں آتا۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ ☆

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام مال کا ایک پیسہ چھوڑ دینا ایک لاکھ پیسہ صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ منقول ہے کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ شام میں تھے۔ حدیث شریف لکھا کرتے تھے۔ ان کا اپنا قلم ٹوٹ گیا تو کسی سے مانگ لائے۔ تحریر سے فارغ ہوئے تو قلم قلمدان میں رکھ دیا اور واپس کرنا بھول گئے۔ وہاں سے مرو پہنچے تو قلم دیکھ کر یاد آیا کہ واپس کرنا تھا۔ اسی مقصد کے لیے مرو سے شام کا سفر کیا۔

مشتبہ چیزوں سے بچنا دین کو محفوظ کرنا ہے ☆

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ والی ہوتی ہیں۔ جنہیں بہت سے لوگ نہیں پہچانتے۔ جس شخص نے شبہات سے پرہیز کیا۔ اس نے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لیا اور جو ان شبہ والی چیزوں سے نہیں بچتا وہ بالآخر حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسے وہ چرواہا جو چراگاہ کے کنارے کنارے بکریاں چراتا ہے تو کبھی نہ کبھی چراگاہ میں جا داخل ہوتا ہے۔ یاد رکھو کہ ہر بادشاہ کا کچھ ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ اس کے حرام کردہ امور ہیں یہ بھی سن لو کہ جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح ہو تو سارا جسم صحیح رہتا ہے۔ اور وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور وہ ٹکڑا دل ہے۔ (بخاری ۵۲، ۲۰۵۱۔ مسلم ۱۵۹۹۔ ترمذی ۱۲۰۵۔ نسائی ۴۴۷۷، ۵۳۰۲، ۵۳۰۳۔ ابوداؤد ۳۳۳۰۔ ابن ماجہ ۳۹۸۴۔ احمد ۶۴۹۷۔ دارمی ۱۵۶، ۲۴۱۹)

اسلام کی حدود☆

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر شے کی کچھ حدود ہوتی ہیں۔ اسلام کی حدود (۱) ورع (۲) تواضع (۳) صبر اور (۴) شکر ہیں۔ ورع اور پرہیزگاری تو تمام امور کی اصل اور جڑ ہے۔ اور تواضع تکبر سے پاک صاف کرتی ہے۔ صبر آگ سے نجات دلاتا ہے۔ شکر جنت دلا کر کامیاب کرتا ہے۔

پرہیزگاری کی اہمیت اور علامت☆

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمانوں کی طرح ٹیڑھے ہو جاؤ اور روزے رکھتے رکھتے سوکھ کر کانٹا ہو جاؤ تو پھر بھی نفع پرہیزگاری سے ہی ہوگا۔

(تنزیہ الشریعہ ۲/۳۱۱۔ وقال احمد والذھبیا طل)

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پرہیزگاری کی علامت یہ ہے کہ دس چیزوں کو اپنے اوپر لازم سمجھے:

① زبان کی حفاظت غیبت سے کرے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ [الحجرات: ۱۲]

''کہ ایک دوسرے کی غیبت مت کرو۔''

② بدظنی سے بچے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ [الحجرات: ۱۲]

''کہ زیادہ گمان کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔''

اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ بدگمانی سے بہت بچتے رہو کہ یہ سب سے بڑی جھوٹی بات ہے۔ (بخاری ۵۱۴۴۔ مسلم ۲۵۶۳۔ ترمذی ۱۹۸۸۔ ابوداؤد ۴۹۱۷۔ احمد ۷۰۳۵، ۷۵۲۰، ۷۷۷۷، ۸۱۲۸، ۹۰۲۰، ۱۰۲۸۳، ۱۰۵۲۷۔ مالک ۱۴۱۲)

③ مذاق کرنے سے بچتا رہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾

[الحجرات: ۱۱]

''کہ کوئی جماعت دوسری جماعت سے مذاق نہ کرے کیا عجب ہے وہ لوگ ان

مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں۔''

④ نگاہ کو حرام جگہ اور موقع سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ [النور: ۳۰]

''آپ مسلمان مردوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔''

⑤ زبان میں صداقت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا﴾ [انعام: ۱۵۲]

''اور جب تم کوئی بات کہو تو انصاف کی کہو۔''

⑥ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا استحضار رکھے۔ تاکہ عجب میں مبتلا نہ ہو۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

[الحجرات: ۱۷]

''بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے ایمان کی جانب تمہاری رہنمائی فرمائی ہے (اگر تم سچے ہو)''

⑦ اپنا مال صحیح مصرف پر لگائے ناجائز جگہ پر نہ لگائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾

[الفرقان: ۶۷]

''اور جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں (یعنی معصیت میں خرچ نہیں کرتے اور طاعت میں لگانے سے دریغ نہیں کرتے) اور ان کا خرچ کرنا اعتدال پر ہوتا ہے۔''

⑧ اپنے لیے تکبر اور بڑائی کو پسند نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا﴾ [القصص: ۸۳]

''یہ عالم آخرت ہم انہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا۔''

⑨ پنج وقتہ نماز رکوع سجود کی پوری رعایت کے ساتھ بروقت ادا کرے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾

[البقرہ: ۲۳۸]

''محافظت کرو سب نمازوں کی اور کھڑے ہو اللہ کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے۔''

⑩ رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت کے طریق پر مضبوطی سے گامزن ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ [انعام: ۱۵۳]

''اور یہ کہ یہ دین میرا سیدھا راستہ ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ تم کو اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم احتیاط رکھو۔''

تین لازمی خصلتیں ☆

محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر استطاعت ہو کہ ان میں سے کسی کو نہ چھوڑے تو ایسا بہتر ہے:

① کسی پر کبھی زیادتی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ﴾ [یونس: ۲۳]

''یہ تمہاری سرکشی تمہارے لیے وبال ہونے والی ہے۔''

② اور کسی کے خلاف تدبیر نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ﴾ [فاطر: ۴۳]

''اور بری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے۔''

③ اور کبھی عہد نہ توڑو کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ﴾ [الفتح: ۱۰]

''پھر جو شخص عہد توڑے گا سو اس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا۔''

زُہد کے تین درجے ☆

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زہد کے تین درجے ہیں: (۱) فرض (۲) فضل (۳) سلامت۔ فرض تو حرام سے بچنا ہے اور فضل یہ ہے کہ حلال میں بھی محتاط رہے اور سلامت یہ کہ مشتبہ امور میں پرہیزگاری اختیار کرے۔

ورع کی قسمیں اور اس کا کمال ☆

نیز فرماتے ہیں کہ پرہیزگاری اور ورع دوطرح کا ہے ایک فرض دوسرا احتیاط۔ فرض تو معاصی اور گناہوں سے بچنا ہے اور احتیاط اس میں ہے کہ شبہ والے امور سے بھی بچتا رہے۔ حزن وغم بھی دو ہیں۔ ایک مفید ایک نقصان دہ۔ مفید تو آخرت کا غم ہے اور نقصان دہ دنیا اور اس کی زیب و زینت کا غم ہے۔ خالص و کامل ورع یہ ہے کہ اپنی نگاہ کو حرام سے محفوظ رکھے۔ زبان کو جھوٹ اور غیبت سے بچائے رکھے بلکہ بدن کے تمام اعضاء اور اجزاء کو حرام سے بچائے۔

کامل ورع کی مثالیں ☆

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ان کے پاس شام سے بیت المال کا تیل آیا اور بڑے بڑے برتنوں میں تھا۔ آپ نے اسے لوگوں میں بانٹنا شروع کیا۔ بیٹا بھی پاس ہی موجود تھا۔ جب برتن فارغ ہوتا تو وہ اسے صاف کر کے اپنے بالوں پر مل لیتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ تیرے بال مسلمانوں کے تیل کے بہت شوقین معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کہا اور ہاتھ پکڑ کر حجام کے پاس لے گئے اور بال منڈوا دیئے اور فرمایا کہ اُس کی نسبت یہ آسان ہے۔

ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے عمان تک سفر کے لیے ایک جانور کرایہ پر لیا۔ راستہ میں کوڑا ہاتھ سے گر گیا۔ جانور کو وہیں باندھا خود پیدل واپس ہو کر کوڑا اٹھایا۔ کسی نے کہا کہ جانور ہی کو کیوں نہ واپس پھیر لیا۔ فرمایا میں نے جانور آگے جانے کے لیے کرایہ پر لیا ہے۔ واپس لوٹانے کے لیے نہیں۔

اللہ کا بندوں پر اور بندوں کا اللہ پر حق ☆

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ ایک دراز گوش پر سوار تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے معاذ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت میں کسی اور کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر ارشاد فرمایا جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ تعالیٰ

کے ذمہ کیا حق ہے جب وہ اپنا حق ادا کر دیں۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ کہ وہ انہیں جنت میں داخل کرے۔ (بخاری ۲۸۵۶، ۶۲۶۷، ۷۳۷۳۔ مسلم ۳۰۔ ترمذی ۲۶۴۳۔ ابن ماجہ ۴۲۹۶۔ احمد ۱۰۳۷۶، ۱۳۲۴۵، ۲۰۹۸۷، ۲۰۹۹۷، ۲۱۰۷۲)

باب : ٦٦

حیاء کا بیان

رسولوں کی چار سنتیں ☆

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چار چیزیں رسولوں کی سنتوں میں سے ہیں۔ (۱) خوشبو (۲) نکاح (۳) مسواک (۴) اور حیاء۔

(بخاری ۳۳۸۴۔ ابن ماجہ ۴۱۸۳۔ احمد ۱۶۴۷۰)

حیاء کا حق ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرو، جیسا کہ اس کا حق ہے۔ عرض کیا گیا الحمدللہ ہم اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہیں ارشاد فرمایا یوں نہیں بلکہ حیاء والے کو چاہئے کہ سر کی اور سر کے تمام اعضاء کی نگرانی رکھے پیٹ کی اور اس کے اندر کی چیزوں کی حفاظت کرے۔ مرنے کو اور اس کے بعد بوسیدہ ہو جانے کو یاد رکھے اور جو آخرت کا طالب ہوتا ہے وہ دنیا کی زیب و زینت کو چھوڑ دیتا ہے اور درحقیقت یہی شخص ہے جو اللہ تعالیٰ سے حیاء کا حق ادا کرتا ہے۔ (ترمذی ۲۴۵۸۔ احمد ۳۴۸۹)

حیاء اور بے حیائی ☆

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حیا ایمان کا ایک حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے اور بے حیائی بدخلقی کی بات ہے اور بدخلقی دوزخ میں لے جاتی ہے۔ (ترمذی ۲۰۰۹۔ ابن ماجہ ۴۱۸۴۔ احمد ۱۰۱۰۸)

حفاظتِ ستر ☆

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں تین مرتبہ مر کے زندہ ہوں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں کسی کے ستر کو دیکھوں یا کوئی میرے ستر کو دیکھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرتے ہیں کسی کا ستر دیکھنے والے پر اور دکھانے والے پر۔

حمام میں جانے کے آداب ☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ کسی شخص کو حلال نہیں کہ وہ حمام میں بغیر چادر کے جائے۔

(ترمذی ۲۸۰۱۔ نسائی ۳۹۸۔ احمد ۱۴۱۲۴)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حمام میں دو چادروں سے جانا چاہیے ایک اپنے پردہ کے لیے دوسری اپنی آنکھ کے لیے یعنی اپنی نگاہوں کو لوگوں کے بدن دیکھنے سے بچائے اور بند رکھے کہ یہ بھی ایک چادر ہے۔

بدنظری ☆

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بدنگاہی سے بہت بچو کہ دل میں شہوت کا بیج بوتی ہے اور کسی شخص کے لیے یہی فتنہ کافی ہے۔

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ فاسق کون ہے؟ فرمایا جو لوگوں کے دروازے سے (ستر سے) اپنی نگاہوں کی حفاظت نہیں کرتا۔

غسل میں پردہ ضروری ہے ☆

عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو غسل کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ حیادار، بردبار اور ستار ہے اور حیاء اور بردباری کو پسند کرتا ہے۔ غسل کرنے والے کو چاہیے کہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر غسل کیا کرے۔

(نسائی ۴۰۳۔ ابوداؤد ۴۰۱۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضاءِ حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین کے قریب ہو جانے تک کپڑا نہ اٹھاتے تھے۔

(ترمذی ۱۴۔ ابوداؤد ۱۴۔ دارمی ۶۶۴)

حیا دو طرح کی ہے ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حیاء دو طرح کی ہے۔ ایک وہ حیا جو لوگوں کو آپس میں ہوتی ہے۔ دوسری وہ جس میں بندے کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے۔ پہلی تو یہ ہے کہ انسان اپنی نگاہ کو ایسی چیزوں سے بچا کے رکھے جن کا دیکھنا حلال نہیں۔ دوسری یہ ہے کہ بندہ اپنے مولیٰ کے احسانات

پہچانے اور اس کی نافرمانی سے باز رہے۔

بوڑھوں کو عذاب دینے سے اللہ حیاء کرتا ہے تو کیا......☆

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ آپ ﷺ رو رہے ہیں۔ وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا کہ ابھی جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو جو اسلام کی حالت میں بڑھاپے کو پائے عذاب دینے سے حیاء کرتے ہیں۔ کیا مسلمان کو بوڑھا ہو کر بھی گناہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں آتی۔ (کشف الخفاء ۲۸۴/۱۔ وقال سندہ ضعیف)

شرمگاہوں کی حفاظت کس سے کی جائے؟

بہز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنی شرمگاہوں کی کہاں تک حفاظت کریں۔ ارشاد فرمایا اپنی بیوی اور مملوکہ باندی کے سوا کسی پر ظاہر نہ ہونے دو۔ عرض کیا گیا اگر تنہائی میں ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان سے حیا کی جائے۔

(بخاری فی کتاب الغسل باب ۲۰ معلق۔ ترمذی ۲۷۶۹، ۲۷۹۴۔ ابوداؤد ۴۰۱۷۔ ابن ماجہ ۱۹۲۰۔ احمد ۱۹۱۸۱)

ایک بزرگ کی اپنے بیٹے کو وصیت ☆

ایک بزرگ اپنے بیٹے کو فرماتے ہیں کہ جب کسی گناہ کا تقاضا ہو تو آسمان کی طرف نظر کر اور آسمان والے سے شرم کر یہ نہ ہو تو زمین کی طرف دیکھ اور زمین والوں سے حیا کر اور اگر تجھے آسمان والے کا خوف نہیں نہ زمین والوں سے شرم ہے تو اپنے آپ کو چوپاؤں اور جانوروں میں شمار کر۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد☆

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تو دروازے بند کرتا اور پردے گراتا ہے لوگوں سے حیاء ظاہر کرتا ہے مگر تجھے اس قرآن سے حیاء نہیں آتی جو تیرے سینے میں ہے۔ اس رب جلیل سے حیا نہیں آتی۔ جس پر کچھ بھی مخفی نہیں۔

اقوال صلحاء☆

منصور بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی اپنے عیب دیکھنے لگتا ہے اسے بندوں کے عیب دیکھنے کی فرصت نہیں ہوتی اور جو تقویٰ کا لباس اتار پھینکتا ہے اسے کوئی چیز پردہ نہیں دے سکتی۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق پر راضی ہو جائے وہ دوسروں کا مال دیکھ کر غمگین نہیں ہوتا۔ جو

بغاوت کی تلوار کھینچتا ہے تو اپنا ہی ہاتھ کاٹتا ہے۔ جو اپنے کسی بھائی کے لیے کنواں کھودتا ہے تو اس میں خود گرتا ہے جو دوسروں کی پردہ پوشی نہیں کرتا ہے تو خود ننگا ہو جاتا ہے۔ جو اپنی غلطی بھلاتا ہے تو وہ دوسروں کی غلطیوں کو بڑا جانتا ہے۔ جو بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ جو خود پسندی کرتا ہے تو برباد ہو جاتا ہے۔ جو اپنی عقل پر کفایت کرتا ہے تو ٹھوکر کھاتا ہے۔ جو لوگوں پر فخر کرتا ہے تو خراب ہوتا ہے۔ جو جہالت دکھاتا ہے گالیاں کھاتا ہے۔ جو کمینوں سے ہم نشینی رکھتا ہے بے عزت ہوتا ہے۔ جو علماء کی صحبت میں بیٹھتا ہے باوقار ہوتا ہے جو کسی بری جگہ میں جاتا ہے تو تہمت لگایا جاتا ہے۔ جو دین کو بے وقعت جانتا ہے تباہ ہوتا ہے۔ جو لوگوں کے مالوں کو غنیمت سمجھتا ہے محتاج ہو جاتا ہے جو عافیت کا انتظار کرتا ہے اسے صبر کرنا پڑتا ہے جو دیکھ کر قدم نہیں رکھتا ندامت اٹھاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے کامیاب ہوتا ہے جو نا تجربہ کاری دکھاتا ہے دھوکہ کھاتا ہے جو اہل حق کا مقابلہ کرتا ہے پچھاڑا جاتا ہے۔ جو اپنی ہمت سے بڑھ کر بوجھ اٹھاتا ہے عاجز آ جاتا ہے جو اپنی عمر پہچان لیتا ہے امیدیں کم کر دیتا ہے۔ جو جہل کا راستہ اپنا لیتا ہے عدل کی راہ چھوڑ بیٹھتا ہے۔

باب : ٦٧

صحیح نیت سے عمل کرنا

کلام...... ذکر اور خاموشی...... فکر ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں ہر دانا کا کلام قبول نہیں کرتا۔ اس کی اغراض و افکار کو دیکھتا ہوں اگر اسے میری رضا مقصود ہو تو اس کی خاموشی کو فکر اور اس کے کلام کو ذکر بنا دیتا ہوں اگرچہ وہ کلام نہ کرے۔

کلام پر نیت کا اثر ☆

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کلام کرتا ہے جس میں لوگوں کی ناراضگی ہوتی ہے مگر اس کی نیت خیر کی ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں اس کی جانب سے عذر ڈال دیتے ہیں جس سے وہ خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ اس کا مقصد تو خیر ہی تھا۔ کبھی ایک آدمی کلام بہت عمدہ کرتا ہے مگر نیت ٹھیک نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں یہ بات ڈال دیتے ہیں کہ وہ کہنے لگتے ہیں کہ اس شخص کو خیر مقصود نہیں ہے۔

اہل خیر کے کلمات ☆

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل خیر حضرات ایک دوسرے کی طرف تین کلمات لکھ کر بھیجا کرتے:

① جو آخرت کے لیے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی کفالت فرماتے ہیں۔

② جو اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو درست فرما دیتے ہیں۔

③ جو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ اس کا معاملہ درست فرما دیتے ہیں۔

عمل کی صحت کا مدار نیت پر ہے ☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ﴿قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ﴾ [بنی اسرائیل: ۸۴] "کہہ دیجئے کہ ہر شخص اپنے طریقے پر عامل ہے" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شاکلہ سے نیت مراد ہے یعنی جیسے عمل کی صحت کا دارو مدار نیت پر ہے۔

نیت عمل سے بہتر ہے ☆

ایک حدیث میں ہے کہ مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(الفوائد المجموعہ صفحہ ۲۵۰۔ وقال عنه لا يصح۔ بیہقی اسنادہ ضعیف)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ خیر کی نیت پر تو ہر حال میں ثواب ملتا ہے گو عمل نہ بھی ہو لیکن عمل خیر پر بلا نیت ثواب نہیں ملتا۔

بعض نے یہ فرمایا کہ چونکہ نیت میں جو طول ہوتا ہے جو عمل میں نہیں۔ مثلاً کوئی نیت کرتا ہے کہ جب تک زندگی ہوگی فلاں نیکی کروں گا مگر وہ اسے نہیں کر سکا۔

بعض یوں فرماتے ہیں کہ جو نیکی نیت قلب کا عمل ہے اور قلب معرفت کا مرکز ہے اور جو چیز معرفت کے مرکز سے صادر ہو وہ افضل ہوتی ہے۔

نیت پر ستر گنا ثواب ☆

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ آئے گا جس کے پاس بڑے بڑے پہاڑوں جیسے نیکیوں کے ڈھیر ہوں گے اور ایک پکارنے والا پکارے گا کہ فلاں شخص کے ذمہ کسی کا کوئی حق ہو تو آ کر لے لے۔ لوگ آ آ کر اس کی نیکیوں سے اپنا حق وصول کرتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ اس

کے پاس کوئی بھی نیکی نہ رہے گی اور وہ شخص حیرانی کے عالم میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے پاس تیرا ایسا خزانہ موجود ہے جسے میں نے نہ فرشتوں پر ظاہر کیا اور نہ مخلوق میں سے کسی پر۔ عرض کرے گا یا اللہ وہ کیا ہے۔ ارشاد ہوگا تیری وہ نیت جو تو بھلائی کے لیے رکھتا تھا۔ میں نے اسے ستر گنا بڑھا کر لکھا ہوا ہے۔

منقول ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک عابد ریت کے ایک ٹیلے پر سے گذرا اس کے جی میں آیا کہ اگر یہ ٹیلہ ریت کی بجائے آٹے کا ہوتا تو میں بنی اسرائیل کو پیٹ بھر کر کھلا دیتا کہ وہ بھوک سے مر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی پر وحی بھیجی کہ اس عابد کو بتا دو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے اتنا اجر لکھ دیا ہے جتنا کہ اس ٹیلہ کی مقدار آٹا صدقہ کرنے سے تجھے ملتا۔

نیت پر عمل کا ثواب ☆

حدیث میں ہے کہ ایک بندہ قیامت کو حاضر ہوگا۔ نامہ عمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ جس میں حج، عمرہ، جہاد، زکوٰۃ، صدقہ وغیرہ اعمال ہوں گے۔ یہ اپنے دل میں کہے گا کہ میں نے تو ان اعمال میں سے کچھ بھی نہیں کیا یہ تو میرا اعمال نامہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اسے پڑھ یہ تیرا ہی اعمال نامہ ہے تو عمر بھر اس تمنا میں رہا کہ اے کاش میرے پاس مال ہوتا تو حج کرتا۔ اے کاش مال ہوتا تو میں جہاد کرتا اور میں خوب جانتا تھا کہ تو صدقِ دل سے یہ کہتا تھا لہٰذا میں نے ان تمام اعمال کا ثواب تجھے عطا کر دیا۔

صدقِ نیت کی علامت ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صدق نیت اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب کہ اپنے پاس جو کچھ موجود ہے۔ اس کے خرچ کرنے میں بخل نہ کرے۔ مثلاً کسی عازم حج کو دیکھا کہ اس کا زادِ سفر ختم ہو گیا ہے تو یہ اپنے جی میں کہے کہ میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی حج کرتا۔ آج جب کہ میرے پاس صرف دو درہم ہی ہیں۔ تو میں یہی اس شخص کو دے دیتا ہوں۔ ایسے ہی کسی مجاہد کو دیکھا جسے مالی تعاون کی ضرورت ہے۔ یا جی میں کہے کہ میرے پاس مال ہوتا تو میں خود جہاد پر جاتا آج اگر میرے پاس صرف یہی چند درہم ہیں۔ تو انہی کو اس مقصد میں لگا دوں اور اس محتاج غازی کو دے دوں یا اپنی پرورش میں کسی مسکین پر ہی خرچ کر دے۔ لیکن اگر اس تھوڑے سے موجودہ مال کے خرچ کرنے میں

بخل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ اگر اس کے پاس زیادہ مال ہوتا تو یہ اس میں بھی بخل کرتا۔ لہٰذا ایسے آدمی کو نیت کا ثواب نہیں ملتا۔ اسی طرح وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ اگر میں حافظ قرآن ہوتا تو شب و روز تلاوت میں گزارتا۔ پھر اگر یہ شخص وہ سورت پڑھ لیتا ہے جو اسے حفظ ہے تو اس سے معلوم ہو جائے گا کہ باقی بھی یاد ہوتا تو اس کی تلاوت کرتا۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ پورے حافظ کی تلاوت والا ثواب عطا فرما دیتے ہیں اور اگر وہ سورت بھی نہیں پڑھتا جو یاد کر رکھی ہے تو پتہ چل جاتا ہے کہ نیت درست نہیں۔

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ اور منافق کا عمل اس کی نیت سے اچھا ہے اور ہر کسی کے عمل کا تعلق اس کی نیت سے ہی ہوتا ہے۔

حبّ فی اللہ اور بغض فی اللہ ☆

محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص کسی آدمی سے محض اللہ کی وجہ سے محبت رکھتا ہے کہ اس سے کوئی عدل کا معاملہ دیکھا ہے حالانکہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی وجہ سے دوزخی تھا مگر اللہ تعالیٰ اسے محبت کا اجر عطا فرمائیں گے۔ جیسا کہ یہ اگر کسی جنتی سے محبت کرتا تو اسے اجر ملتا۔ ایسے ہی جو شخص کسی آدمی سے اللہ کے لیے بغض رکھتا ہے کہ اس سے بظاہر کوئی ناانصافی کی بات دیکھنے میں آئی ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں جنتی تھا۔ لیکن اس کو اس بغض کی وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ اجر دیں گے جیسا کہ اگر واقعتاً کسی دوزخی شخص سے بغض رکھتا تو اجر پاتا۔

اللہ کے لیے کونسا عمل ہے؟

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کبھی میرے لیے بھی کوئی عمل کیا؟ عرض کیا یا اللہ نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں، صدقہ کیا ہے، تیرا ذکر کیا۔ ارشاد ہوا نماز تو تیرے لیے حجت اور برہان ہے اور روزہ تیرے لیے ڈھال ہے اور صدقہ تیرے لیے سایہ اور ذکر تیرے لیے نور ہے۔ میرے لیے کونسا عمل ہوا عرض کیا پھر آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ میں کونسا عمل کروں؟ جو آپ کے لیے ہو ارشاد فرمایا کیا کبھی میرے کسی ولی سے محبت کی ہے یا میرے کسی دشمن سے دشمنی کا سلوک کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ حُب فی اللہ اور بغض فی اللہ سب اعمال سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ قلوب کو دیکھتے ہیں☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نہ تمہارے ظاہر کو دیکھتے ہیں اور نہ تمہارے اموال و احوال کو۔ بلکہ وہ تمہارے اعمال اور قلوب کو دیکھتے ہیں۔ (مسلم ۵۶۴ ۔ابن ماجہ ۴۱۴۳ ۔احمد ۷۴۹۳، ۱۰۵۳۷)

اللہ کی رضا☆

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں لوگوں کو ناراض کر دیتا ہے اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو کوئی لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتے ہیں۔ (ترمذی ۲۴۱۴)

خیر کی رہنمائی کرنے والا اس کے کرنے والے کی طرح ہے☆

ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جہاد کا ارادہ ظاہر کر کے سواری کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ فلاں شخص کے پاس جاؤ وہ تجھے سواری دے دے گا۔ یہ اس شخص کے پاس گیا۔ اس نے ایک اونٹ دے دیا واپس آ کر اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی بھلائی کی نشاندہی کرتا ہے اس کو بھی اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا اس بھلائی کے کرنے والے کو۔

(مسلم ۱۸۹۳ ۔ترمذی ۲۶۷۱ ۔وقال ہذا حدیث حسن صحیح ۔ابوداؤد ۵۱۲۹ ۔احمد ۱۶۴۶۵)

ایک حدیث میں ہے کہ خیر کی رہنمائی کرنے والا اسکے کرنے والے کی مانند ہے۔

اچھے یا برے کام کی بنیاد ڈالنا☆

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک سائل آیا۔ اس نے کچھ سوال کیا لوگ چپ رہے۔ پھر ایک آدمی نے اسے کچھ دیا تو دوسرے بھی دینے لگے، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اچھے عمل کی طرح ڈالتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس کے پیچھے لگتے ہیں تو اسے اپنے عمل کا بھی اجر ملتا ہے اور ان لوگوں کے اعمال کا بھی جنہوں نے اس کی پیروی کی جب کہ ان لوگوں کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی اور جو کوئی بری راہ نکالتا ہے اور لوگ اس کی اتباع کرتے ہیں تو اس پر اپنا وبال بھی ہوگا اور ان لوگوں کا بھی جنہوں نے اس کی پیروی کی حالانکہ

اس سے ان لوگوں کے وبال میں کچھ کمی واقع نہ ہوگی۔

(مسلم ۱۰۱۷۔ نسائی ۲۵۰۷۔ ابن ماجہ ۲۰۳۔ احمد ۱۸۳۶۷، ۱۸۳۷۱، ۱۸۴۰۴، ۱۸۴۱۰)

جنت میں لے جانے والی پانچ چیزیں ☆

حضرت تمیم داری حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص قیامت کے دن پانچ چیزوں کے ساتھ حاضر ہوگا اس کے لیے جنت میں جانے سے کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے گی۔

① اخلاص اللہ کے ساتھ۔

② اس کے رسول کے ساتھ۔

③ اس کی کتاب کے ساتھ

④ مسلم امراء اور حکام کے ساتھ

⑤ عامۃ الناس کے ساتھ۔

دین اخلاص ہی کا نام ہے ☆

ایک حدیث میں آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ سن لو دین تو اخلاص ہی کا نام ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! کس کے لیے؟ ارشاد ہوا اللہ کے ساتھ اسکے رسول کے ساتھ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ۔

(مسلم ۵۵۔ ترمذی ۹۲۶۔ نسائی ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۲۸۔ ابوداؤد ۴۹۴۴۔ احمد ۳۱۱۱، ۷۶۱۳، ۱۶۳۳۲، ۱۶۳۳۳، ۱۳۳۶۔ دارمی ۲۶۳۶)

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ اخلاص تو یہ ہے کہ خود بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان ویقین رکھے اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دے اور دل میں یہ تمنا رکھے کہ تمام لوگ ایماندار ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اخلاص کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی آپ ﷺ لائے ہیں سب میں آپ کی تصدیق کرے۔ آپ کی سنت پر عمل پیرا ہو۔ اور دوسرے لوگوں کی بھی اس کی طرف رہنمائی کرے۔ کتاب اللہ کے ساتھ اخلاص یہ ہے کہ اس کی تلاوت کرے اس پر عمل کرے اور دل میں یہ تمنا ہو کہ سب لوگ اس کے پڑھنے والے اور اس کے احکام پہ چلنے والے بن جائیں۔ مسلمان حکام کے ساتھ اخلاص یہ ہے کہ وہ جو حکم دیں ان کی اطاعت کرے جہاں سے روکیں رک جائے۔ ان کو نیکی کا حکم دیتے رہیں اور برائی سے روکتے رہیں۔ تلوار لے کر ان کے خلاف بغاوت نہ کریں۔ عام مسلمانوں کے ساتھ اخلاص یہ ہے کہ ان کے لیے وہی پسند ہو جو اپنے لیے پسند ہے اور جو اپنے لیے پسند ہے ان کے لیے بھی وہ ناپسند ہو اور دل میں یہ خواہش ہو کہ سب مسلمان باہم بھائیوں کی طرح محبت سے رہیں۔

بہت سے سونے والے شب بیدار اور بہت سے شب بیدار سونے والے شمار ہونگے ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے سونے والے شب بیداری کا اجر پاتے ہیں اور بہت سے شب بیدار لوگ سوئے ہوئے شمار ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی کی عادت سحری میں اٹھ کر نماز پڑھنے کی ہے۔ ایک رات وہ حسب عادت نیت کر کے سویا مگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے صبح تک سویا رہا۔ اُٹھا تو پریشان وغمزدہ ہو کر انا اللہ پڑھنے لگا یہ شخص تہجد گزار لکھا جائے گا۔ اور اپنی نیت کی بدولت شب بیدار شمار ہوگا۔ اور ایک دوسرا آدمی ہے جس کی عادت رات کو اٹھنے کی نہیں، یوں ہی خیال گزرا کہ صبح ہوگئی اٹھا وضو کر کے مسجد میں پہنچا تو پتہ چلا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی۔ اب یہ صبح کے انتظار میں ہے اور جی ہی جی میں کہہ رہا ہے اگر پتہ ہوتا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی تو میں بستر کیوں چھوڑتا یہ شخص ہے جو بیداری کے باوجود سویا ہوا شمار ہوتا ہے۔

باب : ٦٨

خود پسندی

باعثِ نجات و باعثِ ہلاکت ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ دو چیزوں میں نجات ہے اور دو چیزوں میں ہلاکت ہے۔ پہلی دو چیزیں تقویٰ اور حسن نیت ہیں اور دوسری دو مایوسی اور خود پسندی ہیں۔

نفس کو مارنا عبادت سے بہتر ہے ☆

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جو ستر برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہا۔ ہفتہ سے ہفتہ تک افطار کیا کرتا تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے کسی ضرورت کے لیے دعا مانگی جو پوری نہ ہوئی اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اگر تجھ میں کوئی خیر ہوتی تو تیری ضرورت پوری ہو جاتی۔ بس یہ سب تیری نحوست ہے۔ اسی وقت ایک فرشتہ آ کر کہنے لگا اے انسان تیری وہ گھڑی جس میں تو نے اپنے نفس کو حقیر جانا ہے تیری گزشتہ تمام عمر کی عبادت سے بہتر ہے۔

خود پسندی کا نقصان ☆

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک آدمی تھا جب چلتا تو بادل اس پر سایہ کرتا۔

ایک دفعہ ایک اور آدمی بھی اس کے سایہ میں چلنے لگا تو دل میں عجب پیدا ہوا کہ اس جیسے لوگ میرے سائے میں چلتے ہیں۔ جب چلتے چلتے الگ ہونے لگے تو سایہ اس دوسرے شخص کے ساتھ ہو گیا۔

نصیحتِ فاروقی رضی اللہ عنہ ☆

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ تیری توبہ کی خوبی یہ ہے کہ اپنے گناہ کو خوب پہچانے اور تیرے عمل کا کمال یہ ہے کہ خود پسندی چھوڑ دے اور تیرے شکر کا حسن یہ ہے کہ اپنی کوتاہی پیش نظر رہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا عُجب سے پرہیز ☆

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اگر خطبہ کے دوران عجب کا شبہ ہو جاتا تو وہیں بند کر دیتے۔ کسی تحریر کے دوران ایسا ہوتا تو اسے پھاڑ دیتے اور یہ دعا پڑھنے لگتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ))

''اے اللہ! میں اپنے نفس کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ رات بھر سو کر صبح کو ندامت کی حالت میں اٹھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ شب بیدار رہوں اور صبح کو عجب محسوس کروں۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا: کہ میں کب سمجھوں کہ میں نے کچھ اچھا کام کیا فرمایا یہ احساس ہونے لگے کہ میں تو برا ہوں اس نے پھر پوچھا کہ یہ کب ہو گا فرمایا جب یہ جاننے لگو کہ میں اچھا کر رہا ہوں۔

معرفت نفس کا علاج ہے ☆

کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک نوجوان نے دنیا سے کنارہ کشی کر لی اور کسی گوشہ تنہائی میں مصروف عبادت ہو گیا۔ اس کے قبیلے کے دو بڑے آدمی اس کے پاس آئے کہ اسے واپس گھر لے چلیں اور کہنے لگے کہ نوجوان تو نے بہت مشکل کام اختیار کیا ہے جو نبھا نہ سکے گا۔ نوجوان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور لوگوں کا کھڑے ہونا میرے اس قیام سے زیادہ سخت ہے وہ پھر کہنے لگے کہ تیرے اقرباء ہیں ان میں رہ کر عبادت کرنا اس تنہائی کی عبادت سے بہتر ہوگا۔ نوجوان نے جواب دیا جب میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے گا تو میرے ہر رشتہ دار اور دوست کو مجھ سے راضی کر دے گا وہ پھر کہنے لگے: ابھی تو کم عمر اور ناتجربہ کار ہے اور ہم ان مجاہدوں سے خوب واقف ہیں خطرہ ہے کہ تو عجب میں مبتلا ہو جائے۔ نوجوان کہنے لگا جو اپنے آپ کو پہچان گیا اسے عجب کوئی نقصان نہیں دیتا۔ بالآخر ایک ساتھی نے دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ چل چلیں نوجوان تو جنت کی بو پا چکا ہے اب ہماری

بات نہیں مانے گا۔

خشیتِ الٰہی کا عالم ☆

روایات میں ہے کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام ساحل سمندر کی طرف نکل گئے اور ایک سال تک مصروف عبادت رہے۔ سال ختم ہوا تو عرض کرنے لگے یا اللہ میری کمر جھک گئی آنکھیں تھک گئیں اور آنسو خشک ہو گئے اور کچھ پتہ نہیں کہ میرا انجام کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے ایک مینڈک کو اس کا جواب دینے پر مامور فرمایا۔ وہ کہنے لگا اے اللہ کے نبی ایک سال کی عبادت پر ہی ایسی باتیں؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ میں تیس برس سے یا ساٹھ برس سے اس کی حمد وثناء میں مشغول ہوں پھر بھی اپنے رب کے خوف سے کانپتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام رونے لگے۔ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قبطی کے قتل کے بعد پیش آیا تھا۔

عجب کا علاج ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص عجب کا علاج کرنا چاہتا ہے اسے چار چیزوں کا التزام کرنا چاہئے:

① ہر عمل کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یقین کرے۔ اس سے عجب کی بجائے شکر میں لگے گا۔

② اپنے اوپر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ ان میں دھیان لگاتا رہے اس سے شکر میں مصروف رہے گا۔ عمل میں پختگی آئے گی اور عجب سے محفوظ رہے گا۔

③ ڈرتا رہے کہ کیا معلوم عمل قبول بھی ہوگا یا نہیں۔ قبول نہ ہونے کے خوف میں مشغول ہوگا تو خود پسندی میں مبتلا نہ ہوگا۔

④ اپنے گزشتہ گناہوں پر نظر ڈالتا رہے۔ جب یہ خطرہ درپیش رہے گا کہ کہیں گناہ نیکیوں پر غالب ہی نہ آ جائیں تو عجب پیدا نہیں ہوگا۔ بھلا ایسا آدمی اپنے عمل پر کیا ناز کر سکتا ہے جسے یہی پتہ نہیں کہ کل قیامت کے دن نامہ اعمال میں کیا ظاہر ہونے والا ہے۔ پس خوشی اور مسرت تو نامہ اعمال پڑھنے کے بعد ہی ظاہر ہو سکتی ہے۔

ہدایت اور گمراہی کی راہ دکھلانے والے پیشواؤں کا انجام ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں

﴿هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ﴾ [الحاقہ: ۱۹]

''آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو۔''

کی آیت تو سنا کرتا تھا مگر یہ پتہ نہ تھا کہ یہ بات کہنے والا کس سے کہے گا حتی کہ حضرت کعب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے ہم بھی وہیں حاضر تھے۔ آپ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کتاب اللہ کے مضمون سے ملتی جلتی کوئی بات سناؤ۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو ایک وسیع میدان میں جمع فرمائیں گے۔ پکار ہوگی اور اس کی آواز سب کو سنائی دے گی اور کوئی آدمی نگاہ سے بھی اوجھل نہ ہو سکے گا۔ ہر طبقہ کو اس کے امام سمیت پکارا جائے گا۔ یعنی وہ پیشوا جو انہیں ہدایت یا گمراہی کی تلقین کرتا رہا۔ چنانچہ ہدایت کے پیشوا کو اس کے پیروؤں سے پہلے بلایا جائے گا وہ آگے بڑھے گا تو اس کا نامہ اعمال اسے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس کی برائیاں لوگوں کی نظر سے اوجھل ہوں گی۔ ان کو صرف یہ خود ہی پڑھ سکے گا تا کہ اسے اپنے اعمال سے جنت میں جانے کا خیال نہ پیدا ہو اور اس کی نیکیاں اس قدر نمایاں ہوں گی کہ لوگ بھی پڑھیں گے اور کہیں گے کہ فلاں شخص کے لیے بشارت ہے کہ کس قدر اس کی بھلائیاں ظاہر ہو رہی ہیں اور وہ اپنی برائیاں پڑھ کر دل ہی دل میں کہہ رہا ہوگا کہ بس اب خیر نہیں حتیٰ کہ اعمال نامہ کے آخر میں لکھا ہوا پائے گا ''کہ میں نے تجھے بخش دیا'' اور ایک نورانی تاج اسے پہنایا جائے گا۔ جس کی شعاعیں پھیل رہی ہوں گی۔ اسے کہا جائے گا کہ اپنے ساتھیوں کو جا کر خوشخبری سنا دو کہ تم سب کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔ یہ لوٹے گا تو اہل محشر اس کی طرف دیکھیں گے اور ہر ایک یہ کہے گا اے اللہ یہ ہمارے پاس ہی آ جائے۔ اے اللہ اسے ہمارے پاس ہی بھیج دے۔ حتیٰ کہ یہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے گا اور کہے گا کہ آؤ ذرا میرا اعمال نامہ پڑھو۔ میری مغفرت ہوگئی ہے اور تمہیں بشارت ہو کہ تم سب کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہونے والا ہے۔ لیکن اگر یہ شخص گمراہی کا امام تھا۔ تو بلایا جائے گا۔ کھڑا ہوگا تو نامہ اعمال دیا جائے گا یہ دائیں ہاتھ میں لینا چاہے گا مگر وہ طوق کی طرح گردن سے مل جائے گا۔ تو بائیں ہاتھ سے پکڑے گا۔ اور بایاں ہاتھ اسکی کمر کی طرف کر دیا جائے گا۔ جسے پڑھنے کے لیے اسے گردن موڑنی پڑے گی۔ وہ اپنی نیکیاں تو خود ہی پڑھ سکے گا تا کہ یہ نہ کہے کہ میری برائیاں تو لکھی گئی ہیں لیکن نیکیاں نہیں لکھی گئیں۔ اور اسے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں عمل کیا تھا۔ اس کا فلاں بدلہ تجھے مل گیا تھا۔ حتیٰ کہ نیکیوں کا حساب بیباق ہو جائے گا اور اس کی برائیاں خوب نمایاں ہوں گی جسے دوسرے لوگ بھی پڑھیں گے اور کہیں گے فلاں شخص تو ہلاک ہو گیا دیکھو اس کی کس قدر برائیاں ظاہر ہو رہی ہیں حتیٰ کہ صحیفہ کے آخر میں یہ لکھا ہوا پائے گا ''عذاب کا فیصلہ تیرے اوپر ثابت ہو چکا'' یعنی تیرے اوپر عذاب لازم ہے اس کے بعد اس کا چہرہ سیاہ رات کے ٹکڑوں کی طرح کالا ہو جائے گا اور آگ کا ایک تاج اسے پہنایا جائے گا۔ جس کا دھواں دور تک پھیل رہا ہوگا۔ پھر اسے کہا جائے گا کہ اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤ اور انہیں یہ خوشخبری سنا دو کہ ان سب کے ساتھ بھی یہی معاملہ

ہونے والا ہے۔ یہ لوٹے گا تو اہل محشر اسے دیکھیں گے تو ہر ایک یہی کہے گا یا اللہ اسے ہمارا ساتھی نہ بنائیو۔ اے اللہ! اسے ہمارے پاس نہ لائیو۔ جس جماعت کے پاس سے بھی گزرے گا۔ سب اس پر لعنت کریں گے۔ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے گا تو وہ بھی لعنت کریں گے اور اس سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔ یہ بھی ان پر لعنت کرے گا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

﴿ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّ يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾

[العنکبوت: ۲۵]

''قیامت میں تم میں ایک دوسرے کا مخالف ہو جائیگا اور ایک دوسرے پر لعنت کریگا۔''

اور یہ شخص ان سے کہے گا۔ تمہیں بشارت ہو کہ تم سب کے ساتھ بھی یہی کچھ ہونے والا ہے۔

حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ آدمی کے لئے یہی علم کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور آدمی کے لئے یہی جہالت کافی ہے کہ اپنے عمل پر عُجب میں مبتلا ہے۔

علم اور جہالت ☆

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگ بھیجے جو ان کی تعریف و توصیف حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کرتے تھے۔ حضرت مقدادؓ اٹھے اور مٹی کی مٹھی بھر کر ان کی چہروں پر ڈال دی اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کسی کی تعریف کرنے والوں کے چہروں پر خاک ڈالا کرو۔

(مسلم ۳۰۰۲۔ ترمذی ۶۳۔ ابن ماجہ ۳۷۴۲۔ احمد ۲۷۰۷، ۲۲۱۱)

باب: ۶۹

حج کی فضیلت

حج کے فضائل ☆

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت منقول ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ یمن کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔ ہمیں حج کے فضائل سے آگاہ فرمائیے۔ ارشاد فرمایا ہاں! جو شخص اپنے گھر سے حج یا عمرہ کے ارادہ سے نکلتا ہے تو ہر قدم زمین سے اٹھاتے اور رکھتے وقت اس کے گناہ یوں جھڑتے ہیں جیسے درخت سے پتے گرتے ہیں۔ جب وہ مدینہ منورہ میں حاضری دیتا اور مجھ سے سلام اور مصافحہ کرتا ہے تو فرشتے اس کو سلام کہتے اور مصافحہ کرتے ہیں۔ پھر جب

ذوالحلیفہ کے میقات پر پہنچ کر غسل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے پاک صاف کر دیتے ہیں اور جب وہ احرام کے دو نئے کپڑے پہنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کی نیکیوں سے از سر نو ابتدا کرتے ہیں اور جب لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ پکارتا ہے تو اللہ پاک بھی لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ کہہ کر جواب دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں تیرا کلام سنتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوں جب مکہ مکرمہ میں حاضر ہو کر طواف اور صفا مروہ کی سعی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بھلائیوں کا سلسلہ قائم فرما دیتے ہیں۔ جب عرفات کا وقوف ہوتا ہے اور لوگ خوب روتے دھوتے اور آہ و بکا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اے میرے آسمانوں کو آباد کرنے والے فرشتو! میرے بندے کو دیکھتے ہو جو دُور دراز کی مشکل منزلوں کو طے کر کے غبار آلود اور پراگندہ بالوں کے ساتھ میرے حضور حاضر ہوئے ہیں۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کے نیکوکاروں کی وجہ سے بدکاروں کو بھی نواز دوں گا اور گناہوں سے یوں پاک و صاف کر دوں گا جیسے آج ان کی ماؤں نے انہیں جنا ہو۔ جب وہ جمرات کی رمی کر کے سر منڈواتے اور پھر طواف زیارت کرتے ہیں تو وسط عرش سے ایک پکارنے والا آواز دیتا ہے۔ تمہاری مغفرت ہو چکی بس اب واپس جا کر از سر نو اعمال شروع کر دو۔

بیت اللہ اور حجر اسود کیا ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ذرا اس گھر کے بارے میں بتلائیے۔ ارشاد ہوا اے علیؓ اللہ پاک نے یہ گھر میرے امتیوں کے گناہوں کے کفارہ کے لیے بنایا ہے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا! یہ حجر اسود کیا ہے؟ ارشاد فرمایا یہ جنت کا ایک پتھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اتارا سورج کی شعاعوں کی طرح اس کی شعاعیں تھیں۔ لیکن مشرکین کے ہاتھ لگ لگ کر اس کا رنگ بدل گیا اور یوں سیاہ ہو کر رہ گیا۔

اُمت کی مغفرت کے حق میں قبولیتِ دُعا ☆

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام اپنی امت کے لیے رحمت اور مغفرت کی خوب دعا مانگی۔ جواب ملا کہ ایک دوسرے پر کئے ہوئے مظالم کے سوا باقی سب معاف ہے تو آنحضرت ﷺ نے پھر بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا اے اللہ تو قادر ہے کہ اس مظلوم کو اپنے خزانوں سے بہترین بدلہ اس ظالم کی طرف سے عطا فرما دے مگر اس شام یہ دعا قبول نہ ہوئی مزدلفہ کی صبح حضور اقدس ﷺ نے پھر یہی دعا مانگی۔ حتیٰ کہ قبول ہو گئی تو آپ ﷺ

تبسم فرمانے لگے۔ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اس وقت تبسم کی عادت مبارکہ تو نہ تھی۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس کو جب علم ہوا کہ امت کے حق میں اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے تو وہ واویلا کرنے لگا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ (ابن ماجہ ۳۰۱۳)

حج گناہوں کو یوں پاک کر دیتا ہے جیسے......!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: کہ جو شخص حج کرتا ہے اور اس میں کوئی بے حیائی کی گفتگو یا گناہ وغیرہ نہیں کرتا تو وہ یوں پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے آج اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔

(بخاری ۱۵۲۱۔ مسلم ۱۳۵۰۔ ترمذی ۸۱۱۔ نسائی ۲۵۸۰۔ ابن ماجہ ۲۸۸۹۔ احمد ۶۸۳۹۔ دارمی ۱۷۲۸)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص بیت اللہ شریف کی حاضری دیتا ہے اس کا طواف کرتا ہے اس کے سوا اس کا کوئی مقصد نہیں تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے اپنی پیدائش کے دن تھا۔

شیطان یوم عرفہ میں ذلیل اور غضب ناک ہوتا ہے☆

ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ شیطان کبھی بھی اس قدر ضعیف حقیر اور غضب ناک نہیں دیکھا گیا جتنا کہ یوم عرفہ میں اور وہ اس لیے کہ اس نے بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول دیکھا اور بڑے بڑے گناہوں کی بھی عام بخشش ہوئی اور اس کا یہی حال اس سے پہلے ایک دفعہ یوم بدر میں بھی ہوا تھا۔ (امام مالک ۸۴۰)

نیک لوگوں کی بدولت بدکاروں کو بھی نوازا جائے گا☆

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی طرف وحی بھیجی۔ اس میں بیت اللہ شریف کا تذکرہ اور اس کی فضیلت بھی ارشاد فرمائی۔ عرض کیا یا اللہ حج کیا ہے؟ فرمایا: میرا ایک گھر ہے جسے میں نے تمام گھروں میں سے منتخب فرمایا۔ میرا حرم ہے جس کی حد بندی میرے خلیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے کی۔ لوگ زمین کے گوشے گوشے سے وہاں حاضری دیتے ہیں اور یوں لبیک لبیک پکارتے ہیں جیسے ایک وفا شعار بندہ اپنے کریم آقا کو پکارتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ ان لوگوں کو ثواب کیا ملے گا۔ ارشاد فرمایا اپنی مغفرت عطا کروں گا حتی کہ ان کے ہمسایوں اور اقرباء کے حق میں ان کی سفارش قبول کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے پھر عرض کیا یا اللہ ان لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جن کے نہ مال پاک ہیں اور نہ دل صاف ہیں۔ ارشاد ہوا ان کے نیکو کاروں کی بدولت بدکاروں کو بھی نواز

دوا ہ گا۔

حجر اسود......اللہ تعالیٰ کا امین ☆

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دورِ خلافت میں ان کے ساتھ حج کیا۔ آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوکر فرمایا۔ یقیناً تو ایک پتھر ہے جو کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

(بخاری ۱۵۹۷، ۱۶۰۵۔ ابن ماجہ ۲۹۴۳۔ احمد ۲۶۳، ۳۰۷)

اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا امیر المؤمنین یوں نہ فرمائیں یہ پتھر اللہ تعالیٰ کے اذن سے نفع اور نقصان پہنچا سکتا ہے اور اگر یہ واقعہ نہ ہوتا کہ آپ قرآن پاک پڑھے ہوئے اور اس کے علوم سے واقف ہیں تو میں یہ جرأت نہ کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے اے ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب اللہ میں یہ مضمون کہاں ہے؟ جواب دیا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی﴾ [اعراف: ۱۷۲]

''اور جب کہ آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے انہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں۔''

جب لوگوں نے اپنی بندگی کا اقرار کرلیا تو ان کا اقرار ایک دستاویز میں لکھ کر اس پتھر کو بلایا اور وہ تحریر اس کے اندر لقمہ کی طرح ڈال دی تو یہ اللہ تعالیٰ کا امین ہے، جو شخص اپنے اس عہد کو پورا کرے گا۔ قیامت کے دن یہ پتھر اس کے حق میں گواہی دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے ابو الحسن اللہ نے تمہیں خوب علم عطا کر رکھا ہے۔

پیدل حج کی فضیلت ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ وہ بینائی چلے جانے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کسی بات پر اس قدر ندامت نہیں ہوئی جتنی کہ اس بات پر ہے کہ میں نے پیدل حج کیوں نہ کئے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ﴾ [الحج: ۲۷]

''لوگ تمہارے پاس پیادہ بھی اور دُبلی اونٹنیوں پر بھی چلے آئیں گے۔''

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: راستہ اگر قریب کا ہے تو پیدل حج میں کوئی حرج نہیں بلکہ افضل ہے۔ البتہ اگر راستہ لمبا اور دور کا ہے تو پھر سواری پر چلنا افضل ہے۔ کیونکہ پیدل چلنے سے تکان ہوگی۔ بدخلقی آئے گی۔ ہاں اگر یہ خطرہ نہ ہو تو پھر یہاں بھی پیدل چلنا ہی افضل ہوگا۔

فرشتوں کا حجاج سے ملنا ☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ فرشتے حجاج کے قافلوں سے ملتے ہیں جو اونٹوں پر سوار ہوں انہیں سلام کہتے ہیں اور جو خچر اور گدھوں پر سوار ہوں ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل چلنے والوں سے معانقہ کرتے ہیں۔

دورانِ سفر موت......شہادت ☆

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو مسلمان اپنے گھر سے جہاد کا قصد لے کر نکلتا ہے۔ لیکن راستہ میں سواری نے اسے لات ماردی یا کسی زہریلے جانور نے کاٹ کھایا یا کسی وجہ سے بھی جہاد کے قبل ہی وفات پا گیا۔ تو یہ شہید ہوگا۔ جو مسلمان گھر سے بیت اللہ شریف کا حج کرنے کے لیے نکلا اور راستہ میں ہی موت واقع ہوگئی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب فرمادیتے ہیں۔ (اسی معنیٰ کی ایک روایت نسائی ۳۰۸۳۔ مسند امام احمد ۱۵۳۹۲ میں ہے)

حاجی کی دُعا ☆

ایک حدیث شریف میں حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اے اللہ حاجیوں کی مغفرت فرما اور جن لوگوں کے لیے حاجی دعا کریں ان کی بھی مغفرت فرما۔ (حاکم ۱/۴۴۱)

اللہ تعالیٰ کے راستہ کی نماز ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری مسجد کی نماز دوسری جگہ کی ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ سوائے مسجد حرام کے۔

(بخاری ۱۱۹۰۔ مسلم ۱۳۹۴۔ ترمذی ۳۲۵، ۳۴۱۶۔ ابن ماجہ ۱۴۰۴، ۶۔ احمد ۶۹۵۵۔ مالک ۴۱۴)

ایک اور حدیث میں ہے کہ میری مسجد کی نماز دوسری جگہ کی دس ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ سوائے مسجد حرام کے۔ مسجد حرام کی نماز دوسری جگہ کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ کی نماز دو لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کیا ایسا شخص نہ بتاؤں جو اس سے بھی افضل ہے۔ وہ وہ ہے جو کہ رات کی تاریکی میں کھڑا ہو اور جو اچھی طرح سے وضو کر کے محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کیلئے دو رکعت ادا کرے۔

حج ......اسلام کا بنیادی ستون ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کا روزہ رکھنا اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔ (بخاری ۸، ۴۵۱۵۔ مسلم ۱۶۔ ترمذی ۲۶۰۹۔ نسائی ۴۹۱۵۔ احمد ۴۵۶۷)۔

ایک حج کے ذریعہ تین آدمیوں کا جنت میں داخلہ ☆

حضرت سعید بن المسیب حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک حج کے ذریعہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں:

① اس کی وصیت کرنے والا۔

② اس وصیت کو نافذ کرنے والا۔

③ اور خود حج کرنے والا۔

اور یہی حال عمرہ اور جہاد کا بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (الفوائد المجموعہ صفحہ ۱۰۷۔ وقال ابن الجوزی ۲/۱۳۰ موضوع، لا یصح عن رسول اللہ ﷺ واعتھم به اسحاق بن بشر وھو فی عداد الوضاعین)

باب : ۷۰

جہاد کی فضیلت

اللہ کی راہ کا غبار اور اس کے راستہ میں نکلنا ☆

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی بندے کے پیٹ میں کبھی جمع نہیں ہوسکتے۔ ایسے ہی بخل اور ایمان کبھی کسی بندے کے دل میں اکٹھے نہیں ہوتے۔

(ترمذی ۱۶۳۳۔ نسائی ۳۰۵۶، ۳۰۵۷۔ ابن ماجہ ۲۷۷۴۔ احمد ۱۰۱۵۶)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک صبح کو یا ایک شام کو نکل جانا کل روئے زمین اور اس کی ساری دولتوں سے بہتر ہے۔ کسی آدمی کا جہاد کی صف میں کھڑا ہو جانا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

(بخاری ۲۷۹۴۔ بالفاظ مختلفہ۔ مسلم ۱۸۸۲۔ ترمذی ۱۶۴۸۔ ابن ماجہ ۲۷۵۷۔ احمد ۲۲۱۳، ۱۵۰۱۴، ۲۱۲۶۰)

جہاد کی روانگی میں تاخیر کرنا ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر میں بھیجا۔ جمعہ کا دن تھا۔ انہوں نے جی میں کہا کہ جمعہ کی نماز حضور ﷺ کے پیچھے پڑھ لوں۔ پھر اپنے رفقائے قافلہ سے جاملوں گا۔ جو صبح سویرے روانہ ہو چکے تھے۔ جمعہ کی نماز میں آئے۔ تو آنحضرت ﷺ نے دیکھ لیا اور فرمایا کہ تم صبح اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کیوں نہ گئے۔ عرض کی جی چاہا کہ جمعہ کی نماز آپ ﷺ کے ساتھ پڑھ کر ان سے جاملوں گا۔ ارشاد فرمایا اگر کل روئے زمین کے سارے خزانے بھی خرچ کر ڈالو تو وہ فضیلت اب نہ مل سکے گی جو صبح سے سفر کرنے والوں کے حصہ میں آئی۔ (ترمذی ۵۲۷۔ امام احمد ۲۲۰۳)

سرحد کی حفاظت کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جان دینا ☆

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ساحل سمندر پر ایک رات سرحد کی حفاظت میں گزارنا اپنے گھر مہینہ بھر کے روزے رکھنے اور رات کی عبادت کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو گیا اسے اللہ تعالیٰ عذاب قبر سے محفوظ فرمائیں گے۔ قیامت کی عظیم گھبراہٹ سے بھی پرامن رکھیں گے اور اس کے دن رات کے اعمال تا قیامت اس کے لیے جاری رکھے جائیں گے اور مجاہد کی قبر کی زیارت کرنے میں قیامت تک جہاد کا ثواب ہے۔
(صحیح مسلم ۱۹۱۳)

افضل جہاد ☆

عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے کسی نے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ ارشاد فرمایا اچھی گفتگو کرنا کھانا کھلانا، اسلام پھیلانا۔ عرض کیا گیا کون سا مسلمان سب سے بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ عرض کیا گیا کون سی نماز افضل ہے؟ ارشاد فرمایا جس میں قیام لمبا ہو۔ عرض کیا گیا صدقہ کون سا اچھا ہے؟ ارشاد فرمایا کسی نادار کا اپنی محنت کی کمائی خرچ کرنا۔ عرض کیا گیا ایمان کی کون سی خصلت افضل ہے؟ ارشاد ہوا صبر اور سخاوت۔ عرض کیا گیا جہاد کون سا افضل ہے؟ ارشاد ہوا جس میں مجاہد اپنے گھوڑے سمیت کام آجائے۔ عرض کیا گیا آزاد کرنے کے لیے کون سا غلام بہتر ہے فرمایا جو قیمت میں گراں ہو۔ (احمد ۸۶۷۷)

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں جمع نہیں ہوسکتا۔

نہ رونے والی آنکھیں ☆

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن تین آنکھوں کے سوا ہر آنکھ روتی ہوگی اور وہ یہ ہیں:

① وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتی ہو۔

② وہ جو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ مقامات سے بچتی رہی ہو۔

③ وہ آنکھ جس نے فی سبیل اللہ پہرہ دیا ہو۔ (ترمذی ۲۳۹ بالفاظ مختلفہ)

جنت اور دوزخ میں پہلے جانے والے تین افراد ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے اپنی امت کے سب سے پہلے جنت میں جانے والے تین آدمی اور سب سے پہلے دوزخ میں جانے والے تین آدمی دکھائے گئے۔ سب سے پہلے جنت میں جانے والے تین آدمی یہ ہیں:

① شہید۔

② غلام جسے دنیا کی غلامی اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نہ روک سکی۔

③ وہ عیال دار فقیر جو سوال سے بچتا رہا۔

دوزخ میں سب سے پہلے جانے والے تین شخص یہ ہیں:

① وہ حاکم جو از خود لوگوں پر مسلط ہو گیا۔

② وہ مالدار آدمی جو اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا۔

③ متکبر فقیر۔ (ترمذی ۱۶۴۲۔ امام احمد ۹۱۲۸)

بہترین عمل

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا' والدین سے حسن سلوک کرنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(بخاری ۵۳۴ ۷۔ مسلم ۸۵۔ ترمذی ۱۷۳، ۱۸۹۸۔ نسائی ۶۰۶، ۶۰۷۔ احمد ۳۶۹۵، ۳۷۷۶۔ دارمی ۱۱۹۷)

جہاد کے لیے امداد اور تیاری کی فضیلت ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: کہ جو شخص کسی کو جہاد کے لیے گھوڑا دیتا ہے۔ اسے جہاد فی سبیل اللہ میں اپنا مال اور جان لگانے کا اجر ملتا ہے۔ جو شخص کسی مجاہد کو تلوار دیتا ہے قیامت کے دن اس تلوار کو زبان عطا ہوگی۔ جس سے وہ پکار پکار کر کہے گی میں فلاں شخص کی تلوار ہوں۔ آج تک اس کے لیے جہاد کرتی رہی ہوں جو کوئی جہاد کے لیے کسی کو تیر دیتا ہے تو یہ اس کے

لیے ذخیرہ بنتا ہے اور بڑھتا رہتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن لوگوں کے سامنے وہ احد پہاڑ سے بڑا کر کے لایا جائے گا۔ جو کوئی مجاہد کو سواری کے لیے جانور دیتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو امتیازی نشان عطا فرمائیں گے۔ جو کوئی ڈھال دے دے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو دوزخ سے ڈھال بنا دیں گے۔ جس نے فی سبیل اللہ نیزے کا ایک زخم کھایا۔ اللہ تعالیٰ اس کو منور کریں گے اور اس کی کستوری جیسی مہک ہوگی جسے سب لوگ محسوس کریں گے۔ جو کوئی اللہ کی راہ میں پانی پلاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سربمہر شراب عطا کریں گے۔ جو کوئی اپنے کسی بھائی کی فی سبیل اللہ ملاقات کو جاتا ہے اسے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔ ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ کم ہوتا ہے جو کوئی جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھوڑا رکھتا ہے۔ اسے اس کے ہر بال کے عوض ایک نیکی ملتی ہے۔ ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک برائی کم کی جاتی ہے۔ جو کوئی اللہ کی راہ میں ایک رات پہرہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت میں بڑی گھبراہٹ سے محفوظ فرمائیں گے۔

لشکر کی معاونت کرنے کا ثواب ☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: کہ اللہ کی راہ میں جب کسی لشکر کے ساتھ چلو تو اس کے پیچھے پیچھے رہو کمزور سواریوں کو چلاتے رہو ڈرنے والوں کو سہارا اور تسلی دیتے رہو۔ ان لوگوں والا اجر تجھے بھی مل جائے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

حوریں مجاہد کے چہرے سے غبار صاف کرتی ہیں ☆

بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے کہ تلواریں جنت کی کنجیاں ہیں نیز فرماتے ہیں کہ جب جہاد میں دو صفیں باہم ملتی ہیں تو خوشنما حوریں مزین ہو کر مجاہدین کو دیکھنے لگتی ہیں۔ کوئی مجاہد آگے بڑھتا ہے تو کہتی ہیں اے اللہ اس کی مدد فرما اس کی ہمت بڑھا اور اگر مجاہد پیچھے ہٹنے لگے تو یہ پردہ میں چلی جاتی ہیں اور کہتی ہیں اے اللہ اس کی مغفرت فرما اور شہید ہو جائے تو خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ اس کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور دو خوشنما حوریں اتر کر اس کے چہرہ سے غبار صاف کرتی ہیں۔

آمدِ حور ☆

کہتے ہیں کہ ایک حبشی دربار نبوت میں حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ جیسا کہ آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں شکل کا بدصورت ہوں، بدن سے بو آتی ہے حسب ونسب بھی اعلیٰ نہیں۔ اگر میں لڑتے لڑتے مارا جاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔ ارشاد فرمایا تو جنت میں جائے گا وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ پھر کہنے لگا میرے پاس کچھ بکریاں ہیں۔ ان کا کیا کروں ارشاد فرمایا کہ ان کا رخ مدینہ کی طرف کر کے

آواز لگا دے وہ خود ہی گھر پہنچ جائیں گی۔ اس نے ایسا ہی کیا اور میدان جہاد میں چلا گیا۔ لڑائی ختم ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے مسلمان بھائیوں کی تلاش کرو بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہی حبشی فلاں وادی میں زخمی پڑا ہے۔ آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور اسے فرمایا آج اللہ تعالیٰ نے تیرا چہرہ حسین کر دیا ہے تیری بو عمدہ کر دی اور مہکادی ہے۔ تیرے حسب نسب کو بھی اونچا کر دیا ہے۔ وہ شخص رونے لگا۔ حضور اقدس ﷺ نے اس طرف سے چہرہ مبارک پھیر لیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے جنت کی خوشنما حوریں جو اس کی بیویاں بننے والی ہیں اس کی طرف تیزی سے بڑھتی ہوئی دیکھیں حتی کہ ان کی پازیب بھی کھل گئی۔ (حاکم ۲/۹۲،۹۴)

تین قسم کے غازی ☆

کہتے ہیں کہ غازی تین قسم کے ہیں:

① وہ جو مجاہدین کے جانوروں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

② وہ جو خود مجاہدین کے خادم ہوتے ہیں۔

③ وہ جو قتل و قتال میں مصروف ہوتے ہیں۔

یہ سب اجر میں برابر ہیں البتہ ان میں سے افضل وہ ہیں جو جانوروں کی رکھوالی کرتے ہیں اور موقع بنے تو لڑائی میں بھی شریک ہو جاتے ہیں۔ دوسرے درجہ میں جو خادم ہوتے ہیں اور موقع پر لڑائی میں بھی شریک ہو جاتے ہیں۔

خادم کی فضیلت ☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ قوم کا خادم اجر میں سب سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

دُنیا میں واپسی کی تمنا ☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ مرنے کے بعد جب کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا انجام بخیر ہو۔ دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہیں کرتا۔ گو اسے تمام دنیا کی نعمتیں بھی کیوں نہ مل جائیں کیونکہ موت کی دہشت ہی کچھ ایسی ہے مگر شہید اپنی شہادت کی فضیلت کو دیکھ کر یہ تمنا رکھتا ہے کہ اسے بار بار دنیا میں واپس بھیجا جائے تا کہ پھر شہادت نصیب ہو۔ (بخاری ۲۷۹۵، ۲۸۱۷۔ مسلم ۱۸۷۷۔ ترمذی ۱۶۴۳، ۱۶۶۱۔ نسائی ۳۱۰۹، ۳۱، ۱۱۵۶۵، ۱۱۸۹۴۔ دارمی ۲۳۰۴)

شہداء کے فضائل☆

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت قرآنی:

﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾ [زمر: ٦٨]

''سو تمام زمین اور آسمان والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے۔''

کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس سے شہداء مراد ہیں جو تلواریں سونتے ہوئے عرش کے گرد ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ تلواریں گلے میں لٹکائے ہوئے ہوں گے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو تین خصلتیں عطا فرمائی ہیں:

① جو شہید ہو جائے اسے حیات اور رزق ملتا ہے۔
② جو غلبہ پالے اسے اجر عظیم ملتا ہے۔
③ جو بعد تک زندہ رہتا ہے اسے بہترین رزق عطا ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے شہادت مانگتا ہے وہ طبعی موت مر کر بھی شہادت کا اجر پالیتا ہے۔

(مسلم ۱۹۰۹۔ ترمذی ۱۶۵۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت قرآنی:

﴿بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ [آل عمران: ١٦٩]

''بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے۔''

کے متعلق فرماتے ہیں کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں داخل ہو کر جہاں چاہیں جنت کی سیر کرتی ہیں۔ پھر عرش تلے لٹکتی ہوئی قندیلوں میں آ کر آرام کرتی ہیں۔

(دارمی ۲۳۰۳)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد پاک نقل کرتے ہیں کہ جو کوئی صرف اتنے وقت کے لیے فی سبیل اللہ جہاد کرتا ہے۔ جتنا اونٹنی کے پستان سے دوبارہ دودھ نکالنے تک ہوتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ جو کوئی صدق دل سے شہادت کی دعا اور تمنا کرتا ہے۔ پھر طبعاً مر جائے یا قتل ہو جائے اسے بھی شہید کا اجر ملتا ہے۔ جسے اللہ کی راہ میں کوئی زخم آیا۔ یا خراش آئی تو قیامت کو اس کا رنگ زعفران کا اور بو کستوری کی سی ہو گی۔

(ترمذی ۱۶۵۷۔ نسائی ۳۰۹۰۔ ابوداؤد ۲۵۴۱۔ ابن ماجہ ۲۷۹۲۔ احمد ۲۱۰۹۴)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن چار

آنکھوں کے علاوہ سب آنکھیں روئیں گی:

① ایک وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں کام آ گئی۔
② دوسری وہ جو اللہ کے خوف سے بہنے لگی۔
③ تیسری وہ جو اللہ کے خوف سے جاگتی رہی۔
④ چوتھی وہ آنکھ جس نے مسلمانوں کے لشکر کی حفاظت میں پہرہ دیا۔(واللہ اعلم)

(ترمذی ۱۶۳۹ بالفاظ مختلف)

باب : ۷۱

سرحد کی حفاظت کی فضیلت

پڑاؤ کرنے کی فضیلت☆

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں پہلے چھپاتا رہا مگر آج ظاہر کرتا ہوں اور اس کے اظہار میں اس کے سوا کوئی مانع بھی نہ تھا کہ تمہاری رفاقت کا اشتیاق تھا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا پڑاؤ کرنا ہزار دن کے روزہ اور ہزار راتوں کے قیام سے افضل ہے۔(ترمذی ۱۶۶۷۔ نسائی ۳۱۱۸۔احمد ۴۱۵۔اور سب میں افضل من الف یوم تو ہے لیکن قیام الف یوم نہیں)۔

مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت سلمان فارسی حضرت شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے جب کہ وہ فارس کے ایک قلعہ میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنی تھی کہ اللہ کی راہ میں ایک دن پڑاؤ کرنا ایک مہینہ کے روزہ اور قیام سے افضل ہے۔اس حالت میں مر جانے والا قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے اور اس کا عمل قیامت تک بہتر سے بہتر شکل میں بڑھتا جاتا ہے۔
(مسلم ۱۹۱۳)

رضوانِ اکبر☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو کوئی اللہ کی راہ میں ایک دفعہ تکبیر بلند کرتا ہے قیامت کے دن وہ اس کے ترازو میں ایسے پتھر کی طرح بن جائے گی جو تمام زمین و آسمان اور ان کو آباد کرنے والی مخلوق سے بھی وزنی ہو اور جو شخص اللہ کی راہ میں لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر بلند آواز سے کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی رضوان اکبر لکھ دیتے ہیں۔

جس کے لیے رضوان اکبر لکھ دیا جائے اللہ تعالیٰ اس کو حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابراہیم اور دیگر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ جمع فرمائیں گے۔

(تنزیہ الشریعہ المرفوعہ ۲/ ۱۷۸۔ وقال الذہبی منکر جداً)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ رضوان اکبر کے متعلق مختلف قول ہیں۔ بعض کہتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کا دیدار مراد ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ رضوان اکبر وہ رضامندی ہے جس کے بعد کبھی ناراضگی نہ ہو۔

مجاہد کا درجہ کس قدر؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہ ایک آدمی دربار نبوت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ ممکن ہے کہ میں مال خرچ کر کے مجاہد فی سبیل اللہ کے اعمال کا درجہ حاصل کرلوں۔ دریافت فرمایا کس قدر مال ہے اس نے عرض کیا چھ ہزار۔ ارشاد فرمایا اگر سبھی صدقہ کر دو تو فی سبیل اللہ کی نیند کے برابر بھی نہ ہوگا۔

محمد بن مقاتل رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے یہ معروف مقولہ نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص مجاہدین کی چھاؤنی میں ہو اور اپنا سر منڈا کر بال زمین میں دفن کر دے۔ تو جب تک بال مدفون رہیں گے اسے چھاؤنی میں ٹھہرنے کا ثواب ملتا رہے گا اور کہا جاتا ہے کہ بال زمین میں بوسیدہ نہیں ہوتے۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کے باغ میں داخل ہوا آپ نے تمیں غلام آزاد کئے وہ آدمی تعجب کرنے لگا تو حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے افضل عمل نہ بتاؤں۔ عرض کیا بتائیے فرمایا ایک آدمی اللہ کی راہ میں جانور پر سوار جا رہا تھا اس کا کوڑا اس کی انگلی میں اٹک رہا تھا۔ اسے چھینک آئی اور کوڑا گر گیا۔ اس کا کوڑے کے گرنے کی وجہ سے پریشان ہونا میرے اس عمل سے جو تو نے دیکھا ہے کہیں زیادہ اچھا ہے۔

پڑاؤ میں موت کی فضیلت ☆

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو اٹھائے گا جو پل صراط سے ہوا کی طرح گزر جائیں گے۔ نہ ان کا کوئی حساب ہوگا نہ کوئی عذاب۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں ارشاد فرمایا جن لوگوں کو جہاد کی چھاؤنی میں موت آ گئی۔

مرنے کے بعد اجر ملنا ☆

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں: کہ چار قسم کے لوگ ہیں جن کے اجر مرنے کے بعد بدستور جاری رہتے ہیں:

① جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کی چھاؤنی میں مرا۔

② وہ شخص جس نے علم سکھایا جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے۔ اسے اجر ملتا رہے گا۔

③ وہ آدمی جس نے اپنے مال سے کوئی صدقہ جاری کیا۔ جب تک یہ صدقہ موجود رہے گا اجر ملتا رہے گا۔

④ وہ آدمی جو نیک اولاد چھوڑ جائے اور وہ اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

(نسائی بالفاظ مختلفہ ۳۱۱۶۔ ابن ماجہ ۲۷۶۷)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ابو مطیع نے فرمایا کہ جس رباط اور چھاؤنی ڈالنے کی یہ فضیلت ہے اس سے وہ سرحدی مقام مراد ہے، جس کے آگے اسلام کی حدود نہیں۔

دشمن کے حملہ سے تحفظ ☆

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جب دشمن کسی جگہ پر حملہ کر دے تو وہ جگہ چالیس برس تک چھاؤنی ہوگی۔ اگر وہاں پر دو دفعہ حملہ ہو جائے تو ایک سو بیس برس تک لیکن اگر تین دفعہ حملہ ہو جائے تو قیامت تک وہ چھاؤنی کے لیے مخصوص رہے گی۔

باب: ۷۲

تیر اندازی اور شہسواری کی فضیلت

ایک تیر تین آدمیوں کو جنت میں لے جائے گا ☆

فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت جابر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ میں اور ایک صحابی باہم تیر اندازی کیا کرتے تھے۔ میں نے ایک دن ناغہ کر دیا۔ اس نے وجہ پوچھی تو میں نے عذر کیا وہ کہنے لگا میں تجھے حضور ﷺ کی حدیث نہ سناؤں جو تیرے لیے تیر اندازی میں بھی معاون ہوگی۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ کہنے لگے میں نے حضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتے ہیں ایک تیر چلانے والا دوسرے بغرض ثواب بنانے والا۔ تیسرے اس میں سہارا دینے والا۔

عمدہ کھیل ☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ تیر اندازی اور شہسواری کیا کرو اور تیر اندازی میرے نزدیک شہسواری سے بڑھ کر ہے اور مومن کا ہر کھیل باطل و بے سود مگر ہاں یہ کہ تیر اندازی کرے گھوڑے کو میدان جہاد کے کرتب سکھائے اور اپنے اہل و عیال سے خوش طبعی کی باتیں کرے کہ یہ باتیں بھی صحیح اور درست ہیں۔

(ترمذی ۱۶۳۷۔ نسائی ۳۵۲۲۔ ابو داؤد ۲۵۱۳۔ ابن ماجہ ۲۸۱۱۔ احمد ۱۶۶۹۲۔ دارمی ۲۲۹۸)

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل شام کی طرف حکم بھیجا کہ اپنی اولاد کو تیراکی، تیر اندازی اور شہسواری سکھاؤ اور کہو کہ ایک دوسرے کے قریب نشانہ لگائیں۔

مجاہد کہتے ہیں: کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ایک کرتے میں نشانہ بازی کی دونوں حدوں کے درمیان دوڑ رہے ہیں اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی معمول تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے دن حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ارشاد فرمایا: اے سعد تیر چلاؤ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔

(بخاری ۲۹۰۵۔ مسلم ۲۴۱۱۔ ترمذی ۲۸۲۸، ۲۸۲۹، ۲۸۲۹، ۳۷۵۳۔ ابن ماجہ ۱۲۹۔ احمد ۱/۶، ۹۲۸، ۱۰۹۰)

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس روایت سے تیر اندازی کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ کا کلمہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کو نہیں فرمایا اور ان کو بھی تیر اندازی کی وجہ سے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے یہ دعا بھی فرمائی۔ اے اللہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تیر نشانہ پر درست رکھیو اور اس کی دعا قبول فرمائیو۔

(حاکم ۳/۵۰۰)

جہاد اور کاشتکاری ☆

حضرت عمرو بن شرحبیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ اونٹ اپنے مالکوں کے لیے باعث عزت ہے۔ بکریاں برکت کا سبب ہیں اور گھوڑوں کی پیشانی کے بالوں میں قیامت تک کے لیے خیر رکھ دی گئی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں عزت اور بیلوں کی دم میں ذلت ہے۔ یعنی لوگ جہاد میں مشغول ہوں گے تو اسلام کو عزت و غلبہ ہوگا اور جب جہاد چھوڑ کر بیلوں کی دموں کے پیچھے لگ جائیں گے تو ذلیل ہو جائیں گے۔

تیراندازی کی فضیلت ☆

حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تیر چلانے والا غلام آزاد کرنے والے کے برابر ہے۔

(ترمذی ۱۶۳۸۔ابوداؤد ۹۶۶۵۔احمد ۱۶۴۰۸)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ عنقریب تمہارے لیے زمین فتح کر دی جائے گی اور محنت مشقت بھی خود نہیں کرنی پڑے گی۔ پھر بھی تیر اندازی کا مشغلہ نہ چھوڑ بیٹھنا۔ (مسلم ۱۹۱۸۔ترمذی ۳۰۸۳۔احمد ۶۷۹۲)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تیر پر کے بغیر جنت کی ایک نشانی ہے اور پر کے بغیر یونہی تیر چلانے کی مشق کرنے والا دشمن پر تیر چلانے والے کی طرح ہے۔ اور جو شخص اٹھا کے واپس لاتا ہے اسے ہر قدم پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ [الانفال: ۶۰]

''کہ دشمنوں کے لیے جس قدر قوت تیار کر سکو کرو۔''

پھر ارشاد فرمایا کہ آیت میں قوت سے مراد تیر اندازی ہے اور اسے تین بار دہرایا۔

ایک حدیث میں ہے جس نے تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دی اس نے ایک سنت کو ترک کر دیا اور ایک حدیث میں ہے کہ اس نے ایک نعمت کو ضائع کر دیا۔

(نسائی ۳۵۲۲۔ابوداؤد ۲۵۱۳۔احمد ۱۶۶۹۷۔دارمی ۲۲۹۸)

شریف آدمی کو چار باتوں پر عمل کرنا چاہیے ☆

مشہور ہے کہ شریف آدمی کو چار باتوں سے عار نہیں کرنی چاہیے اگرچہ حکمران ہی کیوں نہ ہو:

① والدین کے لیے اپنی مجلس سے کھڑے ہو جانا۔
② مہمان کی خدمت کرنا۔
③ اپنے گھوڑے کی نگرانی کرنا۔
④ اپنے استاد کی جس سے علم سیکھا ہے خدمت کرنا۔ (واللہ اعلم)

باب : ۷۳

جنگ کے آداب

دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو☆

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے رہو۔ اگر مقابلہ ہو جائے تو ڈٹ جاؤ اور اللہ کا ذکر خوب کثرت سے جاری رکھو۔

(بخاری ۲۹۶۶، ۷۲۳۷۔ مسلم ۱۷۴۲۔ ابوداؤد ۲۶۳۱۔ دارمی ۲۴۳۴)

مجاہد کو دس باتوں کا خیال رکھنا چاہئے☆

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص پورے طور پر غازی اور سنت کے موافق مجاہد فی سبیل اللہ بننا چاہتا ہے اسے دس چیزوں کا خیال رکھنا لازم ہے:

① والدین کی رضامندی کے بغیر نہ جائے۔

② اس کے ذمہ اللہ تعالیٰ کے جو حقوق نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور کفارہ وغیرہ کے ہیں۔ انہیں ادا کرے اور ایسے ہی لوگوں کے حقوق ظلم، غیبت اور جھوٹ وغیرہ کے جو ذمہ ہوں ان سے فارغ ہو جائے۔

③ اہل وعیال کے لیے بقدر ضرورت واپسی تک کے لیے اخراجات چھوڑ کر جائے۔

④ اس کی کمائی حلال کی ہو کہ اللہ تعالیٰ حلال وطیب کو ہی قبول کرتا ہے۔

⑤ حاکم وقت کی اطاعت وفرمانبرداری کرے گو وہ حبشی غلام ہی ہو۔

⑥ اپنے ساتھی کا حق ادا کرے جب بھی ملے خندہ پیشانی سے ملے اور اس سے بڑھ کر اخراجات کرے اس کی بیمار پرسی کرے ضرورت میں اس کا ہاتھ بٹائے۔

⑦ اپنے راستے میں کسی مسلمان یا ذمی کو ایذا نہ پہنچائے۔

⑧ میدانِ جہاد سے نہ بھاگے۔

⑨ مال غنیمت سے کچھ نہ چرائے۔

قرآن پاک میں ہے:

﴿وَمَنۡ يَّغۡلُلۡ يَاۡتِ بِمَا غَلَّ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ﴾ [آل عمران: ۱۶۱]

''جو شخص خیانت کرے گا وہ اپنی خیانت والی چیز کو حاضر کرے گا۔''

اپنے غزوہ اور جہاد سے دین کا غلبہ اور اہل ایمان کی نصرت کا ارادہ رکھے۔

دورانِ جنگ غازی کے اوصاف ☆

کہتے ہیں کہ غازی کو لڑائی کے وقت دس چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے:

① دِل کا شیر ہو بزدل نہ ہو۔
② تکبر میں چیتے جیسا ہو دشمن کے سامنے تواضع نہ دکھائے۔
③ شجاعت میں ریچھ کی طرح ہو۔ جو تمام اعضاء سے لڑتا ہے۔
④ دشمن کے حملہ کے وقت خنزیر کی طرح ہو جو پشت نہیں پھیرتا۔
⑤ خود حملہ کرنے میں بھیڑیے کی طرح ہو کہ ایک طرف سے مایوس ہوتا ہے تو دوسری جانب سے جا پڑتا ہے۔
⑥ بوجھ اٹھانے میں چیونٹی کی صفت ہو جو اپنے وزن سے بھی کئی گنا زیادہ بوجھ اٹھا لیتی ہے۔
⑦ ثابت قدمی میں پتھر کی چٹان ہو کہ کبھی نہ ہلے تیروں کے پھل اور تلواروں کی ضربیں کھا کر برداشت کرے اور گدھے جیسا صبر دکھائے۔
⑧ وفاداری کتے جیسی ہو کہ اگر آقا آگ میں گھس گیا تو یہ بھی اسکے پیچھے آگ میں جا گھسے۔
⑨ اپنے مطلوب کی تلاش میں مرغ جیسا ہو۔
⑩ شکست کے موقع پر لومڑی جیسا۔

باب : ۷۴

اُمتِ محمدیہ کے فضائل

اُمتِ محمدیہ کے تورات میں مذکور فضائل ☆

حضرت مقاتل بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے ایک دفعہ عرض کیا یا اللہ میں [illegible] کی تختیوں میں ایک امت کا تذکرہ پاتا ہوں۔ جو سفارش کریں گے تو قبول ہوگی۔ انہیں میری ہی امت بنا دیجئے۔ ارشاد ہوا وہ تو حضرت محمد ﷺ کی امت ہے۔ پھر عرض کیا اللہ ان تختیوں میں ایسی امت بھی پاتا ہوں جن کی پانچ نمازوں کی ادائیگی ان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ انہیں ہی میری امت بنا دے۔ ارشاد ہوا وہ حضرت محمد ﷺ کی امت ہے۔ پھر عرض کیا اللہ میں نے ایسی امت کا تذکرہ دیکھا ہے جو گمراہ لوگوں کو قتل کریں گے۔ حتیٰ کہ کانے دجال کو بھی۔ تو انہیں میری امت بنا دے۔ ارشاد فرمایا وہ حضرت محمد ﷺ کی امت ہے۔ پھر عرض کیا

اے باری تعالیٰ میں تورات میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو پانی اور مٹی دونوں سے طہارت حاصل کرے گی آپ انہیں میری امت بنا دیں۔ ارشاد ہوا وہ حضرت محمد ﷺ کی امت ہے۔ پھر عرض کیا میں نے اس امت کا ذکر بھی دیکھا ہے جنہیں صدقات کا مال استعمال کرنے کی اجازت ہوگی حالانکہ پہلے لوگ آگ میں جلاتے تھے۔ انہیں آپ میرے امتی بنا دیں فرمایا۔ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت ہے۔ عرض کیا یا اللہ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جب نیکی کا قصد کر لیا تو ان کی ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ اگر کر نہ سکیں اور اگر کر لیں تو دس گنا سے سات سو بلکہ زیادہ تک بڑھا کر لکھی جاتی ہے اور اگر ان میں سے کوئی برائی کا ارادہ کرے تو کچھ بھی نہیں لکھا جاتا اگر وہ برائی کر بیٹھے تو صرف ایک برائی لکھی جاتی ہے۔ ان لوگوں کو میرے امتی بنا دیجئے۔ ارشاد فرمایا وہ حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے پھر عرض کیا اے اللہ! میں نے اپنی تختیوں میں اس امت کو بھی دیکھا جن میں سے ستر ہزار آدمی بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ انہیں میری امت بنا دیں۔ ارشاد فرمایا وہ حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں۔

معمر رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی مضمون نقل کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ میں توراۃ کی تختیوں میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں جو خیر الامم ہے بھلائیوں کا حکم کرتے اور برائیوں سے روکنے والے ہیں انہیں میرے امتی بنا دیجئے۔ ارشاد ہوا وہ حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں۔ عرض کیا یا اللہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو آخر میں آنے والے اور قیامت میں آگے بڑھ جانے اور سبقت لے جانے والے ہیں۔ انہیں میرے امتی بنا دیجئے۔ فرمایا وہ حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں۔ عرض کیا یا اللہ میں نے ایسے لوگوں کا ذکر بھی دیکھا کہ کتاب اللہ ان کے سینوں میں ہوگی اور دیکھ کر بھی پڑھتے ہوں گے انہیں میری امت بنا دیں۔ ارشاد فرمایا وہ حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں۔ بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود حضرت محمد ﷺ کے امتی ہونے کی تمنا کا اظہار کیا تو جواب ملا:

﴿يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ [اعراف: ۱۴۴]

''اے موسیٰ! (یہی بہت ہے) کہ میں نے پیغمبری اور اپنی ہم کلامی سے اور لوگوں پر تم کو امتیاز دیا ہے تو (اب) میں نے جو کچھ تم کو عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرو۔''

﴿وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ﴾

[اعراف: ۱۵۹]

اور قوم موسیٰ میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کے موافق ہدایت کرتے ہیں اور اس کے موافق انصاف بھی کرتے ہیں۔'' اس پر موسیٰ علیہ السلام راضی ہو گئے۔

واقعہ معراج......داستان عشق ووفا ☆

مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں: کہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: کہ مجھے جب آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ تو جبرائیل علیہ السلام بھی ساتھ تھے۔ حتی کہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس حجاب اکبر تک پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے محمد ﷺ آگے بڑھئے میں نے کہا نہیں بلکہ آپ آگے ہوں۔ کہنے لگے اے محمد ﷺ اس مقام سے آگے بڑھنا آپ کے سوا کسی اور کو زیبا نہیں اور آپ ﷺ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ فرماتے ہیں میں آگے بڑھا حتی کہ میں سونے کے ایک تخت تک پہنچا جس پر جنت کا ریشمی فرش بچھا ہوا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پیچھے سے آواز دی اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کی تعریف وثناء ہو رہی ہے۔ آپ متوجہ ہو جائیں اور حکم کے منتظر رہیں۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے گھبراہٹ محسوس نہ کریں میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے ہوئے کہا:

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالطَّيِّبَاتُ))

''کہ تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ﴾

میں نے عرض کیا:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ))

''ہم پر بھی اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی نازل ہو۔''

جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ﴾

''رسول ایمان لایا جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوا۔''

میں نے عرض کیا یا اللہ واقعی میں آپ پر ایمان لایا ہوں۔

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ﴾ [البقرہ: ۲۸۵]

''اور مؤمنین بھی سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے۔''

جیسا کہ یہود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان تفریق کی اور ایسے ہی نصاریٰ نے بھی تفریق ڈالی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾

''یعنی اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی طاقت میں ہو وہ جو بھی نیک عمل کرے گا اس کا ثواب اسے ملے گا اور جو برائی کرے گا اس کا عذاب بھی اسے ہوگا۔''

پھر ارشاد فرمایا کہ سوال کریں مطلوب عطا ہوگا میں نے عرض کیا:

﴿غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ [البقرہ: ۲۸۵]

''یعنی ہمارے گناہوں کی مغفرت فرما دیجئے کہ ہمیں قیامت میں آپ کے حضور پیش ہونا ہے۔''

ارشاد ہوا میں نے آپ کی مغفرت کردی۔ اور آپ ﷺ کی امت میں سے ہر اس شخص کی جو میری توحید اور آپ ﷺ کی رسالت کو مانتا ہے۔ اس کے بعد پھر ارشاد ہوا کچھ مانگئے آپ ﷺ کو دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا﴾

''اے رب ہم پر گرفت نہ فرمائیے اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں۔''

ارشاد ہوا ایسا ہی ہوگا تمہاری خطا یا نسیان پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح اس کام پر بھی جو تم سے جبراً کروایا جائے گا۔ پھر ارشاد ہوا آپ ﷺ درخواست کریں آپ ﷺ کو عطا کیا جائیگا۔ میں نے عرض کیا:

﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا﴾

[البقرہ: ۲۸۶]

''اے ہمارے رب! ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر آپ نے بھیجے تھے۔''

چنانچہ بنی اسرائیل جب کوئی جرم کرتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھانے کی کسی عمدہ چیز کو ان پر حرام کردیا جاتا۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے:

﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ﴾

[النساء: ۱۶۰]

اللہ تعالیٰ نے میری درخواست قبول کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کچھ اور مانگو وہ بھی ملے گا تو میں نے عرض کیا:

﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ﴾

''یعنی اے ہمارے پروردگار ہم پر ایسا بار نہ ڈالیے جس کی ہم کو سہار نہ ہو کیونکہ میری امت کے لوگ کمزور ہیں۔''

ارشاد فرمایا یہ بھی قبول ہے۔ کچھ اور مانگو وہ بھی ملے گا میں نے عرض کیا:

﴿وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾

[البقرہ: ۲۸۶]

''اور درگزر کیجئے ہم سے اور بخش دیجئے ہم کو اور رحم کیجئے ہم پر، آپ ہمارے کارساز ہیں اور آپ ہم کو کافروں پر غالب کیجئے۔''

ارشاد ہوا یہ بھی منظور ہے:

﴿إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ [انفال: ۶۵]

''تمہارے صابر آدمی بیس بھی ہوئے تو دوسو پر غالب آجائیں گے۔''

حضور ﷺ کی پانچ خصوصیات ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے ایسی پانچ خصوصیات عطا ہوئیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔

① میں اسود واحمر یعنی تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

② روئے زمین کو میرے لیے ذریعہ طہارت اور سجدہ گاہ بنادیا گیا ہے۔
③ تیسرے ایک مہینہ کی مسافت سے دشمن پر رعب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی۔
④ میرے لیے مال غنیمت حلال کردیا گیا۔
⑤ مجھے خصوصی سفارش کا حق ملا ہے جسے میں نے اپنی امت کے لیے محفوظ کر رکھا ہے۔

(احمد ۲۶۰۰۶، ۱۳۷،۲ ،۱۸۷۷،۱ ،۱۸۹۰۲، ۲۰۳۳۷، ۲۰۳۵۲، ۲۰۳۵۲۔ دارمی ۲۳۵۸)

فضائلِ نبوی بزبانِ نبوی ﷺ ☆

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کسی یہودی کے ذمہ کچھ حق تھا۔ اس سے ملاقات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس نے تمام انسانوں پر ابوالقاسم ﷺ کو امتیاز بخشا ہے۔ میرا مطالبہ پورا کیے بغیر اب تو یہاں سے نہیں جائے گا۔ یہودی کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں پر تو ابوالقاسم ﷺ کو شرف امتیاز نہیں بخشا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ کھینچ کر اس کے ایک تھپڑ رسید کیا یہودی بولا اب ہمارا فیصلہ ابوالقاسم ﷺ کے پاس جائے گا۔ دونوں حاضر خدمت ہوئے۔ یہودی کہنے لگا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں پر فوقیت بخشی ہے۔ اور میں نے یہ کہہ دیا کہ سب پر تو نہیں۔ بس میرے اتنا کہنے پر اس نے ہاتھ کھینچا اور میرے تھپڑ لگا دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ تھپڑ کے معاوضہ میں اس کو کسی طرح سے راضی کرلیں۔ یہودی کو ارشاد فرمایا اے یہودی کیوں نہیں آدم صفی اللہ (اللہ کے چنے ہوئے) ہیں ابراہیم خلیل اللہ ہیں، موسیٰ نبی اللہ ہیں، عیسیٰ روح اللہ ہیں۔ اور میں حبیب اللہ ہوں۔ یہودی! اور سنو کہ اللہ تعالیٰ کے دو نام ایسے ہیں جن کا استعمال میری امت کے لیے بھی ہوتا ہے۔ اللہ کا نام السلام ہے اور میرے امتی مسلمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نام المؤمن ہے اور میرے امتی مومنین ہیں۔ یہودی یہ بھی سن...... کہ ہم نے اپنے لیے جمعہ کا دن متعین کیا ہے۔ آج کا دن ہمارا اس کے بعد تم اور تمہارے۔ ایک دن بعد نصاریٰ ہیں۔ ہاں اے یہودی! تم پہلے ہو اور ہم آخر میں آکر قیامت میں سبقت لے جائیں گے۔ ہاں اے یہودی! جب تک میں جنت میں نہ جاؤں گا کسی نبی کو داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔ جب تک میری امت جنت میں نہ جائے گی کوئی امت نہیں جاسکے گی۔

امتِ محمدیہ کا اعزاز ☆

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین اعزاز انبیاء والے عطا فرمائے ہیں۔

① ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنی امت پر گواہ بنایا مگر اس امت کو تمام لوگوں پر گواہ بنایا۔

② نیز رسولوں کو ارشاد فرمایا:

﴿یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾ [مؤمنون: ۵۱]

''کہ اے رسولوں کی جماعت پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اعمال صالحہ کرو۔''

ایسا ہی اس امت کو بھی ارشاد فرمایا:

﴿كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ [البقرہ: ۱۷۲]

''کہ ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔''

③ ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کو ایک خصوصی مقبول دعا حاصل ہے۔ ایسا ہی اس امت کو فرمایا:

﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: ٦٠]

''تم مجھے پکارو میں قبول کروں گا۔''

امت کے پانچ اعزاز ☆

بعض حضرات کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو پانچ اعزاز بخشے ہیں:

① انہیں ضعیف پیدا فرمایا تاکہ تکبر نہ کریں۔

② جسامت میں چھوٹے بنایا کہ کھانے پینے اور لباس کا بوجھ زیادہ نہ ہو۔

③ ان کی عمریں چھوٹی بنائیں تاکہ گناہ کم کریں۔

④ انہیں فقراء بنایا کہ آخرت کا حساب ہلکا رہے۔

⑤ سب سے آخری امت بنایا کہ قبر میں رہنے کی مدت کم ہو۔

فضائلِ اُمتِ محمدیہ بزبانِ حضرت آدم علیہ السلام ☆

کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ قول منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو چار اعزاز دیے ہیں جو مجھے بھی نہیں ملے۔

① میری توبہ مکہ مکرمہ میں قبول ہوئی اور یہ لوگ جہاں بھی توبہ کرلیں قبول ہوتی ہے۔

② میں لباس پہنے ہوئے تھا خطا ہوئی تو ننگا ہو گیا لباس اتر گیا اور یہ امت ننگے ہو کر بھی گناہ کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں پردہ دیتے ہیں۔

③ میری خطا پر ہم میاں بیوی میں جدائی کر دی گئی۔ اور اس امت میں گناہ کے باوجود میاں بیوی کو جدا نہیں کیا جاتا۔

④ میں جنت میں تھا خطا ہوئی تو نکلنا پڑا۔ اور یہ لوگ جنت سے باہر ہوتے ہوئے گناہ کرتے ہیں

اور توبہ کر کے جنت میں چلے جاتے ہیں۔

یہود کی ایک جماعت کی دربارِ نبوت میں حاضری اور فضائل امت محمدیہ کی سماعت ☆

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ حضور ﷺ مہاجرین وانصار کے ساتھ بیٹھے تھے کہ یہود کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔ کہنے لگے اے محمد ﷺ ہم آپ سے کچھ کلمات پوچھتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران کو عطا فرمائے تھے۔ اور وہ کلمات کسی نبی مرسل یا مقرب فرشتے ہی کو عطا ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پوچھو وہ کہنے لگے کہ یہ پانچ نمازیں جو آپ ﷺ کی امت پر فرض ہیں ان کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ظہر کی نماز تو اس لیے کہ سورج ڈھلتا ہے۔ تو ہر شے اپنے رب کی تسبیح کرتی ہے۔ عصر کی نماز اس لیے کہ اس وقت میں آدم علیہ السلام نے شجر ممنوعہ کا ستعمال کیا تھا اور مغرب اس وجہ سے کہ اس وقت میں آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ جو مومن بھی بغرض ثواب یہ نماز پڑھتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے۔ وہ قبول ہوتی ہے اور عشا کی نماز وہ ہے جو مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام مانگتے رہے ہیں اور فجر کی نماز اس لیے ہے کہ سورج طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے سینگوں کے درمیان نمودار ہوتا ہے اور تمام کافر خدا کو چھوڑ کر اس وقت اسے سجدہ کرتے ہیں کہنے لگے کہ آپ ﷺ نے صحیح فرمایا ہے۔

اب ذرا یہ بھی بتایئے کہ ان نمازوں کا ثواب کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظہر کا وقت ایسا ہے کہ اس میں جہنم بھڑکائی جاتی ہے اور جو مسلمان اس وقت یہ نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت میں اسے جہنم کے شعلوں کی لپیٹ سے محفوظ فرمائیں گے اور نماز عصر ایسے وقت میں ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام نے شجر ممنوعہ کا استعمال کیا تھا۔ تو اس وقت یہ نماز پڑھنے والا مؤمن اپنے گناہوں سے یوں پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ [البقرہ: ۲۳۸] اور نماز مغرب کے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔ پس جو مسلمان اس وقت میں ثواب کی غرض سے یہ نماز ادا کرے گا پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائیں گے اور عشاء کی نماز کے متعلق سنو کہ قبر تاریک ہے اور قیامت کا دن بھی تاریک ہے جو مومن رات کی تاریکی میں عشاء کی نماز کے لیے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کر دیتے ہیں اور اسے ایسا نور عطا ہو گا جو اسے پل صراط عبور کرائے گا اور فجر کی نماز اگر کوئی مسلمان چالیس دن تک باجماعت ادا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے دو براءتیں نصیب ہوں گی۔ ایک براءت آگ سے دوسری نفاق سے۔ کہنے لگے آپ نے سچ فرمایا۔

اب ذرا یہ بھی فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کے لیے تیس روزے کیوں مقرر فرمائے۔ فرمایا اس لیے کہ آدم علیہ السلام نے جب ممنوعہ درخت کا پھل کھایا تو اس کا اثر تیس دن تک ان کے پیٹ میں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کے لیے تیس دن بھوکے رہنا مقرر فرما دیا اور رات کا کھانا بھی محض اپنی مہربانی سے جائز رکھا۔ کہنے لگے۔ آپ نے سچ فرمایا۔

اب ذرا ان روزوں کا ثواب بھی ذکر فرمایئے۔ ارشاد فرمایا جو بندہ ماہ رمضان کے روزے بغرض ثواب رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے سات چیزیں عطا فرماتے ہیں:

① اس سے بدن کا حرام گوشت پگھل جاتا ہے۔
② اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت کے قریب کر لیتے ہیں۔
③ اسے اچھے اعمال کی توفیق دیتے ہیں۔
④ بھوک پیاس سے بے خوف کر دیتے ہیں۔
⑤ عذاب قبر اس کے لیے آسان کر دیتے ہیں۔
⑥ اسے قیامت کے دن ایسا نور عطا ہوتا ہے۔ جو پل صراط سے گزرنے تک اسکے ساتھ رہتا ہے۔
⑦ جنت میں اس کو اعزاز نصیب ہوتے ہیں۔

کہنے لگے آپ نے یہ بھی درست فرمایا۔

اب یہ فرمایئے کہ انبیاء علیہم السلام پر آپ ﷺ کو کیا فضیلت حاصل ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہر نبی نے کسی موقع پر اپنی قوم کے لیے ہلاکت کی بددعا کی ہے اور میں نے اپنی دعا اپنی امت کے لیے محفوظ رکھی ہوئی ہے۔ اور وہ شفاعت کی دعا ہے۔ وہ کہنے لگے آپ نے بالکل بجا اور درست فرمایا ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

امت محمدیہ کے فضائل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام سے خطاب ☆

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترنے والے کلام میں یہ پڑھا ہے کہ اے موسیٰ! دو رکعتیں جو حضرت احمد ﷺ اور اس کی امت ادا کرتے ہیں یعنی فجر کے وقت کی نماز، جو بھی ان کو ادا کرے گا دن اور رات میں اس نے جتنے بھی گناہ کئے ہوں گے سب کی مغفرت کر دوں گا اور وہ شخص میری حفاظت میں آ جائے گا۔ اے موسیٰ! چار رکعتیں جو حضرت احمد ﷺ اور ان کی امت ظہر کی نماز کی ادا کرتے ہیں اس کی پہلی رکعت پر انہیں مغفرت عطا کرتا ہوں۔ دوسری پر ان کے میزان عمل کو بھاری کر دیتا ہوں اور تیسری رکعت پر تسبیح پڑھنے والے فرشتے ان کے لیے مقرر کر دیتا ہوں جو ان کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اور چوتھی

رکعت پر ان کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہوں۔ جہاں سے خوشنما حوریں ان کا نظارہ کرتی ہیں۔ اے موسیٰ! نماز عصر کی چار رکعتیں جو حضرت احمد ﷺ اور ان کی امت ادا کرتے ہیں تو زمین وآسمان کے تمام فرشتے ان کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جس کے لیے فرشتے مغفرت مانگنے لگیں۔ میں اسے عذاب نہیں دیا کرتا۔ اے موسیٰ مغرب کے وقت کی تین رکعتیں جو حضرت احمد ﷺ اور ان کی امت ادا کرتے ہیں تو میں ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہوں وہ اپنی جس حاجت کا بھی سوال کرتے ہیں۔ میں عطا کرتا ہوں اے موسیٰ! غروب شفق یعنی عشاء کے وقت کی چار رکعتیں جو (حضرت) احمد ﷺ اور ان کی امت پڑھتے ہیں یہ ان کے لیے دنیا اور اس کی کل کائنات سے بڑھ کر ہیں اور وہ یوں گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں جیسے وہ بچہ جو آج ہی پیدا ہوا ہو۔ اے موسیٰ حضرت احمد ﷺ اور ان کی امت جب میری تعلیم کے موافق وضو کرتے ہیں تو گرنے والے پانی کے ہر قطرے کے عوض ایسی جنت دیتا ہوں جو زمین وآسمان جتنی وسعت رکھتی ہے۔ اے موسیٰ! حضرت احمد ﷺ اور ان کی امت ہر سال جو رمضان کے روزے رکھتے ہیں انہیں ہر ایک دن کے روزے کے بدلے جنت کا ایک شہر عطا کروں گا اور ہر نفل نیکی کے عوض ایک فرض کا اجر دوں گا اور میں نے اس مہینہ میں لیلۃ القدر بنائی ہے جو شخص صدق دل سے نادم ہو کر اس میں ایک بار استغفار کرلے پھر اگر وہ اسی رات یا اسی مہینہ میں مرجائے تو اسے تیس شہیدوں کا ثواب دوں گا۔ اے موسیٰ! امت محمدیہ ﷺ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ہر ٹیلہ پر چڑھتے ہوئے لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں۔ ان کے اس عمل پر انبیاءؑ والی جزاء ملے گی۔ میری رحمت ان کے حق میں لازم ہو جاتی ہے اور غضب دور ہو جاتا ہے۔ جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتے رہیں گے تو ان کیلئے توبہ کا دروازہ بند نہ ہوگا۔

امتِ محمدیہ (ﷺ) کی انبیاء علیہم السلام کے حق میں شہادت ☆

• حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ سب سے پہلے قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو بلایا جائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام سے سوال ہوگا۔ کیا آپ نے اپنا پیغام رسالت پہنچا دیا تھا۔ عرض کریں گے ہاں یا اللہ۔ پھر قوم سے پوچھا جائے گا کیا تمہیں نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا تھا۔ وہ کہیں گے بالکل نہیں۔ آپ نے کوئی رسول ہماری طرف بھیجا ہوتا تو بخدا ہم ضرور تیرے احکام کی پیروی کرتے' ایماندار ہوتے' لیکن تیرا کوئی حکم ہمیں نہیں پہنچایا۔ پھر نوح علیہ السلام کو خطاب ہوگا کہ تیری قوم کا خیال ہے کہ تو نے انہیں کوئی حکم نہیں پہنچایا۔ کیا تیرا کوئی گواہ ہے عرض کریں گے جی ہاں ہے سوال ہوگا وہ کون ہے حضرت نوح علیہ السلام جواب دیں گے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت ہے انہیں بلایا جائے۔ اور یہی بات ان

سے پوچھی جائے گی یہ جواب دیں گے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو پوری تبلیغ کی ہے۔ اس پر نوح علیہ السلام کی قوم کہے گی کہ ہم سب سے پہلی امت ہیں اور تم سب سے آخری ہو تم یہ گواہی کیسے دے سکتے ہو۔ یہ کہیں گے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف اپنا ایک رسول بھیجا۔ اس پر کتاب نازل فرمائی۔ اس کتاب میں تمہارا یہ قصہ لکھا ہے جس کی ہم گواہی دیتے ہیں۔ (بخاری ۳۳۳۹، ۴۴۸۷۔ ترمذی ۲۹۶۱۔ احمد ۱۰۷۵۳، ۱۱۱۳۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم سب سے آخر میں ہیں مگر قیامت کے دن ہم سب سے پہلے ہوں گے اور یہی مضمون اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ [البقرہ: ۱۴۳]

''اور ہم نے تمہیں ایسی ہی ایک جماعت بنایا ہے جو اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے اوپر رسول اللہ ﷺ گواہ ہوں۔''

باب: ۷۵

بیوی پر شوہر کے حقوق

اگر سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے ☆

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہ ایک بدوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ میں مسلمان تو ہو چکا ہوں چنانچہ مجھے کوئی ایسی چیز دکھائیے جس سے یقین اور پختہ ہو جائے۔ ارشاد فرمایا تو کیا چاہتا ہے کہنے لگا اس درخت کو حکم دیجئے کہ وہ آپ کی خدمت میں چلا آئے۔ ارشاد فرمایا جا کر اسے میرے پاس بلالا وہ یہ شخص درخت کے پاس جا کر کہنے لگا کہ حضور ﷺ بلا رہے ہیں۔ درخت ایک طرف کو جھکا جس سے کچھ جڑیں اکھڑ گئیں۔ پھر دوسری جانب جھکا آگے پھر پیچھے کو حتیٰ کہ سب جڑیں اکھڑ گئیں تو وہ اپنی شاخوں اور جڑوں کو گھسیٹتا ہوا خدمت عالیہ میں حاضر ہو اور سلام کہا بدوی یہ دیکھ کر بس بس کافی ہے۔ پکار اٹھا آپ نے حکم فرمایا درخت اپنی جگہ پہنچ گیا۔ جڑیں اپنی جگہ پیوست ہو گئیں اور یہ صحیح سالم پہلی حالت پر آ گیا۔ بدوی کہنے لگا کہ اجازت فرمائیں تو حضور کے سر مبارک اور قدموں کو چوم لوں۔ آپ ﷺ نے اجازت بخشی اس نے آپ ﷺ کا سر مبارک اور پاؤں چوم لیے پھر کہنے لگا اجازت ہو تو آپ ﷺ کو سجدہ کر لوں۔ ارشاد فرمایا مجھے سجدہ مت کرو بلکہ مخلوق کا کوئی فرد کسی مخلوق کو سجدہ نہ کرے اگر میں اس بات کو جائز سمجھتا تو عورت کو حکم دیتا

کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے تا کہ اس کے حق کی تعظیم ہو سکے۔

(ترمذی ۱۱۵۹۔ابن ماجہ ۱۸۵۲، ۱۸۵۳۔احمد ۱۲۱۵۳۔دارمی ۱۴۴۸)

مرد کے حقوق جو بیوی کے ذمہ ہیں ☆

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے۔ارشاد فرمایا وہ بلائے تو انکار نہ کرے اگر چہ کجاوے پر سوار ہو (احمد ۱۸۵۹) اور رمضان کے سوا کوئی روزہ اس کی اجازت کے بغیر نہ رکھے (بخاری ۵۹۲ ۔مسلم ۱۰۲۶۔ابوداؤد ۱۶۸۷۔احمد ۸۴۷۔ترمذی ۸۲۷۔ بالفاظ قریبہ رواہ المصنف) اگر رکھ لیا تو گناہ ہوگا اور مرد کو ثواب ملے گا اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے۔خود بخود نکلی تو رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک لوٹ کر نہ آئے۔

روزِ قیامت خاوند کے متعلق سوال ☆

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ہم نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول سنا ہے کہ قیامت کے دن عورت سے پہلے اسکی نماز کے متعلق سوال ہوگا پھر خاوند کے حقوق کے متعلق۔

خاوند کا مقام ☆

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو عورت اپنے خاوند کے گھر سے بھاگ نکلے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی ۔حتی کہ واپس آ جائے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر کہے کہ حاضر ہوں جو سلوک جی چاہے کر اور یہ کہ عورت جب نماز پڑھے مگر اپنے خاوند کے لیے دعا نہ کرے تو اس کی دعا مردود ہوتی ہے جب تک کہ خاوند کے لیے دعا نہ کرے۔

حقوق کے بارے میں حضور ﷺ کا خطبہ ☆

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے ایک خطبہ میں جب کہ منیٰ میں تھے ارشاد فرمایا۔اے لوگو! عورتوں کے ذمہ تمہارے کچھ حقوق ہیں۔کچھ ان کے حقوق تمہارے ذمہ ہیں ۔تمہارے حقوق تو یہ ہیں کہ وہ تمہارے بستر کی نگرانی کریں۔کسی ایسے شخص کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں جو تمہیں ناپسند ہو۔وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب بھی نہ کریں اگر وہ ایسی حرکت کریں تو تمہارے لیے انہیں ہلکا سا مارنا جائز ہے اور ان کے حقوق میں سے یہ ہے کہ ان کے لباس اور خوراک وغیرہ کا مناسب خرچ تمہارے ذمہ ہے۔(ترمذی ۱۱۶۳، ۳۰۸۷۔ابن ماجہ ۱۸۵۱)

عورت کا مقام☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت جب پانچوں نمازیں پڑھتی ہو رمضان کے روزے رکھتی ہو عفت اور حیاء کے ساتھ رہتی ہو خاوند کی اطاعت کرتی ہو تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (احمد ۱۵۷۳)

یہی صحابی حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل کرتے ہیں: کہ اگر خاوند کے ایک نتھنے سے خون اور دوسرے سے پیپ جاری ہو اور عورت زبان سے چاٹ کر اسے صاف کر دے تب بھی خاوند کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ (حاکم ۴/۱۷۲ اقال الذہبی فیہ سلیمان الیمانی وھو ضعیف)

باب : ۷۶

خاوند پر بیوی کے حقوق

کامل ایمان والا کون؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ کامل ایمان والا شخص کون سا ہے۔ ارشاد فرمایا جو اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک میں سب سے اچھا ہے۔

(ترمذی ۱۱۶۲ بالفاظ مختلفہ۔ ابوداؤد ۴۶۸۲۔ ابن ماجہ ۴۲۵۹۔ احمد ۷۰۹۵۔ دارمی ۲۷۶۲)

ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کی بابت پوچھا جائے گا☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی زیر نگرانی چیز کا سوال ہوگا۔ آدمی اپنے اہل خانہ کا نگران ہے۔ اس سے ان کے متعلق سوال ہوگا۔ حاکم وقت لوگوں کا نگران ہے اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔ غلام اپنے آقا کے مال وغیرہ کا نگران ہے۔ اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ یہ اس کے متعلق جواب دہ ہوگی۔ الغرض تم میں سے ہر شخص اپنے اپنے درجہ میں نگران اور ذمہ دار ہے اور ہر کسی سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال ہوگا۔

(بخاری ۸۹۳، ۲۴۰۹، ۲۵۵۴، ۲۵۵۸۔ مسلم ۸۲۹۔ ترمذی ۱۷۰۵۔ ابوداؤد ۲۹۲۸۔ احمد ۴۲۶۶، ۴۹۲۰)

زانی اور چور☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص کسی عورت سے اس کے مہر مثل کے عوض نکاح کرتا ہے۔ مگر ادا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تو یہ شخص

زانی ہے اور جو شخص کسی سے قرض مانگتا ہے اور دل میں ہے کہ ادا نہیں کروں گا۔ تو یہ چور ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ عورتوں کے بارے میں میری نصیحت قبول کرو کہ وہ تمہاری نگرانی میں رہتی ہیں۔ اپنا کوئی اختیار نہیں رکھتیں۔ تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی ضمانت پر حاصل کیا ہے اور اسی کے حکم کی بدولت ان کی شرمگاہیں تمہارے لیے حلال ہوئیں۔

(مسلم ۱۲۱۸۔ ابوداؤد ۱۹۰۵۔ ابن ماجہ ۳۰۷۴۔ احمد ۱۹۷۷۴۔ دارمی ۱۷۷۸)

خاوند کے ذمہ عورت کے پانچ حقوق ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شوہر پر عورت کے پانچ طرح کے حق لازم ہیں:

① گھر سے باہر اس کے کام کاج سنوارے اور اسے گھر سے باہر نہ جانے دے کیونکہ وہ عورت ہے جس کو بلا وجہ نکالنا گناہ اور بے مروتی ہے۔

② نماز، روزہ وغیرہ احکام کے متعلق بقدر ضرورت مسائل اسے سکھائے۔

③ حلال کھانا کھلائے کیونکہ حرام غذا سے پیدا ہونے والا گوشت دوزخ میں پگھلایا جائے گا۔

④ اس پر کوئی ظلم نہ کرے کہ وہ اس کے پاس امانت ہے۔

⑤ وہ اگر اس پر کچھ زیادتی بھی کر بیٹھے تو محض اس کی ہمدردی میں اسے برداشت کرے کہ کہیں اس سے بھی بڑھ کر کوئی بات نہ کر بیٹھے۔

بیوی...... خادم خاوند،...... تو درگزر کیجئے ☆

کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنی بیوی کی شکایت لے کر حاضر ہوا۔ دروازے پر پہنچا ہی تھا کہ اندر سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کچھ تیز کلامی محسوس ہوئی تو اپنے دل میں یہ سوچ کر لوٹنے لگا کہ میں تو اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا تھا اور یہاں خود ہی قصہ موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے واپس بلایا تو کہنے لگا کہ میں یہ ارادہ لے کر آیا تھا کہ اپنی بیوی کا گلہ شکوہ آپ کے پاس کروں مگر آپ کی بیوی کو آپ کے بارے میں کہتے سنا تو میں واپس ہو رہا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے ذمے اس کے کچھ حقوق ہیں جن کی وجہ سے میں درگزر کرتا ہوں:

① وہ میرے اور دوزخ کے درمیان آڑ ہے کہ اُسکی وجہ سے میرا دل حرام سے بچا رہتا ہے۔

② میں باہر چلا جاتا ہوں تو وہ میرے مال و متاع کی رکھوالی کرتی ہے۔

③ وہ میرے کپڑے دھوتی ہے۔

④ وہ میری اولاد کی پرورش اور تربیت کرتی ہے۔
⑤ وہ میرا کھانا پکاتی ہے۔
یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا کہ یہ سب فوائد تو مجھے بھی حاصل ہیں۔ لہٰذا جس طرح آپ اپنی بیوی سے درگزر کرتے ہیں تو اب میں بھی ایسا کروں گا۔

چار قسم کا خرچ جس پر حساب نہ ہوگا ☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چار قسم کے اخراجات ایسے ہیں کہ قیامت کے دن ان کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔
① وہ خرچ جو اپنے والدین پر کیا۔
② جو افطار کے لیے کیا۔
③ وہ جو سحری کے لیے کیا۔
④ اور وہ خرچ جو اپنے اہل وعیال پر کیا۔

چار طرح کے دینار ☆

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ دینار چار طرح کے ہیں:
① وہ دینار جسے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگائے۔
② وہ جو مساکین کو دے دے۔
③ وہ جو کسی غلام کی آزادی میں لگے۔
④ وہ جو تیرے اہل وعیال پر لگ جائے۔
اور ان سب میں زیادہ اجر والا وہ دینار ہے جو تیرے اہل وعیال پر لگتا ہے۔
(مسلم ۹۹۵۔ احمد ۹۷۳۶)

باب : ۷۷

باہمی صلح اور قطع تعلقی سے ممانعت

قطع تعلقی دُنیا کی طرح آخرت میں بھی جدا رکھتی ہے ☆

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ایک مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا جائز نہیں کہ اچانک ملاقات ہو

جائے تو ایک کا منہ اِدھر کو اور دوسرے کا اُدھر کو اور ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔
(بخاری ۶۰۷۷۔ مسلم ۲۵۶۰۔ ترمذی ۱۹۳۲۔ ابوداؤد ۴۹۱۱۔ احمد ۲۲۴۲۸، ۲۲۴۴۸۳۔ مالک ۱۴۱۰)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث نقل کرتے ہیں: کہ ایک دوسرے سے قطع تعلق مت کرو اگر ایسا کرنا ہی ہو تو تین دن سے زیادہ نہ ہو اور جو دو مسلمان اس قطع تعلق کی حالت میں مر جائیں گے وہ جنت میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

آپس میں محبت رکھنا ☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے لیے قیامت کے دن نور کے منبر بچھائے جائیں گے۔ انبیاء علیہم السلام اور شہداء ان پر رشک کریں گے صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول وہ کون ہوں گے۔ ارشاد فرمایا جو لوگ محض اللہ کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ (احمد ۲۱۱۷۷)

قطع تعلقی اور بغض......ثواب میں مانع ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت کے دروازے اتوار اور جمعرات کے روز کھولے جاتے ہیں اور ان دنوں میں ایسے لوگوں کی بخشش کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔ البتہ جن دو آدمیوں میں باہم بغض وعناد ہوتا ہے ان کے لیے حکم ہوتا ہے کہ ان کی مغفرت میں انتظار کرو۔ حتی کہ وہ آپس میں صلح کرلیں اور تین دن سے زائد قطع تعلق رکھنے والوں کے اعمال اوپر جاتے ہیں تو وہ واپس لوٹا دیئے جاتے ہیں۔

(مسلم ۲۵۶۵۔ ابوداؤد ۴۹۱۶۔ احمد ۸۶۹۲۔ مالک ۱۹۱۴، ۱۴۱۵)

شب نصف شعبان......شب مغفرت مگر......!

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں اور اہل زمین پر خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ کافر اور کینہ ور کے سوا سب کی بخشش ہو جاتی ہے۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آسمان دنیا کی طرف اترنے اور نزول فرمانے کا مطلب اس کے خصوصی احکام کا اترنا ہے جیسا کہ ﴿فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا﴾ [الحشر: ۲] میں یہی مراد ہے کہ ان کے پاس اللہ کا حکم پہنچا۔

پانچ قسم کے لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی ☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ پانچ قسم کے لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی:

① اس عورت کی جس پر اس کا خاوند ناراض ہو۔

② اس غلام کی جو آقا کی اطاعت سے بھاگ نکلا ہو۔

③ اس شخص کی جو قطع تعلقی کی وجہ سے تین دن سے زائد تک مسلمان بھائی سے کلام نہیں کرتا۔

④ اس شخص کی جو شراب کا عادی ہے۔

⑤ اور اس امام کی جسے مقتدی ناپسند سمجھتے ہوں۔ (ترمذی ۳۵۸، ۳۶۰۔ ابن ماجہ ۹۷۱)

لوگوں میں صلح کرانے کی فضیلت ☆

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ہلکا سا صدقہ نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے عرض کیا گیا ضرور بتایئے۔ ارشاد فرمایا وہ یہ ہے کہ جب لوگ باہم قطع تعلق کریں تو ان میں مصالحت کرانا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ کیا تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو نفل نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ اعمال سے بھی بڑھ کر ہے؟ عرض کیا گیا ضرور بتایئے۔ فرمایا کہ لوگوں میں قطع تعلقی کے وقت مصالحت کرانا۔

(ابوداؤد ۴۹۱۹، احمد ۲۶۲۳۶۔ مالک ۱۴۰۵)

آٹھ قیمتی باتیں ☆

بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ جو شخص آٹھ باتوں سے عاجز آ جائے تو وہ دوسری آٹھ باتیں اختیار کرلے تاکہ اس کی فضیلت پالے:

① یہ کہ جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ سوئے سوئے ہی نماز تہجد کا ثواب پالے۔ وہ دن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔

② جو آدمی چاہتا ہے کہ روزہ رکھے بغیر نفل روزہ کا ثواب حاصل کرے وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔

③ جو شخص چاہتا ہے کہ علماء کا درجہ حاصل کرے وہ تفکر اختیار کرے۔

④ جو کوئی گھر بیٹھے ہی نمازیوں اور مجاہدوں کا ثواب چاہتا ہے وہ شیطان سے جہاد کرے۔

⑤ جو ناداری کے باوجود صدقہ کا اجر لینا چاہتا ہے وہ اپنا سیکھا ہوا علم لوگوں کو سکھائے۔
⑥ جو کوئی حج سے عاجز آنے کے باوجود اس کی فضیلت چاہتا ہے۔ وہ جمعہ کی حاضری کا پابندی سے اہتمام والتزام رکھے۔
⑦ جو عبادت گزاروں کا درجہ لینا چاہتا ہے۔ وہ لوگوں کی باہم مصالحت کرائے اور ان میں عداوت اور بغض پیدا نہ کرے۔
⑧ جو ابدال کا درجہ چاہتا ہے۔ وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھے اور اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند ہو۔

بلا حساب جنت میں داخل ہونے والے☆

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: کہ قیامت میں جب اولین وآخرین سب جمع ہوں گے تو ایک آواز آئے گی کہ فضیلت والے لوگ کہاں ہیں تو لوگوں کی ایک جماعت اٹھے گی اور جنت کی طرف چل دے گی۔ فرشتے ان کے سامنے آکر پوچھیں گے کہاں جارہے ہو؟ جواب دیں گے جنت میں فرشتے کہیں گے کیا حساب سے پہلے ہی؟ کہیں گے ہاں حساب سے پہلے ہی۔ فرشتے پوچھیں گے تم کون لوگ ہو؟ جواب دیں گے' ہم فضیلت والے ہیں۔ فرشتے کہیں گے دنیا میں تمہاری کیا فضیلت تھی؟ جواب دیں گے کہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا تو ہم برداشت کر لیتے کوئی برائی کرتا تو ہم معاف کر دیتے۔ فرشتے کہیں گے داخل ہو جاؤ جنت میں جو عمل کرنے والوں کا بہترین ٹھکانا ہے۔

پھر ایک منادی آواز دے گا صبر والے کہاں ہیں تو ایک جماعت اٹھے گی اور جنت کا رخ کرے گی۔ فرشتے سوال کریں گے کہاں جارہے ہو جواب دیں گے جنت میں فرشتے کہیں گے کیا حساب کے بغیر ہی کہیں گے ہاں فرشتے پوچھیں گے تم کون لوگ ہو جواب دیں گے ہم صبر والے ہیں۔ وہ سوال کریں گے تم کیا صبر کیا کرتے تھے۔ یہ جواب دیں گے کہ ہم نے اپنے نفسوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مجبور کیا اور اس کی نافرمانی سے روکے رکھا۔ تو فرشتے کہیں گے جاؤ جنت میں چلے جاؤ کہ وہ عمل کرنے والوں کے لیے بہترین ٹھکانا ہے۔

پھر منادی آواز دے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پڑوسی کہاں ہیں۔ اس پر بھی لوگوں کی ایک جماعت اٹھے گی اور جنت کی طرف چلے گی تو فرشتے پوچھیں گے کہاں کا ارادہ ہے؟ جواب دیں گے جنت کا۔ فرشتے کہیں گے کیا حساب سے پہلے ہی؟ یہ کہیں گے ہاں! فرشتے پوچھیں گے تم کون لوگ ہو یہ جواب دیں گے۔ ہم زمین پر اللہ تعالیٰ کے ہمسایہ اور پڑوسی تھے۔ فرشتے کہیں گے تمہارا اللہ کے ساتھ پڑوس

کیسا تھا؟ یہ کہیں گے کہ ہم محض اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے۔ اسی کے لیے خرچ کرتے تھے۔ اسی کے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ جو عمل والوں کرنے کے لیے بہترین ٹھکانا ہے۔

باہمی محبت اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا اَجر ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ میری رضا کے لیے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں۔ اپنے عزت وجلال کی قسم آج انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جب کہ اور کوئی سایہ نہیں ہے۔

(مسلم ۲۵۶۶_احمد ۷۲۹۳۳، ۸۱۰۱، ۸۴۷، ۱۰۳۶۲۔ مالک ۱۵۰۰)

باہمی محبت اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا اجر ☆

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ میری رضا کے لیے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں۔ اپنے عزت وجلال کی قسم میں آج انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جب کہ اور کوئی سایہ نہیں ہے۔

(مسلم ۲۵۶۶_احمد ۷۲۹۳۳، ۸۱۰۱، ۸۴۷۶، ۱۰۳۶۲، مالک ۱۵۰۰)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ ایک میل چل کر بھی کسی مریض کی بیمار پرسی کر اور کسی مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے دو میل تک بھی سفر کر اور دو آدمیوں میں صلح کرانے کے لیے تین میل تک کا بھی سفر اختیار کر۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص دو آدمیوں میں صلح کراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ایک ایک کلمہ پر جو وہ بولتا ہے۔ ایک غلام آزاد کرنے کا اَجر دیتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا نچوڑ...... چار چیزیں ☆

حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ مخلوق کو اس کی طرف بلائیں اور دعوت دیں اور ان پر چار چیزوں کا مطالبہ رکھیں: (۱) دل، (۲) زبان (۳) دیگر اعضاء (۴) خلق۔ پھر ان چار میں سے بھی ہر ایک سے دو باتوں کا مطابہ کیا۔ دل سے احکام خداوندی کی تعظیم اور مخلوق پر شفقت کا مطالبہ۔ زبان سے ہمیشہ پابندی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور لوگوں کے ساتھ خوش کلامی کا مطالبہ۔ دیگر اعضاء سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مسلمانوں سے تعاون کا مطالبہ اور خلق سے اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی رہنے اور مخلوق کے ساتھ اچھے

معاملے اوران کی تکالیف کو برداشت کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

دین خیر خواہی اور اخلاص کا نام ہے☆

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دین خیر خواہی اور اخلاص ہی کا نام ہے۔ یہ بات تین بار ارشاد فرمائی عرض کیا گیا کہ یہ اخلاص کس کے لیے مراد ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ کے لیے اس کے رسول ﷺ کے لیے اس کی کتاب کے ساتھ اور عام اہل ایمان اور حکام کے ساتھ۔

(مسلم ۵۵۔ ترمذی ۱۹۲۶۔ نسائی ۴۱۲۶۔ ۴۱۲۷۔ ابوداؤد ۴۹۴۴۔ احمد ۳۱۱۱۔ دارمی ۲۶۳۶)

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے۔ اس کے احکام پر عمل کرے جہاں سے روکا ہے رک جائے اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دے اوران کی رہنمائی کرے اور رسول اللہ ﷺ کے لیے اخلاص کا یہ مطلب ہے۔ ان کی سنت پر عمل پیرا ہو اور لوگوں کو بھی اس کی طرف بلائے۔ کتاب کے ساتھ اخلاص یہ ہے کہ اس پر ایمان رکھتے ہوئے۔ اس کی تلاوت کرے اوراس کے احکام پر خود بھی عمل کرے اور لوگوں کو بھی اس پر لگائے اور مسلم حکام کے لیے اخلاص یہ ہے کہ ان کے خلاف تلوار نہ سونتے۔ ان کے عدل وانصاف اختیار کرنے کی دعائیں مانگے۔ لوگوں کو بھی اس کی ہدایت کرے۔ عام اہل ایمان کے ساتھ اخلاص یہ ہے کہ ان کے لیے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند ہو ان سے قطع تعلق نہ کرے ان کے ساتھ صلح کا معاملہ رکھے اوراس کے لیے انہیں دعوت دے۔

قولِ حیدر رضی اللہ عنہ☆

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ مغفرت کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے مسلم بھائی کو خوش رکھے۔

اللہ تعالیٰ کا قرب اور ثواب کی فضیلت☆

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں کہ وہ شخص جھوٹا شمار نہیں ہوتا جو دو شخصوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے از خود کوئی اچھی بات کہہ دیتا ہے یا کسی کی طرف منسوب کردیتا ہے۔

(ترمذی ۱۹۳۸، وبالفاظ مختلفہ رواہ البخاری ۲۶۹۲۔ مسلم ۲۶۰۵۔ ابوداؤد ۴۹۲۰۔ احمد ۲۶۰۱۰، ۲۶۰۱۵)

باب: ۷۸

بادشاہ کی ہم نشینی

علماء رسولوںؑ کے امین ہیں ☆

فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں: کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ علماء رسولوں کے امین ہیں جب تک کہ وہ بادشاہوں سے خلط ملط نہ رکھیں اور دنیا میں نہ گھسیں اور جب وہ بادشاہوں سے میل ملاپ اور دنیا میں انہماک شروع کردیں تو انہوں نے رسولوں سے خیانت کی۔ لہٰذا تم بھی ان سے کنارہ کشی کرو اور ان سے بچو۔ (الفوائد المجموعہ صفحہ ۲۸۸۔ وقال: موضوع)

قربِ شاہ دُوری اَز خدا ☆

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کہ کوئی آدمی جس قدر بادشاہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اسی قدر دور ہوتا جاتا ہے۔ اور جس قدر اس کے پیروکار بڑھیں گے اسی قدر اس کے شیطان زیادہ ہوں گے۔ جتنا اس کا مال زیادہ ہوگا اتنا ہی حساب سخت ہوگا۔

فتنوں کے مواقع ☆

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ فتنوں کے مواقع سے بہت بچو۔ پوچھا گیا کہ فتنوں کے مواقع کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا امراء و حکام کے دروازے۔

منافقت کسے کہتے ہیں؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ ہم حکام کے پاس جاتے ہیں تو اور طرح سے گفتگو کرتے ہیں اور وہاں سے آجاتے ہیں تو اور طرح کی گفتگو ہوتی ہے۔ فرمایا ہم اسی کیفیت کو نفاق کہا کرتے تھے۔

دین کا نقصان ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ آدمی جب کسی حاکم وقت کی خدمت میں جاتا ہے تو اس کا دین اس کے ساتھ ہوتا ہے اور واپس آتا ہے تو دین اسکے ساتھ نہیں

ہوتا۔ پوچھا گیا یہ کیسے؟ فرمایا اس لیے کہ وہ حاکم کو ایسی باتوں سے خوش کرتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

بادشاہ کا ہم نشیں ...... عالم اور قاری ☆

بعض متقدمین کا مقولہ ہے کہ جب کسی قاری کو اغنیاء کے پاس آتے جاتے دیکھو تو اسے ریا کار یقین کرو اور جب کسی عالم کی آمد و رفت کسی حاکم کے ہاں دیکھو تو اسے احمق سمجھو۔

تین نقصان دہ چیزیں ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ اس امت کے لیے تین چیزوں سے بڑھ کر کچھ نقصان دہ نہیں:

① درہم و دینار کی محبت۔
② ریاست و سرداری کی محبت۔
③ حکام کے دروازوں کا طواف جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے چھٹکارے کی راہ دکھائی ہے۔

حکام کی صحبت اور چاپلوسی ☆

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص قرآن سیکھتا ہے دین کا علم حاصل کرتا ہے پھر حکام کے دروازوں پر چاپلوسی کے لیے حاضری دیتا اور آداب بجالاتا ہے جتنے قدم چل کر یہ یہاں آئے اتنی ہی مسافت کے بقدر دوزخ کی گہرائی میں جائے گا۔

میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حاکم کی صحبت میں خطرہ ہی خطرہ ہے۔ اس کا کہنا مانے تو ایمان خطرے میں نہ مانے تو جان خطرے میں اور سلامتی اس میں ہے کہ اس کو تیرا پتہ ہی نہ چلے۔

سلاطین سے میل ملاپ ☆

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص سلاطین سے میل ملاپ نہ رکھے اور اعمال میں صرف فرائض پر اکتفا کرے تو یہ اس آدمی سے کہیں اچھا ہے جو سلاطین سے ملتا جلتا ہے۔ اگرچہ وہ دن کو روزہ رکھتا ہو رات کو عبادت کرتا ہو۔ حج کرتا اور جہاد میں بھی شریک ہوتا ہو۔ کوئی شخص کہتا ہے کتنا بڑا عالم ہے کوئی پوچھتا ہے کہاں ہے؟ جواب ملتا ہے حاکم کے پاس۔

اللہ کی رحمت اور ناراضگی کے اسباب ☆

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کا دست رحمت اُس امت پر رہتا ہے جب تک کہ ان کے اچھے لوگ بروں کی تعظیم نہیں کرتے اور بہترین لوگ بدترین لوگوں سے حسن سلوک نہیں رکھتے اور جب تک ان کے قاری لوگ امراء و حکام کی طرف نہیں جھکتے اور جب یوں ہونے لگے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی برکت اٹھالیں گے۔ ان پر ظالموں کو مسلط کر دیں گے۔ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے۔ اور انہیں فاقہ میں مبتلا کر دیں گے۔

(شیخ عراق نے بلفظ قریب احیاء علوم الدین کے حاشیہ میں نقل کیا ہے۔ ۱۵۰/۲۔ وقال واسنادہ ضعیف)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ☆

حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کا ارشاد ہے: اے علماء کی جماعت! تم لوگ راستے سے ہٹ گئے ہو اور دنیا سے محبت کرنے لگے ہو جس طرح بادشاہوں نے علم و حکمت سے اعراض کیا ہے اور اسے تمہارے پاس ہی چھوڑ دیا ہے۔ تم بھی ان کی بادشاہی اور دنیا کو ان کے پاس چھوڑ دو۔

حاکم کا محاسبہ ☆

شقیق بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بشیر بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبیلہ ہوازن سے صدقہ وصول کرنے پر مقرر فرمایا وہ اپنے کام پر نہیں گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تم کام پر کیوں نہیں گئے۔ کیا تم امیر کی اطاعت اپنے ذمہ لازم نہیں سمجھتے۔ عرض کیا کیوں نہیں مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص لوگوں پر حاکم مقرر ہوتا ہے اسے قیامت کے دن جہنم کے پل صراط پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اچھا ہوا تو نجات پا جائے گا۔ اگر برا ہو گا تو پل پھٹ جائے گا اور یہ ستر برس تک جہنم میں گرتا ہی چلا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غم میں ڈوبے ہوئے جا رہے تھے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے غمزدہ ہونے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ بشر بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث سنائی ہے۔ جس وجہ سے یہ اثر ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی ایک آدمی کا بھی متولی بنے گا اسے قیامت کے دن لا کر جہنم کے پل صراط پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اگر اچھا ہو گا تو بچ نکلے گا اور برا ہو گا تو پل پھٹ جائے گا اور یہ جہنم میں جو کہ بہت زیادہ سیاہ اور تاریک ہوگی ستر برس تک گرتا ہی چلا جائے گا۔

روزِ قیامت قاضی کی تمنا☆

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ قیامت کے دن عادل قاضی کو لایا جائے گا۔ تو وہ حساب کتاب کی شدت دیکھ کر یہ تمنا کرے گا کہ اے کاش میں نے کبھی دو آدمیوں کے درمیان کوئی فیصلہ ہی نہ کیا ہوتا۔ (احمد ۲۴۳۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص عہدۂ قضا پر مقرر ہو گیا تو گویا کہ وہ چھری کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔

(ترمذی ۱۳۲۵۔ ابوداؤد ۳۵۷۱، ۳۵۷۲۔ ابن ماجہ ۲۳۰۸۔ احمد ۶۸۴۸)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابوجعفر الدوانیقی کے ہاں گئے۔ وہ کہنے لگے۔ ابوحنیفہ ذرا حکومت کے معاملہ میں تعاون کرو۔ امام صاحب نے کہا کوئی صلاحیت نہیں وہ کہنے لگا سبحان اللہ! یہ کیا کہا بس ہمارے ساتھ اس معاملہ میں تعاون کرو۔ آپ نے فرمایا امیر المؤمنین اگر تو میں اپنی بات میں سچا ہوں تو بتا ہی چکا ہوں کہ مجھ میں صلاحیت نہیں اور اگر جھوٹا ہوں تو ایسے شخص کو اس عہدہ پر لگانا جائز نہیں۔

امارت کی خواہش کرنا☆

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جانے لگا تو دو آدمی اور میرے ساتھ ہو لیے جب ہم حاضر خدمت ہوئے تو وہ دونوں بولے یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کسی کام پر لگا دیجئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اپنے کاموں پر ایسے لوگوں کو نہیں لگایا کرتے جو خود مطالبہ کرتے ہوں۔

(ترمذی ۱۳۲۵۔ ابوداؤد ۳۵۷۱، ۳۵۷۲۔ ابن ماجہ ۲۳۰۸۔ احمد ۶۸۴۸)

بیوقوفوں کی امارت☆

حضور اکرم ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے کعب بیوقوفوں کی امارت سے میں تجھے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ یہ جملہ تین دفعہ فرمایا۔ ایسے اُمراء جو میرے بعد آئیں گے جو لوگ جھوٹ پر ان کی تصدیق کریں گے اور ظلم پر ان کی مدد کریں گے تو یہ لوگ مجھ سے بری اور میں ان سے بری۔ اے کعب! جو گوشت حرام سے بنتا ہے۔ آگ اس کے زیادہ لائق ہے۔ اے کعب! روزہ ڈھال ہے اور صدقہ خطاؤں کا کفارہ ہے۔ اور نماز قرب کا ذریعہ ہے۔ اے کعب! لوگ صبح کرتے ہیں کچھ اپنے نفس کو خرید کر آزاد کرنے والے ہوتے ہیں اور کچھ اسے بیچ کر ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔ (امام احمد ۱۳۹۱۹۔ دارمی ۲۶۵۷)

موت کی تمنا ☆

زاذان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ان کی چھت پر تھے۔ وہ حضور ﷺ کے صحابی تھے۔ انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ بوجھ اٹھائے اِدھر اُدھر جا رہے ہیں۔ آپ نے وجہ پوچھی تو کسی نے بتایا کہ طاعون سے بچنے کے لیے جگہ بدل رہے ہیں۔ آپ نے پکار کر کہنا شروع کیا اے طاعون مجھے آلے۔ اے طاعون مجھے پکڑ لے۔ کسی نے کہا کہ آپ صحابی ہو کر موت کو دعوت دے رہے ہیں۔ حالانکہ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے کہا کہ میں ان چھ باتوں کی وجہ سے موت کی تمنا رکھتا ہوں ہم نے پوچھا وہ کیا ہیں:

① بچوں کا حاکم بن جانا۔
② کثرت سے شرطیں لگنا۔
③ فیصلہ میں رشوت چلنا۔
④ قطع رحمی۔
⑤ ذمہ داری اور معاہدہ کی پرواہ نہ کرنا۔
⑥ لوگ اس قرآن کو گیت کی شکل میں اپنا لیں گے۔

ایک آدمی جو کچھ بھی علم و فضل نہ رکھتا ہوگا اس لیے آگے بڑھائیں گے کہ وہ قرآن گا کر سناتا ہے۔ (مسند امام احمد میں اس پر شواہد ہیں۔ ۷۹۶۸، ۷۹۶۹، ۱۵۴۶۲، ۲۲۸۴۵، ۱۵۴۶۲)

درباری علماء اور بازاری قاری ☆

حضرت حسن بصریؒ ابن ہبیرہ کے دروازے پر سے گزرے وہاں پر قاریوں کی ایک جماعت دیکھی فرمایا قراء صاحبان کیا خیال کرتے ہیں یہ مجلس کوئی متقی لوگوں کی مجلس ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مالدار لوگوں کے پڑوسیوں اور حکام کے درباری علماء اور بازاری قاریوں سے بہت بچا کرو۔

حاکم کی خوشی......اللہ کی ناراضگی ☆

ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں رات بھر بستر پر کروٹیں بدلتا ہوں اور سوچتا ہوں۔ کوئی ایسی بات ملے جس سے میرا حاکم خوش ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوں مگر میں ناکام رہتا ہوں۔

قرب شاہ......قرب فتنہ☆

کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن موسیٰؒ ابن شبرمہؒ سے ملے تو پوچھا کیا بات ہے کہ تو ہمارے پاس نہیں آتا۔ فرمایا تیرے پاس آ کر کیا کرنا ہے تیرے قرب میں فتنہ اور دور ہٹا دے گا تو تکلیف ہے۔ میرے ہاں کوئی ایسی بات نہیں جس کی وجہ سے تجھ سے ڈروں اور نہ ہی کوئی ایسی چیز ہے جس بناء پر تجھ سے کوئی امید وابستہ رکھوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: کہ ملوک کے دروازوں سے بچتے رہو۔ کیونکہ تم ان کی دنیا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے لیکن وہ تمہاری آخرت خراب کر دیں گے۔

بعض متقدمین کا قول ہے کہ ملوک کی خدمت میں حاضر ہونا تین چیزیں پیدا کرتا ہے:

① ان کی خوشنودی کو مقدم رکھنا۔
② ان کی دنیا کی تعظیم کرنا۔
③ ان کے کردار کی تحسین کرنا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

باب : ۷۹

بیماری اور بیمار پرسی کے فضائل

بیمار اللہ کی حمد و ثناء کرے تو جنت واجب☆

حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دیکھو تو میرا بندہ مزاج پرسی کرنے والوں کو کیا جواب دیتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہے تو وہ اللہ کے پاس جا کر یونہی نقل کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ خود بھی جانتے ہی ہیں۔ فرماتے ہیں میرے بندے سے کہہ دو کہ اگر تجھے موت آ گئی تو جنت میں داخل کر دوں گا۔ اگر صحت یاب ہو گیا تو گوشت کے عوض بہتر گوشت اور خون کے بدلے بہتر خون عطا کروں گا اور گناہوں کو ختم کر دوں گا۔ (امام مالک ۱۴۵۷)

مصیبت گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے☆

سعید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کے ایک دوست کے پاس گیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے مؤمن بندہ کو کسی مصیبت میں مبتلا کرتے ہیں اور پھر عافیت بخشتے ہیں تو یہ اس کے

پچھلے گناہوں کا کفارہ اور آئندہ کے لیے معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے لیکن اگر کسی گنہگار بندے کو مبتلا کرتے اور پھر عافیت دیتے ہیں تو یہ اس اونٹ کی طرح ہے جسے گھر والوں نے باندھ رکھا تھا۔ پھر کھول دیا اسے کچھ پتہ نہیں کیوں باندھا اور کیوں کھولا تھا۔

بیماری سے گناہ جھڑتے ہیں☆

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو سخت بخار ہو رہا تھا۔ میں نے ہاتھ لگا کر چھوا اور عرض کیا کہ آپ ﷺ کو تو بہت شدید بخار ہو رہا ہے۔ ارشاد فرمایا ہاں مجھے تمہاری نسبت دوگنا بخار ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا تو آپ ﷺ کو اجر بھی دوگنا ملتا ہوگا؟ ارشاد فرمایا ہاں۔ نیز فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ روئے زمین پر جب کسی مسلمان کو بیماری وغیرہ کی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے درختوں سے پتے۔

(بخاری ۵۶۴۷، ۵۶۶۰۔ مسلم ۲۵۷۱، احمد ۳۶۳۶، ۳۹۹۹۔ دارمی ۲۶۵۲)

روح کا بیماری سے خطاب☆

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی مؤمن کو بخار آتا ہے تو روح اندر سے پکارتی اور کہتی ہے۔ اے بخار تو اس نفس مؤمنہ سے کیا چاہتا ہے۔ بخار جواب دیتا ہے اے پاکیزہ روح تیرا یہ نفس صاف ستھرا تھا مگر گناہوں نے اسے گندہ کر دیا لہٰذا اسے پاک صاف کر رہا ہوں۔ روح کہتی ہے کہ پھر تو قریب ہو جا اور اسے تین مرتبہ خوب پاک کر دے۔

مرض کے دوران چار خصوصیتیں☆

ایک مہاجر کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کی بیمار پرسی کی اور کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مریض کو اپنے مرض کے دوران چار خصلتیں حاصل ہوتی ہیں:

① قلم اس سے اٹھالیا جاتا ہے۔
② تندرستی کے عالم میں جو اعمال کیا کرتا تھا۔ اُن کا سارا اَجر و ثواب بدستور اس کو ملتا رہتا ہے۔
③ اس کے جوڑ جوڑ سے غلطیوں اور کوتاہیوں کو نکال باہر کر دیا جاتا ہے۔
④ مر گیا تو مغفرت کے ساتھ مرے گا اور جیتا رہا تو مغفرت کے ساتھ جئے گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ جب کسی مؤمن بندہ کو

بیماری میں مبتلا کرتے ہیں تو بائیں جانب والے فرشتے کو فرماتے ہیں۔ کہ اس سے قلم اٹھا لے اور دائیں والے کو حکم ہوتا ہے کہ میرا بندہ صحت کی حالت میں جو اچھے اعمال کیا کرتا تھا وہ بدستور لکھتے رہو کہ اس کو رکاوٹ میری طرف سے پیش آئی ہے۔

ام ملدم☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بخار ایک سیاہ عورت کی شکل میں حاضر ہوا۔ ارشاد فرمایا تو کون ہے۔ کہنے لگی میں ام ملدم ہوں ارشاد فرمایا اے ام ملدم تو کیا کام کرتی ہے۔ کہنے لگی میں گوشت کھاتی ہوں، خون پیتی ہوں اور میری حرارت جہنم کی لپیٹ سے ہے۔ آپؐ نے پہچان لیا کہ یہ بخار ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہیں مجھے ان کی طرف بھیج دیجئے۔

راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے انصار کی طرف بھیج دیا۔ سات دن بیمار رہنے کے بعد ان حضرات نے خدمت اقدس میں دعا کی درخواست کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اسے دفع فرمادیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی انصار سے ملتے تو فرمایا کرتے میں اس قوم کو مرحبا کہتا ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خوب پاک وصاف کردیا ہے۔

مریض کو زبردستی نہ کھلاؤ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اپنے بیماروں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کیا کرو۔ انہیں اللہ تعالیٰ کھلا پلا دیتے ہیں۔

(ترمذی ۲۰۴۰۔ ابن ماجہ ۳۴۴۴۔ حاکم ۱/۳۵۰)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ مریض کا رونا تسبیح کا درجہ رکھتا ہے۔ اور کراہنا تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ پڑھنا ہے۔ اس کا سانس صدقہ کے قائم مقام ہے۔ اور نیند عبادت ہے اور کروٹیں بدلنا بمنزلہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ صحت والے بہترین اعمال جو وہ کیا کرتا تھا بدستور لکھے جاتے ہیں۔

ازسرِنو عمل کرنے والے☆

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار آدمی ہیں جو ازسرنو اعمال شروع کرتے ہیں:

(۱) مریض جب تندرست ہوجاتا ہے۔

(۲) مشرک جب مسلمان ہوجاتا ہے۔

(۳) ایمان واخلاص کے ساتھ جمعہ پڑھ کر لوٹنے والا۔

(۴) حلال کمائی سے حج کرنے والا۔

(تنزیہ الشریعہ المرفوعہ ۲/۳۰۲ وقال اخرجہ ابن الاشعث فی سننہ التی وضعہا علی ال البیت من حدیث علیؓ)

بھلائی کے خزانے ☆

نبی اکرم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے کہ تین چیزیں بھلائی کے خزانوں میں سے ہیں:

(۱) بیماری کو چھپانا (۲) صدقہ کو چھپانا (۳) مصیبت کو چھپانا۔

(تنزیہ الشریعہ المرفوعہ ۲/۲۵۴۔ وقال عنہ لا یصح)

بیمار کثرت سے دُعا کرے ☆

حضور ﷺ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔ ارشاد فرمایا تیرے بستر میں تیرے لیے تین باتیں ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے یاددہانی۔

(۲) سابقہ گناہوں کا کفارہ۔

(۳) بیمار و مبتلائے مرض آدمی کی دعا قبول ہوتی ہے۔

لہٰذا جس قدر ہو سکے دعائیں مانگا کرو۔

مرض گناہوں کا کفارہ ہے ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ بیمار کے لیے اجر نہیں لکھا جاتا اجر تو عمل ہوتا ہے۔ البتہ مرض اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ محض مرض کی وجہ سے اجر نہیں لکھا جاتا ہاں بحالت صحت جو اعمال وہ کرتا تھا اور اب بیماری کی وجہ سے نہیں کر رہا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ تندرست ہوتا تو ضرور کرتا لہٰذا ان اعمال کا ثواب اس کے لیے لکھا جاتا ہے اور بیماری گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے جب کہ ان سے توبہ بھی کرے اگر جی میں یہی ہے کہ اچھا ہو کر پھر اسی طرح گناہ کیا کروں گا۔ تو اس صورت میں بیماری گناہوں کا کفارہ نہیں بنتی۔

بخار مؤمن کا دوزخ والا حصہ ہے ☆

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضور اقدس ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ بخار ہر مؤمن کا دوزخ والا حصہ ہے۔

مصائب وآفات مؤمن کو پاک صاف کردیتے ہیں ☆

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں اپنے عزت وجلال کی قسم جس بندے پر مجھے رحمت کرنا منظور ہے اسے دنیا سے نہیں اٹھاتا جب تک کہ اسے گناہوں سے پاک صاف نہ کرلوں خواہ جسمانی بیماری کے ذریعہ یا معاشی تنگی کے ساتھ پھر اگر کچھ باقی رہ گیا تو موت کی شدت کے ساتھ حتیٰ کہ میرے حضور یوں پاک صاف ہوکر آتا ہے جیسے آج ہی ماں نے جنا ہو اور جس بندے کو عذاب دینا منظور ہو۔اسے دنیا سے نہیں لے جاتا جب تک کہ اس کی نیکیوں کا بدلہ نہ دے دوں جسمانی صحت کی شکل میں یا رزق کی وسعت کی صورت میں پھر اگر کچھ باقی رہ جائے تو موت میں آسانی کے ذریعہ بدلہ دے دیتا ہوں حتیٰ کہ جب میرے پاس آتا ہے تو اس کے حساب میں کوئی نیکی اور بھلائی نہیں ہوتی۔

بیماری......کفارۂ گناہ اور باعثِ ثواب اعمال سابقہ ☆

عاصم احول رحمۃ اللہ علیہ' ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم پچاس برس سے یہ بات نقل کرتے آرہے ہیں کہ آدمی جب بیمار ہوتا ہے اور موت کے قریب ہوجاتا ہے تو گناہوں سے یوں پاک صاف ہوجاتا ہے جیسے اپنی پیدائش کے دن تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لیے وہ سب اعمال حسنہ لکھتے رہو جو وہ صحت کے ایام میں کیا کرتا تھا۔حتیٰ کہ صحت یاب ہوجائے یا فوت ہوجائے۔

مریض کی عیادت ☆

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: کہ جو شخص کسی مریض کی بیمار پرسی کرتا ہے تو وہ رحمت میں داخل ہوجاتا ہے مگر جب اس کے پاس بیٹھتا ہے۔تو یوں ہوتا ہے جیسے اس نے رحمت میں غوطہ لگالیا۔

(امام احمد ۳/۱۴۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی مریض کی عیادت کرتا ہے گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا۔جب کہ وہ دن بھی سات سو دن کے برابر کا ہے۔جو کوئی جنازہ کے ساتھ چلتا ہے وہ بھی فی سبیل اللہ ایک روزہ رکھنے والا شمار ہوتا ہے۔وہ ایک دن سات سو دن کے برابر شمار ہوگا۔

سنگدلی کا علاج ☆

کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا اور اپنی سنگدلی کی شکایت کی۔ کہنے لگیں کہ یہ تو بہت بڑی بیماری ہے تاہم تو مریض کی عیادت کیا کر جنازوں کے ساتھ جایا کر اور قبر کے اندر جھانک لیا کر اس شخص نے ایسا ہی کیا اور علاج کامیاب رہا۔ واپس آ کر انہیں دعا دینے لگا کہ اللہ تعالیٰ تجھے بہترین جزا عطا فرمائے۔

باب : ۸۰

نفل نماز کی فضیلت

نمازی کے تین اعزاز ☆

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ نمازی کو تین چیزیں ملتی ہیں:

① قدموں سے آسمان تک فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں۔

② آسمان سے سر کی چوٹی تک خیر و برکت اس پر برستی ہے۔

③ ایک فرشتہ آواز لگاتا ہے کہ اگر یہ نمازی جان لے کہ کس کے ساتھ محو گفتگو ہے تو کبھی نماز کے اس سلسلہ کو ختم نہ کرے۔

صبح کی نماز سے اشراق تک ذکر میں مشغول رہنے کی فضیلت ☆

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جو بہت جلد واپس آ گیا اور بہت سی غنیمت بھی ساتھ لایا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تو ایسا لشکر کبھی نہ دیکھا تھا۔ جو اس قدر غنیمت لے کر اتنی جلدی واپس آ گیا۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں اس سے بھی جلد لوٹنے والے ان سے زیادہ غنیمت لانے والے بتاتا ہوں۔ عرض کیا ضرور بتایئے۔ ارشاد فرمایا وہ لوگ جو صبح کی نماز پڑھ کر اپنی جگہوں پر بیٹھے ذکر اللہ ہی میں لگے رہتے ہیں حتی کہ سورج نکلتا ہے تو وہ دو رکعت پڑھ کر گھر آ جاتے ہیں یہ لوگ ہیں جو سب سے جلد لوٹتے ہیں اور سب سے زیادہ غنیمت لاتے ہیں۔ (ترمذی ۳۵۶۱)

چاشت کی دو رکعت کی فضیلت ☆

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ بنی آدم کے ہر

جوڑ پر روزانہ ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ امر بالمعروف صدقہ ہے نہی عن المنکر صدقہ ہے اللہ کا ذکر صدقہ ہے۔ بیوی سے خوش طبعی صدقہ ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی اپنی خواہش پوری کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے؟ ارشاد فرمایا بھلا یہی شخص اگر حرام جگہ خواہش پوری کرتا تو اسے گناہ نہ ہوتا۔ عرض کیا ضرور ہوتا۔ ارشاد فرمایا تو جب اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ جگہ میں یہ کام ہوا تو صدقہ اور ثواب ہوگا۔ ارشاد فرمایا کہ ان سب کی بجائے چاشت کی دو رکعتیں کفایت کر دیتی ہیں۔

(مسلم ۲۰۰۷، ۱۰۰۶۔ ابوداؤد ۱۲۸۵، ۱۲۸۶۔ احمد ۲۰۵۶۸)

صلوٰۃ التسبیح ☆

ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا چچا کیا میں تیرے ساتھ بھلائی نہ کروں، تجھے کچھ عطیہ نہ دوں، تجھے کوئی نفع نہ پہنچاؤں۔ عرض کیا کیوں نہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ ارشاد فرمایا تو اٹھ کر چار رکعت نماز پڑھ لے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایک اور سورۃ پڑھ چکے تو ((سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ)) پندرہ دفعہ پڑھ پھر رکوع میں یہی کلمات دس دفعہ پڑھ پھر رکوع سے اُٹھ کر دس دفعہ پڑھ۔ پھر سجدہ میں دس دفعہ پھر سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں دس دفعہ، پھر دوسرے سجدہ میں دس دفعہ، پھر سجدہ سے اٹھ کر کھڑا ہونے سے پہلے دس دفعہ پڑھ ہر ایک رکعت میں یہ کل پچھتر دفعہ ہوا اور چاروں رکعات میں تین سو مرتبہ ہو جائے گا اس کے پڑھنے سے تیرے گناہ اگر ریگستان کی ریت کے برابر بھی ہوں گے تو اللہ پاک مغفرت فرمائیں گے۔ پھر ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص ہر روز نہ پڑھ سکے تو جمعہ کو پڑھ لیا کرے یہ بھی نہ کر سکے تو ہر مہینہ میں پڑھ لے اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ہی ایک دفعہ پڑھ لے۔ (ترمذی ۴۸۲۔ ابن ماجہ ۱۳۸۶ اوقال حدیث غریب)

نفل نماز کا ثواب ☆

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم دو رکعت نفل نماز کا ثواب دیکھ لو تو ان بڑے بڑے پہاڑوں سے بھی زیادہ دکھائی دے اور فرض نماز کا تو کیا ہی کہنا ہے۔

گھر میں نفل نماز پڑھنا ☆

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ اپنے گھروں میں نفل نماز پڑھا کرو انہیں قبرستان نہ بناؤ۔

(بخاری ۴۳۲، ۱۱۸۷۔ مسلم ۷۷۷۔ ترمذی ۴۵۱۔ نسائی ۱۵۸۰۔ ابوداؤد ۱۰۴۳۔ احمد ۴۲۸۲)

ایک صحابی فرماتے ہیں: کہ آدمی کا اپنے گھر پر نفل نماز پڑھنا لوگوں کے سامنے پڑھنے سے اسی قدر زیادہ اجر رکھتا ہے۔ جتنا کہ باجماعت فرض پڑھنے کا تنہا پڑھنے والے پر زائد ہے۔

گھر میں نفل پڑھنا نور ہے ☆

آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ گھروں میں نفل نماز پڑھنا نور ہے۔ لہٰذا اپنے گھروں کو منور کیا کرو۔ (امام احمد ۸۲)

نفل اوّابین اور اشراق ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعتیں ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اہل و عیال دین و دنیا اور آخرت کی حفاظت فرماتے ہیں: اور جو کوئی صبح کی نماز پڑھ کر مصلے پر بیٹھا رہا حتی کہ سورج نکل آیا تو دو رکعت نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے لیے دوزخ سے آڑ بنادیں گے۔

چاشت کی نماز ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا چچا! مجھے کوئی نصیحت فرمایئے کہنے لگے۔ یہی سوال میں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا۔ جیسے تو نے مجھ سے کیا ہے۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی چاشت کے وقت دو رکعت نماز پڑھے وہ غافلوں میں شمار نہیں ہوتا۔ اور اگر چار پڑھ لے تو عابدین میں لکھ دیا جاتا ہے اور جو کوئی چھ پڑھ لے تو اس دن اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ جو آٹھ پڑھ لے تو وہ اطاعت والوں میں لکھ لیا جاتا ہے اور جو بارہ رکعت پڑھ لے اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں: کہ جنت کا ایک دروازہ ہے جسے باب الضحیٰ کہتے ہیں قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا۔ چاشت کی نماز پابندی سے پڑھنے والے کہاں؟ یہ دروازہ تمہارے لیے بنایا گیا ہے۔ اس میں داخل ہو جاؤ۔

نماز..... خدا کے دروازے پر دستک ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب آدمی نماز میں ہوتا ہے تو گویا وہ بادشاہ کے دروازہ پر دستک دیتا ہے اور جو شخص ہمیشہ بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہے تو کبھی نہ کبھی کھل

ہی جاتا ہے۔

فوائد ☆ کہتے ہیں کہ رات کی نماز کو دن کی نماز پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے پوشیدہ صدقہ کو علانیہ صدقہ پر۔

زمین کے ایک قطعہ کا دوسروں پر فخر کرنا ☆

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ زمین کا وہ قطعہ جہاں نماز پڑھی جائے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے وہ اپنے نیچے کی ساتویں زمین کے اخیر تک خوش ہوتا ہے اور اپنے آس پاس کے قطعوں پر فخر کرتا ہے اور جو بندہ کسی چٹیل زمین پر نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے وہ اس کے لیے مزین ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرشتوں پر فخر کرنا ☆

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کے سبب فرشتوں پر فخر کرتے ہیں:

① وہ آدمی جو چٹیل میدان میں اذان اور اقامت کہہ کر اکیلا نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے کو دیکھو جو تنہا نماز پڑھتا ہے۔ میرے سوا اسے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ (نسائی ۶۶۰۔ ابوداؤد ۱۲۰۳۔ احمد ۴ ۱۶۶۷) ستر ہزار فرشتے اس کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں۔

② وہ آدمی جو رات کو اٹھ کر تنہائی میں نماز پڑھتا ہے سجدہ میں گیا تو اس حالت میں سو جاتا ہے اللہ فرماتے ہیں میرے بندے کو دیکھو کہ اس کی روح میرے پاس ہے اور جسم میرے حضور سجدہ ریز ہے۔

③ وہ آدمی جو گھمسان کی جنگ میں ثابت قدم رہا حتی کہ شہید ہو گیا۔

مؤمن کی عزت اور شرافت ☆

معافی بن عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ مؤمن کی عزت لوگوں سے بے نیازی میں ہے اور اس کا شرف شب بیداری ہے۔

باب : ۸۱

نماز کی تکمیل اور اس میں خشوع

نماز ..... ایک پیمانہ☆

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا نماز ایک پیمانہ ہے جو اسے پورا کرے گا۔ پورا اجر پائے گا اور جو اس میں نقص رکھے گا تو ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان تمہیں معلوم ہی ہے۔ جو سورۂ مطففین میں فرمایا۔

بدترین چور اور ناقص الایمان☆

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو نماز پڑھ رہا تھا مگر اس کے رکوع اور سجود کو پورے طور پر ادا نہیں کرتا تھا۔ فرمایا اگر تو اسی طرح مر گیا تو ناقص ایمان کے ساتھ مرے گا۔

نماز میں چوری کرنے والا☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ کیا میں تمہیں بدترین چور نہ بتاؤں؟ عرض کیا گیا ضرور بتایئے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی نماز میں سے چوری کرتا ہے عرض کیا گیا نماز میں چوری کیسے ہوتی ہے؟ ارشاد فرمایا یہ کہ اس کے رکوع اور سجود کو اچھی طرح ادا نہ کرے۔

(احمد ۲۱۵۹۱ ۔ دارمی ۱۲۹۴)

اللہ سے دور کرنے والی نماز☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی نماز اسے نیکی کا حکم نہیں کرتی اور برائی سے منع نہیں کرتی یہ نماز اس شخص کو اللہ تعالیٰ سے اور زیادہ دور کرتی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾

[العنکبوت: ۴۵]

''نماز قائم کرو بیشک نماز بے حیائی اور گناہ سے روکتی ہے۔''

نماز میں توجہ ☆

حکم بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص اپنی نماز میں دائیں بائیں دیکھتا ہے اس کی کوئی نماز نہیں۔

حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل خانہ سے فرمایا کرتے: کہ جب میں نماز میں ہوتا ہوں۔تو تم باتیں کرلیا کرو۔ کیونکہ مجھے تمہاری باتیں سنائی ہی نہیں دیتیں۔

یعقوب قاری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ وہ نماز میں تھے ایک اُچکا ان کی چادر اُڑا کر لے گیا۔اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو وہ چادر پہچان کر کہنے لگے۔کہ وہ نیک آدمی ہے اسکی چادر واپس کردو ورنہ خطرہ ہے کہیں بددعا نہ کردے۔اس نے چادر لے جا کر انکے کندھوں پر رکھ دی اور اپنی حرکت پر معذرت کرنے لگا وہ نماز سے فارغ ہوئے اور واقعہ کا علم ہوا تو کہنے لگے مجھے تو نہ اس کے چادر لے جانے کا پتہ چلا اور نہ واپس لانے کی خبر ہوئی۔

رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نماز پڑھتی تھیں سجدہ بوری پر کیا تو کانے کا ایک تنکہ آنکھ میں چلا گیا مگر ان کو نماز سے فارغ ہونے تک علم نہیں ہوا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مسجد میں داخل ہونے کی تیاری ☆

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب وضو کرنے لگتے تو رنگ بدل جاتا۔پوچھنے پر فرمایا کہ جبار بادشاہ کے دربار میں حاضری کا ارادہ کررہا ہوں۔مسجد کے دروازے پر پہنچتے تو سر اٹھا کر کہا کرتے۔اے اللہ! تیرا بندہ تیرے دروازے پر حاضر ہے۔اے محسن! بدکار تیرے حضور آیا ہے تو اپنی اچھائیوں کے صدقہ میری تمام قباحتوں اور برائیوں سے درگزر فرما۔اس کے بعد پھر مسجد میں داخل ہوتے۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا ہے۔ارشاد فرمایا اگر اس کے قلب میں خشوع ہوتا ہے تو اعضاء میں بھی سکون ہوتا۔

نماز کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کیفیت ☆

نماز کا وقت ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانپنے لگتے۔رنگ تبدیل ہوجاتا۔پوچھا گیا تو فرمایا اُس امانت کا وقت آگیا ہے جسے زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا گیا۔مگر سب نے ڈر کے مارے اٹھانے سے انکار کردیا اور انسان نے اسے اٹھالیا۔کچھ پتہ نہیں اس امانت کا حق ادا کر سکوں گا یا نہیں۔۔ایسا ہی حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بیٹے حضرت زین العابدین رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی منقول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اذان کی آواز پر رونا ☆

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں اور میرے ساتھ حضرت عکرمہ میمون بن مہران، ابو العالیہ وغیرہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم طائف کی مسجد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر تھے کہ مؤذن نے مینار پر سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رونے لگے اور اتنا روئے کہ چادر بھیگ گئی۔ رگیں پھول گئیں آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ ابو العالیہ نے عرض کیا اے رسول ﷺ کے چچا زاد بھائی یہ رونا کیسا اور یہ پریشانی کیسی؟ آخر ہم بھی تو اذان سنتے ہیں مگر روتے نہیں مگر آپ کو دیکھ کر آج ہمیں بھی رونا آ گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمانے لگے اگر لوگ جان لیں کہ مؤذن کیا کہتا ہے۔ تو نہ انہیں راحت نصیب ہو نہ نیند آئے۔ عرض کیا گیا کہ پھر ہمیں بھی بتایئے مؤذن کیا کہتا ہے فرمایا جب وہ اللہ اکبر اللہ اکبر پکارتا ہے تو کہتا ہے۔ اے مشاغل والو ذرا اذان کی طرف متوجہ ہو جاؤ اپنے جسموں کو آرام پہنچاؤ اور بہترین عمل کی طرف قدم بڑھاؤ۔ جب وہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو گویا وہ یہ کہتا ہے کہ میں زمین و آسمان کی مخلوق کو گواہ بنا رہا ہوں۔ تا کہ وہ قیامت کے دن میرے لیے گواہی دیں کہ میں نے تم لوگوں کو بلایا تھا۔ دعوت دی تھی اور جب وہ اشہد ان محمد رسول اللہ کہتا ہے تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ قیامت کے دن حضرت محمد ﷺ اور سب انبیاء علیہم السلام میرے گواہ ہوں گے کہ میں نے تمہیں ہر دن میں پانچ بار خبردار کیا تھا۔ جب حی علی الصلوۃ کہتا ہے تو یہ مراد ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے یہ دین مقرر فرمایا ہے اس پر قائم رہو۔ جب حی علی الفلاح پکارتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو جاؤ۔ اپنے ہدایت کے حصوں کو وصول کرو پھر اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر گویا یہ اعلان کرتا ہے کہ نماز سے پہلے اب اور کوئی کام کرنا جائز نہیں۔ اور لا الٰہ الا اللہ کہہ کر یہ یاد دلاتا ہے کہ ساتوں زمین و آسمان کی امانت تمہاری گردنوں پر ڈال دی گئی ہے۔ اب چاہو آگے بڑھو اور چاہو تو پشت پھیر جاؤ۔

فوائد ☆ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ دو آدمی نماز پڑھنے لگتے ہیں دونوں کا رکوع سجود تو ایک ہی طرح کا ہے مگر ان کی نمازوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

(قال العراقی فی تخریج احیاء علوم الدین ۱/۱۴۸ هو موضوع)

محراب ☆

محراب کومحراب اسی لیے کہتے ہیں کہ یہاں پر شیطان کے ساتھ حرب یعنی لڑائی کی جاتی ہے تا کہ وہ اس کے دل کو کہیں اور مشغول نہ کردے۔

حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی نماز ☆

کہتے ہیں کہ حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ، عصام بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے۔ عصام رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا حاتم کیا تمہیں اچھی طرح سے نماز پڑھنی آتی ہے کہا ہاں آتی ہے۔ پوچھا کس طرح، جواب دیا۔ جب نماز کا وقت آتا ہے تو پوری طرح سے وضو کرتا ہوں پھر اس جگہ پر اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں۔ جہاں نماز پڑھنی ہوتی ہے جب تمام اعضاء اپنی جگہ پر درست ہو جاتے ہیں تو کعبہ کو اپنی ابروؤں کے درمیان اور مقام ابراہیم کو سینہ کے برابر سمجھتا ہوں اور دل کا حال اللہ تعالیٰ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ یوں خیال کرتا ہوں کہ قدم پل صراط پر ہے۔ دائیں جانب جنت اور بائیں دوزخ ہے اور موت کا فرشتہ پیچھے کھڑا ہے اور یہ نماز آخری نماز ہے۔ پھر انتہائی عاجزی کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں اور خوب سوچ کر قراءت کرتا ہوں، تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں۔ انکساری کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں۔ پھر آخر میں تشہد کے لیے بیٹھتا ہوں کہ امید وخوف کی کیفیت ہوتی ہے۔ پھر سنت کے موافق سلام پھیرتا ہوں اور سلام پھیر کر اخلاص کے ساتھ خوف ورجا کی حالت میں اُٹھ جاتا ہوں اور صبر کا خاص خیال رکھتا ہوں۔ عصام رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا حاتم کیا تیری نماز واقعی اسی طرح کی ہے۔ کہا ہاں میں اسی طرح پڑھتا ہوں پوچھا کتنی مدت سے ایسی نماز پڑھ رہے ہو کہا تمیں برس سے یہ سن کر عصامؒ رو پڑے اور کہنے لگے کہ میں تو آج تک اس طرح کی ایک نماز بھی نہیں پڑھ سکا۔

جماعت کا فوت ہونا ☆

کہتے ہیں کہ حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک دفعہ جماعت فوت ہوگئی۔ بعض احباب تعزیت کرنے لگے تو رو کر کہا کہ اگر میرا ایک بیٹا فوت ہو جاتا تو آدھا بلخ میری تعزیت کو آتا۔ آج جب کہ میری جماعت فوت ہوگئی احباب میں سے چند ایک نے ہی تعزیت کی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اگر بیٹے سب فوت ہو جاتے تو مجھے اتنا صدمہ نہ ہوتا جو اس ایک جماعت کے فوت ہونے سے ہوا۔

نماز......ضیافتِ خداوندی ☆

بعض حکماء کا قول ہے کہ نماز کی مثال اس ضیافت کی سی ہے جو اللہ تعالیٰ ہر روز پانچ مرتبہ

موحدین کے لیے تیار کرتے ہیں جس طرح ضیافت میں طرح طرح کے کھانے اور ہر کھانے کی لذت الگ ہوتی ہے۔ اسی طرح نماز میں بھی مختلف افعال اور اذکار ہیں ہر فعل کا ثواب ہوتا ہے اور گناہوں کے لیے کفارہ بھی۔ مشہور ہے کہ نماز پڑھنے والے تو بہت ہیں مگر قائم کرنے والے کم ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے اوصاف میں نماز کو قائم کرنا ذکر فرمایا ہے کہ آیت میں:

﴿وَالْمُقِيمِي الصَّلٰوةِ﴾ [الحجر: ۳۵]

''کہ وہ نماز قائم کرنے والے ہیں۔''

آیا ہے۔ لیکن منافقوں کے ذکر میں انہیں نمازی اور مصلی کہا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾

[الماعون: ٤، ٥]

''سو ایسے نمازیوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو اپنی نمازوں کو بھلا بیٹھتے ہیں۔''

اور مؤمنین کے متعلق ﴿يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ﴾ [البقرہ: ۳] آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وقت کی رعایت اور رکوع سجود کا خیال رکھتے ہوئے پابندی سے ادا کرتے ہیں۔

نمازی دو طرح کے ہیں ☆

کسی دانا کا قول ہے کہ نماز میں آنے والے لوگ دو طرح کے ہیں خاص اور عام۔ خاص لوگ بڑے احترام کے ساتھ وقار کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ یقین اور ہیبت کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور پوری تعظیم کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور دل میں خوف لیے ہوئے واپس ہوتے ہیں۔ عام لوگ غفلت سے آتے ہیں جہالت کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ وسوسوں کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور بے پروائی کے ساتھ لوٹ جاتے ہیں۔

کسی دانا کا فارسی کا مقولہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب وسوسوں کے ساتھ بغیر تعظیم کے وضو کیا۔ اور انہیں وساوس اور دنیوی مشاغل کے تفکرات میں ڈوبے ہوئے نماز پڑھی تو ایسی نماز قبول نہیں ہوتی۔

چار توجہ طلب چیزیں ☆

کسی دانا کا قول ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جو چار مقامات میں غوطہ لگاتی اور چار جگہوں میں جا کر ابھرتی ہیں:

① اللہ تعالیٰ کی رضا ہے جو طاعتوں میں غوطہ لگاتی اور سخیوں کے گھر میں سر نکالتی ہے۔
② اللہ تعالیٰ کی ناراضگی جو خطاؤں میں غوطہ لگاتی ہے اور کنجوسوں کے گھر جا کر اُبھرتی ہے۔
③ اور رزق کی وسعت جو ثواب والے اعمال میں چھپتی ہے اور نمازیوں کے گھروں میں ظاہر ہوتی ہے۔
④ تنگدستی جو سزا والے اعمال میں چھپتی ہے اور نماز میں سستی کرنے والوں کے گھر میں جا کر نمودار ہوتی ہے۔

چھ چیزوں میں لگنا ☆

کسی حکیم کا قول ہے کہ جب لوگ چھ چیزوں میں لگ جائیں تو تم بھی چھ چیزوں میں لگ جاؤ:

① لوگ اعمال کی کثرت میں لگیں تو تم حسن اعمال میں لگ جاؤ۔
② لوگ فضیلت والے اعمال میں مشغول ہوں تو تم فرائض کی تکمیل میں لگ جاؤ۔
③ جب لوگ ظاہر کی اصلاح میں لگے ہوں تو تم باطن کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔
④ لوگ جب ایک دوسرے کے عیوب کی تلاش میں ہوں تو تم اپنے عیوب کی فکر میں لگو۔
⑤ لوگ جب دنیا آباد کرنے میں لگیں تو تم آخرت آباد کرنے میں لگو۔
⑥ لوگ جب مخلوق کی رضامندی ڈھونڈ رہے ہوں تو تم خالق کی رضا تلاش کرنے میں لگ جاؤ۔
واللہ اعلم بالصواب۔

باب : ۸۲

مقبول دُعائیں

حمد باری اور وظیفہ برائے مغفرت ☆

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ مجھے قرآن پاک کی زیادہ مقدار یاد نہیں۔ اس لیے آپ کچھ کلمات سکھا دیجئے جو مجھے تلاوت قرآن کی بجائے کام دیں۔ ارشاد فرمایا: ((سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ)) پڑھا کرو۔ اس نے ان کلمات کو پانچ دفعہ ہاتھ سے

شمار کیا اور چل دیا تھوڑی دیر بعد واپس آ کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ہیں میرے لیے کیا ارشاد ہے، ارشاد فرمایا یہ پڑھ لیا کر:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ))

''اے اللہ میری بخشش فرما اور مجھ پر رحم فرما مجھے ہدایت عطا فرما اور رزق عنایت فرما اور عافیت عطا فرما۔''

اس نے دوسرے ہاتھ سے ان کلمات کو پانچ دفعہ شمار کیا اور چلا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس بدوی نے اپنے دونوں ہاتھ خیر و برکت سے بھر لیے۔ اگر پابندی سے انہیں پڑھتا رہا۔ (مسلم ۲۶۹۶۔ احمد ۴۲۷۸، ۵۲۵)

فوائد ☆ فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو اتنا قرآن نہیں آتا جتنا نماز کے لیے ضروری ہے تو اسے سیکھنا لازم ہے اور اگر اتنی مقدار سے زائد نہیں جانتا اور ان کلمات کا استعمال کرتا رہے تو امید ہے کہ تلاوت قرآن کی فضیلت کو پا لے گا۔

درد سے راحت کا وظیفہ ☆

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ مجھے اس قدر شدید تکلیف تھی کہ قریب تھا کہ میں مر جاؤں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تکلیف کی جگہ پر دایاں ہاتھ سات مرتبہ پھیرو اور پڑھو:

((اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ))

''میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کے ذریعے اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو میں محسوس کر رہا ہوں۔''

کہتے ہیں میں نے حسب ارشاد عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف رفع فرما دی۔

قبولیتِ دُعا کے لیے ☆

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص بارہ رکعت نماز پڑھے کہ ان میں کوئی کلام نہ کرے پھر اس کے بعد سات دفعہ سورۂ فاتحہ اور سات دفعہ آیت الکرسی پڑھے۔ پھر دس دفعہ

((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ))

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ہر چیز پر

قادر ہے۔“

پڑھے۔ پھر سجدہ کی حالت میں یہ کلمات پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِمَقَاعِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ وَمُنْتَھٰی الرَّحْمَۃِ مِنْ کِتَابِکَ وَبِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ وَجَدِّکَ الْاَعْلٰی وَکَلِمَاتِکَ التَّامَّۃِ))

”اے اللہ! تیرے عرش کے مراکز عزت کے واسطے سے تیری کتاب کی آخری رحمت کے وسیلہ سے تیرے عظیم نام کی برکت سے تیرے بلند و بالا مرتبے اور مکمل کلمات کے وسیلہ سے دعا مانگ رہا ہوں۔“

اور پھر دعا مانگے تو قبول ہوگی۔

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ نبی اکرم ﷺ کی خادمہ تھیں۔ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے وہ نماز کے بعد دعا مانگ رہے تھے۔ ارشاد فرمایا سلمان کیا کوئی حاجت ہے جو اپنے رب سے مانگنا چاہتے ہو۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا تو پھر دعا سے پہلے اپنے رب کی حمد و ثناء کہو اور توصیف بیان کرو جیسے کہ اس نے خود اپنی توصیف فرمائی۔ پھر اس کی تسبیح بیان کرو، حمد کہو لا الٰہ الا اللہ پڑھو۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ثناء کیسے کہوں۔ فرمایا تین بار فاتحہ پڑھ لے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ثناء ہے۔ عرض کیا توصیف کیسے کروں ارشاد فرمایا۔ سورۂ اخلاص تین دفعہ پڑھ لے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توصیف ہے۔ جسے خود ذات باری تعالیٰ نے بیان فرمایا۔ عرض کیا تسبیح کیسے کہوں۔ ارشاد فرمایا یہ پڑھا کر سبحن اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اور اس کے بعد اپنی دعا مانگا کر۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص اپنی نماز کے بعد تین بار یہ کلمات پڑھ لے:

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ))

”میں اس عظیم خدا سے بخشش چاہتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ ہے تھامنے والا ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔“

اس شخص کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب استغفار دل کی ندامت کے

ساتھ ہو۔

حفاظت کا وظیفہ☆

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جو شخص بیس آیتیں پڑھ لے میں اس کے لیے سرکش شیطان اور ظالم سلطان اور حملہ آور چور اور نقصان پہنچانے والے درندے کی طرف سے ضامن ہوں کہ کوئی بھی تکلیف نہ پہنچائے گا اور وہ بیس آیتیں یہ ہیں۔ آیت الکرسی اور سورۂ اعراف کی تین آیتیں ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ سے ﴿قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ تک اور دس آیتیں شروع سورۂ صافات سے ﴿شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ تک اور سورۃ الرحمٰن کی تین آیتیں ﴿یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ﴾ سے ﴿فَلَا تَنْتَصِرٰنِ﴾ تک اور سورۂ حشر کی تین آیتیں ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ سے آخر تک۔

(مسلم ۲۷۰۸۔ ترمذی ۳۴۳۷۔ ابوداؤد ۳۸۹۸۔ ابن ماجہ ۳۵۱۸۔ احمد ۷۵۵۷۔ مالک ۱۴۹۷۔ دارمی ۲۵۶۴)

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ))

''میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کی بدولت مخلوق کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔''

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ بنو اسلم کے ایک آدمی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں آج رات بھر نہیں سو سکا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ بچھو نے کاٹ لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر شام کے وقت یہ کلمات پڑھ لیتا تو اللہ کے فضل سے کوئی شے بھی تجھے تکلیف نہ پہنچاتی۔

ادائے قرض کا وظیفہ☆

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنا قصہ نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جمعہ کے دن غیر حاضر پایا۔ نماز کے بعد ملاقات ہوئی تو غائب ہونے کی وجہ پوچھی میں نے عرض کیا فلاں یہودی کا میرے ذمہ قرض ہے۔ مجھے خطرہ تھا کہ میں نکلا تو وہ پکڑ لے گا اور آپ تک آنے نہیں دے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے معاذ کیا میں تجھے ایسی دعا نہ بتاؤں کہ خواہ تجھ پر بہت ہی زیادہ قرضہ کیوں نہ ہو سب اتر جائے گا۔ میں نے عرض کیا حضور ضرور بتایئے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ: ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ﴾ سے ﴿بغیر حساب﴾ (آل عمران آیت ۲۶، ۲۷) تک آیت پڑھ کر یہ دعا کیا کر:

((یا رحمن الدنیا والاخرۃ ورحیمهما تعطی منهما من تشاء

وتمنع منهما من تشاء فارحمني رحمة تغنيني بها عن رحمة من سواك))

''اے دنیا اور آخرت کے رحمن و رحیم تو ان دونوں میں سے جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے مجھ پر ایسی رحمت فرما کہ میں دوسروں کا محتاج نہ رہوں۔''

کہتے ہیں: کہ یہ دعا اگر کوئی قیدی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے رہائی عطا فرماتے ہیں۔

دخولِ جنت کا وظیفہ☆

حضرت ابو امامہ باہلی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے:

((اللّٰهم لك الحمد لا اله الا انت ربي وانا عبدك آمنت بك مخلصا لك ديني اصبحت على عهدك و وعدك ما استطعت و اتوب اليك من سيئ عملي واستغفرك لذنوبي انه لا يغفر الذنوب الا انت))

''اے اللہ تیرے لیے حمد ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو میرا رب میں تیرا بندہ ہوں میں تجھ پر صدق نیت سے ایمان لاتا ہوں میں حتی الوسع تیرے عہد اور وعدہ کے موافق صبح کر رہا ہوں اور اپنے اعمال بد سے تیرے حضور توبہ پیش کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کی تجھ سے بخشش چاہتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔''

اگر اسی دن فوت ہو جائے تو جنت اس کے لیے واجب ہوگی اور یہی کلمات اگر شام کے وقت پڑھ لے اور اسی رات فوت ہو جائے تو جنت اس کے لیے واجب ہو جائے گی۔

(بخاری ۶۳۰۶ـ ترمذی ۳۳۹۳ـ نسائی ۵۴۲۷ـ ابوداؤد ۵۰۷۰ـ ابن ماجہ ۳۸۷۲ـ احمد ۱۶۴۸۸)

آفات سے بچاؤ کا وظیفہ☆

حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص بوقت صبح تین بار یہ دعا پڑھ لیتا ہے۔

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى

السَمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ))

اسے شام تک کوئی آفت نہیں پہنچتی۔ اور یہی کلمات اگر شام کو پڑھ لے تو صبح تک کوئی مصیبت نہیں آتی۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فالج میں مبتلا ہو گئے تو لوگوں نے کہا کہ جو دعا تو ہمیں بتایا کرتا تھا وہ کدھر گئی۔ کہنے لگے بخدا میں نے جھوٹ نہیں کہا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس آفت میں مبتلا کرنا چاہا تو یہ دعا ہی بھلا دی اور پڑھنا یاد نہ رہا۔

(ترمذی ۳۳۸۸۔ حدیث حسن غریب۔ ابوداؤد ۵۰۸۸۔ ابن ماجہ ۳۸۶۹۔ احمد ۴۱۸)

تنگدستی دُور ہونے کی دُعا☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں بھی اس وقت حاضر تھا۔ اس نے اپنی تنگ دستی کا ذکر کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو ملائکہ کی دعا اور مخلوق کی اس تسبیح سے کیوں غافل ہے جس کی بدولت انہیں رزق ملتا ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہے۔ ارشاد فرمایا: سبحن اللہ وبحمدہ سبحن اللہ العظیم استغفر اللہ طلوع فجر سے لے کر صبح کی نماز تک سو دفعہ پڑھ لیا کر دنیا تیرے پاس ذلیل وخوار ہو کر آئے گی۔ (تنزیہ الشریعہ ۲/ ۳۱۸۔ وقال کل اسنیدھا ضعیف)

سورۂ اخلاص اور معوذتین☆

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں کو اکٹھا کر کے ان پر دم کرتے پھر اپنے چہرہ پر اور باقی بدن پر پھیر لیتے تھے۔

(بخاری ۵۰۱۸۔ ترمذی ۳۴۰۲۔ ابوداؤد ۵۰۵۶۔ احمد ۲۴۸۰۷)

شیطان سے حفاظت کے لیے☆

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ

اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

[سورۃ اعراف: ۵۴، ۵۶]

حضرت عکرمہؒ بیان کرتے ہیں: کہ ایک آدمی سو رہا تھا۔ کوئی مسافر پاس سے گزرا کیا دیکھتا ہے کہ دو شیطان اسکے پاس کھڑے ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے کو یہ کہہ رہا ہے کہ جا اور اس سونے والے کا دل فاسد کر دے وہ قریب جا کر واپس آ گیا اور کہنے لگا وہ ایسی آیت پڑھ کر سویا ہے کہ ہم اب اس کا کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ سن کر پھر وہ دوسرا بھی اس کے قریب گیا اور واپس آ کر کہنے لگا کہ واقعی تو سچ کہتا ہے۔ وہ شیطان تو چلے گئے مگر اس مسافر نے اس شخص کو جگا کر سارا ماجرا سنایا اور پھر پوچھا کہ وہ آیت کون سی ہے۔ جو تو نے سوتے وقت پڑھی تھی۔ اس نے مذکورہ صدر آیت اسے بتائیں۔

ظالم سے نجات کے لیے☆

حضرت ابومجلز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص کسی ظالم حاکم سے خطرہ محسوس کرتا ہے وہ اگر ان کلمات کو پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اسے ظالم سے نجات عطا فرمائیں گے۔

((رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًا وَبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَ حَكَمًا))

''میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر اور قرآن کے امام اور فیصل ہونے پر راضی ہوں۔''

خواب کی پریشانی کے لیے☆

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں خواب میں پریشان ہو جاتا ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کلمات پڑھ لیا کر:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَحْضُرُوْنِ))

(ابوداؤد ۳۸۹۳، ۲۵۲۸ احمد ۲۴۰۹ ۔ مالک ۱۴۹۲)

''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی بدولت پناہ چاہتا ہوں اس کے غضب سے اس کے عذاب سے اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانی اثرات سے اور اے اللہ

میں اس سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ شیطان میرے قریب بھی پھٹکیں۔''

نماز کے بعد پڑھنے کے لیے☆

ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دفعہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا۔ اے معاذ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کا پڑھنا کبھی نہ چھوڑنا۔

((اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى تِلَاوَةِ كِتَابِكَ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) (نسائی ١٢٨٦، ابوداؤد ١٥٢٢، احمد ٧٦٩١)

''اے اللہ میری مدد فرما اپنے ذکر کی تلاوت پر اپنے شکر پر اور اپنی اچھی عبادت پر۔''

نیند سے بیدار ہوتے وقت☆

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ حضور اقدس ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((الحمد لله الذی احیانی بعد ما اماتنی والیه النشور))

''تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے مجھے موت کے بعد حیات بخشی اور اسی کے ہاں حاضر ہونا ہے۔''

(بخاری ۶۳۱۲۔ مسلم ۲۸۱۱۔ ترمذی ۳۴۱۷۔ ابوداؤد ۵۰۴۹۔ ابن ماجہ ۳۸۸۰۔ احمد ۱۷۸۶۲)

خوف ناک خواب کے وقت☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کہ جب کوئی شخص خوف ناک خواب دیکھے تو بائیں جانب تین بار تھوک ڈالے اور تین بار اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ (یعنی تعوذ پڑھے) تو وہ اسے کچھ نقصان نہ دے گا۔

(بخاری ۳۲۹۲۔ مسلم ۲۲۶۱۔ احمد ۲۱۵۲۱۔ دارمی ۲۰۴۸)

افضل دُعا☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں: کہ ایک آدمی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگا یا نبی اللہ کون سی دعا افضل ہے۔ ارشاد فرمایا کہ دنیا اور آخرت میں عفو و عافیت کی درخواست کرنا۔ اگلے دن آ کر اس شخص نے پھر وہی سوال کیا کہ کون سی دعا افضل ہے۔ ارشاد فرمایا یہ

کہ تو اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت کی دعا مانگے۔ تیسرے روز حاضر ہو کر اس شخص نے پھر وہی سوال دہرایا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب تجھے دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت مل گئی تو بس پھر تو کامیاب ہو گیا۔ (ابن ماجہ ۳۸۴۸۔ احمد ۱۱۸۴۴)

سفر کے لیے دُعا☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سفر کے لیے تیار ہوتے تو سوار ہو کر یہ دعا پڑھتے:

((سبحن الذی سخرلنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الی ربنا لمنقلبون))

''وہ ذات پاک ہے جس نے اس سواری کو ہمارے قبضہ میں کر دیا۔ ورنہ ہم کبھی اس کو قابو نہ کر سکتے۔ اور ہمیں اپنے رب کے ہاں لوٹ کر جانا ہے۔''

((اللّٰهم انت الصاحب في السفر والخليفة في الاهل اللّٰهم اَطْوِلنا الارض وهون علينا السفر اللّٰهم انا نعوذبك من وعثاء السفر والحور بعد الكور وكآبة المنقلب و سوء المنظر فی الاهل والمال والولد))

''اے اللہ! تو ہی سفر میں رفیق اور گھر والوں کا نگہبان ہے۔ اے اللہ! ہمارے لیے زمین کو لپیٹ دے اور سفر آسان فرما دے۔ اے اللہ! ہم پناہ چاہتے ہیں آپ کی سفر کی مشقت سے اور بدحالی کی طرف پلٹ جانے سے اور بری واپسی سے اور برا منظر پانے سے گھر میں، مال میں اور بچوں میں۔''

(مسلم ۱۳۴۲۔ ترمذی ۳۴۳۸۔ نسائی ۵۴۰۳۔ ابوداؤد ۲۵۹۸۔ ابن ماجہ ۳۸۸۸۔ احمد ۸۸۳۸۔ دارمی ۲۵۵۶)

بیوی سے پہلی ملاقات کی دُعا☆

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب پہلی مرتبہ بیوی سے ملاقات ہو تو اس کا مہر یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھو۔ پھر پیشانی سے پکڑ کر یہ دعا پڑھو:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْ اَهْلِيْ وَبَارِكْ لِاَهْلِيْ فِيَّ وَارْزُقْهَا مِنِّيْ وَارْزُقْنِيْ مِنْهَا وَاجْمَعْ بَيْنَنَا مَا جَمَعْتَ بِخَيْرٍ وَفَرِّقْ بَيْنَنَا مَا فَرَقْتَ بِخَيْرٍ))

''اے اللہ! میرے لیے میری اہلیہ میں برکت عطا کر اور اس کے لیے مجھ میں برکت پیدا فرما۔ اسے میری طرف سے اور مجھے اس کی طرف سے مالا مال کر ہمارا اکٹھے رہنا جب تک تجھے منظور ہو خیر کے ساتھ ہو اور جدائی منظور ہو تو خیر کے ساتھ ہو۔''

قابلِ تعجب اشخاص ☆

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ تعجب کی بات ہے کہ چار چیزوں میں مبتلا ہونے والا چار باتوں سے کس طرح غافل رہتا ہے اُس شخص پر تعجب ہے جو غموں میں مبتلا ہوتے ہوئے بھی

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ [الانبیاء: ۸۷]

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بے شک میں خود ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔''

نہیں پڑھتا جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ﴾

[الانبیاء: ۸۸]

''کہ ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح نجات دیتے ہیں۔''

اور مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو ذرا بھی مصیبت کا خوف رکھتا ہے پھر

((حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ))

''کہ مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔''

نہیں پڑھتا۔ کیونکہ آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ﴾ [آل عمران: ۱۷۴]

''پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آنے کہ ان کو کوئی ناگواری پیش نہیں آئی اور وہ لوگ رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔''

اور مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو لوگوں کے مکر سے ڈرتا ہے اور پھر

﴿وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ﴾ [غافر: ٤٤]

''کہ میں اپنا معاملہ اللہ (عز وجل) کے سپرد کرتا ہوں خدا تعالیٰ سب بندوں کا نگران ہے۔''

نہیں پڑھتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرماتے ہیں:

﴿فَوَقٰهُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ﴾

[غافر: ٤٥]

''پھر خدا تعالیٰ نے اس مؤمن کو ان لوگوں کی مضر تدبیروں سے محفوظ رکھا اور فرعون والوں پر (مع فرعون) موذی عذاب نازل ہوا۔''

اور مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو جنت کی رغبت کے باوجود

﴿مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ﴾ [الکہف: ٣٩]

''یعنی جو اللہ کو منظور ہو وہی ہوتا ہے بدون خدا کی مدد کے کسی میں کوئی قوت نہیں۔''

نہیں پڑھتا۔ کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَعَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ﴾ [الکہف: ٤٠]

''قریب ہے کہ میرا رب مجھ کو تیرے باغ سے اچھا باغ دے دے۔''

اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی دُعا مانگنی چاہئے ☆

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کے عہد مبارک میں یہ دعا مانگی کہ اے اللہ آخرت میں مجھے جو عذاب دینا ہے وہ دنیا ہی میں دے دے۔ بس اس کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور اس قدر لاغر اور دبلا ہو گیا کہ سر ہی دکھائی دیتا تھا۔ حضور ﷺ کو پتہ چلا آپ ﷺ تشریف لائے اس کا سر اٹھایا مگر اس میں حرکت تک نہ تھی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص فلاں فلاں دعا مانگا کرتا تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے بندے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی برداشت کب رکھتا ہے تجھے تو یہ دُعا مانگنی چاہئے تھی:

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

[البقرہ: ٢٠١]

''کہ اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما

اور دوزخ کے عذاب سے نجات نصیب فرما۔''

اس مریض نے پھر یہی دعا مانگی اور صحت یاب ہو گیا۔

(مسلم ۲۶۸۸۔ ترمذی ۳۴۸۷۔ احمد ۱۱۶۰۷)

مغفرت کے لیے دُعا☆

کہتے ہیں کہ عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا ایک آدمی نے انہیں خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو کہنے لگے میرے اللہ نے میری مغفرت فرما دی اور یہ ان دعاؤں کی برکت ہے جو میں مانگا کرتا تھا اور وہ سامنے دیوار پر لکھی ہیں آدمی بیدار ہوا دیکھا تو سامنے دیوار پر عتبۃ الغلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دعا موجود تھی۔

((اَللّٰهُمَّ يَا هَادِيَ الْمُضِلِّيْنَ وَيَارَاحِمَ الْمُذْنِبِيْنَ يَا مُقِيْلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِيْنَ اِرْحَمْ عَبْدَكَ مِنْ ذَاالْخَطَرِ الْعَظِيْمِ وَالْمُسْلِمِيْنَ كُلَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْاَخْيَارِ الْمَرْزُوْقِيْنَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيْقًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ))

''اے اللہ! گمراہوں کو راہ دکھانے والے گناہگاروں پر رحم کھانے اور خطا کاروں کو معاف کرنے والے اپنے بندے پر اس عظیم خطرہ سے نکال کر رحم فرما اور باقی تمام مسلمانوں پر بھی اور ہمیں اپنے پسندیدہ بندوں میں سے بنا۔ جنہیں تیرا خصوصی رزق عطا ہوتا ہے اور ان لوگوں کے ساتھ ملا جن پر تیرا انعام ہوتا ہے یعنی انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین حضرات کی جماعت جو کہ بہترین ساتھی ہیں۔ اپنی رحمت کے ساتھ قبول فرما اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔''

ابدال میں شمار ہونے والی دعا☆

کہتے ہیں جو شخص ہر نماز کے بعد ان پانچ کلمات کو بطور دعا پڑھتا رہے وہ ابدال میں شمار ہوتا ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِجَمِيْعِ مَنْ اٰمَنَ بِكَ))

''اے اللہ! حضرت محمد ﷺ کی امت کی اصلاح فرما۔ اے اللہ! آپ ﷺ کی امت پر رحم فرما اے اللہ آپ کی امت سے آفات کو دور فرما اور اے اللہ! آپ کی امت کی مغفرت فرما اور ان تمام لوگوں کی بھی جو تجھے ماننے والے ہیں۔''

ظالم سے بچنے کے لیے☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں: کہ حجاج بن یوسف ایک دفعہ ان پر ناراض ہوا اور کہنے لگا اگر عبدالملک بن مروان کا خط نہ ہوتا تو میں تجھے فلاں فلاں سزا دیتا۔ میں نے جواب دیا تو ایسا کر ہی نہیں سکتا۔ وہ کہنے لگا مانع بھی کیا ہے فرمایا کچھ دعائیں ہیں جو مجھے حضور اقدس ﷺ نے سکھائی ہیں۔ جنہیں میں روزانہ صبح و شام پڑھتا ہوں حجاج نے کہا وہ کون سی دعا ہے آپ نے بتانے سے انکار کر دیا۔ اس نے پھر اصرار کیا مگر آپ نے پھر بھی انکار ہی کیا۔ ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بیمار ہوئے تو میں نے انہی دعاؤں کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ یہ کلمات تین بار پڑھا کر:

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِيْ وَمَالِيْ وَوَلَدِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ مَا اَعْطَانِيْ رَبِّيْ اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّرِيْدٍ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ [التوبہ: ۱۲۹] عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

''اللہ کے نام کی مدد لیتا ہوں اپنے نفس پر اور اپنے دین پر۔ اللہ کے نام کی برکت چاہتا ہوں ہر اس شے پر جو میرے رب نے مجھے عطا فرمائی اللہ وہی میرا رب ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ اللہ وہی میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ وہ عزت اور بزرگی رکھتا ہے ہر اس چیز پر جس سے مجھے خوف اور خطرہ

ہے۔ اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں۔ اپنے نفس کے شر سے اور ہر سرکش شیطان کے شر سے اور ہر سرکش متکبر شخص کے شر سے پھر اگر یہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کرلیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے تیرا زیر سایہ شخص بھی عزت والا ہے تیری ثناء عظیم ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود بننے کے لائق نہیں۔''

باب : ۸۳

نرمی اور مہربانی

اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتے ہیں ☆

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ یہود کے کچھ لوگ اجازت لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور السام علیک کہا۔ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا وعلیکم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا وعلیکم السام واللعنۃ (کہ تم پر ہلاکت اور لعنت) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا عائشہ! اللہ تعالیٰ تمام امور میں نرمی کو پسند فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ حضرت کیا آپؐ نے سنا نہیں کہ ان لوگوں نے کیا کہا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ میں نے بھی تو جواب میں وعلیکم کہہ دیا تھا۔

(بخاری ۶۰۲۴، ۶۲۵۶۔ مسلم ۲۱۶۵۔ ترمذی ۲۷۰۱۔ ابن ماجہ ۳۶۸۹۔ احمد ۲۲۹۶۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! جس کسی کو نرمی کا حصہ نصیب ہو گیا اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی نصیب ہوئی اور جو اس سے محروم رہا وہ اپنے دنیا اور آخرت کے حصہ خیر سے محروم رہا۔

(ترمذی ۲۰۱۳)

بہترین عقلمندی ☆

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایمان باللہ کے بعد سب سے بڑھ کر عقلمندی لوگوں کے ساتھ حسن معاملہ اور دوستانہ سلوک ہے۔ کوئی آدمی مشورہ کے بعد مصیبت نہیں دیکھتا اور خود رائی کی وجہ سے بے نیازی دکھانے والا کبھی بھلائی نہیں پاتا اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ہلاکت میں ڈالنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اس کی رائے کو فاسد

و بیکار کر دیتے ہیں اور یہ کہ دنیا میں بھلائی والے ہی آخرت میں بھلائی والے ہوں گے اور دنیا میں برائی والے ہی آخرت میں برائی والے ہوں گے۔

مہربانی اور نرمی ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربان ہیں اور مہربانی کو ہی پسند فرماتے ہیں۔ مہربانی پر وہ کچھ عطا فرماتے ہیں جو سختی اختیار کرنے میں نہیں ملتا۔ (مسلم ۲۵۹۳۔ احمد ۶۲)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی گھرانے کے لیے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان میں شفقت و مہربانی پیدا فرما دیتے ہیں اور یہ کہ مہربانی اگر کسی مخلوق کی شکل میں ظاہر ہوتی تو دنیا کی کوئی چیز بھی اس سے زیادہ خوبصورت نہ ہوتی اور تند خوئی و سختی اگر کسی صورت میں ظاہر کی جاتی تو اس سے زیادہ بدصورت کوئی چیز دنیا میں نہ ہوتی۔ (امام احمد ۲۴۲۹۰)

نرمی...... باعثِ زینت ☆

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ میں ایک اونٹ پر سوار تھی جو کچھ منہ زور تھا۔ میں اسے مارنے لگی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا عائشہ! نرمی اختیار کرو کہ یہ جس شے میں ہوتی ہے اسے زینت بخشتی ہے۔ جس چیز سے جاتی رہے اسے بے رونق کر دیتی ہے۔
(مسلم ۲۵۹۴۔ ابوداؤد ۲۴۷۸۔ احمد ۲۳۱۷۱)

حضور ﷺ کی آخری وصیت ☆

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب سورہ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ نازل ہوئی تو اس کے بعد حضور ﷺ بیمار پڑ گئے۔ جمعرات کے روز تشریف لائے سر مبارک پٹی سے بندھا ہوا تھا۔ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، چہرہ مبارک زرد ہو رہا تھا آنکھوں سے آنسو جاری تھے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ مدینہ طیبہ میں منادی کر دو کہ رسول اللہ ﷺ کی وصیت سننے کے لیے جمع ہو جاؤ یہ آخری وصیت ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منادی کر دی اور چھوٹے بڑے سب جمع ہو گئے۔ گھروں کے دروازے کھلے اور بازار جوں کے توں چھوڑ کر سب حاضر ہو گئے۔ حتیٰ کہ پردہ نشین دوشیزائیں بھی حضور اقدس ﷺ کی آخری وصیت سننے کو گھروں سے نکل آئیں۔ مسجد میں گھٹن محسوس ہونے لگی تو نبی کریم ﷺ نے بار بار ارشاد فرمایا کہ آنے والوں کے لیے جگہ بناؤ

وسعت پیدا کرو پھر آپ اٹھ کر کھڑے ہو گئے زبان مبارک پر انا للہ وانا الیہ راجعون تھا۔ اور رو رہے تھے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی۔ حضرات انبیاء علیہم السلام پر اور خود اپنی ذات عالیہ پر درود پڑھا۔ پھر ارشاد فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم العربی الحرمی المکی ہوں۔ جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ لوگو! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے اپنے سفر آخرت کی اطلاع ہو چکی ہے۔ میرا دنیا سے کوچ کا وقت آ چکا۔ اب اپنے رب کی ملاقات کا شوق پیدا ہو رہا ہے۔ ادھر اپنی امت کا غم بھی ہے کہ میرے بعد ان کا کیا حال ہوگا اللّٰهم سَلِّمْ سَلِّمْ اے اللہ! سلامتی عطا فرما حفاظت فرما اے لوگو! میری وصیت خوب غور سے سن لو۔ اور اسے خوب محفوظ کرو۔ اور یاد رکھو اور تم میں سے ہر موجود شخص نہ آنے والے کو پہنچا دے کہ یہ میری تمہارے نام آخری وصیت ہے۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب میں تمہارے لیے حلال حرام سب کھول کر بتا دیا ہے جو کام کرنے کے ہیں اور جو بچنے کے ہیں سب بتائے ہیں۔ لہٰذا حلال امور کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔ متشابہ آیات پر ایمان رکھو، محکم آیات پر عمل کرو، اس کی بیان کردہ مثالوں سے عبرت حاصل کرو۔ پھر سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا اے اللہ کیا میں نے بات پہنچا دی ہے! گواہ ہو جاؤ۔

اے لوگو! ان گمراہ کن خواہشات اور بدعات سے بہت بچو کہ یہ اللہ تعالیٰ سے اور جنت سے دور اور دوزخ کے قریب ہیں اور دین پر پختگی رکھو۔ اور اجتماعیت پر قائم رہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اور جنت کے قریب اور دوزخ سے بعید ہے۔ پھر وہی کلمہ دہرایا اے اللہ کیا میں نے بات پہنچا دی ہے۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو اپنے دین اور امانت کے بارے میں۔

اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو اپنے غلاموں کے بارے میں جو خود کھاتے ہو انہیں بھی کھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو انہیں بھی پہناؤ۔ جو کام ان کی ہمت سے باہر ہیں۔ ان پر مجبور نہ کرو کہ وہ بھی تمہاری طرح گوشت پوست کی مخلوق ہے۔ سن لو کہ جو کوئی ان پر ظلم کرے گا میں قیامت کے دن اس کا فریق مخالف بن جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمانے والے ہوں گے۔

اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔ عورتوں کے بارے میں۔ ان کے مہر ادا کرو ان پر ظلم مت کرو ورنہ قیامت کے دن اپنی نیکیوں سے محروم ہو جاؤ گے۔ خبردار! کیا میں نے بات پہنچا دی ہے۔ اے لوگو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔ انہیں تعلیم دو، ادب سکھاؤ کہ وہ تمہارے پاس امانت ہیں۔ خوب سن لو میں نے پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! اپنے حکام کی اطاعت کرو ان کی نافرمانی مت کرو۔ خواہ حاکم حبشی غلام ناقص

اعضاء والا ہی کیوں نہ ہو کہ جو کوئی اس کی اطاعت کرے گا۔ اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ خبردار! ان کے مقابلہ میں بغاوت نہ کرنا ان کے ساتھ بدعہدی نہ کرنا خبردار کیا میں نے پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! میرے اہل بیت کی محبت لازم سمجھو اور قرآن کے حافظوں سے بھی ضرور محبت رکھو۔ اپنے علماء سے بھی لازماً محبت رکھو، ان سے بغض نہ رکھو، ان سے حسد نہ کرو، نہ ان کا لو عیب۔ یہ بھی سن لو کہ جس نے ان سے محبت رکھی، اس نے مجھ سے محبت رکھی، جس نے میرے ساتھ محبت کی، اس نے اللہ سے محبت رکھی، جس نے ان سے بغض رکھا، اس نے میرے ساتھ بغض رکھا، جس نے میرے ساتھ بغض رکھا، اس نے اللہ سے بغض رکھا۔ آگاہ رہو کیا میں نے پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! تم پر پانچ نمازوں کی پابندی لازم ہے۔ وضو بھی کامل ہو اور رکوع و سجود کی بھی پوری رعایت رکھی گئی ہو۔

اے لوگو! اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور سن لو کہ جس نے زکوٰۃ نہ دی اس کی نماز بھی بیکار ہے۔ سنو کہ جس کی نماز نہیں اس کا دین نہیں اس کا روزہ نہیں۔ اس کا حج نہیں اس کا جہاد نہیں اے اللہ کیا میں نے یہ حکم پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص پر حج فرض کیا ہے جو اس کے لیے اسباب اور طاقت رکھتا ہے۔ جو پھر بھی ادا نہیں کرتا وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی یا مجوسی ہو کر ہاں کوئی بیماری پیش آ جائے یا کوئی ظالم بادشاہ رکاوٹ ڈال دے تو اور بات ہے اور سن لو کہ بغیر عذر کے اس شخص کو نہ میری شفاعت نصیب ہوگی نہ میرے حوض کوثر پر آ سکے گا۔ خبردار کیا میں نے پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن ایک وسیع میدان میں جمع فرمائیں گے۔ ایک عظیم مقام میں جو سخت اور کٹھن بھی ہوگا اس دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد و اطفال مگر ہاں جو اللہ کے پاس کفر و شرک سے پاک دل لے کر آئے گا (وہ نجات پائے گا) خبردار کیا میں نے پہنچا دیا۔

اے لوگو! اپنی زبانوں کی حفاظت کیا کرو اور آنکھوں کو رلایا کرو، دلوں میں عاجزی پیدا کرو، اپنے جسموں کو عبادت سے تھکائے رکھو، اپنے دشمنوں سے جہاد کرو اور مساجد کو آباد کرو، اپنے ایمان کو خالص بناؤ، بھائیوں سے ہمدردی کرو اور اپنے لیے کچھ آگے بھیجتے رہو۔ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے رہو۔ اپنے مالوں سے صدقہ دیتے رہو۔ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو کہ سب نیکیاں اکارت

جائیں گی۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ ہلاک ہو جاؤ گے خبردار کیا میں نے پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو! غلام آزاد کرنے کی کوشش کرنا اپنے فقر واحتیاج کے دن کے لیے کچھ اعمال خیر کرتے رہنا۔ اے لوگو! ظلم مت کرنا کہ اللہ تعالیٰ ظالم کا تعاقب کرتا ہے۔ اس نے تمہارا حساب کرنا ہے۔ تمہیں اس کے پاس جانا ہے وہ تمہاری معصیت پر کبھی راضی نہ ہوگا۔

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ [فصلت: ٤٦]

''اے لوگو! جو کوئی نیکی کرتا ہے وہ اس کو نفع دے گی اور جو کوئی برائی کرتا ہے وہ اس پر وبال بنے گی اور تمہارا رب بندوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا۔''

﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ [البقرۃ: ٢٨١]

''اور اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ کی پیشی میں لائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا بدلہ پورا پورا ملے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔''

اے لوگو! میں اپنے رب کے حضور جانے ہی والا ہوں۔ مجھے اس سفر کی اطلاع مل چکی ہے۔ لہٰذا میں تمہارا دین تمہاری امانت اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور سلام ہو تم پر اے میرے صحابہؓ کی جماعت اور میری امت تم پر اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

پھر منبر سے نیچے اترے اور گھر تشریف لے گئے۔ پھر اس کے بعد باہر تشریف نہیں لائے۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاُمَّتِهٖ وَسَلَّمَ۔

(اس حدیث کے مختلف شواہد ہیں مختلف ابواب کے تحت، لیکن یکجا نہ مل سکی)

باب: ٨٤

سنت پر عمل کرنا

دو عظیم چیزیں......☆

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک تم انہیں تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ (مالک ١٣٨٥)

ہر بدعت گمراہی ہے ☆

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمان نبوی ﷺ نقل کرتے ہیں: کہ سنت کے موافق تھوڑا سا عمل بدعت کے کثیر عمل سے کہیں اچھا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جاتی ہے۔(نسائی ۱۵۶۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ سنت کے موافق معتدل عمل بدعت کے بڑے سے بڑے مجاہدہ سے بہتر ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ کوئی قول عمل کے بغیر درست نہیں بنتا اور کوئی قول اور عمل نیت کے بغیر صحیح نہیں ہوتا۔ کوئی قول، عمل اور نیت بغیر سنت کے ٹھیک نہیں بنتے۔

دو آدمیوں کو شفاعت نصیب نہ ہوگی ☆

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دو آدمیوں کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں دو قسم کے لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ ظالم امام اور دین میں غلو کرنے والا جو نبی کی سنت اور جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریق سے تجاوز کرتا ہے۔

عمل نبی ﷺ کے طریقے اور سنت کے مطابق ہو ☆

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں: کہ نبی ﷺ کے راستہ اور اس کی سنت کو لازم پکڑو کیونکہ جو شخص نبی کے طریق اور سنت کے مطابق عبادت کرتا ہے اور رحمٰن کا ذکر کرتا ہے اور خوف خداوندی سے اس کی آنکھیں بہنے لگتی ہیں۔ ایسے شخص کو کبھی بھی دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ جو بندہ بھی نبی کے طریق اور سنت پر عمل کرتا ہے، اللہ کا ذکر کرتا ہے، اللہ کے خوف سے اس کی آنکھیں بہتی ہیں، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال اس درخت کی سی ہے۔ جس کے پتے خشک ہو چکے ہوں کہ اچانک ہوا چلی اور سب پتے جھڑ گئے۔ نیز فرمایا کہ نبیؐ کے طریق اور سنت کے موافق اعتدال والا عمل اس مشقت والے عمل سے بہتر ہے جو سنت کے خلاف ہو۔ لہٰذا اپنے اعمال پر خوب نظر رکھو۔ خواہ اعتدال والے ہوں یا مجاہدہ والے۔ مگر وہ انبیاء علیہم السلام کے طریق اور ان کی سنت کے موافق ہوں۔

اہلسنت والجماعت ☆

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے۔ اکہتر دوزخ میں اور ایک جنت میں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک فرقہ کون سا ہے ارشاد فرمایا اہل السنۃ والجماعت۔ حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ فسادِ امت کے دور میں میری سنت کو سینے سے لگانے اور اپنانے والے کو سو شہید کا ثواب ملے گا۔

آخری دور کا فتنہ ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب تم پر ایسا فتنہ آئے گا جس میں بڑے بوڑھے ہو جائیں گے۔ بچے بڑے ہو جائیں گے۔ لوگ اس پر سنت کو اختیار کرنے لگیں گے۔ کوئی اسے بدلنا چاہے یا اس کے خلاف عمل کرے تو اسے بُرا بھلا کہا جائے گا۔ کسی نے کہا اے عبداللہ یہ کب ہونے والا ہے۔ فرمایا جب تمہارے امین لوگ کم ہو جائیں گے۔ حکمرانوں کی کثرت ہو گی فقہاء قلیل اور قراء کثیر ہوں گے اور آخرت والے عمل سے دنیا مطلوب ہو گی۔ دینی علم و کمال دین کی غرض سے حاصل نہیں کریں گے۔ ایسے دور میں تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے۔ اگر ان کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں گمراہ کریں گے۔ اگر کہا نہ مانا تو قتل کر دیں گے۔ سائل نے کہا اے عبداللہ آپ کی اس وقت کے متعلق کیا رائے ہے۔ فرمایا گھر کا ٹاٹ بن جاؤ۔ یعنی گھر میں ہی رہو۔ ورنہ پھر آگ بہتر ہے۔

راوی کہتا ہے کہ وہ شخص پہلو پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا اے ابن ام عبد تو نے مجھے ہلاک کر دیا۔

حضور ﷺ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب ☆

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ ہمیں حضور ﷺ نے خطاب فرمایا: اے لوگو! میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اکرام کرو ان کے ساتھ حسن سلوک کرو ان کے ساتھ محبت رکھو۔ کیونکہ سب لوگوں سے بہتر میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ جن میں میری بعثت ہوئی۔ وہ اللہ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی اور میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سے جو احکام لایا ان کو قبول کیا اور ان کی پیروی کی اور عمل کیا پھر ان کے بعد اس دور کے لوگ ہیں جو ان کے بعد ہی آنے والے ہیں وہ مجھ پر ایمان لائے اللہ کے احکام کی اتباع کی۔ حالانکہ مجھے نہیں دیکھا پھر وہ لوگ جو ان کے بعد متصل آنے والے ہیں وہ مجھ پر ایمان لائے۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے، خواہشات کے پیچھے دوڑیں گے۔ جن باتوں کا میں نے حکم دیا ہے انہیں

چھوڑ بیٹھیں گے اور جن سے روکا ہے انہیں شوق سے کریں گے۔ دین کو اپنی خواہشات کے مطابق استعمال کریں گے۔ ان کے اعمال میں ریا کاری ہوگی۔ بات بات پر قسم کھائیں گے جب کہ قسم کا مطالبہ بھی کوئی نہ کرتا ہوگا۔ گواہی کی طلب یا درخواست کے بغیر ہی گواہی دینے کو تیار ہوں گے۔ کوئی امانت رکھے گا تو خیانت کریں گے اور ادا کرنے کا نام تک نہ لیں گے۔ بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے۔ محض باتیں بنائیں گے عمل سے کچھ لگاؤ نہ ہوگا۔ ان لوگوں میں سے علم اور حلم اٹھ جائے گا۔ جہالت اور بدگوئی ان میں آ جائے گی۔ حیاء اور امانت ان کے ہاں ختم ہو جائے گی۔ جھوٹ خیانت والدین کی نافرمانی رشتہ داروں سے قطع تعلق۔ لمبی لمبی امیدیں بخل، دنیا کی حرص اور طمع، حسد بغاوت و سرکشی بدخلقی ہمسایوں سے بدسلوکی ان لوگوں میں عام ہو جائے گی۔ دین سے یوں صاف نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ میں سے گزر جاتا ہے اور قیامت بدترین لوگوں پر قائم کی جائے گی پس تمہیں اگر پسند ہے کہ وسط جنت اور اس کی نعمتوں میں ٹھکانا بن جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت کی پیروی لازم کرلو۔ دین کے نام پر پیدا ہونے والی نئی باتوں سے بچو کہ یہ بدعت ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ میری پوری امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ پس جس کسی نے اطاعت چھوڑ دی جماعت سے الگ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی پرواہ نہ کی بلکہ مخالفت اختیار کی وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوں گے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے۔

وعظِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ☆

حضرت عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بہت ہی پرتاثیر وعظ سنایا کہ اس سے آنکھیں بہہ پڑیں۔ دل سہم گئے۔ ایک صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وعظ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی کسی کو رخصت کر رہا ہو۔ کچھ اور وصیت فرمائیں۔ ارشاد فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ حکم سننے اور ماننے کی۔ میرے بعد تم میں سے جو بھی زندہ رہا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا۔ دین کے نام پر پیدا ہونے والی نئی باتوں سے بہت ہی بچنا۔ وہ گمراہی ہے جسے یہ صورت پیش آئے۔ اس کو لازم ہے کہ میرے خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو پکڑے اور سبھی اس کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔

(ترمذی ۲۶۷۶۔ ابوداؤد ۴۶۰۷۔ ابن ماجہ ۴۴۔ احمد ۱۶۵۱۹)

اَکلِ حلال اور سنت پر عمل ☆

حضرت ابو سعید خدری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص حلال کھاتا ہے سنت کے موافق عمل کرتا ہے۔ لوگوں کو تکلیف نہیں دیتا۔ وہ جنت میں جائے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کے لوگ تو بہت ہیں۔ ارشاد فرمایا ابھی میرے بعد والے زمانے میں بھی رہیں گے۔ پھر تھوڑے ہو جائیں گے۔ (ترمذی ۲۵۲۰)

صراطِ مستقیم ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے ایک خط کھینچا اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں بائیں کئی خط کھینچ کر فرمایا یہ راستے ہیں ان میں سے ہر راستہ پر ایک شیطان مقرر ہے جو اسکی طرف بلاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی:

﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ [انعام: ۱۵۳]

''اور یہ دین میرا راستہ ہے جو کہ مستقیم ہے۔ سو اس پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا تاکیدی حکم دیا ہے تا کہ تم احتیاط رکھو۔'' (ابن ماجہ ۱۱۔ احمد ۳۹۲۸۔ دارمی ۲۰۴)

دین کی آفت ☆

ایک حدیث میں ہے کہ ہر شے کے لیے آفت ہوتی ہے اور اس دین کی آفت بدعتیں اور خواہشات ہیں۔

اَهْوَآء ☆

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ بدعتوں کو اھواء اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اپنے پیروکاروں کو دوزخ میں گرائیں گی۔

کون سی نعمت بڑی ہے؟

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ کی دو نعمتوں میں سے جو مجھے نصیب ہوئی ہیں کون سی نعمت بڑی ہے۔ ایک تو یہ کہ اس نے مجھے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی۔ دوسری یہ کہ بدعتوں سے میری حفاظت فرمائی۔

جماعت سے الگ ہونا☆

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو شخص امت مسلمہ کے ایک بالشت بھی خلاف چلے گا وہ ایسا ہے کہ اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے اُتار پھینکی۔

(ترمذی ۲۸۶۳۔نسائی ۵۳۸۹۔ابوداؤد ۴۷۵۸۔ابن ماجہ ۴۰۵۴۔احمد ۱۶۵۴۲)

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہرم بن حبان کے نام وصیت میں لکھتے ہیں کہ جماعت مسلمہ سے الگ ہو جانے سے بہت بچو۔اس سے تم اپنے دین سے کٹ جاؤ گے اور تمہیں پتہ تک نہ چلے گا کہ قیامت کو تمہیں دوزخ میں داخل ہونا ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہی محض اپنے فضل وکرم سے توفیق بخشنے والے ہیں۔

باب: ۸۵

غم آخرت

نفس کا موازنہ☆

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ قیامت میں ان اعمال ناموں کے وزن ہونے سے پہلے اپنے نفس کے اعمال کا وزن کرلو اور حساب ہونے سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کرو اور بڑی پیشی کے لیے تیار ہوتے رہو اور وہ قیامت کا دن ہے۔

﴿يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ﴾ [الحاقہ: ۱۸]

''جس دن تمہیں پیش ہونا ہے کہ کوئی چھپنے والا چھپ نہیں سکے گا۔''

ربّ سے مانگو☆

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے یہ حدیث قدسی نقل کرتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے میرے بندو! میں نے خود اپنے اوپر ظلم حرام کرلیا ہے اور تمہارے لیے بھی حرام کیا ہے۔لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔میرے بندو تم سب گمراہ ہو۔سوا ان کے جن کو میں نے ہدایت دی۔سو تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تم کو ہدایت عطا کروں گا۔میرے بندو تم سب بھوکے ہو سوا اُن کے جن کو میں کھلا دوں۔سو تم مجھ سے کھانا مانگو میں کھانا دوں گا۔میرے بندو تم سب ننگے ہو سوا اُن کے جن کو میں لباس پہنا دوں۔تم مجھ سے لباس مانگو میں پہناؤں گا۔میرے بندو! تم شب و روز خطاؤں میں لگے ہوئے ہو۔میں تمام گناہوں کی مغفرت کرتا ہوں تم مجھ سے بخشش مانگو میں بخش دوں گا۔میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے انسان اور جن تم میں سے سب سے زیادہ متقی شخص کے دل

کی طرح ہو جائیں یعنی سبھی اس جیسے ہو جائیں تو اس سے میرے ملک میں کچھ بھی اضافہ نہ ہوگا۔ میرے بندو اگر تمہارے اول و آخر جن اور انسان سب ایک بدترین شخص کے قلب جیسے یعنی اس کی طرح ہو جائیں تو اس سے میرے ملک میں کچھ بھی کمی نہیں آئے گی۔ میرے بندو اگر تمہارے اول و آخر جن اور انسان سب مل کر ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور ہر ایک اپنی اپنی حاجتوں کا مجھ سے سوال کرے اور میں سبھی پورا کردوں تو اس سے میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی نہ ہوگی جتنی کہ سمندر میں ایک دفعہ سوئی ڈبو کر نکال لینے سے ہو سکتی ہے۔ میرے بندو! یہ سب تمہارے اعمال ہیں۔ جنہیں میں تمہارے لیے بحفاظت رکھے جا رہا ہوں اور قیامت کے دن یہی تمہیں ٹھیک ٹھیک لوٹا دیے جائیں گے۔ اچھا انجام پانے والا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور ناکام شخص اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔

(مسلم ۲۵۷۷۔ ترمذی ۲۴۹۵۔ احمد ۲۰۴۰۵۔ دارمی ۲۶۶۹)

جنازہ کے ساتھ جانا ☆

حضرت ابو سعید خدری حضور کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: کہ بیماروں کی مزاج پرسی کیا کرو جنازوں کے ساتھ جایا کرو اس سے آخرت کا دھیان پیدا ہوتا ہے۔ (احمد ۱۱۱۷۳:۵:۱۰۷)

کسی دانا کا ذکر ہے کہ اس نے بعض لوگوں کو ایک جنازہ کے پیچھے جاتے دیکھا کہ وہ میت پر بڑا ترس کھا رہے تھے اور مہربانی کا اظہار کر رہے تھے۔ یہ فرمانے لگے تم لوگ اگر اپنے اوپر ترس کھاؤ تو بہتر ہوگا اور یہ شخص تو فوت ہو گیا اور تین آفتوں سے نجات پا چکا۔

① ملک الموت کا منظر۔
② موت کا تلخ ذائقہ۔
③ خاتمہ کا خوف۔

پھر فرمانے لگے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو ایک جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھ رہا تھا کہ یہ کون ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ تو ہے (یعنی یہ تیرا جنازہ ہے) اور اگر برا مانتا ہے تو یہ میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ [زمر: ۳۰]

"کہ بیشک تجھے بھی موت آنے والی ہے اور یہ لوگ بھی بالیقین مرنے والے ہیں۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت ☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو قبرستان میں کچھ

کھاتے دیکھا تو فرمایا کہ یہ شخص منافق ہے موت کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے ہے اور پھر بھی کھانے کا خیال آیا ہے۔ اور انہی کا یہ مقولہ بھی ہے کہ ان لوگوں پر سخت تعجب اور حیرت ہے۔ جنہیں توشہ تیار کرنے کا حکم مل چکا ہے کوچ کا پیغام مل چکا ہے اور قافلے کا اگلا حصہ چل بھی چکا ہے اور یہ ابھی بیٹھے کھیل رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا کسی میت کو دیکھ کر یہ حال ہو جاتا تھا۔ گویا وہ ابھی اپنی والدہ کو دفن کر کے آ رہے ہیں۔

ہر وقت بے خوف ہونا ☆

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص ہر وقت بے خوف اور مطمئن رہتا ہے کبھی بھی غم اور خوف محسوس نہیں کرتا۔ خطرہ ہے کہ وہ اہل جنت میں سے نہ ہو کیونکہ اہل جنت کا تو یہ مقولہ قرآن میں آیا ہے۔

﴿اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ﴾ [الطور: ۲۶]

''کہ ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر میں یعنی دنیا میں بہت ڈرا کرتے تھے۔''

حافظِ قرآن کیسا ہونا چاہئے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ حافظ قرآن کو مناسب ہے کہ وہ اپنی رات کی قدر کرے جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں اور اپنے دن کا مقام پہچانے جب کہ لوگ اسے بغیر روزہ کے گزار رہے ہوں اور اپنے غم کا دھیان رکھے جبکہ لوگ خوشیاں منا رہے ہوں اور یہ اپنے رونے کی فکر میں رہے۔ جب کہ لوگ ہنس رہے ہوں یہ اپنی خاموشی کا خیال رکھے جب کہ لوگ باتوں میں لگ رہے ہوں۔ متواضع رہے خواہ لوگ تکبر کرتے ہوں اور صاحب قرآن کو یہی لائق ہے۔ وہ غمگین بردبار، متضرع خاشع اور نرم طبع بنے۔ تند خو، غفلت شعار، بد دماغ، اور تیز مزاج نہ بنے۔

بہتر ساتھی ☆

شقیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ کسی بندے کے لیے غم اور خوف سے بہتر کوئی ساتھی نہیں ہے۔ گذشتہ زندگی گناہوں میں بسر ہونے کا غم ہو۔ اور باقی زندگی میں یہ خوف و خطر لگا رہے کہ خدا جانے کیا حالات پیش آئیں اور کیا آفتیں نازل ہوں۔

ایک دانا کا قول ☆

کسی دانا کا قول ہے کہ جو شخص تین چیزوں کے علاوہ کوئی غم اور فکر رکھتا ہے۔ وہ نہ غم کو جانتا

ہے نہ خوشی کو۔

① ایمان کا فکر کہ نہ معلوم عمر کا خاتمہ ایمان کے ساتھ ہوگا یا اس کے بغیر۔

② احکام خداوندی کا فکر کہ ادا بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔

③ حقوق والوں کا فکر کہ ان سے نجات بھی مل جائے گی یا نہیں۔

اللہ کے خوف سے آنسو بہانا☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ جو آنکھ آنسوؤں سے بھر آئے اللہ تعالیٰ اس کا جلانا آگ پر حرام کر دیتے ہیں اور اگر وہ اس شخص کے چہرے پر بہہ پڑے تو اس چہرہ پر نہ سیاہی چھائے گی نہ ذلت کے آثار پیدا ہوں گے۔ اور ہر نیکی کا ثواب مقرر ہے سوائے آنسو بہانے کے کہ وہ آگ کے سمندر کو ختم کرتا ہے اگر کسی جماعت کا ایک فرد بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بدولت پوری جماعت پر رحمت فرماتے ہیں:

(قال عنہ فی الترغیب الترہیب ۴/ ۲۳۱ رواہ البیہقی مرسلاً)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو بہانا مجھے اپنے وزن کے برابر سونا صدقہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے حتیٰ کہ اس کے آنسو زمین پر گرتے ہیں اس کو آگ نہیں چھوئے گی۔ حتیٰ کہ زمین پر برسنے والا قطرہ آسمان کی طرف واپس ہو جائے اور ظاہر ہے کہ ایسا ہونے کا نہیں۔ لہٰذا اس رونے والے کو بھی کبھی آگ نہیں چھوئے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کی آنکھ سے مکھی یا اس کے سر کے برابر آنسو نکل آیا۔ آگ اسے کبھی نہیں چھوئے گی۔ (ابن ماجہ ۴۱۹۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: کہ آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ آدمی کی آنکھ سے آنسو نکلتا ہی ہے کہ فرشتہ اس کے قلب کو صاف کر دیتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دو قطروں میں سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں۔ ایک تورات کی تاریکی میں آنسوؤں کا قطرہ دوسرا اللہ کی راہ میں خون کا قطرہ۔ (ترمذی ۱۶۶۹)

خوفِ خداوندی باعثِ نجات ☆

زیاد نمیری فرماتے ہیں: کہ ایک کتاب میں ارشاد باری ہے کہ جو بندہ بھی میرے خوف سے روتا ہے۔ میں اسے اپنے عذاب سے پناہ دیتا ہوں اور جنت میں اس کے عوض اسے ہنسی عطا کرونگا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت ☆

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ایک رات نماز میں مشغول تھے کہ قراءت میں یہ آیت آ گئی۔

﴿اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ يُسْحَبُوْنَ فِي الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ﴾ [غافر: ۷۱،۷۲]

''جب کہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیروں سے ان کو گھسیٹتے ہوئے کھولتے پانی میں لے جائیں گے پھر یہ آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔''

بس پھر کیا تھا۔ تمام رات ہی اسی آیت کو بار بار پڑھتے اور روتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ وہ بھی تمام رات صرف ایک ہی آیت کو بار بار دہراتے رہے اور روتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔

وہ آیت یہ ہے:

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ [الجاثیہ: ۲۱]

''یہ لوگ جو برے برے کام کرتے ہیں کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جنہوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیے۔''

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

[المائدہ: ۱۱۸]

''اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمائیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔''

اور صبح تک اسی کو بار بار پڑھتے رہے اور روتے رہے۔

روایت میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اس قدر روتے تھے کہ پانی پینے لگتے تو آدھے

حصہ کے بقدر اُس میں آنسو ہوتے تھے۔

بہز بن حکیم فرماتے ہیں کہ حضرت زرارہ نے ہمیں نماز پڑھائی شروع کی اور آیت:

﴿فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ﴾ [المدثر: ۸] ''پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا۔''

تلاوت کی بس وہیں ختم ہوگئے اور ہم نے وہاں سے اُن کی میت ہی اٹھائی۔ (واللہ الموفق)

باب: ۸٦

آدمی کو صبح کیسے کرنی چاہئے؟

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مجھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ صبح کرے تو تیرے جی میں شام کا خیال نہ آئے اور شام کرے تو دل میں صبح کا خیال مت لا۔ موت سے پہلے پہلے اپنی زندگی سے فائدہ اٹھالے اور بیماری سے پہلے پہلے اپنی صحت سے فائدہ حاصل کر۔ تجھے کیا معلوم کل تیرا کیا نام ہوگا۔ (ترمذی ۲۳۳۳)

چار چیزوں کی نیت ☆

کسی دانا کا قول ہے کہ آدمی صبح کرتا ہے تو اسے چار چیزوں کی نیت کرنی چاہئے:

① اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرنے کی۔
② جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے ان سے رکنے کی۔
③ معاملات والوں کے ساتھ انصاف کرنے کی۔
④ جن کے ساتھ جھگڑا ہے ان کے ساتھ مصالحت کرنے کی۔

جب ان چار نیتوں پر صبح کرے گا تو امید ہے کہ صالحین میں شمار ہونے لگے اور کامیاب ہو جائے۔

سونے اور اُٹھنے کی کیفیت ☆

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ آدمی کو اپنے بستر سے کس نیت سے اٹھنا چاہئے؟ فرمایا کہ اس سوال سے پہلے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ سونا کس نیت سے چاہئے۔ اٹھنے کا سوال تو پھر ہوگا۔ جو سونے کی حالت اور کیفیت سے واقف نہیں وہ جاگنے کا طریق کیا جاننے لگا۔ پھر فرمایا کہ بندے کو اس وقت تک سونا مناسب نہیں جب تک چار چیزیں درست نہ کرے:

① روئے زمین پر اگر کسی شخص کا اس پر کچھ مطالبہ ہے تو اس معاملہ کو ختم کیے بغیر سونا مناسب نہیں کیا جانے کہ ملک الموت آ جائے اور اسی حال میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی ہو کہ کوئی عذر یا دلیل پاس نہ ہو۔
② سونے سے پہلے دیکھ لے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کوئی فرض میرے ذمہ باقی تو نہیں۔
③ سونے سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کر لے ممکن ہے اسی رات ملک الموت آ جائے اور توبہ کیے بغیر ہی موت کی آغوش پر چلا جائے۔
④ سونے سے پہلے اپنی وصیت صحیح اور جائز طریق سے لکھی ہوئی ہو۔ مبادا وصیت کے بغیر ہی مر جائے۔

صبح کرنے کی حالتیں ☆

کہتے ہیں کہ لوگ تین حالتوں میں صبح کرتے ہیں:
① کچھ لوگ طلب مال میں۔
② کچھ طلب معصیت میں۔
③ کچھ لوگ صحیح طریقے کی طلب میں۔

طلب مال میں صبح کرنے والے اس مقدار سے زیادہ نہیں کھا سکتے جو مقدار اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقدر فرما دی۔ گو مال کتنا ہی جمع کر لیں۔ گناہ کی طلب میں صبح کرنے والا ذلت اور رسوائی کا منہ دیکھتا ہے۔ صحیح طریق کے متلاشی کو اللہ تعالیٰ رزق بھی عطا فرماتے ہیں اور ہدایت بھی۔

بعض حکماء کا قول ہے کہ ہر صبح کرنے والے کو دو باتیں لازم ہیں۔ (۱) امن اور (۲) خوف امن تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق کی جو کفالت قبول فرمائی ہے۔ اس پر اطمینان ہو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے معاملہ میں خوف اور ڈر رکھے۔ تاکہ ان کو اچھی طرح سے ادا کر سکے۔ بندہ جب یہ دو کام کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دو چیزوں سے نوازتے ہیں۔ اپنے دیئے ہوئے پر اسے قناعت عطا فرماتے ہیں اور اطاعت خداوندی میں لذت محسوس ہوتی ہے۔

اسلاف رحمۃ اللہ علیہم کی کیفیت ☆

ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی پوچھتا کہ صبح کس حال میں کی تو جواب دیتے کہ ہماری صبح تو یہ ہے کہ اپنا ضعف اور گناہ پیش نظر ہیں اللہ کا رزق کھاتے اور موت کی انتظار میں ہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ صبح کس حال میں کی فرمایا وہ شخص کیسی صبح گزارے گا۔ جو ایک گھر سے دوسرے گھر جانے کی فکر میں ہو اور کچھ پتہ نہ ہو کہ ٹھکانا جنت

میں ہے یا دوزخ میں۔

کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ اے روح اللہ آپ کی صبح کیسی ہے۔ ارشاد فرمایا صبح کا یہ حال ہے کہ جس چیز کی امید رکھے ہوئے ہوں اس کا مالک نہیں جس کا خطرہ ہے اسے دفع کرنے کی طاقت نہیں۔ اپنے اعمال کے جال میں جکڑا ہوا ہوں خیر اور بھلائی سب کی سب میرے غیر کے قبضہ میں ہے۔ مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہ ہوگا۔

عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ تیری صبح کا کیا حال ہے۔ فرمایا کہ میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ اپنے اوپر گناہوں کا بوجھ لادے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں دبا ہوا ہوں۔ کچھ پتہ نہیں کہ میری عبادتیں میرے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں۔ یا انعامات الٰہیہ کے شکرانے میں شمار ہوتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کسی سے حال پوچھا اس نے کہا کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کے ذمہ پانچ سو درہم کا قرضہ ہے اور وہ عیال دار بھی ہے۔ یہ سن کر محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لے گئے۔ ہزار درہم لا کر اسے دے کر فرمایا کہ پانچ صد کا قرض ادا کرے اور باقی پانچ سو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے۔ اس کے بعد پھر کسی سے حال نہیں پوچھا کرتے تھے۔ کہ مبادا وہ اپنا ایسا حال بتائے کہ جس کی اصلاح ان کے ذمہ واجب ہو جائے۔

چار چیزوں کا شکر ☆

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ہر صبح کرنے والے پر چار چیزوں کا شکر ادا کرنا واجب ہے پہلا تو بطور شکر یہ کہے۔

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ الْھُدٰی وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ ضَالًّا))

''سب تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے میرے دل کو نور ہدایت سے منور فرمایا اور مجھے اہل ایمان میں رکھا اور گمراہ نہیں کیا۔''

دوسرا شکر یوں کرے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ))

''تمام تعریفیں اس ذات کیلئے ہیں جس نے مجھے حضرت محمد ﷺ کا امتی بنایا۔''

تیسرا شکر یہ کرے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْ رِزْقِیْ بِیَدِ غَیْرِہٖ))

''اس ذات کے لیے سب تعریفیں ہیں جس نے میرا رزق کسی اور کے قبضہ میں نہیں دیا۔''

اور چوتھا شکر یوں کرے:

((اَلْحَمْدُ للهِ الَّذِیْ سَتَرَ عَلٰی عُیُوْبِیْ))

''سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائی۔''

چار چیزوں کو جاننا ضروری ہے ☆

حضرت شقیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ کوئی شخص اگر دو سو برس تک زندہ رہے اور ان چار چیزوں کو نہ جان سکے تو کوئی چیز بھی اس سے زیادہ دوزخ کی لائق نہیں:

① اللہ تعالیٰ کی معرفت۔
② اللہ تعالیٰ کے عمل کی معرفت۔
③ اپنے نفس کی معرفت۔
④ اپنے اور اللہ کے دشمن کی معرفت۔

اللہ کی معرفت تو یہ کہ ظاہر و پوشیدہ میں اس کا فیضان سمجھے کہ کوئی اس کے سوا نہ عطا کرنیوالا ہے اور نہ روکنے والا۔ اللہ کے عمل کی معرفت یہ ہے کہ یہ یقین حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول فرماتے ہیں جو خالص اس کی رضا کے لیے ہو۔ اپنے نفس کی معرفت یہ ہے کہ اپنا ضعف پہچانے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ فرما دیا ہے یہ اسے ذرا بھی رد نہیں کر سکتا۔ الغرض قسمت خداوندی پر راضی رہے۔ اللہ کے اور اپنے دشمنوں کی معرفت یہ ہے کہ اسے شر اور برائی کی اصل جڑ سمجھے اور اس کا علاج معرفت خداوندی کے ذریعہ سے کرے حتی کہ اس کی قوت کمزور پڑ جائے۔

دس لازم چیزیں ☆

کہتے ہیں کہ ہر روز ابن آدم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس چیزیں لازم ہوتی ہیں:

① اٹھتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ﴾ [الطور: ٤٨]

''یعنی اٹھتے وقت اپنے رب کی تسبیح اور حمد کیا کیجئے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا﴾

[احزاب ۴۱، ۴۲]

''اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح اور شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔''

(۲) بدن کو چھپانا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ [اعراف: ۳۱]

''اے اولادِ آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔''

اور زینت کا ادنیٰ درجہ سترِ عورت ہے۔

(۳) اپنے وقت پر اچھی طرح سے وضو کرنا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ (الی) اِلَى الْكَعْبَیْنِ﴾ [المائدہ: ۶]

''اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز کو تو دھولو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سر کا اور پاؤں ٹخنوں تک دھولو۔''

(۴) اپنے وقت پر نماز اچھی طرح سے ادا کرنا۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ [النساء: ۱۰۳]

''یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے۔''

یعنی خاص خاص اوقات میں مقرر کردہ فریضہ ہے۔

(۵) رزق کے وعدہ میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ [هود: ۶]

''اور کوئی جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔''

(۶) اللہ تعالیٰ کی عطا پر قناعت کرے اور اس پر راضی رہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ [زخرف: ۳۲]

''دنیوی زندگی میں ان کی روزی ہم نے تقسیم کر رکھی ہے۔''

⑦ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ﴾ [الفرقان: ۵۸]

''اور اس زندہ پر توکل رکھئے جو کبھی نہیں مرے گا۔''

﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ [المائدہ: ۲۳]

''اور اللہ تعالیٰ پر نظر رکھو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔''

⑧ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور حکم پر صبر کرنا۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ﴾ [القلم: ۴۸]

''اور اپنے رب کی تجویز پر صبر کریں۔''

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا﴾ [آل عمران: ۲۰۰]

''اے ایمان والو! خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرو۔''

⑨ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کیا کرو حکم خداوندی ہے:

﴿وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ [النحل: ۱۱۴]

''اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔''

اور اولین نعمت صحت جسمانی ہے اور سب سے بڑی نعمت دین اسلام کی نعمت ہے۔ گو نعمتیں بے حد و شمار ہیں جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ [ابراهيم: ۳۴]

''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو نہ گن سکو۔''

⑩ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ [البقرہ: ۱۷۲]

''ہم نے جو نفیس چیزیں تم کو دی ہیں ان کو کھاؤ۔''

اس سے مراد رزق حلال ہے

باب : ۸۷

تفکر

کائنات میں تفکر کرنا☆

عطاء ابن ابی رباحؒ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے سلام عرض کیا۔ آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کون ہیں؟ ہم نے عبداللہ بن عمر اور عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیا۔ آپ نے مرحبا کہا۔ پھر فرمایا عبید! کیا بات ہے تو ملاقات کو نہیں آتا۔ حضرت عبید نے زُرْ غِبًا تَزْدَ دْ حُبًا جواب میں عرض کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا کہ آپ ان باتوں کی بجائے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی بات سنایئے جو آپ کی نظر میں زیادہ عجیب ہو۔ حضرت سیدہ عائشہؓ نے ارشاد فرمایا کہ یوں تو آپ کی ہر بات ہی عجیب تھی البتہ ایک رات آپؐ میرے بستر پر لیٹ گئے۔ آپ ﷺ کا بدن مبارک میرے بدن سے چھوتا تھا۔ پھر فرمانے لگے۔ عائشہؓ! کیا اجازت ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کرلوں میں نے عرض کیا۔ بخدا مجھے آپ ﷺ کا قرب بہت محبوب ہے۔ مگر آپ ﷺ کی خواہش اس سے بھی بڑھ کر محبوب ہے۔ چنانچہ آپؐ ایک مشکیزے کی طرف تشریف لے گئے۔ وضو کر کے اپنے رب کے حضور کھڑے ہو گئے اور بحالت قیام ہی اس قدر روئے کہ آنسو آپ ﷺ کی گود تک پہنچ گئے۔ پھر دائیں پہلو پر ٹیک لگا کر لیٹ گئے۔ دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے تھا۔ اور اس حالت میں بھی روتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے زمین پر ٹپکتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھا۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی اذان کے بعد حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کیوں روتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں اور اس کے علاوہ رونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آج ہی رات مجھ پر ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ سے ﴿فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾[آل عمران: ۱۹۰، ۱۹۱] تک کی آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا بربادی ہے۔ اس شخص کے لیے جو ان آیتوں کو پڑھ کر ان میں غور و فکر نہیں کرتا۔

(مسلم ۲۸۱۹، ۲۸۲۰۔ ترمذی ۳۱۲۔ وقال حدیث صحیح۔ نسائی ۱۶۲۶۔ ابن ماجہ ۱۴۱۹۔ احمد ۱۷۵۳۲)

بعض روایتوں میں ہے کہ جو شخص ستاروں کو دیکھتا اور ان کی حالت عجیبہ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت میں غور و فکر کرتا ہے اور ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا﴾ سے ﴿عَذَابَ النَّارِ﴾ [آل عمران: ۱۹۱] تک بھی پڑھتا ہے۔ تو اس کے لیے آسمان کے ہر ستارہ کے عوض ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

فکر و غم کا بدلہ ☆

حضرت عامر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ آخرت میں سب لوگوں سے زیادہ خوش وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں سب سے زیادہ فکر اور غم میں رہتے تھے۔ آخرت میں سب سے زیادہ ہنسنے والے وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں سب سے زیادہ روتے تھے اور قیامت میں سب سے زیادہ خالص ایمان ان لوگوں کا ہوگا جو دنیا میں اکثر و بیشتر فکر اور سوچ میں لگے رہتے تھے۔

لمحہ بھر کا تفکر ☆

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ کچھ لوگ خیر اور بھلائیوں کو پھیلانے والے اور برائیوں کو بند کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان کو اس کا اجر ملے گا اور کچھ لوگ برائی کو فروغ دینے والے اور بھلائی کو روکنے والے ہوتے ہیں۔ ان کو اس کا بھاری گناہ ہوگا۔ خوش نصیب اور مبارک ہیں وہ لوگ جو بھلائی کو عام کرتے اور برائیوں کو روکتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ گھڑی بھر کا تفکر رات بھر کے قیام سے افضل ہے۔ (ابن ماجہ ۲۳۷)

دائرۂ فکر مخلوق تک ہو...... ☆

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو فکر اور سوچ میں لگے ہوئے تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مخلوق میں فکر کرو مگر خالق میں نہیں۔

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ شیطان ایک آدمی سے آکر کہتا ہے کہ آسمانوں کو کس نے بنایا وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے پھر پوچھتا ہے زمین کو کس نے پیدا کیا وہ کہتا ہے اللہ نے ملعون پھر پوچھتا ہے اچھا تو پھر اللہ کو کس نے بنایا ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہاں تک بات پہنچ جائے تو یہ پڑھ لیا کرے:

((اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ)) (مسلم ۱۳۴۔ ابوداؤد ۴۷۲۱۔ احمد ۸۰۲۶)

''کہ میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔''

ایک حدیث شریف میں ہے کہ گھڑی بھر کی فکر اور سوچ سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

(کشف الخفاء ۱/ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ وذکرہ ابن الجوزی فی الموضوعات)

تفکر......پانچ چیزوں میں ہے☆

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ فکر و سوچ کی یہ مذکورہ فضیلت حاصل کرنے کے لیے آدمی کو پانچ چیزوں میں غور کرنا چاہئے:

① آیات اور علامات میں۔

② اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات میں۔

③ اللہ تعالیٰ کے ثواب میں۔

④ اس کے عذاب میں۔

⑤ اس کے انعامات اور اپنی بے پرواہی اور غفلت میں۔

آیات وعلامات میں فکر تو یہ ہے کہ اس کی عظیم قدرت میں نظر دوڑائے کہ اس نے آسمان و زمین بنائے ہیں۔ سورج مشرق سے طلوع ہوتا اور مغرب میں غروب ہوتا ہے رات دن کا ایک عجیب سلسلہ قائم کیا ہے۔ خود اپنی ذات پر نظر دوڑائے جیسا کہ آیت مبارکہ میں ہے:

﴿وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾

''اور یقین لانے والوں کے لیے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی کیا تم دیکھتے نہیں۔''

تو جب بندہ آیات وعلامات میں غور وفکر کرتا ہے تو اس کے یقین و معرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نعمتوں میں غور وفکر یہ ہے کہ ان پر نظر کرے اور منعم تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ کسی دانا سے سوال کیا گیا کہ آلاء اور نعماء کے لفظوں میں معنوی فرق کیا ہے۔ فرمایا ظاہری نعمتیں آلاء اور باطنی نعمتیں نعماء کہلاتی ہیں چنانچہ دونوں ہاتھ تو آلاء میں داخل ہیں اور ان میں پکڑنے کی جو قوت ہے وہ نعماء میں داخل ہے۔ چہرہ آلاء میں سے ہے اور اس کا حسن و جمال نعماء میں سے ہے۔ منہ آلاء میں سے ہے قوۃ ذائقہ نعماء میں سے۔ دونوں پاؤں آلاء اور ان میں چلنے کی قوت ایک فرد ہے۔ کسی بندے کے پاؤں تو ہیں مگر چلنے سے معذور ہے تو اس پر آلاء کی نعمت تو ہے مگر نعماء سے محروم ہے۔ ہڈیاں اور پٹھے وغیرہ سب آلاء کے فرد ہیں ان کی صحت اور افادیت نعماء ہیں۔ بعض کا قول یہ ہے کہ نعمت کا عطا کرنا آلاء ہے اور آفات کو ٹالنا نعماء ہے بعض نے اس کے برعکس کہا ہے۔ بعض دونوں کا معنی ایک ہی بتاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾ [النحل: ۱۸]

''کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننے لگو تو گن نہ سکو گے۔''

تو انسان جب اللہ تعالیٰ کی آلاء اور نعماء میں غور و فکر کرتا ہے۔ تو محبت خداوندی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ثواب میں تفکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لیے جنت میں جو ثواب اور اعزاز و اکرام رکھے ہیں۔ ان کا دھیان کیا کرے جس سے اس کی رغبت بڑھے گی۔ انہیں حاصل کرنے کے لیے مزید محنت اور کوشش کرے گا۔ اپنے رب کی اطاعت و فرمانبرداری زیادہ سے زیادہ کر سکے گا عذاب کا تفکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نافرمانوں کے لیے دوزخ میں جو تکالیف اور سزائیں ذلت و رسوائی کی تیار کر رکھی ہیں۔ ان کی فکر کیا کرے۔ اس سے خوف خداوندی میں اضافہ ہو گا۔ معاصی سے بچنے کی ہمت و طاقت بڑھے گی۔ احسانات میں تفکر یہ ہے کہ یہ سوچا کرے کہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر انعام و احسان ہے کہ میرے عیوب پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ ان پر فوراً سزا دینے کی بجائے مجھے ان سے توبہ کرنے کو فرمایا اور اس کا موقعہ بھی دیا اور اس کے برعکس میری بے پروائی اور جفا یہ ہے کہ اس کے احکام چھوڑ رکھے ہیں اور معاصی میں مبتلا ہوں۔ اس فکر اور سوچ سے حیاء اور شرم کا مادہ بیدار ہوتا ہے غرض ان پانچ چیزوں میں دھیان لگانے والا انسان وہ ہے جس کے بارے میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ ایک گھڑی کی فکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ باقی ان کے سوا سوچ بچار میں پڑنا وسوسہ ہے۔

تین چیزوں کا دھیان مت کرو☆

کسی دانا کا قول ہے کہ تین چیزوں کا دھیان مت کیا کرو:

① اپنے فقر کا کہ اس سے غم و افکار بڑھیں گے اور حرص زیادہ پیدا ہوگی۔

② ظالم کے ظلم کا خیال مت کیا کر کہ اس سے دل سخت ہوگا' کینہ زیادہ ہوگا اور غصہ بڑھے گا۔

③ دنیا میں تادیر رہنے کی نہ سوچا کر کہ اس سے مال جمع کرنے کا شوق پیدا ہوگا اور عمر ضائع کر بیٹھے گا اور عمل میں سستی پیدا ہوگی۔

اصل پرہیزگاری☆

کہتے ہیں کہ اصل ورع اور پرہیزگاری تو یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کا خیال رکھے کہ وہ فضول اُمور میں نہ لگنے پائے۔ جب بھی اِدھر جانے لگے فوراً ہٹانے کی تجویز کرے اور اسے مقاصد میں لگائے یہ ایک مشکل کام اور بہترین جہاد ہے اور آدمی کو مشغول رکھنے کا ایک کامیاب طریقہ ہے جو شخص نماز سے باہر اس تدبیر پر قادر نہیں وہ نماز میں بھی اس پر عمل نہیں کر سکتا۔

کمالِ عبادت ☆

ایک دانا کا قول ہے کہ کمال عبادت صدق نیت میں ہے اور عمل کی کمال اصلاح تواضع میں ہے اور یہ دونوں دنیا میں بے رغبتی اور زہد سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان سب کا مجموعہ امور آخرت کے فکر وغم سے حاصل ہوتا ہے اور آخرت کا فکر وغم دل سے موت کا خوب دھیان رکھنے اور اپنے گناہوں کی بہت زیادہ فکر رکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔

ابدال کی دس خصلتیں ☆

کہتے ہیں کہ ابدل میں دس خصلتیں ہوتی ہیں:

① سینے کا پاک صاف ہونا۔

② ہاتھ کا سخی ہونا۔

③ زبان کا سچا ہونا۔

④ نفس کی تواضع

⑤ مصائب میں صبر۔

⑥ تنہائیوں میں رونا۔

⑦ مخلوق سے ہمدردی۔

⑧ اہل ایمان پر مہربان ہونا۔

⑨ فناء کے دھیان میں رہنا۔

⑩ ہر چیز سے عبرت حاصل کرنا۔

بستر..... جائے تفکر ☆

مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ آدمی جب بستر پر لیٹتا ہے تو اسے سوچنا چاہئے کہ آج پورے دن میں کیا کچھ کیا ہے کوئی عمل خیر سامنے آئے تو اس پر اللہ کا شکر کرے اگر کوئی برائی یاد پڑے تو اس پر استغفار کرے اور فوراً اسے چھوڑ دینے کا عہد کرے اگر کوئی شخص یہ کام نہیں کرتا تو اس کی مثال اس تاجر کی سی ہے جو مال خرچ کرتا رہتا ہے اور حساب نہیں کرتا حتی کہ ایک دن مفلس ہو جاتا ہے اور پتہ بھی نہیں چلتا کہ کیسے ہو گیا۔

حکمت چار چیزوں سے پیدا ہوتی ہے ☆

ایک دانا کا قول ہے کہ حکمت چار چیزوں سے پیدا ہوتی ہے:

① ایسا بدن جو دنیوی مشاغل سے خالی ہو۔

② ایسا پیٹ جو دنیوی خوراک سے خالی ہو۔

③ ایسا ہاتھ جو دنیوی مال ومتاع سے خالی ہو۔

④ دنیا کے انجام میں دھیان رکھنا۔

یعنی اپنا انجام پیش نظر رکھنا کہ کچھ پتہ نہیں کیا ہوگا نا معلوم اعمال قبول بھی ہوں گے یا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اعمال طیب ہی قبول فرماتے ہیں۔

مقبول عند اللہ اعمال.....صرف اچھے اعمال ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت خالد بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سناؤ جو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اور اسے یاد رکھا ہو۔ پھر اول دن سے روزانہ اس کو بیان بھی کیا ہو۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر رو پڑے اور اتنا روئے کہ میں سوچنے لگا کہ شاید اب چپ نہیں ہوں گے۔ بالآخر چپ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی بات سنائیے آپ نے نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جو اپنی مخلوق میں جیسا چاہتے ہیں فیصلہ فرماتے ہیں پھر ارشاد ہوا' اے معاذ! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے بھلائی کے امام اور رحمت والے نبی۔ فرمایا میں تجھے ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنے امتی کو نہیں بتائی۔ اگر اسے یاد کر لے گا تو تجھے نفع دے گی اور اگر یوں ہی چھوڑ دی اور یاد نہ کی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور تیرا کوئی عذر نہ ہوگا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان بنانے سے پہلے سات فرشتے بنائے گویا ہر آسمان کے لیے ایک فرشتہ ان میں سے ہر ایک کو آسمان کے دروازے پر مقرر فرمایا۔

محافظ فرشتے صبح سے شام تک بندے کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ پھر اوپر لے کر جاتے ہیں کہ ان اعمال میں سے سورج کی طرح شعاعیں پھوٹتی ہیں آسمان دنیا پر پہنچتے ہیں تو فرشتہ کہتا ہے: ذرا ٹھہرو اس عمل کو اس کے عامل کے چہرہ پر جا مارو اور کہہ دو کہ تیری کوئی مغفرت نہیں میں غیبت سے تعلق رکھنے والا فرشتہ ہی ہوں یہ شخص مسلمانوں کی غیبت کیا کرتا تھا۔ میں اس کے اعمال کو آگے جانے کی کبھی اجازت نہیں دوں گا۔

پھر فرمایا ایک اور بندے کے عمل لے کر فرشتے اوپر جائیں گے اس سے بھی نور پھوٹ رہا ہوگا حتی کہ دوسرے آسمان تک پہنچ جائیں گے۔ وہاں پر ایک فرشتہ کہے گا ذرا ٹھہرو اس عمل کو اس کے عامل کے منہ پر مار دو۔ اور کہہ دو کہ تیری مغفرت نہیں ہے۔ اس عمل سے اس کا مقصود دنیوی مال و متاع تھا اور میں دنیا والے اعمال پر مقرر ہوں۔ لہٰذا اسے آگے نہیں جانے دوں گا۔

پھر فرمایا کہ ایک اور بندے کے اعمال لے کر فرشتے اوپر جائیں گے۔ جن پر اسے خوب ناز اور اعتماد ہوگا۔ صدقہ اور نماز وغیرہ اعمال کے فرشتے بھی ان پر تعجب کریں گے۔ تیسرے آسمان تک پہنچ جائیں گے تو وہاں کا فرشتہ پکارے گا کہ ٹھہرو اور ان اعمال کو ان کے مالک کے منہ پر دے مارو اور کہو تیری کوئی بخشش نہیں۔ میں تکبر سے تعلق رکھنے والا فرشتہ ہوں۔ اور مجھے میرے اللہ نے حکم دے رکھا ہے کہ جو شخص اعمال کے ساتھ ساتھ تکبر بھی کرتا ہے اس کے اعمال آگے نہ گزرنے دوں گا۔

پھر فرمایا کہ ایک اور بندے کے اعمال فرشتے لے کر اوپر جائیں گے جو ستاروں کی طرح چمکتے ہوں گے۔ تسبیح اور روزہ وغیرہ ہے آسمان پر سے گزریں گے تو فرشتہ کہے گا ٹھہرو یہ اعمال اس عامل کے منہ پر مار دو اور بتاؤ کہ تیرے لیے بخشش نہیں ہے۔ میں خود پسندی کا فرشتہ ہوں جو شخص عمل کرتا ہے مگر عجب اور خود پسندی میں بھی مبتلا ہے' مجھے میرے رب کا حکم ہے کہ اس کے عمل آگے نہ جانے دوں۔ چنانچہ عمل اس کے منہ پر مار دیئے جاتے ہیں جو اس پر تین دن تک لعنت بھی کرتے رہتے ہیں۔

ایک اور بندے کے اعمال کو محافظ فرشتے دوسرے فرشتوں کے جلو میں یوں لے کر جاتے ہیں جیسے نئی دلہن کو رخصتی کے وقت [illegible] لے کر چلتا ہے یہ پانچویں آسمان کے فرشتے تک پہنچ جاتے ہیں یہ اعمال جہاد پر دو نمازوں [illegible] درمیان نوافل وغیرہ پر مشتمل ہیں مگر فرشتہ کہتا ہے۔ ٹھہرو ان اعمال کو عامل کے منہ پر مار دو [illegible] اسی کے کندھوں پر لاد دو۔ یہ شخص دین سیکھنے والوں اور اللہ کے لیے عمل کرنے والوں پر حسد کیا کرتا [illegible] ان کی عیب چینی کرتا تھا۔ فرشتے ان اعمال کو اسی کے کندھوں پر لاد دیتے ہیں اور جب تک [illegible] ہے لعنت بھی کرتے ہیں۔

پھر فرمایا ایک اور بندے کے اعمال لے کر فرشتے جاتے ہیں۔ ان میں اعلیٰ قسم کے وضو کا عمل تہجد اور نوافل وغیرہ کے کثیر اعمال ہیں فرشتے چھٹے آسمان تک پہنچتے ہیں تو وہاں کا فرشتہ کہتا ہے۔ ٹھہرو اور ان اعمال کو اسی شخص کے منہ پر مار دو میں رحمت والا فرشتہ ہوں اور ان اعمال والا شخص کسی پر کچھ بھی رحم نہیں کھاتا تھا۔ اللہ کا کوئی بندہ کسی گناہ میں مبتلا ہوتا یا کوئی کسی کو کوئی تکلیف دیکھتا تو یہ خوش ہوا کرتا تھا۔ اور میرے رب نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ اس کے عمل آگے نہ جانے دوں گا۔

پھر فرمایا ایک اور بندے کے صدق، محنت و ریاضت تقویٰ و تقدس ایسے اعمال لے کر فرشتے اوپر جائیں گے جو بجلی کی طرح چمکتے ہوں گے ساتویں آسمان تک پہنچیں گے تو فرشتہ کہے گا۔ ٹھہر جاؤ اور یہ عمل کرنے والے کے منہ پر دے مارو اور اس کے قلب پر قفل لگادو۔ میں حجاب والا فرشتہ ہوں۔ ہر اس عمل کو روک لیتا ہوں جو اللہ کے لیے نہ ہو۔ اس شخص نے دنیوی مجالس میں اور شہر شہر میں اپنی وجاہت اور شہرت کا ارادہ کیا تھا۔ اور میرے اللہ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ ایسے شخص کا عمل آگے نہ جانے دوں۔

پھر ارشاد فرمایا کہ فرشتے ایک اور بندے کے اعمال لے کر اوپر جاتے ہیں جو بہت ہی عمدہ اور خوش کن ہوتے ہیں جن میں اخلاق حسنہ خاموشی اور ذکر کثیر وغیرہ شامل ہیں۔ آسمان کے فرشتے ان کے ساتھ ساتھ اعزاز میں چلتے ہیں حتی کہ وہ عرش کے نیچے پہنچ جاتے ہیں اور اس شخص کے لیے گواہی دیتے ہیں تو اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں تم تو میرے بندے کے اعمال پر نگران ہو اور میں اس کے دل پر نگاہ رکھتا ہوں۔ اس نے اعمال میں میری رضا کا ارادہ نہیں کیا۔ بلکہ اسے میرا غیر مطلوب تھا لہٰذا اس پر لعنت بھیجتا ہوں۔ تمام فرشتے بھی پکار اٹھتے ہیں کہ اس پر تیری بھی لعنت اور ہماری بھی اور تمام اہل آسمان کی۔ کہتے ہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ساتوں آسمان اور تمام زمینوں کی لعنت اور ہماری بھی لعنت۔

پھر حضرت معاذؓ رونے لگے اور فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں کیا عمل اختیار کروں؟ ارشاد فرمایا پورے یقین کے ساتھ اپنے نبی کی پیروی اختیار کر گو عمل میں کچھ کمی بھی رہ جائے۔ اپنے بھائیوں سے اپنی زبان بند کر لے تیرے گناہ تجھی پر رہنے چاہئیں۔ انکا وبال تیرے بھائیوں پر نہیں پڑنا چاہیے۔ اپنی پاکدامنی کا تذکرہ اور بھائیوں کی مذمت مت کر اپنے بھائیوں کو گرا کر خود کو اونچا مت کر کسی عمل میں بھی لوگوں کو کھانے اور ریا کاری کی نیت نہ کر۔ (تنزیہ الشریعہ المرفوعہ ۲/۲۸۷۔ وقال عنه وفيه عبدالواحد بن زياده متروك جماعة لا يعرفون ...... وبالجملة و آثار الوضع ظاهرة عليه)

باب: ۸۸

علاماتِ قیامت

قیامت کب ہوگی......؟ نشانیاں ☆

حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی ارشاد فرمایا کہ اس سوال کا علم جس سے پوچھا جا رہا ہے اسے سائل سے زیادہ نہیں البتہ اس کی کچھ علامتیں ہیں۔ بازار گر جائیں گے' بارش کے باوجود فصلیں نہ ہوں گی' سود خوری عام ہو جائے گی' زنا کی اولاد بکثرت ہوگی اور مالدار کی تعظیم کی جائے گی۔ مساجد میں فاسق لوگ شور و غل کرتے ہوں گے۔ برے لوگ اہل حق پر غالب آنے لگیں گے۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں میرے لیے کیا حکم ہے ارشاد فرمایا تو اپنا دین لے کر کہیں بھاگ جا اور تنہائی اختیار کر لے یا گھر کا ٹاٹ بن جا۔

(ابوداؤد ۴۲۵۶ و بمعنی ابن مسلم ۲۸۸۷)

عیسیٰ بن ابوعیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہوگی۔ ارشاد فرمایا کہ یہ سوال جس سے بھی کیا جائے وہ سائل سے زیادہ کچھ نہیں جانتا البتہ اس کی دس نشانیاں ہیں:

① جھگڑالو آدمی سے تعلقات رکھے جائیں گے۔
② بدکار آدمی سر پر چڑھے گا۔
③ انصاف پسند عاجز آ جائے گا۔
④ نماز بطور احسان پڑھی جائے گی۔
⑤ زکوٰۃ کو تاوان قرار دیا جائے گا۔
⑥ امانت کو مال غنیمت شمار کیا جائے گا۔
⑦ قراء کی کثرت ہوگی۔
⑧ ایسے حالات میں بچوں کی حکمرانی ہوگی۔
⑨ عورتوں کا غلبہ ہوگا۔
⑩ باندیوں سے مشورے ہوں گے۔ (ترمذی ۲۲۱۰'۲۲۱۱)

قیامت کی پہلی علامت ☆

ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں مروان کے پاس تین آدمی بیٹھے تھے۔ انہوں نے مروان سے علامات قیامت کے بارے میں یہ سنا کہ پہلی علامات خروج دجال کی ہے۔ پھر یہ لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں پہنچے اور مروان کی گفتگو کا تذکرہ بھی ہوا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پہلی علامت سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا ہے۔ یا دابۃ الارض کے نکلنے کی۔ یہ دونوں علامتیں زمانے میں ایک دوسرے کی قریب ہوں گی خواہ کوئی بھی پہلے ہو۔ پھر سلسلہ گفتگو کو پھیلاتے ہوئے فرمایا کہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سجدہ کر کے مشرق کی طرف واپسی کی اجازت چاہتا ہے جو اسے مل جاتی ہے۔ حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ مغرب کی طرف سے اس کے طلوع کا ہوگا تو وہ عرش کے نیچے سجدہ کر کے اجازت چاہے گا تو اجازت ملے گی وہ پھر اجازت مانگے گا تو اجازت نہ ہوگی حتیٰ کہ جب اسے یقین ہونے لگے گا کہ اب اگر اجازت مل بھی جائے تو مشرق تک نہ جا سکے گا۔ اس وقت کہے گا یا اللہ مجھے لوگوں سے یوں ہٹایا جا رہا ہے اور جب رات بالکل ہی تھوڑی سی رہ جائے گی اور وہ پھر اجازت مانگے گا تو اسے حکم ہوگا کہ اپنے اسی مقام سے طلوع ہو جا۔ اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ آیت پڑھی:

﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ﴾

[الانعام: ۱۵۸]

”کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو آپ فرما دیجئے کہ تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں۔“

دجال کے پیروکار ☆

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دجال کے ساتھ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو کہیں گے کہ ہم علم یقین رکھتے ہیں کہ [illegible] ہے مگر ہم محض اس لیے ساتھ ہیں کہ ہمیں بھی کھانے کو خوب ملتا ہے۔ ہمارے جانوروں کو بھی اور جب اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا تو سب اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے۔

دجال کیسا ہوگا؟

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ دجال کا ظہور ہونے والا ہے۔ وہ دائیں آنکھ سے کانا ہوگا وہ مادرزاد اندھوں کو اور برص والوں کو اچھا کرے گا۔ مردوں کو زندہ کرے گا اور لوگوں سے کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں چنانچہ جس نے بھی اسے رب مانا وہ فتنوں میں پھنسے گا۔ اور جو یہ کہے گا کہ میرا رب اللہ ہے حتی کہ اسی بات پر رہتے ہوئے مر گیا تو وہ اس کے فتنوں سے بچ جائے گا جس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا وہ دنیا میں رہے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مغرب کی سمت سے تشریف لائیں گے۔ حضور ﷺ کی تصدیق کریں گے اور دجال کو قتل کریں گے پھر فرمایا بس قیامت قائم ہونے کا تقریباً یہی زمانہ ہوگا۔ (احمد ۱۹۲۹۲)

دَآبَّةُ الْاَرْضِ ☆

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب تمام اہل خانہ ایک برتن پر جمع ہوں گے اور باہم ایک دوسرے کے کفر و ایمان کو پہچانتے ہوں گے۔ کسی نے پوچھا یہ کیسے؟ فرمایا دابۃ الارض ظاہر ہوگا تو وہ ہر انسان کی پیشانی کو چھوئے گا جس سے مؤمن کے ماتھے پر سفید نشان لگ جائے گا۔ اور پھیلتے پھیلتے تمام چہرہ سفید ہو جائے گا اور کافر کے سیاہ نکتہ لگے گا۔ جس کے پھیلنے سے اس کا تمام چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ اس واضح امتیاز کے بعد بازار میں خرید و فروخت کے وقت ان کا تکیہ کلام ہی یہ ہو جائے گا ارے مؤمن یہ چیز کتنے کی ہے۔ اوئے کافر تو یہ چیز کتنے میں لے گا۔ اور کوئی بھی اسے برا محسوس نہیں کرے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: کہ دابۃ الارض کی چار ٹانگیں ہوں گی اور پرندوں جیسے پر بھی ہوں گے تہامہ کی وادیوں میں سے نکلے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت:

﴿وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ﴾ [النمل: ۸۲]

''اور جب وعدہ ان پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے کہ وہ ان سے باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ لاتے تھے۔''

آیت میں النَّاسَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل نہیں کرتے تھے۔

سورج کا مغرب سے نکلنا ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ سورج اپنی سمت مغرب سے طلوع نہ کرے گا اور جب ایسا ہوگا تو تمام لوگ ایمان لے آئیں گے مگر اس دن کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کام نہ دے گا۔ جو پہلے سے ایماندار نہ تھا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا تھا۔

(بخاری ۴۶۳۵۔ مسلم ۱۵۷۔ ترمذی ۳۵۳۶۔ ابوداؤد ۴۳۱۲)

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ تم پر ایک ایسی رات آئے گی جو تمہاری ان راتوں سے تین گنا بڑی ہوگی جب یہ رات آئے گی تو تہجد والے لوگ اسے پہچان جائیں گے ایک آدمی اٹھ کر اپنا مقررہ وظیفہ پڑھ کر سو رہے گا' پھر اٹھے گا اور اپنا مقررہ وظیفہ پڑھ کر سو رہے گا' پھر اٹھے گا اور اپنا وظیفہ پڑھے گا۔ دریں اثناء لوگ سب کے سب جمع ہو کر ایک دوسرے سے دریافت کریں گے کہ یہ کیا قصہ ہے اسی گھبراہٹ میں مساجد کا رُخ کریں گے اور دیکھیں گے کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو چکا ہے۔ وہ بلند ہوتے ہوتے نصف آسمان تک آئے گا اور پھر واپس ہو جائے گا۔ پھر حسب معمول مشرق سے ہی طلوع ہوا کرے گا۔ قرآن پاک کی آیات: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ﴾ الی آخرہ میں یہی مضمون ہے۔

نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ☆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں: کہ تمام انبیاء علیہم السلام علاتی بھائی ہیں اور ان کی مائیں الگ الگ ہیں ان سب کا دین ایک ہے۔ میں ان سب میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زیادہ قریب ہوں۔ میرے اور ان کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہے اور وہ میری امت میں میرے خلیفہ بنیں گے۔ وہ آسمان سے اتریں گے تو خنزیر کو قتل کریں گے صلیب کو توڑ ڈالیں گے جزیہ ختم کریں گے لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے گی۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دیں گے جیسا کہ وہ ان سے قبل ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ حتی کہ کہ شیر اونٹ کے ساتھ' چیتا گائے بیل کے ساتھ' بھیڑیا بکریوں کے ساتھ چرتا پھرے گا اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلتے پھریں گے۔ (احمد ۸۹۰۲۔ بخاری ۳۴۴۳۔ مسلم ۲۳۶۵۔ ابوداؤد ۴۶۷۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام اتریں گے' دجال انہیں دیکھے گا تو چربی کی طرح پگھلنے لگے گا۔ آپ اسے قتل کریں گے اور اس کے

یہودی رفقاء سب تتر بتر ہو جائیں گے۔ پھر انہیں بھی قتل کیا جائے گا حتیٰ کہ ایک پتھر مسلمان کو پکار کر کہے گا اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے آ کر اسے قتل کرو۔

یا جوج ماجوج ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں: کہ یاجوج ماجوج دیوار کو روزانہ کریدتے رہتے ہیں حتیٰ کہ جب اس سے سورج کی شعاعیں محسوس ہونے لگتی ہیں تو ان کا سردار کہتا ہے کہ آج لوٹ چلو کل تم اس کو ختم کرلو گے مگر اللہ تعالیٰ پھر اسے پہلی حالت پر لے آتے ہیں حتیٰ کہ جب ان کی مدت ختم ہو جائے گی اور وہ دیوار کو کھودتے کریدتے سورج کی شعاعیں دیکھنے تک پہنچ جائیں گے تو ان کا سردار کہے گا آج لوٹ چلو کل انشاء اللہ تم اسے مکمل ختم کرلو گے۔ اگلے دن آئیں گے تو جس حالت پر چھوڑ کر گئے تھے اسی حالت پر پائیں گے بس پھر لوگوں پر نکل پڑیں گے۔ سب پانیوں کو ختم کر ڈالیں گے لوگ ان سے بچنے کے لیے اپنی پناہ گاہوں میں بند ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کریں گے۔ جس سے وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔

(ترمذی ۳۱۵۳ـ ابن ماجہ ۴۰۸۰ـ احمد ۱۰۲۲۲)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ لوگ یاجوج ماجوج کے بعد بیت اللہ کا حج کریں گے اور درخت بھی لگائیں گے۔

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ یاجوج ماجوج کا جو آدمی بھی مرے گا وہ اپنی نسل کے ہزاروں افراد کو چھوڑ کر مرے گا۔

قیامت کے قریب بہت سے فتنے ہوں گے ☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مجھے حضور ﷺ کا یہ ارشاد پہنچا ہے کہ قیامت سے پہلے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح بہت سے فتنے ہوں گے۔ ان میں آدمی کا دل بھی یونہی مرے گا جیسے کہ بدن مر جاتا ہے اور ایک آدمی ان میں صبح کو مؤمن اور شام کو کافر ہوگا۔ اور شام کو مؤمن ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ لوگ فتنوں کے اس دور میں دنیا کے قلیل مال کے عوض اپنا دین بیچ ڈالیں گے۔

(مسلم ۱۱۸ـ ترمذی ۲۱۹۵ـ ابوداؤد ۴۲۵۹ـ ابن ماجہ ۳۹۶۱ـ احمد ۷۶۸۷)

اعمالِ صالحہ میں جلدی کرو ☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ چھ چیزوں سے پہلے پہلے اعمال صالحہ میں جلدی کرو:

① مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا۔

② دجال کا خروج۔

③ دھوئیں کا ظہور۔

④ دابۃ الارض کا نکلنا۔

⑤ ایک چیز جو تمہارے ساتھ مخصوص ہے یعنی موت۔

⑥ ایک اور چیز جو سب کے لیے عام ہوگی یعنی قیامت کا دن۔ (مسلم ۲۹۰۱۔ ترمذی ۲۱۸۳۔ ابوداؤد ۴۳۱۱۔ ابن ماجہ ۴۰۴۱۔ احمد ۱۵۵۵۵)

خسف اور مسخ کا ہونا☆

حضرت عبداللہ بن ساباط رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کہ تم میں خسف، مسخ اور قذف ہوگا۔ (تم زمین میں دھنسو گے اور تمہارے چہرے مسخ ہوں گے) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ وہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہوں گے فرمایا ہاں۔ جب ان میں چار چیزیں عام ہو جائیں گی۔ تو ایسا ہوگا: (۱) گانے والی عورتیں۔ (۲) سارنگیاں (۳) شرابیں اور (۴) ریشم۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کی آیت:

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ﴾

[انعام: ٦٥]

"آپ کہہ دیجئے کہ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے۔ یا تمہارے پاؤں تلے سے یا تمہیں گروہ گروہ کر کے سب کو بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھا دے۔"

کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس میں چار باتوں کا ذکر ہے۔ جو بہرحال ہو کر رہیں گی۔ چنانچہ دو تو حضور ﷺ کے وصال کے پچیس برس بعد پیدا ہو گئیں کہ لوگ اپنی اپنی خواہشات کا شکار ہو گئے اور ایک دوسرے کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھائیں اور دو ابھی ہونے والی ہیں یعنی خسف اور زلزلہ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے دعا مانگی جس سے دو

معاف ہو گئیں یعنی خسف اور مسخ اور باقی دو رہ گئیں یعنی خواہشات اور باہم ایذا رسانی۔

دھوئیں کا عذاب ☆

مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک شخص مسجد میں یہ بیان کر رہا تھا کہ قیامت کے دن آسمان سے دھواں اترے گا جو منافقوں کے کان آنکھ وغیرہ میں گھس جائے گا اور مومنوں کو زکام کی صورت پیش آئے گی۔

مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو یہ قصہ ذکر کیا۔ وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے لوگو! جس کسی کو کچھ معلوم ہو تو وہ پوچھنے پر بتا دیا کرے اور جسے علم نہ ہو وہ اللہ اعلم کہہ دیا کرے اللہ تعالیٰ کا ارشاد اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ ہے:

﴿قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾

''آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس قرآن پر کچھ معاوضہ نہیں چاہتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں ہوں۔''

اس کے بعد فرمایا کہ جب قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی تو آپؐ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ قبیلہ مضر پر اپنی گرفت سخت فرما اے اللہ ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسا قحط بھیج کر میری مدد فرما چنانچہ قحط سالی ہو گئی لوگوں نے تنگ آ کر ہڈیوں پر اور مرداروں پر گزر اوقات شروع کر دی اور بھوک کی شدت سے دیکھنے والوں کو آسمان تک ایک دھواں سا دکھائی دیتا تھا۔ یہی وہ واقعہ ہے جسے

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ [دخان: ۱۰]

''آپ اس روز کا انتظار کیجئے کہ آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہوگا۔''

میں ذکر کیا گیا ہے۔ (بخاری ۸۰۴، مسلم ۶۷۵، نسائی ۱۰۶۳، ابن ماجہ ۱۲۴۴، احمد ۲۹۶۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک خادم کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیغام ☆

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جن دنوں وہ قادسیہ میں تھے۔ خط لکھا کہ نضلہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حلوان کی طرف بھیج دو۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نضلہ کو تین سو شہسواروں کے ساتھ روانہ کر دیا وہ چلتے چلتے حلوان پہنچے۔ گرد و نواح کے حملوں میں انہیں بہت سے

قیدی اور مال غنیمت ہاتھ آیا۔ واپسی پر ایک پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ کیا۔ حضرت نضلہ نے نماز کے لیے اذان کہنی شروع کی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو پہاڑی کی طرف سے آواز آئی۔

((كَبَّرْتَ كَبِيْرًا يَا نَضْلَةَ))

''تو نے ایک بڑے کی بڑائی بیان کی۔

اشہدان لا الٰہ الا اللہ کہا تو جواب آیا اے نضلہ:

((هِيَ كَلِمَةُ الْإِخْلَاصِ))

''یہ اخلاص وتوحید کا کلمہ ہے۔''

اشہدان محمد رسول اللہ کہا تو جواب دینے والے نے کہا:

((هُوَ الَّذِيْ بَشَّرَنَا بِهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامِ))

''یہی وہ نبی ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی تھی۔''

حی علی الصلوٰۃ کہا تو جواب دیا:

((طُوْبٰى لِمَنْ مَشٰى اِلَيْهَا وَوَاظَبَ عَلَيْهَا))

''وہ شخص مبارک بادی کے لائق ہے جو اس کی طرف چلتا ہے اور اس کی پابندی کرتا ہے۔''

حی علی الفلاح کہا تو جواب آیا:

((اَفْلَحَ مَنْ اَجَابَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الْبَقَاءُ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

''وہ شخص کامیاب ہوا جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی سلامتی اسی میں ہے۔''

انہوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ پکارا تو جواب آیا:

((اَخْلَصْتَ اِخْلَاصًا يَا نَضْلَةَ فَحَرَّمَ اللّٰهُ بِهَا جَسَدَكَ عَلَى النَّارِ))

''اے نضلہ تو نے پورا اخلاص دکھایا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی بدولت تیرا جسم آگ پر حرام کر دیا۔''

حضرت نضلہ اذان سے فارغ ہو کر فرمانے لگے اے شخص! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تو کون

ہے کوئی فرشتہ ہے یا کوئی جن یا کوئی اور اللہ کا بندہ تو نے ہمیں اپنی آواز تو سنا دی ہے۔اپنی شکل بھی دکھا ہم اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے غلام اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرستادہ ہیں۔ اس پر ایک بڑے سر والا بوڑھا نمودار ہوا۔سر اور داڑھی کے بال سفید ہو رہے تھے۔اون کی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔آ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا ہم نے بھی جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ کہا اور پوچھا تو کون ہے اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔وہ کہنے لگا میں زرنب بن برعلا ہوں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا غلام ہوں۔انہوں نے مجھے اس پہاڑی میں ٹھہرایا تھا اور میرے لیے اپنے آسمان سے اترنے تک باقی رہنے کی دعا کی تھی۔اب جب کہ میں حضرت محمد ﷺ کی زیارت سے محروم رہ چکا ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی سلام کے بعد میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صراط مستقیم کے قریب قریب اور اس کے پابند رہو کہ قیامت قریب آ رہی ہے اور انہیں ان باتوں سے بھی باخبر کرو جو میں تمہیں بتانے والا ہوں جب وہ حضرت محمد ﷺ کی امت میں ظاہر ہوں گی تو جس قدر بھاگ دوڑ کر کے اپنے کو بچا سکو بچا لو۔جب مرد مرد کے ذریعے شہوت پوری کر کے اور عورت عورت کے ساتھ اپنا تقاضہ پورا کر کے ایک دوسرے سے بے نیاز و مستغنی ہو جائیں گے اور بغیر نسب کے اپنی نسبت بیان کرنے لگیں گے۔بڑا چھوٹے پر رحم نہیں کھائے گا چھوٹا بڑے کا احترام نہیں کرے گا۔امر بالمعروف چھوڑ بیٹھیں گے کوئی بھلائی کا حکم نہیں کرے گا۔ نہی عن المنکر چھوڑ دیں گے برائی سے کوئی روکنے والا نہیں ہوگا۔علماء درہم و دینار کی خاطر علم حاصل کریں گے۔بارش کا موسم بدل جائے گا۔اولاد والدین کے حق میں غضبناک ہو جائے گی۔کمینوں کی کثرت ہوگی اور کریم لوگ بہت کم ملیں گے۔عمارتیں خوب مضبوط بنائیں گے اور خواہشات کی پیروی ہوگی۔دین کو دنیا کے عوض بیچ کھائیں گے۔قتل وخون ایک معمولی مشغلہ بن جائے گا۔رشتہ داروں سے قطع تعلق کریں گے احکام الٰہیہ کا سودا کریں گے اونچے اونچے مینارے بنائیں گے۔ مصاحف (قرآن) کو مزین کریں گے اور مساجد پر خوب نقش و نگار ہوگا رشوت اور سود خوری عام ہو جائے گی۔مالداروں کی عزت کی جائے گی۔عورتیں شہسواری کرنے لگیں گی ان باتوں کے بعد وہ شخص ہم سے غائب ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد چار ہزار کا لشکر لے کر ادھر سے گزرے اور چالیس دن تک اسی پہاڑ کے دامن میں اُسی جگہ پڑاؤ کیے رکھا ہر نماز کے لیے اذان ہوتی تھی۔مگر پھر کوئی جواب یا کلام سننے میں نہ آیا۔(واللہ الموفق)

باب : ۸۹

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایات

وضو کی اہمیت ☆

۱

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ میں مسجد میں حاضر ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف فرما تھے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وحی کی انتظار میں ہیں یا پھر کسی ضرورت کے لیے بیٹھے ہیں۔ ارشاد فرمایا جندب میرے قریب ہو جاؤ میں قریب ہو گیا اور اپنی تنہائی کو غنیمت سمجھتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں وضو کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ مجھے فرمایئے کہ وضو کی حیثیت کیا ہے۔ ارشاد فرمایا ابوذر! کوئی نماز بغیر وضو کے نہیں ہوتی اور وضو اپنے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

نماز بہترین عمل ہے ☆

میں نے عرض کیا یا نبی اللہ آپؐ نے ہمیں نماز کا حکم فرمایا ہے' ذرا اس کی اہمیت بھی ارشاد فرمایئے۔ ارشاد فرمایا نماز ایک بہترین عمل ہے جس کا جی چاہے تھوڑا کرے جس کا جی چاہے زیادہ کرے۔

زکوٰۃ کا درجہ ☆

میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے ہمیں زکوٰۃ کا حکم فرمایا ہے ذرا اس کے بارے بھی بتایئے۔ ارشاد فرمایا ابوذر! جس کے پاس امانت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ اور جس کے پاس زکوٰۃ نہیں اس کی نماز نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مالداروں پر ان کے مال کی زکوٰۃ فرض فرمائی ہے۔ جس سے فقراء کی حاجات پوری ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ اغنیاء سے زکوٰۃ کا مطالبہ رکھتے ہیں اور ادا نہ کرنے پر انہیں عذاب دیں گے۔ اے ابوذر! زکوٰۃ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔ خشکی اور تری میں جو مال بھی ضائع ہوتا ہے۔ وہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ اے ابوذر مؤمن آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ دل کی خوشی اور بشاشت سے ادا کرتا ہے۔ اور مشرک اس کی ادائیگی سے گریز کرتا ہے۔

روزہ کیا ہے؟

میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی آپؐ نے ہمیں روزہ کا حکم فرمایا ہے ارشاد فرمایئے کہ روزہ کیا ہے؟ فرمایا روزہ ڈھال ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی جزا ہے۔ اور روزہ دار کو دو فرحتیں ملتی ہیں۔ (۱) افطار کے وقت۔ (۲) اپنے رب کی ملاقات کے وقت اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ

کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔ قیامت کے دن لوگوں کے لیے دستر خوان بچھے گا جس پر سب سے پہلے روزہ دار کھائیں گے۔

صبر کیا چیز ہے؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں صبر کا حکم فرمایا ہے۔ صبر کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا صبر کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جس کے پاس مشک کی تھیلی ہے جسے وہ لوگوں کی مجلس میں لیے بیٹھا ہے۔ ہر کسی کو اس کی خوشبو بھلی محسوس ہوتی ہے۔

صدقہ کیا ہے؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں صدقہ کا حکم فرمایا ہے تو صدقہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا واہ واہ اے ابوذر چھپا کر صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو مٹاتا ہے اور علانیہ طور پر کرنا اس شخص سے سات سو برائیاں دور کرتا ہے۔ صدقہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور صدقہ گناہ کی تیزی اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو مٹاتا ہے اور صدقہ ایک عجیب شے ہے اور صدقہ ایک عجیب چیز ہے اور صدقہ ایک عجیب شے ہے۔

غلام آزاد کرنا ☆

میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ نے ہمیں غلاموں کے بارے میں حکم فرمایا ہے تو کون سا غلام آزاد کرنے کے لیے بہتر ہے۔ ارشاد فرمایا جو زیادہ قیمتی ہو۔

بہترین ہجرت ☆

میں نے عرض کیا یا نبی اللہ کون سی ہجرت بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا برائی کا چھوڑنا۔

اچھا مسلمان ☆

میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی سب سے اچھا مسلمان کون ہے؟ فرمایا کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ ہوں۔

عاجز اور بخیل ☆

میں نے پھر عرض کیا یا نبی اللہ کون سا شخص سب سے عاجز ہے ارشاد فرمایا جو دعا سے بھی عاجز آ جائے۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ کون سا شخص سب سے زیادہ بخیل ہے۔ ارشاد فرمایا جو سلام کہنے میں بھی بخل کرے۔

افضل مجاہد ☆

میں نے عرض کیا کون سا مجاہد افضل ہے؟ ارشاد فرمایا جو خود بھی شہید ہو جائے اور اس کا گھوڑا بھی جہاد میں کام آئے۔

آسمانی کتابیں اور رسل علیہم السلام ☆

میں نے عرض کیا یا نبی اللہ ذرا بتلایئے کہ ابراہیمی صحیفے اور دوسری کتابیں کب نازل ہوئیں ارشاد فرمایا ابراہیمی صحیفے رمضان المبارک کی پہلی رات نازل ہوئے۔ انجیل بارہ رمضان المبارک کو زبور اٹھارہ اور تورات آٹھ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن پاک کا چوبیس رمضان کو نزول ہوا۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ کل نبی کتنے ہوئے ہیں اور کل رسول کتنے ہیں۔ ارشاد فرمایا کل نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئے جن میں تین سو تیرہ رسول تھے جو نبی بھی تھے اور باقی صرف نبی تھے رسول نہ تھے۔ (ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث کتب تسعہ میں نہ مل سکی لہٰذا اس کے بعض جملے کتب تسعہ میں ایک اور روایت میں مذکور ہیں۔(لا یخفی علی الفطن العارب)

فقیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہی حدیث عبدالوہاب بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوذر سے روایت کی اور اس میں یہ اضافہ بھی کیا۔

رات کا افضل حصہ ☆

میں نے عرض کیا یا نبی اللہ رات کا وقت کون سا افضل ہے؟ ارشاد فرمایا رات کا آخری حصہ۔ میں نے عرض کیا نماز کون سی افضل ہے۔ ارشاد فرمایا جس میں قیام لمبا ہو۔

افضل صدقہ ☆

میں نے عرض کیا کون سا صدقہ افضل ہے۔ ارشاد فرمایا ایک نادار کی خون پسینہ کی وہ مزدوری جو کسی فقیر محتاج کو دی جائے۔

پہلے نبی ☆

میں نے پوچھا پہلے نبی کون تھے؟ ارشاد فرمایا آدم علیہ السلام میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حضرت آدم علیہ السلام مرسل تھے۔ ارشاد فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور ان میں اپنی روح پھونکی۔

سریانی نبی ☆

نیز فرمایا چار نبی سریانی ہوئے ہیں: آدمؑ شیثؑ ادریسؑ اور نوحؑ اور بعض نے حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کو شمار کیا ہے۔

عرب نبی ☆

چار نبی عرب سے ہوئے ہود صالح شعیب اور تیرا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اے ابوذر۔

کتابیں کتنی ہیں؟

میں نے عرض کیا کتابیں کتنی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے کل کتنی کتابیں اپنے نبیوں پر نازل فرمائیں؟ ارشاد فرمایا ایک سو چار کتابیں جن میں حضرت شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے' حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات سے قبل دس صحیفے نازل ہوئے۔ باقی توراۃ' انجیل' زبور اور فرقان ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ☆

میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے کوئی وصیت فرمایئے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے تقویٰ کو لازم پکڑو کہ اس پر تیرے تمام امور کا مدار ہے۔ میں نے عرض کیا کچھ اور ارشاد فرمایئے ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر اور قرآن پاک کی تلاوت کا التزام کرو کہ وہ آسمانوں میں تیرے لیے نور ہے اور زمین میں شرافت کا ذریعہ ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کو بھی لازم سمجھو کہ وہ میری امت کی رہبانیت ہے اور خاموشی اختیار کیے رکھو کہ سوائے کسی کلام خیر کے کہ یہ شیطان کو بھگانے کی چیز ہے اور امور دینیہ میں تیری مددگار ہے۔ اور ہنسی سے بچتے رہو کہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے چہرے کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔

ایک اور سند سے روایت ☆

فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ میرے والد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوذرؓ کی یہ روایت سنائی کہ میں مسجد میں داخل ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے تشریف فرما تھے میں اپنے دل میں کبھی یہ کہتا کہ تنہائی کو غنیمت سمجھوں اور استفادہ کروں اور کبھی سوچتا کہ خدا معلوم آپ کس خیال میں ہوں اور میں اس میں مخل ہوں۔ بالآخر میں نے حاضر خدمت ہونے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ آکر سلام کہا اور پاس بیٹھ گیا۔ دیر تک آپؐ نے مجھ سے کوئی کلام نہ کیا حتیٰ کہ میرے جی میں آنے لگا کہ شاید میرا پاس بیٹھنا آپ کو شاق گزرا۔ مگر پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا ابوذر کیا تو نے دو رکعت پڑھی ہیں۔ میں نے کہا نہیں آپؐ نے فرمایا کہ اٹھ کر پڑھ لو۔ ہر شے کی تعظیم ہے۔ مسجد کی تعظیم دو رکعتیں ہیں۔ میں نے اٹھ کر دو رکعتیں ادا کر لیں پھر دیر تک آپؐ کے پاس بیٹھا رہا پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا اے ابوذر شیطان رجیم اور دیگر انسان اور جن شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا انسانوں میں

بھی شیطان ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کیا تو نے ﴿شیاطین الانس والجن﴾ [انعام: ۱۱۲] والی آیت نہیں سنی کہ اس میں دونوں کا ذکر ہے۔ پھر آپؐ نے خاموشی اختیار فرمائی حتی کہ میں نے یقین کر لیا کہ آپؐ از خود مجھ سے کوئی کلام نہیں فرمائیں گے۔ تو میں نے ابتدا کرتے ہوئے عرض کیا یا نبی اللہ آپؐ نے مجھے نماز کا حکم فرمایا ہے نماز کسے کہتے ہیں۔ غرض وہ تمام سوالات ذکر کئے جو پہلی روایت میں ذکر ہو چکے ہیں۔ پھر کہا اتنے میں اور لوگ بھی جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑا بخیل نہ بتاؤں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ضرور بتائیے۔ ارشاد فرمایا سب سے بڑا بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (یہ آخری جملہ ترمذی ۳۵۴۶۔ احمد ۱۶۴۵۔ میں ہے)

غزوۂ تبوک اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک کے لیے تیار ہوئے تو منافقوں سے بھی کچھ لوگ ساتھ ہو لئے۔ کبھی ایک دو آدمی پیچھے رہ جاتے اور لوگ عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ فلاں شخص پیچھے رہ گیا ہے۔ ساتھ نہیں آیا تو ارشاد فرماتے جانے دو۔ اگر اس میں کچھ خیر ہوگی تو اسے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ملا دیں گے اور اگر نہیں تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بچا دیا۔ لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ پیچھے رہ گیا ہے۔ ارشاد فرمایا جانے دو اس میں کوئی بھلائی ہوئی تو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے ساتھ ملا دیں گے اور ابوذر اس لیے پیچھے رہ گئے کہ ان کا اونٹ بہت سست تھا اور وہ اسے بہت کچھ حیلوں سے تیز کرتے رہے بالآخر مایوس ہو کر سامان اپنی کمر پر لادا اور حضور ﷺ کے قدموں کے نشان دیکھتے دیکھتے پیچھے ہو لئے۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ سامان کمر پر اور تن تنہا تھے کوئی ہمراہ نہ تھا۔ لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ ایک شخص پیدل تن تنہا چلا آ رہا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ کرے وہ ابوذر رہو۔ لوگوں نے غور سے دیکھا تو پکار اٹھے یا رسول اللہ ﷺ بخدا واقعی وہ ابوذر ہی ہے حضور ﷺ کی آنکھیں بھر آئیں۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے وہ آج بھی تنہا چلا آ رہا ہے اور موت بھی اسے تنہائی میں آئے گی اور قیامت میں بھی اکیلا ہی اٹھے گا۔

(حاکم ۳/۵۰۔۵۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا انتقال ☆

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہد عثمانی میں ربذہ میں قیام پذیر ہوئے تو ان کے ساتھ ایک ان کی اہلیہ اور ایک غلام تھا۔ موت کا وقت قریب آیا تو ان دونوں کو وصیت کرنے لگے کہ مجھے غسل دے کر کفن پہنا کر اس شاہراہ پر رکھ دینا

سب سے پہلے جو قافلہ بھی وہاں سے گزرے ان سے کہنا کہ یہ حضور ﷺ کے صحابی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت ہے ان کی تدفین میں آپ ہماری مدد کریں۔ چنانچہ آپ کا انتقال ہو گیا تو ان دونوں نے حسب وصیت غسل دے کر کفن پہنایا اور شاہراہ پر لا کر رکھ دیا۔ اتفاق کی بات کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے چند رفقاء کے ساتھ ادھر سے گزر ہوا انہیں دیکھ کر غلام پاس آیا اور کہنے لگا یہ حضور ﷺ کے صحابی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت ہے ان کی تدفین میں آپ ہماری مدد کریں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پھر فرمایا کہ حضور ﷺ کا وہ ارشاد آج پورا ہو گیا کہ تو اکیلا چلا آ رہا ہے تجھے موت بھی تنہائی میں ہی آئے گی اور قیامت کو اکیلا ہی اٹھے گا۔ پھر سب نے مل کر انہیں دفن کیا۔ حضرت آگے چل دیئے اور ابن مسعود اپنے رفقاء کو رسول اللہ ﷺ کا وہ ارشاد سناتے ہوئے جا رہے تھے جو تبوک کے سفر میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا شام میں جانا اور پھر واپس آنا ☆

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تجھے میرے بعد کچھ سختی در پیش ہوگی۔ عرض کیا اللہ کی راہ میں؟ ارشاد فرمایا ہاں۔ اللہ کی راہ میں عرض کیا تو میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا اے ابوذر حکم سن کر مانتے رہو گو کسی حبشی کے پیچھے ہی نماز پڑھنی پڑے۔ آنحضرت ﷺ کا وصال ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے بلایا اور یہ سلام کر کے رونے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ تیرے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک میں سن چکا ہوں۔ لہٰذا میں تیرا وہ مخصوص ساتھی بننے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تجھے میری وجہ سے یا میرے زمانہ میں کوئی تکلیف یا آفت دیکھنی پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی انہیں بلایا ان کی تعریف کی اور فرمایا میں تیرے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سن چکا ہوں۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں تیرا ایسا ساتھی بنوں کہ میری وجہ سے یا میرے زمانے میں تجھے کوئی تکلیف پہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ میں نے کہا امیر المومنین یہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجازت مانگ رہے ہیں۔ فرمایا اگر چاہو تو اجازت دے دو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

کہ میں نے انہیں اجازت دے دی۔ وہ اندر آ کر بیٹھ گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بہتر ہے وہ کہنے لگے کہ میں نے یہ بات کبھی نہیں کہی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اس پر گواہ پیش کر سکتا ہوں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھیں آپ کے گواہ کی حقیقت تو نہیں جانتا البتہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ مجھے معلوم ہے پوچھا وہ کیا ہے کہنے لگے میں نے یوں کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے میرا زیادہ محبوب اور زیادہ قریب وہ شخص ہے جو میرے اس عہد کو تھامے رہے گا جس پر میں اسے چھوڑ کر جا رہا ہوں حتیٰ کہ وہ مجھ سے آ ملے۔ اب میرے سوا تم سب نے دنیا سے کچھ نہ کچھ وصول کر لیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانے کو کہا اور انہیں شام کی طرف رخصت کر دیا۔ آپ وہاں پہنچے تو لوگوں کو تعلیم دینے لگے۔ انہیں خوب رلاتے تھے۔ سینوں کو غمگین کرتے۔

ان کے کلام میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اس حال میں رات گزارے کہ اس کے گھر میں کوئی ایک درہم یا دینار موجود ہو بجز اس کے کہ اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرنا چاہے یا کسی کا حق ادا کرنا ہو ایسی باتوں سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اور دیگر لوگوں کو بھی خوب رلاتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لیے ہزار دینار بھیجے۔ ارادہ تھا کہ ان کے قول و فعل میں تضاد اور ظاہر و باطن میں اختلاف ظاہر ہو۔ انہوں نے وہ ہزار دینار پکڑے اور سب کے سب تقسیم کر دیئے اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھا یہ دیکھ کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگلے دن پھر قاصد کو بلایا اور فرمایا کہ جا کر ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہو کہ مجھے تو ہزار دینار دے کر کسی اور کے پاس بھیجا گیا تھا۔ میں غلطی سے تیرے پاس لے آیا قاصد نے کر اسی طرح بات بنا کر کہا کہ مجھے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چھڑایئے کہ اس نے مجھے ؛ ر دینار دے کر کہیں اور بھیجا تھا اور میں غلطی سے تجھے دے گیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرا سلام کہو اور یہ کہ تمہارے بھیجے ہوئے سب دینار ختم ہیں۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ البتہ اگر واپس لوٹانے کا ارادہ ہو تو تین دن کی مہلت دے دیں ہم جمع کر دیں گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے قول و عمل کا یہ توافق دیکھ تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھ بھیجا کہ اگر شام کی طرف کوئی کام ہو تو ساتھ ہی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنے پاس بلا لینا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں واپس بلا لیا۔ آپ واپس پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تھے آگے بڑھ کر ان کو سلام کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیتے ہوئے پوچھا

ابوذر کیا حال ہے۔ جواب دیا میں اچھا ہوں آپ فرمائیے آپ کیسے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عثمان تو مسجد سے اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر ایک ستون کی آڑ میں دو رکعتیں ادا کیں اور بیٹھ گئے۔ لوگ بھی پاس آ کر بیٹھنے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنانے کی فرمائش کی۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا کہ اونٹوں میں صدقہ واجب ہے' کھیتی میں صدقہ واجب ہے' دراہم میں صدقہ واجب ہے' بکریوں میں بھی صدقہ واجب ہے۔ جو شخص اس حال میں رات گزارتا ہے کہ اس کے گھر کوئی درہم یا دینار ہے جسے نہ تو کسی کا حق ادا کرنے کے لیے رکھا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگانے کا ارادہ ہے تو یہ وہ خزانہ ہے جس کے ساتھ قیامت میں اسے داغ دیا جائے گا۔ سننے والوں نے کہا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا کا خوف کھاؤ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ مال کی کثرت تو اب عام لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے جس میں آتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ [التوبہ: ۳۴]

''اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ ان کو دردناک کے عذاب کی خوشخبری سنائیے۔''

بس ابھی دو تین راتیں ہی گزری تھیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام آ گیا کہ ربذہ چلے جاؤ جو ایک ویران سی جگہ تھی۔ آپ وہاں چلے گئے دیکھا ایک حبشی وہاں کا امام ہے لوگوں نے آپ کو نماز پڑھانے کے لیے کہا مگر آپ نے انکار کیا اور اسی حبشی کے پیچھے نمازیں پڑھتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ سچے ان کا رسول بھی سچا جس نے مجھے فرمایا تھا کہ حکم سننا' کہا ماننا گو کسی حبشی کے پیچھے ہی نماز پڑھنی پڑے پھر آخر عمر تک وہیں پڑے رہے حتیٰ کہ وہیں موت آئی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے آخری لمحات ☆

آپ کی بیوی نقل کرتی ہیں: کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جب موت کے آثار طاری ہونے لگے تو میں نے رونا شروع کیا فرمایا کیوں روتی ہے؟ میں نے کہا اس لیے کہ آپ کا انتقال ویرانہ میں ہو رہا ہے اور میرے پاس کفن کے لیے کپڑا نہیں ہے۔ فرمایا رونے کی بجائے تجھے خوش ہونا چاہئے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جماعت سے یہ کہتے سنا تھا اور میں بھی انہیں میں تھا کہ تم میں سے ایک آدمی کی وفات ایک ویران علاقہ میں ہوگی۔ اہل ایمان کی ایک جماعت اس کے پاس پہنچے گی۔ اُس جماعت کے تمام لوگ کسی نہ کسی بستی میں اور لوگوں کی موجودگی میں فوت ہو چکے ہیں۔

صرف میں باقی ہوں واللہ نہ تو میں جھوٹ کہہ رہا ہوں اور نہ ہی پیغمبر ﷺ کی بات جھوٹ ہو سکتی ہے۔ بس وہ شخص یقیناً میں ہی ہوں۔ لہٰذا تو راہ دیکھتی رہ۔ بیوی کہتی ہیں کہ میں نے سوچا کہ حاجیوں کے قافلے جا چکے اب کوئی رہ گزر ادھر نہیں آتا راستہ سنسان پڑا ہے تو میں ٹیلے پر چڑھ کر ادھر اُدھر دیکھتی اور پھر واپس آ کر ان کی بیماری کا حال دیکھتی۔ اسی اثناء میں میں نے کچھ لوگوں کو سواریوں پر دیکھا۔ میں نے کپڑا ہلا کر ان کو اشارہ کیا وہ جلدی سے میرے پاس پہنچے اور کہنے لگے۔ اللہ کی بندی کیا بات ہے میں نے کہا ایک مسلمان قریب المرگ ہے۔ جسے کفن وغیرہ کی ضرورت ہے۔ پوچھنے لگے کون ہے۔ میں نے کہا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پھر بولے کون ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا صحابی؟ میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگے ہمارے ماں باپ اس پر قربان اور جلدی سے ان کے پاس آئے اور سلام کیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی انہیں مرحبا کہا اور فرمایا تمہیں بشارت ہو۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جماعت سے جس میں میں تھا یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے ایک آدمی ایک ویران جگہ میں فوت ہوگا اہل ایمان کی ایک جماعت اس کے پاس پہنچے گی۔ ان لوگوں میں سب نے سب کسی نہ کسی بستی میں اپنے ساتھیوں میں فوت ہو چکے ہیں۔ ایک میں ہی باقی تھا۔ لہٰذا وہ شخص میں ہی ہوں اور اہل ایمان کی وہ جماعت تم ہو۔ اگر میرے پاس یا میری بیوی کے پاس کفن کے لیے کپڑا ہوا تو مجھے اسی میں کفن دینا ہوگا۔ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص مجھے کفن نہ پہنائے جو پیغام رساں رہا ہو یا کسی قبیلہ کا ذمہ دار یا رئیس رہا ہو اور ان حاضرین میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو ان سب امور میں یا کسی ایک میں وقت نہ گزار چکا ہو۔ البتہ ایک انصاری کہنے لگا چچا آپ کے ذکر کردہ امور میں سے میں کسی میں بھی نہیں رہا۔ لہٰذا میں ہی آپ کو اپنی چادر میں کفن پہناؤں گا یا دو اور کپڑوں میں یا اپنی دو عباؤں میں جنہیں میری والدہ نے کات کر بنایا تھا۔ فرمایا بس تو مجھے کفن پہنائے گا۔ اس کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ انصاری نے آپ کو کفن پہنایا اور سبھی ساتھی اہل دین تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سن کر بہت ہی مسرت کے ساتھ لوٹے۔

(احمد ۲۰۴۰۹، ۲۰۴۹۴)

باب : ۹۰

نیکی میں کوشش

بھلائی کے دروازے ☆

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں

تمہیں خیر کے دروازے نہ بتاؤں۔ میں نے عرض کیا ضرور بتائیں۔ ارشاد فرمایا روزہ ڈھال ہے۔ صدقہ برہان ہے۔ بندے کا آدھی رات کی عبادت کرنا ہر گناہ کو ختم کر دیتا ہے۔ (ترمذی ۲۶۱۶۔ بالفاظ مختلفہ۔ وقال حدیث حسن صحیح۔ ابن ماجہ ۳۹۷۳۔ احمد ۲۱۰۰۸)

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ روزہ ڈھال ہے جب تک اسے توڑ نہ ڈالے (نسائی ۲۲۰۱۔ احمد ۱۵۹۸۔ دارمی ۱۶۶۹) یعنی غیبت وغیرہ کر کے اسے بے جان نہ بنالے۔

توشۂ آخرت ☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چار چیزیں آخرت کا توشہ ہیں:

① روزہ نفس کی صحت ہے۔
② صدقہ آدمی اور دوزخ کے درمیان آڑ ہے۔
③ بندہ کے لیے اپنے رب کے قرب کا ذریعہ ہے۔
④ ندامت کے آنسو گناہوں کو دھو ڈالتے ہیں۔

طاعت کی بنیاد ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ طاعت کی بنیاد تین چیزیں ہیں: (۱) خوف (۲) امید و رجا (۳) محبت۔

خوف کی علامت حرام کاموں کو ترک کرنا ہے اور طاعت و فرمانبرداری کی رغبت امید و رجا کی علامت ہے۔ ذوق وشوق اور دھیان میں رہنا محبت کی علامت ہے۔

معصیت کی بنیاد ☆

معصیت کی بنیاد بھی تین چیزیں ہیں: (۱) تکبر (۲) حرص (۳) اور حسد۔ شیطان نے کبر کا اظہار کیا کہ سجدہ کا حکم ملا مگر انکار کیا۔ اسی وجہ سے مردود اور لعنتی بنا حرص کا ظہور حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے ہوا کہ جنت میں ہمیشہ رہنے کے لیے شجرہ ممنوعہ کا استعمال کر لیا۔ جس پر وہاں سے نکلنا پڑا اور حسد حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے کیا کہ اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا تو دوزخ میں ڈال دیا گیا۔ لہٰذا ہر کسی پر واجب ہے کہ گناہوں سے بچے اور طاعت میں لگنے کی محنت کرے اور یہ کہ طاعت بھی خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو۔

حدیث ☆

حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چالیس دن تک اخلاص

کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اسکے دل سے حکمت کے چشمے پھوٹتے ہیں اور زبان پر جاری ہوتے ہیں۔ (تنزیہ الشریعۃ ۲/۳۰۵۔قال منکر لا یصح' ضعفه العراقی)

نفرت کا بیج بونے والے اور محبت کا بیج بونے والے☆

کہتے ہیں کہ تین طرح کے آدمی لوگوں کے قلوب میں اپنے لیے نفرت کا بیج بوتے ہیں اور ان کی ناراضگی حاصل کرتے ہیں اور اپنی بنی بنائی عمارت کو تباہ کر لیتے ہیں:

① وہ شخص جو لوگوں کی عیب چینی میں مشغول رہے۔

② خود پسند آدمی۔

③ ریاکار۔

اور تین طرح کے آدمی لوگوں کے قلوب میں اپنے لیے محبت کا بیج بوتے ہیں اور عافیت حاصل کرتے ہیں۔ آسمانوں پر ان کا مرتبہ اونچا ہوتا ہے:

① اچھے اخلاق والا آدمی۔

② مخلص شخص۔

③ تواضع والا۔

حساب ہونے سے پہلے اپنا حساب کر لو☆

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حساب ہونے سے پہلے پہلے اپنا محاسبہ آپ کر لو۔ اس سے تمہارے حساب میں آسانی پیدا ہوگی۔ وزن ہونے سے پہلے وزن کرتے رہو اور بڑی پیشی کے لیے تیاری میں لگے رہو کہ اس دن کوئی چھپنے والا چھپ نہیں سکے گا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں: کہ لوگ تین قسم کے ہیں:

① جن کو آخرت میں کسب معاش سے دلچسپی نہیں۔

② جو کسب دنیا کی وجہ سے آخرت سے غافل ہیں۔

③ جو دونوں میں لگے ہوئے ہیں۔

پہلی قسم کے لوگ فائزین عابدین کے درجہ والے ہیں' دوسری قسم ہالکین کی ہے تیسری مخاطرین کی ہے کہ احتیاط نہ ہوئی تو ہلاکت کا خطرہ ہے۔

چار چیزوں کی قدر☆

حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چار چیزوں کی قدر چار قسم کے لوگ ہی پہچانتے ہیں:

① جوانی کی قدر بوڑھے لوگ پہچانتے ہیں۔

② عافیت کی قدر مصائب میں مبتلا لوگ پہچانتے ہیں۔

③ صحت کی قدر بیماروں کو محسوس ہوتی ہے۔

④ حیات کی قدر کا احساس مرنے والے کو ہوتا ہے۔

فقیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ یہ مضمون دراصل ایک حدیث سے لیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو:

① جوانی کو بڑھاپے سے پہ پہلے۔

② صحت کو بیماری سے پہلے۔

③ تونگری کو ناداری سے پہلے۔

④ فرصت کو مصروفیت سے پہلے۔

⑤ زندگی کو موت سے پہلے۔ (حاکم ۴/۳۰۶)

فوائد ☆ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اپنی زندگی کی قدر پہچانے ہر آنے والی گھڑی کو غنیمت سمجھے اور سوچتا رہے کہ خدا معلوم آنے والی گھڑی کیسی ہوگی ذرا مرنے والوں کی ندامت کا بھی تصور کیا کرے کہ وہ دو رکعت کی مقدار یا صرف لا الہ الا اللہ کہنے کی مقدار کی تمنا کرتے ہیں تجھے وہ مقدار آج حاصل ہے۔ لہٰذا حسرت وندامت کا وقت آنے سے پہلے پہلے اللہ کی عبادت میں خوب محنت کرے۔

عمل کی بنیاد ☆

حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے عمل کی بنیاد کس چیز کو بنایا ہے؟ فرمایا چار چیزوں کو:

① میرا رزق مقرر ہے جو میرے سوا کسی کو نہیں مل سکتا۔ جیسا کہ کسی دوسرے کا رزق مجھے نہیں ملتا۔ اس بات پر میں نے خوب یقین بٹھالیا ہے۔

② میرے ذمہ کچھ فرائض ہیں جو میرے سوا کوئی دوسرا ادا نہیں کرسکتا لہٰذا میں ان کی ادائیگی میں مشغول ہوں۔

③ میرا یقین ہے کہ میرا رب ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے لہٰذا میں اس سے حیاء کرتا ہوں۔

④ میں جانتا ہوں کہ میرے پاس ایک مدت ہے جو چلی جارہی ہے لہٰذا اس سے پہلے کچھ کر لینا چاہتا ہوں۔

فوائد ☆ فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ موت کی طرف سبقت کا مطلب ہے اعمال صالحہ کے ذریعہ اس کی تیاری کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے روکے ہوئے کاموں سے رُکنا اور اس کے سامنے عاجزی کرتے رہنا کہ اس توفیق پر قائم رکھے اور خاتمہ بالخیر ہو جائے۔

دُنیا کا ثواب عبادت میں حلاوت اور لذت ہے ☆

کسی دانا کا قول ہے کہ آدمی کو عبادت کی لذت تب حاصل ہوتی ہے کہ حسن نیت کے ساتھ اس میں شروع ہو اسے اللہ کا احسان سمجھے خوف وخشیت کے ساتھ عمل کرے۔ اخلاص کے ساتھ پیش کرے کیونکہ جب حسن نیت کے ساتھ شروع ہوگا اور اس علم کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عمل کی توفیق بخشی تو اسے اللہ تعالیٰ کا احسان جانے اور شکر بھی کرے گا' جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید عنایت ہوگی کہ اس نے فرمایا ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾

''شکر کرو گے تو مزید انعام پاؤ گے''

﴿وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ [ابراهیم: ۷]

''اگر ناشکری کی تو میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔''

تو جب عمل خوف وخشیت سے ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملے گا کہ اس کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [التوبہ: ۱۲۰]

''اللہ پاک نیکو کار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔''

دنیا کا ثواب یہی ہے کہ طاعت وعبادت میں حلاوت ولذت حاصل ہونے لگے اور آخرت کا ثواب جنت ہے اور اخلاص کے ساتھ پیش کرے گا تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔ جس کی علامت یہ ہے کہ اسے اس سے بھی کسی بڑے عمل کی توفیق مل جاتی ہے۔

دھوکہ کی علامت ☆

کہتے ہیں کہ دھوکہ میں مبتلا ہونے کی علامت تین چیزوں میں ہے:

① اتنا مال جمع کرلے جسے چھوڑ کر مرے گا۔

② گناہوں کی کثرت جو اسے ہلاک کردے گی۔

③ ایسے اعمال کو چھوڑ بیٹھنا جو نجات کا ذریعہ ہیں۔

توجہ الی اللہ ☆

توجہ الی اللہ کی علامت بھی تین چیزیں ہیں:

① دِل میں فکر وسوچ رکھے۔

② زبان ذکر کے لیے ہو۔

④ بدن خدمت کے لیے وقف ہو۔

خودفریبی کی علامتیں ☆

کہتے ہیں کہ فریب خوردہ آدمی کی تین علامتیں ہیں:

① شہوتوں کی طرف جلد بازی کرتا ہو اور ٹھوکر کھانے کی پرواہ نہ کرے۔

② توبہ کو لمبی لمبی امیدوں کے سہارے ٹالتا رہے۔

③ عمل کے بغیر ہی اجر آخرت کا امیدوار بنا رہے۔

شیطان کا مذاق ☆

کسی دانا کا مقولہ ہے کہ جو شخص تین چیزوں کا دعویٰ تین چیزوں کے بغیر کرتا ہے تو یقین جانو کہ شیطان اس کے ساتھ مذاق کرتا ہے:

① جو شخص ذکر اللہ کی حلاوت کا دعویٰ کرتا ہے اور حب دنیا بھی رکھتا ہے۔

② جو شخص اپنے نفس کو ناراض کیے بغیر اپنے خالق کو راضی کرنے کا مدعی ہے۔

③ جو شخص لوگوں کی تعریف وثناء بھی چاہتا ہے اور پھر اخلاص کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔

عمل غیر مقبول ہونے کی علامت ☆

ابونصر ہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص چار چیزوں کے باوجود کسی بھلائی میں اضافہ نہیں کر سکا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہ عمل بھی مقبول نہیں:

① جو شخص ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے اور مزید کسی نیکی میں ترقی نہیں کرتا یہ بھی اس کے نامقبول ہونے کی علامت ہے۔

② جو حج فرض ادا کرتا ہے اور کسی بھلائی میں آگے نہیں بڑھا یہ بھی اس کے نامقبول ہونے کی علامت ہے۔

③ جو شخص جہاد کر کے لوٹا ہے پھر کسی بھلائی میں اضافہ نہیں کر پایا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کا جہاد بھی مقبول نہیں۔

④ جو شخص بیماری سے صحت یاب ہوا اور کسی بھلائی میں آگے نہیں بڑھا یہ اس بات کی علامت ہے کہ بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ نہیں بنی۔

درستگیٔ عمل کے لیے درکار اشیاء ☆

کہتے ہیں کہ عاقل شخص کو چار چیزیں درکار ہیں جن سے اس کے اعمال درست ہوں گے اور محنت ضائع نہ ہوگی:
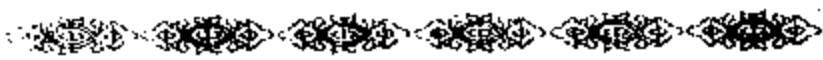
① علم جواس کے لیے حجت بنے۔
② توکل کہ عبادت میں دل جمعی میسر آئے اور لوگوں سے کوئی امید وابستہ نہ ہو۔
③ صبر کہ اس کا عمل مکمل ہو۔
④ اخلاص کہ اس کے ساتھ اجر پا سکے۔

استقامت☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص بھی اس خیر یعنی جنت کا طالب ہو گا وہ خوب محنت کرے گا کہ لاغر ہو جائے گا' کمزور پڑ جائے گا اور مسلسل استقامت دکھائے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ [فصلت: ۳۰]

''یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا اور اس کے تقاضوں پر پابندی اختیار کی۔''

کسی دانا نے کیا خوب کہا ہے☆

استقامت کی علامت یہ ہے کہ وہ شخص پہاڑ جیسا بن جائے پہاڑ میں چار خصلتیں ہیں:

① گرمی اور حرارت سے پگھلتا نہیں۔
② سردی اسے منجمد نہیں کرتی۔
③ ہوا اسے ہلا نہیں سکتی۔
④ سیلاب اسے بہا نہیں سکتا۔

ایسے ہی استقامت والے شخص میں چار خوبیاں ہیں:

① اس پر کوئی احسان کرے تو صرف احسان کی وجہ سے وہ ناحق اس کی طرف نہیں جھکتا۔
② کوئی اس کے ساتھ برائی کرے تو صرف اس وجہ سے وہ ناحق بات نہیں کہتا۔
③ نفس کی خواہشات اسے احکامِ خداوندی سے نہیں ہلا سکتیں۔
④ دنیوی متاع کا سیلاب اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نہیں روک سکتا۔

سات چیزیں...... بھلائی کا خزانہ☆

کہتے ہیں کہ سات چیزیں بھلائی کے خزانوں میں سے ہیں اور ان میں سے ہر چیز قرآن سے ثابت ہے:

① عبادت میں اخلاص۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ﴾ [البینہ: ۵]

''اوران لوگوں کو یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ اسی کے لیے عبادت کو خاص رکھیں۔''

② والدین سے حسن سلوک کرنا قرآن میں ہے:

﴿اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ﴾ [لقمان: ۱۴]

''کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکرگزاری کر پھر میری ہی طرف لوٹنا ہے۔''

③ صلہ رحمی کرنا قرآن میں ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ﴾ [النساء: ۱]

''اور تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے مطالبہ کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو۔''

④ اداءِ امانت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا﴾ [النساء: ۵۸]

''بیشک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو انکے حقوق پہنچادیا کرو۔''

⑤ اللہ تعالیٰ کی معصیت کے لیے کسی کی اطاعت نہ کرے ارشاد پاک ہے:

﴿وَلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [آل عمران: ۶۴]

''اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب قرار نہ دے۔''

⑥ نفسانی خواہشات پر عمل نہ کرے قرآن میں ہے:

﴿وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی﴾ [النازعات: ۴۰]

''اور نفس کو خواہش سے روکا۔''

⑦ طاعت میں خوب محنت کرے اللہ سے ڈرتا رہے اور ثواب کا اُمیدوار رہے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

﴿یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ﴾ [السجدہ: ۱۶]

''وہ لوگ اپنے رب کو امید سے اور خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

پس ہر انسان پر لازم ہے کہ ڈرتا رہے کیونکہ معاملہ انتہائی مشکل ہے۔

پہاڑ بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرتے ہیں ☆

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بستی پر سے گزرے وہاں ایک پہاڑ تھا جس سے چیخ وپکار اور نوحہ کی آوازیں آرہی تھیں آپ نے بستی والوں سے پوچھا کہ یہ آوازیں کیسی ہیں جو پہاڑ سے آرہی ہیں وہ کہنے لگے ہم جب سے یہاں آباد ہوئے ہیں یونہی سن رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے دعا مانگی یا اللہ اس پہاڑ کو مجھ سے گفتگو کرنے کی اجازت فرمایئے اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو گویائی بخشی وہ کہنے لگا اے عیسیٰ آپ مجھ سے کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا مجھے یہ بتا کہ یہ چیخ و پکار کی آواز جو تجھ سے آرہی ہے۔ کیسی ہے وہ بولا اے عیسیٰ (علیہ السلام) میں ایک ایسا پہاڑ ہوں جس کے پتھر سے لوگ بت تراش کر ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی جہنم میں نہ ڈال دیں کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے:

﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ [البقرہ: ۲۹]

''پھر ذرا بچتے رہو دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ پہاڑ کو کہہ دو کہ اطمینان رکھے میں نے اس کو جہنم سے پناہ دے دی ہے۔

غرض پہاڑ اپنی شدت اور سختی کے باوجود اللہ پاک سے ڈرتے ہیں تو ضعیف و ناتوان مسکین ابن آدم کو کس قدر دوزخ سے ڈرنا چاہئے اور اس سے پناہ مانگنی چاہئے۔ اے ابن آدم اس کا خوف کھا اور ڈر اور اس سے ڈرنا گناہوں سے بچنے کے ساتھ ہے۔ کیونکہ گناہوں کے سبب بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب کا مستحق بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کی تجھ میں ہمت کب ہے۔

قیامت کے دن اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی ☆

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب قرآن پاک کی یہ آیت:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ [البقرہ: ۱۴۳]

''اور ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنایا ہے جو نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ رہو اور تمہارے لیے رسول گواہ ہیں۔''

نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی اور رسول بنا کر

بھیجا ہے۔ تمہیں اپنے نبی کے لیے منتخب فرمایا اور مجھے تم پر گواہ بنایا اور تمہیں گذشتہ امتوں پر۔

ایک انصاری اٹھ کر کھڑا ہو گیا جن کا نام قیس بن عروہ تھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! بھلا ہم گزشتہ امتوں پر کیا گواہی دیں گے ہم نہ ان میں سے ہیں اور نہ انکے زمانہ میں۔

اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابن عروہ! جب قیامت کا دن ہو گا اور زمین کی یہ شکل وہیئت تبدیل کر دی جائے گی۔ آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے۔ جیسے دفتر میں تحریر لپیٹ دی جاتی ہے اور تمام مخلوق جمع کی جائے گی۔ بعض لوگوں کے چہرے سیاہ اور بعض کے سفید ہوں گے اور چالیس برس تک ٹھہرے رہیں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! کس چیز کے انتظار میں ٹھہریں گے۔ فرمایا اس چیخ کی انتظار میں جس کے متعلق فرمایا گیا ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا﴾ [طٰه: ١٠٨]

''اس روز سب کے سب بلانے والے کے کہنے پر ہولیں گے۔ اس کے سامنے کوئی ٹیڑھا پن نہ رہے گا اور تمام آوازیں اللہ تعالیٰ کے سامنے دب جائیں گی۔ سو تو بجز آہٹ کے کچھ نہ سنے گا۔''

لوگوں کو ایسی زمین کی طرف چلایا جائے گا۔ جہاں پر خوں ریزی نہ ہوئی ہو گی پھر چوپایوں کو لایا جائے گا اور انہیں باہم ایک دوسرے سے بدلہ دلایا جائے گا۔ اور کہہ دیا جائے گا کہ مٹی ہو جاؤ وہ سب مٹی ہو جائیں گے ان حالات کو دیکھ کر کافر لوگ بھی مٹی ہو جانے کی تمنا کرنے لگیں گے۔ جیسے فرمایا گیا ہے: ﴿وَيَقُوْلُ الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا﴾ [النبا: ٤٠] پھر ہر نبی کو ان کی امت سمیت بلایا جائے گا انہیں ٹھیک ٹھیک فیصلہ سنایا جائے گا۔ ایک فریق جنت میں اور دوسرا دوزخ میں جائے گا۔

پھر منادی آواز دے گا نوحؑ کہاں ہیں۔ انہیں لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اے نوح! کیا تو نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا اور احکام کی امانت ادا کر دی تھی۔ عرض کریں گے ہاں یا اللہ میں نے پیغام پہنچا دیا اور امانت ادا کر دی تھی۔ پھر ان کی قوم کو لایا جائے گا ارشاد ہو گا اے نوح کی قوم، یہ نوح ہیں جنہیں میں نے تمہاری طرف دعوت دے کر بھیجا تھا۔ تو کیا اس نے تمہیں میرا پیغام پہنچایا؟ وہ یک زبان ہو کر کہیں گے یا الٰہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اے نوح یہ تیری قوم تو تیری تبلیغ کا انکار کر رہی ہے۔ کوئی گواہ ہے تو لاؤ۔ عرض کریں گے کہ حضرت محمد ﷺ کی امت گواہ ہے تو آواز آئے گی۔

اے رمضان کے روزے رکھنے والی امت' یہ سن کر وہ صفوں سے نکلیں گے۔ نورانی چہرے ہوں گے جیسے فرمایا گیا ہے:

﴿سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ [الفتح: ۲۹]

''کہ ان کے چہروں پر کثرتِ سجود سے نورانی نشان ہوں گے۔''

عرض کریں گے اے اللہ کے داعی ہم حاضر ہیں اللہ پاک کا ارشاد ہوگا اے امت محمد ﷺ کیا تم حضرت نوح علیہ السلام کے لیے گواہی دیتے ہو۔ یہ عرض کریں گے اے رب العلمین ہم گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔ اور حق امانت ادا کر دیا تھا۔

اس پر قوم نوح کہے گی کہ حضرت نوح علیہ السلام تو پہلے زمانے کے ہیں اور حضرت محمد ﷺ بعد میں آئے تو یہ لوگ ایسے شخص کے حق میں کیسے گواہی دیتے ہیں جس کا زمانہ انہوں نے نہ پایا۔ حضور ﷺ کی امت کہے گی کہ اللہ تعالیٰ کی اس کتاب میں سے جو ان کے پیغمبر ﷺ پر نازل ہوئی ﴿اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ﴾ [نوح: ۱] اس کتاب میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے امت محمد ﷺ تم نے سچا کہا ہے اور میں نے اپنے لیے یہ طے کر رکھا ہے کہ کسی کو بھی اتمام حجت کے بغیر عذاب نہ دوں گا۔ اے امت محمد! تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتیوں کا معاملہ نمٹا لو باقی میرے اور تمہارے درمیان حقوق کی جو کوتاہیاں تھیں وہ میں نے تمہیں معاف کر دیں۔ (ابن ماجہ مختصراً ۴۲۸۴۔ احمد ۱۱۳۲)

باب: ۹۱

شیطان کی عداوت اور مکاریوں کی معرفت

شیطان......انسانی رگیں ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت صفیہ بنت حجش رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ شیطان انسان کی رگوں میں یوں دوڑتا ہے جیسے خون رگوں میں۔

(بخاری ۲۰۳۸۔ مسلم ۴۲۱۷۔ ترمذی ۱۱۷۲۔ ابوداؤد ۴۷۹۔ ابن ماجہ ۱۷۷۹۔ احمد ۱۳۵۳۔ دارمی ۲۶۶۳)

ابو صالح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سورۂ ناس کی تفسیر نقل کرتے ہیں کہ ﴿بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کے معنی لوگوں کے آقا ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ یعنی تمام جن وانسان کے مالک ﴿اِلٰهِ

النَّاسِ﴾ یعنی لوگوں کا خالق ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ﴾ سے شیطان مراد ہے ﴿الْخَنَّاسِ﴾ سے بھی شیطان مراد ہے ﴿الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ﴾ فرماتے ہیں کہ شیطان جنوں کے سینوں میں بھی یونہی گھستا ہے جیسا کہ انسانوں کے سینوں میں اور پھر ان کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو سینے سے نکل جاتا اور واپس ہو جاتا ہے۔

اپنے سے وساوس کو دور کرو ☆

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں دعوت اور تبلیغ لے کر آیا ہوں۔ کسی کی ہدایت میرے اختیار میں نہیں اور ابلیس بھی برائی کو مزین کرنے اور فریب دینے کے لیے پیدا ہوا ہے۔ کسی کو ضلالت و گمراہی میں ڈال دینا اس کے بس میں نہیں۔ (تنزیہ الشریعہ المرفوعہ ۱/۳۱۵) یعنی وہ وسوسہ ڈال کر معصیت کو مزین کر کے دکھاتا ہے اس سے زیادہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ لہٰذا بندہ کو لازم ہے کہ وساوس کو اپنے سے دور کرنے کی پوری کوشش کرے۔ اپنے دشمن کی مخالفت میں پوری ہمت دکھائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا﴾ [فاطر: ٦]

''شیطان بیشک تمہارا دشمن ہے۔ سو تم اس کو دشمن سمجھتے رہو۔''

عقلمند کو لائق ہے کہ دوست دشمن کی پہچان کرے دوست کا کہا مانے اور دشمن کے پیچھے نہ لگے۔

جاہل کی علامتیں ☆

مشہور ہے کہ جاہل کی چار نشانیاں ہیں:

① بلا وجہ غصہ دکھانا۔

② امور میں نفس کے پیچھے لگنا۔

③ ناحق اور غلط محل پر مال خرچ کرنا۔

④ اپنے دوست اور دشمن میں تمیز نہ کرنا۔

مطلب یہ کہ جاہل اللہ کی اطاعت کی بجائے شیطان کی پیروی اختیار کرتا ہے اور یہ کس قدر بدترین تبادلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗٓ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَهُمْ لَکُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا﴾ [الکهف: ٥٠]

''سو کیا پھر تم اس کو اور اس کے چیلے چانٹوں کو دوست بناتے ہو مجھ کو چھوڑ کر حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں یہ ظالموں کے لیے بہت برا بدل ہے۔''

عقل مند کی علامتیں☆

عاقل انسان کی چار علامتیں ہیں:

① جاہل کے مقابلہ میں حلم و بردباری دکھانا۔
② باطل سے نفس کو روکنا۔
③ برمحل مال خرچ کرنا۔
④ اپنے دوست دشمن میں تمیز کرنا۔

انسانوں کی طبیعتیں☆

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ابلیس ایک دفعہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام سے ملا۔ آپ نے پوچھا کہ تو نے انسانوں کی طبیعتیں کیسی پائیں۔ کہنے لگا کہ ایک قسم تو آپ جیسے معصوم لوگوں کی ہے جن پر ہمارا کچھ بھی داؤ نہیں چلتا۔ ایک قسم اس کے برعکس ان لوگوں کی ہے جو ہمارے قبضے میں اس طرح سے ہیں جیسے بچوں کے ہاتھ میں گیند ان کے نفوس ہی ہماری طرف سے کافی ہیں اور ایک تیسری قسم ہے جو ہمارے لیے سب سے بڑھ کر دردسر بنی ہوئی ہے ہم ان پر محنت کرتے ہیں اور کسی ایک سے اپنے مطلب کا کام کرانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں مگر وہ فوراً استغفار کر کے ہماری تمام محنت پر پانی پھیر دیتا ہے۔ ایسے لوگوں سے نہ تو ہم کلی طور پر مایوس ہیں اور نہ ہی اپنے مطلب کو پورا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

آدمی تک پہنچنے کے شیطان کے دس دروازے☆

ایک دانا کا قول ہے کہ میں نے بہت کچھ غور و فکر کیا کہ شیطان کا انسان تک پہنچنے کا کون سا رستہ ہے تو مجھے دس راستے معلوم ہوئے:

① وہ حرص اور بدظنی کی راہ سے آتا ہے تو میں نے اس کا توکل وقناعت سے مقابلہ کیا اور اس مقصد کی تائید مجھے اللہ کی کتاب میں اس آیت:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ [ھود: ٦]

''اور کوئی جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اسکی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو۔''

سے مل گئی۔ میں نے اس طرح اسے توڑ دیا۔

② وہ حیات اور لمبی امیدوں کے راستے سے آتا ہے تو میں نے اس کا مقابلہ موت کے اچانک آ جانے کے خوف سے کیا اور اس کی تائید مجھے اس آیت سے ملی:

﴿وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ [لقمان: ٣٤]

''اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔''

یہاں بھی میں نے اسے شکست دے دی۔

③ وہ آرام طلبی اور نعمت پرستی کی راہ سے آتا ہے جس کا مقابلہ میں نے زوالِ نعمت اور سخت ترین حساب کے تصور سے کیا اور اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا﴾ [الحجر: ٣]

''انہیں چھوڑ دیجئے ذرا کھا پی لیں اور مزے اڑا لیں۔''

سے اس کی تائید حاصل کی۔ اور اس آیت: ﴿اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ﴾ [الشعراء: ٢٠٦] جس کا معنی یہ ہے کہ اگر ہم برسہا برس تک بھی انہیں ناز و نعمت کے ساتھ ڈھیل دیئے رکھیں تو انہیں کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ اس راستہ پر بھی اسے شکست ہوئی۔

④ وہ عجب اور خود پسندی کی راہ سے حملہ کرتا ہے جس کا مقابلہ میں نے اللہ پاک کے احسان و توفیق اور انجام بد کے خوف سے کیا اور قرآن کی اس آیت سے تائید حاصل کی:

﴿فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ﴾ [ھود: ١٠٥]

''بعض بد بخت اور بعض نیک بخت ہوں گے۔''

اور کچھ پتہ نہیں میں کس فریق سے ہوں گا۔ اس مقام پر بھی میں نے اسے شکست دے دی۔

⑤ وہ ساتھیوں سے بے اعتنائی اور کم حرمتی کے ذریعہ حملہ کرتا ہے۔ اس کا مقابلہ میں نے ان کے احترام و تعظیم اور حق کی ادائیگی سے کیا اور قرآن پاک کی اس آیت سے مجھے تائید ملی:

﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [المنافقین: ٨]

''اور اللہ ہی کی ہے عزت اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کی۔''

اس سے بھی اسے شکست ہوئی۔

⑥ وہ حسد کے دروازے سے آتا ہے اس کا مقابلہ میں نے اللہ تعالیٰ کی تقسیم و عدل کے ساتھ

کیا۔ اور اس آیت سے تائید ملی:

﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ [زخرف: ۳۲]

''دنیا کی زندگی میں ان کی روزی ہم نے تقسیم کر رکھی ہے۔''

یہاں بھی اسے شکست ہوئی۔

⑦ وہ ریا اور لوگوں کی مدح سرائی کی راہ سے آتا ہے میں نے اس کا مقابلہ خلاص کے ساتھ کیا اور اس آیت سے تائید حاصل ہوئی:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ [الكهف: ۱۱۰]

''سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے تو نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔''

تو اسے توڑ دیا۔

⑧ وہ بخل کی راہ سے آتا ہے۔ میں نے اس کا مقابلہ مخلوق کے تمام مال و متاع کی فناء اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی بقا کے تصور سے کیا اور اس آیت سے تائید حاصل کی:

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ [النحل: ۹۶]

''کہ جو کچھ بھی تمہارے پاس ہے سب فنا ہونے والا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

تو اسے توڑ دیا۔

⑨ وہ کبر کی راہ سے حملہ کرتا ہے۔ جس کا مقابلہ میں نے تواضع کے ساتھ کیا اور اس آیت سے تائید حاصل کی:

﴿اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ [الحجرات: ۱۳]

''ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو اللہ کے نزدیک آپ میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔''

یہاں پر بھی اسے شکست ملی۔

⑩ جہاں سے وہ حملہ آور ہوتا ہے اس کا مقابلہ میں نے لوگوں کے ہاں سے مایوسی اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر اعتماد کے ساتھ کیا اور اس آیت کو تائید میں پایا:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾

[الطلاق: ۲]

''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔''

شیطان نماز کے وقت اپنے چیلوں کو پھیل جانے کا حکم دیتا ہے ☆

کہتے ہیں کہ ابلیس ملعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا جب کہ آپ اپنے رب کے ساتھ محو مناجات تھے۔ ایک فرشتہ نے اسے کہا تیرا ناس ہو تو یہاں کس امید پر آیا ہے۔ کہنے لگا اسی امید پر جوان کے ابا آدم علیہ السلام سے کی تھی جبکہ وہ جنت میں تھے۔ اور کہتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو شیطان اپنے چیلوں چانٹوں کو حکم دیتا ہے کہ سب پھیل جاؤ لوگوں کے پاس جا کر انہیں نماز سے غافل کرو۔ ایک شیطان ایسے شخص کے پاس آتا ہے جو نماز کا ارادہ کر رہا ہے اول کوشش تو یہ کرتا ہے کہ نماز کو وقت سے ٹال دے یہ نہ کر سکے تو یہ کوشش کرتا ہے کہ اس کے رکوع وسجود قرات وتسبیح وغیرہ اچھی طرح سے ادا نہ ہونے پائیں۔ اس میں بھی ناکام رہے تو اس کے دل کو امور دنیا میں مشغول رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب وہ اس میں بھی کامیاب نہیں ہو پاتا تو ابلیس حکم دیتا ہے کہ شیطان کو باندھ کر سمندر کی تہہ میں ڈال دو۔ اگر وہ امور مذکورہ میں سے کسی ایک میں کامیاب ہو جائے تو ابلیس اس سے خوش ہوتا ہے اس کا اکرام کرتا ہے اللہ تعالیٰ ابلیس کی اسی بات کو نقل فرماتے ہیں:

﴿لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾

''کہ میں ان کے لیے تیری صراط مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا اور انہیں روکوں گا۔''

یعنی طریق اسلام پر گھات لگا کر بیٹھوں گا اور انہیں روکوں گا۔

﴿وَمِنْ خَلْفِهِمْ﴾

''اور ان کے پیچھے سے۔''

یعنی دنیا ان کے لیے مزین کردوں گا کہ وہ اسی میں محو ہو کر رہ جائیں گے۔

﴿وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ﴾

''اور ان کی دائیں جانب سے، یعنی دین و اطاعت کی راہ سے۔''

﴿وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ﴾

''اور ان کی بائیں جہت سے یعنی معاصی کی راہ سے۔''

﴿وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ﴾ [اعراف: ۱۶، ۱۷]

''اور تو اکثر کو اپنی نعمتوں کا شکر گزار نہیں پائے گا۔''

ایک اور آیت میں ہے:

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ﴾

[اعراف: ۲۷]

''اے اولادِ آدم! کہ شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے دادا، دادی کو جنت سے باہر کر دیا۔''

ایک اور آیت میں ہے:

﴿اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ﴾ [البقرہ: ۲۶۸]

''شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور تم کو بری بات کا مشورہ دیتا ہے۔''

ایک اور مقام پر ہے:

﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا﴾ [فاطر: ۶]

''یہ شیطان بیشک تمہارا دشمن ہے سو تم اس کو دشمن سمجھتے رہو۔''

فوائد ☆ ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہے اور انہیں گمراہ کرنے کی کوشش میں رہتا ہے تا کہ انہیں بھی اپنے ساتھ دوزخ میں لے جائے لہٰذا عقلمند کو لازم ہے کہ اپنی پوری ہمت اور محنت اس کے پنجے سے رہائی حاصل کرنے پر لگائے کیونکہ وہ اہل ایمان کا کھلا دشمن ہے۔

شیطان کے سوا مؤمن کے دوسرے دشمن ☆

شیطان کے سوا مؤمن کے اور بھی دشمن ہیں جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مؤمن پانچ آفتوں میں گھرا ہوا ہے۔ مؤمن اس سے حسد کرتا ہے، منافق اس سے بغض رکھتا ہے، دشمن اس سے لڑائی کرتا ہے، شیطان اسے گمراہ کرتا ہے اور نفس بہکاتا ہے۔ یعنی اسباب ضلالت کی طرف اسے مائل کرتا ہے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا رہے کہ وہ اسے دشمنوں پر قوت عطا فرمائے اور اپنے محبوب و پسندیدہ اعمال کی توفیق عطا فرمائے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کرنا چاہیں بالکل آسان ہے۔

شیطان کا نمونہ ☆

عبدالرحمٰن بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ روایت نقل کرتے ہیں: کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ابلیس ادھر آ دھمکا لمبا سا چوغہ پہنے ہوئے اور سر پر مختلف رنگوں کی ٹوپی تھی۔ قریب آیا تو چوغہ اتار کر رکھ دیا پھر آگے بڑھکر سلام کیا۔ آپ نے پوچھا کون ہے کہا ابلیس، پوچھا کیوں آئے ہو؟ کہا سلام کرنے آیا ہوں کیونکہ آپ کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند ہے۔ پوچھا یہ چوغہ کیسا ہے؟ کہنے لگا اس سے بنی آدم کو فریب دیتا ہوں۔ فرمایا وہ کون سا گناہ ہے جس کو کر لینے کے بعد تو بنی آدم پر غلبہ پالیتا ہے کہنے لگا جب اس کا نفس خود پسند ہو جائے اپنے اعمال کو کثیر سمجھنے لگے اور گناہوں کو بھلا بیٹھے۔ تو میں اس پر غلبہ پالیتا ہوں۔

شیطان کے پندرہ دشمن اور دس دوست ☆

وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو حکم دیا کہ حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور جو کچھ وہ پوچھیں جواب دو۔ چنانچہ شیطان ایک بوڑھے آدمی شکل میں ہاتھ میں چھڑی تھامے ہوئے حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے پوچھا تو کون ہے کہا ابلیس، پوچھا کیوں آیا ہے؟ جواب دیا کہ اللہ کا حکم ہے کہ خدمت میں حاضر ہو کر جو آپ پوچھیں جواب دوں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ اے ملعون میری امت میں سے تیرے کتنے دشمن ہیں؟ کہا پندرہ ہیں سب سے پہلے تو آپ ہیں۔ (۲) امام عادل، (۳) تواضع والا غنی (۴) سچا تاجر (۵) خشوع والا عالم (۶) ہمدردی رکھنے والا مومن (۷) رحم دل مؤمن (۸) وہ تائب جو اپنی توبہ پر پختہ رہے۔ (۹) حرام سے بچنے والا (۱۰) وہ مؤمن جو طہارت سے رہنے کا عادی ہے۔ (۱۱) وہ مؤمن جو صدقہ بکثرت کرتا ہے (۱۲) وہ مؤمن جو لوگوں سے حسن اخلاق کا معاملہ رکھتا ہے (۱۳) وہ مؤمن جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے (۱۵) وہ حافظ قرآن جو تلاوت کی پابندی کرتا ہے (۱۵) وہ

شخص جو لوگوں کے سونے کے وقت میں رات کو اُٹھ کر عبادت کرتا ہے۔

پھر حضور ﷺ نے پوچھا کہ میری امت میں تیرے دوست کون لوگ ہیں کہا دس ہیں: (۱) ظالم حکمران (۲) متکبر غنی (۳) خائن تاجر (۴) شرابی آدمی (۵) چغل خور (۶) زانی (۷) یتیم کا مال کھانے والا (۸) نماز میں سستی کرنے والا (۹) زکوٰۃ نہ دینے والا (۱۰) وہ شخص جو لمبی لمبی اُمیدیں باندھتا ہے۔ یہ لوگ میرے ساتھی اور بھائی ہیں۔

بنی اسرائیل کے ایک راہب کا واقعہ☆

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں برصیصا نامی ایک عبادت گزار تھا۔ گرجا میں رہتا تھا مستجاب الدعوات تھا۔ لوگ اس کے پاس مریض لاتے یہ دعا کرتا مریض اچھا ہو جاتا۔ ابلیس نے اپنے تمام شیطان جمع کئے۔ اللہ کی ان سب پر لعنت ہو اور کہنے لگا کون ہے جو اس شخص کو فتنہ میں ڈالے اس نے تو ہماری کمر توڑ رکھی ہے۔ ایک خبیث ترین شیطان کہنے لگا۔ یہ کام میں کروں گا۔ ناکام ہوا تو اپنے رفقاء سے نکال دینا۔ شیطان خوش ہو کر کہنے لگا واقعی یہ کام تیرے ہی کرنے کا ہے۔

یہ شیطان بنی اسرائیل کے بادشاہ کے گھر گیا اس کی ایک بہت ہی خوبصورت بیٹی تھی جو اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اس نے جا کر اسے پاگل بنا دیا۔ تمام گھر والے اس کے پاگل ہو جانے سے گھبرا اٹھے۔ اسی حال میں کئی روز گزر گئے۔ پھر یہ شیطان ان لوگوں کے پاس انسانی شکل میں آ کر کہنے لگا اگر اس مجنونہ کی صحت مطلوب ہے تو فلاں راہب کے پاس جاؤ وہ اسے دم کرے گا اور اس کے لیے دعا کرے گا۔ لڑکی کو وہ اس راہب کے پاس لے گئے اس نے دعا کر دی لڑکی اچھی ہو گئی۔

وہ واپس لوٹنے لگے تو شیطان پھر آیا اور کہنے لگا اگر اچھی طرح سے صحت چاہتے ہو تو اس کو چند دن تک راہب کے پاس ہی رہنے دو۔ وہ اس کے لیے تیار ہو گئے مگر راہب نے اپنے پاس رکھنے سے انکار کر دیا۔ تاہم وہ لوگ اصرار کر کے اس کے پاس چھوڑ ہی گئے۔ راہب دن بھر روزہ رکھتا اور رات عبادت میں گزارتا۔ اِدھر شیطان اس لڑکی کو یوں تو کچھ نہ کہتا جب راہب کھانا کھانے کو بیٹھتا تو اسے دیوانی بنا دیتا اور اس حالت میں اس کا پردہ بھی کھول دیتا اور راہب اِدھر سے منہ پھیر لیتا ایک زمانہ تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔ حتیٰ کہ ایک دن راہب کی نظر اس کے چہرہ اور بدن پر پڑ ہی گئی۔ کبھی ایسا خوبصورت چہرہ اور حسین بدن کب دیکھا تھا۔ بس صبر کھو بیٹھا اور بدکاری

میں ملوث ہو گیا۔ لڑکی کو حمل ہو گیا۔ اب شیطان آ کر اس راہب سے کہنے لگا کہ تو نے اس لڑکی سے زنا کر لیا ہے اب بادشاہ کی سزا سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ لڑکی کو قتل کر کے گرجے کے قریب ہی دفن کر دے۔ پوچھیں گے تو کہہ دینا کہ وقت آ گیا اور مر گئی۔ راہب نے ایسا ہی کیا لڑکی کو ذبح کر کے دفن کر دیا گھر والوں نے پوچھا تو کہہ دیا کہ فوت ہو گئی۔ انہوں نے یقین کر لیا اور واپس لوٹ گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ یوں کہہ دیا کہ وہ تندرست ہو کر گھر سے چلی گئی ہے۔ وہ یقین کر کے واپس ہو گئے اور رشتہ داروں کے گھروں میں تلاش کرنے لگے۔ اب شیطان ان لوگوں سے کہنے لگا کہ لڑکی کو تو راہب نے بدکاری کرنے کے بعد قتل کر کے دفن کر دیا ہے یہ سن کر بادشاہ لوگوں کے ہجوم کے ساتھ راہب کے پاس پہنچا۔ زمین کھودی تو مقتول لڑکی کی لاش برآمد ہو گئی۔ راہب کو پکڑ کر سولی پر لٹکا دیا گیا اس حالت میں شیطان راہب کے پاس آ کر کہنے لگا۔ میں نے ہی تیرے ساتھ یہ سب کچھ کروایا ہے اور نجات بھی تجھے میں ہی دلا سکتا ہوں وہ یوں کہ ان لوگوں سے کہہ دوں گا کہ لڑکی کو کسی اور نے قتل کیا ہے وہ میری بات پر اعتبار کر لیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ تو مجھے سجدہ کرے راہب کہنے لگا یوں صلیب پر لٹکے ہوئے سجدہ کیسے کر سکتا ہوں شیطان نے جواب دیا کہ بس سر کا اشارہ کر دو یہی کافی ہو جائے گا۔ راہب نے سر کے اشارہ سے سجدہ کر دیا تو شیطان کہنے لگا مجھے تجھ سے کوئی سروکار نہیں میں تجھ سے بری ہوں یہی مضمون اس آیت میں ہے:

﴿كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الحشر: ۱۰، ۱۷]

''شیطان کی سی مثال ہے کہ انسان سے کہتا ہے تو کافر ہو جا۔ پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو کہہ دیتا ہے میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں میں تو رب العلمین سے ڈرتا ہوں سو آخری انجام دونوں کا یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں گئے۔

آدمی کے چار دشمن ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ خوب جان لے تیرے چار دشمن ہیں اور تجھے ان سب کے ساتھ جہاد کرنے کی ضرورت ہے ان میں سے (۱) ایک دشمن دنیا ہے جو بہت ہی دھوکہ باز اور مکار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ [آل عمران: ۱۸۵]

''اور دنیوی زندگی محض دھوکہ کا اسباب ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ [فاطر: ۳۵]

''سو تم کو دنیوی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالے۔''

(۲) دوسرا دشمن تیرا اپنا نفس ہے جو کہ بدترین دشمن ہے۔ (۳) دشمن شیطان ہے۔ (۴) دشمن انسانی شیطان ہے اس سے بہت بچ کہ یہ شیطان جن سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ شیطان جن تو وسوسہ ہی سے ایذا دیتا ہے اور شیطان الانس وہ برا رفیق ہے جس کی تکلیف سامنے ہوتی ہے اور علانیہ ہوتی ہے وہ ہمیشہ تیرے لیے ایسے حیلوں کی تلاش میں رہتا ہے کہ جس کے ذریعہ وہ تجھے تیرے مقصد سے ہٹا دے۔

دانا اور عاجز کون ہے ☆

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں: کہ دانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرتا ہے۔ یعنی دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور اطاعت کے اعمال کرتا ہے۔ تاکہ مرنے کے بعد اسے نفع پہنچائیں اور عاجز وہ شخص ہے جو نفس کو اس کی خواہشات کے پیچھے لگا دیتا ہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھتا ہے۔ (ترمذی ۲۴۵۹۔ ابن ماجہ ۴۲۶۰۔ احمد ۱۶۵۰)

جنت اور جہنم کے گرد گھیرا کیسا ☆

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہلاک ہونے والے پر تعجب نہیں کہ کیسے ہلاک ہو گیا تعجب تو اس پر جو نجات پا گیا کہ اس نے نجات کیسے پائی مطلب یہ ہے کہ جنت تکالیف سے گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشات سے۔ ہر نفس میں ایک شیطان ہے جو اس میں وسوسے ڈالتا ہے اور ایک فرشتہ ہے جو الہام کرتا ہے شیطان مزین کرتا اور دھوکہ دیتا رہتا ہے اور فرشتہ منع کرتا رہتا ہے پھر نفس ان میں سے جس کے ساتھ ہو جائے وہی غالب آ جاتا ہے۔

باب : ۹۲

رضائے خداوندی

امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز اور سادگی ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مہینے میں دو بار میرے پاس آیا کرو۔ میں حسب ارشاد ایک دن حاضر ہوا قلعہ کے اوپر سے ہی مجھے آتے دیکھ لیا۔ میں ابھی دروازہ پر پہنچا تھا کہ اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ میں اسی طرح اندر چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چٹائی پر بیٹھے ہیں جس پر مصلی بچھا ہے اور قمیص کو پیوند لگا رہے ہیں۔ میں نے سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا۔ بہت اصرار کر کے اپنے ساتھ مصلی پر بٹھالیا۔ پھر مجھ سے حکام کے متعلق، پولیس کے متعلق، جیل اور اس کی انتظامیہ کے متعلق، اہل اسلام کے خصوصی امور کے متعلق سوالات کرتے رہے۔ پھر میرے ذاتی حالات کے متعلق پوچھا۔ میں نکلنے لگا تو عرض کیا امیر المؤمنین کیا گھر میں کوئی ایسا نہیں جو آپ کی اس خدمت کو بجالائے۔ جس میں آپ مصروف ہیں۔ فرمانے لگے اے میمون تیرے لیے وہی دنیا کافی ہے۔ جو بسر اوقات کے لیے میسر آجائے۔ ہم آج یہاں ہیں کل کسی اور جگہ ہوں گے۔ اس کے بعد میں وہاں سے چلا گیا۔

مؤمن کو تقسیم خداوندی پر راضی رہنا چاہئے ☆

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت:

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ﴾

[النحل: ۵۸]

پڑھ کر فرمایا کہ اس آیت میں مشرکین عرب کا خبیث عمل مذکور ہے۔ مؤمن کا حال اس کے برعکس ہے۔ اس کے لائق تو یہی ہے کہ تقسیم خداوندی پر راضی رہے۔ جو کچھ اس کے حق میں مولائے کریم نے فیصلہ کر دیا۔ اس پر سر تسلیم خم کرے اور دل و جان سے راضی رہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بندے کے لیے اپنے کیے ہوئے فیصلہ سے کہیں بہتر ہے اور اے ابن آدم اللہ تعالیٰ تیرے لیے جو فیصلہ فرما دے۔ خواہ تجھے پسند نہ ہی ہو مگر وہ تیرے اس فیصلہ سے بہتر ہے جو تجھے پسند ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ

سے ڈرتے رہو اس کی قضا پر راضی رہو۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقولہ کا مضمون اس آیت سے حاصل ہوتا ہے:

﴿عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرہ: ۲۱۶]

''اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خیر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خرابی ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تم نہیں جانتے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ تو خوب جانتے ہیں کہ تمہارے دین اور دنیا کی بھلائی کس چیز میں ہے۔ تمہیں اس کا کچھ پتہ نہیں۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ میں نے تمہارے لیے جو فیصلہ فرمادیا ہے اس پر دل و جان سے راضی ہو جاؤ۔

آدمی کے لیے چار مراحل ہیں☆

کسی دانا کا قول ہے کہ انسان کے لیے چار مراحل ہیں:

① مرحلہ دنیوی زندگی۔

② قبر والے قیام کا۔

③ محشر میں حاضری کا۔

④ مرحلہ اس آخری ٹھکانے کا ہے جس کے لیے ہم پیدا ہوئے۔

ہماری دنیوی زندگی کی تو یہ مثال ہے جیسے حجاج کا چلتا ہوا قافلہ جو چند ساعتوں کے لیے کھانے وغیرہ کی ضروریات کے لیے رُکا ہو کہ وہ نہ تو پڑاؤ کرتے ہیں نہ اپنے جانوروں سے سامان وغیرہ اتارتے ہیں۔ کیونکہ جلد ہی چل دینے کا ارادہ ہے۔

قبر میں ٹھہرنے کی مثال یوں ہے جیسے یہی قافلے والے کسی منزل پر پڑاؤ کرنے کے لیے سامان وغیرہ کھول دیتے ہیں ایک دن یا رات آرام کر کے پھر کوچ کر جاتے ہیں۔

حشر میں ٹھہرنے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ حجاج کے قافلے سب مکہ مکرمہ میں جا کر اترتے ہیں جو ہر حاجی کا قبلہ مقصود ہوتا ہے۔ دور دراز کی کٹھن مسافتیں طے کرنے والے قافلے یہاں پہنچ

کر رک جاتے ہیں مگر حج کے اعمال و عبادات ادا کرنے کے بعد سب دائیں بائیں بکھر جاتے ہیں۔

محشر کا قیام بھی ایسا ہی ہے کہ حساب سے فارغ ہو کر سب اپنے اپنے جنت یا دوزخ والے ٹھکانوں کی طرف چلے جائیں گے۔

پانچ سوال جن کا جواب سب نے ایک ہی دیا ☆

شقیق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں نے سات سو علماء سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کیا تمام نے ایک ہی جواب دیا:

① میں نے پوچھا عاقل کون ہے سب نے یہی جواب دیا کہ عاقل وہ شخص ہے جو دنیا سے محبت نہیں رکھتا۔

② میں نے پوچھا دانا اور ہوشیار کون شخص ہے۔ جواب ملا جسے دنیا دھوکہ نہ دے سکے۔

③ میں نے پوچھا غنی کون ہے جواب آیا جو اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جائے۔

④ میں نے پوچھا فقیہ کون ہے جواب ملا جو زیادہ کی طلب نہیں رکھتا۔

⑤ میں نے پوچھا بخیل کون ہے جواب ارشاد ہوا جو شخص اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے اسباب ☆

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے پر تین وجہ سے ناراض ہوتے ہیں:

① اللہ تعالیٰ کے احکام میں کوتاہی کرے۔

② اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہ ہو۔

③ کسی چیز کی طلب میں ناکام ہو کر اللہ تعالیٰ پر ناراض ہونے لگے۔

چوری کی سزا کی دو وجہیں ☆

ایک دانا فرماتے ہیں: کہ قرآن مجید کا حکم ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ فقہاء اس کی تفصیل میں فرماتے ہیں کہ دس درہم چرانے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ مگر ان دس درہموں کی کوئی عظمت و حرمت نہیں کہ ان کی وجہ سے ایک مؤمن کا ہاتھ کٹے۔ بلکہ اس سزا کی دو وجہیں ہیں:

① اہل اسلام کی ہتک یعنی بے احترامی۔

② چور اپنے لیے تقسیم خداوندی پر راضی نہیں ہوا۔

دوسروں کا مال اڑانے لگا تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ جو اس

کے جرم کی سزا ہونے کے علاوہ دوسروں کے لیے عبرت بھی بنے تا کہ وہ اپنے لیے تقسیم خداوندی پر راضی ہو جائیں اور مؤمن کے لیے لائق ہے کہ وہ تقسیم خداوندی پر راضی ہو۔ کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کے اخلاق اور صلحاء کرام کی عادت کا ایک حصہ ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے بارہ اخلاق:

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ بارہ خصلتیں انبیاء علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہیں:

① وہ حضرات اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر یقین کامل رکھتے تھے۔
② وہ مخلوق سے قطعاً کوئی امید نہ رکھتے تھے۔
③ ان حضرات کو شیطان سے عداوت تھی۔
④ وہ اپنے نفوس قدسیہ پر بھی پوری نگاہ رکھتے تھے۔
⑤ مخلوق کے ساتھ انہیں کامل ہمدردی تھی۔
⑥ وہ ہر کسی کی ایذا برداشت کرتے تھے۔
⑦ وہ جنت پر مکمل یقین رکھتے تھے یعنی ان کے اعمال اس یقین کے ساتھ ہوتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ثواب کو ضائع نہیں کریں گے۔
⑧ اپنے موقعہ پر حد درجہ کی تواضع رکھتے تھے۔
⑨ دشمنوں سے بھی خیر خواہی کا معاملہ فرماتے تھے۔
⑩ فقر ان کا راس المال اور سرمایہ تھا یعنی اپنے پاس زائد کچھ نہ رکھتے تھے سب فقراء میں تقسیم فرما دیتے تھے۔
⑪ وہ ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔
⑫ دنیا کے آنے کی کوئی خوشی یا جانے کا کوئی غم ان کو نہ ہوتا تھا۔

اہل زہد کی دس خصلتیں ☆

بعض علماء کا قول ہے کہ اہل زہد کی دس خصوصیتیں ہیں:

① شیطان سے عداوت رکھنا اپنے حق میں واجب سمجھتے ہیں اللہ پاک کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الشَّيْطَٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا﴾ [فاطر: ٦]

''بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے لہٰذا اس کو دشمن سمجھو۔''

② کوئی عمل بلا دلیل نہیں کرتے یعنی وہی عمل اختیار کرتے ہیں جس کی دلیل قیامت کو پیش کر سکیں گے ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ [البقرہ: ۱۱]

''کہ اپنی دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔''

③ وہ ہر وقت موت کے لیے تیار رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ [آل عمران: ۱۸۵]

''کہ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔''

④ ان کی دوستی یا دشمنی محض اللہ کی رضا کے لیے ہوتی ہے۔قرآن مجید ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ﴾ [المجادلہ: ۲۲]

مطلب یہ کہ مؤمن کی دوستی ایسے شخص سے کبھی نہیں ہوتی جو احکام خداوندی کا باغی اور مخالف ہے خواہ وہ اس کا باپ ہو یا بیٹا۔ بھائی ہو یا اور کوئی رشتہ دار۔

⑤ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں فرمانِ خداوندی ہے:

﴿وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [لقمان: ۱۷۱]

''اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

⑥ وہ کائنات میں فکر و تدبر کرتے اور اسے نگاہِ عبرت سے دیکھتے رہتے ہیں آیت قرآنی ہے:

﴿وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ [آل عمران: ۱۱۹]

''اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں۔''

اور دوسری آیت میں ہے:

﴿فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ﴾ [الحشر: ۲]

''کہ اے دانش مندو عبرت حاصل کرو۔''

⑦ اپنے دل پر کڑی نظر رکھتے ہیں کہ مبادا ایسی فکر میں لگ جائے جو اللہ تعالیٰ کی رضا سے خالی ہو۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾

[بنی اسرائیل: ۳۶]

''بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب کی ہر شخص سے پوچھ گچھ ہوگی۔''

⑧ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُونَ﴾ [اعراف: ۹۹]

''سو خدا تعالیٰ کی تدبیر سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔''

⑨ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید نہ ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ [زخرف: ۵۳]

''تم خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو بالیقین خدا تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے۔''

⑩ متاع دنیا سے جو کچھ میسر آ جائے اس پر اتراتے نہیں اور کچھ جاتا رہے تو غمگین نہیں ہوتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ﴾ [حدید: ۲۳]

''تا کہ جو چیز تم سے جاتی رہے تم اس پر رنج نہ کرو، اور جو چیز تم کو عطا فرمائی ہے اس میں اتراؤ نہیں۔''

حاصل یہ کہ بندے کو جب یہ علم ہی نہیں کہ میرا فائدہ حاصل ہونے والی چیز میں ہے یا اس کے چلے جانے میں تو اسے ہر حال میں یکساں رہنا چاہئے۔

مؤمن کی مثال حب آلاس کے درخت کی طرح ہے جو ہر موسم میں یکساں رہتا ہے اور منافق کی مثال گلاب کی سی ہے کہ ذرا آفت آئی تو بدل گیا غرض مؤمن خوشحالی ہو یا تنگدستی ہر حال

میں اللہ کی رضا پر راضی رہتا ہے اور منافق اللہ کے فیصلہ پر راضی نہ ہونے کی وجہ سے نعمت میں اکڑتا اور اتراتا ہے اور آفت ومصیبت پہنچے تو چیختا چلاتا ہے پس مؤمن کو چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کے اعمال واخلاق کی پیروی کرے زاہد لوگوں کی عادات اختیار کرے اور اہل کفر والے اعمال اور منافقوں کی عادات واخلاق سے کوسوں دور رہے۔ (وباللہ التوفیق)

باب : ۹۳

پند ونصائح

خطبہ نبوی......دنیا کی رونق ☆

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک بار ہمیں عصر کے بعد غروب آفتاب تک خطبہ ارشاد فرمایا جسے یاد رکھنے والوں نے یاد رکھا اور بھلانے والوں نے بھلا دیا ارشاد فرمایا کہ دنیا بڑی بارونق اور لذیذ ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں آباد کر کے تمہارے اعمال کا امتحان کریں گے کہ تم کیا کچھ کرتے ہو۔ سوخبردار دُنیا سے اور عورتوں سے بچو۔

(ابن ماجہ ۴۰۰۰۔ احمد ۱۰۷۴۳)

خوب سمجھ لو کہ بنی آدم کے کئی طبقے ہیں کچھ لوگ وہ ہیں جو ایمان کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور بحالت ایمان جیتے اور اسی حالت پر مرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کی پیدائش اور حیات ایمان والی ہوتی ہے اور موت کفر پر آتی ہے اور بعض ایسے لوگ ہیں جو بحالت کفر پیدا ہوئے زندگی بھر کفر پر رہے اور موت ایمان پر آئی۔

غضب ☆

خبردار غصہ اور غضب انسان کے دل میں ایک انگارے کی طرح ہے ذرا اس کی سرخ آنکھوں اور پھولی ہوئی رگوں کو دیکھو تم میں سے جو شخص اس میں مبتلا ہو جائے وہ زمین پر بیٹھ جایا کرے۔

بہترین آدمی کون ☆

خبردار! بہترین آدمی وہ ہے جسے غصہ دیر سے آتا ہے اور جلد فرو ہو جاتا ہے اور جسے غصہ جلدی آتا ہے اور جلدی ہی جاتا رہتا ہے تو اس کا معاملہ برابر اور مناسب ہی رہ جاتا ہے خبردار

بدترین وہ ہے جسے غصہ جلدی آتا ہے اور دیر سے جاتا ہے اگر دیر سے آتا اور دیر سے جاتا تو بھی برابر کی بات تھی۔

بہترین تاجر☆

خبردار بہترین تاجر وہ ہے جو دوسرے سے مطالبہ کرنے میں اچھا انداز اختیار کرے اور خود کسی کو ادا کرنا ہو تو تنگ نہ کرے اگر مطالبہ کا اچھا اور ادائیگی کا برا ہے تو یہ بھی برابر ہی ہو جاتا ہے اور بدترین تاجر وہ ہے جو وصول کرنے اور لینے میں بھی برا اور ادائیگی میں بھی برا ہے۔ اگر لینے میں برا ہے مگر ادا کرنے میں اچھا ہے تو یہ بھی گوارا ہے۔

بدعہدی کی سزا☆

خبردار! ہر بدعہد شخص کے لیے قیامت میں ایک جھنڈا مقرر ہوگا۔ جس سے وہ پہچانا جائے گا اور وقت کے امیر اور امام کی بدعہدی سے بڑھ کر کوئی غدار نہیں۔

بہتر جہاد☆

خبردار! بہترین جہاد ظالم حکمران کے سامنے عدل وانصاف کی بات پیش کرنا ہے۔

امر صدق☆

اور خبردار جس بات کو تم جانتے ہو اور جو واقعہ دیکھ لیا ہے اسے صحیح صحیح بیان کرنے سے لوگوں کے خوف کی وجہ سے ہرگز نہ رکو۔

الغرض☆

زبانِ رحمت ﷺ سے علم وحکمت کے موتیوں کی یہ نثار جاری تھی کہ سورج غروب کے قریب ہو گیا تو فرمایا خبردار گزشتہ زمانے کے لحاظ سے دنیا کی عمر بس اسی قدر باقی رہ گئی ہے۔ جتنی مدت اب غروبِ آفتاب میں باقی ہے۔ (احمد ۱۶؍۱۰۷)

اعمال کا اعتبار خاتمے پر ہے☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں غزوہ حنین میں حاضر تھے۔ آپؐ نے ایک شخص کے متعلق جو کہ اپنا اسلام بھی ظاہر کرتا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہے۔ لڑائی کے میدان میں آیا تو اس شخص نے بہت سخت جنگ لڑی اور خوب

جوہر دکھائے۔ ایک صحابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ جس شخص کے متعلق آپؐ نے جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے واللہ! اس نے تو اللہ کی راہ میں بہت سخت مقابلہ کیا ہے اور لڑائی کے جوہر دکھائے ہیں۔ آپؐ نے پھر وہی ارشاد فرمایا کہ وہ شخص یقیناً دوزخی ہے یہ سن کر خطرہ تھا کہ بعض لوگ شک کرنے لگیں۔ اسی اثناء میں اس شخص نے زخموں کا درد محسوس کیا اور تاب نہ لا کر ترکش سے تیر نکالا اور گندی بکواس کرنے کے بعد خودکشی کر لی۔ لوگ بھاگتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی بات سچی ہوئی اس شخص نے ناجائز کلمات زبان سے نکالنے کے بعد خودکشی کر لی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے فلاں اُٹھ کر اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہوگا۔ (بخاری ۴۲۰۴)

ارشاد فرمایا: کہ اعمال کا اعتبار خاتمے پر ہے۔ نماز روزہ کی کثرت نہیں دیکھی جاتی خاتمہ دیکھا جاتا ہے۔

صادق ومصدوق کا فرمان☆

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ حضور ﷺ سے، جو کہ سب سے بڑھ کر سچے ہیں اور سب لوگ آپ ﷺ کو سچا مانتے بھی ہیں نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کی پیدائش میں اسے چالیس روز تک ماں کے پیٹ میں نطفہ کی شکل میں رکھا جاتا ہے پھر چالیس دن تک جما ہوا خون ہوتا ہے۔ پھر چالیس دن تک گوشت کے ٹکڑے کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ چار باتوں کے ساتھ بھیجتے ہیں اور اس فرشتہ کو کہا جاتا ہے کہ اس کی عمر لکھ دو اس کی امیدیں اور اعمال لکھو۔ اس کا رزق لکھو۔ یہ کہ وہ نیک بخت ہے یا بد بخت۔ ایک آدمی اہل جنت والے اعمال کرتا رہتا ہے۔ حتی کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ تو اس پر یہ تحریر غالب آجاتی ہے کہ اس کا خاتمہ اہل دوزخ والے اعمال پر ہوتا ہے اور وہ دوزخ میں چلا جاتا ہے اور تم میں سے کوئی شخص دوزخیوں والے اعمال میں لگا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ یہ تحریر اس پر غالب آجاتی ہے اور اہل جنت والے اعمال پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔

(بخاری ۳۳۳۲۔ مسلم ۲۶۴۳۔ ابوداؤد ۴۷۰۸۔ ابن ماجہ ۷۶۔ احمد ۳۶۲۴)

ایمان بڑی دولت ہے☆

یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہا کرتے تھے اے اللہ! مجھے سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ تو نے مجھے دولت ایمان سے نوازا ہے اور سب سے بڑا خطرہ بھی اسی کا ہے کہ کہیں یہ دولت چھن نہ جائے تو جب تک یہ خوف مجھ پر سوار ہے۔ امید رکھتا ہوں کہ تو مجھے اس نعمت ایمان سے محروم نہیں کرے گا۔

ایمان کو ضائع کرنے والے گناہ☆

سمرقند میں ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ حکیم سے کسی نے سوال کیا کہ کوئی گناہ ایسا بھی ہے جس سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے فرمایا ہاں تین گناہ ایسے ہیں جو بندے کے ایمان کو ضائع کر دیتے ہیں:

① اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ایمان پر شکر نہ کرے۔
② ایمان کے ضائع ہونے کے خطرہ سے بے خوف ہو جائے۔
③ اہل اسلام پر ظلم کرے۔

اپنے خاتمے سے ڈرتے رہنا چاہئے☆

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک آدمی کو ہزار برس تک دوزخ میں عذاب ہوگا پھر نکال لیا جائے گا۔ اس کے بعد فرمایا اے کاش کہ وہ شخص میں ہی ہوتا۔ آپ کا یہ فرمانا اپنے انجام اور خاتمہ کے ڈر کی وجہ سے تھا اور صلحاء حضرات اپنے خاتمہ کے متعلق اسی طرح ڈرتے رہے ہیں۔

باب: ۹٤

حکایات

حکایت نمبر ۱☆

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرا سیاہ رنگ اور بدصورتی مجھے جنت میں جانے سے روک دے گی۔ ارشاد فرمایا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کبھی نہیں جب تک کہ تو اپنے رب پر یقین اور اس کے رسول کے لائے ہوئے دین پر ایمان رکھتا ہے وہ شخص کہنے

لگا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبوت کا شرف بخشا ہے کہ میں آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہونے سے پورے آٹھ ماہ قبل اسلام لا چکا ہوں۔ میں نے خدمت عالیہ میں موجود حضرات کو اور ان کے علاوہ اور مسلمانوں کو بھی اپنے لیے پیغام نکاح دیا۔ مگر سب نے میرے سیاہ رنگ اور بدصورتی کی وجہ سے مسترد کر دیا۔ حالانکہ میں بنو سلیم کے شریف گھرانے کا آدمی ہوں البتہ میرے ماموؤں کے سیاہ رنگ کا اثر مجھ پر ہو گیا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا عمرو بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہے۔ یہ بنو ثقیف کا ایک شخص تھا جو ابھی مسلمان ہوا تھا۔ لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی تو ارشاد فرمایا کیا تو اس کا گھر جانتا ہے۔ اُس نے کہا جانتا ہوں ارشاد فرمایا اس کے ہاں جا کر آہستہ سے دروازے پر دستک دو اور سلام کہو اندر داخل ہونے کے بعد اتنا کہہ دو کہ حضور ﷺ نے تیری بیٹی سے میرا نکاح کر دیا ہے کہتے ہیں کہ اس کی بیٹی انتہائی حسین وجمیل اور عقل وسمجھ کی مالک تھی۔ یہ شخص دروازے پر آیا دستک دے کر سلام کہا اہل خانہ نے عربی لہجہ سن کر مرحبا کہا دروازہ کھول دیا مگر اس کا کالا رنگ اور قبیح صورت دیکھ کر سب ناک بھوں چڑھانے لگے۔ ادھر اس نے یہ بات بتائی کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری بیٹی سے میرا نکاح کر دیا ہے یہ سن کر سبھی نے شدت سے انکار کیا اور یہ شخص واپس لوٹ گیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر نوجوان بیٹی نے اپنے والد سے کہا کہ ابا نجات کی فکر کرو اس سے پہلے کہ وحی کے ذریعہ تمہاری فضیحت اور رسوائی ہو جائے اس سے بچنے کی راہ تلاش کرو اگر واقعی رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ میرا نکاح کر دیا ہے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے میرے لیے جو پسند فرمایا میں اس پر دل و جان سے راضی ہوں یہ سن کر لڑکی کا باپ حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور پیچھے ہی بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا تو ہی وہ شخص ہے جس نے اللہ کے رسول ﷺ کی بات کو رد کیا ہے۔ عرض کیا جی ہاں میں ہی وہ بدنصیب ہوں۔ توبہ استغفار کرتا ہوں میں نے سمجھا تھا کہ وہ شخص اپنی بات میں سچا نہیں۔ اگر واقعی سچا ہے تو ہم اس نکاح کو قبول کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے اس لڑکی کا نکاح چار سو درہم کے عوض اُس شخص کے ساتھ کر دیا اور فرمانے لگے جا اپنی بیوی کو لے آ۔ اس نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے میرے ہاتھ میں تو کچھ بھی نہیں ہے اتنی مہلت چاہیئے کہ اپنے اقارب سے کچھ اکٹھا

کرلوں۔ ارشاد فرمایا تیری بیوی کا مہر اہل ایمان میں سے تین شخص ادا کریں گے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے دوسو درہم لے لو۔ انہوں نے دوسو سے کچھ زائد ہی دیئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ ان سے بھی دوسو درہم لے آؤ یہ گئے تو انہوں نے بھی دوسو سے کچھ زائد ہی دیئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے بھی دوسو درہم لے لو انہوں نے بھی دوسو سے کچھ زائد ہی دیئے۔ انتہائی مسرت اور خوشیوں میں ڈوبا ہوا یہ شخص بازار میں بیوی کی رخصتی کے لیے سامان خرید رہا تھا کہ کانوں میں صدا گونجی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی آواز دے رہا تھا:

''یَا خَیْلَ اللّٰہِ ارْکَبِیْ''

''کہ اے خدائی لشکر جہاد کے لیے تیاری کرو۔''

اس نے آسمان کی طرف ایک نگاہ اٹھائی اور کہنے لگا اے زمین و آسمان کے رب اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا آج میں یہ دراہم وہاں صرف کروں گا جہاں پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اہل ایمان کو صرف کرنا پسند ہیں۔ پس ایک گھوڑا خریدا، تلوار اور نیزہ خریدا، ایک ڈھال خریدی، پگڑی کو کمر پر کس کر باندھا منہ پر نقاب اوڑھ لی۔ صرف آنکھوں کی جگہ کھلی ہوئی تھی۔ مہاجرین کی صف میں آکر شامل ہوگئے۔ وہ آپس میں کہنے لگے یہ اجنبی شہسوار کون ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے اسے کچھ نہ کہو ممکن ہے یہ شخص بحرین یا شام کے علاقے سے دین سیکھنے آیا ہو اور تمہاری ہمت افزائی کے لیے تمہارے ساتھ شامل ہوگیا ہو۔ لڑائی شروع ہوئی تو اس نے خوب نیزے کے وار کیے۔ تلوار کے جوہر دکھائے حتیٰ کہ گھوڑا میدان میں کام آگیا تو پیدل چلنے لگا اور بازو چڑھا کر معرکہ کے لیے تیار ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ بازو دیکھے تو پہچان لیا ارشاد فرمایا کہ تو سعد ہے۔ جی حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ ارشاد فرمایا تیرا نصیب بھی سعادت مند ہوگیا۔ وہ نیزوں کے وار اور تلوار کی مار سے دشمنوں کو قتل کرتا رہا حتیٰ کہ آواز آئی سعد شہید ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے اس کے پاس پہنچے سر اٹھا کر اپنی مبارک گود میں رکھا۔ چہرہ سے اپنی چادر کے ساتھ غبار صاف کیا اور ارشاد فرمایا تیری مہک کیسی عمدہ اور پاکیزہ ہے۔ تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر پیارا ہے یہ فرمایا پھر آپؐ رونے لگے۔ پھر تبسم فرمایا اور منہ پھیرلیا۔ اور فرمایا رب کعبہ کی قسم یہ حوض پر پہنچ گیا۔ ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، حوض کیا ہے۔ ارشاد فرمایا وہ حوض جو میرے رب نے مجھے عطا فرمایا ہے جو صنعاء یمن سے بصریٰ تک چوڑا ہے جس کے دونوں کنارے یاقوت اور موتیوں سے مرصع ہیں جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ جو ایک دفعہ اس سے پی لے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے دیکھا کہ آپؐ پہلے روئے اور پھر تبسم فرمایا اور پھر منہ پھیر لیا۔ ارشاد فرمایا کہ رونا تو مجھے سعد کے فراق کی وجہ سے آیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بلند مقام دیکھ کر جی خوش ہوا اور ہنسی آئی اور منہ اس لیے پھیرا تھا کہ اس کی جنتی بیویاں یعنی حوریں اس کی طرف بھاگی چلی آ رہی تھیں جس سے ان کی پنڈلیاں اور پازیب بھی کھل رہے تھے تو میں نے حیاء کے مارے ادھر سے منہ پھیر لیا۔ پھر اس کے ہتھیار اور دیگر سامان کے متعلق فرمایا کہ اسے اس کی بیوی کے گھر لے جاؤ اور بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیٹی سے بڑھیا بیویوں کے ساتھ اس کی شادی کر دی ہے۔

حکایت نمبر ۲ ☆

حضرت سعد بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ پہلی امتوں کا واقعہ ہے کہ تین آدمی سیر و سیاحت کے لیے گھر سے نکلے۔ راستہ میں بارش آئی تو ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔ دریں اثناء پتھر کی ایک چٹان پہاڑ سے گر کر غار کے منہ پر آ کر رک گئی اور راستہ بالکل بند ہوگیا۔ وہ کہنے لگے کہ اب تو نہ کوئی پیغام اور نہ نام و نشان بس اللہ ہی کارساز ہے یا اپنی کوئی نیکی ہو تو اس کا سہارا ممکن ہے لہٰذا اپنی اپنی نیکی کوئی ہو تو اس کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو کچھ بعید نہیں کہ ہم سے یہ آفت ٹل جائے چنانچہ ایک آدمی نے دعا مانگنی شروع کی۔ اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جس سے مجھے بے حد محبت تھی۔ میں نے اسے گناہ پر آمادہ کیا مگر اس نے انکار کر دیا اچانک اسے شدید ضرورت پیش آئی اور میرے پاس آنا ہوا میں نے کہا اس شرط پر ضرورت پوری کروں گا کہ تو میرا مقصد پورا کرے وہ انکار کر کے لوٹ گئی مگر ضرورت نے اور شدت پکڑی تو وہ پھر آئی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کا خاوند بیمار تھا اور اولاد چھوٹی تھی اوپر سے قحط تھا۔ غرض عورت اپنی مجبوری کی وجہ سے تیسری اور چوتھی بار لوٹ لوٹ کر آئی اور میرا وہی جواب کہ میری غرض پوری کرے گی تو ضرورت پوری کروں گا بالآخر وہ میرے کہنے میں آ گئی اور آمادگی کا اظہار کیا اور میں جب اپنی بری خواہش پوری کرنے کو تیار ہوا تو عورت کانپنے لگی اور کہنے

تھی کہ جو کام تیرے لیے حلال نہیں وہ تجھے لائق نہ تھا میں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی غلہ وغیرہ کی حاجت پوری کر دی بلکہ زائد دے دیا اے اللہ تو جانتا ہے اگر میرا یہ کام محض تیری رضا کے لیے تھا تو ہمارا راستہ کھول دے چنانچہ غار کا تھوڑا سا منہ کھل گیا۔ اب دوسرا کہنے لگا اے اللہ یہ بات تیرے علم میں ہے کہ میرے والدین بوڑھے تھے۔ ایک بار میں ان کے لیے رات کو دودھ لے کر آیا دیکھا تو دونوں سو رہے تھے۔ میں نے انہیں جگانا پسند نہ کیا ادھر بکریوں کا بھی ڈر تھا کہ اگر وہاں نہ گیا تو درندے پھاڑ کھائیں گے مگر میں نے بکریاں چھوڑ دیں اور رات بھر پیالہ ہاتھ میں لے کر کھڑا رہا اور صبح کر دی۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میرا یہ عمل تیری ہی رضا کے لیے تھا تو ہمارا راستہ کھول دے۔ اس دفعہ بھی غار کا تھوڑا سا منہ اور کھل گیا۔ اب تیسرا کہنے لگا اے اللہ تیرے علم میں ہے کہ میں نے اپنے کام پر مزدور لگائے ہر مزدور کی اجرت دو مد غلہ مقرر تھی۔ انہوں نے کام مکمل کیا اور میں نے ان کی مزدوری ادا کر دی مگر ایک مزدور کہنے لگا کہ میرا کام دوسروں سے اچھا تھا لہٰذا مزدوری بھی زیادہ ہونی چاہئے میں نے انکار کیا تو وہ ناراض ہو گیا۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ ایک اور آدمی دوپہر کے وقت آ کر کام پر لگا مگر اس نے کام اتنا ہی کر دیا جتنا دوسروں نے پورے دن میں کیا تھا۔ میرا خیال ہوا کہ اس کو بھی دوسروں کی طرح پورے دن کی اجرت دے دوں اس پر ایک مزدور کہنے لگا کہ یہ دوپہر کو آیا اور ہم صبح سے آئے ہیں اس کو ہمارے برابر اجرت کیوں دی جا رہی ہے میں نے جواب میں کہا کہ میں نے تمہاری اجرت میں تو کوئی کمی نہیں کی مگر وہ ناراض ہو کر اپنی اجرت چھوڑ کر چلتا بنا۔ اِدھر میں نے اس کے غلہ کے دو مد کاشت کر دیے۔ جس سے کافی فصل حاصل ہوئی اسے فروخت کر کے میں نے بہت سی بکریاں گائے اونٹ خرید لیے، ناداری اور احتیاج سے تنگ آ کر وہ مزدور پھر میرے پاس آیا اور اپنے دو مد غلہ کا مطالبہ کرنے لگا تو میں نے کہا کہ یہاں پر جو بھی مال مویشی تجھے نظر آ رہے ہیں سب لے جا۔ اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ جو کچھ بھی کیا تیری رضامندی کے لیے ہی کیا تھا تو ہمارا راستہ صاف کر دے۔ چنانچہ پتھر کی چٹان غار کے منہ سے ہٹ گئی۔ اور یہ صحیح سالم باہر نکل آئے۔ یہ واقعہ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور ﷺ سے حدیث رقیم کے عنوان سے نقل کیا ہے ان کے علاوہ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ان الفاظ کے ذرا اختلاف کے ساتھ اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں۔

حکایت نمبر ۳ ☆

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ یہ حکایت نقل کرتے ہیں: کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے ظاہری حسن و جمال بھی بہت دے رکھا تھا۔ اپنے ہاتھ سے زنبیل بناتا اور فروخت کر کے بسر اوقات کرتا تھا۔ ایک دن وہ بادشاہ کے دروازے پر سے گزرا بادشاہ کی بیوی کی خادمہ نے دیکھ لیا۔ جا کر ملکہ سے کہنے لگی کہ یہاں ایک آدمی ہے کہ ایسا حسین شخص کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ زنبیل فروخت کرتا پھر رہا ہے ملکہ نے حکم دیا کہ میرے پاس لے آؤ۔ اسے لایا گیا تو بس دیکھتے ہی لٹو ہوگئی۔ کہنے لگی زنبیلیں پھینک دے اور یہ چادر سنبھال باندی سے کہا کہ تیل اور خوشبو وغیرہ لا ہم اس سے اپنی حاجت براری کریں گے۔ عابد سے کہنے لگی کہ اب تجھے زنبیلیں بیچنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ عابد بار بار انکار کرتا رہا۔ کہنے لگی کہ اگر تو یہ کام نہیں کرنا چاہتا تو اس کے بغیر یہاں سے باہر بھی نہیں جا سکتا۔ دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا عابد نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگا کیا تمہارے محل کے اوپر کوئی ضرورت کی جگہ ہے کہنے لگی، ہاں، باندی کو حکم دیا کہ اس کے لیے پانی وغیرہ اوپر لے جا، یہ اوپر چھت کے ایک کونے کی طرف گیا۔ دیکھا کہ محل بہت اونچا ہے کوئی ایسی چیز نہیں جس کے ساتھ لٹک کر نیچے اتر جائے۔ آخر کار اپنے نفس کو خطاب اور عتاب کرنے لگا کہ تو ستر برس سے اپنے رب کریم کی رضا کی طلب میں لگا ہوا ہے۔ رات دن اسی حرص میں گزرتے ہیں تجھ پر آج ایک شام ایسی آئی ہے جو تیری اس تمام محنت کو ضائع کر دے گی۔ واللہ! تجھ سے بڑھ کر کوئی خائن نہ ہوگا۔ اگر یہ شام تیرے اعمال کو فاسد کر گئی۔ آخر اللہ کو کیا منہ دکھائے گا۔ غرض اسی طرح اپنے آپ کو خطاب اور عتاب کرتا رہا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: کہ اس کے بعد جب اس نے بلندی سے کود جانے کا تہیہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو ندا دی، انہوں نے لبیک کہہ کر جواب دیا۔ ارشاد ہوا میرا بندہ میری معصیت اور ناراضگی سے بچنے کے لیے جان کی بازی لگا رہا ہے۔ جا اپنے پروں سے اس کو تھام لے اور اسے ذرا بھی تکلیف نہ ہونے پائے۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر پھیلایا اسے پکڑ کر یوں زمین پر رکھ دیا جیسے ایک مہربان باپ اپنے بیٹے کو رکھتا ہے۔ فرمایا کہ عابد یہاں سے سیدھا گھر گیا۔ زنبیلیں وغیرہ وہیں رہ گئیں سورج غروب ہو رہا تھا۔ بیوی کہنے لگی زنبیلوں کی قیمت کہاں ہے کہنے لگا آج تو ان کا کچھ نہیں ملا کہنے لگی تو آج رات افطار کس چیز سے کریں گے۔ کہنے لگا آج کی رات یوں ہی ذرا صبر سے کاٹ لیں گے۔ پھر

کہنے لگا اُٹھ کر تنور میں آگ جلا دے ہمسائے ہمارے تنور میں آگ نہیں دیکھیں گے تو نا معلوم کیا کچھ خیالات دوڑائیں گے۔ خواہ مخواہ انہیں پریشان کرنا اچھا نہیں۔ بیوی نے اُٹھ کر تنور میں آگ جلا دی۔ خود واپس آ کر بیٹھ گئی۔ ایک پڑوسن آگ لینے کو آئی پوچھا آگ ہے جواب ملا آگے بڑھ کر تنور سے لے لو۔ یہ عورت آگ لے کر واپس ہوئی تو گھر والی سے کہنے لگی بہن تو یہاں بیٹھی باتیں کر رہی ہے۔ ادھر تیری روٹیاں پک چکی ہیں بلکہ جلنے کو ہیں عورت نے اُٹھ کر دیکھا تو تنور بہترین روٹیوں سے بھر رہا تھا۔ عورت نے انہیں برتن میں رکھا اور خاوند کے پاس لے آئی اور کہنے لگی کہ تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ تیرے بلند درجات کی وجہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کہ ہماری باقی عمر خوشحالی اور فراخی میں گزرے۔ عابد کہنے لگا اسی حال پر صبر اچھا ہے مگر عورت کا اصرار بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ عابد نے دعا کرنے کا وعدہ کر لیا۔ آدھی رات کو اُٹھ کر نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگا کہ اے اللہ میری بیوی کا اصرار اور تقاضا ہے کہ اس کو باقی عمر میں خوشحالی اور فراخی عطا فرما۔ اتنے میں چھت پھٹ گئی۔ یاقوت اور موتیوں سے بھری ہوئی طشتری نیچے آئی جس نے تمام گھر جگمگا اٹھا۔ عابد نے بیوی کا پاؤں دبایا جو قریب ہی سو رہی تھی اور کہا کہ اٹھ کر بیٹھ اور جو کچھ مانگتی تھی وہ سنبھال لے عورت بیدار ہو کر کہنے لگی جلدی نہ کر و اس مقصد کے لیے تو تو نے مجھے نہ ہی جگایا ہوتا میں خواب دیکھ رہی تھی۔ سونے کی بہت سی کرسیاں بچھی ہوئی ہیں جو یاقوت اور زبرجد وغیرہ سے مرصع ہیں مگر ان میں سوراخ ہیں میں نے پوچھا یہ کرسیاں کس کی ہیں جواب ملا یہ تیرے خاوند کے بیٹھنے کے لیے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ سوراخ کیا ہیں جواب ملا یہ وہی نقص اور کمزوری ہے جو دنیا کی جلد بازی کی وجہ سے واقع ہوئی ہے تو میں نے کہا کہ میں کسی ایسی چیز کی خواہش نہیں رکھتی جس سے تیری نشست گاہ میں نقص پیدا ہو۔ لہٰذا اپنے رب سے واپسی کی دعا کر لو۔ عابد نے دعا مانگی اور طشتری واپس ہو گئی۔

حکایت نمبر ۴۴ ☆

عبداللہ بن الفرج رحمۃ اللہ کہتے ہیں: کہ میں ایک دن کسی مزدور کی تلاش میں نکلا۔ گھر میں کچھ مرمت کا کام تھا۔ مجھے ایک حسین نوجوان دکھایا گیا جس کے سامنے تیشہ اور زنبیل رکھی تھی۔ میں نے پوچھا کیا رات تک تو میرا کام کرے گا۔ کہنے لگا ہاں میں نے مزدوری پوچھی تو اس نے ایک درہم اور ایک دانق بتائی۔ میں ساتھ لے گیا اور اس نے اس ایک دن میں تین آدمیوں کا کام

کیا میں اگلے روز پھر اس کی تلاش میں نکلا پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ ہفتہ بھر میں صرف فلاں دن کام کرتا ہے۔ میں اسی دن کی انتظار میں رہا اس دن آیا تو اسے بیٹھا ہوا پایا۔ سامنے مزدوری والے ہتھیار و اوزار تھے میں نے پوچھا کام کرو گے کہا ہاں پوچھا مزدوری کتنی۔ کہا ایک درہم اور ایک دانق میں نے چلنے کو کہا وہ ساتھ ہولیا اور آج بھی اس نے اکیلے ہی تین آدمیوں کے برابر کام کیا۔ شام ہوئی تو میں نے دو درہم اور دو دانق دینے کا ارادہ کیا وہ کہنے لگا یہ کیا میں نے کہا کہ دو درہم اور دو دانق کہنے لگا میں نے ایک درہم اور ایک دانق طے کیا تھا تو نے میری مزدوری خراب کر دی۔ اب میں کچھ لینے کا نہیں۔ کہتے ہیں کہ پھر میں نے ایک درہم اور ایک دانق پیش کیا تو اس سے بھی انکار کر دیا۔ میں نے اصرار کیا تو کہنے لگا سبحان اللہ میں لینے سے انکار کرتا ہوں اور تو اصرار کر رہا ہے۔ غرض اسی انکار میں وہ میرے ہاں سے چلا گیا۔ میں گھر آیا تو بیوی کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا کام تو پورا کرا دیا اس شخص نے ایک دن میں تین دن کا کام کر کے دیا اور تو نے اسے یہ صلہ دیا کہ اس کی مزدوری بھی فاسد کر دی۔ کہتے ہیں کہ میں ایک دن اس کی تلاش میں نکلا ادھر اُدھر پوچھنے سے معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے اس کا گھر معلوم کر کے وہاں پہنچا۔ اجازت لے کر اندر گیا۔ وہ پیٹ کے درد میں مبتلا تھا۔ گھر کیا تھا ویرانہ تھا اسی تیشہ اور زنبیل کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ میں نے سلام کہا اس نے جواب دیا میں نے کہا مجھے تجھ سے کچھ کام ہے اور کسی مؤمن کو خوش کرنے کی فضیلت تو جانتا ہی ہے۔ میری خواہش ہے کہ تو میرے گھر پر چلے میں تیری تیمارداری کروں گا کیا تو اسے پسند کرے گا کہنے لگا ہاں مگر میری تین شرطیں ہوں گی میں نے قبول کر لیا۔ کہنے لگا پہلی شرط یہ ہے کہ جب تک میں نہ مانگوں تو مجھے کھانے کو کچھ نہ دے گا میں نے تسلیم کر لیا۔ دوسری یہ کہ فوت ہو جاؤں تو میری اس چادر میں اور جبہ میں دفن کرنا ہو گا۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ کہنے لگا تیسری شرط ذرا سخت ہے۔ وہ پھر بتاؤں گا۔ غرض میں اسے اُٹھا کر تقریباً ظہر کے وقت اپنے گھر لے آیا۔ صبح ہوئی تو اس نے مجھے بلایا میں نے جا کر پوچھا کیا بات ہے کہنے لگا میں اپنی تیسری شرط تجھے بتانا چاہتا ہوں۔ میرا وقت اب قریب آ گیا ہے۔ میرے جبہ کی آستین سے تھیلی نکالو اور کھولو میں نے تھیلی کھولی تو اس میں ایک سبز نگینے کی انگوٹھی تھی۔ کہنے لگا جب میں مر جاؤں اور تو دفن سے فارغ ہو جائے تو یہ انگوٹھی ہارون الرشید امیر المؤمنین کے پاس لے جانا اور کہنا کہ اس انگوٹھی والے کا تجھے یہ پیغام ہے کہ افسوس ہو تجھ پر کہیں اس مستی اور نشہ میں فوت نہ ہو جانا اگر ایسا ہوا تو ندامت اُٹھائی

پڑے گی۔ میں اس کے دفن سے فارغ ہوا تو ہارون الرشید کے سفر کو باہر آنے کا نظم معلوم کیا اور سارا قصہ تحریر کر کے بڑی مشکل سے وہاں تک پہنچا اور اسے پیش کیا اس نے اندر جا کر تحریر پڑھی تو کہا کہ اس خط والے کو بلاؤ۔ میں حاضر ہوا تو اس نے بات پوچھی میں نے وہ انگوٹھی سامنے کر دی جسے دیکھ کر کہنے لگا تجھے یہ کہاں سے ملی۔ میں نے کہا ایک مزدور آدمی سے جو طیان یعنی مٹی کا کام کرنے والا تھا۔ میں نے دیکھا کہ خلیفہ کے آنسو آنکھوں سے نکل کر اس کی داڑھی پر اور داڑھی سے گزر کر اس کے کپڑوں پر پڑ رہے تھے اور وہ زبان سے طیان طیان کا کلمہ دہرا رہا تھا۔ یعنی مٹی کا کام کرنے والا مزدور پھر اس نے مجھے اور بھی قریب کر لیا۔ تو میں نے کہا امیر المؤمنین اس نوجوان نے مجھے ایک پیغام بھی دیا تھا اور کہا تھا کہ انگوٹھی پیش کرنے کے بعد کہنا کہ اس انگوٹھی والے نے سلام کہا ہے اور یہ کہ کہیں اپنی اسی نشہ والی زندگی میں فوت نہ ہو جانا۔ ورنہ ندامت کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ یہ سن کر خلیفہ ایک دفعہ اٹھ کر کھڑا ہوا اور پھر دھڑام سے چٹائی پر گر کر لوٹ پوٹ ہونے لگا اور کہہ رہا تھا اے میرے بیٹے تو نے اپنے ابا کو جیتے جی بھی نصیحت کی اور مر کر بھی۔ میں دل ہی میں سوچ رہا تھا کہ شاید وہ نوجوان امیر المؤمنین کا بیٹا ہوگا مگر مجھے کچھ پتہ نہ تھا۔ خلیفہ دیر تک روتا رہا۔ پھر بیٹھ گیا۔ پانی منگا کر چہرہ وغیرہ دھویا مجھ سے مخاطب ہو کر پوچھا تو اسے کیونکر جانتا ہے۔ میں نے اپنا سارا قصہ بیان کر دیا۔ پھر وہ دیر تک بہت روتا رہا۔ پھر کہنے لگا کہ وہ میرے ہاں پیدا ہونے والا پہلا لڑکا تھا۔ میرے والد نے مجھ سے تذکرہ کیا تھا کہ وہ زبیدہ سے میرا نکاح کرنے والا ہے۔ اِدھر میری نظر ایک عورت پر پڑ گئی جو دل میں بیٹھ گئی۔ میں نے اپنے والد سے چھپ کر اس سے نکاح کر لیا۔ اس کے ہاں یہ بچہ پیدا ہوا۔ میں نے دونوں کو بصرہ بھیج دیا اور اس انگوٹھی کے علاوہ اور بھی بہت سا سامان میں نے ان کو دیا۔ تاکید کی تھی کہ اپنا حال کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ جب سنو کہ میں تخت خلافت پر بیٹھ گیا ہوں تو میرے پاس چلے آنا۔ میں جب تخت خلافت پر بیٹھا تو میں نے خود ان کا پتہ کیا۔ مجھے یہ بتایا گیا کہ وہ دونوں مر چکے ہیں اور یہ تو پتہ ہی نہ چلا کہ وہ لڑکا ابھی زندہ ہے۔ تو نے اسے کہاں دفن کیا ہے۔ میں نے جواب دیا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے قبرستان میں۔ کہنے لگا مجھے تجھ سے ایک کام ہے مغرب ہو چکے تو میرا انتظار کرنا میں بھیس بدل کر آؤں گا۔ میں اس کی قبر پر جانا چاہتا ہوں میں انتظار میں رہا حتی کہ وہ اپنے خدام کے ساتھ نکلا اور آ کر اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ میں اسے نوجوان کی قبر پر لے آیا۔ وہ رات بھر صبح تک روتا رہا اور بار

بار یہی کہتا رہا میرے بیٹے تو تے اپنے ابا کو زندگی میں بھی نصیحت کی اور مر کر بھی۔ اسے دیکھ کر میرا جی بھی بھر آیا۔ میں بھی رونے لگا حتی کہ صبح ہو گئی تو واپس لوٹنے دروازہ پر پہنچ کر مجھ سے کہنے لگا کہ میں نے تیرے لیے دس ہزار درہم کا حکم دے دیا ہے۔ یہ وظیفہ جاری رہے گا میں مرتے ہوئے اپنے ولی عہد کو یہ وصیت کر کے جاؤں گا کہ تیری نسل کے لیے بھی یہ وظیفہ جاری رکھے۔ تیرا مجھ پر حق ہے کیونکہ تو نے میرے بیٹے کو دفن کیا ہے اندر جانے لگا تو پھر کہا کہ میری اس وصیت کا طلوع شمس تک انتظار کرنا۔ میں نے جواباً انشاء اللہ کہا اور وہاں سے چلے آنے کے بعد پھر نہیں گیا۔

حکایت نمبر ۵ ☆

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ حضور ﷺ نے مسلمانوں میں جب بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت سعید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ثعلبہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان یہ برادری قائم ہوئی۔ حضور ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے۔ سعید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ میں چلے گئے۔ اپنے بھائی ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے اہل وعیال میں چھوڑ گئے۔ وہ ان کے لیے لکڑیاں اور پانی وغیرہ اپنی کمر پر لاتے تھے۔ مقصد اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ ایک دن ثعلبہ گھر میں آئے ابلیس آ کر کہنے لگا ذرا پردہ کے پیچھے نظر کرو اور اس نے پردہ اٹھا کر دیکھا تو اپنی بھاوج پر نظر پڑی جو انتہائی حسین وجمیل تھی۔ صبر نہ ہو سکا اور گناہ میں ملوث ہو گیا۔ عورت نے کہا تو نے ہمارے بارے میں اپنے بھائی کی آبرو کی حفاظت نہیں کی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے گیا ہوا ہے۔ ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واویلا کرتے اور اپنی ہلاکت کو پکارتے ہوئے پہاڑ کی طرف بھاگ نکلا اور پکار پکار کر کہنے لگا۔ اے اللہ! تو تو ہی ہے اور میں میں ہوں بار بار مغفرت فرمانا تیرا شیوہ ہے اور بار بار گناہوں اور خطاؤں کا کرنا میری عادت ہے۔ آنحضرت ﷺ غزوہ سے واپس تشریف لائے تو سب بھائیوں نے اپنے بھائیوں کا استقبال کیا مگر سعید کے بھائی ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا استقبال نہ کیا وہ سیدھے گھر آئے اور بیوی سے پوچھنے لگے کہ ہمارے اللہ کے نام پر بننے والے بھائی کا کیا حال ہے۔ عورت نے جواب دیا اس سے گناہ ہو گیا ہے جس پر وہ پہاڑ کی جانب بھاگ گیا ہے۔ سعید اپنے اس بھائی کی تلاش میں نکلا۔ اسے دیکھا کہ منہ کے بل سر پر ہاتھ رکھے پڑا ہے اور پکار پکار کر کہہ رہا ہے ہائے میری ذلت۔ اس شخص کی ذلت جس نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے۔ سعید

کہنے لگا میرے بھائی ذرا بتا تیرا یہ حال کیوں ہو رہا ہے ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں تیرے ساتھ نہیں اُٹھوں گا جب تک کہ تو میرے ہاتھوں کو گردن کے پیچھے یوں نہ باندھے جیسے کہ ایک ذلیل غلام کو اس کے آقا کی خدمت میں لایا جاتا ہے۔ اس نے یوں ہی کیا اور ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خمصانہ نامی ایک بیٹی تھی وہ بھی ساتھ چلنے لگی اور اپنے والد کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر لے آئی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں نے اپنے ایک بھائی کی بیوی کے ساتھ ملوث ہو گیا ہوں جو اللہ کی راہ میں جہاد پر گیا ہوا تھا۔ کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے میرے پاس سے دفع ہو جا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اُٹھ کر تجھے بالوں سے پکڑ لوں چل نکل یہاں سے تیری کوئی توبہ نہیں۔ یہ نکل کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گیا۔ اور اپنا وہی سوال دہرایا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے میرے پاس سے چلا جا کہیں اپنی آگ کے ساتھ مجھے بھی نہ جلا دینا۔ میرے خیال میں تیری توبہ کبھی بھی قبول نہ ہو گی۔ یہ وہاں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور اپنا سوال پیش کیا۔ وہ بھی کہنے لگے یہاں سے چلا جا۔ تیرے لیے توبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہاں سے نکل کر ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی اور بیٹی سے کہنے لگے کہ ان حضرات نے تو مجھے مایوس کر دیا ہے مگر مجھے امید ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے مایوس نہیں فرمائیں گے۔ چنانچہ اپنی بیٹی کے ساتھ درِ اقدس پر حاضر ہوا۔ آنحضرت ﷺ اس کو بندھا ہوا دیکھ کر فرمانے لگے تو نے مجھے جہنم کے طوق اور زنجیریں یاد دلا دی ہیں یہ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان میں اپنے بھائی کی بیوی سے ملوث ہو گیا ہوں وہ جہاد پر گیا ہوا تھا۔ کیا میری توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے۔ ارشاد ہوا میرے خیال میں تیری کوئی توبہ نہیں لہٰذا یہاں سے چلا جا۔ اب بیٹی نے بھی صاف کہہ دیا ابا جب تک حضرت محمد ﷺ اور ان کے اصحاب تجھ سے راضی نہیں ہو جاتے تو تو میرا باپ نہیں، میں تیری بیٹی نہیں۔ ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر پہاڑ کی طرف چیخ و پکار کرتا ہوا بھاگ گیا۔ چیخ چیخ کر کہنے لگا۔ میرے اللہ میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا وہ مجھے مارنے کو تیار ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اس نے ڈانٹ کر نکال دیا۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اس نے بھی بھگا دیا۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے بھی مجھے مایوس کر دیا۔ میرے مولا تو میرے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہے۔ میری دعا پر تو ''ہاں'' کا جواب

دے گا یا ''نہیں'' کا۔ اگر تو نے بھی ''نہیں'' کہہ دیا تو ہائے میری ہلاکت میری بدبختی اور ندامت اور اگر تیری طرف سے ''ہاں'' ہو گئی تو میری سعادت ہو گی۔ راوی کہتا ہے کہ آسمان سے فرشتہ حضور ﷺ کی خدمت میں یہ پیغام لے کر آیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مخلوق کو آپ نے بنایا ہے یا میں نے آپ نے جواب دیا کہ میرے آقا آپ نے ہی بنایا ہے۔ فرشتے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کو مغفرت کی بشارت سنا دو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کون لائے گا۔ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہو گئے کہ ہم لاتے ہیں۔ حضرت علی اور سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہوئے کہ ہم لائیں گے۔ آپؐ نے ان دونوں حضرات کو فرمادیا یہ دونوں نکلے اور اس سمت کا رخ کیا جدھر کو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گیا تھا۔ چلتے چلتے مدینہ کا ایک چرواہا ملا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تو نے رسول اللہ ﷺ کا صحابی دیکھا ہے چرواہا بولا۔ غالباً تم اس کا پتہ پوچھ رہے ہو جو جہنم کے ڈر سے بھاگا پھرتا ہے۔ دونوں نے کہا ہاں وہی۔ ذرا ہمیں اس کا ٹھکانہ بتاؤ وہ کہنے لگا کہ جب رات چھا جاتی ہے تو وہ اس وادی میں اس درخت کے نیچے آتا ہے اور پکار پکار کر کہتا ہے۔ ہائے میری ذلت و رسوائی ایسے شخص کی جس نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے۔ یہ دونوں ٹھہر گئے۔ رات چھا گئی تو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس درخت کے نیچے آیا اور سجدہ میں گر کر رونے لگا۔ رونے کی آواز سنی تو حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر کہا ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کھڑا ہو۔ رب العلمین نے تیری مغفرت کر دی۔ یہ کہنے لگا تم میرے محبوب حضرت محمد ﷺ کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو۔ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا جس حال میں اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور تجھے پسند ہے۔ اِدھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کی اقامت کہی اور یہ حضرات ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر مسجد میں داخل ہوئے اور آخری صف میں کھڑا کر دیا۔ حضور ﷺ نے قراءت میں ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ پڑھا۔ تو اس نے ایک چیخ ماری اور جب آپؐ نے ﴿حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ پڑھا تو دوسری چیخ ماری اور دنیا سے رخصت ہو گیا۔ حضور ﷺ نماز سے فارغ ہو کر ثعلبہ کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا سلمان اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا دو سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور ﷺ یہ تو رخصت ہو چکا ہے۔ ادھر بیٹی آ کر حضور ﷺ سے اپنے باپ کا حال پوچھنے لگی اور شوق ملاقات کا اظہار کیا۔ آپؐ نے مسجد میں داخل ہونے کو فرمایا وہ داخل ہوئی تو دیکھا کہ والد کی لاش کپڑے سے ڈھانکی پڑی ہے۔

اس نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور پکار کر حسرت وغم کا اظہار کرنے لگی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا خصاصہ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں تیرا والد بن جاؤں اور فاطمہ تیری بہن ہو وہ عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ میں راضی ہوں۔ ثعلبہ کا جنازہ اٹھا تو حضور ﷺ جنازہ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ قبر کے قریب پہنچے تو پنجوں کے بل چلنے لگے واپسی پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ پورے قدم کی بجائے پنجوں پر کیوں چل رہے تھے۔ ارشاد فرمایا عمر! جنازہ کے ساتھ فرشتوں کی اتنی کثیر تعداد تھی کہ قدم رکھنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہے کہتے ہیں: کہ اسی قصہ کے متعلق قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ......﴾

''اور وہ لوگ کہ کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ یا برا کام کریں اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے گناہ بخشنے والا سوا اللہ کے۔ اور اڑتے نہیں اپنے کیے پر اور وہ جانتے ہیں۔ اور انہی کی جزا ہے بخشش ان کے رب کی اور باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ ان باغوں میں اور کیا خوب مزدوری ہے کام کرنے والوں کی۔''

حکایت نمبر ۶، ابلیس کی موت کا منظر ☆

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جانے کا ارادہ تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا حلقہ ہے اور حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو حدیث سنا رہے ہیں۔ فرما رہے تھے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو کہنے لگے یا اللہ مجھے مردہ دیکھ کر میرا دشمن خوشیاں منائے گا۔ جب کہ اسے ایک طویل مدت کے لیے مہلت ملی ہوئی ہے جواب آیا اے آدم تو جنت میں چلا جائے گا اور وہ ملعون اپنی مدت کے خاتمہ تک باقی رہے گا اور تمام اولین و آخرین کی موتوں کی تعداد کے بقدر اسے تکلیف اٹھانی پڑے گی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا کہ شیطان کی موت کی کچھ کیفیت بتائیے۔ جب فرشتے نے اس کی موت کی کیفیت بتانی شروع کی تو آدم علیہ السلام......

((رَبِّ حَسْبِیْ حَسْبِیْ))

''کہ اے اللہ بس اتنا ہی کافی ہے۔''

پکار اٹھے۔اس سے لوگوں میں ایک شور مچ گیا اور سبھی کہنے لگے اے ابو اسحاق اللہ تم پر رحم فرمائے۔ ذرا وہ کیفیت ہمیں بھی سنائیں۔انہوں نے انکار کیا مگر لوگوں نے اصرار کیا تو فرمانے لگے کہ جب دنیا کا آخری وقت ہوگا اور نفخہ کا وقت قریب ہو جائے گا۔لوگ اپنے بازاروں میں باہم تجارت میں جھگڑوں میں اور بات چیت میں لگے ہوں گے کہ ایک بہت بڑا دھماکہ ہوگا۔جس سے نصف مخلوق بے ہوش ہو جائے گی اور تین دن تک افاقہ نہ ہوگا اور باقی آدھے لوگ اپنی عقلیں کھو بیٹھیں گے اور بدحواسی کے عالم میں کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے۔جیسے بکری، بھیڑیے کو دیکھ کر بدحواس ہو جاتی ہے اسی گھبراہٹ اور بدحواسی کے اثناء میں ایک اور انتہائی سخت اور شدید آواز بجلی کی کڑک کی مانند سنائی دے گی۔جس سے روئے زمین پر کوئی جاندار باقی نہ رہے گا۔دنیا فنا ہو جائے گی آدمی، جن، شیطان اور دیگر جانور سب ختم ہو جائیں گے۔یہ تھی وہ مہلت جو اللہ تعالیٰ اور ابلیس کے مابین طے شدہ تھی۔پھر اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائیں گے میں نے تیرے لیے اولین اور آخرین کی تعداد کے موافق معاون پیدا کیے تمام اہل زمین اور اہل آسمان کے برابر قوت ایک تیرے اندر پیدا کی آج میں تجھے غیظ وغضب کا مکمل لباس پہنا کر اپنے غضب وجلال کے ساتھ اپنے مردود وملعون ابلیس کی طرف بھیج رہا ہوں۔آج اسے موت کا مزہ چکھا، اولین اور آخرین جن اور انسانوں کی موتوں کی تمام تلخیاں بلکہ اس سے کئی گنا زائد تلخی اس پر ڈال اور فرشتوں کی جماعت زبانیہ میں سے ستر ہزار کی تعداد کو اپنے ساتھ لے جا کر سب کے سب غیظ و غضب سے بھرے ہوئے ہوں ہر ایک کے پاس شعلہ بار آگ کی زنجیروں میں سے ایک ایک زنجیر ہو۔اور اسی شعلہ زن آگ کی کنڈیوں میں سے ستر ہزار کنڈیوں کے ساتھ اس کی گندی اور بدبودار روح کو باہر کھینچ اور دوزخ کے داروغہ مالک کو آواز دے کہ وہ دوزخ کے دروازے کھول دے چنانچہ ملک الموت ایسی بھیانک شکل وصورت میں آئے گا کہ اگر ساتوں آسمانوں اور زمین والے اسے دیکھ پائیں تو اس کی ہیبت ہی سے سب کے سب پگھل کر رہ جائیں گے۔ملک الموت جب ابلیس کے پاس پہنچے گا اور اسے ایک ڈانٹ پلائے گا تو وہ بے ہوش ہو جائے گا۔یوں خراٹے بھرنے لگے گا کہ اگر مشرق ومغرب والے سن پائیں تو ان خراٹوں کی بھیانک آواز ہی سے بے

ہوش ہو جائیں گے۔ ملک الموت کہے گا او خبیث ذرا ٹھہر جا۔ آج میں تجھے اتنے لوگوں کی موتوں کے بقدر مزہ چکھاؤں گا۔ جتنوں کو تو نے گمراہ کیا۔ کس قدر عمر تھی جو تجھ کو ملی۔ کتنے قرن اور زمانے کے لوگوں کو تو نے گمراہ کیا اور تیرے کس قدر ساتھی ہیں جو جہنم میں پڑے ہوئے ہیں اور تیری رفاقت کے منتظر ہیں۔ یہی وہ وقت ہے جو تیرے رب اور تیرے درمیان طے شدہ تھا۔ اب بھاگ کر کہاں جاتا ہے وہ ملعون مشرق کی طرف بھاگے گا مگر ملک الموت کو سامنے پائے گا۔ وہ سمندروں میں غوطہ لگائے گا۔ تو وہ اسے قبول نہیں کریں گے۔ بلکہ باہر پھینک دیں گے اور ملک الموت وہاں بھی موجود ہوگا۔ غرض کل روئے زمین پر بھاگا پھرے گا اور اسے کوئی پناہ گاہ اور نجات کی صورت دکھائی نہ دے گی۔ بلکہ وسط زمین میں حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کے پاس آ کر کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا اے آدم میں تیری وجہ سے ملعون و مردود ہوا۔ اے کاش! تو پیدا ہی نہ ہوتا۔ پھر ملک الموت سے کہے گا کہ تو مجھے کس پیالہ سے پلانا چاہتا ہے یعنی عذاب کی کس شکل میں مبتلا کر کے میری روح قبض کرے گا۔ ملک الموت جواب دے گا اہل لظی کے پیالہ سے یعنی اہل نار کے عذاب کی مثل اور اہل سقر کے پیالہ سے اور اہل جہنم کے پیالہ سے بلکہ ان سے کئی گنا زیادہ شدت اور سختیوں کے ساتھ۔ لظی، سقر جہنم وغیرہ دوزخ کے طبقات ہیں اور ابلیس اس وقت کبھی مٹی میں لوٹتا ہوگا اور کبھی چیخ مارے گا۔ کبھی مشرق سے مغرب اور کبھی مغرب سے مشرق کو بھاگے گا۔ حتی کہ جب اس مقام پر آئے گا جہاں پر ملعون ہو کر پہلے دن اترا تھا۔ وہاں زبانیہ فرشتوں نے کنڈیاں لگا رکھی ہوں گی اور زمین ایک انگارے کی طرح ہوگی اور فرشتے اس کا احاطہ کر لیں گے اور ان کنڈیوں سے اسے چوکے دیں گے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا وہ اس عذاب اور نزع کے عالم میں رہے گا اور حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کو کہا جائے گا ذرا اپنے دشمن کو ایک نظر دیکھ لو۔ اور اس عذاب کو بھی جس میں وہ مبتلا ہے اور موت کی تلخیوں کا مزہ چکھ رہا ہے۔ یہ دونوں دیکھیں گے کہ عذاب کی انتہائی شدت اور موت کے عالم میں پھنسا ہوا ہے۔ تو دونوں بیک زبان کہہ اٹھیں گے اے ہمارے پروردگار تو نے ہم پر اپنے احسان کی انتہا کر دی۔

حکایت نمبر ۷☆

عبدالواحد زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں اپنی اسی مجلس میں بیٹھا تھا۔ جہاد پر جانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہہ رکھا تھا کہ پیر کی صبح کو چلنے کے لیے تیار

رہیں ایک آدمی نے اسی مجلس میں

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾

''کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔''

والی آیت پڑھ دی۔ ایک پندرہ سال کے لگ بھگ نوعمر لڑکا اٹھ کے کھڑا ہو گیا اس کا والد فوت ہو چکا تھا اور بہت سا مال ورثہ میں چھوڑ کر گیا تھا۔ کہنے لگا عبدالواحد! کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں سے جنت کے عوض ان کے مال و جان کا سودا کر لیا ہے میں نے کہا ہاں! میرے پیارے کہنے لگا عبدالواحد میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا نفس اور مال جنت کے عوض بیچ دیا ہے۔ میں نے کہا تلوار کی دھار بڑی سخت ہے تو ابھی بچہ ہے خطرہ ہے کہ صبر نہ کر سکے اور اس بیع سے عاجز رہ جائے۔ کہنے لگا عبدالواحد یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنت کا سودا کروں اور پھر عاجز رہ جاؤں۔ میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سودا کر لیا ہے۔ فرماتے ہیں: کہ یہ باتیں سن کر ہمیں اپنے آپ سے شرم آنے لگی کہ ایک بچے کے یہ جذبات ہوں اور ہم اس سے بھی پیچھے رہ جائیں۔ نوجوان نے ایک گھوڑا اور ہتھیار اور کچھ زادِ راہ چھوڑ کر باقی سب مال صدقہ کر دیا کوچ کا دن آیا تو سب سے پہلے وہی پاس آیا اور آ کر السلام علیک یا عبدالواحد کہا میں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ تیری بیع نفع لائے گی۔ ہم نے کوچ کیا نوجوان دن بھر روزے رکھتا اور رات کو عبادت کر کے ہماری خدمت کرتا جانوروں کو چرنے کے لیے لے جاتا ہم سو رہتے تو وہ پہرہ دیتا۔ اسی طرح سے ہم روم کے علاقہ میں پہنچ گئے۔ ایک دن بیٹھے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ نوجوان چلا آ رہا ہے اور بآوازِ بلند ((وَاشَوْقَاهُ اِلَى الْعَيْنَاءِ الْمَرْضِيَةِ)) کا کلمہ پکار رہا ہے کہ ہائے میرے عیناء مرضیہ کے شوق، میرے ساتھی یہ حال دیکھ کر کہنے لگے کہ نوجوان کسی وسوسہ میں مبتلا ہو گیا ہے۔ یا عقل کھو بیٹھا ہے۔ اتنے میں وہ قریب آ گیا اور کہنے لگا اے عبدالواحد میرا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اور عیناء مرضیہ کا شوق غالب آ چکا ہے۔ میں نے پوچھا میرے عزیز عیناء مرضیہ کیا ہے۔ اس نے کہا میں نیند میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آ کر مجھے کہہ رہا ہے کہ چل تجھے عیناء مرضیہ کے پاس لے چلوں۔ پلک جھپکنے میں وہ مجھے ایک باغ میں لے گیا۔ جہاں ایک نہر تھی۔ جس کا پانی شفاف اور تازہ تھا۔ نہر کے کنارے کچھ لڑکیاں تھیں جن کے لباس اور

زیورات کی کیفیت میں بیان نہیں کرسکتا۔ مجھے دیکھا تو بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں یہ عیناء مرضیہ کا خاوند آیا ہے میں نے انہیں سلام کیا اور پوچھا کیا تم میں عیناء مرضیہ ہے کہنے لگیں نہیں ہم تو اس کی خدام اور باندیاں ہیں۔ آگے چلے جاؤ میں آگے بڑھا تو ایک نہر دودھ کی جاری تھی جس کے ذائقہ میں ذرا تبدیلی نہ آئی تھی۔ ایسے باغ میں بہہ رہی تھی جس میں زیب وزینت کا پورا سامان موجود تھا۔ وہاں پر ایسی لڑکیاں تھیں جن کے حسن وجمال کو دیکھ کر میں فریفتہ ہوگیا۔ وہ بھی مجھے دیکھ کر کہنے لگیں کہ یہ آنے والا شخص واللہ عینا مرضیہ کا خاوند ہے، میں نے سلام کے بعد ان سے پوچھا کیا تم میں عینا مرضیہ ہے سلام کا جواب دینے کے بعد وہ بولیں اے اللہ کے ولی ہم تو اس کی باندیاں اور خدمت گزار ہیں۔ آپ آگے چلیں جائیں۔ میں آگے بڑھا تو شراب کی ایک نہر جاری تھی۔ وہاں پر ایسی لڑکیاں دیکھنے میں آئیں کہ میں پہلی سب لڑکیوں کو بھول گیا۔ میں نے انہیں سلام کہا اور پوچھا کیا تم میں عینا مرضیہ ہے۔ وہ بولیں نہیں ہم تو اس کی کا خادمہ اور لونڈیاں ہیں۔ آپ آگے جائیں میں آگے بڑھا تو ایک اور نہر تھی جس میں صاف شفاف شہد جاری تھا اور باغیچہ میں پیکر حسن وجمال اور ایسی منور لڑکیاں تھیں کہ مجھے پچھلا سب کچھ بھول گیا۔ انہیں بھی میں نے سلام کہا اور پوچھا کیا تم میں عینا مرضیہ ہے۔ کہنے لگیں اے اللہ کے ولی ہم تو اس کی باندیاں ہیں۔ آپ ذرا آگے جائیے۔ میں آگے بڑھا تو اپنے کو ایک خول دار موتی کے خیمے کے پاس پایا۔ اس کے دروازے پر ایک لڑکی تھی جس کے لباس اور زیورات کی جھلک حد بیان سے باہر ہے۔ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور پکار کر کہنے لگی اے عینا مرضیہ یہ تیرا خاوند آ گیا ہے۔ میں آگے بڑھا اور خیمے میں داخل ہوگیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک سنہری تخت پر بیٹھی ہوئی ہے جو یاقوت اور موتیوں سے مرصع ہے میں دیکھتے ہی اس میں کھو گیا وہ بولی اے رحمٰن کے ولی مرحبا ہو ہمارے ہاں تشریف لانے کا تیرا وقت اب قریب آ گیا ہے۔ میں نے اس سے معانقہ کرنا چاہا مگر وہ کہنے لگی ذرا ٹھہرو ابھی معانقہ کا وقت نہیں آیا ابھی تیری دنیوی زندگی کے کچھ سانس باقی ہیں بس آج رات تو ہمارے پاس آ کر ہی انشاء اللہ افطار کرے گا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ عبدالواحد اب میرے لیے صبر کی گنجائش نہیں ہے۔ عبدالواحد کہتے ہیں کہ ہماری گفتگو ابھی جاری ہی تھی کہ دشمن کا ایک لشکر سامنے آ گیا۔ ہم نے ان پر حملہ کیا۔ نوجوان بھی ساتھ تھا۔ میں نے دشمن کے نو آدمی شمار کیے جنہیں اس نوجوان نے جہنم رسید کیا۔ اسکے بعد اس نے خود بھی جام شہادت نوش کیا۔ میں اسکے

پاس سے گزرا تو وہ خون میں لت پت تھا۔ منہ بھر کے ایک قہقہہ لگایا اور دنیا سے رخصت ہو گیا۔

جریج راہب کی حکایت ☆

یزید بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جریج راہب اگر فقیہ ہوتا تو اسے یہ ضرور معلوم ہوتا کہ ماں کے بلانے پر لبیک کہنا اللہ تعالیٰ کی عبادت سے افضل تھا۔ نیز کہتے ہیں کہ میں نے کسی شخص سے جریج راہب کا قصہ سنا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کا ایک راہب تھا۔ اپنے گرجا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہتا ایک دن نماز میں تھا کہ اس کی والدہ آئی اور یا جریج کہہ کر اسے آواز دی۔ یہ نماز میں تھا جواب نہ دیا وہ ناراض ہو کر کہنے لگی اللہ کرے تجھے زانی عورتوں سے پالا پڑے۔ اسی آبادی میں ایک عورت رہتی تھی وہ کسی ضرورت کے لیے باہر نکلی ایک چرواہے نے اسے پکڑ لیا اور جریج کے گرجا کے قریب ہی کہیں اس سے بدکاری کر لی۔ عورت کو حمل ٹھہر گیا۔ بستی والوں کے ہاں زنا کا معاملہ بڑا سنگین سمجھا جاتا تھا۔ اس عورت کا قصہ بھی چلتے چلتے عام ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس نے بچہ جنا تو بادشاہ کو یہ خبر پہنچی کہ فلاں عورت نے زنا کا بچہ جنم دیا ہے۔ اس نے عورت کو بلا کر پوچھا کہ یہ کس کا بچہ ہے۔ وہ کہنے لگی جریج راہب کا ہے۔ اس نے میرے ساتھ زنا کیا ہے۔ بادشاہ نے راہب کی طرف سپاہی بھیجے وہ نماز میں تھا۔ سپاہیوں نے آواز دی مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ بالآخر وہ کدالیں لے آئے اور اس کا گرجا مسمار کر دیا۔ خود اس کو گلے میں رسی ڈال بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ کہنے لگا تو عابد بن کر لوگوں کی عزتیں لوٹتا ہے اور حرام کاری کا مشغلہ رکھتا ہے۔ راہب حیران ہو کر بولا میں نے کیا کیا ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا تو نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے راہب نے کہا بالکل غلط ہے۔

میں نے نہیں کیا لوگوں نے اس کا سچ نہ مانا اس نے قسم کھائی مگر لوگوں نے پھر بھی اس کا اعتبار نہ کیا یہ کہنے لگا مجھے اپنی والدہ کے پاس لے چلو۔ وہ اسے اس کی والدہ کے پاس لے آئے راہب کہنے لگا اماں تو نے اللہ تعالیٰ سے میرے لیے بددعا کی تھی۔ جو مقبول ہوئی اب یہ بھی دعا کر تا کہ اللہ تعالیٰ تیری دعا کی برکت سے اس آفت کو مجھ سے ٹال دے۔ ماں نے دعا مانگتے ہوئی کہا اے اللہ! اگر واقعی جریج کو میری دعا کی وجہ سے یہ گرفت ہوئی ہے تو اسے اب نجات عطا کر دے۔ اس کے بعد جریج بادشاہ کے پاس واپس آیا آ کر کہنے لگا۔ وہ عورت کہاں ہے اور بچہ کہاں ہے۔

لوگ عورت اور بچے کو لے آئے۔ اب بھی عورت نے لوگوں کے پوچھنے پر یہی کہا کہ یہ جریج ہی کا کام ہے۔ جریج نے بچے کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اس ذات برحق کی قسم جس نے تجھے پیدا کیا ہے یہ بتا کہ تیرا باپ کون ہے۔ بچے نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بول کر بتایا کہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ یہ سن کر عورت نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کرلیا۔ واقعی راہب سچا اور میں جھوٹی ہوں۔ میرے ساتھ یہ کام چرواہے نے کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ بچہ ابھی اس عورت کے پیٹ میں ہی تھا راہب نے عورت سے پوچھا کہ تیرے ساتھ یہ قصہ کہاں پیش آیا کہنے لگی تیرے درخت کے نیچے یہ درخت گرجا کے پاس ہی تھا۔ راہب نے کہا مجھے اس درخت کے پاس لے چلو یہاں آ کر اس نے درخت سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے درخت میں تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا ہے یہ پوچھتا ہوں کہ اس عورت کے ساتھ کس شخص نے زنا کیا ہے درخت کی ایک ایک شاخ نے جواب دیا کہ بھیڑوں کے چرواہے نے، پھر اس نے عورت کے پیٹ پر انگلی رکھی اور کہا بچے بتا تیرا باپ کون ہے بچے نے ماں کے پیٹ سے آواز دی کہ میرا باپ بھیڑوں کا چرواہا ہے یہ ماجرا دیکھ کر بادشاہ نے جریج راہب سے معذرت چاہی اور کہنے لگا اجازت ہو تو میں تیرا گرجا سونے کا بنادوں۔ راہب نے انکار کیا تو کہنے لگا چاندی کا بنا دیتا ہوں۔ جریج نے کہا بس مٹی ہی کا بنا دیا جائے جیسا کہ پہلے بنا ہوا تھا۔ چنانچہ مٹی کا بنا دیا گیا۔

شیر خوارگی میں کلام کرنے والے بچے ☆

مہاجر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہ صرف چار بچوں نے شیر خوارگی کے زمانہ میں کلام کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اور خندق والا بچہ جریج راہب کے قصہ والا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے گواہی دینے والا بچہ جس کا ذکر ﴿شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا﴾ والی آیت میں ہے:

((وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَاتُهٗ وَسَلَامُه عَلٰى اَشْرَفِ الْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِه وَاَصْحَابِه وَاَزْوَاجِه وَذُرِّيَّتِه اَجْمَعِيْنَ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ))

اٰمِيْنَ۔

باب : ۹۵

کچھ دُعائیں اور تسبیحات

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جو شخص بیس آیات پڑھا کرے میں ضمانت دیتا ہوں کہ وہ ہر سرکش شیطان، ظالم سلطان، تعدی کرنے والے چور اور نقصان پہنچانے والے درندے کے شر سے محفوظ رہے گا۔

آیت الکرسی، تین آیتیں سورۂ اعراف کی، دس آیتیں سورۂ صافات کے شروع کی۔ دس آیتیں سورۃ الرحمٰن کی یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ سے لے کر فَلَا تَنْتَصِرٰنِ تک، تین آیتیں سورۂ حشر کے آخر کی هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ...... سے آخر تک۔

آیت الکرسی ☆

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾

سورۂ اعراف کی تین آیات ☆

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾

سورہ صافات کی دس آیات☆

﴿وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾

سورہ رحمٰن کی تین آیات☆

﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ﴾

سورہ حشر کی آخری تین آیات☆

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

ایک یہودی کی حکایت☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں: کہ شام میں ایک یہودی رہتا تھا۔ وہ ہفتہ کے دن تورات کی تلاوت کیا کرتا۔ ایک دفعہ تورات کھولی تو اس میں چار مقام پر حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف دیکھی۔ یہودی نے وہ جگہ کاٹ کر جلا دی۔ اگلے ہفتہ پھر تورات کھولی تو آٹھ جگہوں پر حضور ﷺ کی تعریف اور توصیف کا ذکر پایا۔ اس نے یہاں سے بھی کاٹ کر جلا دیا۔ تیسرے ہفتہ تورات کھولی تو یہی تذکرہ بارہ جگہ موجود پایا۔ یہودی سوچنے لگا کہ اگر میں

یونہی کرتا رہا تو ساری کی ساری تورات اس تذکرہ سے پر ہو جائے گی۔ اپنے ساتھیوں سے پوچھنے لگا۔ محمد ﷺ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک جھوٹا شخص ہے (معاذ اللہ) بہتر یہی ہے کہ تو اسے دیکھے نہ وہ تجھے دیکھے۔ یہودی کہنے لگا کہ موسیٰ علیہ السلام کی تورات کی قسم مجھے اس کی زیارت سے نہ روکو۔ ساتھیوں نے اجازت دے دی یہ اپنی سواری پر سوار ہوا اور رات دن منزل بمنزل چلتا رہا۔ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا تو سب سے پہلے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ بہت خوبصورت دیکھ کر سمجھا کہ حضور ﷺ یہی ہیں۔ حالانکہ آپ کو اس دنیا سے سفر کئے تین دن ہو چکے تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی بات سے رو دیئے اور کہا کہ میں تو ان کا خادم اور غلام ہوں۔ وہ بولا پھر آپ کہاں ہیں اب سلمان رضی اللہ تعالیٰ سوچنے لگے۔ اگر وصال کی خبر سناتا ہوں تو یہ واپس ہو جائے گا اگر یہ کہہ دوں کہ موجود ہیں تو جھوٹ ہوگا۔ بالآخر کہنے لگے میں تجھے حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے چلتا ہوں۔ مسجد میں آئے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے سب غم کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ یہودی یہ سمجھ کر کہ حضور ﷺ ان میں ضرور موجود ہوں گے۔ السلام علیک یا محمد کا کلمہ پکارا جس سے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ایک کہرام مچ گیا۔ اور سب آہ و بکا کرنے لگے اور اس سے پوچھنے لگے تو کون ہے؟ جس نے ہمارا زخم تازہ کر دیا ہے۔ کوئی اجنبی شخص معلوم ہوتا ہے۔ شاید تجھے یہ معلوم نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تین روز پہلے وصال ہو چکا ہے۔ یہ سن کر وہ یہودی چیخنے لگا۔ ہائے میرا غم ہائے میرے سفر کی ناکامی اے کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور جن ہی دیا تھا تو کاش میں تورات نہ پڑھتا اور وہ بھی پڑھی تھی تو کاش آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف پر نظر نہ پڑتی۔ اگر یہ بھی ہو گیا تھا تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہی نصیب ہو جاتی۔ پھر کہنے لگا۔ کیا یہاں پر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں جو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور حلیہ مبارک کا تعارف کرائیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا میرا نام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے وہ بولا میں نے تیرا نام بھی تورات میں دیکھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلیہ مبارک بیان کرنا شروع کیا کہ آپ نہ حد سے زیادہ لمبے اور نہ ہی زیادہ چھوٹے تھے، سر مبارک گولائی پر تھا۔ پیشانی کشادہ آنکھوں کی سیاہی خوب سیاہ تھی، پلکیں ذرا دراز تھیں۔ ہنسی کے وقت دانتوں سے نورانی شعاع نکلتی

تھی۔ سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ ہتھیلیاں پر گوشت تھیں، قدموں کے تلوے قدرے گہرے تھے۔ بدن کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔ مثلاً کہنیاں اور گھٹنے آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

یہودی کہنے لگا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نے جو کچھ بتایا صحیح بتایا تورات میں آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف اسی طرح موجود ہے۔ حضور ﷺ کا کوئی کپڑا ہو تو میں سونگھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا ہاں۔ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاؤ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہو کہ اپنے ابا کا یعنی رسول اللہ ﷺ کا جبہ ذرا بھیج دو۔ سلمان دروازے پر آئے اور آواز دی اے فخر الانبیاء کے دروازے اے زین الاولیاء کے دروازے اندر حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما رو رہے تھے۔ لہٰذا دروازہ کو کھٹکھٹانا پڑا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز آئی یتیموں کا دروازہ کون کھٹکھٹا رہا ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا نام بتایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام دیا۔ وہ روتے ہوئے بولیں میرے ابا کا جبہ کون پہنے گا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے سارا قصہ سنایا آپ جبہ نکال لائیں جو سات جگہ سے کھجور کے ریشہ کے ساتھ سلا ہوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ کر سونگھا پھر دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر یہودی پکڑ کر سونگھنے لگا۔ اور کہتا تھا واہ کیسی عمدہ خوشبو ہے۔ پھر قبر شریف پہ حاضر ہوا آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگا اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو واحد ہے یکتا و یگانہ ہے کائنات تیری نیاز مند اور تو بے نیاز ہے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ اس قبر شریف والا تیرا حبیب ہے۔ جو کچھ اس نے فرمایا میں اس سب کی تصدیق کرتا ہوں اور اس پر ایمان لاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر میرا سلام تیری بارگاہ میں قبول ہے تو میری روح ابھی قبض کر لے۔ یہ کہہ کر وہیں گر کر جان دے دی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے غسل دیا اور جنت البقیع میں اسے دفن کروایا رَحِمَهُ اللّٰه تَعَالٰی وَحَشَرنَا فِی زُمْرَةِ الصَّالِحِیْن۔ آمین۔

الحمد لله الذی بین الرشد من الغی، ولم یفرط فی الکتاب من شیء، بهرت عظمة العقول، واضاءت دلائل وحدانیته حنادس الأوهام فما لها من أفول والصلوة والسلام علی رسوله الصادق الأمین، سیدنا و

مولانا محمد الذی جاء بالحق المبین، فأرشد الخلق لدین الحق، واوضح ماخفی علی الغافلین وعلی آله وأصحابه الذین احرزوا قصب السبق فی تنبیه الغافلین، وجاهدوا فی اللّٰه حق جهاده فأورثهم فرادیس جناته ونعم اجر العاملین، رضی اللّٰه تعالی عنهم وأرضاهم، ورزقنا بفضله واحسانه رضاه ورضاهم.

بعون اللّٰه وتوفیقه ثم تمت ترجمة کتاب"تنبیہ الغافلین" للفقیة أبواللیث سمرقندی رحمة اللّٰه علیه بعد صلوة العصر یوم السبت ٢٢/ رمضان ١٤٢٥ھ.